سعُودی عرَب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659
E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com
Website: www.darussalam.com

الریاض العلیا۔ فون: 4614483 01 فیکس: 4644945 ● الملز فون: 4735220 01 فیکس: 4735221 ● سویلم فون: 2860422 01
● مندوب الریاض: موبائل: 0503459695-0505196736 ● قصیم (بریدہ): فون/فیکس: 3696124 06 موبائل: 0503417156
● مکہ مکرمہ: موبائل: 0502839948-0506640175 ● مدینہ منورہ فون: 8234446 04 فیکس: 8151121 موبائل: 0503417155
● جدہ فون: 6879254 02 فیکس: 6336270 ● الخبر فون: 8692900 03 فیکس: 8691551
● ینبع البحر فون/فیکس: 3908027 04 موبائل: 0500887341 ● خمیس مشیط فون/فیکس: 2207055 07 موبائل: 0500710328

شارجہ فون: 5632623 6 00971 امریکہ ● ہوسٹن فون: 7220419 713 001 ● نیویارک فون: 6255925 718 001
لندن فون: 4885 539 208 0044 آسٹریلیا فون: 4040 9758 2 0061

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

● 36 - لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور
فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072
موبائل: 4212174 0321-8484569 0322 ● غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703
Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

کراچی طارق روڈ بالمقابل فری پورٹ شاپنگ مال فون: 4393936 21 0092 فیکس: 4393937
اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون/فیکس: 2281513 51 0092 موبائل: 5370378 0321

ⓒ مکتبة دارالسلام، ١٤٢٨ هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
ابن ماجه، محمد بن يزيد
سنن ابن ماجه اللغة الاردية. / محمد بن يزيد ابن ماجه - الرياض، ١٤٢٨ هـ
ص: ٦٩٦ مقاس: ١٤×٢١ سم
ردمك: ٤-٧-٩٩٦٩-٩٩٦٠-٩٧٨ (مجموعة)
٨-٢-٩٩٧٧-٩٩٦٠-٩٧٨ (ج ٥)
١- الحديث - سنن ٢- الحديث - الكتب الستة أ. العنوان
ديوي ٢٣٥,٦ ١٤٢٨/٤٨٩٨
رقم الإيداع: ١٤٢٨/٤٨٩٨
ردمك: ٤-٧-٩٩٦٩-٩٩٦٠-٩٧٨
٨-٢-٩٩٧٧-٩٩٦٠-٩٧٨ (ج ٥)

جلد پنجم

# سنن ابن ماجہ

(مترجم)

کتاب الباس ـــ أبواب الزهد        احادیث: 3550 ـــ 4341


تالیف

امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی رحمہ اللہ

ترجمہ و فوائد

فضیلۃ الشیخ مولانا عطاء اللہ ساجد حفظہ اللہ

تحقیق و تخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

نظر ثانی، تصحیح و تنقیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

مولانا ابو عبداللہ محمد عبدالجبار حفظہ اللہ        حافظ آصف اقبال حفظہ اللہ

مولانا ابو محمد محمد اجمل حفظہ اللہ        حافظ عبدالخالق حفظہ اللہ

مولانا عثمان منیب حفظہ اللہ


دارالسلام
DARUSSALAM

# فہرست مضامین (جلد پنجم)

7

11

# لباس کے آداب ومسائل

اسلام دین فطرت ہے۔ اسلام ترکِ دنیا اور رہبانیت کا درس دیتا ہے نہ صوفیت کے غیر فطری لوازمات کی ترغیب دیتا ہے بلکہ اسلام میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مستفید ہونے اور ان کا شکر بجالانے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت لباس ہے جسے باری تعالیٰ نے انسانوں کی عفت وعصمت کے تحفظ کا ضامن اور ان کی زینت وآرائش کا باعث قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ط وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ط ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ﴾ (الأعراف ۷:۲۶) ”اے اولادِ آدم! بے شک ہم نے تمھارے لیے ایسا لباس پیدا کیا جو تمھاری شرم گاہیں بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقوے کا لباس، یہ اس سے بڑھ کر ہے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ لوگ نصیحت پکڑیں۔“ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت سے مستفید ہونے اور اس کا شکر بجالانے والے معاشروں میں اس کے بے شمار فوائد پوری طرح عیاں ہیں جبکہ اس نعمت کی ناشکری کرنے والے معاشروں میں بے حیائی، برائی، فحاشی اور ان کے نتیجے میں پھیلنے والی مہلک بیماریاں بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں، بلکہ ایسے معاشرے اخلاقیات سے محرومی اور رنگارنگ عذابوں کا شکار ہیں جو لباس سے

بے پروائی کا نتیجہ ہیں۔

اللہ رب العزت نے لباس کوشرم وحیا کی بقااور زینت کا باعث بنایا ہے۔اس کے اور بھی بے شمار فوائد ہیں‘ اس لیے مومنوں کوحکم دیا کہ وہ لباس پہنا کریں۔ارشاد ہے:﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾(الأعراف۷:۳۱)’’اے آدم کی اولاد! ہر مسجد کے پاس اپنی زینت اختیار کرو‘یعنی لباس پہن لیا کرواور کھاؤ اور پیواور حد سے مت نکلو‘ بے شک اللہ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔‘‘ رحمتِ دو عالم ﷺ نے امت کی رہنمائی کے لیے متعدد ارشاد فرمائے ہیں۔امت کو بتایا ہے کہ وہ کون سا لباس پہنیں‘ کیسے پہنیں اور کون سے لباس سے احتراز کریں۔ان ارشادات میں سے چند ایک یہ ہیں:

① لباس پہنتے وقت ایک اہم اصول یہ بیان فرمایا کہ لباس ایسا ہو جس سے دو فائدے حاصل ہوں: ایک‘ شرم گاہ کو ڈھانپے اور دوسرا‘ زینت کا باعث ہو۔اس سے زیادہ فخر ومباہات کی اجازت ہے نہ صوفیانہ زہد کی گنجائش‘ جیسا کہ مذکورہ بالا ارشاد باری تعالیٰ میں بھی رہنمائی کی گئی ہے کہ اسراف وتبذیر کے بغیر کھاؤ پیو اور لباس پہنو۔

② لباس پہن کر تکبر وغرور کا اظہار سخت ناپسندیدہ اور کبیرہ گناہ ہے‘ اس لیے ایسے لباس جو انسان کو اس بیماری میں مبتلا کرتے ہیں ان سے منع کر دیا‘ مثلاً: مردوں کے لیے ریشم اور سونا۔شلوار‘ پاجامہ‘ پینٹ یا چادر کو گھسیٹتے ہوئے چلنا متکبرین کی علامت خاص ہے جو آج بھی ہمارے معاشرے میں بآسانی دیکھی جاسکتی ہے۔نبیٔ آخر الزمان ﷺ نے اس فعل کی قباحت وشناعت بیان کرتے ہوئے فرمایا:[مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ](صحيح البخاري‘ اللباس‘ باب ما أسفل مِنَ الكعبين فهو في النّار‘ حديث: ۵۷۸۷)’’جو تہ بند (شلوار‘ پاجامہ‘ پینٹ) ٹخنوں سے نیچے ہو جائے جہنم میں (لے جاتا) ہے۔‘‘ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔آمین.

③ زیب وزینت اور آرائش کے اظہار کے لیے سفید رنگ کے لباس کو پسند کیا گیا ہے‘ ارشاد رسول ہے: [اِلْبَسُوا الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَ أَطْيَبُ‘ وَ كَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ](جامع الترمذي‘ الأدب‘ باب ماجاء في لبس البياض‘ حديث:۲۸۱۰)’’سفید لباس پہنو‘ یہ بہت پاک اور صاف ہوتا ہے اور اسی

میں تم اپنے مُردوں کو کفناؤ۔‘‘

④ عورتوں کے لباس کے متعلق خصوصی ہدایات دی ہیں۔عورتوں کے لباس میں پردے کا عنصر غالب ہونا چاہیے‘ چنانچہ ایسا لباس عمدہ مانا جائے گا جو زیادہ سے زیادہ ساتر (جسم کو ڈھانپنے والا) ہو۔مسلمان عورتوں کو ایسا باریک‘ شفاف یا فٹنگ والا لباس پہننے کی ممانعت ہے جس سے اعضائے جسم کی بے پردگی ہو۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ (الأحزاب ۵۹:۳۳) ’’اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں۔‘‘ نیز فرمایا: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ﴾ (النور ۳۱:۲۴) ’’اور اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالیں اور اپنی زینت کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے۔‘‘ نبی ﷺ نے ایسی عورتوں کے بارے میں سخت وعید بیان فرمائی ہے جو اسلامی لباس کے آداب کو مدنظر نہیں رکھتیں بلکہ کفار کی مشابہت میں ایسا لباس زیب تن کرتی ہیں جو پردے کے تقاضے پورے نہیں کرتا اور بے پردگی اور بے حیائی کا باعث بنتا ہے۔ارشاد ہے: ’’میں نے جہنم کے دو گروہ نہیں دیکھے (میرے بعد نمودار ہوں گے) ان میں سے ایک گروہ وہ عورتیں ہیں جو لباس پہنے ہوئے بھی ننگی ہوں گی (باریک‘ شفاف یا نہایت تنگ لباس پہنے ہوں گی۔) یہ عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی‘ نہ جنت کی خوشبو انھیں آئے گی‘ حالانکہ اس کی خوشبو لمبے فاصلے پر بھی آئے گی۔‘‘ (صحیح مسلم‘ اللباس والزینة‘ باب النساء الکاسیات......‘ حدیث: ۲۱۲۸)

⑤ اسلامی لباس کا ایک اور اہم اصول مرد وزن کے لباس میں نمایاں فرق بھی ہے‘ لہٰذا مردوں کو عورتوں کا لباس اور عورتوں کو مردوں کا لباس پہننے کی سخت ممانعت ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: [لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ] (سنن أبي داود‘ اللباس‘ باب في لباس النساء‘ حدیث: ۴۰۹۸‘ ومسند أحمد: ۳۲۵/۲) ’’رسول اللہ ﷺ نے ایسے مرد پر لعنت کی ہے جو عورتوں جیسا لباس پہنتا ہے‘ اور ایسی عورت پر بھی جو مردوں جیسا لباس پہنتی ہے۔‘‘

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٣٢) **كِتَابُ اللِّبَاسِ** (التحفة ٢٤)

# لباس سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - **بَابُ لِبَاسِ رَسُولِ اللهِ ﷺ** (التحفة ١)

**باب:١- رسول اللہ ﷺ کا لباس**

**٣٥٥٠- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ. فَقَالَ: «شَغَلَتْنِي أَعْلَامُ هٰذِهِ. اذْهَبُوا بِهَا إِلٰى أَبِي جَهْمٍ. وَائْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةٍ».

**٣٥٥٠- حضرت عائشہ** ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک چادر اوڑھ کر نماز پڑھی جس میں نقش و نگار تھے۔ پھر فرمایا: ''مجھے اس کے نقش و نگار نے مشغول کر دیا۔ اسے ابوجہم (ؓ) کے پاس لے جاؤ اور ان سے ان کی سادہ چادر لے آؤ۔''

**فوائد ومسائل:** ① مرد کے لیے نقش و نگار والا کپڑا پہننا جائز ہے بشرطیکہ وہ اس قسم کا نہ ہو جسے زنانہ کپڑا قرار دیا جاتا ہو۔ ② نمازی کے سامنے ایسے نقش و نگار نہیں ہونے چاہییں جو نمازی کی توجہ اپنی طرف مبذول کریں اس لیے رنگ برنگے مصلوں پر نماز پڑھنا مناسب نہیں۔ ③ مسجد کی دیواروں کو طرح طرح سے مزین کرنا بھی درست نہیں اس سے بھی نمازی کی توجہ نماز سے ہٹ جاتی ہے۔ ④ مرد کے لیے سادہ لباس پہننا بہتر ہے۔ ⑤ کسی کا تحفہ واپس کرنا پڑے تو عذر واضح کر دینا چاہیے۔ ⑥ رسول اللہ ﷺ نے صحابی سے دوسری چادر اس لیے طلب فرمائی کہ ہدیہ واپس ہونے کی وجہ سے ان کی دل شکنی نہ ہو۔ ⑦ مقتدیوں اور ساتھیوں کے جذبات مجروح کرنے سے حتی الوسع اجتناب کرنا چاہیے۔ ⑧ [أنبجانيه] ایک قسم کی سادہ نقش و نگار کے بغیر چادر ہوتی تھی جو بہت معمولی درجے کے موٹے کپڑے کی ہوتی تھی۔

---

**٣٥٥٠ـ** أخرجه البخاري، الأذان، باب الالتفات في الصلاة، ح: ٧٥٢ من حديث سفيان به، ومسلم، المساجد، باب كراهة الصلاة في ثوب له أعلام، ح: ٥٥٦ عن ابن أبي شيبة به.

٣٥٥١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ. فَأَخْرَجَتْ لِي إِزَارًا غَلِيظًا مِنَ الَّتِي تُصْنَعُ بِالْيَمَنِ، وَكِسَاءً مِنْ هٰذِهِ الْأَكْسِيَةِ الَّتِي تُدْعَى الْمُلَبَّدَةَ. وَأَقْسَمَتْ لِي: لَقُبِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِيهِمَا.

٣٥٥١- حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے مجھے ایک موٹا تہ بند دکھایا جو یمن میں بنایا جاتا ہے اور ایک چادر دکھائی جسے ملبدہ کہتے ہیں۔ انھوں نے قسم کھا کر فرمایا: رسول اللہ ﷺ ان دو کپڑوں میں فوت ہوئے تھے۔

**فوائد ومسائل:** ① ملبدہ ایک قسم کی موٹی چادر ہوتی ہے۔ ② اس زمانے میں عرب میں جو کپڑے پائے جاتے تھے ان میں موٹے اونی کپڑے سستے ہوتے تھے۔ اور یہ سادہ لباس غریب لوگ پہنتے تھے۔ باریک سوتی لباس بہت قیمتی اور عمدہ سمجھا جاتا تھا اس لیے اسے امیر لوگ استعمال کرتے تھے۔ ③ رسول اللہ ﷺ کی زندگی نہایت سادہ تھی۔ ④ تاکید کے طور پر قسم کھا کر کوئی بات بتانا جائز ہے۔

٣٥٥٢- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَحْوَصِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى فِي شَمْلَةٍ قَدْ عَقَدَ عَلَيْهَا.

٣٥٥٢- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چادر اوڑھ کر نماز پڑھی جس پر گرہ لگا رکھی تھی۔

٣٥٥٣- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ

٣٥٥٣- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے ہمراہ تھا جبکہ آپ

---

٣٥٥١- أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب ما ذكر من درع النبي ﷺ وعصاه وسيفه وقدحه وخاتمه . . . الخ، ح:٣١٠٨، ومسلم، اللباس، باب التواضع في اللباس . . . الخ، ح:٢٠٨٠ من حديث سليمان بن المغيرة به.

٣٥٥٢- [إسناده ضعيف] * الأحوص تقدم حاله، ح:١٩٢١، وخالد لم يسمع من عبادة كما في أطراف المسند:٢/٦٤٧، للحافظ ابن حجر رحمه الله.

٣٥٥٣- أخرجه البخاري، فرض الخمس، باب ما كان النبي ﷺ يعطي المؤلفة قلوبهم . . . الخ، ح:٣١٤٩ من حديث مالك به، ومسلم، الزكاة، باب إعطاء المؤلفة ومن يخاف على إيمانه إن لم يعط . . . الخ، ح:١٠٥٧ عن يونس بن عبدالأعلى به مطولاً.

ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ نَجْرَانِيٌّ، غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ.

ﷺ نے موٹے کنارے والی نجرانی چادر اوڑھ رکھی تھی۔

**٣٥٥٤- حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ ابْنِ قَتَادَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسُبُّ أَحَدًا، وَلَا يُطْوٰى لَهُ ثَوْبٌ.

**٣٥٥٤-** حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی کسی کو گالی دیتے نہیں دیکھا' اور نہ آپ کے لیے کپڑا لپیٹ کر رکھا جاتا تھا۔ (ایک ہی جوڑا ہوتا تھا۔)

**٣٥٥٥- حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِبُرْدَةٍ. قَالَ: وَمَا الْبُرْدَةُ؟ قَالَ: الشَّمْلَةُ قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي نَسَجْتُ هٰذِهِ بِيَدِي لِأَكْسُوَكَهَا. فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مُحْتَاجاً إِلَيْهَا. فَخَرَجَ عَلَيْنَا فِيهَا، وَإِنَّهَا لَإِزَارُهُ. فَجَاءَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ رَجُلٌ سَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا أَحْسَنَ هٰذِهِ الْبُرْدَةَ اكْسُنِيهَا. قَالَ: «نَعَمْ». فَلَمَّا دَخَلَ طَوَاهَا وَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ. فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: وَاللهِ! مَا أَحْسَنْتَ. [كُسِيهَا] النَّبِيُّ ﷺ مُحْتَاجاً إِلَيْهَا، ثُمَّ سَأَلْتَهُ إِيَّاهَا؟ وَقَدْ

**٣٥٥٥-** حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک چادر لے کر حاضر ہوئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے یہ چادر اپنے ہاتھ سے بنی ہے تاکہ آپ کو پہناؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ چادر لے لی کیونکہ آپ کو اس کی ضرورت تھی۔ آپ گھر سے تشریف لائے تو وہ چادر تہبند کے طور پر پہن رکھی تھی۔ فلاں آدمی آیا۔ حضرت سہل ؓ نے اس دن اس شخص کا نام بھی لیا تھا (بعد میں راوی کو یاد نہیں رہا۔) اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ چادر کتنی اچھی ہے! مجھے عنایت فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا'' جب آپ گھر تشریف لے گئے تو وہ چادر تہہ کر کے اس صحابی کے ہاں بھیج دی۔ لوگوں نے اسے کہا: اللہ کی قسم! تو نے اچھا

---

**٣٥٥٤- [إسناده ضعيف]** ※ ابن لهيعة تقدم حاله، ح: ٣٣٠، وهو علة الخبر.

**٣٥٥٥-** أخرجه البخاري، الجنائز، باب من استعد الكفن في زمن النبي ﷺ فلم ينكر عليه، ح: ١٢٧٧ من حديث عبدالعزيز به.

عَلِمْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلًا . فَقَالَ : إِنِّي ، وَاللهِ ! مَا سَأَلْتُهُ إِيَّاهَا لِأَلْبَسَهَا . وَلٰكِنْ سَأَلْتُهُ إِيَّاهَا لِتَكُونَ كَفَنِي .

نہیں کیا۔ یہ چادر نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کی گئی تھی اور آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی۔ وہ تو نے آپ سے مانگ لی حالانکہ تجھے معلوم تھا کہ آپ ﷺ کسی کا سوال رد نہیں کرتے۔ اس نے کہا: قسم ہے اللہ کی! میں نے آپ سے یہ چادر پہننے کے لیے نہیں مانگی بلکہ اس لیے مانگی ہے کہ وہ میرا کفن بنے۔

فَقَالَ سَهْلٌ : فَكَانَتْ كَفَنَهُ يَوْمَ مَاتَ .

حضرت سہل ؓ بیان کرتے ہیں: جس دن وہ صاحب فوت ہوئے وہ چادر (بھی) ان کا کفن تھی۔

فوائد و مسائل: ① تحفہ دینا اور تحفہ قبول کرنا اچھے اخلاق میں شامل ہے۔ ② عورتیں دستکاری کے کام کر کے گھر کی آمدنی میں اضافہ کر سکتی ہیں بشرطیکہ پردے کے تقاضے کما حقہ پورے ہو سکیں۔ ③ کوئی چیز اگر کوئی شخص مانگ لے تو سخاوت کا تقاضا ہے کہ اسے دے دی جائے اگرچہ خود کو ضرورت ہو۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک سے مس ہونے والی چیز حصول برکت کے لیے اپنے پاس رکھنا یا استعمال کرنا درست ہے۔ یہ صرف اس صورت میں ہے جب یہ یقینی طور پر ثابت ہو کہ اس کا تعلق نبی ﷺ کی ذات سے رہ چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مختلف حکمرانوں کو جو خطوط اور گرامی نامے بھیجے تھے ان کے علاوہ اب دنیا میں ایسی کسی چیز کا قطعاً کوئی وجود نہیں ہے۔ یہ جو عوام الناس میں ''موئے مبارک'' وغیرہ قسم کی اشیاء مشہور کر دی گئی ہیں بالکل بے اصل اور بے بنیاد باتیں ہیں۔ ایسی تمام اشیاء کے متعلق دعویٰ بالکل بلا دلیل ہے۔ جناب رسول کریم ﷺ سے متعلق کوئی بھی چیز از قسم: عصا، عمامہ، موئے مبارک اور نعلین وغیرہ اب دنیا کے کسی بھی حصے میں کہیں موجود نہیں۔ یہ سب من گھڑت اور خود ساختہ قصے کہانیاں ہیں۔ واللہ أعلم. ⑤ سلف صالحین نے کسی صحابی یا تابعی سے منسوب چیز کو بطور تبرک محفوظ نہیں رکھا۔ جو چیزیں بعض صحابہ ؓ کی طرف منسوب ہیں ان میں سے اکثر کی ان حضرات کی طرف نسبت درست نہیں۔

**٣٥٥٦- حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ : حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ يُوسُفَ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ نُوحِ بْنِ ذَكْوَانَ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ أَنَسٍ

٣٥٥٦- حضرت انس ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اون کا (سادہ اور موٹا) لباس پہنا ہے مرمت شدہ جوتا پہنا ہے اور انتہائی موٹا کپڑا زیب تن فرمایا ہے۔

---

٣٥٥٦- [ضعيف] تقدم، ح: ٣٣٤٨.

قَالَ: لَبِسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الصُّوفَ. وَاحْتَذَى الْمَخْصُوفَ. وَلَبِسَ ثَوْبًا خَشِنًا خَشِنًا.

(المعجم ٢) - **بَابٌ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا** (التحفة ٢)

**باب:٢- جب کوئی نیا لباس پہنے تو کیا کہے؟**

**٣٥٥٧- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَصْبَغُ ابْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: لَبِسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَوْبًا جَدِيدًا. فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي، وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي. ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا، فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي ثُمَّ عَمَدَ إِلَى الثَّوْبِ الَّذِي أَخْلَقَ، أَوْ قَالَ أَلْقَى، فَتَصَدَّقَ بِهِ كَانَ فِي كَنَفِ اللهِ وَفِي حِفْظِ اللهِ وَفِي سِتْرِ اللهِ، حَيًّا وَمَيِّتًا» قَالَهَا ثَلَاثًا.

**٣٥٥٧- حضرت ابوامامہ سے روایت ہے انھوں** نے فرمایا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نیا کپڑا پہنا تو فرمایا: [اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهٖ عَوْرَتِي، وَأَتَجَمَّلُ بِهٖ فِي حَيَاتِي] ''اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے وہ کپڑا پہنایا جس سے میں اپنا ستر چھپاتا ہوں اور زندگی میں اس سے زینت حاصل کرتا ہوں۔'' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ''جس نے نیا کپڑا پہنا اور کہا: [اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي مَاأُوَارِي بِهٖ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهٖ فِي حَيَاتِي] پھر جو پرانا کپڑا اتارا ہے اسے صدقہ کر دیا' وہ زندگی میں اور وفات کے بعد اللہ کے سایۂ عاطفت میں' اللہ کی حفاظت میں اور اللہ کی پردہ پوشی میں رہے گا۔'' نبی ﷺ نے تین بار یہ بات ارشاد فرمائی۔

**٣٥٥٨- حَدَّثَنَا** الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ،

**٣٥٥٨- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت** ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سفید قمیص

---

**٣٥٥٧ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الدعوات، باب(١٠٧)، ح:٣٥٦٠ من حديث يزيد به، وقال: "غريب" * أبوالعلاء الشامي مجهول كما في التقريب.

**٣٥٥٨ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٢/٨٨، والنسائي في الكبرى من حديث عبدالرزاق به، وقال النسائي: "منكر"، وصححه ابن حبان، والبوصيري، وحسنه الحافظ في نتائج الأفكار، وفيه عنعنة الزهري، وله شاهد ضعيف عند ابن أبي شيبة: ٨/ ٢٦٥، ٢٦٦، ١٠/ ٤٠٢.

عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى عَلَى عُمَرَ قَمِيصاً أَبْيَضَ فَقَالَ: «ثَوْبُكَ هٰذَا غَسِيلٌ أَمْ جَدِيدٌ؟» قَالَ: لَا. بَلْ غَسِيلٌ. قَالَ: «اِلْبَسْ جَدِيدًا، وَعِشْ حَمِيدًا، وَمُتْ شَهِيدًا».

پہنے دیکھا تو فرمایا: ''تمھارا یہ لباس دھلا ہوا ہے یا نیا ہے؟'' انھوں نے کہا: نہیں' بلکہ دھلا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: [اِلْبَسْ جَدِيدًا' وَعِشْ حَمِيدًا' وَمُتْ شَهِيدًا] ''تمھیں نیا لباس' قابل تعریف زندگی اور شہادت کی موت نصیب ہو۔''

**فوائد ومسائل:** ① سفید لباس بہترین لباس ہے۔ یہ نبی ﷺ کو زیادہ پسند تھا۔ ② پہلی روایت (۳۵۵۷) کو ہمارے فاضل محقق اور دیگر محققین نے ضعیف قرار دیا ہے' اور دوسری روایت (۳۵۵۸) کو امام ابن حبان' امام بوصیری' حافظ ابن حجر اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے جبکہ ہمارے فاضل محقق نے اسے ضعیف قرار دیا ہے' اور انھی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ مسند احمد کے محققین نے بھی طویل بحث کے بعد اسے منکر قرار دیا ہے اور دکتور بشار عواد نے بھی اس حدیث پر یہی حکم لگایا ہے' لہٰذا ہمارے فہم کے مطابق اس موقع پر دوسری صحیح احادیث میں وارد دعائیں پڑھنا زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۹/۴۴۱' ۴۴۲' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم: ۳۵۵۸) ③ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نیا لباس پہنتے تو یہ دعا پڑھتے: [اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ' أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ' أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَ خَيْرِ مَاصُنِعَ لَهُ' وَأَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّهِ وَ شَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ] ''اے اللہ! تیری ہی تعریف ہے۔ تو نے ہی مجھے یہ پہنایا ہے۔ میں تجھ سے اس کی خیر اور بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس بھلائی کا جس کے لیے اسے بنایا گیا ہے۔ اور میں اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس شر سے جس کے لیے اسے بنایا گیا ہے۔'' (سنن أبي داود' اللباس' باب مايقول إذا لبس ثوباً جديداً' حديث: ۴۰۲۰) اور جب عام لباس پہنتے تو یہ دعا پڑھتے تھے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي هٰذَا الثَّوْبَ وَ رَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّي وَلَا قُوَّةٍ] ''ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے مجھے یہ لباس پہنایا اور میری ذاتی قوت اور طاقت کے بغیر مجھے عطا کیا۔'' (سنن أبي داود' اللباس' باب مايقول أذالبس ثوباً جديداً' حديث: ۴۰۲۳) ابوداود میں ہی ابونضرہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے جب کوئی نیا کپڑا پہنتا تو اسے یوں دعا دی جاتی: [تُبْلِي وَ يُخْلِفُ اللّٰهُ تَعَالٰى] ''اللہ کرے تم اسے خوب (استعمال کر کے) پرانا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ تمھیں اس کے بعد اور بھی عنایت فرمائے۔'' (حوالہ مذکورہ) مذکورہ دعائیں رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہیں' لہٰذا ہمیں مسنون دعاؤں ہی کا اہتمام کرنا چاہیے۔

## (المعجم ٣) بَابُ مَا نُهِيَ عَنْهُ مِنَ اللِّبَاسِ (التحفة ٣)

## باب: ٣- جو لباس (شرعاً) ممنوع ہے

٣٥٥٩- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ لِبْسَتَيْنِ فَأَمَّا اللِّبْسَتَانِ فَاشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ وَالِاحْتِبَاءُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ.

٣٥٥٩- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے دوطرح لباس پہننے سے منع فرمایا۔ لباس پہننے کے یہ دو (ممنوع) انداز یہ ہیں: چادر کو اس انداز سے جسم پر لپیٹنا کہ ہاتھوں اور بازوؤں کو حرکت دینا مشکل ہو جائے۔ اور ایک کپڑے میں اس طرح بیٹھنا کہ اعضائے مستورہ ظاہر ہونے کا اندیشہ ہو۔

**فوائد ومسائل:** ① لباس کا مقصد جسم کو اور خاص طور پر پردے کے اعضاء (شرم گاہ) کو چھپانا ہے۔ اگر چادر یا تہبند اس انداز سے استعمال کیا جائے کہ یہ مقصد حاصل نہ ہو تو یہ ممنوع ہے کیونکہ ایسا لباس حیا کے منافی ہے۔ ② کپڑے میں لپٹ جانے کو [اِشْتِمَالُ الصَّمَّاء] کہتے ہیں۔ صمّاء کے معنی ٹھوس چیز کے ہیں یعنی اس طرح چادر اوڑھ کر انسان آسانی سے حرکت کرنے سے محروم ہو جاتا ہے جس طرح ٹھوس پتھر حرکت نہیں کر سکتا۔ ③ [اِحْتِبَاء] کا مطلب ہے گھٹنے کھڑے کر کے اس طرح بیٹھنا کہ ایک کپڑے کے ساتھ کمر اور گھٹنوں کو باندھ لیا جائے۔ اگر تہبند کو اس طرح باندھ کر بیٹھا جائے تو پردے کے تقاضے پورے نہیں ہوتے۔ اگر تہبند کے علاوہ دوسرے کپڑے کو اس طرح لے کر بیٹھا جائے تو جائز ہے کیونکہ اس سے بے پردگی کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک کپڑے میں احتباء نہیں۔ ④ بعض اوقات گھٹنے کھڑے کر کے بازوان کے سامنے لا کر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو پکڑ لیا جاتا ہے۔ اس طرح بیٹھنا جائز ہے کیونکہ اس طرح بیٹھنے سے بے پردگی نہیں ہوتی، لیکن خطبے کے دوران میں اس طرح بیٹھنے سے روکا گیا ہے کیونکہ اس طرح بیٹھنے سے نیند آنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ واللّٰہ أعلم.

٣٥٦٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ لِبْسَتَيْنِ: عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ، وَعَنِ الِاحْتِبَاءِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، يُفْضِي بِفَرْجِهِ

٣٥٦٠- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو انداز سے لباس پہننے سے منع فرمایا: اشتمال صماء سے اور ایک کپڑے کے ساتھ اس طرح احتباء کرنے سے کہ آسمان کی طرف اس کا ستر کھلا ہوا ہو۔

---

٣٥٥٩- [صحيح] تقدم، ح: ٢١٧٠.

٣٥٦٠- [صحيح] تقدم، ح: ١٢٤٨.

إِلَى السَّمَاءِ .

فائدہ: [اِشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ] اور [اِحْتِبَاء] کی وضاحت گزشتہ حدیث کے ترجمہ اور فوائد میں ہو چکی ہے۔

٣٥٦١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لِبْسَتَيْنِ: اِشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالاِحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَأَنْتَ مُفْضٍ فَرْجَكَ إِلَى السَّمَاءِ.

٣٥٦١- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے دو انداز سے لباس پہننے سے منع فرمایا: اِشْتِمَالِ صَمَّاء سے اور ایک کپڑے کے ساتھ اس طرح احتباء کرنے سے کہ تمھارا ستر آسمان کی طرف کھلا ہو۔

## (المعجم ٤) - بَابُ لُبْسِ الصُّوفِ (التحفة ٤)

## باب:۴- اون کا لباس پہننا

٣٥٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ لِي: يَابُنَيَّ! لَوْ شَهِدْتَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، إِذَا أَصَابَتْنَا السَّمَاءُ، لَحَسِبْتَ أَنَّ رِيحَنَا رِيحُ الضَّأْنِ.

٣٥٦٢- حضرت ابو بردہ ؓ اپنے والد (حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ) سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انھوں نے مجھ سے فرمایا: بیٹا! کاش تم نے ہمیں اس وقت دیکھا ہوتا جب ہم نبی ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے جب ہم پر بارش ہو جاتی تو (ایسی بو پیدا ہوتی کہ) تم ہماری بو کو بھیڑوں کی بو سمجھتے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے اور انھی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۳۲/۴۲۰، ۴۲۱ وصحيح سنن ابن ماجه للألباني، رقم:۲۳۳۸، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم:۳۵۶۲) اہل عرب اون کو اس طرح تیار کرنے کے فن سے واقف نہیں تھے جس طرح آج کل تیار کی جاتی ہے کہ اس سے نفیس اور

---

٣٥٦١ـ [إسناده حسن] وصححه البوصيري * سعد بن سعيد أخو يحيى بن سعيد، حسن الحديث، وثقه الجمهور، وباقي السند صحيح.

٣٥٦٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في لبس الصوف والشعر، ح: ٤٠٣٣ من حديث قتادة به * وقتادة عنعن، ولم أجد تصريح سماعه، وانظر، ح: ١٧٥ .

ہموار تار تیار ہو جاتے ہیں بلکہ وہ سادہ انداز سے تیار کیا ہوا موٹا تار ہوتا تھا اور اس سے بننے والا کپڑا بھی موٹا اور کھردرا ہوتا تھا' اس لیے سوتی کپڑا نفیس اور قیمتی جبکہ اونی لباس بھدا اور سستا ہوتا تھا۔ ③ صحابۂ کرام ؓ ناز و نعمت کی پروا نہیں کرتے تھے۔ وہ خود تو معمولی خوراک اور لباس پر اکتفا کرتے جبکہ اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرتے تھے۔ ④ جب عمدہ لباس کی طاقت نہ ہو تو اونی لباس پر صبر کرنا چاہیے اور اللہ سے شکوہ کرنے کی بجائے دین و ایمان کی حفاظت کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔

٣٥٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ كَرَامَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا الْأَحْوَصُ ابْنُ حَكِيمٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ رُومِيَّةٌ مِنْ صُوفٍ، ضَيِّقَةُ الْكُمَّيْنِ. فَصَلَّى بِنَا فِيهَا. لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ غَيْرُهَا.

۳۵۶۳- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ (گھر سے) ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے اون کا بنا ہوا' تنگ آستینوں والا ایک رومی جبہ پہن رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے اسی لباس میں ہمیں نماز پڑھائی جب کہ آپ کے جسم مبارک پر اور کوئی کپڑا نہ تھا۔

٣٥٦٤- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ السِّمْطِ: حَدَّثَنِي الْوَضِينُ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ مَحْفُوظِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ، فَقَلَبَ جُبَّةَ صُوفٍ كَانَتْ عَلَيْهِ. فَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ.

۳۵۶۴- حضرت سلمان فارسی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا' پھر جسم مبارک پر پہنا ہوا اونی جبہ الٹا کر اس سے چہرۂ مبارک پونچھ لیا۔

٣٥٦٥- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ الْفَضْلِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ

۳۵۶۵- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا

---

٣٥٦٣- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٣٥٥٢ لعلته.

٣٥٦٤- [ضعيف] تقدم، ح: ٤٦٨.

٣٥٦٥- أخرجه البخاري، الذبائح والصيد، باب الوسم والعلم في الصورة، ح: ٥٥٤٢، ومسلم، اللباس والزينة، باب جواز وسم الحيوان غير الآدمي في غير الوجه ... الخ، ح: ٢١١٩ من حديث شعبة به.

هِشَام بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسِمُ غَنَماً فِي آذَانِهَا. وَرَأَيْتُهُ مُتَّزِرًا بِكِسَاءٍ.

کہ آپ بکریوں کے کانوں پر نشان لگا رہے تھے۔ اور میں نے آپ ﷺ کو ایک چادر تہ بند کے طور پر باندھے ہوئے دیکھا۔

**فوائد ومسائل:** ① جانوروں کو ایسی علامت لگانا جائز ہے جس سے وہ دوسروں کے جانوروں سے پہچانے جاسکیں۔ ② اس مقصد کے لیے جانوروں کے چہروں پر داغ نہیں دینا چاہیے' کسی اور جگہ نشان لگایا جاسکتا ہے۔ ③ کساء سے مراد بالوں سے بنی ہوئی چادر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اونی لباس پہننا جائز ہے۔ (نواب وحیدالزمان خاں رحمہ اللہ)

## (المعجم ٥) - بَابُ الْبَيَاضِ مِنَ الثِّيَابِ (التحفة ٥)

## باب:٥- سفید کپڑے

**٣٥٦٦- حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضُ. فَالْبَسُوهَا، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ».

٣٥٦٦- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے بہترین کپڑے سفید ہیں' انھیں پہنا کرو اور اپنے فوت ہونے والوں کو ان میں کفن دیا کرو۔''

**٣٥٦٧- حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْبَسُوا ثِيَابَ الْبَيَاضِ، فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ».

٣٥٦٧- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفید کپڑے پہنا کرو' وہ زیادہ پاک اور زیادہ عمدہ ہیں۔''

**فوائد ومسائل:** ① سفید رنگ افضل ہے' اس لیے اہم مواقع پر سفید کپڑے پہننا بہتر ہے۔ ② سفید لباس

---

**٣٥٦٦ـ [حسن]** تقدم، ح: ١٤٧٢.

**٣٥٦٧ـ [حسن]** أخرجه الترمذي، الأدب، باب ما جاء في لبس البياض، ح: ٢٨١٠ من حديث سفيان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم: ٤/ ١٨٥ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * والثوري صرح بالسماع عنده، وشيخه عنعن، وتقدم، ح: ٣٨٣، ولحديثه شاهد عند النسائي، المجتبى: ٤/ ٣٤، ح: ١٨٩٥، ٨/ ٢٠٥، ح: ٥٣٣٧ وغيره، وإسناده حسن.

خوبصورت بھی ہوتا ہے اور باوقار بھی۔ اس میں میل کچیل کا جلدی پتہ چل جاتا ہے' اس لیے اس کو جلدی دھولیا جاتا ہے اور زیادہ توجہ سے دھویا جاتا ہے جس کی بنا پر وہ زیادہ پاک صاف رہتا ہے۔ ③ کفن کے لیے سفید کپڑا بہتر ہے' ویسے دوسرا کپڑا بھی درست ہے خصوصاً دھاری دار کپڑا۔ (سنن أبي داود' الجنائز' باب في الكفن' حديث:٣١٥٠)

٣٥٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ الْأَزْرَقُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ [عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ] أَبِي رَوَّادٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ سَالِمٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَحْسَنَ مَا زُرْتُمُ اللهَ بِهِ فِي قُبُورِكُمْ وَمَسَاجِدِكُمْ، الْبَيَاضُ».

٣٥٦٨- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین لباس جس میں تم اپنی قبروں اور اپنی مسجدوں میں اللہ سے ملتے ہو، سفید لباس ہے۔''

(المعجم ٦) - **بَابُ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ** (التحفة ٦)

باب:٦- تکبر کی وجہ سے کپڑا لٹکانا

٣٥٦٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، جَمِيعاً عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «[إِنَّ] الَّذِي يَجُرُّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ، لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

٣٥٦٩- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تکبر کے ساتھ اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلتا ہے' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف (رحمت کی) نظر نہیں فرمائے گا۔''

**فوائد ومسائل:** ① کپڑا گھسیٹنے کا مطلب یہ ہے کہ کپڑا اتنا لمبا ہو کہ زمین پر گھسٹتا ہو یا زمین سے چھوتا ہو۔

---

**٣٥٦٨ـ [إسناده ضعيف جدًا]** وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، شريح بن عبيد لم يسمع من أبي الدرداء، قاله المزي" الخ * ومروان بن سالم تقدم حاله، ح: ٧١٢.

**٣٥٦٩ـ** أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب تحريم جر الثوب خيلاء، وبيان حد ما يجوز إرخاءه إليه، وما يستحب، ح: ٢٠٨٥ عن ابن أبي شيبة به، وعلقه البخاري، ح: ٥٧٩١ من حديث الليث عن نافع به، وله طرق عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

② تہبند، شلوار، پتلون، پاجامہ، عربی قمیص جو پاؤں تک ہوتی ہے ان سب میں مرد کے لیے جائز حد یہ ہے کہ کپڑا ٹخنوں سے اوپر رہے۔ اور افضل یہ ہے کہ آدھی پنڈلی تک رہے۔ ③ جائز حد سے نیچے کپڑا لٹکانا کبیرہ گناہ ہے۔ ④ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کپڑا تکبر کی نیت سے نہیں لٹکاتے، ان کا یہ عذر درست نہیں کیونکہ ارشاد نبوی ہے: ''تہبند لٹکانے سے پرہیز کرو کیونکہ وہ تکبر ہے' اور اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں۔'' (سنن أبي داود، اللباس، باب ماجاء في إسبال الإزار، حديث: ۴۰۸۴)

**۳۵۷۰ - حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ، لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۳۵۷۰- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند گھسیٹا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف (رحمت کی) نظر نہیں کرے گا۔''

[قَالَ:] فَلَقِيتُ ابْنَ عُمَرَ بِالْبَلَاطِ. فَذَكَرْتُ لَهُ حَدِيثَ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ، وَأَشَارَ إِلَى أُذُنَيْهِ: سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ، وَوَعَاهُ قَلْبِي.

عطیہ رحمہ اللہ نے بیان کیا: بلاط کے مقام پر میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا اور ان سے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کا ذکر کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے (یہ حدیث) بیان فرماتے ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے کانوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: (یہ صحیح ہے۔) میرے کانوں نے اسے (رسول اللہ ﷺ سے) سنا اور میرے دل نے یاد رکھا۔

**۳۵۷۱ - حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَرَّ بِأَبِي هُرَيْرَةَ فَتًى مِنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّ سَبَلَهُ. فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ

۳۵۷۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس سے ایک قریشی نوجوان گزرا جو موٹے کپڑے کی چادر زمین پر گھسیٹ رہا تھا۔ انھوں نے فرمایا: بھتیجے! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلتا ہے' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف (رحمت

۳۵۷۰ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۹ من حديث فراس عن عطية العوفي به، وضعفه البوصيري من أجله، وتقدم، ح: ۳۷، والحديث السابق شاهد له.

۳۵۷۱ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۲/ ۵۰۳ من حديث محمد بن عمرو به.

الْخُيَلَاءِ، لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

کی) نظر نہیں فرمائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① کسی کو غلط کام کرتے دیکھ کر فوراً ٹوک دینا درست ہے۔ یہ نہ سوچا جائے کہ اس نے مسئلہ پہلے بھی تو سنا ہوگا۔ ② غلطی پر متنبہ کرتے وقت غصے کی بجائے پیار سے بات کی جائے' خاص طور پر اپنے سے چھوٹی عمر کے فرد کو ''بیٹا'' یا ایسا مناسب لفظ بول کر مخاطب کیا جا سکتا ہے۔

(المعجم ۷) - **بَابُ مَوْضِعِ الْإِزَارِ أَيْنَ هُوَ؟** (التحفة ۷)

باب: ۷- تہبند کی صحیح جگہ کون سی ہے؟

**۳۵۷۲- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ نُذَيْرٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِأَسْفَلِ عَضَلَةِ سَاقِي أَوْ سَاقِهِ. فَقَالَ: «هٰذَا مَوْضِعُ الْإِزَارِ. فَإِنْ أَبَيْتَ فَأَسْفَلَ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَأَسْفَلَ، فَإِنْ أَبَيْتَ، فَلَا حَقَّ لِلْإِزَارِ فِي الْكَعْبَيْنِ».

**۳۵۷۲- حضرت حذیفہ** ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میری یا اپنی پنڈلی کے پٹھے کے نچلے حصے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: ''یہ تہبند کی جگہ ہے۔ اگر تو (یہاں تک رکھنا) نہ چاہے تو نیچے کر لے۔ اگر تو نہ چاہے تو (اور) نیچے کر لے۔ اگر تو (اتنا سا اونچا بھی رکھنا) نہ چاہے تو (معلوم ہونا چاہیے کہ) تہبند کا ٹخنوں میں کوئی حق نہیں۔''

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ نُذَيْرٍ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

امام ابن ماجہ ؒ نے یہی روایت علی بن محمد کے واسطے سے بھی اسی طرح نبی ﷺ سے بیان کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① پنڈلی کے پٹھے کا نچلا حصہ گھٹنے اور ٹخنے کے درمیان میں ہوتا ہے' اسی لیے اگلی حدیث میں ''پنڈلیوں کے نصف'' کا لفظ مذکور ہے۔ ② تہبند' پاجامہ' عربی قمیص وغیرہ پنڈلی کے نصف تک رکھنا اصل حکم ہے۔ اس سے نیچے رکھنا جائز ہے' افضل نہیں۔ ③ مرد کا کپڑا ٹخنے سے اوپر رہنا چاہیے۔

**۳۵۷۳- حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ،

**۳۵۷۳- حضرت عبدالرحمٰن** بن یعقوب جہنی حرقی ؒ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت

---

**۳۵۷۲ـ [إسناده صحيح]** أخرجه الترمذي، اللباس، باب في مبلغ الإزار، ح: ۱۷۸۳ من حديث أبي الأحوص به، وقال: "هٰذا حديث حسن صحيح، ورواه الثوري وشعبة عن أبي إسحاق".

**۳۵۷۳ـ [إسناده صحيح]** أخرجه أبوداود، اللباس، باب في قدر موضع الإزار، ح: ٤٠٩٣ من حديث العلاء به.

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي سَعِيدٍ: هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ شَيْئًا فِي الْإِزَارِ؟ قَالَ: نَعَمْ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ. لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ. وَمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فِي النَّارِ» يَقُولُ ثَلَاثًا: «لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا».

ابوسعید ؓ سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے تہبند کے بارے میں کوئی فرمان سنا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''مومن کا تہبند (شلوار' پینٹ اور پائجامہ وغیرہ) اس کی پنڈلیوں کے نصف تک (بلند) ہوتا ہے۔ اس جگہ اور ٹخنوں کے درمیان رکھنے میں اس پر گناہ نہیں۔ اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو' وہ جہنم میں ہے۔'' نبی ﷺ نے یہ بات تین بار فرمائی: ''جو شخص تکبر کے ساتھ تہبند (زمین پر) گھسیٹے گا' اللہ تعالیٰ اس کی طرف (رحمت کی نظر سے) نہیں دیکھے گا۔''

فائدہ: تہبند گھسیٹنے کا مطلب یہ ہے کہ کپڑا اتنا نیچے لٹکا لیا جائے کہ وہ زمین تک پہنچ جائے اور چلتے وقت زمین پر لگتا رہے۔ مرد کے لیے ایسا کرنا حرام ہے۔ عورت کے لیے یہ جائز ہے کیونکہ یہ اس کے لیے پردے کا باعث ہے۔ اس طرح اس کے پاؤں اجنبیوں کی نظر سے چھپے رہتے ہیں۔

**٣٥٧٤- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ قَبِيصَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا سُفْيَانَ بْنَ سَهْلٍ لَا تُسْبِلْ. فَإِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْبِلِينَ».

۳۵۷۴- حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے سفیان بن سہل! کپڑا (جائز حد سے زیادہ) نہ لٹکا' اللہ تعالیٰ کپڑا لٹکانے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔''

## (المعجم ٨) - بَابُ لُبْسِ الْقَمِيصِ (التحفة ٨)

## باب:۸- قمیص پہننا

**٣٥٧٤ـ [حسن]** أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٥/ ٤٨٨، ح: ٩٧٠٤ من حديث يزيد به، وهو في المصنف: ٨/ ٢٠٧، ح: ٤٨٨٧، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٤٩، والبوصيري، وله شواهد عند ابن حبان، ح: ١٤٥٠ وغيره، وراجع نيل المقصود، ح: ٤٠٨٤.

**٣٥٧٥- حَدَّثَنَا** يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ ابْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ ثَوْبٌ أَحَبَّ [إِلَى] رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْقَمِيصِ.

٣٥٧٥- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو کوئی کپڑا قمیص سے زیادہ پسند نہیں تھا۔

**فائدہ:** شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ چادر کو سنبھالنا پڑتا ہے جب کہ قمیص پہن کر ہاتھوں کو زیادہ آسانی سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور عربوں کی قمیص نیچے تک ہوتی ہے اس لیے اگر موٹے کپڑے کی بنی ہوئی ہو تو تہبند کے بغیر بھی ستر کے اعضاء چھپے رہتے ہیں۔ و اللہ أعلم.

## (المعجم ٩) - بَابُ طُولِ الْقَمِيصِ كَمْ هُوَ؟ (التحفة ٩)

## باب:٩- قمیص کتنی لمبی ہونی چاہیے؟

**٣٥٧٦- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ ابْنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الإِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ وَالْقَمِيصِ وَالْعِمَامَةِ. مَنْ جَرَّ شَيْئًا خُيَلَاءَ، لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا أَغْرَبَهُ

٣٥٧٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''(جائز حد سے زیادہ) لٹکانا تہبند میں بھی ہوتا ہے قمیص میں بھی اور پگڑی میں بھی۔ جو شخص تکبر کے طور پر کسی بھی چیز کو لٹکائے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔''

(امام ابن ماجہ ؒ کے استاد) ابوبکر بن ابی شیبہ ؒ نے فرمایا: یہ کیسی نادر حدیث ہے!

**فوائد ومسائل:** ① اسبال (کپڑا لٹکانا) کا لفظ عام طور پر تہبند اور شلوار وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے تک لٹکانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن دوسرے کپڑے بھی جائز حد سے زیادہ لمبے رکھنا جائز نہیں۔ ② علامہ محمد فواد عبدالباقی بیان کرتے ہیں کہ علماء نے پگڑی کے لٹکنے والے حصے کی حد کمر کے نصف تک بیان فرمائی ہے۔ ③ اس حدیث کے نادر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں شَيْئًا کا لفظ عام ہے یعنی اسبال ہر کپڑے میں ہو سکتا

---

**٣٥٧٥ـ [حسن]** أخرجه أبوداود، اللباس، باب ماجاء في القميص، ح: ٤٠٢٥ من حديث عبدالمؤمن به، وقال الترمذي "حسن غريب"، ح: ١٧٦٢.

**٣٥٧٦ـ [حسن]** أخرجه أبوداود، اللباس، باب في قدر موضع الإزار، ح: ٤٠٩٤ من حديث الحسين بن علي به.

ہے جب اس حد سے زیادہ ہو جو شرفاء کے ہاں متعارف ہے۔ اسبال کی ممانعت والی دوسری حدیثوں میں یہ نکتہ نہیں۔

(المعجم ١٠) - **بَابُ كُمِّ الْقَمِيصِ كَمْ يَكُونُ؟** (التحفة ١٠)

باب:١٠- قمیص کی آستین کتنی ہونی چاہیے؟

٣٥٧٧- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ: وَحَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ صَالِحٍ. ح: وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَلْبَسُ قَمِيصاً قَصِيرَ الْيَدَيْنِ وَالطُّولِ.

٣٥٧٧- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایسی قمیص پہنتے تھے جس کی آستینیں بھی چھوٹی ہوتی تھیں اور لمبائی بھی کم ہوتی تھی۔

(المعجم ١١) - **بَابُ حَلِّ الْأَزْرَارِ** (التحفة ١١)

باب:١١- بٹن کھلے رکھنا

٣٥٧٨- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ دُكَيْنٍ عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُشَيْرٍ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَبَايَعْتُهُ. وَإِنَّ زِرَّ قَمِيصِهِ لَمُطْلَقٌ.

٣٥٧٨- حضرت قرہ بن ایاس مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی بیعت کی۔ اس وقت آپ ﷺ کی قمیص کا بٹن کھلا ہوا تھا۔

قَالَ عُرْوَةُ: فَمَا رَأَيْتُ مُعَاوِيَةَ وَلَا ابْنَهُ، فِي شِتَاءٍ وَلَا صَيْفٍ، إِلَّا مُطْلَقَةً أَزْرَارُهُمَا.

حضرت عروہ بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے (حضرت قرہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے) معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ اور ان

---

**٣٥٧٧ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه ابن سعد: ١/ ٤٥٩ من حديث حسن بن صالح به، وانظر، ح: ٢٢٩٦ لحال مسلم الأعور الملائي، وروى أبوداود، ح: ٤٠٢٧ بإسناد حسن، وحسنه الترمذي، ح: ١٧٦٥ "كان كم يد رسول الله ﷺ إلى الرسغ".

**٣٥٧٨ـ [إسناده صحيح]** أخرجه أبوداود، اللباس، باب في حل الأزرار، ح: ٤٠٨٢ من حديث زهير بن معاوية به.

کے بیٹے کو سردیوں اور گرمیوں میں جب بھی دیکھا' ان کے بٹن کھلے ہوئے دیکھے۔

**فوائد ومسائل:** ① قمیص کے گریبان میں بٹن لگانا درست ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ نے شاید کسی ضرورت (گرمی وغیرہ کی وجہ) سے گریبان کا بٹن کھولا ہوگا لیکن بزرگوں نے اتباع کے خیال سے ہمیشہ بٹن کھلے رکھے۔ بٹن کھلے رکھنا اگر بطور تواضع اور اتباع نبی ﷺ ہو تو مستحب اور باعث اجر ہے مگر ہمارے ہاں بعض علاقوں میں لوگ بطور تکبر اپنا گریبان کھلا رکھتے ہیں' لہٰذا ان کی مشابہت سے بچنا ضروری ہے۔

## (المعجم ١٢) - بَابُ لُبْسِ السَّرَاوِيلِ (التحفة ١٢)

## باب:۱۲-شلوار (یا پاجامہ) پہننا

٣٥٧٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: أَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ، فَسَاوَمَنَا سَرَاوِيلَ.

۳۵۷۹- حضرت سوید بن قیس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے شلوار کا سودا کیا۔

**فوائد ومسائل:** ① [سَرَاوِيل] کا ترجمہ شلوار یا پاجامہ دونوں طرح صحیح ہے کیونکہ یہ ایک ہی لباس ہے جس کی بناوٹ میں فرق ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا شلوار خریدنا یا اسے خریدنے کا ارادہ ظاہر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ جائز لباس ہے' البتہ کسی صحیح حدیث میں نبی ﷺ کے پاجامہ پہننے کا ذکر نہیں۔ ③ مرد کے لیے شلوار پہننا جائز ہے کیونکہ ارشاد نبوی ہے: ''جسے (احرام باندھتے وقت) تہبند میسر نہ ہو وہ سراویل (شلوار یا پاجامہ) پہن لے۔'' (سنن ابن ماجه' المناسك' باب السراويل والخفين للمحرم إذا لم يجد إزارا أو نعلين' حديث:٢٩٣١) اگر احرام کی حالت میں مجبوری کی صورت میں مرد شلوار پہن سکتا ہے تو عام دنوں میں شلوار یا پاجامہ پہننا بالاولیٰ جائز ہوگا۔

## (المعجم ١٣) - بَابُ ذَيْلِ الْمَرْأَةِ كَمْ يَكُونُ؟ (التحفة ١٣)

## باب:۱۳-عورت کا دامن کتنا دراز ہونا چاہیے؟

---

٣٥٧٩ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٢٠، ٢٢٢١.

**۳۵۸۰-** حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: كَمْ تَجُرُّ الْمَرْأَةُ مِنْ ذَيْلِهَا؟ قَالَ: «شِبْرًا» قُلْتُ: إِذًا يَنْكَشِفَ عَنْهَا. قَالَ: «ذِرَاعٌ. لَا تَزِيدُ عَلَيْهِ».

**۳۵۸۰-** ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: عورت اپنا دامن کتنا لٹکائے؟ آپ نے فرمایا: ''ایک بالشت۔'' میں نے کہا: تب اس (کے قدموں یا پنڈلیوں) سے کپڑا ہٹ جائے گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک ہاتھ۔ اس سے زیادہ نہ لٹکائے۔''

**فائدہ:** ایک بالشت یا ایک ہاتھ سے مراد ٹخنوں سے اس قدر نیچے تک ہے۔ حافظ ابن حجر ؒ اس کی بابت لکھتے ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ مرد کی دو حالتیں ہیں: مستحب حالت یہ ہے کہ تہبند آدھی پنڈلی تک اونچا رکھے۔ اور جائز حالت یہ ہے کہ ٹخنوں (سے اوپر) تک رکھے۔ اسی طرح عورتوں کی بھی دو حالتیں ہیں۔ مستحب حالت یہ ہے کہ مردوں کی جائز حالت سے ایک بالشت زیادہ ہو۔ اور جائز حالت ایک ہاتھ' یعنی مردوں کی جائز حالت سے دو بالشت زیادہ۔ (فتح الباري:۱۰/۳۲۰)

**۳۵۸۱-** حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ، عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِي، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ، رُخِّصَ لَهُنَّ فِي الذَّيْلِ ذِرَاعٌ. فَكُنَّ يَأْتِينَّا فَنَذْرَعُ لَهُنَّ بِالْقَصَبِ ذِرَاعاً.

**۳۵۸۱-** حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی ازواج مطہرات (ؓ) کو ایک ہاتھ دامن کی اجازت دی گئی تھی۔ وہ ہمارے پاس آتیں تو ہم انھیں سرکنڈے سے ایک ہاتھ ماپ دیتے۔

**۳۵۸۲-** حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ

**۳۵۸۲-** حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ ؓ سے یا حضرت ام سلمہ

---

۳۵۸۰۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في قدر الذيل، ح: ٤١١٨ من حديث عبيدالله به.

۳۵۸۱۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في قدر الذيل، ح: ٤١١٩ من حديث سفيان الثوري به * زيد العمي تقدم، ح: ٢٧٠٣، وله لون آخر عند النسائي في الكبرٰى، ولبعضه شاهد عند أبي داود، ح: ٤١١٧، وإسناده صحيح.

۳۵۸۲۔ [إسناده ضعيف جدًا] وهو في المصنف: ٨/ ٢٢١، وضعفه البوصيري من أجل أبي المهزم تقدم، ح: ٣٠٨٦، وحديث: ٣٥٨٠ يغني عنه.

سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَزِّمِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِفَاطِمَةَ، أَوْ لِأُمِّ سَلَمَةَ: «ذَيْلُكِ ذِرَاعٌ».

رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''تمھارا دامن ایک ہاتھ ہونا چاہیے۔''

٣٥٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ: حَدَّثَنَا حَبِيبٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ أَبِي الْمُهَزِّمِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: فِي ذُيُولِ النِّسَاءِ، «شِبْرًا» فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِذاً تَخْرُجَ سُوقُهُنَّ. قَالَ: «فَذِرَاعٌ».

۳۵۸۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے عورتوں کے دامن کے بارے میں فرمایا: ''ایک بالشت۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تب تو ان کی پنڈلیاں ظاہر ہوجائیں گی۔ آپ نے فرمایا: ''تب ایک ہاتھ (کافی ہے۔'')

## (المعجم ١٤) - بَابُ الْعِمَامَةِ السَّوْدَاءِ (التحفة ١٤)

## باب:۱۴- سیاہ عمامے (پگڑی) کا بیان

٣٥٨٤- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُسَاوِرٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

۳۵۸۴- حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا جبکہ آپ نے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا۔

٣٥٨٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

۳۵۸۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (فتح مکہ کے موقع پر) نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

٣٥٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۵۸۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

---

٣٥٨٣ـ [إسناده ضعيف جدًا] انظر الحديث السابق، وضعفه البوصيري.

٣٥٨٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ١١٠٤.

٣٥٨٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٨٢٢.

٣٥٨٦ـ [صحيح] ضعفه البوصيري من أجل موسى بن عبيدة، ح: ٢٥١، والحديث السابق شاهد له.

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ: أَنْبَأَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ، يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی ﷺ (مکہ میں) داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

**فوائد ومسائل:** ① سفید رنگ کا لباس بہتر اور افضل ہے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث:٣٥٦٦) لیکن سیاہ رنگ بھی جائز ہے۔ ② بہتر یہ ہے کہ پورا لباس سیاہ نہ ہو کیونکہ دور حاضر میں یہ ایک خاص فرقے کی علامت بن چکا ہے صرف پگڑی سیاہ ہو تو ان سے مشابہت نہیں ہوتی۔ ③ مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا جائز ہے۔ احرام صرف اس وقت ضروری ہے جب حج یا عمرے کی نیت سے مکہ میں داخل ہو۔

## (المعجم ١٥) - بَابُ إِرْخَاءِ الْعِمَامَةِ بَيْنَ الْكَتِفَيْنِ (التحفة ١٥)

## باب:١٥- پگڑی کا شملہ کندھوں کے درمیان (پشت پر) لٹکانا

٣٥٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مُسَاوِرٍ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ ابْنُ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ، قَدْ أَرْخَى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ.

٣٥٨٧- حضرت عمرو بن حریث ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: گویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں جبکہ آپ کے سر پر سیاہ عمامہ ہے اور آپ نے اس کے دونوں سرے اپنے کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے ہیں۔

## (المعجم ١٦) - بَابُ كَرَاهِيَةِ لُبْسِ الْحَرِيرِ (التحفة ١٦)

## باب:١٦- ریشم (کا لباس) پہننا بری بات ہے

٣٥٨٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ».

٣٥٨٨- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا' وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔''

---

٣٥٨٧- [صحيح] تقدم، ح: ١١٠٤.

٣٥٨٨- أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح: ٢٠٧٣ عن ابن أبي شيبة به.

**۳۵۸۹- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الدِّيبَاجِ وَالْحَرِيرِ وَالْإِسْتَبْرَقِ.

**۳۵۸۹- حضرت براء** بن عازب ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ریشمی کپڑے سے عام ریشم سے اور موٹے ریشم سے منع فرمایا۔

**فوائد ومسائل:** ① ریشم سے مراد وہ ریشہ ہے جسے ریشم کا کیڑا تیار کرتا ہے۔ مصنوعی طور پر بنائے ہوئے دھاگے جو ریشم سے مشابہ ہوں، ریشم میں شامل نہیں اگرچہ لوگ انھیں ریشم ہی کہتے ہیں۔ ② ''دیباج'' کی تشریح النہایہ میں یوں کی گئی ہے: [اَلثِّيَابُ الْمُتَّخَذَةُ مِنَ الْإِبْرِيسَمِ] ''ابریشم کے بنے ہوئے کپڑے۔'' جبکہ المنجد میں اس لفظ کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے: ''وہ کپڑا جس کا تانا اور بانا (دونوں) ریشم کے ہوں۔'' ③ ریشم سے ممانعت صرف مردوں کے لیے ہے۔ (سنن ابن ماجہ حدیث: ۳۵۹۵)

**۳۵۹۰- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ. وَقَالَ: «هُوَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا، وَلَنَا فِي الْآخِرَةِ».

**۳۵۹۰- حضرت حذیفہ** ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے ریشم اور سونا پہننے سے منع کیا اور فرمایا: ''وہ دنیا میں ان (کافروں) کے لیے ہے اور آخرت میں ہمارے لیے۔''

**فوائد ومسائل:** ① خالص ریشم کے کپڑے پہننا، رومال بنانا اور بستر وغیرہ بنا کر اس پر بیٹھنا اور لیٹنا یہ سب کچھ مردوں پر حرام ہے۔ ② سونے کا زیور پہننا بھی مردوں پر حرام ہے، خواہ وہ ہار ہو، انگوٹھی ہو، گھڑی کا چین ہو، لباس کے بٹن ہوں یا کوئی اور زیور، سب کا ایک ہی حکم ہے، البتہ سونے کا مرد کی ملکیت میں ہونا گناہ نہیں جب کہ وہ پہنا نہ جائے۔ ③ دنیا میں اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ممنوعہ اشیاء سے پرہیز کرنا بہت بڑی نیکی ہے جس کا ثواب یہ ہے کہ جنت میں ویسی ہی نعمتیں حاصل ہوں گی جو دنیا کی نعمتوں سے بدرجہا بہتر ہوں گی۔ ④ رہن سہن کے طریقوں اور لباس وغیرہ کی بناوٹ میں غیر مسلموں سے امتیاز قائم رکھنا ضروری ہے۔

---

۳۵۸۹- [صحیح] تقدم، ح: ۲۱۱۵.

۳۵۹۰- [صحیح] تقدم، ح: ۳٤١٤.

٣٥٩١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَىٰ حُلَّةً سِيَرَاءَ مِنْ حَرِيرٍ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَوِ ابْتَعْتَ هٰذِهِ الْحُلَّةَ لِلْوَفْدِ، وَلِيَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ».

٣٥٩١- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ؓ نے لکیر دار ریشمی کپڑے کا جوڑا دیکھا تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ یہ جوڑا وفود کے استقبال اور جمعے کے دن پہننے کے لیے خرید لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے تو وہی پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔“

**فوائد و مسائل:** ① [حُلّہ] ایک طرح کے دو کپڑوں کو کہتے ہیں' ایک جسم کے اوپر کے حصے پر پہننے یا اوڑھنے کے لیے' دوسرا جسم کے زیریں حصے پر پہننے کے لیے' جیسے تہ بند وغیرہ' اس لیے اس کا ترجمہ ”جوڑا“ کیا گیا ہے۔ ② جمعہ اور عید وغیرہ کے موقع پر عمدہ لباس پہننا مستحب ہے' اس لیے حضرت عمر ؓ نے مشورہ دیا۔ ③ مہمانوں کے استقبال کے موقع پر عمدہ لباس پہننا مستحسن ہے۔ ④ صحابۂ کرام ؓ نبی ﷺ سے بہت محبت رکھتے تھے' اس لیے آپ کے لیے عمدہ چیز پسند کرتے تھے۔ ⑤ کوئی شخص خلوص اور محبت سے مشورہ دے اور وہ مشورہ درست نہ ہو تو سختی سے رد کرنے کی بجائے اس کی غلطی واضح کر دی جائے تاکہ اسے رنج نہ ہو اور آئندہ اس غلطی سے بچ سکے۔ ⑥ آخرت میں حصہ نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ لباس کافر پہنتے ہیں جنھیں آخرت میں کوئی بھلائی نصیب نہیں ہوگی۔

## (المعجم ١٧) - بَابُ مَنْ رُخِّصَ لَهُ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ (التحفة ١٧)

## باب: ١٧- کسے ریشم پہننے کی اجازت ہے؟

٣٥٩٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ

٣٥٩٢- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر بن عوام ؓ اور

---

٣٥٩١- أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب تحريم لبس الحرير وغير ذلك للرجال، ح:٢٠٦٨/٦ من حديث عبيدالله بن عمر به مختصرًا، وأصله متفق عليه من حديث مالك عن نافع به، البخاري، ح:٨٨٦، ح:٢٦١٢، ومسلم، ح:٢٠٦٨، وهو في الموطأ، لباس، ح:١٨.

٣٥٩٢- أخرجه البخاري، الجهاد، باب الحرير في الحرب، ح:٢٩١٩ من حديث سعيد به، ومسلم، اللباس والزينة، باب إباحة لبس الحرير للرجل إذا كان به حكة أو نحوها، ح:٢٠٧٦ عن ابن أبي شيبة به.

أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَبَّأَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَخَّصَ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، وَلِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فِي قَمِيصَيْنِ مِنْ حَرِيرٍ، مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِهِمَا، حِكَّةٍ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ریشم کی قمیصیں پہننے کی اجازت دی کیونکہ انھیں خارش کی تکلیف تھی۔

**فوائد ومسائل:** ① ان حضرات کو جوؤں کی تکلیف بھی تھی۔ (صحیح البخاري' الجهاد و السير' باب الحرير في الحرب' حديث:۲۹۲۰) ممکن ہے خارش اسی وجہ سے ہو۔ ② جن جلدی بیماریوں میں دوسرا لباس تکلیف کا باعث ہو اور ریشمی لباس فائدہ مند ہو تو اس صورت میں مردوں کو یہ لباس پہننا جائز ہے۔

## (المعجم ١٨) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْعَلَمِ فِي الثَّوْبِ (التحفة ١٨)

## باب:۱۸- کپڑے میں ریشم کے نشان کی اجازت

٣٥٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَنْهٰى عَنِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ. إِلَّا مَا كَانَ هٰكَذَا. ثُمَّ أَشَارَ بِإِصْبَعِهِ، ثُمَّ الثَّانِيَةِ، ثُمَّ الثَّالِثَةِ، ثُمَّ الرَّابِعَةِ. فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْهَانَا عَنْهُ.

۳۵۹۳- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ باریک اور موٹے ریشم (کا کپڑا پہننے) سے منع کرتے تھے' مگر جو اتنا سا ہو۔ پھر (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) ایک انگلی سے اشارہ کیا' پھر دوسری سے' پھر تیسری سے' پھر چوتھی سے اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں اس سے منع فرمایا کرتے تھے۔

**فوائد ومسائل:** ① مرد کے لیے ریشم کا لباس پہننا حرام ہے لیکن کناروں پر تھوڑا بہت ریشم ہو تو جائز ہے۔ ② ریشم کے جواز کی حد زیادہ سے زیادہ چار انگلیوں کی چوڑائی تک ہے۔ اس سے کم ہو تو بہتر ہے' اس سے زیادہ جائز نہیں۔

٣٥٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي عُمَرَ مَوْلٰى أَسْمَاءَ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ اشْتَرٰى عِمَامَةً لَهَا عَلَمٌ. فَدَعَا بِالْقَلَمَيْنِ فَقَصَّهُ.

۳۵۹۴- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو عمر عبداللہ بن کیسان تیمی رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عمامہ خریدا جس (کے کنارے) پر

---

٣٥٩٣_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٨٢٠.

٣٥٩٤_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٨١٩.

فَدَخَلْتُ عَلٰى أَسْمَاءَ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهَا. فَقَالَتْ: بُؤْسًا لِعَبْدِ اللهِ يَاجَارِيَةُ! هَاتِي جُبَّةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَجَاءَتْ بِجُبَّةٍ مَكْفُوفَةِ الْكُمَّيْنِ وَالْجَيْبِ وَالْفَرْجَيْنِ، بِالدِّيبَاجِ.

(ریشم کے) نشان تھے۔ انھوں نے قینچی طلب فرمائی اور اسے کاٹ ڈالا۔ میں نے حضرت اسماء ؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ واقعہ بیان کیا تو انھوں نے فرمایا: تعجب ہے عبداللہ (ؓ) پر (اور اپنی خادمہ کو آواز دی) اے لڑکی! رسول اللہ ﷺ کا جبہ لاؤ۔ وہ (نبی ﷺ کا) جبہ لائی جس کی آستینوں، گریبان اور دونوں طرف کے چاک کے کناروں پر ریشم لگا ہوا تھا۔

**فوائد ومسائل:** ① نشان کا مطلب یہ ہے کہ اس کے کنارے پر ریشم کے دھاگے سے کڑھائی کی ہوئی تھی۔ حضرت ابن عمر ؓ نے اتنا کنارہ کاٹ دیا۔ ② ایک بڑا عالم بھی کسی مسئلے میں غلطی کرسکتا ہے۔ ③ نبئ اکرم ﷺ کا قول وعمل ہر عالم کے فتوے پر راجح ہے۔ ④ مرد کے کپڑے پر اگر تھوڑا سا ریشم لگا ہوا ہو تو جائز ہے، خواہ وہ کڑھائی کی صورت میں ہو یا ریشمی کپڑے کے ٹکڑے کی صورت میں۔

## (المعجم ١٩) - بَابُ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالذَّهَبِ لِلنِّسَاءِ (التحفة ١٩)

## باب: ١٩- عورتوں کے لیے ریشمی لباس اور سونے کا زیور پہننے کا بیان

**٣٥٩٥- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي الصَّعْبَةِ عَنْ أَبِي الْأَفْلَحِ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زُرَيْرٍ الْغَافِقِيِّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَرِيرًا بِشِمَالِهِ، وَذَهَبًا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ رَفَعَ بِهِمَا يَدَيْهِ فَقَالَ: «إِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُورِ أُمَّتِي،

٣٥٩٥- حضرت علی ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ میں ریشم اور دائیں ہاتھ میں سونا لیا، پھر دونوں ہاتھ بلند کرکے فرمایا: ”یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام اور ان کی عورتوں کے لیے حلال ہیں۔“

**٣٥٩٥ـ [صحيح]** أخرجه أبوداود، اللباس، باب في الحرير للنساء، ح: ٤٠٥٧ من حديث يزيد بن أبي حبيب به، وللحديث شواهد كثيرة.

حِلٌّ لِإِنَاثِهِمْ».

فائدہ: معمولی زینت تو درست ہے لیکن زیادہ زیورات پہننے سے امارت اور فخر وتکبر کا اظہار ہوتا ہے جس سے غریبوں کا دل دکھتا ہے اس لیے اس سے اجتناب بہتر ہے، خاص طور پر زیورات پہن کر سفر کرنے سے بہت سے مفاسد سامنے آتے ہیں۔

**٣٥٩٦- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ أَبِي فَاخِتَةَ: حَدَّثَنِي هُبَيْرَةُ بْنُ يَرِيمَ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ حُلَّةٌ مَلْفُوفَةٌ بِحَرِيرٍ، إِمَّا سَدَاهَا وَإِمَّا لُحْمَتُهَا. فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيَّ. فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! مَا أَصْنَعُ بِهَا؟ أَأَلْبَسُهَا؟ قَالَ: «لَا. وَلٰكِنِ اجْعَلْهَا خُمُرًا بَيْنَ الْفَوَاطِمِ».

**٣٥٩٦-** حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک حلہ (چادروں کا جوڑا) ہدیے کے طور پر پیش کیا گیا جس کا تانا یا بانا ریشم سے بنا ہوا تھا۔ نبی ﷺ نے وہ حلہ میرے پاس بھیج دیا۔ میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں اسے کیا کروں؟ کیا میں اسے پہن سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں اس سے فاطماؤں کو اوڑھنیاں بنا دے۔“

فوائد ومسائل: ① اگر کپڑا خالص ریشم کا نہ ہو بلکہ آدھا سوتی اور آدھا ریشمی ہو تب بھی مردوں کے لیے اسے پہننا منع ہے۔ ② ”فاطماؤں“ سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کی وہ خواتین ہیں جن میں سے ہر ایک کا نام ”فاطمہ“ تھا یعنی رسول اللہ ﷺ کی دختر جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں دوسری حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا تیسری حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ ③ تحفہ دینا اور قبول کرنا مسنون ہے۔

**٣٥٩٧- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الْإِفْرِيقِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَفِي إِحْدٰى يَدَيْهِ ثَوْبٌ مِنْ حَرِيرٍ. وَفِي الْأُخْرٰى

**٣٥٩٧-** حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس (گھر سے) باہر تشریف لائے۔ آپ کے ایک ہاتھ میں ریشمی کپڑا تھا اور دوسرے ہاتھ میں سونا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام اور ان کی

---

٣٥٩٦- [حسن] * يزيد تقدم حاله، ح: ٥٠٤، وله شاهد قوي عند أحمد: ١/ ١٣٧، رواه شعبة عن أبي إسحاق عن هبيرة به.

٣٥٩٧- [صحيح] * الإفريقي، (ح: ٥٤)، وشيخه تقدم حالهما، وللحديث شواهد عند أحمد: ٢/ ١٦٦ وغيره، وانظر، ح: ٣٥٩٥.

ذَهَبٌ. فَقَالَ: «إِنَّ هٰذَيْنِ مُحَرَّمٌ عَلٰى ذُكُورِ أُمَّتِي، حِلٌّ لِإِنَاثِهِمْ».

عورتوں کے لیے حلال ہیں۔"

**۳۵۹۸- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَمِيصَ حَرِيرٍ سِيَرَاءَ.

**۳۵۹۸-** حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو دھاری دار ریشمی قمیص پہنے دیکھا۔

**فوائد ومسائل:** ① مذکورہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے سنداً صحیح قرار دیا ہے اور اس حدیث کی بابت مزید لکھا ہے کہ مذکورہ روایت میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ذکر شاذ ہے محفوظ روایت میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نام ہے جس کی تائید ہمارے فاضل محقق نے بھی کی ہے۔ مزید دیکھیے: (ضعيف سنن ابن ماجه للألباني، رقم:۷۸۹، وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم:۳۵۹۸) ② "سیراء" اس ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں جس میں سیدھے خطوط ہوں۔

(المعجم ۲۰) - **بَابُ لُبْسِ الْأَحْمَرِ لِلرِّجَالِ** (التحفة ۲۰)

**باب:۲۰- مردوں کے لیے سرخ لباس پہننا جائز ہے**

**۳۵۹۹- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْقَاضِي، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَجْمَلَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، مُتَرَجِّلًا، فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ.

**۳۵۹۹-** حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے کسی کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ صاحب جمال نہیں دیکھا جب کہ آپ نے (بالوں میں) کنگھی کی ہوئی تھی اور سرخ چادریں (تہبند اور چادر) پہن رکھی تھیں۔

**فائدہ:** امام ابن قیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: "حُلّہ" کا مطلب تہبند اور اوڑھنے والی چادر ہے اور "حُلّہ" کا لفظ ان دونوں کے مجموعے پر بولا جاتا ہے۔ یہ سمجھنا غلط فہمی ہے کہ یہ جوڑا خالص سرخ رنگ کا تھا اور اس میں دوسرا رنگ شامل نہیں تھا۔ سرخ حلے سے مراد یمن کی دو چادریں ہوتی ہیں جو سرخ اور سیاہ دھاریوں کی صورت

**۳۵۹۸- [إسناده ضعيف]** أخرجه النسائي، الزينة، ذكر الرخصة للنساء في لبس السيراء، ح:۵۲۹۸ من حديث عيسٰى به * الزهري عنعن، والمحفوظ "أم كلثوم" مكان زينب.

**۳۵۹۹- [صحيح]** وهو في المصنف: ۸/ ۱۷۷، ۲۶۲ * شريك القاضي تابعه شعبة عند البخاري، اللباس، باب الثوب الأحمر، ح:۵۸۴۸ وغيره، ومسلم، ح:۲۳۳۷/ ۹۱ وغيرهما.

میں بنی ہوتی ہیں جس طرح یمن کی دوسری چادریں (لکیردار) ہوتی ہیں۔ یہ لباس اس نام (سرخ حلہ) سے ان سرخ دھاریوں کی وجہ سے مشہور ہے ورنہ خالص سرخ (لباس) سے تو سختی سے منع کیا گیا ہے' البتہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے صحيح البخاري' كتاب الصلاة' باب الصلاة في الثوب الأحمر' حديث:۳۷۶ میں ذکر کردہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے: امام بخاری رحمہ اللہ اس عنوان کے ذریعے سے (سرخ کپڑا پہننے کے) جواز کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں۔ گویا خالص سرخ رنگ کا جوڑا پہننا بھی مردوں کے لیے جائز ہے لیکن اگر کسی علاقے میں یہ رنگ عورتوں کے لیے مخصوص ہو چکا ہو تو پھر اس علاقے میں مردوں کے لیے اس سے اجتناب بہتر ہوگا کیونکہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا بھی ممنوع ہے۔

**۳۶۰۰-** حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ بَرَّادِ بْنِ يُوسُفَ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ. حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، قَاضِي مَرْوَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ. فَأَقْبَلَ حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ. عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ. يَعْثُرَانِ وَيَقُومَانِ. فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَخَذَهُمَا فَوَضَعَهُمَا فِي حِجْرِهِ. فَقَالَ: «صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ: ﴿إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَـٰدُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ [التغابن: ١٥] رَأَيْتُ هٰذَيْنِ فَلَمْ أَصْبِرْ» ثُمَّ أَخَذَ فِي خُطْبَتِهِ.

**۳۶۰۰-** حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ اتنے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ آ گئے۔ انھوں نے سرخ قمیصیں پہن رکھی تھیں۔ کبھی گرتے تھے' کبھی اٹھتے تھے۔ نبی ﷺ (منبر سے) اتر آئے اور انھیں گود میں اٹھا لیا۔ اور فرمایا: ''اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا: ﴿إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَـٰدُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ ''تمھارے مال اور تمھاری اولاد ایک آزمائش ہے۔'' میں نے انھیں دیکھا تو مجھ سے صبر نہ ہوا۔'' پھر آپ نے خطبہ دینا شروع کر دیا۔

**فوائد ومسائل:** ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرخ لباس پہننا جائز ہے۔ ممکن ہے یہ قمیصیں خالص سرخ رنگ کی نہ ہوں۔ ② بچوں سے پیار معزز شخصیت کی شان کے خلاف نہیں بلکہ ایک خوبی ہے۔ ③ خطبے کے دوران میں کسی ضرورت کے تحت منبر سے اترنا جائز ہے۔ ④ مال اور اولاد کے آزمائش ہونے کا یہ مطلب ہے کہ بہت دفعہ انسان مال اور اولاد کی محبت کی وجہ سے غلط کاموں کا ارتکاب کر لیتا ہے' اس لیے مومن کو احتیاط

---

۳۶۰۰- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإمام يقطع الخطبة للأمر يحدث، ح:١١٠٩ من حديث زيد به، وحسنه الترمذي، ح:٣٧٧٤، وصححه ابن جرير الطبري في تفسيره:٢٨/ ٨١.

سے کام لینا چاہیے کہ مال کی طلب میں یا اولاد کی محبت کی وجہ سے کوئی خلاف شریعت کام نہ ہو جائے۔ ⑤ خطبے کے دوران میں موضوع سے غیر متعلق بات کرنے میں حرج نہیں بشرطیکہ وہ ضروری بات ہو۔

## (المعجم ٢١) - بَابُ كَرَاهِيَةِ الْمُعَصْفَرِ لِلرِّجَالِ (التحفة ٢١)

## باب:۲۱- کسم کا رنگا ہوا کپڑا مردوں کے لیے مکروہ ہے

٣٦٠١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سُهَيْلٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُفَدَّمِ.

۳۶۰۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گہرے رنگ سے منع فرمایا۔

قَالَ يَزِيدُ: قُلْتُ لِلْحَسَنِ: مَا الْمُفَدَّمُ؟ قَالَ: الْمُشْبَعُ بِالْعُصْفُرِ.

(حدیث کے راوی) یزید بیان کرتے ہیں (ابن عمر ؓ کے شاگرد) حضرت حسن بن سہیل ؒ سے دریافت کیا گیا: [مُفَدَّم] سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے فرمایا: جو عُصْفُر (کسم) سے خوب رنگا گیا ہو۔

**فوائد ومسائل:** ① مُعَصْفَر کا مطلب ہے عصفر سے رنگا ہوا۔ وہ ایک زرد رنگ کی چیز ہے جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔ (محمد فواد عبدالباقی بحوالہ المنجد) لیکن انھوں نے [اَلْمُفَدَّم] کی تشریح یوں کی ہے: ''انتہائی سرخ۔ گویا وہ اتنا زیادہ سرخ ہے کہ مزید سرخ نہیں ہو سکتا۔'' ممکن ہے کسم کا پودا زرد ہونے کے باوجود اس سے رنگا ہوا کپڑا سرخ ہو جاتا ہو۔ ② گہرے کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسم کا رنگا ہوا کپڑا اگر ہلکے رنگ کا ہو تو مردوں کے لیے جائز ہے۔

٣٦٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ حُنَيْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَلَا أَقُولُ: نَهَاكُمْ، عَنْ

۳۶۰۲- حضرت علی ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے عصفر (کسم) کا رنگا ہوا کپڑا پہننے سے منع فرمایا۔ اور میں نہیں کہتا: تمھیں منع فرمایا۔

---

**٣٦٠١ـ [حسن]** أخرجه أحمد: ٢/ ٩٩ من حديث يزيد به، وتقدم، ح: ٥٠٤، وصرح بالسماع، وهو في المصنف: ١٨٢/٨، وسيأتي، ح: ٣٦٤٣، وله شاهد عند النسائي: ٢/ ١٨٨، ١٨٩، وإسناده حسن، وله طرق أخرى.

**٣٦٠٢ـ** أخرجه مسلم، الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود، ح: ٤٨٠/ ٢١٣ من حديث أسامة به مختصرًا.

لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ.

**فائدہ:** حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اے علی! کسم کا رنگا ہوا مت پہن۔ یہ نہیں فرمایا: لوگو! یہ رنگ نہ پہنو' تاہم حکم سب کے لیے ایک ہی ہے۔

**٣٦٠٣- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ الْغَازِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ ثَنِيَّةِ أَذَاخِرَ. فَالْتَفَتَ إِلَيَّ. وَعَلَيَّ رَيْطَةٌ مُضَرَّجَةٌ بِالْعُصْفُرِ. فَقَالَ: «مَا هٰذِهِ؟» فَعَرَفْتُ مَا كَرِهَ. فَأَتَيْتُ أَهْلِي وَهُمْ يَسْجُرُونَ تَنُّورَهُمْ. فَقَذَفْتُهَا فِيهِ. ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْغَدِ فَقَالَ: «يَاعَبْدَ اللهِ! مَا فَعَلَتِ الرَّيْطَةُ؟» فَأَخْبَرْتُهُ. فَقَالَ: «أَلَا كَسَوْتَهَا بَعْضَ أَهْلِكَ فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ لِلنِّسَاءِ».

**٣٦٠٣- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ ثنیۂ اذاخر سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے۔ آپ میری طرف متوجہ ہوئے جب کہ میں نے عصفر سے رنگی ہوئی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' میں سمجھ گیا کہ رسول اللہ ﷺ کو کیا چیز ناگوار گزری ہے۔ میں گھر والوں کے پاس گیا' انھوں نے تنور جلا رکھا تھا۔ میں نے وہ (چادر) تنور میں ڈال دی۔ اگلے دن میں حاضر خدمت ہوا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے عبداللہ! چادر کا کیا بنا؟'' میں نے بتا دیا۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے اپنے گھر والوں میں سے کسی کو کیوں نہ پہنا دی؟ عورتوں کے لیے کو اس (چادر کے استعمال) میں کوئی حرج نہیں۔''

**فوائد ومسائل:** ① عصفر کا رنگا ہوا کپڑا عورتوں کے لیے جائز ہے۔ ② مردوں کو ایسا کپڑا پہننا منع ہے جو عورتوں کا لباس سمجھا جاتا ہو۔ ③ جب نرم الفاظ میں تنبیہ کرنے سے بات مانی جائے تو سخت انداز سے تنبیہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ ④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دل میں نبی ﷺ کی عظمت ومحبت اس قدر تھی کہ اشارتاً کہی ہوئی بات پر بھی وہ پوری مستعدی سے عمل کرتے تھے۔ ⑤ جب کسی کو عالم کی بات سمجھنے میں غلطی لگ گئی ہو تو عالم کو چاہیے کہ وضاحت کردے کہ بات کا صحیح مطلب یہ تھا۔

## (المعجم ٢٢) - بَابُ الصُّفْرَةِ لِلرِّجَالِ (التحفة ٢٢)

## باب: ٢٢- مردوں کے لیے زرد کپڑے کا جواز

**٣٦٠٤- حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

**٣٦٠٤- حضرت قیس بن سعد** رضی اللہ عنہ سے روایت

---

**٣٦٠٣ـ [إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، اللباس، باب في الحمرة، ح: ٤٠٦٦ من حديث عيسٰى به.

**٣٦٠٤ـ [ضعيف]** تقدم ح: ٤٦٦.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: أَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ. فَوَضَعْنَا لَهُ مَاءً يَتَبَرَّدُ بِهِ. فَاغْتَسَلَ. ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِمِلْحَفَةٍ صَفْرَاءَ. فَرَأَيْتُ أَثَرَ الْوَرْسِ عَلَى عُكَنِهِ.

ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ہم نے آپ کے نہانے کے لیے پانی رکھا تو آپ نے غسل فرمایا۔ پھر میں نے آپ کی خدمت میں زرد چادر پیش کی۔ (آپ نے اوڑھ لی) میں نے آپ کے شکم مبارک کی سلوٹ پر ورس کا نشان دیکھا۔

(المعجم ٢٣) - **بَاب: اِلْبَسْ مَا شِئْتَ، مَا أَخْطَأَكَ سَرَفٌ أَوْ مَخِيلَةٌ** (التحفة ٢٣)

**باب: ٢٣- ہر وہ لباس پہن سکتے ہو جس میں اسراف اور تکبر نہ ہو**

**٣٦٠٥- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُوا وَاشْرَبُوا وَتَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا، مَالَمْ يُخَالِطْهُ إِسْرَافٌ أَوْ مَخِيلَةٌ».

**٣٦٠٥-** حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھاؤ' پیو' صدقہ کرو اور پہنو' جب تک اس میں فضول خرچی یا تکبر کی آمیزش نہ ہو۔''

**فوائد ومسائل:** اسلام ترک دنیا اور رہبانیت کی دعوت نہیں دیتا بلکہ کمائی اور خرچ کی ناجائز راہوں سے روکتا ہے۔ ② اپنی ذات پر' بیوی بچوں پر' والدین اور عزیز واقارب پر خرچ کرنا اور ان کی جائز ضروریات پوری کرنا نیکی ہے۔ ③ اسراف اور فضول خرچی کا مطلب جائز مقام پر ناجائز حد تک خرچ کرنا ہے۔ سادگی مسلمان کی شان ہے۔ ④ ناجائز مقام پر تھوڑا خرچ بھی گناہ ہے اور تبذیر میں شامل ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوٓا إِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا﴾ (بنیٓ اسرآئیل١٧: ٢٧) ''بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کی بہت زیادہ ناشکری کرنے والا ہے۔'' ⑤ تھوڑے مہمانوں کے لیے بہت زیادہ کھانے تیار کر لینا اور پھر انھیں ضائع کر دینا بھی تبذیر میں شامل ہے۔ اسی طرح اپنا مال' وقت ضائع کرنے والی بے فائدہ تفریح پر خرچ کرنا بھی

**٣٦٠٥ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه النسائي، الزكاة، باب الاختيال في الصدقة، ح: ٢٥٦٠ من حديث يزيد به مختصرًا، وهو في المصنف: ٨/ ٢١٧، ح: ٤٩٢٩، وعلقه البخاري في أول كتاب اللباس * قتادة تقدم، ح: ١٧٥، وله شواهد موقوفة في تغليق التعليق وغيره.

اس میں شامل ہے۔ ⑥ اسراف وتبذیر عام طور پر دوسروں پر برتری کے اظہار کے لیے کیا جاتا ہے' جو خود ایک گناہ ہے۔ ایسی چیزوں پر خرچ ہونے والی رقم سے غریبوں کی مدد کی جائے تو دنیوی اور اخروی فوائد حاصل ہوں گے۔ ⑦ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔ وہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی کتاب اللباس سے پہلے معلق بیان کیا ہے' مزید لکھتے ہیں کہ اس کے تغلیق التعلیق وغیرہ میں موقوف شواہد موجود ہیں' لہٰذا اس بات سے اور دیگر محققین کی بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۹۴/۱۱' ۲۹۵' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم: ۳۶۰۵' وهداية الرواة: ۴/ ۲۱۷' ۲۱۸)

(المعجم ٢٤) - **بَابُ مَنْ لَبِسَ شُهْرَةً مِنَ الثِّيَابِ** (التحفة ٢٤)

**باب: ۲۴- شہرت کے لیے لباس پہننا (گناہ ہے)**

۳۶۰۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْوَاسِطِيَّانِ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا شَرِيكٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ مُهَاجِرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ أَلْبَسَهُ اللهُ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثَوْبَ مَذَلَّةٍ».

۳۶۰۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص شہرت والا لباس پہنے گا' اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔''

۳۶۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنِ الْمُهَاجِرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا، أَلْبَسَهُ اللهُ

۳۶۰۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دنیا میں شہرت کا لباس پہنے گا' اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا' پھر اس میں آگ بھڑکا دے گا۔''

---

٣٦٠٦ـ [حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في لبس الشهرة، ح: ٤٠٢٩ من حديث شريك به، وحسنه المنذري في الترغيب: ٣/ ١١٦، وصحح أبوحاتم وقفه، قلت: شريك تابعه أبوعوانة، انظر الحديث الآتي.

٣٦٠٧ـ [حسن] وانظر الحديث السابق.

ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، ثُمَّ أَلْهَبَ فِيهِ نَارًا» .

**فوائد ومسائل:** ① شہرت کے لباس سے مراد بہت قیمتی لباس بھی ہے کہ لوگ اس کی باتیں کریں اور اس کی ثروت وامارت کی شہرت ہو، اور بہت ہلکا اور نکما لباس بھی ہے کہ لوگوں میں اس کے زہد اور بزرگی کی شہرت ہو۔ ② ایسا لباس پہننے والے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ اس کی دولت سے مرعوب ہو کر اس کی عزت کریں' یا اسے خدا رسیدہ سمجھ کر اس کے آگے عقیدت سے سر جھکائیں۔ اس گناہ کی سزا یہ ہے کہ اسے قیامت کے دن ایسا لباس ملے گا جس کی وجہ سے وہ سب کی نظروں میں ذلیل ہو کر رہ جائے گا۔ جہنم میں جلنے کا عذاب اس کے علاوہ ہے۔

**٣٦٠٨- حَدَّثَنَا** الْعَبَّاسُ بْنُ يَزِيدَ الْبَحْرَانِيُّ : حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ مُحْرِزٍ النَّاجِي : حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ جَهْمٍ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ ، أَعْرَضَ اللهُ عَنْهُ حَتَّى يَضَعَهُ مَتَى وَضَعَهُ» .

۳۶۰۸- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے شہرت کا لباس پہنا' اللہ تعالیٰ اس سے (ناراض ہو کر) منہ پھیر لے گا حتی کہ اسے ذلیل کر دے گا جب بھی ذلیل کرے۔''

### (المعجم ٢٥) - **بَابُ لُبْسِ جُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ** (التحفة ٢٥)

### باب:۲۵- مرے ہوئے جانور کی رنگی ہوئی کھال پہننا

**٣٦٠٩- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَعْلَةَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ : «أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ ، فَقَدْ طَهُرَ» .

۳۶۰۹- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ''جو بھی چمڑا رنگ لیا جائے وہ پاک ہو جاتا ہے۔''

---

**٣٦٠٨ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه ابن الجوزي في تلبيس إبليس ، ص : ٢٣٨ من طريق آخر عن وكيع بن محرز به ، وحسنه البوصيري ، وأشار المنذري إلى ضعفه ، الترغيب : ٣/ ١١٦ * عثمان بن جهم لم يوثقه غير ابن حبان ، واتبعه البوصيري ، فهو علة الخبر ، والحديث السابق شاهد لبعضه .

**٣٦٠٩ـ** أخرجه مسلم ، الحيض ، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ ، ح : ٣٦٦/ ١٠٥ عن أبي بكر بن أبي شيبة به .

٣٦١٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ شَاةً لِمَوْلَاةِ مَيْمُونَةَ مَرَّ بِهَا، يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ، قَدْ أُعْطِيَتْهَا مِنَ الصَّدَقَةِ مَيْتَةً. فَقَالَ: «هَلَّا أَخَذُوا إِهَابَهَا فَدَبَغُوهُ فَانْتَفَعُوا بِهِ؟» فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهَا مَيْتَةٌ. قَالَ: «إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا».

۳۶۱۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ ام المومنین حضرت میمونہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ حضرت میمونہ ؓ کی آزاد کردہ لونڈی کی ایک مری ہوئی بکری کے پاس سے گزرے جو انھیں (آزاد کردہ لونڈی کو) صدقے میں ملی تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''انھوں نے اس کا چمڑا کیوں نہ اتار لیا کہ اسے رنگ کر اس سے فائدہ اٹھاتے؟'' حاضرین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ تو مردار ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے صرف کھانا حرام ہے۔''

٣٦١١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: كَانَ لِبَعْضِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ شَاةٌ، فَمَاتَتْ. فَمَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَيْهَا، فَقَالَ: «مَا ضَرَّ أَهْلَ هٰذِهِ، لَوِ انْتَفَعُوا بِإِهَابِهَا؟».

۳۶۱۱- حضرت سلمان ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: امہات المومنین میں سے کسی کی ایک بکری تھی' وہ مر گئی۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''اگر اس کے مالک اس کے چمڑے سے فائدہ اٹھا لیتے تو ان کا کیا نقصان تھا؟''

**فوائد ومسائل:** ① جس جانور کا گوشت کھانا حلال ہے وہ مر جائے تو اس کا چمڑا اتار کر رنگ لیا جائے' پھر استعمال کی کوئی بھی چیز بنالی جائے تو یہ جائز ہے۔ ② بعض علماء گزشتہ حدیث: ۳۶۰۹ کی روشنی میں بیان کرتے ہیں کہ جس جانور کا گوشت کھانا جائز نہیں اس کا چمڑا بھی دباغت سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور بعض علماء کے نزدیک جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کا چمڑا دباغت سے پاک نہیں ہوتا' تاہم صحیح اور راجح موقف یہی معلوم ہوتا ہے کہ ماکول اللحم جانوروں ہی کا چمڑا دباغت سے پاک ہوتا ہے۔ واللّٰہ أعلم.

٣٦١٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۶۱۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں

٣٦١٠ـ أخرجه مسلم، الحيض، الباب السابق، ح: ٣٦٣/ ١٠٠ عن ابن أبي شيبة به.

٣٦١١ـ [حسن] وهو في المصنف: ٨/ ١٩٠، وضعفه البوصيري من أجل ليث بن أبي سليم، وتقدم، ح: ٢٠٨، وله شاهد ضعيف عند الطبراني: ١٧/ ٢١٢، ح: ٥٧٦، والحديث السابق شاهد له.

٣٦١٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في أهب الميتة، ح: ٤١٢٤ من حديث مالك به، وهو في◄◄

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُسْتَمْتَعَ بِجُلُودِ الْمَيْتَةِ، إِذَا دُبِغَتْ.

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مردہ جانور کے چمڑے سے فائدہ اٹھانے کا حکم دیا جب اسے رنگ لیا جائے۔

(المعجم ٢٦) - **بَابُ مَنْ قَالَ لَا يُنْتَفَعُ مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ** (التحفة ٢٦)

**باب:٢٦-(ان لوگوں کی دلیل) جو کہتے ہیں کہ مردہ جانور کے چمڑے یا پٹھے سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے**

**٣٦١٣- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ. كُلُّهُمْ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ: أَتَانَا كِتَابُ النَّبِيِّ ﷺ: «أَنْ لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ».

**٣٦١٣-** حضرت عبداللہ بن عکیم ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہمارے پاس نبی ﷺ کا خط آیا (جس میں یہ تحریر تھا) ''مردار کے چمڑے سے یا پٹھے سے فائدہ نہ اٹھاؤ''

**فائدہ:** مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں اس سے مراد وہ چمڑا ہے جس کو دباغت کے ذریعے سے پاک نہ کرلیا گیا ہو۔

(المعجم ٢٧) - **بَابُ صِفَةِ النِّعَالِ** (التحفة ٢٧)

**باب:٢٧-(نبی ﷺ کے) پاپوش مبارک کی کیفیت**

---

الموطأ: ٢/ ٤٩٨، والمصنف: ٨/ ١٩٢ * أم محمد بن عبدالرحمٰن لم أجد من وثقها غير ابن حبان، وقال الأثرم: "غير معروفة" الجوهر النقي: ١/ ١٧.

٣٦١٣ـ [حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب من روى أن لا يستنفع بإهاب الميتة، ح: ٤١٢٧ من حديث شعبة به، وحسنه الترمذي، ح: ١٧٢٩، والبيهقي: ١/ ١٨، وصححه ابن حبان * الحكم صرح بالسماع، وراجع نيل المقصود في جواب الطعن في حديث ابن عكيم رحمه الله.

**٣٦١٤ - حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ: كَانَ لِنَعْلِ النَّبِيِّ ﷺ قِبَالَانِ، مَثْنِيٌّ شِرَاكُهُمَا .

٣٦١٤- حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے جوتے کی دو پٹیاں تھیں جن کے تسمے دہرے تھے۔

**فوائد ومسائل:** ① نبی ﷺ کے زمانے کے جوتے کی بناوٹ موجودہ دور کی ہوائی چپل سے ملتی جلتی ہے۔ اس میں چمڑے کا ایک ٹکڑا (شسع) انگلیوں کے درمیان ہوتا تھا۔ اور اس کا ایک سرا زمام سے بندھا ہوتا تھا۔ زمام کا نام قبال بھی ہے۔ ② اس قسم کے جوتے میں پاؤں کا اکثر حصہ کھلا رہتا ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ موزوں یا جرابوں پر مسح کرتے وقت پاؤں جوتوں سے نہیں نکالتے تھے بلکہ جوتوں سمیت مسح کر لیتے تھے۔ (دیکھیے سنن ابن ماجہ حدیث:٥٥٩، ٥٦٠) بلکہ جوتے اتارے بغیر پاؤں دھو بھی لیتے تھے۔ (صحيح البخاري، الوضوء، باب غسل الرجلين في النعلين ولايمسح على النعلين، حديث:١٦٦)

**٣٦١٥ - حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ لِنَعْلِ النَّبِيِّ ﷺ قِبَالَانِ .

٣٦١٥- حضرت انس ﷺ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے جوتوں کی دو پٹیاں تھیں۔

## (المعجم ٢٨) - بَابُ لُبْسِ النِّعَالِ وَخَلْعِهَا (التحفة ٢٨)

## باب:٢٨- جوتے پہننا اور اتارنا

**٣٦١٦ - حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ،

٣٦١٦- حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص جوتے پہنے تو دائیں جوتے سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں

---

٣٦١٤ـ [صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة: ٨/ ٢٣١ عن وكيع به، وهو في الشمائل للترمذي، ح: ٧٦، وصححه البوصيري، والحديث الآتي شاهد له.

٣٦١٥ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب قبالان في نعل، ومن رأى قبالاً واحدًا واسعًا، ح: ٥٨٥٧ من حديث همام به، وهو في المصنف: ٨/ ٢٣١ .

٣٦١٦ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب استحباب لبس النعل في اليمنى أولاً ... الخ، ح: ٢٠٩٧ من حديث محمد ابن زياد به، وهو في المصنف: ٨/ ٢٢٦، ٢٢٧، وأخرجه البخاري، ح: ٥٨٥٥، ومسلم، ح: ٢٠٩٧ من طريق الأعرج عن أبي هريرة به، وهو في الموطأ: ٢/ ٩١٦ .

فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنٰى، وَإِذَا خَلَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُسْرٰى». سے شروع کرے۔''

فوائد و مسائل: ① دائیں اور بائیں کا فرق اسلامی تہذیب کا ایک اہم اصول ہے۔ ② دائیں ہاتھ سے یا دائیں طرف سے کرنے والے بعض کام یہ ہیں: کھانا' پینا' مصافحہ کرنا' کوئی چیز لینا یا دینا' لباس پہننا' جوتا پہننا' مسجد میں داخل ہونا' بیت الخلا سے باہر آنا' مسواک کرنا' وضو اور غسل کرنا' کنگھی کرنا' مونچھیں کاٹنا' بغلوں کے بال اکھاڑنا' لکھنا اور ہر وہ کام جو شرعاً یا عرفاً اچھا سمجھا جاتا ہے۔ ③ بائیں ہاتھ سے یا بائیں طرف سے کرنے کے بعض کام یہ ہیں: مسجد سے باہر آنا' بیت الخلا میں داخل ہونا' استنجا کرنا' ناک صاف کرنا' جوتا اتارنا' اور اس طرح کے دوسرے کام۔

(المعجم ٢٩) - **بَابُ الْمَشْيِ فِي النَّعْلِ الْوَاحِدِ** (التحفة ٢٩)

**باب: ٢٩- ایک جوتا پہن کر چلنا**

**٣٦١٧- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدٍ، وَلَا خُفٍّ وَاحِدٍ. لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيعًا، أَوْ لِيَمْشِ فِيهِمَا جَمِيعًا».

**٣٦١٧-** حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص ایک جوتا یا ایک موزہ پہن کر نہ چلے' چاہیے کہ دونوں (جوتے یا موزے) اتار لے یا دونوں پہن کر چلے۔''

فائدہ: ایک جوتا یا موزہ پہن کر چلنے میں دقت ہوتی ہے اور لڑکھڑانے کا خطرہ ہوتا ہے کیونکہ چال میں توازن نہیں رہتا' علاوہ ازیں شرف و وقار کے بھی منافی ہے۔ اگر کسی وجہ سے ایک جوتا اتارنا پڑے تو بہتر ہے کہ دونوں جوتے اتار دیے جائیں۔ ننگے پاؤں چلنا شرعاً منع نہیں۔

(المعجم ٣٠) - **بَابُ الِانْتِعَالِ قَائِمًا** (التحفة ٣٠)

**باب: ٣٠- کھڑے ہو کر جوتے پہننا**

**٣٦١٨- حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

**٣٦١٨-** حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے

**٣٦١٧ـ [صحيح]** وهو في المصنف: ٨/ ٢٢٧، ٢٢٨، وأخرجه البخاري، ومسلم وغيرهما من حديث الأعرج عن أبي هريرة به، انظر الحديث السابق.

**٣٦١٨ـ [إسناده ضعيف]** وصححه البوصيري * أبومعاوية تقدم، ح: ١٨٦٤، والأعمش تقدم، ح: ١٧٨، هما مدلسان وعنعنا، وللحديث طريق آخر عند الترمذي، ح: ١٧٧٥ وغيره، وفيه الحارث بن نبهان وهو متروك كما

أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا.

رسول اللہ ﷺ نے کھڑے کھڑے جوتے پہننے سے منع فرمایا۔

**٣٦١٩- حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا.

**۳۶۱۹-** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر جوتے پہننے سے منع فرمایا۔

**فوائد و مسائل:** ① مذکورہ دونوں روایتوں کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح کہا ہے' خصوصاً شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر طویل بحث کی ہے جس سے تصحیح والی رائے ہی درست معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة' رقم:۷۱۹' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:۳۶۱۸' ۳۶۱۹) بنابریں جوتا بیٹھ کر پہننا بہتر ہے' خاص طور پر وہ جوتا جسے کھڑے ہو کر پہننے میں مشقت ہو۔ ② اسلام دین کامل ہے جس میں زندگی کے ہر شعبے کے بارے میں اخلاقی اور قانونی رہنمائی موجود ہے۔

## (المعجم ٣١) - بَابُ الْخِفَافِ السُّودِ (التحفة ٣١)

## باب:۳۱- سیاہ موزے پہننا

**٣٦٢٠- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا دَلْهَمُ بْنُ صَالِحٍ الْكِنْدِيُّ عَنْ حُجَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْكِنْدِيِّ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدَى لِرَسُولِ اللهِ ﷺ خُفَّيْنِ سَاذَجَيْنِ أَسْوَدَيْنِ. فَلَبِسَهُمَا.

**۳۶۲۰-** حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نجاشی رحمہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ کے طور پر سیاہ سادہ موزوں کا جوڑا ارسال کیا، چنانچہ آپ ﷺ نے اسے پہنا۔

**فوائد و مسائل:** ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے

---

◄◄ تقدم، ح: ٢١٣، وانظر الحديث الآتي.

٣٦١٩ـ [إسناده ضعيف] وصححه البوصيري * سفيان الثوري مدلس وعنعن، وتقدم، ح: ١٦٢، وللحديث شاهد عند الترمذي، ح: ١٧٧٦، وفيه عنعنة قتادة، والحديث ضعيف من جميع طرقه، ولم يصب من صححه.

٣٦٢٠ـ [ضعيف] تقدم، ح: ٥٤٩.

شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ مسند احمد کے محققین' نیز عظیم محقق شیخ البانی ؒ نے اس روایت پر طویل بحث کی ہے اور اس کے شواہد بھی ذکر کیے ہیں جس سے حدیث کو حسن قرار دینے والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسندالإمام أحمد: ۸۳/۳۸، ۸۴ وصحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني: ۲۶۶/۱، ۲۶۸، رقم: ۱۴۳) ② حضرت نجاشی ؒ حبشہ کے بادشاہ تھے۔ ہجرت مدینہ سے پہلے جو مسلمان ہجرت کر کے حبشہ گئے تھے' نجاشی ؒ نے انھیں احترام سے رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی ؒ کے فوت ہونے پر ان کی غائبانہ نماز جنازہ ادا فرمائی تھی۔ ③ سیاہ موزے پہننا جائز ہے۔

## (المعجم ۳۲) - بَابُ الْخِضَابِ بِالْحِنَّاءِ (التحفة ۳۲)

## باب: ۳۲- بالوں کو مہندی لگانا

**۳۶۲۱- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، سَمِعَ أَبَاسَلَمَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يُخْبِرَانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبُغُونَ. فَخَالِفُوهُمْ».

۳۶۲۱- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ یہودی اور عیسائی بالوں کو نہیں رنگتے' چنانچہ تم ان کی مخالفت کرو۔''

**فوائد ومسائل:** ① حافظ صلاح الدین یوسف ؒ بالوں کو رنگنے کی بابت لکھتے ہیں: ''علماء نے اس حکم کو استحباب پر محمول کیا ہے' اس لیے ڈاڑھی یا سر کے سفید بالوں کو رنگنا ضروری نہیں' صرف بہتر ہے' تاہم یہود ونصاریٰ کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے۔ جہاں نہ رنگنے سے مشابہت ہوگی' وہاں بالوں کو رنگنا ضروری ہوگا ورنہ مستحب۔'' (ریاض الصالحین' حدیث: ۱۶۳۸) ② آج کل عیسائی سیاہ خضاب بہت استعمال کرتے ہیں' اس لیے بہتر ہے کوئی دوسرا رنگ استعمال کیا جائے' بالکل سیاہ رنگ سے اجتناب کیا جائے۔ ③ غیر مسلموں کے مخصوص رسم و رواج اور تہوار (کرسمس' بسنت' نئے عیسوی سال کی خوشی اور ویلن ٹائن ڈے وغیرہ) ان کے مذہب سے تعلق رکھتے ہیں' اس لیے ان میں شرکت سے اجتناب بہت ضروری ہے۔ ④ ڈاڑھی مونڈنا غیر مسلموں کا رواج ہے جو سابقہ انبیائے کرام ؑ کے طریقے کے بھی خلاف ہے' اس لیے یہ حرام ہے۔

**۳۶۲۲- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ

۳۶۲۲- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ

---

۳۶۲۱ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب الخضاب، ح: ۵۸۹۹ من حديث سفيان به، ومسلم، اللباس، باب في مخالفة اليهود في الصبغ، ح: ۲۱۰۳ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

۳۶۲۲ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في الخضاب، ح: ۴۲۰۵ من حديث ابن بريدة به، وقال ◀◀

ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَجْلَحِ ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَحْسَنَ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ ، الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ».

ﷺ نے فرمایا: ''بڑھاپے (کے بالوں) کا رنگ بدلنے کے لیے سب سے بہتر چیز مہندی اور وسمہ ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① [وسمہ' کتم] ایک خودرو پودا ہے۔ اس کے پتے پیس کر خضاب کے طور پر استعمال کیے جاتے ہیں۔ (مصباح اللغات) ② وسمہ لگانے سے بال سیاہ ہو جاتے ہیں جبکہ مہندی ملا کر لگانے سے بالوں کا رنگ سرخی مائل سیاہ ہو جاتا ہے۔

**٣٦٢٣- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ : حَدَّثَنَا يُونُسُ ابْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ . قَالَ : فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ شَعَرًا مِنْ شَعَرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ . مَخْضُوبًا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ .

۳۶۲۳- حضرت عثمان بن موہب رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چند بال نکال کر مجھے دکھائے جو مہندی اور وسمہ سے رنگے ہوئے تھے۔

## (المعجم ٣٣) - بَابُ الْخِضَابِ بِالسَّوَادِ (التحفة ٣٣)

## باب: ۳۳- سیاہ رنگ کا خضاب کرنا

**٣٦٢٤- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ لَيْثٍ ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ : جِيءَ بِأَبِي قُحَافَةَ ، يَوْمَ الْفَتْحِ ، إِلَى النَّبِيِّ ﷺ . وَكَأَنَّ رَأْسَهُ ثَغَامَةٌ . فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «اذْهَبُوا بِهِ إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ ، فَلْتُغَيِّرْهُ . وَجَنِّبُوهُ السَّوَادَ» .

۳۶۲۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: فتح مکہ کے دن حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ ان کا سر ثغامہ (سفید گھاس) کی طرح (سفید) تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انھیں ان (کے گھر) کی کسی خاتون کے پاس لے جاؤ۔ وہ (مہندی وغیرہ کے ذریعے سے) ان کے بالوں کا رنگ تبدیل کر دے۔ اور انھیں سیاہ رنگ سے بچانا۔''

---

◀◀ الترمذي "حسن صحيح"، ح: ١٧٥٣، وصححه ابن حبان، ح: ١٤٧٥.

٣٦٢٣ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب ما يذكر في الشيب، ح: ٥٨٩٧ من حديث سلام به.

٣٦٢٤ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣١٦ عن إسماعيل به، وهو في المصنف: ٨/ ٢٤٤ * ليث تابعه أبوخيثمة، وابن جريج عند مسلم، ح: ٢١٠٢، وبه صح الحديث.

فوائد ومسائل: ① حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد محترم تھے۔ان کا نام حضرت عثمان بن عامر رضی اللہ عنہ تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۱۴ ہجری میں ۹۷ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔② خالص سیاہ رنگ کے خضاب سے پرہیز کرنا چاہیے۔

٣٦٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ الصَّيْرَفِيُّ، مُحَمَّدُ بْنُ فِرَاسٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ابْنِ زَكَرِيَّا الرَّاسِبِيُّ: حَدَّثَنَا دَفَّاعُ بْنُ دَغْفَلٍ السَّدُوسِيُّ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ صُهَيْبِ الْخَيْرِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَحْسَنَ مَا اخْتَضَبْتُمْ بِهِ، لَهٰذَا السَّوَادُ. أَرْغَبُ لِنِسَائِكُمْ فِيكُمْ، وَأَهْيَبُ لَكُمْ فِي صُدُورِ عَدُوِّكُمْ».

۳۶۲۵-حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین چیز جس سے تم خضاب کرتے ہو' سیاہ رنگ ہے۔ اس سے تمھاری عورتوں کے دلوں میں تمھاری رغبت (اور محبت) زیادہ ہوتی ہے اور تمھارے دشمنوں کے دلوں میں تمھارا رعب زیادہ ہوتا ہے۔''

(المعجم ٣٤) - بَابُ الْخِضَابِ بِالصُّفْرَةِ (التحفة ٣٤)

باب:۳۴- زرد رنگ کا خضاب کرنا

٣٦٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ [عُبَيْدَ] بْنَ جُرَيْجٍ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُكَ تُصَفِّرُ لِحْيَتَكَ بِالْوَرْسِ؟ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَمَّا تَصْفِيرِي لِحْيَتِي، فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ.

۳۶۲۶-حضرت عبید بن جریج رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا: میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ ورس کے ذریعے سے اپنی ڈاڑھی کا رنگ زرد کر لیتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے؟) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرا اپنی ڈاڑھی کو زرد رنگ کرنے کا سبب یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی ریش مبارک زرد کرتے دیکھا ہے۔

فائدہ: ڈاڑھی کا رنگ تبدیل کرنے کے لیے جس طرح مہندی کے ذریعے سے سرخ کرنا جائز ہے' اسی طرح زرد رنگ کرنا بھی درست ہے۔

---

٣٦٢٥ـ [إسناده ضعيف] وحسنه البوصيري * دفّاع ضعيف كما في التقريب، وفيه علة أخرٰى.

٣٦٢٦ـ أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الرجلين في النعلين ولا يمسح على النعلين، ح: ١٦٦، ومسلم، الحج، باب(٥): الإهلال من حيث تنبعث الراحلة، ح: ١١٨٧ من حديث سعيد به.

٣٦٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى رَجُلٍ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ. فَقَالَ: «مَا أَحْسَنَ هٰذَا» ثُمَّ مَرَّ بِآخَرَ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ. فَقَالَ: «هٰذَا أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا» ثُمَّ مَرَّ بِآخَرَ قَدْ خَضَبَ بِالصُّفْرَةِ، فَقَالَ: «هٰذَا أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا كُلِّهِ».

قَالَ: وَكَانَ طَاوُسٌ يُصَفِّرُ.

٣٦٢٧- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ کا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا جس نے مہندی کا خضاب کیا ہوا تھا (بالوں کا رنگ مہندی لگا کر تبدیل کیا ہوا تھا۔) آپ نے فرمایا: ''یہ کتنا اچھا ہے!'' پھر آپ ایک اور آدمی کے پاس سے گزرے جس نے مہندی اور وسمہ کا خضاب کیا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ اس سے زیادہ اچھا ہے۔'' پھر ایک اور آدمی کے پاس سے گزرے جس نے زرد خضاب کیا ہوا تھا' آپ نے فرمایا: ''یہ ان سب سے اچھا ہے۔''

راوی حدیث بیان کرتے ہیں: (حضرت ابن عباس ؓ کے شاگرد) حضرت طاؤس ؒ زرد خضاب استعمال کرتے تھے۔

(المعجم ٣٥) - بَابُ مَنْ تَرَكَ الْخِضَابَ (التحفة ٣٥)

باب: ٣٥- خضاب ترک کرنا (جائز ہے)

٣٦٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، هٰذِهِ مِنْهُ بَيْضَاءُ. يَعْنِي عَنْفَقَتَهُ.

٣٦٢٨- حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ سوائی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے یہ بال سفید تھے۔ ان کا اشارہ نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان کے بالوں کی طرف تھا۔

٣٦٢٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى:

٣٦٢٩- حضرت حمید ؒ سے روایت ہے' وہ بیان

٣٦٢٧_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في خضاب الصفرة، ح: ٤٢١١ من حديث إسحاق بن منصور به * حميد بن وهب ضعفه العقيلي، وابن حبان وغيرهما، وقال البخاري: "منكر الحديث".

٣٦٢٨_ أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: ٣٥٤٥ من حديث أبي إسحاق به، ومسلم، الفضائل، باب شيبه ﷺ، ح: ٢٣٤٢ من حديث زهير به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ١٠٤٦ أطول منه.

٣٦٢٩_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٧٨، ١٨٨، ٢٠١ من حديث حميد به، وصححه البوصيري، وله شاهد عند البخاري، ح: ٣٥٤٧، ومسلم، ح: ٢٣٤٧ وغيرهما.

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ وَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَخَضَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَرَ مِنَ الشَّيْبِ إِلَّا نَحْوَ سَبْعَةَ عَشَرَ أَوْ عِشْرِينَ شَعَرَةً، فِي مُقَدَّمِ لِحْيَتِهِ.

کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا تھا؟ انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے بال سفید نہیں ہوئے' صرف ڈاڑھی کے اگلے حصے میں سترہ یا بیس بال سفید تھے۔

**٣٦٣٠- حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْوَلِيدِ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ شَيْبُ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَحْوَ عِشْرِينَ شَعَرَةً.

**٣٦٣٠- حضرت** عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے سفید بالوں کی تعداد بیس کے قریب تھی۔

(المعجم ٣٦) - **بَابُ اتِّخَاذِ الْجُمَّةِ وَالذَّوَائِبِ** (التحفة ٣٦)

**باب:٣٦- لمبے بال رکھنا اور مینڈھیاں بنانا**

**٣٦٣١- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ، وَلَهُ أَرْبَعُ غَدَائِرَ. تَعْنِي ضَفَائِرَ.

**٣٦٣١- حضرت** ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ (کے بالوں) کی چار لٹیں' یعنی گندھی ہوئی مینڈھیاں تھیں۔

**٣٦٣٢- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ،

**٣٦٣٢- حضرت** عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: اہل کتاب بال (مانگ نکالے

---

**٣٦٣٠- [صحيح]** أخرجه الترمذي في الشمائل، ح: ٤٠ عن محمد بن عمر به، وصححه البوصيري، والحديث السابق شاهد له.

**٣٦٣١- [إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الترجل، باب في الرجل يضفر شعره، ح: ٤١٩١ من حديث سفيان به، وحسنه الترمذي، ح: ١٧٨١(ب)، وقال البخاري: "لا أعرف لمجاهد سماعًا عن أم هانيء"، وللحديث علة أخرى.

**٣٦٣٢-** أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: ٣٥٥٨ من حديث الزهري به، ومسلم، الفضائل، باب صفة شعره ﷺ وصفاته وحليته، ح: ٢٣٣٦ من حديث إبراهيم بن سعد به.

عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدُلُونَ أَشْعَارَهُمْ. وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرِقُونَ. وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ. قَالَ: فَسَدَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نَاصِيَتَهُ. ثُمَّ فَرَقَ، بَعْدُ.

بغیر) لٹکاتے تھے' اور (عرب کے) مشرکین مانگ نکالتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو اہل کتاب کی موافقت پسند تھی' چنانچہ رسول اللہ ﷺ (شروع میں) سر کے بال (اہل کتاب کی طرح) لٹکا کر رکھتے تھے' پھر بعد میں آپ مانگ نکالنے لگے۔

فوائد ومسائل: ① مکہ مکرمہ میں مشرکین کی اکثریت تھی۔ رسول اللہ ﷺ ان سے امتیاز کے لیے اہل کتاب کا انداز اختیار فرما لیتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو مدینہ میں موجود کثیر اہل کتاب سے فرق کرنے کے لیے دوسرا انداز اختیار فرمایا۔ ② رسول اللہ ﷺ کا ہر عمل وحی کی روشنی میں ہوتا تھا' اس لیے بال مانگ نکالے بغیر کھلے چھوڑنا منسوخ ہے اور مانگ نکالنا مسنون اور ثواب ہے۔

٣٦٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَفْرِقُ خَلْفَ يَافُوخِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. ثُمَّ أَسْدُلُ نَاصِيَتَهُ.

٣٦٣٣- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے تالو کے پیچھے مانگ نکالتی تھی۔ اور سر کے اگلے حصے کے بال لٹکا دیتی تھی۔

فائدہ: ممکن ہے یہ اس دور کی بات ہو جب رسول اللہ ﷺ سر کے اگلے حصے کے بال کھلے چھوڑتے تھے۔

٣٦٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ شَعَرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ شَعَرًا رَجِلًا، بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَمَنْكِبَيْهِ.

٣٦٣٤- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بال سیدھے تھے جو کانوں اور کندھوں کے درمیان تک ہوتے تھے۔

---

٣٦٣٣ـ [حسن] وهو في المصنف: ٨/ ٢٦٢، وسنده ضعيف * ابن إسحاق مدلس، وعنعن، وقد تقدم، ح: ١٢٠٩، وباقي السند حسن، وله شاهد حسن عند أبي داود، ح: ٤١٨٩.

٣٦٣٤ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب الجعد، ح: ٥٩٠٥، ومسلم، الفضائل، باب صفة شعر النبي ﷺ، ح: ٢٣٣٨ من حديث جرير به.

**فوائد ومسائل:** ① سیدھے کا مطلب یہ ہے کہ بہت زیادہ گھنگریالے نہیں تھے بلکہ ہلکے سے خم دار تھے۔ ② جب بال کٹوا لیے جاتے تو کانوں کی لو تک ہوتے تھے، جب بڑھ جاتے تو بعض اوقات کندھوں تک پہنچ جاتے تھے۔ ③ حج اور عمرے کے موقع پر رسول اللہ ﷺ سر کے سارے بال اتروا دیتے تھے۔

**٣٦٣٥- حَدَّثَنَا** عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، شَعَرٌ دُونَ الْجُمَّةِ، وَفَوْقَ الْوَفْرَةِ.

**٣٦٣٥-** حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بال جمہ سے کم اور وفرہ سے زیادہ تھے۔

**فائدہ:** جمہ سے مراد کندھوں تک پہنچنے والے بال اور وفرہ سے مراد کانوں کی لو تک پہنچنے والے بال ہیں۔

## (المعجم ٣٧) - بَابُ كَرَاهِيَةِ كَثْرَةِ الشَّعَرِ (التحفة ٣٧)

## باب: ٣٧- زیادہ (لمبے) بال رکھنا مکروہ ہے

**٣٦٣٦- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، وَسُفْيَانُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَآنِي النَّبِيُّ ﷺ وَلِي شَعَرٌ طَوِيلٌ. فَقَالَ: «ذُبَابٌ. ذُبَابٌ» فَانْطَلَقْتُ فَأَخَذْتُهُ. فَرَآنِي النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «إِنِّي لَمْ أَعْنِكَ. وَهٰذَا أَحْسَنُ».

**٣٦٣٦-** حضرت وائل بن حجر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے مجھے دیکھا جبکہ میرے لمبے بال تھے۔ آپ نے فرمایا: ''نامبارک، نامبارک۔'' چنانچہ میں گیا اور بال چھوٹے کر لیے۔ نبی ﷺ نے مجھے (بال چھوٹے کروائے ہوئے) دیکھا تو فرمایا: ''میرا مقصد تم سے (کچھ کہنا) نہیں تھا، ویسے یہ زیادہ اچھے ہیں۔''

**فوائد ومسائل:** ① رسول اللہ ﷺ نے کسی اور چیز کے بارے میں فرمایا تھا لیکن صحابی نے سمجھا کہ میرے بالوں کے بارے میں فرمایا ہے۔ ② صحابۂ کرام ؓ حکم کی تعمیل میں اس قدر مستعد تھے کہ صرف اشارے پر

---

**٣٦٣٥ـ [إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، الترجل، باب ما جاء في الشعر، ح: ٤١٨٧ من حديث ابن أبي الزناد به، وقال الترمذي "حسن صحيح غريب"، ح: ١٧٥٥.

**٣٦٣٦ـ [إسناده صحيح]** أخرجه أبوداود، الترجل، باب في تطويل الجمّة، ح: ٤١٩٠ من حديث معاوية بن هشام به * والثوري صرح بالسماع عند النسائي، ح: ٥٠٥٥.

عمل کرلیا۔ یہ بھی پوچھنا ضروری نہ سمجھا کہ آپ کسے فرما رہے ہیں اور آپ کا کیا مطلب ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے چھوٹے بالوں کو زیادہ اچھے فرمایا اور پسند کیا۔ اس سے امام ابن ماجہ ؒ نے یہ استنباط کیا ہے کہ مرد کے لیے زیادہ لمبے بال رکھنا ناپسندیدہ ہے۔

## (المعجم ٣٨) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقَزَعِ (التحفة ٣٨)

## باب:۳۸-قزع کی ممانعت کا بیان

٣٦٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْقَزَعِ. قَالَ: وَمَا الْقَزَعُ؟ قَالَ: أَنْ يُحْلَقَ مِنْ رَأْسِ الصَّبِيِّ مَكَانٌ، وَيُتْرَكَ مَكَانٌ.

۳۶۳۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قزع سے منع فرمایا ہے۔ حضرت نافع ؒ نے کہا: قزع کا کیا مطلب ہے؟ حضرت ابن عمر ؓ نے فرمایا: وہ یہ ہوتا ہے کہ بچے کا سر ایک جگہ سے (کچھ حصہ) مونڈ دیا جائے اور ایک جگہ سے (کچھ حصہ) چھوڑ دیا جائے۔

٣٦٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الْقَزَعِ.

۳۶۳۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قزع سے منع فرمایا ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① [قَـزَع] کے لغوی معنی ہیں: بادل کے متفرق ٹکڑے۔ حدیث میں اس کا مطلب وہ ہے جو حضرت ابن عمر ؓ نے بیان فرمایا۔ ② اس سے ممانعت کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اہل کتاب کے احبار و رہبان اس طرح کرتے تھے۔ اور یہ وجہ بھی کہ یہ فاسق لوگوں کا طریقہ تھا۔ ③ آج کل سر پر لمبے بال رکھ کر گردن سے صاف کردیے جاتے ہیں۔ اور گردن سے اوپر بتدریج بڑے ہوتے جاتے ہیں۔ خاص طور پر فوجیوں اور پولیس والوں کے بال کاٹنے کا خاص انداز بھی اس سے ملتا جلتا ہے اس میں زیادہ حصے کے بال کاٹے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ بھی قزع سے ایک لحاظ سے مشابہ اور خلاف شریعت ہے اس لیے اس سے اجتناب

---

٣٦٣٧ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب القزع، ح: ٥٩٢٠ من حديث عمر بن نافع به، ومسلم، اللباس، باب كراهة القزع، ح: ٢١٢٠ من حديث عبيدالله بن عمر به.

٣٦٣٨ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب القزع، ح: ٥٩٢١ من حديث ابن دينار به، وهو في المصنف: ٨/ ٣١٣.

کرنا چاہیے۔ ④ کسی بیماری یا دوسرے عذر کی وجہ سے اگر سر کے ایک حصے کے بال اتارنے پڑیں تو جائز ہے۔

## (المعجم ٣٩) - بَابُ نَقْشِ الْخَاتَمِ (التحفة ٣٩)

## باب:٣٩- انگوٹھی کا نقش

٣٦٣٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اتَّخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَاتَماً مِنْ وَرِقٍ. ثُمَّ نَقَشَ فِيهِ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ. فَقَالَ: «لَا يَنْقُشْ أَحَدٌ عَلٰى نَقْشِ خَاتَمِي هٰذَا».

٣٦٣٩- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں محمد رسول اللّٰہ کے الفاظ کندہ کرائے۔ پھر فرمایا: ''کوئی شخص میری اس انگوٹھی کے نقش کی طرح (اپنی انگوٹھی پر) نقش نہ بنوائے۔''

٣٦٤٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: اصْطَنَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَاتَماً. فَقَالَ: «إِنَّا قَدِ اصْطَنَعْنَا خَاتَماً، وَنَقَشْنَا فِيهِ نَقْشاً، فَلَا يَنْقُشْ عَلَيْهِ أَحَدٌ».

٣٦٤٠- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی اور فرمایا: ''ہم نے انگوٹھی بنوائی ہے اور اس پر ایک نقش بنوایا ہے چنانچہ اور کوئی شخص اس طرح کا نقش نہ بنوائے۔''

٣٦٤١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، لَهُ فَصٌّ حَبَشِيٌّ. وَنَقْشُهُ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ.

٣٦٤١- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں حبشی نگینہ تھا۔ اس کا نقش محمد رسول اللّٰہ تھا۔

**فوائد ومسائل:** ① صحیح بخاری کی روایت میں ہے: ''نبی ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی اسی

---

**٣٦٣٩ـ** أخرجه مسلم، اللباس، باب لبس النبي ﷺ خاتمًا من ورق . . . الخ، ح: ٢٠٩١/ ٥٥ عن ابن أبي شيبة به.

**٣٦٤٠ـ** أخرجه مسلم، اللباس والزينة، الباب السابق، ح: ٢٠٩٢ عن ابن أبي شيبة به.

**٣٦٤١ـ** أخرجه البخاري، اللباس، باب: (٤٧)، ح: ٥٨٦٨، ومسلم، اللباس والزينة، باب في خاتم الورق فصه حبشي، ح: ٢٠٩٤ من حديث يونس بن يزيد به.

میں سے تھا۔" (صحيح البخاري' اللباس' باب فصّ الخاتم' حديث:٥٨٦٩) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "حبشی نگینہ" کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اس کا ڈیزائن یا نقش حبشی انداز کا تھا۔ اگر اس کا یہ مطلب لیا جائے کہ وہ حبشہ کے علاقے کا پتھر یا عقیق تھا تو ممکن ہے کہ دو انگوٹھیاں ہوں۔ ایک چاندی کے نگینے والی اور ایک پتھر کے نگینے والی۔ واللہ أعلم. (فتح الباري:١٠/٣٩٦) ② مرد کے لیے چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔ ③ انگوٹھی میں کوئی لفظ یا حرف کندہ کرانا جائز ہے۔ ④ خلیفہ' قاضی یا دوسرے افسران کی مہر کی نقل تیار کرنا منع ہے کیونکہ اس سے جعل سازی اور فریب کا دروازہ کھلتا ہے۔

## (المعجم ٤٠) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ (التحفة ٤٠)

## باب:۴۰-سونے کی انگوٹھی (پہننے) کی ممانعت کا بیان

٣٦٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ حُنَيْنٍ، مَوْلَى عَلِيٍّ. عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ.

۳۶۴۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

٣٦٤٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُسْهِرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سُهَيْلٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ.

۳۶۴۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا۔

٣٦٤٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: أَهْدَى النَّجَاشِيُّ إِلَى

۳۶۴۴- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نجاشی رحمہ اللہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں سونے کی ایک انگوٹھی ہدیے کے طور پر بھیجی' اس میں حبشی نگینہ جڑا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں دلچسپی نہ لیتے ہوئے اسے لکڑی سے یا اپنی کچھ انگلیوں سے

٣٦٤٢ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٦٠٢.

٣٦٤٣ـ [حسن] تقدم، ح: ٣٦٠١، وله شواهد كثيرة جدًا.

٣٦٤٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الخاتم، باب ما جاء في الذهب للنساء، ح: ٤٢٣٥ من حديث محمد بن إسحاق به، وهو في المصنف: ٨/ ٢٧٧، ٢٧٨.

رَسُولِ اللهِ ﷺ حَلْقَةً فِيهَا خَاتَمُ ذَهَبٍ. فِيهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ. فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِعُودٍ. وَإِنَّهُ لَمُعْرِضٌ عَنْهُ. أَوْ بِبَعْضِ أَصَابِعِهِ. ثُمَّ دَعَا بِابْنَةِ ابْنَتِهِ، أُمَامَةَ بِنْتِ أَبِي الْعَاصِ. فَقَالَ: «تَحَلَّيْ بِهٰذَا، يَا بُنَيَّةُ».

پکڑا' پھر اپنی نواسی حضرت امامہ بنت ابوالعاص (رضی اللہ عنہا) کو بلا کر فرمایا: ''بیٹی! یہ زیور پہن لو۔''

**فوائد ومسائل:** ① مرد کے لیے سونے کی انگوٹھی پہننا منع ہے۔ ② عورت کے لیے سونے کا زیور پہننا جائز ہے۔ ③ کم عمر بچیاں بھی زیور پہن سکتی ہیں۔ ④ حضرت امامہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی نواسی تھیں۔ ان کی والدہ حضرت زینب رسول اللہ ﷺ کی لخت جگر تھیں۔

(المعجم ٤١) - **بَابُ مَنْ جَعَلَ فَصَّ خَاتَمِهِ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ** (التحفة ٤١)

**باب: ۴۱- انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی (کے اندر) کی طرف کرنا**

**٣٦٤٥-** حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ.

**۳۶۴۵-** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ اپنی انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔

**٣٦٤٦-** حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ الْأَيْلِيِّ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّةٍ. فِيهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ. كَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَطْنِ كَفِّهِ.

**۳۶۴۶-** حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی پہنی جس میں حبشی نگینہ تھا۔ آپ نگینے کو ہتھیلی کی اندرونی طرف رکھتے تھے۔

(المعجم ٤٢) - **بَابُ التَّخَتُّمِ بِالْيَمِينِ** (التحفة ٤٢)

**باب: ۴۲- دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا**

**٣٦٤٧-** حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

**۳۶۴۷-** حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما

**٣٦٤٥_** أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب لبس النبي ﷺ خاتمًا من ورق ... الخ، ح: ٥٥/٢٠٩١ عن ابن أبي شيبة به.

**٣٦٤٦_** [صحيح] تقدم، ح: ٣٦٤١.

**٣٦٤٧_** [صحيح] وهو في المصنف: ٨/ ٢٨٥، ٢٨٦، وله شواهد كثيرة عند أبي داود، ح: ٤٢٢٦ وغيره.

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ.

سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

## (المعجم ٤٣) - بَابُ التَّخَتُّمِ فِي الْإِبْهَامِ (التحفة ٤٣)

## باب:۴۳-انگوٹھے میں انگوٹھی پہننا

۳٦٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أَتَخَتَّمَ فِي هٰذِهِ وَفِي هٰذِهِ. يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْإِبْهَامَ.

۳۶۴۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے بیان کیا: اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے اس میں اور اس میں' یعنی چھنگلیا (چھوٹی انگلی) اور انگوٹھے میں' انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

فائدہ: یہ روایت گو سنداً صحیح ہے' تاہم ان الفاظ کے ساتھ شاذ ہے کیونکہ صحیح روایات میں چھنگلی (چھوٹی انگلی) میں انگوٹھی پہننے کا اثبات ہے۔ (صحیح مسلم' حدیث:۲۰۹۵) مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (الضعیفة' رقم:۵۴۹۹' والإرواء' ۳/ ۲۹۹' ۳۰۴) چھنگلی کے علاوہ اس کے ساتھ والی انگلی (بِنصِر) میں بھی انگوٹھی پہنی جاسکتی ہے' ان کے علاوہ کسی اور انگلی میں انگوٹھی پہنا ممنوع ہے۔ علاوہ ازیں دونوں ہاتھوں میں پہننا جائز ہے' تاہم دائیں ہاتھ میں پہننا' دائیں ہاتھ کی عمومی فضیلت کے تحت' افضل ہے۔ واللہ أعلم۔

## (المعجم ٤٤) - بَابُ الصُّوَرِ فِي الْبَيْتِ (التحفة ٤٤)

## باب:۴۴-گھر میں تصویریں رکھنا

۳٦٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ

۳۶۴۹- حضرت ابوطلحہ (زید بن سہل انصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔''

---

٣٦٤٨ـ [اسناده صحيح] أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب النهي عن التختم في الوسطى والتي تليها، ح: ٢٠٧٨ من حديث ابن إدريس به، وعلقه البخاري، ح: ٥٨٣٨.

٣٦٤٩ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه . . . الخ، ح: ٣٣٢٢ من حديث سفيان به، ومسلم، اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان . . . الخ، ح: ٢١٠٦ عن ابن أبي شيبة به.

أَبِي طَلْحَةَ عن النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتاً فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ».

**فوائد و مسائل:** ① جو کتا رکھوالی یا شکار کے لیے ہو وہ رکھنا جائز ہے۔ (صحیح البخاري' الذبائح والصید' باب من اقتنی کلبا لیس بکلب صید أو ماشیة' حدیث:۵۴۸۰) یہ گھر کی رکھوالی کے لیے بھی ہوسکتا ہے اور کھیتی کی رکھوالی کے لیے بھی۔ (صحیح البخاري' الحرث والمزارعة' باب اقتناء الکلب للحرث' حدیث:۲۳۲۲) ② کسی اور جائز مقصد کے لیے کتا رکھنے کو بھی اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے' مثلاً: مجرموں کی تلاش اور نابینا افراد کی رہنمائی وغیرہ۔ ③ تصویر سے مراد جان دار چیز کی تصویر ہے' خواہ وہ کسی انسان کی تصویر ہو یا حیوان' پرندے اور مچھلی وغیرہ کی۔ ④ جان دار چیز کی تصویر' خواہ مجسم ہو خواہ غیر مجسم' اگرچہ اس کی عبادت نہ کی جاتی ہو' تب بھی اسے گھر میں رکھنا گناہ ہے۔ عبادت تو مخلوق میں سے ہر کسی کی حرام ہے' خواہ کسی نبی یا ولی کی عبادت ہو' یا جن یا فرشتے کی' یا کسی مزار اور قبر کی' یا کسی درخت اور پتھر کی۔ سب شرک ہے۔ ⑤ کرنسی نوٹ یا شناختی کارڈ وغیرہ کی تصویر کا گناہ انھیں بنانے والوں کو ہوگا بشرطیکہ رکھنے والے کے دل میں اس سے نفرت ہو۔ اور اس کے دل میں یہ خواہش ہو کہ اگر اس کے ہاتھ میں اختیار ہو تو وہ ایسی تصویریں بنانا بند کردے گا۔ اور ان کا جائز متبادل تلاش کر کے رائج کرے گا۔ ⑥ فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں۔ موت کے فرشتے اللہ کے حکم کی تعمیل کے لیے وہاں بھی جاتے ہیں جہاں جانے سے انھیں نفرت ہو۔

٣٦٥٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُجَيٍّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ».

۳۶۵۰- حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔''

٣٦٥١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:

۳۶۵۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے ایک خاص وقت پر تشریف لانے کا وعدہ کیا۔ ان کے آنے میں تاخیر ہوئی

---

٣٦٥٠- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الجنب يؤخر الغسل، ح:٢٢٧ من حديث شعبة به، وصححه ابن حبان، والحاكم: ١/ ١٧١، والذهبي.

٣٦٥١- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٤٢ من حديث محمد بن عمرو به، وإسناده حسن، وصححه البوصيري، وله طريق آخر عند مسلم في صحيحه، اللباس والزينة، ح: ٢١٠٤/ ٨١.

وَاعَدَ رَسُولَ اللهِ ﷺ جِبْرِيلُ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، فِي سَاعَةٍ يَأْتِيهِ فِيهَا. فَرَاثَ عَلَيْهِ. فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ. فَإِذَا هُوَ بِجِبْرَئِيلَ قَائِمٌ عَلَى الْبَابِ. فَقَالَ: «مَا مَنَعَكَ أَنْ تَدْخُلَ؟» قَالَ: إِنَّ فِي الْبَيْتِ كَلْبًا. وَإِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ.

تو نبی ﷺ (گھر سے) باہر تشریف لائے۔ دیکھا تو جبریل علیہ السلام دروازے پر کھڑے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آپ کو اندر آنے میں کیا رکاوٹ تھی؟'' انھوں نے فرمایا: گھر میں ایک کتا ہے اور ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

**فوائد ومسائل:** ① حضرت جبریل علیہ السلام وعدے کے مطابق تشریف لے آئے تھے لیکن گھر کے اندر تشریف نہ لا سکے۔ ② رسول اللہ ﷺ کو علم غیب حاصل نہ تھا ورنہ پہلے ہی کتے کو نکال دیتے اور جبریل علیہ السلام کو باہر انتظار نہ کرنا پڑتا۔ ③ گھروں میں بزرگوں یا بچوں کی تصویریں فریم کرکے سجانا' یا محض سجاوٹ کے لیے انسانوں اور حیوانوں کی تصویریں رکھنا' یا ٹیلی ویژن اور وی سی آر میں فلمیں دیکھنا' گھر سے رحمت و برکت ختم ہو جانے کا باعث ہے' لہٰذا ایسی چیزوں سے اجتناب لازم ہے۔



٣٦٥٢- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا عُفَيْرُ بْنُ مَعْدَانَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّ زَوْجَهَا، فِي بَعْضِ الْمَغَازِي. فَاسْتَأْذَنَتْهُ أَنْ تُصَوِّرَ فِي بَيْتِهَا نَخْلَةً. فَمَنَعَهَا. أَوْ نَهَاهَا.

٣٦٥٢- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ان کا شوہر جہاد میں گیا ہوا ہے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ گھر میں کھجور کے درخت کی تصویر بنوالے۔ نبی ﷺ نے اسے منع فرما دیا۔

## (المعجم ٤٥) - بَابُ الصُّوَرِ فِيمَا يُوطَأُ (التحفة ٤٥)

## باب: ٤٥- پاؤں کے نیچے آنے والے کپڑے میں تصویریں

٣٦٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ

٣٦٥٣- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے گھر کے اندر اپنے ایک طاقچے

---

٣٦٥٢- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ٢٧٧٨ لعلته، وهي ضعف عفير.

٣٦٥٣- [إسناده حسن] أخرجه البخاري، اللباس، باب ما وطيء من التصاوير، ح: ٥٩٥٤، ومسلم، اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان . . . الخ، ح: ٢١٠٧/ ٩٢، ٩٥ من حديث ابن القاسم به بألفاظ مختلفة، والمعنى واحد، وله طرق عندهما.

عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَتَرْتُ سَهْوَةً لِي. تَعْنِي الدَّاخِلَ. بِسِتْرٍ فِيهِ تَصَاوِيرُ. فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ هَتَكَهُ. فَجَعَلْتُ مِنْهُ مَنْبُوذَتَيْنِ. فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُتَّكِئًا عَلٰى إِحْدَاهُمَا.

پر تصویروں والا پردہ لٹکا دیا۔ جب نبی ﷺ تشریف لائے تو آپ نے اسے پھاڑ ڈالا۔ میں نے اس کے دو گدے بنا لیے' پھر میں نے نبی ﷺ کو ان میں سے ایک گدے پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔

**فوائد و مسائل:** ① دروازے' کھڑکی یا طاقچے وغیرہ پر تصویروں والا پردہ لٹکانا منع ہے۔ ② دیوار پر پردہ لٹکانا بھی منع ہے۔ ③ تصویروں والا کپڑا اس انداز سے استعمال کیا جا سکتا ہے جس سے تصویروں کی بے قدری کا اظہار ہو' مثلاً: بستر پر بچھانے والی چادر یا بیٹھنے کے لیے کرسیوں کے گدے وغیرہ بنا لیے جائیں۔ ④ جاندار چیز کی تصویر اس انداز سے رکھنا منع ہے' جس سے اس کو اہمیت دینے کا اظہار ہوتا ہو' مثلاً: کمرے کی سجاوٹ کے لیے فریم شدہ تصاویر لگانا' یا تصویروں والی شرٹ اور قمیص پہننا' یا کوئی مجسم تصویر ڈیکوریشن پیس کے طور پر رکھنا' وغیرہ۔ ⑤ خلاف شریعت چیز کو خراب کر دینا جائز ہے اور اس چیز کا مالک کسی ہرجانہ وغیرہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

## (المعجم ٤٦) - بَابُ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ (التحفة ٤٦)

## باب: ۴۶- سرخ زین پوش

٣٦٥٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُوالأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هُبَيْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْمِيثَرَةِ، يَعْنِي الْحَمْرَاءَ.

۳۶۵۴- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی سے اور (سرخ) زین پوش سے منع فرمایا۔

**فائدہ:** [مِيثَرہ] یہ ایک قسم کی چادر تھی جو گھوڑے کی کاٹھی پر رکھ کر بیٹھتے تھے۔ یہ ریشم کی ہوتی تھی' اس لیے مردوں کو اس کے استعمال سے منع کیا گیا۔ یہ عجمیوں کا رواج تھا' اس لیے غیر مسلموں سے مشابہت کی وجہ سے بھی منع ہو گیا۔

## (المعجم ٤٧) - بَابُ رُكُوبِ النُّمُورِ (التحفة ٤٧)

## باب: ۴۷- چیتے کی کھال پر سوار ہونا

٣٦٥٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۶۵۵- صحابیِ رسول حضرت ابو ریحانہ شمعون بن

---

**٣٦٥٤- [إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، اللباس، باب من كرهه، ح: ٤٠٥١ من حديث أبي إسحاق به، وصرح بالسماع، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ٢٨٠٨.

**٣٦٥٥- [إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، اللباس، باب من كرهه، ح: ٤٠٤٩ بطوله من حديث عياش به إلا أنه ◄◄

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ الْحِمْيَرِيُّ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ الْحَجْرِيِّ الْهَيْثَمِ، عَنْ عَامِرٍ الْحَجْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا رَيْحَانَةَ، صَاحِبَ النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْهَى عَنْ رُكُوبِ النُّمُورِ.

زید از دی ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ چیتے (کی کھال) پر سواری کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

**٣٦٥٦-** حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِي الْمُعْتَمِرِ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ رُكُوبِ النُّمُورِ.

**٣٦٥٦-** حضرت معاویہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ چیتے (کی کھال) پر سوار ہونے سے منع فرمایا کرتے تھے۔



**فوائد ومسائل:** ① چیتے کی کھال گھوڑے کی کاٹھی پر ڈال کر اس پر سوار ہونا منع ہے کیونکہ اس میں تکبر کا اظہار ہے اور غیر مسلم عجمیوں کی عادت ہے۔ ② درندوں کے شکار کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ ان کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔ اور محض اظہار فخر کے لیے ان کی کھالیں حاصل کرنے کے لیے انھیں قتل کرنا ظلم ہے۔ ③ جس درندے سے لوگوں کی جان و مال کو خطرہ ہو اسے قتل کرنا جائز ہے جیسے بعض شیر وغیرہ آدم خور بن جاتے ہیں۔

◀◀ قال: أبو عامر، بدل "عامر الحجري"، ولم أجد من وثقه.

٣٦٥٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، اللباس، باب في جلود النمور والسباع، ح: ٤١٢٩ من حديث وكيع به.

# ادب کی لغوی واصطلاحی تعریف اور اقسام

* لغوی معنی: لغت میں [أدب] سے مراد اخلاق، اچھا طریقہ، شائستگی، سلیقہ اور تہذیب ہے۔

* اصطلاحی تعریف: اصطلاح میں ادب کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے: [اَلْأَدَبُ: اِسْتِعْمَالُ مَا يُحْمَدُ قَوْلًا وَّ فِعْلًا] ''قابل ستائش قول وعمل اختیار کرنا ادب ہے۔'' حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [اَلْأَدَبُ هُوَ الدِّينُ كُلُّهُ] ''دین سراپا ادب ہے۔''

اسلامی تعلیمات پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ حقیقت پوری طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلام کا نظام ادب نہایت وسیع اور مؤثر ہے۔ اس میں زندگی کے ہر معاملے اور ہر جہت سے متعلق آداب موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے آداب، رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیاء ورسل کے آداب، والدین، ہمسائے، زوجین اور اولاد کے آداب معاشرت، غیر مسلموں کے ساتھ معاملات کے آداب، غرباء، مساکین اور فقراء کے آداب، خوشی اور غمی کے آداب، صحت ومرض کے آداب، سفر وحضر کے آداب، چھوٹے اور بڑے کے آداب، غرض دینی اور دنیوی ہر طرح کے آداب اسلام میں موجود ہیں۔ اسلام کا نظام ادب ایسے سنہری اصولوں اور قواعد پر استوار ہے کہ دوسرا کوئی مذہب یا تہذیب اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ادب کی اسی ہمہ جہتی اہمیت کے پیش نظر امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [نَحْنُ إِلٰى قَلِيلٍ مِّنَ

الْأَدَبِ أَحْوَجُ مِنَّا إِلَى كَثِيرٍ مِّنَ الْعِلْمِ؛ ''ہمیں بہت سے علم کی بجائے تھوڑے سے ادب کی زیادہ ضرورت ہے۔''

* ادب کی اقسام: علمائے اسلام نے اسلامی آداب کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے: ① اللہ تعالیٰ کے ساتھ آداب ② رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آداب ③ باقی مخلوقات کے ساتھ آداب۔

* اللہ تعالیٰ کے ساتھ آداب: اللہ کے بارے میں درج ذیل اشیاء کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے: ۞ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار اور اس کے مطابق عمل کرنا' کوئی ایسا عمل کرنے سے بچنا جو توحید الٰہی کے مخالف ہو۔ ۞ دل کو صرف محبت الٰہی کی طرف متوجہ رکھنا۔ ۞ اس کے سوا کسی کو مشکلات ومحن میں نہ پکارنا۔

انبیائے کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے ادب میں نہایت اعلیٰ مقام پر فائز ہیں' لہٰذا ابوالانبیاء حضرت آدم علیہ السلام اسی ادب واحترام کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے رب کو یوں پکارتے ہیں: ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (الأعراف ۷:۲۳) ''اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے' اور اگر تو نے ہماری بخشش نہ کی اور ہم پر رحم نہ کیا تو بے شک ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔'' یہ نہیں کہا کہ الٰہی! یہ تیری تقدیر تھی جو ہم پر غالب آ گئی بلکہ کمال ادب سے بخشش اور رحمت کی دعا کی۔

* رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آداب: رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی' بہت پیارے اور محبوب پیغمبر ہیں' لہٰذا آپ کے ساتھ ادب واحترام کا معاملہ ایمان کی نعمت کی دلیل ہے جبکہ معمولی بے ادبی بھی ایمان کی دولت سے محرومی کا باعث بن سکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ (الحجرات ۴۹:۲) ''اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ آپ سے اونچی آواز میں بات کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے اونچی آواز میں (بات) کرتے ہو' کہیں تمھارے عمل برباد نہ ہو جائیں اور تمھیں خبر بھی نہ ہو۔'' لہٰذا رسول اکرم ﷺ کے ادب واحترام اور تعظیم وتکریم کے لیے درج ذیل آداب کو اختیار کرنا

نہایت ضروری ہے:

- آپ کی اطاعت و فرمان برداری میں صدق دل سے آپ کے فرامین کو قبول کیا جائے۔
- آپ کے کسی حکم کی نافرمانی کی جائے نہ اس کے خلاف قول و عمل اختیار کیا جائے۔
- آپ کے فرامین کے ساتھ لوگوں کی آراء کو پیش نہ کیا جائے بلکہ آپ کے فرمان کے بعد تمام قیل وقال کو ترک کر دیا جائے۔
- موجودہ دور میں آپ کی عزت و آبرو کی حفاظت کے لیے تن من دھن قربان کر دیا جائے۔

* **مخلوق کے ساتھ آداب:** اسلام نے مختلف مواقع اور مختلف شخصیات کے لحاظ سے مختلف آداب سکھائے ہیں، مثلاً: والدین کے ادب و احترام کے تقاضے اور ہیں جبکہ بادشاہ اور حکمران کے آداب اور ہیں۔ رشتہ داروں کے جو آداب ہیں وہ اجنبی مسلمان کے نہیں۔ لیکن اسلام نے ہر حال اور ہر شخص کے لحاظ سے سنہری آداب دیے ہیں جنھیں اختیار کرنا دنیا میں عزت و وقار اور آخرت میں سرخروئی کی ضمانت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

# (المعجم ٣٣) أَبْوَابُ الْأَدَبِ (التحفة ٢٥)

# اخلاق وآداب سے متعلق احکام ومسائل

## (المعجم ١) - بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ (التحفة ١)

**٣٦٥٧- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِي سَلَامَةَ السُّلَامِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أُوصِي امْرَءًا بِأُمِّهِ. أُوصِي امْرَءًا بِأُمِّهِ. أُوصِي امْرَءًا بِأُمِّهِ [ثَلَاثًا]. أُوصِي امْرَءًا بِأَبِيهِ. أُوصِي امْرَءًا بِمَوْلَاهُ الَّذِي يَلِيهِ، وَإِنْ كَانَ عَلَيْهِ مِنْهُ أَذًى يُؤْذِيهِ».

## باب:١- ماں باپ سے حسن سلوک

**٣٦٥٧-** حضرت خداش بن سلامہ سلامی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں آدمی کو اس کی ماں کے بارے میں (حسن سلوک کی) وصیت کرتا ہوں۔ میں (ہر) آدمی کو اس کی ماں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ میں (ہر) آدمی کو اس کی ماں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ (تین بار فرمایا۔) میں (ہر) آدمی کو اس کے باپ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ میں (ہر) آدمی کو اس کے تعلق دار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں جس کا اس سے قریبی تعلق ہے اگرچہ اس کی طرف سے تکلیف کا سامنا ہو۔''

**فوائد ومسائل:** ① قرآن مجید اور صحیح احادیث میں والدین اقارب پڑوسی اور دوست کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں بہت سے ارشادات موجود ہیں جیسا کہ اگلی حدیث سے بھی اس کے مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ ② ''مولیٰ'' کے متعدد معانی ہیں مثلاً: مالک آزاد کیا ہوا غلام دوست رشتہ دار چچا کا بیٹا حلیف مددگار وغیرہ اس لیے ہم نے اس کا ترجمہ ''تعلق دار'' کیا ہے جس میں یہ تمام تعلقات رکھنے والے آجاتے ہیں۔ ③ یَلِیه کا

---

**٣٦٥٧ـ [حسن]** أخرجه أحمد: ٤/ ٣١١ من حديث منصور به، والطبراني: ٤/ ٢٢٠، ح: ٤١٨٦ من حديث ابن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٣٥٢، ٣٥٣ * عبيدالله بن علي بن عرفطة مجهول(تقريب)، ولحديثه شاهد عند الحاكم: ٤/ ١٥٠، وصححه، ووافقه الذهبي.

مفہوم ملنے اور قریب ہونے کا ہے۔ مالک اور غلام کا تعلق بھی ایک گہرا تعلق ہے جو آزاد ہونے کے بعد بھی ایک دوسرے انداز سے قائم رہتا ہے۔ نسبی رشتہ بھی ناقابل انقطاع تعلق ہے۔ ہمسایہ، دوست، ہم جماعت، ہم پیشہ، تنخواہ دار ملازم اور اس کا مالک، یہ سب افراد ایسے ہیں جن سے ہمہ وقت رابطہ رہتا ہے، لہٰذا انھیں ایک دوسرے کے کام آنا چاہیے اور ایک دوسرے کو تکلیف یا نقصان پہنچانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

٣٦٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ الْمَكِّيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! مَنْ أَبَرُّ؟ قَالَ: «أُمَّكَ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «أُمَّكَ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «أَبَاكَ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «اَلْأَدْنٰى فَالْأَدْنٰى».

۳۶۵۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! میں کس سے نیکی کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی ماں سے۔'' پوچھنے والے نے کہا: اس کے بعد کس سے؟ فرمایا: ''اپنی ماں سے۔'' اس نے کہا: اس کے بعد کس سے؟ فرمایا: ''اپنے باپ سے۔'' اس نے کہا: اس کے بعد کس سے؟ فرمایا: ''جو زیادہ قریبی (تعلق رکھتا) ہو، پھر جو (اس کے بعد) زیادہ قریبی ہو۔''

فوائد و مسائل: ① والدین حسن سلوک کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ جب اولاد کمزور ہوتی ہے تو والدین اس کی ہر ضرورت پوری کرتے ہیں، اسی طرح جب والدین بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو جائیں تو اولاد کا فرض بنتا ہے کہ ان کی خدمت کرے اور ان کی ہر ضرورت پوری کرے۔ ② والد کی نسبت والدہ حسن سلوک کی زیادہ مستحق ہے کیونکہ اس نے بچے کی پرورش میں زیادہ مشقت برداشت کی ہوتی ہے، اور وہ نرم دل ہونے کی وجہ سے اولاد سے اپنا مطالبہ زور دے کر تسلیم نہیں کرا سکتی، اس لیے اس کی ضروریات بلا مطالبہ پوری ہونی چاہییں۔ ③ بعض لوگ نقد رقم دے کر سمجھ لیتے ہیں کہ والدین کا حق ادا ہو گیا ہے۔ یہ درست نہیں، اگر رہائش ان سے دور ہے تب بھی خط و کتابت کے ذریعے سے ان سے رابطہ رکھنا، ان کی خیریت دریافت کرتے رہنا، ان سے ملاقات کے لیے جانا، ان کے ساتھ کچھ وقت گزارنا، اپنے معاملات میں ان سے مشورہ لینا، انھیں خوش رکھنے کی کوشش کرنا اور اس طرح کے دوسرے معاملات ضروری ہیں۔ یہ والدین کی جذباتی اور نفسیاتی ضروریات ہیں جن کا پورا کرنا جسمانی ضروریات پورا کرنے سے بھی زیادہ اہم ہے۔ ④ جتنا زیادہ قریبی تعلق ہو، اتنا اس کا حق زیادہ ہوتا ہے، مثلاً: سگے بہن بھائیوں کا حق چچا زاد اور ماموں زاد وغیرہ سے زیادہ ہے۔

٣٦٥٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۶۵۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

٣٦٥٨_[صحيح] تقدم، ح: ٢٧٠٦ مطولاً، وصححه البوصيري.

٣٦٥٩_أخرجه مسلم، العتق، باب فضل عتق الوالد، ح: ١٥١٠ عن ابن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٣٥١.

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدَهُ إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكاً فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹا اپنے باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا مگر صرف اس صورت میں (ادا کر سکتا ہے) کہ اسے غلام پائے تو اسے خرید کر آزاد کر دے۔''

**فوائد و مسائل:** ① والدین کی خدمت زیادہ سے زیادہ کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ ② غلام یا لونڈی کو آزاد کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ ③ آزاد مرد کو اپنی لونڈی سے جو اولاد حاصل ہوتی ہے' وہ آزاد ہوتی ہے جب کہ اس کی ماں لونڈی ہی رہتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ ماں باپ اور اولاد سب مملوک ہوں۔ پھر آقا بیٹے کو آزاد کر دے اور اس کے ماں باپ غلام ہی رہیں۔ اس طرح کی کسی صورت میں اولاد والدین کو خرید سکتی ہے' اور اولاد کی ملکیت میں آتے ہی والدین کو قانوناً آزاد قرار دے دیا جائے گا۔

**٣٦٦٠- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ حَمَّادِ ابْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ [قَالَ:] «اَلْقِنْطَارُ اثْنَا عَشَرَ أَلْفَ أُوقِيَّةٍ. كُلُّ أُوقِيَّةٍ خَيْرٌ مِمَّا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ» وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ دَرَجَتُهُ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ: أَنَّى هٰذَا؟ فَيُقَالُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ».

**٣٦٦٠-** حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''قنطار بارہ ہزار اوقیے کے برابر ہے۔ ہر اوقیہ زمین و آسمان کے درمیان کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں آدمی کا درجہ بلند کیا جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے: یہ کس وجہ سے ہوا؟ اسے کہا جاتا ہے: تیری اولاد کے تیرے لیے دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے۔''

**فوائد و مسائل:** ① فوت شدہ افراد کے لیے دعائے مغفرت ایک نیکی اور ان پر احسان ہے۔ ② اولاد کو والدین کے لیے ہمیشہ دعائے مغفرت کرتے رہنا چاہیے۔ ③ دعا کا فائدہ زندہ افراد کو بھی ہوتا ہے اور فوت شدہ افراد کو بھی۔

**٣٦٦١- حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

**٣٦٦١-** حضرت مقدام بن معدی کرب ؓ سے

---

**٣٦٦٠ـ [إسناده حسن]** أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٣ عن عبدالوارث به، وصححه ابن حبان، ح: ٦٦، والبوصيري، وله شاهد عند الحاكم: ٢/ ١٧٨.

**٣٦٦١ـ [حسن]** أخرجه أحمد: ٤/ ١٣٢ من حديث إسماعيل بن عياش به، وتابعه بقية، أحمد: ٤/ ١٣١، وصرح ◀◀

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنِ الْمِقْدَامِ ابْنِ مَعْدِيكَرِبَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ يُوصِيكُمْ بِأُمَّهَاتِكُمْ، ثَلَاثًا. إِنَّ اللهَ يُوصِيكُمْ بِآبَائِكُمْ. إِنَّ اللهَ يُوصِيكُمْ بِالْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبِ».

روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمھیں تمھاری ماؤں کے بارے میں (حسن سلوک کی) وصیت کرتا ہے۔'' آپ نے یہ بات تین بار فرمائی' پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمھیں تمھارے باپوں کے بارے میں وصیت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمھیں زیادہ قریبی' پھر (اس کے بعد زیادہ) قریبی رشتہ داروں کے بارے میں وصیت فرماتا ہے۔''

**٣٦٦٢- حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاتِكَةِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلَى وَلَدِهِمَا؟ قَالَ: «هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ».

**۳۶۶۲-** حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! اولاد پر والدین کا کیا حق ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تیری جنت اور تیری جہنم ہیں۔''

**٣٦٦٣- حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «اَلْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ. فَأَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ أَوِ احْفَظْهُ».

**۳۶۶۳-** حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے' انھوں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے' چاہے اس دروازے کو ضائع کرلو' چاہے محفوظ کرلو۔''

**فوائد و مسائل:** ① والد کی خدمت جنت میں داخل ہونے کا اہم ذریعہ ہے۔ ② ضائع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر والد کو ناراض کرو گے تو تمھارے لیے جنت کا دروازہ نہیں کھلے گا' اس طرح تم جنت کا دروازہ کھو بیٹھو گے۔ ③ محفوظ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ والد کو خوش کرو گے تو جنت کا دروازہ تمھارے لیے ضرور کھل جائے گا۔ ④ اگر والد کسی ایسے کام کا حکم دے جس میں اللہ کی ناراضی ہے تو والد کی اطاعت کرنا جائز نہیں' البتہ اس صورت میں بھی والد کی خدمت اور احترام ضروری ہے۔

---

◀◀ بالسماع، وله شاهد من حديث بهز عن أبيه عن جده، وقال البوصيري في حديث ابن ماجه: "هٰذا إسناد صحيح".

**٣٦٦٢ـ** [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، وقال الساجي: اتفق أهل النقل على ضعف علي ابن يزيد".

**٣٦٦٣ـ** [حسن] تقدم، ح: ٢٠٨٩.

(المعجم ٢) - **بَابٌ: صِلْ مَنْ كَانَ أَبُوكَ يَصِلُ** (التحفة ٢)

**باب:۲- والد کے قرابت داروں سے صلہ رحمی کا بیان**

**٣٦٦٤- حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَسِيدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عُبَيْدٍ، مَوْلَى بَنِي سَاعِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ، مَالِكِ ابْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَبَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ أَبَرُّهُمَا بِهِ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِمَا؟ قَالَ: «نَعَمْ. اَلصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا، وَالْاسْتِغْفَارُ لَهُمَا، وَإِيفَاءٌ بِعُهُودِهِمَا مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِمَا، وَإِكْرَامُ صَدِيقِهِمَا، وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَا تُوصَلُ إِلَّا بِهِمَا».

۳۶۶۴- حضرت ابواسید مالک بن ربیعہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ قبیلۂ بنوسلمہ کا ایک آدمی آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے والدین سے حسن سلوک کی کوئی صورت باقی ہے جس کے ذریعے سے ان کی وفات کے بعد میں ان سے نیکی کرسکوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' ان کے لیے دعا کرنا' ان کے لیے (اللہ سے) بخشش کی درخواست کرنا' ان کی وفات کے بعد ان کے وعدے پورے کرنا (جو وہ زندگی میں پورے نہ کرسکے ہوں)' ان کے دوستوں کا احترام کرنا اور ان رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا جن سے تعلق صرف ان کے واسطے سے ہے۔''

(المعجم ٣) - **بَابُ بِرِّ الْوَالِدِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى الْبَنَاتِ** (التحفة ٣)

**باب:۳- والد کے (اولاد سے' اور خاص طور پر) بیٹیوں سے حسن سلوک کا بیان**

**٣٦٦٥- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدِمَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالُوا: أَتُقَبِّلُونَ

۳۶۶۵- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: کچھ اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے کہا: کیا تم لوگ اپنے بچوں کو چومتے ہو؟ صحابہ ؓ نے کہا: ہاں۔ انھوں نے کہا:

---

**٣٦٦٤ـ [إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، الأدب، باب في بر الوالدين، ح: ٥١٤٢ من حديث ابن إدريس به، وصححه ابن حبان، والحاكم: ٤/ ١٥٤، ١٥٥، والذهبي، وأشار المنذري إلى أنه حسن، الترغيب: ٣/ ٣٢٣.

**٣٦٦٥ـ** أخرجه مسلم، الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبيان والعيال وتواضعه، وفضل ذلك، ح: ٢٣١٧/ ٦٤ عن ابن أبي شيبة به، والبخاري، الأدب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، ح: ٥٩٩٨ عن هشام.

صِبْيَانَكُمْ؟ قَالُوا : نَعَمْ . فَقَالُوا : لٰكِنَّا ، وَاللهِ! مَا نُقَبِّلُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : «وَأَمْلِكُ أَنْ كَانَ اللهُ قَدْ نَزَعَ مِنكُمُ الرَّحْمَةَ؟» .

لیکن قسم ہے اللہ کی! ہم تو (اپنے بچوں کو) نہیں چومتے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ میرے اختیار کی بات تو نہیں جب اللہ نے تمھارے اندر سے رحم کا جذبہ سلب کرلیا ہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① اپنے بچوں سے پیار کرنا شفقت ومحبت کی علامت ہے۔ ② دل اللہ کے قبضے میں ہیں۔ نبی ﷺ وعظ ونصیحت کرتے تھے اور حق کو واضح کر کے بیان فرماتے تھے۔ ہدایت دینا اللہ کا کام ہے۔

**٣٦٦٦- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَفَّانُ : حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ ، عَنْ يَعْلَى الْعَامِرِيِّ أَنَّهُ قَالَ : جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَسْعَيَانِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ . فَضَمَّهُمَا إِلَيْهِ ، وَقَالَ : «إِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ» .

**۳۶۶۶- حضرت یعلی** (بن مرہ) عامری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما دوڑے دوڑے نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے انھیں سینے سے لگالیا اور فرمایا: ''اولاد بخل اور بزدلی کا باعث ہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① اپنے بچوں سے پیار اور شفقت کا اظہار ان کے دل میں بزرگوں سے محبت کا باعث ہے۔ ② جب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا موقع ہو تو انسان بعض اوقات سوچتا ہے کہ یہ پیسے بچالیے جائیں' اولاد کے کام آئیں گے۔ اس جذبے پر قابو پانا مشکل ہے' تاہم کوشش کرنی چاہیے کہ اولاد سے محبت کا یہ جذبہ ایک حد تک رہے تا کہ انسان بخیل نہ بن جائے۔ ③ جب اللہ کی راہ میں جہاد کا موقع ہو تو خیال آتا ہے کہ اگر میں شہید ہو گیا تو بچوں کا کیا بنے گا؟ اس طرح دل میں بزدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ ④ اولاد سے محبت کے جذبات کو شریعت کے احکام کے ماتحت رکھنا چاہیے۔

**٣٦٦٧- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيٍّ ، سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ

**۳۶۶۷- حضرت سراقہ** بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں سب سے افضل صدقہ نہ بتاؤں؟ تیری بیٹی جو (بیوہ ہو کر یا طلاق ہو

---

**٣٦٦٦ـ [حسن]** أخرجه أحمد: ٤/ ١٧٢ عن عفان به، وهو في المصنف: ١٢/ ٩٧، وصححه البوصيري، والحاكم: ٣/ ١٦٤، وانظر، ح: ١٤٤، وهٰذا طرف منه.

**٣٦٦٧ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٤/ ١٧٥ من حديث موسى بن عُلَيّ به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ١٧٦، ووافقه الذهبي، وعلته الانقطاع بين سراقة وعُلَيّ، صرح به البوصيري وغيره.

مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَفْضَلِ الصَّدَقَةِ؟ ابْنَتُكَ مَرْدُودَةً إِلَيْكَ، لَيْسَ لَهَا كَاسِبٌ غَيْرُكَ».

جانے کی وجہ سے) تیرے پاس واپس آ جائے' اور تیرے سوا اس کا کوئی کمانے والا نہ ہو۔ (اس کے اخراجات برداشت کرنا افضل صدقہ ہے۔")

**فوائد و مسائل:** ① مذکورہ روایت تقریباً تمام محققین کے نزدیک ضعیف ہے' تاہم حدیث میں بیان کردہ مسئلے کی دیگر روایات کے عمومات سے تائید ہوتی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٢٩/ ١٢٥، ١٢٦) بنابریں بیٹی کی شادی کر دینے کے بعد اس کے اخراجات والدین کے ذمے نہیں۔ ② بیوہ یا مطلقہ بیٹی کا اگر کسی وجہ سے دوسرا نکاح نہ ہو سکے تو اس کے اخراجات والد کے ذمے ہیں۔ ③ بیٹی اور اس کے کم سن بچوں پر خرچ کرنا بہت ثواب کا باعث ہے۔ ④ بہن' بھانجی اور بھتیجی پر خرچ کرنا بھی اسی طرح ثواب کا کام ہے۔ ⑤ بیوہ اگر رشتے دار نہ بھی ہو تو نادار ہونے کی صورت میں اس کا اور اس کے یتیم بچوں کا خیال رکھنا بڑی نیکی ہے۔

**٣٦٦٨ - حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ. أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ صَعْصَعَةَ، عَمِّ الْأَحْنَفِ قَالَ: دَخَلَتْ عَلَى عَائِشَةَ امْرَأَةٌ. مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا. فَأَعْطَتْهَا ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ. فَأَعْطَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا تَمْرَةً. ثُمَّ صَدَّعَتِ الْبَاقِيَةَ بَيْنَهُمَا. قَالَتْ: فَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ فَحَدَّثَتْهُ. فَقَالَ: «مَا أَعْجَبَكِ؟ لَقَدْ دَخَلَتْ بِهِ الْجَنَّةَ».

**٣٦٦٨ -** حضرت احنف بن قیس بن معاویہ رحمہ اللہ کے چچا حضرت صعصعہ بن معاویہ تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک عورت آئی۔ اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اسے تین کھجوریں دیں۔ (اس وقت وہی میسر تھیں) اس نے دونوں بیٹیوں کو ایک ایک کھجور دی۔ پھر بچی ہوئی (تیسری کھجور) بھی دو ٹکڑے کر کے ان (بچیوں) کو دے دی۔ (بعد میں) نبی علیہ السلام تشریف لائے تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے یہ واقعہ عرض کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تعجب کیوں کرتی ہو؟ وہ عورت اس عمل کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گئی ہے۔"

**فوائد و مسائل:** ① اولاد سے محبت فطری چیز ہے اور قابل تعریف بھی۔ ② بچیوں سے حسن سلوک کا ثواب

---

**٣٦٦٨ـ [صحيح]** أخرجه عبد بن حميد في مسنده (ق: ١٩٥، ح: ١٥٣٠) عن ابن أبي شيبة به إلا أن فيه: 'عن صعصعة عن الأحنف'، وهو وهم من الناسخ، وللحديث شواهد عند البخاري، ح: ١٤١٨، ٥٩٩٥، ومسلم، ح: ٢٦٣٠/ ١٤٧، ١٤٨ وغيرهما، وحديث ابن ماجه صححه البوصيري.

جنت ہے۔ ④ اگر زیادہ صدقہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو تھوڑا صدقہ کرنے سے جھجکنا نہیں چاہیے۔

٣٦٦٩- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَرْمَلَةَ ابْنِ عِمْرَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُشَّانَةَ الْمَعَافِرِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ، فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ وَأَطْعَمَهُنَّ وَسَقَاهُنَّ وَكَسَاهُنَّ مِنْ جِدَتِهِ، كُنَّ لَهُ حِجَاباً مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

٣٦٦٩- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی تین بیٹیاں ہوں وہ ان پر صبر کرے جو کچھ میسر ہو اس میں سے انھیں کھلائے پلائے اور پہنائے قیامت کے دن وہ اس کے لیے جہنم سے رکاوٹ بن جائیں گی۔''

فائدہ: بہنوں یا دوسری رشتے دار بچیوں کی پرورش کا بھی یہی ثواب ہے۔

٣٦٧٠- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ فِطْرٍ، عَنْ أَبِي سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ رَجُلٍ تُدْرِكُ لَهُ ابْنَتَانِ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِمَا، مَا صَحِبَتَاهُ أَوْ صَحِبَهُمَا، إِلَّا أَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ».

٣٦٧٠- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی دو بیٹیاں جوان ہو جائیں اور وہ ان سے اس وقت تک اچھا سلوک کرتا رہے جب تک وہ اس کے ساتھ رہیں یا جب تک وہ ان کے ساتھ رہے وہ اسے جنت میں ضرور داخل کر دیں گی۔''

فائدہ: ''جب تک وہ اس کے ساتھ رہیں۔'' کا مطلب یہ ہے کہ ان کا نکاح ہو جانے تک یا نکاح سے پہلے فوت ہو جانے تک ان سے اچھا سلوک کرے ان کی اچھی تربیت کرے ان کی جائز ضروریات پوری کرے۔ ''جب تک وہ ان کے ساتھ رہے۔'' کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کا نکاح کرنے سے پہلے فوت ہو جائے اور اپنی وفات تک ان سے اچھا سلوک کرتا رہے تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔

---

٣٦٦٩- [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٥٤ من حديث حرملة به، وهو في مسند ابن المبارك، ح: ١٥٣، وصححه البوصيري، وله شواهد عند البخاري، ومسلم، ح: ٢٦٣٢ عن أبي هريرة، وأبي داود، ح: ٥١٤٧ عن أبي سعيد الخدري وغيرهما.

٣٦٧٠- [صحيح] أخرجه ابن المبارك في المسند، ح: ١٤٦ عن فطر به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٤٣، والحاكم، وتعقبه الذهبي فقال: "شرحبيل واهٍ"، وضعفه البوصيري، وللحديث شاهد صحيح عند أحمد ٣/ ٣٠٣، وقال الهيثمي: ٨/ ١٥٧: "وإسناد أحمد جيد"، وله شاهد آخر عند مسلم وغيره.

**٣٦٧١- حَدَّثَنَا** الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُمَارَةَ: أَخْبَرَنِي الْحَارِثُ بْنُ النُّعْمَانِ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ، وَأَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ».

۳۶۷۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی اولاد کی عزت نفس کا خیال رکھو اور انھیں اچھے آداب (واخلاق) سکھاؤ۔''

## (المعجم ٤) - بَابُ حَقِّ الْجِوَارِ (التحفة ٤)

## باب:۴- ہمسائیگی کا حق

**٣٦٧٢- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، سَمِعَ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ يُخْبِرُ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، [فَلْيُحْسِنْ إِلَى جَارِهِ. وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ. وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ،] فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ».

۳۶۷۲- حضرت ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرے۔ جو شخص اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ جو شخص اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① نیک اعمال انجام دینا ایمان کا تقاضا ہے۔ ② پڑوسی کے ساتھ عام طور پر واسطہ پڑنے کی وجہ سے اختلاف پیدا ہونے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں، لہٰذا اس کے ساتھ حسن سلوک کا زیادہ اہتمام ہونا چاہیے تاکہ لڑائی جھگڑا نہ ہو۔ ③ کاروبار میں شراکت رکھنے والا، بازار میں قریب کا دکاندار، تعلیمی ادارے میں ہم مکتب یا ہم جماعت، ہوسٹل میں ہم کمرہ یا اس عمارت میں رہائش پذیر طالب علم، ایک ہی کارخانے میں کام کرنے والے کارکن اور اس قسم کے دوسرے افراد بھی پڑوسی کے حکم میں ہیں۔ ④ مہمان کی عزت کا مطلب

---

**٣٦٧١ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه العقيلي: ١/ ٢١٤ من حديث سعيد بن عمارة به، وضعفه البوصيري * سعيد والحارث بن النعمان ضعيفان كما في التقريب وغيره.

**٣٦٧٢ـ** أخرجه مسلم، الإيمان، باب الحث على إكرام الجار والضيف ولزوم الصمت إلا عن الخير... الخ، ح: ٤٨/ ٧٧ من حديث سفيان به، وأخرجه البخاري من حديث سعيد المقبري عن أبي شريح به، ح: ٦٠١٩، ٦١٣٥، ٦٤٧٦.

اس کے لیے معمول سے بہتر کھانا تیار کرنا' اس کے آرام وراحت کا خیال رکھنا' اس کی آمد پر ناگواری کا اظہار نہ کرنا اور اس قسم کے دوسرے امور ہیں۔ ⑤ بے سوچے سمجھے بات کرنے سے گناہ کی بات منہ سے نکل جاتی ہے' یا ایسی بات کہی جاتی ہے جس سے انسان بعد میں شرمندہ ہوتا ہے' اس لیے غیر ضروری گپ شپ سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ⑥ زبان کی حفاظت کے نتیجے میں ذکر وتلاوت وغیرہ کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے اور نیکیاں زیادہ ہوتی ہیں۔

**٣٦٧٣- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَعَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَازَالَ جِبْرَئِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ».

**۳۶۷۳- حضرت عائشہ** ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے جبریل ؑ پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی ہمیشہ تاکید کرتے رہے حتی کہ میں گمان کرنے لگا کہ وہ اسے وراثت میں بھی شریک ٹھہرا دیں گے۔''

**٣٦٧٤- حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا زَالَ جِبْرَئِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ».

**۳۶۷۴- حضرت ابوہریرہ** ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے جبریل ؑ پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی ہمیشہ تاکید کرتے رہے حتی کہ میں گمان کرنے لگا کہ وہ اسے وراثت میں بھی شریک ٹھہرا دیں گے۔''

**فوائد ومسائل:** ① رسول اللہ ﷺ اپنی مرضی سے کوئی شرعی حکم جاری نہیں کرتے تھے بلکہ وحی کے ذریعے سے جو حکم نازل ہوتا تھا اس پر عمل کرتے اور کرواتے تھے۔ ② وراثت کے قوانین نصوص پر مبنی ہیں' ان میں قیاس نہیں چلتا۔ ③ پڑوسی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ حسن سلوک کا خیال رکھنا چاہیے۔

---

**٣٦٧٣_** أخرجه البخاري، الأدب، باب الوصاءة بالجار، وقول الله تعالى: "واعبدوا الله . . . الخ، ح: ٦٠١٤ من حديث يحيى بن سعيد به، ومسلم، البر والصلة، باب الوصية بالجار والإحسان إليه، ح: ٢٦٢٤ عن ابن أبي شيبة به.

**٣٦٧٤_** [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٤٥ عن وكيع به، وتابعه أبوقطن عنده: ٢/ ٣٠٥، وصححه البوصيري.

## (المعجم ٥) - بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ (التحفة ٥)

## باب:۵-مہمان کا حق

٣٦٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ. وَجَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ. وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَ صَاحِبِهِ حَتَّى يُحْرِجَهُ. اَلضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ. وَمَا أَنْفَقَ عَلَيْهِ بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَهُوَ صَدَقَةٌ».

۳۶۷۵-حضرت ابوشریح خزاعی ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے' اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ اور اس کی (واجب) مہمانی ایک دن رات ہے۔ مہمان کے لیے اپنے دوست (میزبان) کے ہاں (اتنا عرصہ) ٹھہرے رہنا جائز نہیں کہ وہ (میزبان) تنگی محسوس کرے۔ مہمانی (کی مسنون حد) تین دن تک ہے۔ تین دن کے بعد وہ جو کچھ اس پر خرچ کرتا ہے' وہ صدقہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ایک دن رات تک مہمان کی خاطر تواضع کرنا ضروری ہے' تاہم یہ تکلف اپنی استطاعت کے مطابق ہی کرنا چاہیے۔ ② دوسرے اور تیسرے دن بھی مہمان کو کھانا کھلانا اور گھر میں ٹھہرانا اس کا حق ہے۔ ③ مہمان کو چاہیے کہ تین دن سے زیادہ میزبان کے ہاں نہ ٹھہرے' البتہ اگر میزبان قریبی تعلق یا دوستی کی وجہ سے زیادہ ٹھہرنے میں تکلیف محسوس نہ کرے یا مزید ٹھہرنے کی خواہش کا اظہار کرے تو زیادہ ٹھہرنا بھی درست ہے۔ ④ تین دن سے زیادہ کسی کے ہاں مہمان بن کر کھانا اور ٹھہرنا اس طرح ہے جیسے صدقہ کھانا' اور خوشحال آدمی صدقہ کھانا پسند نہیں کرتا۔

٣٦٧٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ: قُلْنَا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَلَا يَقْرُونَا. فَمَا تَرَى فِي ذٰلِكَ؟ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ نَزَلْتُمْ

۳۶۷۶-حضرت عقبہ بن عامر جہنی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا: آپ ہمیں (سرکاری امور کی انجام دہی کے لیے) بھیجتے ہیں۔ کچھ لوگوں کے پاس ہم ٹھہرتے ہیں تو وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے۔ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''جب

---

٣٦٧٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٣٦٧٢.

٣٦٧٦ـ أخرجه البخاري، المظالم، باب: قصاص المظلوم إذا وجد مال ظالمه، ح: ٢٤٦١/ ٦١٣٧ من حديث الليث به، ومسلم، اللقطة، باب الضيافة ونحوها، ح: ١٧٢٧ عن محمد بن رمح به.

بِقَوْمٍ فَأَمَرُوا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ، فَاقْبَلُوا. وَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا، فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يَنْبَغِي لَهُمْ».

تم کچھ لوگوں کے پاس (ان کی بستی میں) ٹھہرو اور وہ تمھارے لیے وہ کچھ مہیا کریں جو مہمان کے لیے ہونا چاہیے تو (ان سے) قبول کرلو۔ اور اگر وہ ایسے نہ کریں تو ان سے مہمان کا وہ حق وصول کرو جو انھیں چاہیے تھا (کہ پیش کرتے۔)''

**فوائد و مسائل:** ① سرکاری امور کی انجام دہی کے لیے آنے والے سرکاری ملازم کی کھانے پینے اور رہائش کی ضرورت پوری کرنا بستی والوں کے لیے ضروری ہے۔ ② آج کل بڑے شہروں میں ایسے ملازمین کے لیے ٹھہرنے کا انتظام سرکاری طور پر ہوتا ہے' افسروں کو وہاں ٹھہرنا چاہیے اور کسی ماتحت پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے۔ ③ جب سرکاری ملازم کو حکومت کی طرف سے سفر خرچ وغیرہ (ٹی اے۔ ڈی اے) مہیا کیا جائے تو ملازم کو چاہیے کہ اس سے مناسب حد تک اپنی ضروریات پوری کرے۔ فضول خرچی کرکے یا غلط بیانی کرکے جائز حد سے زیادہ رقم وصول نہ کرے۔

٣٦٧٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْمِقْدَامِ أَبِي كَرِيمَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْلَةُ الضَّيْفِ وَاجِبَةٌ. فَإِنْ أَصْبَحَ بِفِنَائِهِ، فَهُوَ دَيْنٌ عَلَيْهِ. فَإِنْ شَاءَ اقْتَضَى، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ».

٣٦٧٧- حضرت ابوکریمہ مقدام (بن معدیکرب) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہمان کی ایک رات (مہمان نوازی کرنا) واجب ہے۔ اگر مہمان صبح تک اس کے گھر رہا (اور اس نے مہمانی نہ کی) تو یہ اس (صاحب خانہ) پر قرض ہے۔ مہمان چاہے تو اس کا مطالبہ (کرکے وصول) کرلے' چاہے تو چھوڑ دے۔''

## (المعجم ٦) - بَابُ حَقِّ الْيَتِيمِ (التحفة ٦)

## باب:٦- یتیم کا حق

٣٦٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ

٣٦٧٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں (لوگوں کو) دو کمزوروں یتیم اور عورت' کی حق تلفی کرنا (تاکید کے

---

٣٦٧٧- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأطعمة، باب ماجاء في الضيافة، ح: ٣٧٥٠ من حديث منصور به.

٣٦٧٨- [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى: ٥/ ٣٦٣، ح: ٩١٤٩ من حديث يحيى به * وابن عجلان صرح بالسماع عنده، وصححه البوصيري، وله شاهد من حديث أبي شريح الخزاعي رضي الله عنه، أخرجه النسائي أيضًا، ح: ٩١٥٠.

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِيفَيْنِ: اَلْيَتِيمِ وَالْمَرْأَةِ».

ساتھ) حرام ٹھہراتا ہوں۔"

**فوائد و مسائل:** ① یتیم اپنی ضروریات کے سلسلے میں اپنے سرپرست کا محتاج ہوتا ہے۔ وہ اس سے اس طرح مطالبہ نہیں کر سکتا جس طرح بچہ اپنے باپ سے ضد کر کے یا ناز کے ساتھ اپنی بات منوا لیتا ہے' اس لیے ضروری ہے کہ یتیم کی ضروریات اس کے مطالبے کے بغیر پوری کی جائیں۔ ② عورت اخلاقی' قانونی اور شرعی طور پر اپنے خاوند کے ماتحت ہے۔ اگر خاوند اس کے حقوق پوری طرح ادا نہ کرے اس کے باوجود وہ اپنے بچوں کی محبت کی وجہ سے یا خاوند سے محبت کی وجہ سے اس گھر میں رہنے پر مجبور ہو تو خاوند کو چاہیے کہ اس کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرے بلکہ اس کے حقوق بہتر انداز سے ادا کرے۔

**٣٦٧٩- حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ [أَبِي] سُلَيْمَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي عَتَّابٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ إِلَيْهِ. وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ».

**۳۶۷۹- حضرت ابو ہریرہ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں میں بہترین گھر وہ ہے جس گھر میں کوئی یتیم (زیر کفالت) ہو اور اس سے اچھا سلوک کیا جائے۔ اور مسلمانوں میں سب سے برا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم (زیر کفالت) ہو اور اس سے برا سلوک کیا جائے۔''

**٣٦٨٠- حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكَلْبِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ عَالَ ثَلَاثَةً مِنَ الْأَيْتَامِ، كَانَ كَمَنْ قَامَ لَيْلَهُ وَصَامَ نَهَارَهُ.

**۳۶۸۰- حضرت عبداللہ بن عباس** رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تین یتیموں کی پرورش کی' وہ ایسے ہے جیسے اس نے رات بھر قیام کیا' دن بھر روزہ رکھا اور صبح شام اللہ کی راہ میں تلوار سونتے (جہاد کرتا) رہا۔ میں اور وہ جنت میں اس طرح بھائی بھائی ہوں گے جس طرح یہ دونوں انگلیاں بہنیں ہیں۔''

**٣٦٧٩- [إسناده ضعيف]** أخرجه عبد بن حميد في مسنده، ح: ١٤٦٧ من حديث ابن المبارك به، وهو في الزهد، ح: ٦٥٤، وضعفه البوصيري، وقال العراقي في تخريج الإحياء: "وفيه ضعف"، وعلته ضعف يحيى بن أبي سليمان، راجع التقريب، ونيل المقصود، ح: ٨٩٣ وغيرهما.

**٣٦٨٠- [إسناده ضعيف]** وقال البوصيري: "إسماعيل بن إبراهيم مجهول والراوي عنه ضعيف".

وَغَدَا وَرَاحَ شَاهِرًا سَيْفَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَكُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ أَخَوَيْنِ . كَهَاتَيْنِ ، أُخْتَانِ» . وَأَلْصَقَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطَى .

(یہ فرماتے ہوئے) نبی ﷺ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملا لیا۔

فائدہ: مذکورہ روایت تو سنداً ضعیف ہے' تاہم یتیم کی کفالت کے بارے میں یہ ارشاد نبوی صحیح سند سے مروی ہے: ''اپنے (رشتہ دار) یا بیگانے یتیم کی کفالت کرنے والا اور میں جنت میں ان (دو انگلیوں) کی طرح ہوں گے۔'' (یہ فرماتے وقت راوی نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا۔) (صحیح مسلم' الزھد' باب فضل الإحسان إلی الأرملة والمسکین والیتیم' حدیث: ۲۹۸۳)

(المعجم ٧) - **بَابُ إِمَاطَةِ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ** (التحفة ٧)

**باب: ۷- راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا**

**٣٦٨١- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ، قَالَا : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبَانِ بْنِ صَمْعَةَ ، عَنْ أَبِي الْوَازِعِ الرَّاسِبِيِّ ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ : قُلْتُ : يَارَسُولَ اللهِ! دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ أَنْتَفِعُ بِهِ . قَالَ : «اِعْزِلِ الْأَذَى عَنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ» .

**۳۶۸۱- حضرت ابو برزہ فضلہ بن عبید اسلمی** ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی عمل بتائیے جس سے مجھے فائدہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دینے والی چیز کو ہٹا دیا کرو۔''

**فوائد و مسائل:** ① دنیا کے کسی جائز کام میں فائدہ پہنچانے والے مسلمان کو آخرت میں فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ② اللہ کی رضا کے لیے رفاہ عامہ کا کوئی کام کرنا عظیم نیکی ہے۔

**٣٦٨٢- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «كَانَ عَلَى الطَّرِيقِ غُصْنُ شَجَرَةٍ يُؤْذِي النَّاسَ . فَأَمَاطَهَا رَجُلٌ . فَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ» .

**۳۶۸۲- حضرت ابو ہریرہ** ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک درخت کی ٹہنی راستے میں تھی' اس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ ایک آدمی نے اسے ہٹا دیا تو اسے جنت میں داخل کر دیا گیا۔''

٣٦٨١_ أخرجه مسلم، البر والصلة، باب فضل إزالة الأذى عن الطريق، ح: ٢٦١٨ من حديث أبان بن صمعة به .

٣٦٨٢_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٩٥ عن ابن نمير به، وللحديث شواهد، منها ما أخرجه البخاري، ومسلم، ح: ١٩١٤ وغيرهما من حديث مالك عن سمي عن أبي صالح عن أبي هريرة به .

**فوائد و مسائل:** ① لوگوں کو تکلیف اور نقصان سے بچانا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ ② عوام کو فائدہ پہنچانے والا معمولی عمل بھی جنت میں داخلے کا باعث بن سکتا ہے۔ ③ ناجائز تجاوزات کے ذریعے سے راستہ تنگ کرنا' یا بند کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ عام طور پر شادی بیاہ کے موقعوں پر راستہ بند کر کے تقریب کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ اللہ کے غضب کا باعث ہے۔ ④ کوڑا کرکٹ راستے میں پھینکنا' یا وہاں قضائے حاجت کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ سایہ دار درخت کے نیچے جہاں لوگ بیٹھتے ہوں اور راستے میں پیشاب پاخانہ کرنے والے پر لعنت پڑتی ہے۔

**٣٦٨٣-** حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ وَاصِلٍ، مَوْلَى أَبِي عُيَيْنَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عُرِضَتْ عَلَيَّ أُمَّتِي بِأَعْمَالِهَا . حَسَنِهَا وَسَيِّئِهَا . فَرَأَيْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْأَذٰى يُنَحّٰى عَنِ الطَّرِيقِ . وَرَأَيْتُ فِي سَيِّءِ أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ».

**۳۶۸۳-** حضرت ابوذر (جندب بن جنادہ غفاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرے سامنے میری امت اپنے اچھے اور برے اعمال کے ساتھ پیش کی گئی۔ میں نے اس کے اچھے اعمال میں راستے سے تکلیف دہ چیز (پتھر' کانٹا وغیرہ) ہٹانا بھی پایا۔ اور اس کے برے اعمال میں وہ تھوک پایا جو مسجد میں (تھوکا گیا) ہو اور اس پر مٹی نہ ڈالی گئی ہو۔''

**فوائد و مسائل:** ① ہر وہ عمل نیکی ہے جس سے لوگوں کو فائدہ ہو یا نقصان سے بچاؤ ہو (بشرطیکہ وہ شریعت کے کسی خاص حکم کے خلاف نہ ہو) اور ہر وہ عمل برائی ہے جو اس کے برعکس ہو۔ ② کسی نیکی کو معمولی سمجھ کر ترک نہیں کرنا چاہیے اور کسی برائی کو معمولی سمجھ کر اس کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیے۔ ③ مسجد کی صفائی کا اہتمام زیادہ ہونا چاہیے۔ ④ اس زمانے میں فرش کچا ہوتا تھا' اس لیے بلغم وغیرہ پر مٹی ڈال دینے سے وہ جذب ہو کر ختم ہو جاتا تھا۔ آج کل کے حالات کے مطابق پانی سے صفائی کرنا ضروری ہے۔ ⑤ اگر تھوکنے کی ضرورت پیش آئے تو وضو کی جگہ جا کر تھوکا جائے یا رومال میں تھوک لیا جائے، کراہت ہو تو بعد میں رومال دھو لیا جائے۔

## (المعجم ٨) - بَابُ فَضْلِ صَدَقَةِ الْمَاءِ (التحفة ٨)

## باب:۸- پانی صدقہ کرنے کی فضیلت

٣٦٨٣ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/١٧٨ عن يزيد به، وأخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد، ح: ٥٥٣ من حديث واصل عن يحيى بن عقيل عن يحيى بن يعمر عن أبي الأسود الديلي عن أبي ذر به، وبه صح الحديث.

٣٦٨٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «سَقْيُ الْمَاءِ».

۳۶۸۴- حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''پانی پلانا۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد کی بنا پر اسے حسن قرار دیا ہے اور اس پر سیر حاصل بحث کی ہے جس سے حدیث کے حسن ہونے والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۷/۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵ وصحيح سنن أبي داود للألباني (مفصل)، ۵/۳۶۶-۳۶۹، رقم: ۱۴۷۴-۱۴۷۶) بنابریں پانی پلانا بڑی نیکی ہے خواہ وہ نلکا لگوانے یا کنواں کھدوانے کی صورت میں ہو یا کولر لگا دیا جائے یا گھڑے میں پانی بھر کر رکھ دیا جائے یا نلکے سے گلاس بھر کر کسی کو لا دیا جائے۔ اپنے اپنے موقع محل کے مطابق یہ سب صورتیں نیکی میں شامل ہیں۔ ② جب ضرورت سے زائد پانی موجود ہو تو ضرورت مند کو وہ پانی لینے سے منع کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ ③ پانی استعمال کرنے والوں کو چاہیے کہ اسے ضائع نہ کریں جیسے بعض دفعہ ایک آدمی آدھا گلاس پانی پینا چاہتا ہے تو پہلے گلاس کو دھوتا ہے خواہ وہ بالکل صاف ہو پھر گلاس بھر کر پانی لیتا ہے اور آدھا گلاس پی کر باقی گرا دیتا ہے۔ یا وضو کرنے میں اتنا پانی استعمال کرتا ہے جس سے کئی آدمی وضو کر سکتے ہیں۔ یہ اللہ کی نعمت کی ناشکری ہے۔

٣٦٨٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَصُفُّ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صُفُوفًا وَقَالَ

۳۶۸۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن لوگ اور ابن نمیر کی روایت میں ہے: جنتی لوگ صفیں بنائے ہوئے ہوں گے۔ ایک جہنمی ایک (جنتی) آدمی کے پاس سے گزرے گا اور اس سے کہے گا: فلاں صاحب!

٣٦٨٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في فضل سقي الماء، ح: ١٦٧٩ من حديث قتادة به، وصححه ابن حبان، ح: ٨٥٨، والحاكم: ١/ ٤١٤ على شرط الشيخين فرده الذهبي بقوله: "فإنه غير متصل" ﷺ سعيد لم يدرك عبادة كما قال المنذري، وله شاهد ضعيف عند النسائي، ح: ٣٦٤١.

٣٦٨٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البغوي في تفسيره معالم التنزيل: ٤/ ٤١٩، المدّثر، الآية: ٤٨ من حديث الأعمش به، وضعفه البوصيري لضعف يزيد، وتقدم، ح: ١٠٨٠، وفيه علة أخرى.

ابْنُ نُمَيْرٍ: أَهْلُ الْجَنَّةِ. فَيَمُرُّ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ عَلَى الرَّجُلِ فَيَقُولُ: يَافُلَانُ! أَمَا تَذْكُرُ يَوْمَ اسْتَسْقَيْتَ فَسَقَيْتُكَ شَرْبَةً؟ قَالَ: فَيَشْفَعُ لَهُ. وَيَمُرُّ الرَّجُلُ فَيَقُولُ: أَمَا تَذْكُرُ يَوْمَ نَاوَلْتُكَ طَهُورًا؟ فَيَشْفَعُ لَهُ».

کیا آپ کو یاد نہیں جس دن آپ نے پانی مانگا تھا تو میں نے آپ کو ایک گھونٹ پانی پلایا تھا؟ چنانچہ وہ (اس کا دنیا میں کیا ہوا احسان یاد کر کے) اس کے حق میں شفاعت کر دے گا۔ دوسرا آدمی گزرے گا' وہ کہے گا: کیا آپ کو یاد نہیں جس دن میں نے آپ کو وضو کے لیے پانی دیا تھا؟ چنانچہ وہ اس کے حق میں شفاعت کر دے گا۔''

قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: «وَيَقُولُ: يَافُلَانُ! أَمَا تَذْكُرُ يَوْمَ بَعَثْتَنِي فِي حَاجَةِ كَذَا وَكَذَا، فَذَهَبْتُ لَكَ؟ فَيَشْفَعُ لَهُ».

ابن نمیر (اپنی روایت میں) بیان کرتے ہیں: ''وہ کہے گا: فلاں صاحب! کیا آپ کو یاد نہیں جس دن آپ نے مجھے فلاں فلاں کام کے لیے بھیجا تھا تو میں آپ کے لیے گیا تھا؟ چنانچہ وہ اس کے حق میں شفاعت کر دے گا۔''

٣٦٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمِّهِ سُرَاقَةَ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ، تَغْشٰى حِيَاضِي، قَدْ لُطْتُهَا لِإِبِلِي، فَهَلْ لِيَ مِنْ أَجْرٍ إِنْ سَقَيْتُهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ. فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ حَرَّى أَجْرٌ».

٣٦٨٦- حضرت سراقہ بن جعشم ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ایک گم شدہ اونٹ میرے حوض پر آ جاتا ہے جو میں نے اپنے اونٹوں (کو پانی پلانے) کے لیے (بنایا' سنوارا اور) لیپا ہے۔ اگر میں اس (گمشدہ اونٹ) کو پانی پلا دوں تو کیا مجھے ثواب ملے گا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہاں' حرارت محسوس کرنے والے' جگر رکھنے والے ہر جانور (کو پانی پلانے) میں اجر وثواب ہے۔''

فوائد ومسائل: ① کسی کے پیاسے جانور کو پانی پلانا اور کسی کے بھوکے جانور کو خوراک مہیا کرنا بھی اسی طرح نیکی ہے جس طرح کسی بھوکے پیاسے انسان کو خوراک اور پانی مہیا کرنا۔ ② جو جانور کسی کی ملکیت نہیں اس کو پانی پلانا بھی نیکی ہے' جیسے ایک بدکار عورت پیاسے کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے بخشی گئی۔ دیکھیے:

---

٣٦٨٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٧٥ من حديث ابن إسحاق به، وتابعه صالح بن كيسان عند أحمد، وصرح بسماع الزهري فيه، وأصله عند البخاري وغيره، وله شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما، انظر مسند الحميدي بتحقيقي، ح: ٩٠٤.
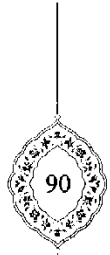
(صحیح مسلم، السلام، باب فضل سقي البهائم المحترمة و إطعامها، حدیث:۲۲۴۵)

(المعجم ۹) - بَابُ الرِّفْقِ (التحفة ۹)

باب:۹-نرمی (سے کام لینے) کا بیان

۳۶۸۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هِلَالٍ الْعَبْسِيِّ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ، يُحْرَمِ الْخَيْرَ».

۳۶۸۷- حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نرمی سے محروم رہا' وہ (ہر قسم کی) خیر سے محروم رہا۔''

فائدہ: سخت طبیعت والا شخص لوگوں کی محبت حاصل نہیں کر سکتا جس کی وجہ سے وہ بہت سے دنیوی فوائد سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور بد اخلاق شخص اللہ کو بھی پسند نہیں' اس لیے وہ آخرت کے فوائد سے بھی محروم رہ جاتا ہے۔

۳۶۸۸- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ حَفْصٍ الْأُبُلِّيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَيْهِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ».

۳۶۸۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے' نرمی کو پسند کرتا ہے' اور نرمی پر وہ کچھ عطا فرماتا ہے جو سختی پر عطا نہیں فرماتا۔''

فوائد و مسائل: ① باہمی معاملات میں نرم روی اللہ کو بہت پسند ہے' اس لیے وہ اس پر دنیوی فوائد اور آخرت میں اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔ ② دین کے معاملات میں اور حدود کے نفاذ میں نرمی اور مداہنت ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ ایسے موقع پر دین پر مضبوطی سے قائم رہنا بلندیٔ درجات کا باعث ہے۔

۳۶۸۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۶۸۹- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت

---

۳۶۸۷ـ أخرجه مسلم، البر والصلة، باب فضل الرفق، ح: ۲۵۹۲/ ۷۵ من حديث وكيع به.

۳۶۸۸ـ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى (الورقة ۱۰۱ب، تحفة الأشراف: ۹/ ۳۷٤ وسقط من المطبوع) عن إسماعيل به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۹۱٤، وله شواهد عند مسلم، ح: ۲۵۹۳، وأبي يعلى: ۱/ ۳۸۰، ح: ٤۹۰ وغيرهما.

۳۶۸۹ـ [صحيح] وصححه البوصيري، وانظر الحديث السابق.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ. ح: وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ».

ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور ہر معاملے میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔''

فائدہ: دعوت وتبلیغ میں نرمی کا انداز نہایت مفید ہے' تاہم درست موقف میں نرمی پیدا کر لینا باطل کو قبول کرنے کے مترادف ہے۔ جن معاملات میں شریعت میں آسانی ہے ان میں خواہ مخواہ سخت پہلو اختیار کرنا بھی غلط ہے اور اس پر اصرار کرنا مزید غلطی ہے۔

## (المعجم ١٠) - بَابُ الْإِحْسَانِ إِلَى الْمَمَالِيكِ (التحفة ١٠)

## باب:۱۰- غلاموں سے حسن سلوک کا بیان

**٣٦٩٠- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ ابْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ. فَأَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ. وَأَلْبِسُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ. وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ. فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ، فَأَعِينُوهُمْ».

۳۶۹۰- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(غلام) تمھارے بھائی ہیں' جنھیں اللہ نے تمھارے زیردست (ماتحت) بنا دیا ہے' لہٰذا جو کھانا تم کھاتے ہو اس میں سے انھیں کھلاؤ اور جو (لباس) خود پہنتے ہو اس میں سے انھیں پہناؤ۔ اور ان کو وہ کام کرنے کا حکم نہ دو جو ان پر غالب آ جائے۔ اور اگر (ضرورت کے تحت) انھیں ایسا حکم دو تو (اس کی انجام دہی میں خود بھی) ان کی مدد کرو۔''

فوائد ومسائل: ① اسلام میں غلام بنانا ممنوع نہیں' تاہم غلام کے حقوق اس قدر زیادہ ہیں کہ وہ آزاد انسان کے بہت قریب ہو جاتا ہے' اس کے علاوہ غلام کو آزاد کرنے کی بہت ترغیب دی گئی ہے۔ ② بہت سی صورتوں میں غلام کو آزاد کرنا مسلمانوں کے لیے یا خود غلام کے لیے تکلیف یا نقصان کا باعث ہو سکتا ہے' اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ

---

**٣٦٩٠ـ** أخرجه البخاري، الأدب، باب ما ينهى من السباب واللعن، ح: ٦٠٥٠ من حديث الأعمش به، ومسلم، الأيمان، باب إطعام المملوك مما يأكل، وإلباسه مما يلبس، ولا يكلفه ما يغلبه، ح: ١٦٦١/ ٣٨ عن ابن أبي شيبة به.

خَيْرًا﴾ (النور۲۴:۳۳)''اور تمھارے جو لونڈی غلام مکاتبت (آزادی کا معاہدہ) کرنا چاہیں تو ان سے آزادی کا معاہدہ کر لو اگر تمھیں ان کے اندر بھلائی معلوم ہو۔'' اس لیے غیر مسلم یا بری عادتوں میں مبتلا غلام کو آزاد کرنے کی بجائے غلام ہی رکھنے میں اس کا اور معاشرے کا فائدہ ہے۔ ③ غلام کے انسانی حقوق کا خیال رکھنا مالک کا فرض ہے۔ ④ غلام کے لیے مناسب غذا' مناسب لباس اور رہائش مہیا کرنا آقا کی ذمہ داری ہے' اس کے عوض وہ آقا کی خدمت کرے گا اور روزمرہ معاملات میں اس سے تعاون کرے گا۔ ⑤ اگر غلام کے ذمے ایسا کام لگایا جائے جو وہ اکیلا انجام نہ دے سکتا ہو تو مالک کا فرض ہے کہ خود اس کے ساتھ مل کر کام کرے یا اسے مددگار مہیا کرے۔ ⑥ گھروں اور دکانوں پر کام کرنے والے ملازم' کھیتوں اور کارخانوں میں کام کرنے والے کارکن غلام نہیں' تاہم وہ حالات کی وجہ سے مالک کی سختی برداشت کرنے پر مجبور ہیں۔ ان کے حقوق غلاموں سے زیادہ ہیں۔ ان سے ان کی طاقت سے زیادہ کام لینا' کم آرام کا موقع دینا' ان کی عزت نفس مجروح کرنا اور تنخواہ دینے میں بلاوجہ تاخیر کرنا' یہ سب کام حرام ہیں۔

**٣٦٩١- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ فَرْقَدٍ السَّبَخِيِّ، عَنْ مُرَّةَ الطَّيِّبِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّىءُ الْمَلَكَةِ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! أَلَيْسَ أَخْبَرْتَنَا أَنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ أَكْثَرُ الْأُمَمِ مَمْلُوكِينَ وَيَتَامٰى؟ قَالَ: «نَعَمْ. فَأَكْرِمُوهُمْ كَكَرَامَةِ أَوْلَادِكُمْ. وَأَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ». قَالُوا: فَمَا يَنْفَعُنَا فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ: «فَرَسٌ تَرْتَبِطُهُ تُقَاتِلُ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ اللهِ. مَمْلُوكُكَ يَكْفِيكَ. فَإِذَا صَلَّى، فَهُوَ أَخُوكَ».

**۳۶۹۱-** حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بری مالکانہ صفات کا حامل جنت میں داخل نہیں ہوگا۔'' (مالک ہونے کے پہلو سے بھی اچھی صفات سے متصف ہونا چاہیے۔) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے ہمیں یہ نہیں بتایا کہ اس امت میں غلام اور یتیم سب قوموں سے زیادہ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں (ہوں گے) لہٰذا ان سے اسی طرح عزت کا رویہ رکھو جس طرح اپنی اولاد سے عزت کا رویہ رکھتے ہو (انھیں خواہ مخواہ ذلیل نہ کرو۔) اور انھیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو۔'' انھوں نے عرض کیا: دنیا میں کیا چیز ہمیں فائدہ دے سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ گھوڑا جسے تو اللہ کی راہ میں جنگ کرنے کے لیے باندھ رکھے' تیرا غلام جو

---

**٣٦٩١ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ما جاء في الإحسان إلى الخادم، ح:١٩٤٦ من حديث فرقد به، وقال: "غريب" وضعفه البوصيري، وانظر، ح:١٧٨١ لحال فرقد.

تیرے کام آئے۔ اگر وہ نمازی ہوتو وہ تیرا (مسلمان) بھائی ہے (لہٰذا اس کا خیال رکھنا زیادہ ضروری ہے۔)"

(المعجم ١١) - **بَابُ إِفْشَاءِ السَّلَامِ** (التحفة ١١)

## باب:١١- سلام کو عام کرنا

**٣٦٩٢- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا. وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا. أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ».

**٣٦٩٢- حضرت ابو ہریرہ** ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے حتی کہ ایمان والے بن جاؤ۔ اور تم (کامل) مومن نہیں بن سکتے حتی کہ آپس میں محبت رکھو۔ کیا تم کو ایک چیز نہ بتاؤں جب تم وہ عمل کرو گے تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے؟ آپس میں سلام کو عام کرو۔"

**فوائد ومسائل:** ① جنت میں داخلے کے لیے ایمان لازمی شرط ہے۔ ② کامل ایمان والے جہنم کی سزا بھگتے بغیر جنت میں چلے جائیں گے جب کہ ناقص ایمان والے اپنے گناہوں کی سزا پانے کے بعد جہنم سے نکلیں گے۔ ③ وہ محبت جس کی بنیاد رنگ، نسل، خاندان، زبان، وطن یا جذبات کی بجائے ایمان پر ہو، ایمان کی تکمیل اور اس کے حسن کا باعث ہے۔ ④ ایک دوسرے کو سلام کرنا باہمی محبت کا سبب ہے کیونکہ "السلام علیکم" اور "وعلیکم السلام" کے الفاظ ایک دوسرے کے لیے نیک جذبات کا اظہار بھی ہیں اور دعائے خیر بھی۔ ⑤ مسلمانوں میں باہمی محبت پیدا کرنے کے لیے اللہ کے نبی ﷺ نے بہت سی چیزیں بتائی ہیں، مثلاً: تحفے تحائف دینا، اچھے نام سے پکارنا، سلام کے ساتھ مصافحہ کرنا، کافی مدت کے بعد ملاقات ہونے پر معانقہ کرنا، نماز باجماعت میں صف سیدھی رکھنا اور ایک دوسرے کے قدم سے قدم اور کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہونا، ضرورت کے وقت مدد کرنا، خوشی اور غمی میں شریک ہونا اور بڑے کا احترام اور چھوٹے پر شفقت کرنا وغیرہ۔

**٣٦٩٣- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

**٣٦٩٣- حضرت ابوامامہ** ؓ سے روایت ہے

---

**٣٦٩٢ـ [صحيح]** تقدم، ح: ٦٨.

**٣٦٩٣ـ [صحيح]** أخرجه الطبراني: ٨/ ١٣١، ح: ٧٥٢٥ من حديث ابن أبي شيبة به وهو في المصنف: ٨/ ٤٣٥، وصححه البوصيري * إسماعيل تابعه بقية، الطبراني أيضًا، ح: ٧٥٢٤، وللحديث شواهد كثيرة، انظر الحديث السابق.

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: أَمَرَنَا نَبِيُّنَا ﷺ، أَنْ نُفْشِيَ السَّلَامَ.

انھوں نے فرمایا: ''ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے سلام عام کرنے کا حکم دیا ہے۔''

٣٦٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ، وَأَفْشُوا السَّلَامَ».

٣٦٩٤- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رحمان کی عبادت کرو اور سلام عام کرو۔''

فوائد ومسائل: ① اسلام اللہ سے اور بندوں سے صحیح تعلق قائم کرنے کا نام ہے۔ اللہ سے صحیح تعلق کی بنیاد عقیدۂ توحید اور عبادات کے ذریعے سے اس کا اظہار ہے۔ بندوں سے صحیح تعلق قائم کرنے اور اسے برقرار رکھنے کے لیے ایک آسان کام سب کو سلام کرنا ہے۔ ② سلام عام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان کو سلام کیا جائے۔ اور جب بھی ملاقات ہو یا ملاقات کے بعد رخصت ہونا ہو تو سلام کیا جائے۔ اس میں دوست' رشتے دار اور اجنبی کے درمیان فرق نہ رکھا جائے۔ ③ غیر مسلم کو سلام کرنے میں پہل نہ کی جائے لیکن اگر وہ سلام کریں تو انھیں جواب دیا جائے' جیسے باب نمبر ١٣ میں آرہا ہے۔ ④ سلام اتنی بلند آواز سے کرنا چاہیے کہ کم از کم وہ شخص سن لے جسے سلام کیا گیا ہے۔

## (المعجم ١٢) - بَابُ رَدِّ السَّلَامِ (التحفة ١٢)

## باب: ١٢- سلام کا جواب دینا

٣٦٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ فِي

٣٦٩٥- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا جب کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں ایک طرف تشریف فرما تھے۔ اس نے نماز پڑھی' پھر آ کر سلام کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: [وَعَلَيْكَ السَّلَامُ] ''تجھ پر بھی سلامتی ہو۔''

٣٦٩٤_ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأطعمة، باب ماجاء في فضل إطعام الطعام، ح: ١٨٥٥ من حديث عطاء به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في المصنف: ٨/ ٤٣٦، وللحديث شواهد كثيرة.

٣٦٩٥_ [صحيح] تقدم، ح: ١٠٦٠.

نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ. فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ. فَقَالَ: «وَعَلَيْكَ السَّلَامُ».

فوائد و مسائل: ① اگر مسجد میں چند افراد مل کر بیٹھے ہوئے ہوں تو ان کے پاس آنے والا انھیں سلام کرے۔ ② سلام کا جواب ضرور دینا چاہیے۔ ③ [عَلَيْكَ] ایک آدمی کے لیے اور [عَلَيْكُمْ] زیادہ افراد کے لیے ہوتا ہے لیکن ایک آدمی کو بھی [عَلَيْكُمْ] کہنا درست ہے۔

٣٦٩٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ لَهَا: «إِنَّ جِبْرَائِيلَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ» قَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ.

٣٦٩٦- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”جبریل علیہ السلام آپ کو سلام کہہ رہے ہیں۔“ انھوں نے کہا: [وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ] ”ان پر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔“

فوائد و مسائل: ① ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ انھیں جبریل علیہ السلام نے سلام کہا۔ یہ شرف دوسرے صحابہ ؓ کو حاصل نہیں ہوا۔ ② ام المومنین ؓ فرشتوں کو نہیں دیکھتی تھیں، نہ ان کی آواز سنتی تھیں اس لیے جواب میں [وَعَلَيْكَ السَّلَامُ] کی بجائے [وَعَلَيْهِ السَّلَامُ] فرمایا۔ ③ جب کسی کو کسی کا سلام پہنچایا جائے تو اس کا جواب اسی انداز سے دینا چاہیے۔

## (المعجم ١٣) - بَابُ رَدِّ السَّلَامِ عَلٰى أَهْلِ الذِّمَّةِ (التحفة ١٣)

## باب: ١٣- ذمیوں کو سلام کا جواب دینا

٣٦٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ ابْنُ سُلَيْمَانَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ

٣٦٩٧- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اہل کتاب میں سے کوئی شخص تمھیں سلام کہے تو (جواب میں) کہو:



---

٣٦٩٦ـ أخرجه البخاري، الاستئذان، باب: إذا قال فلان يقرئك السلام، ح: ٦٢٥٣ من حديث زكريا به، ومسلم، فضائل الصحابة، باب في فضل عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، ح: ٢٤٤٧/ ٩٠ عن ابن أبي شيبة به.

٣٦٩٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن حبان (موارد)، ح: ١٩٤١ من حديث سعيد به، وهو في المصنف: ٨/ ٤٤٢ * سعيد تابعه شعبة عند مسلم، السلام، باب النهي عن ابتداء أهل الكتاب بالسلام . . . الخ، ح: ٢١٦٣، وله طريق أخر عند البخاري، ح: ٦٩٢٦، ومسلم وغيرهما عن أنس رضي الله عنه.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ».

[وَعَلَيْكُمْ] ''تم پر بھی۔''

٣٦٩٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ نَاسٌ مِنَ الْيَهُودِ. فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكَ، يَاأَبَا الْقَاسِمِ! فَقَالَ: «وَعَلَيْكُمْ».

٣٦٩٨- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ یہودی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: [اَلسَّامُ عَلَيْكَ يَا أَبَاالْقَاسِمِ] ''ابوالقاسم! آپ پر سام' یعنی موت ہو۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: [وَعَلَيْكُمْ] ''تم پر بھی۔''

**فوائد ومسائل:** ① اہل کتاب سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں۔ ہندو' سکھ اور مرزائی وغیرہ اہل کتاب میں شامل نہیں۔ ② یہ رسول اللہ ﷺ کا تحمل تھا کہ غصہ دلانے والی حرکت پر بھی اپنے جذبات کو قابو میں رکھا اور بہترین مناسب جواب دیا۔ ③ اہل کتاب کو وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ کے بجائے وَعَلَيْكُمْ کہنے میں یہی حکمت ہے کہ وہ لوگ شرارت سے کام لیتے تھے اور غلط الفاظ بولتے تھے۔ آج کل کے عام غیر مسلم عربی زبان کی ان باریکیوں سے ناواقف ہیں اور صاف الفاظ میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہتے ہیں' اس لیے انھیں وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ کہنے میں حرج نہیں' تاہم اگر انھیں بھی وَعَلَيْكُمْ ہی کہہ دیا جائے تو جائز ہے۔ ④ ذمی سے مراد مسلمان سلطنت کے غیر مسلم باشندے ہیں۔

٣٦٩٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْيَزَنِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي رَاكِبٌ غَدًا إِلَى الْيَهُودِ. فَلَا تَبْدَءُوهُمْ بِالسَّلَامِ. فَإِذَا سَلَّمُوا عَلَيْكُمْ، فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ».

٣٦٩٩- حضرت ابوعبدالرحمٰن جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں کل یہودیوں کے پاس جاؤں گا۔ انھیں سلام کرنے میں پہل نہ کرنا۔ جب وہ تمھیں سلام کہیں تو (جواب میں) کہنا: وَعَلَيْكُمْ۔''

---

**٣٦٩٨ـ** أخرجه مسلم، السلام، باب النهي عن ابتداء أهل الكتاب بالسلام، وكيف يرد عليهم، ح: ٢١٦٥/ ١١ من حديث أبي معاوية به، وهو في المصنف: ٨/ ٤٤٢.

**٣٦٩٩ـ [إسناده حسن]** أخرجه أحمد: ٤/ ٢٣٣ من حديث ابن إسحاق به، وصرح بالسماع عنده، والحديث في مصنف ابن أبي شيبة: ٨/ ٤٤٢، وله شاهد عند النسائي في الكبرٰى، وأحمد: ٦/ ٣٩٨، وغيرهما، وإسناده حسن.

فوائد ومسائل: ① مسلمانوں کے ملک میں غیر مسلموں کو یہ احساس دلایا جانا چاہیے کہ وہ مسلمانوں کے برابر درجہ نہیں رکھتے تاکہ وہ مسلمانوں کو تنگ کرنے کی جرأت نہ کریں اور اسلام قبول کرنے میں اپنی بہتری محسوس کریں۔ ② مسلمان کو نہیں چاہیے کہ غیر مسلم کو سلام کہے بلکہ غیر مسلم کو چاہیے کہ مسلمان کو سلام کہے اور مسلمان جواب دے۔

(المعجم ١٤) - **بَابُ السَّلَامِ عَلَى الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ** (التحفة ١٤)

## باب:۱۴- عورتوں اور بچوں کو سلام کہنا

۳۷۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُوخَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَنَحْنُ صِبْيَانٌ. فَسَلَّمَ عَلَيْنَا.

۳۷۰۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں سلام کہا جب کہ ہم اس وقت بچے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس حدیث کے بعض حصے کے شواہد بخاری مسلم میں موجود ہیں، دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو صحیح قرار دیا ہے جس سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۹/۲۴۴، ۲۴۵ وصحيح سنن ابن ماجه للألباني، رقم: ۳۰۰۰، و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، رقم: ۳۷۰۰) ② اصل قاعدہ یہ ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھوٹا بڑے کو، گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کہے اور تھوڑے زیادہ کو سلام کہیں۔'' (صحيح البخاري، الاستئذان، باب: يسلم الصغير على الكبير، حديث: ۶۲۳۴) ③ بچوں کی تربیت کے لیے بڑا چھوٹے کو سلام کہہ سکتا ہے۔ ④ اس سے بچوں پر شفقت کا اظہار ہوتا ہے اور دل سے تکبر ختم ہوتا ہے۔

۳۷۰۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، سَمِعَهُ مِنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ يَقُولُ: أَخْبَرَتْهُ أَسْمَاءُ بِنْتُ

۳۷۰۱- حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہم چند عورتوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے ہمیں سلام کہا۔

---

۳۷۰۰ـ [إسناده ضعيف] وهو في المصنف: ٨/ ٤٤٥، ولبعضه شاهد عند البخاري، ح: ٦٢٤٧، ومسلم، ح: ٢١٦٨/ ١٤، ١٥ من حديث ثابت عن أنس به.

۳۷۰۱ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في السلام على النساء، ح: ٥٢٠٤ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٤٤٦، ٤٤٧، وحسنه الترمذي، ح: ٢٦٩٧، وراجع النيل لمزيد التخريج.

يَزِيدَ قَالَتْ: مَرَّ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، فِي نِسْوَةٍ. فَسَلَّمَ عَلَيْنَا.

**فوائد و مسائل:** ① اگر فتنے کا خوف نہ ہو تو مرد نامحرم عورت کو اور عورت نامحرم مرد کو سلام کہہ سکتی ہے۔ ② فتنے کا خوف نہ ہونے کی صورت یہ ہے' مثلاً: عورت بوڑھی ہو یا کئی عورتیں موجود ہوں اور کوئی غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو مرد انھیں سلام کہہ سکتا ہے۔ ③ جوان عورت کا تنہا مرد کو یا مرد کا جوان عورت کو سلام کرنا خرابیاں پیدا ہونے کا باعث ہے' اس لیے اس سے اجتناب ضروری ہے' البتہ محرم مرد اور عورت ایک دوسرے کو سلام کر سکتے ہیں بلکہ انھیں آپس میں سلام کرنا چاہیے کیونکہ اس صورت میں نامناسب خیالات پیدا ہونے کا خطرہ نہیں ہوتا۔

## (المعجم ١٥) - بَابُ الْمُصَافَحَةِ (التحفة ١٥)

## باب:۱۵- مصافحہ کرنے کا بیان

٣٧٠٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السَّدُوسِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَيَنْحَنِي بَعْضُنَا لِبَعْضٍ؟ قَالَ: «لَا». قُلْنَا: أَيُعَانِقُ بَعْضُنَا بَعْضاً؟ قَالَ: «لَا. وَلٰكِنْ تَصَافَحُوا».

۳۷۰۲- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ایک دوسرے کے لیے (احترام کے اظہار کے لیے) جھکا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' ہم نے کہا: کیا ہم ایک دوسرے سے معانقہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔ لیکن مصافحہ کرلیا کرو۔''

**فوائد و مسائل:** ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی ؒ نے معانقے والی بات کے سوا باقی روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الصحیحة' رقم:۱۶۰) لیکن مسند احمد کے محققین اور دکتور بشار عواد نے اسے سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔ مسند احمد کے محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ شیخ البانی ؒ نے اس کی جو متابعات بیان کی ہیں وہ بھی سخت ضعیف ہیں جس سے مذکورہ روایت ضعیف ہی رہتی ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت کے علاوہ دیگر صحیح روایات سے مصافحے اور معانقے کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے' جیسے صحیح بخاری' جامع الترمذی' مسند ابو یعلیٰ' ابن حبان اور سنن الکبری بیہقی میں روایت ہے کہ حضرت انس ؓ سے پوچھا گیا: نبی ﷺ کے زمانۂ مبارک میں صحابۂ کرام ؓ ایک دوسرے سے مصافحہ کیا کرتے تھے؟

**٣٧٠٢- [إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الاستئذان، باب ماجاء في المصافحة، ح: ٢٧٢٨ من حديث حنظلة به، وقال: "حسن" * حنظلة السدوسي ضعيف كما في التقريب وغيره.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں' صحابۂ کرام اس پر عمل کرتے تھے' نیز معجم الاوسط طبرانی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جب ایک دوسرے سے ملتے تھے تو مصافحہ کرتے تھے اور جب کسی سفر سے واپس آتے تو معانقہ کرتے تھے' لہٰذا مذکورہ روایت میں بیان کردہ مسائل کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں' البتہ صحیح آثار سے ثابت ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت میں بیان کردہ مسائل پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم. تاہم مصافحے کی فضیلت صحیح مرفوع احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ درج ذیل روایت میں ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۰/ ۲۴۰، ۲۴۱' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم: ۳۷۰۲) ② ملاقات کے وقت سلام کرتے ہوئے جھکنا منع ہے کیونکہ اس میں رکوع سے مشابہت ہے جو اللہ کی عبادت ہے۔ ③ پاؤں چومنا سجدہ سے مشابہت رکھتا ہے' اس لیے یہ زیادہ منع ہے۔ ④ مصافحہ (ہاتھ ملانا) سنت ہے۔ مصافحہ دائیں ہاتھ سے کرنا چاہیے' دونوں ہاتھوں سے نہیں۔ مصافحے کا مطلب ہی ہتھیلی کا ہتھیلی سے ملنا ہے' نہ کہ دو ہتھیلیوں کا دو ہتھیلیوں سے اور نہ دو ہتھیلیوں کا ایک ہتھیلی سے ملنا۔

**۳۷۰۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ، فَيَتَصَافَحَانِ، إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا، قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا».**

۳۷۰۳- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو مسلمان ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ایک دوسرے سے رخصت ہونے سے پہلے ان کی مغفرت ہو جاتی ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کے بہت سے شواہد ہیں لیکن ان کی صحت وضعف کی طرف اشارہ نہیں کیا' غالباً انھی شواہد کی بنا پر دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ محققین کی بحث و تحقیق سے تصحیح حدیث والی رائے ہی درست معلوم ہوتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ والله أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۰/ ۵۱۷' ۵۱۸' والصحيحة' رقم: ۵۲۵' ۵۲۶) بنابریں مسلمانوں کی باہمی ملاقات آپس میں محبت کے اضافے کے ساتھ ساتھ گناہوں کی معافی کا باعث بھی ہے۔ ② ایسے اعمال سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر اور حقوق العباد کی ادائیگی کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ والله أعلم.

---

۳۷۰۳ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في المصافحة، ح: ۵۲۱۲ عن ابن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ۸/ ۴۳۱ * أبوإسحاق عنعن، والأجلح تقدم، ح: ۲۱۱۷، وحسنه الترمذي، وللحديث شواهد كثيرة.

(المعجم ١٦) - **بَابُ الرَّجُلِ يُقَبِّلُ يَدَ الرَّجُلِ** (التحفة ١٦)

**باب:١٦- ایک آدمی کا دوسرے آدمی کے ہاتھ کو بوسہ دینے کا بیان**

**٣٧٠٤- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَبَّلْنَا يَدَ النَّبِيِّ ﷺ.

٣٧٠٤- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔

**٣٧٠٥- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ ابْنُ إِدْرِيسَ وَغُنْدَرٌ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلِمَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ أَنَّ قَوْمًا مِنَ الْيَهُودِ قَبَّلُوا يَدَ النَّبِيِّ ﷺ، وَرِجْلَيْهِ.

٣٧٠٥- حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودیوں کے چند افراد نے نبی ﷺ کے ہاتھ کو اور دونوں قدموں کو بوسہ دیا۔

(المعجم ١٧) - **بَابُ الْاِسْتِئْذَانِ** (التحفة ١٧)

**باب:١٧- اجازت طلب کرنا**

**٣٧٠٦- حَدَّثَنَا** أَبُوبَكْرٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أَبَا مُوسَى اسْتَأْذَنَ عَلٰى عُمَرَ ثَلَاثًا. فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ. فَانْصَرَفَ. فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ عُمَرُ: مَا رَدَّكَ؟ قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ الْاِسْتِئْذَانَ الَّذِي أَمَرَنَا بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثًا،

٣٧٠٦- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اندر آنے کی تین بار اجازت طلب کی۔ انھیں اجازت نہ ملی' چنانچہ وہ واپس ہوگئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں کہلوا بھیجا: آپ واپس کیوں چلے گئے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے آپ سے اس انداز سے تین بار

---

**٣٧٠٤ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في التولي يوم الزحف، ح: ٢٦٤٧ من حديث يزيد بن أبي زياد به، وانظر، ح: ٥٠٤ لحاله.

**٣٧٠٥ـ [إسناده حسن]** أخرجه الترمذي، الاستئذان، باب ماجاء في قبلة اليد والرجل، ح: ٢٧٣٣ من حديث أبي أسامة به، وقال: "حسن صحيح".

**٣٧٠٦ـ [صحيح]** أخرجه أحمد: ٣/ ١٩؛ ٤/ ٤١٠، ٤١٨ عن يزيد به، وأخرجه مسلم، الآداب، باب الاستئذان، ح: ٢١٥٣/ ٣٥ من حديث أبي نضرة به، وله طريق آخر عند البخاري، ح: ٦٢٤٥، ومسلم، ح: ٢١٥٣/ ٣٤ وغيرهما.

فَإِنْ أُذِنَ لَنَا دَخَلْنَا ، وَإِنْ لَمْ يُؤْذَنْ لَنَا ، رَجَعْنَا . قَالَ : فَقَالَ : لَتَأْتِيَنِّي ، عَلَى هٰذَا ، بِبَيِّنَـةٍ ، أَوْ لَأَفْعَلَنَّ . فَأَتَى مَجْلِسَ قَوْمِهِ . فَنَاشَدَهُمْ . فَشَهِدُوا لَهُ . فَخَلَّى سَبِيلَهُ .

اجازت طلب کی تھی جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے۔(اس طرح اجازت طلب کرنے کے بعد) اگر ہمیں اجازت ملے تو داخل ہوں اور اگر ہمیں اجازت نہ دی جائے تو پلٹ جائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم (اپنے) اس (بیان) پر گواہ پیش کرو گے ورنہ میں تمھیں ضرور سزا دوں گا۔ وہ اپنی قوم کی مجلس میں آئے اور ان سے (گواہی دینے کی) درخواست کی' انھوں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے حق میں گواہی دی تو (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) انھیں چھوڑ دیا۔

**فوائد و مسائل:** ① کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا منع ہے۔ ② اجازت طلب کرنے کا طریقہ یہ ہے: ''السلام علیکم' کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟'' (سنن أبي داود' الأدب' باب كيف:الاستئذان' حديث:٥١٧٧) ③ اگر ایک بار اجازت مانگنے پر جواب نہ ملے تو دوسری اور تیسری بار اجازت طلب کرنی چاہیے۔ آج کل اجازت مانگنے کا طریقہ مختلف ہو گیا ہے' جیسے گھنٹی بجانا۔ یہ بھی وقفے وقفے سے صرف تین مرتبہ بجائی جائے۔ اگر کوئی جواب نہ ملے تو واپس چلا جائے۔ گھنٹی بجا بجا کر سارے محلے کو پریشان نہ کیا جائے۔ ④ اگر تین بار اجازت مانگنے پر بھی اجازت نہ ملے تو اہل خانہ سے ناراض ہوئے بغیر واپس ہو جانا چاہیے۔ ممکن ہے صاحب خانہ گھر میں موجود نہ ہو یا کوئی ایسی معقول وجہ ہو جس کی بنا پر وہ اجازت نہ دے رہا ہو۔ ⑤ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گواہ اس لیے طلب فرمایا کہ وہ مزید اطمینان چاہتے تھے۔ اور اس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ لوگ جب دیکھیں گے کہ عمر رضی اللہ عنہ حدیث رسول ﷺ کے بارے میں کبار صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی شدت کا رویہ رکھتے ہیں تو ہر شخص بلا تحقیق احادیث بیان کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ اس طرح غیر ذمہ دار لوگ غلط الفاظ کے ساتھ یا اپنے پاس سے بنا کر احادیث بیان نہیں کریں گے۔ ⑥ حدیث دین کی بنیاد ہے' لہٰذا صحیح اور ضعیف میں فرق کرنا بہت ضروری ہے۔ ⑦ احادیث کی کتابوں میں ضعیف احادیث موجود ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ائمۂ حدیث ہر حدیث کے ساتھ سند بیان کرتے تھے جس سے سامعین کو حدیث کے درجے کا علم ہو جاتا تھا۔ بعض اوقات اس لیے ضعیف حدیث بیان کر دیتے کیونکہ فقہاء نے اس سے استدلال کیا ہوتا' لہٰذا اس غلطی کی نشاندہی یا فقہاء کے اقوال کی دلیل کے طور پر ضعیف حدیث کو اپنی کتاب میں شامل کر لیتے۔ بعض اوقات اس لیے بھی ضعیف حدیث بیان کر دیتے تھے کہ ممکن ہے اس حدیث کی دوسری سند مل جائے جس سے اس کا ضعف ختم ہو کر حدیث قابل قبول ہو جائے' تاہم ہر وہ حدیث جو ایک سے زیادہ سندوں سے مروی ہو' قابل قبول نہیں ہوتی بلکہ اس

کے لیے بعض شروط کا پایا جانا ضروری ہے جن کی تفصیل اصول حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔

٣٧٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ وَاصِلِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي سَوْرَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ! هٰذَا السَّلَامُ. فَمَا الْاِسْتِئْذَانُ؟ قَالَ: «يَتَكَلَّمُ الرَّجُلُ تَسْبِيحَةً وَتَكْبِيرَةً وَتَحْمِيدَةً، وَيَتَنَحْنَحُ، وَيُؤْذِنُ أَهْلَ الْبَيْتِ».

٣٧٠٧- حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ سلام (تو ہمیں معلوم) ہے لیکن اجازت طلب کرنے کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کوئی بات کہے' سبحان اللہ کہہ دے' اللہ اکبر کہہ دے' الحمد للہ کہہ دے یا کھانس دے۔ (مقصد یہ ہے کہ) گھر والوں کو معلوم کرا دے (کہ میں اندر آنا چاہتا ہوں۔'')

٣٧٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُجَيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ لِي مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُدْخَلَانِ: مُدْخَلٌ بِاللَّيْلِ، وَمُدْخَلٌ بِالنَّهَارِ. فَكُنْتُ إِذَا أَتَيْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّي، يَتَنَحْنَحُ لِي.

٣٧٠٨- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے میرے دو اوقات تھے۔ ایک رات میں اور ایک دن میں۔ جب میں ایسے وقت حاضر ہوتا کہ نبی ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تو آپ کھانس دیتے۔ (جس کا مطلب یہ ہوتا کہ مجھے تمھارے آنے کا علم ہو گیا ہے اور تم اندر آ سکتے ہو۔)

٣٧٠٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اِسْتَأْذَنْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ: «مَنْ هٰذَا؟» فَقُلْتُ: أَنَا.

٣٧٠٩- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے (حاضر ہونے کی) اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا: ''کون ہے؟'' میں نے کہا: میں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں' میں۔''

---

٣٧٠٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٤/ ١٧٨، ح: ٤٠٦٥ من حديث ابن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٤١٩، ح: ٥٧٢٦، وضعفه البوصيري * واصل، وأبوسورة ضعيفان كما في التقريب وغيره.

٣٧٠٨ـ [صحيح] أخرجه النسائي، السهو، التنحنح في الصلاة: ٣/ ١٢، ح: ١٢١٣ من حديث أبي بكر بن عياش به، وتابعه جرير عنده، والحديث في المصنف: ٨/ ٤٢٠، ح: ٥٧٢٨ * والحارث العكلي تابعه شرحبيل بن مدرك وهو ثقة عن عبدالله بن نجي عن أبيه عن علي به، النسائي، ح: ١٢١٢، وانظر، ح: ٣٦٥٠.

٣٧٠٩ـ أخرجه البخاري، الاستئذان، باب: إذا قال من ذا؟ فقال أنا، ح: ٦٢٥٠ من حديث شعبة به، ومسلم، الآداب، باب كراهة قول المستأذن أنا، إذا قيل من هٰذا؟، ح: ٢١٥٥/ ٣٩ عن ابن أبي شيبة به.

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَنَا، أَنَا».

فوائد ومسائل: ① اجازت طلب کرنے والے سے پوچھا جائے ''کون ہے؟'' تو جواب میں اپنا نام یا لقب اور کنیت وغیرہ (جو چیز زیادہ معروف ہو) بتانا چاہیے۔ ② نبی ﷺ کا ''میں' میں'' فرمانا صحابی کے جواب پر ناپسندیدگی کا اظہار تھا' یعنی یہ طریقہ درست نہیں۔ ③ دروازہ کھٹکھٹانا یا گھنٹی بجانا بھی اجازت طلب کرنے کے مفہوم میں داخل ہے۔ جب کوئی دروازے پر آ کر نام پوچھے تو سلام کر کے گفتگو کی جائے۔

(المعجم ١٨) - **بَابُ الرَّجُلِ يُقَالُ لَهُ، كَيْفَ أَصْبَحْتَ** (التحفة ١٨)

باب: ۱۸- جس آدمی سے پوچھا جائے: تو نے صبح کیسے کی؟ (تیرا کیا حال ہے؟ تو وہ کیا جواب دے)

٣٧١٠- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ يُونُسَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ أَصْبَحْتَ؟ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «بِخَيْرٍ. مِنْ رَجُلٍ لَمْ يُصْبِحْ صَائِمًا، وَلَمْ يَعُدْ سَقِيمًا».

۳۷۱۰- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے کیسے صبح کی؟ آپ نے فرمایا: ''خیریت سے صبح ہوئی' ایسے آدمی کی جس نے نہ روزہ رکھا' نہ کسی بیمار کی عیادت کی۔''

٣٧١١- **حَدَّثَنَا** أَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ. إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ: حَدَّثَنِي جَدِّي، أَبُو أُمِّي، مَالِكُ بْنُ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ

۳۷۱۱- حضرت ابواسید (مالک بن ربیعہ) ساعدی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ حضرت عباس بن عبدالمطلب ؓ کے ہاں تشریف لے گئے تو فرمایا: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ] انھوں نے (حضرت عباس ؓ اور دیگر حاضرین ؓ نے) کہا: [وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ] آپ نے فرمایا: ''تمھاری



---

٣٧١٠ـ [حسن] أخرجه أبوبكر بن أبي شيبة ـ شيخ المصنف ـ في المصنف: ٣/ ٢٣٥، ٨/ ٤٥١، ح: ٥٨٥٤ به، ومن طريقه أخرجه أبويعلى: ٣/ ٤٤٣، ح: ١٩٣٧، وللحديث شواهد كثيرة عند أبي يعلى: ٥/ ٧٩، ح: ٢٦٧٦ وغيره، وحسن الهيثمي حديث أبي يعلى، ح: ٢/ ٢٩٩، ٣٠٠، وله سند آخر حسن عند الطبراني في الأوسط: ٨/ ١٦٣، ١٦٤، ح: ٧٣٢٩ وغيره.

٣٧١١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ١٩/ ٢٦٣، ح: ٥٨٤ من حديث أبي إسحاق الهروي به مطولاً، وضعفه البوصيري * عبدالله بن عثمان بن إسحاق مستور (تقريب)، وفيه علة أخرى.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ» قَالُوا: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ. قَالَ: «كَيْفَ أَصْبَحْتُمْ؟» قَالُوا: بِخَيْرٍ. نَحْمَدُ اللهَ. فَكَيْفَ أَصْبَحْتَ؟ بِأَبِينَا وَأُمِّنَا، يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «أَصْبَحْتُ بِخَيْرٍ. أَحْمَدُ اللهَ».

صبح کیسی ہوئی؟ (کیا حال ہے؟") انھوں نے کہا: خیریت سے ہوئی' ہم اللہ کا شکر کرتے ہیں۔ آپ کی صبح کیسی ہوئی؟ اے اللہ کے رسول! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ ﷺ نے فرمایا: "میری صبح بھی خیریت سے ہوئی' میں اللہ کی حمد کرتا ہوں۔"

## (المعجم ١٩) - بَابٌ: إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيمُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوهُ (التحفة ١٩)

## باب:١٩- جب تمھارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کی عزت کرو

٣٧١٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيمُ قَوْمٍ، فَأَكْرِمُوهُ».

٣٧١٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تمھارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کی عزت کرو۔"

فوائد ومسائل: ① مہمان کا اکرام اس کے مقام ومرتبے کے مطابق ہونا چاہیے۔ ② غیر مسلم مہمان سے بھی خندہ پیشانی سے ملنا اور اس کی مناسب خاطر تواضع کرنا ضروری ہے لیکن کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے اسلام اور مسلمانوں کے شرف و وقار میں کمی ہو۔

## (المعجم ٢٠) - بَابُ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ (التحفة ٢٠)

## باب:٢٠- جسے چھینک آئے' اسے دُعا دینا

٣٧١٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ،

٣٧١٣- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے پاس دو آدمیوں کو

---

٣٧١٢- [حسن] أخرجه البيهقي: ٨/ ١٦٨ من حديث محمد بن الصباح به، وضعفه البوصيري من أجل سعيد بن مسلمة، وله شواهد، منها ما أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٩٢ من حديث معبد بن خالد الأنصاري عن أبيه عن جابر بن عبدالله الأنصاري رفعه: "فإذا أتاكم كريم قوم فليكرمه"، وقال: "صحيح الإسناد".

٣٧١٣- أخرجه البخاري، الأدب، باب الحمد للعاطس، ح: ٦٢٢١، ٦٢٢٥، ومسلم، الزهد، باب تشميت العاطس وكراهة التثاؤب، ح: ٢٩٩١/ ٥٣ من حديث سليمان التيمي به.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ. فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا أَوْ سَمَّتَ، وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ. فَقِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! عَطَسَ عِنْدَكَ رَجُلَانِ. فَشَمَّتَّ أَحَدَهُمَا وَلَمْ تُشَمِّتِ الْآخَرَ؟ فَقَالَ: «إِنَّ هٰذَا حَمِدَ اللهَ. وَإِنَّ هٰذَا لَمْ يَحْمَدِ اللهَ».

چھینک آئی تو آپ ﷺ نے ایک کو دُعا دی اور دوسرے کو نہ دی۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس دو آدمیوں کو چھینک آئی تو آپ نے ایک کو دُعا دی اور دوسرے کو دُعا نہیں دی (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے اللہ کی تعریف کی تھی جبکہ اس نے اللہ کی تعریف نہیں کی۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ کی تعریف کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جسے چھینک آئے اسے چاہیے کہ [اَلْحَمْدُلِلّٰه] کہے۔ ② دعا دینے کا مطلب یہ ہے کہ سننے والا [يَرْحَمُكَ اللّٰه] کہے۔ ③ چھینک کے بعد [اَلْحَمْدُلِلّٰه] کہنے والے کو [يَرْحَمُكَ اللّٰه] کہہ کر دعا دینا مسلمان کا مسلمان پر حق ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الأدب' باب مايستحب من العطاس' و مايكره من التثاؤب' حديث:٦٢٢٣) ④ [اَلْحَمْدُلِلّٰه] نہ کہنے والے کو دعا نہ دینا اس کی تنبیہ کے لیے ہے تاکہ وہ آئندہ غفلت نہ کرے۔

٣٧١٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ ثَلَاثاً. فَمَا زَادَ، فَهُوَ مَزْكُومٌ».

٣٧١٤- حضرت سلمہ بن اکوع ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھینکنے والے کو تین بار (يَرْحَمُكَ اللّٰه کہہ کر) دعا دی جائے۔ اس سے زیادہ ہو تو اس شخص کو زکام ہے۔''

٣٧١٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، [عَنْ] عِيسٰى، عَنْ [عَبْدِ الرَّحْمٰنِ] بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا عَطَسَ

٣٧١٥- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو چاہیے کہ یوں کہے: [اَلْحَمْدُلِلّٰه] ''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں (اللہ کا شکر ہے۔'') جو افراد اس کے پاس

٣٧١٤ـ أخرجه مسلم، الزهد، الباب السابق، ح: ٢٩٩٣/ ٥٥ من حديث وكيع به بغير هٰذا اللفظ، وقال ابن حجر في هذه الرواية: شاذة.

٣٧١٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء كيف يشمت العاطس، ح: ٢٧٤١ من حديث ابن أبي ليلٰى به، وضعفه البوصيري من أجل ابن أبي ليلٰى، ح: ٨٥٤، واضطرب ابن أبي ليلٰى في حديثه مع ضعفه، وحديث البخاري (٦٢٢٤) يغني عنه.

أَحَدُكُمْ، فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ. وَلْيَرُدَّ عَلَيْهِ مَنْ حَوْلَهُ: يَرْحَمُكَ اللهُ. وَلْيَرُدَّ عَلَيْهِمْ: يَهْدِيكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ».

ہوں وہ کہیں: [يَرْحَمُكَ اللّٰه] ''اللہ تجھ پر رحمت نازل فرمائے۔'' وہ جواب میں انھیں کہے: [يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ] ''اللہ تمھیں ہدایت پر قائم رکھے اور تمھارے حالات درست فرمائے۔''

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مذکورہ روایت سے بخاری کی روایت (٦٢٢٤) کفایت کرتی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت ہمارے شیخ کے نزدیک قابل حجت ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل ہے۔ بنابریں اس حدیث سے چھینکنے والے کو دعا دینے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ٢١) - بَابُ إِكْرَامِ الرَّجُلِ جَلِيسَهُ (التحفة ٢١)

## باب:٢١- ہم مجلس کی عزت کرنا

٣٧١٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِي يَحْيَى الطَّوِيلِ، رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، إِذَا لَقِيَ الرَّجُلَ فَكَلَّمَهُ، لَمْ يَصْرِفْ وَجْهَهُ عَنْهُ حَتَّى يَكُونَ هُوَ الَّذِي يَنْصَرِفُ. وَإِذَا صَافَحَهُ، لَمْ يَنْزِعْ يَدَهُ مِنْ يَدِهِ حَتَّى يَكُونَ هُوَ الَّذِي يَنْزِعُهَا. وَلَمْ يُرَ مُتَقَدِّمًا، بِرُكْبَتَيْهِ، جَلِيسًا لَهُ، قَطُّ.

٣٧١٦- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب کسی آدمی سے ملتے اور وہ آپ سے بات چیت کرتا تو آپ اپنا چہرہ اس سے نہیں پھیرتے تھے حتی کہ وہی (بات چیت سے فارغ ہوکر) دوسری طرف متوجہ ہو جاتا۔ اور جب کوئی آپ سے مصافحہ کرتا تو آپ ﷺ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ الگ نہ کرتے حتی کہ وہی اپنا ہاتھ الگ کرتا۔ اور آپ ﷺ کو کبھی اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے سے گھٹنے آگے بڑھا کر بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جب کہ شیخ البانی ؒ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت اس جملے: ''جب کوئی نبی ﷺ سے مصافحہ کرتا تو نبی ﷺ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ

---

٣٧١٦- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، [باب تواضعه ﷺ مع جليسه ....]، ح: ٢٤٩٠ من حديث أبي يحيى عمران بن زيد التغلبي الطويل به، وهو لين كما في التقريب * وزيد تقدم حاله، ح: ٢٧٠٣، ولبعض الحديث شاهد ضعيف عند أبي داود، ح: ٤٧٩٤.

الگ نہ کرتے حتی کہ وہی اپنا ہاتھ الگ کرتا۔'' کے سوا ضعیف ہے' نیز اس جملے کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ جملہ ثابت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة للألباني: ٥/٦٣٥۔ ٦٣٧' رقم: ٢٣٨٥)

(المعجم ٢٢) - **بَابُ مَنْ قَامَ عَنْ مَجْلِسٍ فَرَجَعَ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ** (التحفة ٢٢)

**باب: ٢٢-مجلس سے اٹھ کر جانے والا واپس آ کر اسی جگہ بیٹھنے کا زیادہ حق رکھتا ہے**

**٣٧١٧- حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَجْلِسِهِ، ثُمَّ رَجَعَ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ».

٣٧١٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھے' پھر واپس آ جائے تو وہ اس (جگہ) کا زیادہ حق رکھتا ہے۔''

(المعجم ٢٣) - **بَابُ الْمَعَاذِيرِ** (التحفة ٢٣)

**باب: ٢٣-معذرت کا بیان**

**٣٧١٨- حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ مِينَاءَ، عَنْ جَوْدَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اعْتَذَرَ إِلَى أَخِيهِ بِمَعْذِرَةٍ، فَلَمْ يَقْبَلْهَا، كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ خَطِيئَةِ صَاحِبِ مَكْسٍ».

٣٧١٨- حضرت جودان رحمہ اللہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی سے (کسی غلطی پر) معذرت کی' اور اس نے قبول نہ کی' اس پر (ناجائز) ٹیکس وصول کرنے والے جتنا گناہ ہے۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ مِينَاءَ، عَنْ جَوْدَانٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، مِثْلَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے یہ روایت محمد بن اسماعیل کے واسطے سے بھی نبی ﷺ سے سابقہ حدیث کی مثل بیان کی ہے۔

---

**٣٧١٧- [صحيح]** أخرجه ابن خزيمة في صحيحه: ٣/ ١٦٠، ١٦١، ح: ١٨٢١ من حديث جرير به، وهو في صحيح مسلم، السلام، باب إذا قام من مجلسه ثم عاد فهو أحق به، ح: ٢١٧٩/ ٣١ من حديث سهيل به.

**٣٧١٨- [إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود في المراسيل، الملاحم، باب: ١١٠، ح: ٥٢١ من حديث وكيع به، والسند ضعيف من أجل عنعنة ابن جريج وغيره ومع ذلك مرسل، وله شواهد ضعيفة.

(المعجم ٢٤) - **بَابُ الْمُزَاحِ** (التحفة ٢٤)

**٣٧١٩- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ زَمْعَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ بْنِ زَمْعَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ وَهْبِ بْنِ زَمْعَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فِي تِجَارَةٍ إِلَى بُصْرٰى. قَبْلَ مَوْتِ النَّبِيِّ ﷺ بِعَامٍ. وَمَعَهُ نُعَيْمَانُ وَسُوَيْبِطُ بْنُ حَرْمَلَةَ، وَكَانَا شَهِدَا بَدْرًا. وَكَانَ نُعَيْمَانُ عَلَى الزَّادِ. وَكَانَ سُوَيْبِطٌ رَجُلًا مَزَّاحًا. فَقَالَ لِنُعَيْمَانَ: أَطْعِمْنِي. قَالَ: حَتّٰى يَجِيءَ أَبُو بَكْرٍ. قَالَ: فَلَأُغِيظَنَّكَ. قَالَ: فَمَرُّوا بِقَوْمٍ. فَقَالَ لَهُمْ سُوَيْبِطٌ: تَشْتَرُونَ مِنِّي عَبْداً لِي؟ قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: إِنَّهُ عَبْدٌ لَهُ كَلَامٌ. وَهُوَ قَائِلٌ لَكُمْ: إِنِّي حُرٌّ. فَإِنْ كُنْتُمْ، إِذَا قَالَ لَكُمْ هٰذِهِ الْمَقَالَةَ، تَرَكْتُمُوهُ، فَلَا تُفْسِدُوا عَلَيَّ عَبْدِي. قَالُوا: لَا. بَلْ نَشْتَرِيهِ مِنْكَ. فَاشْتَرَوْهُ مِنْهُ بِعَشْرِ قَلَائِصَ. ثُمَّ أَتَوْهُ فَوَضَعُوا فِي عُنُقِهِ عِمَامَةً، أَوْ حَبْلًا. فَقَالَ نُعَيْمَانُ: إِنَّ هٰذَا يَسْتَهْزِئُ بِكُمْ. وَإِنِّي حُرٌّ،

## باب:۲۴-مزاح کا بیان

**۳۷۱۹-** ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی وفات سے ایک سال پہلے (کا واقعہ ہے کہ) حضرت ابوبکر ؓ تجارت کے لیے بصریٰ روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ حضرت نعیمان اور حضرت سویبط بن حرملہ ؓ بھی تھے۔ یہ دونوں حضرات غزوۂ بدر میں بھی شریک تھے۔ حضرت نعیمان زاد راہ (کھانے پینے کے سامان) کے ذمہ دار تھے۔ سویبط ؓ بہت مزاحیہ طبیعت کے تھے۔ انھوں نے نعیمان ؓ سے کہا: مجھے کھانا دیجیے۔ انھوں نے کہا: حضرت ابوبکر ؓ آ جائیں (ان کی اجازت سے دوں گا۔) سویبط ؓ نے کہا: (تم نے مجھے کھانا نہیں دیا' اس لیے) میں آپ کو پریشان کروں گا۔ (اس کے بعد سفر کے دوران میں) ان کا گزر کچھ لوگوں کے پاس سے ہوا۔ سویبط ؓ نے ان لوگوں سے کہا: کیا تم لوگ مجھ سے میرا ایک غلام خرید و گے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ انھوں نے کہا: وہ غلام ذرا باتونی ہے۔ وہ تم سے کہے گا: میں آزاد ہوں۔ اگر اس کی یہ بات سن کر تم نے اسے چھوڑ دینا ہے تو (ابھی سے خریدنے سے انکار کر دو اور) میرے غلام کا معاملہ خراب نہ کرو۔ انھوں نے کہا: نہیں' ہم آپ سے وہ غلام خریدیں گے (اور سودا منسوخ نہیں کریں گے۔) چنانچہ ان لوگوں نے دس اونٹنیوں کے

**٣٧١٩-** [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٢٣/ ٣٠٩، ح: ٦٠٩ من حديث ابن أبي شيبة به مختصرًا، وضعفه البوصيري من أجل زمعة، تقدم، ح: ٣٢٦، وفيه علة أخرٰى.

لَسْتُ بِعَبْدٍ. فَقَالُوا: قَدْ أَخْبَرَنَا خَبَرَكَ. فَانْطَلَقُوا بِهِ. فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ. فَأَخْبَرُوهُ بِذٰلِكَ. قَالَ: فَاتَّبَعَ الْقَوْمَ. وَرَدَّ عَلَيْهِمُ الْقَلَائِصَ. وَأَخَذَ نُعَيْمَانَ. قَالَ: فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَخْبَرُوهُ. قَالَ: فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ، وَأَصْحَابُهُ مِنْهُ، حَوْلًا.

عوض ان (سویبط ؓ) سے انھیں (نعیمان ؓ کو غلام سمجھ کر) خرید لیا۔ پھر آ کر ان کے گلے میں پگڑی یا رسی ڈال دی۔ (اور انھیں قابو کر لیا۔) نعیمان ؓ نے کہا: یہ شخص (سویبط ؓ) آپ لوگوں سے مذاق کر رہا ہے۔ میں تو آزاد ہوں' غلام نہیں۔ انھوں نے کہا: اس نے ہمیں (پہلے ہی) یہ بات بتا دی تھی (کہ تم آزاد ہونے کا دعویٰ کرو گے۔) چنانچہ وہ لوگ انھیں پکڑ کر لے گئے۔ حضرت ابوبکر ؓ آئے تو لوگوں نے انھیں یہ واقعہ بتایا۔ انھوں نے قافلے والوں کے پیچھے جا کر ان کی اونٹنیاں واپس کیں اور نعیمان ؓ کو (ان سے) واپس لیا۔ جب یہ حضرات نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ کو بھی یہ پورا قصہ سنایا' چنانچہ نبی ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ ایک سال تک اس واقعہ کو یاد کر کے ہنستے رہے۔

**فوائد و مسائل:** ① مذکورہ روایت میں حضرت نعیمان بن عمرو بن رفاعہ ؓ کو زادِ راہ کا ذمہ دار اور حضرت سویبط بن حرملہ نہشلی ؓ کو مزاح کے طور پر زیادتی کرنے والا بیان کیا ہے اور بعض نے اس کے برعکس کہا ہے کیونکہ نعیمان ؓ مزاح میں مشہور تھے۔ ان کے حالات (الإصابة:٣/٥٦٩) اور (أسد الغابة:٥/٣٦) میں اور حضرت سویبط ؓ کے حالات (الإصابة:٢/١١٧) میں ملاحظہ فرمائیے۔'' لیکن مذکورہ روایت دونوں صورتوں میں ضعیف ہی قرار پاتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعیف سنن ابن ماجه للألباني' طبع مكتبة المعارف' الرياض' رقم:٧٥٠) ② مزاح سے مراد دل لگی کی ایسی بات ہے جس سے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔ اگر اس سے کسی کا دل دکھے تو وہ [سُخْرِيَّه] (ٹھٹھا مخول) بن جاتا ہے (جو شرعاً ممنوع ہے۔) (حاشیہ سنن ابن ماجۂ محمد فواد عبدالباقی)

**٣٧٢٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:**　　٣٧٢٠- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت

---

٣٧٢٠ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب الانبساط إلى الناس، ح:٦١٢٩ من حديث شعبة، وقد تقدم، ح:٦٢٠٣، ومسلم، المساجد، باب جواز الجماعة في النافلة، والصلاة على حصير وخمرة وثوب وغيرها من الطاهرات، ح:٦٥٩ من حديث أبي التياح به.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُخَالِطُنَا حَتَّى يَقُولَ لِأَخٍ لِي صَغِيرٍ: «يَا أَبَا عُمَيْرٍ! مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟».

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ بے تکلفی کا اظہار فرماتے تھے حتی کہ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے: ''اے ابوعمیر! نُغَیر کا کیا بنا؟''

قَالَ وَكِيعٌ: يَعْنِي طَيْرًا كَانَ يَلْعَبُ بِهِ.

امام وکیع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: نُغَیر ایک پرندہ تھا جس سے وہ بچہ کھیلتا تھا۔

**فوائد ومسائل:** ① نُغَیر یانُغَر ایک پرندے کا نام ہے جو چڑیا کے مشابہ ہوتا ہے' اور اس کی چونچ سرخ ہوتی ہے۔(النہایہ) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی تشریح میں ایک قول یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد صَعْو (ممولا) بروزن عَفُو ہے۔(فتح الباري:١٠/٧١٥) ② بچوں سے دل لگی کی باتیں کرنا جائز ہے جس سے بچوں کو خوشی ہو۔ ③ بعض لوگ چھوٹے بچوں سے مذاق میں ایسی باتیں کہتے ہیں جن سے بچوں کو پریشانی ہوتی ہے۔ یہ جائز نہیں۔ ④ پرندے وغیرہ پالنا جائز ہے بشرطیکہ ان کی خوراک وغیرہ کا مناسب خیال رکھا جائے۔

## (المعجم ٢٥) - بَابُ نَتْفِ الشَّيْبِ (التحفة ٢٥)

## باب:٢٥- سفید بال اکھاڑنا

٣٧٢١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ، وَقَالَ: «هُوَ نُورُ الْمُؤْمِنِ».

٣٧٢١- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بڑھاپے کے (سفید) بال اکھاڑنے سے منع فرمایا اور فرمایا: ''وہ مومن کا نور ہے۔''

**فوائد ومسائل:** سر کے سفید بال اکھاڑنا منع ہے۔ ② سفید بالوں کو مہندی وغیرہ لگا کر رنگ تبدیل کرنا مستحسن ہے۔ ③ مومن کے لیے بڑھاپا عزت کا باعث ہے۔

## (المعجم ٢٦) - بَابُ الْجُلُوسِ بَيْنَ الظِّلِّ وَالشَّمْسِ (التحفة ٢٦)

## باب:٢٦- کچھ سائے میں اور کچھ دھوپ میں بیٹھنے کا بیان

---

**٣٧٢١ـ [حسن]** أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في النهي عن نتف الشيب، ح: ٢٨٢١ من حديث عبدة به، **وقال:** "هٰذا حديث حسن، قد رواه عبدالرحمٰن بن الحارث وغير واحد عن عمرو بن شعيب".

٣٧٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ أَبِي الْمُنِيبِ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يُقْعَدَ بَيْنَ الظِّلِّ وَالشَّمْسِ.

۳۷۲۲- حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے کچھ سائے اور کچھ دھوپ میں بیٹھنے سے منع فرمایا۔

فائدہ: اگر کوئی شخص دھوپ میں بیٹھا یا لیٹا ہوا ہو پھر اس پر سے دھوپ ہٹ جائے اور اس کا کچھ جسم سائے میں اور کچھ دھوپ میں ہو جائے تو اسے چاہیے کہ جگہ تبدیل کر لے تاکہ سارا جسم دھوپ میں یا سارا جسم سائے میں ہو جائے۔ مزید دیکھیے: (سنن أبي داود' الأدب' باب في الجلوس بين الشمس والظل' حديث: ٤٨٢١)

## (المعجم ٢٧) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِضْطِجَاعِ عَلَى الْوَجْهِ (التحفة ٢٧)

## باب: ۲۷- منہ کے بل لیٹنے کی ممانعت کا بیان

٣٧٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ طِهْفَةَ الْغِفَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَصَابَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ، عَلَى بَطْنِي. فَرَكَضَنِي بِرِجْلِهِ وَقَالَ: «مَا لَكَ وَلِهٰذَا النَّوْمِ هٰذِهِ نَوْمَةٌ يَكْرَهُهَا اللهُ، أَوْ يُبْغِضُهَا اللهُ».

۳۷۲۳- حضرت طہفہ بن قیس غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے مسجد میں پیٹ کے بل سوئے ہوئے پایا تو مجھے قدم مبارک سے ٹھوکا دیا اور فرمایا: ''اس انداز سے کیوں سوتے ہو؟ سونے کا یہ انداز اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔''

٣٧٢٤- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ طِهْفَةَ الْغِفَارِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا مُضْطَجِعٌ عَلٰى

۳۷۲۴- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا میرے پاس سے نبی ﷺ گزرے تو مجھے قدم مبارک سے ٹھوکا دے کر فرمایا: ''پیارے جندب! یہ اہل جہنم کے لیٹنے کا انداز ہے۔''

---

٣٧٢٢ـ [إسناده حسن] وهو في المصنف: ٨/ ٤٩٢، وحسنه البوصيري * أبو المنيب تقدم حاله، ح: ٢٧٢٥.

٣٧٢٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٧٥٢.

٣٧٢٤ـ [صحيح] أخرجه الدولابي في الكنٰى: ١/ ٢٨ من حديث محمد بن نعيم به، وقال المزي في التحفة: ٩/ ١٦٦ "والمحفوظ حديث طهفة عن النبي ﷺ".

بَطْنِي . فَرَكَضَنِي بِرِجْلِهِ وَقَالَ : «يَا جُنَيْدِبُ ! إِنَّمَا هٰذِهِ ضِجْعَةُ أَهْلِ النَّارِ» .

فوائد ومسائل: ① پیٹ کے بل لیٹنا ممنوع ہے۔ ② نبیٔ اکرم ﷺ کے مقام ومرتبہ اور صحابۂ کرام ؓ کے دل میں نبی ﷺ کی محبت وعظمت کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ کے لیے تنبیہ کا یہ انداز مناسب تھا لیکن عام آدمی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ اپنے ساتھی کو ٹھوکر مار کر مسئلہ بتائے۔ ③ مناسب موقع پر مناسب انداز سے سختی کرنا جائز ہے۔ ④ سختی کا انداز ایسا ہونا چاہیے جس سے مخاطب کو یہ احساس ہو کہ اس تنبیہ میں محبت اور رہنمائی کا پہلو بھی شامل ہے، محض غصہ نکالنا مقصود نہیں۔

**٣٧٢٥- حَدَّثَنَا** يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ عَنِ الْوَلِيدِ ابْنِ جَمِيلٍ الدِّمَشْقِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى رَجُلٍ نَائِمٍ فِي الْمَسْجِدِ، مُنْبَطِحٍ عَلٰى وَجْهِهِ، فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ: «قُمْ أَوِ اقْعُدْ . فَإِنَّهَا نَوْمَةٌ جَهَنَّمِيَّةٌ» .

۳۷۲۵- حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو مسجد میں چہرے کے بل لیٹ کر سو رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے قدم مبارک سے ٹھوکا دیا اور فرمایا: ''اٹھ کر بیٹھ! یہ جہنمیوں کے انداز کی نیند ہے۔''

## (المعجم ٢٨) - بَابُ تَعَلُّمِ النُّجُومِ (التحفة ٢٨)

## باب: ۲۸- علم نجوم سیکھنا

**٣٧٢٦- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُومِ، اقْتَبَسَ شُعْبَةً

۳۷۲۶- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ستاروں کا تھوڑا سا علم سیکھا اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھ لیا۔ جتنا زیادہ (علم نجوم) سیکھے گا اتنا زیادہ (جادو سیکھنے والا شمار) ہوگا۔''

---

**٣٧٢٥ـ [حسن]** أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح:١١٨٨ من حديث الوليد بن جميل به، وهو صدوق يخطىء (تقريب)، والحديث السابق شاهد له .

**٣٧٢٦ـ [إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، الطب، باب في النجوم، ح: ٣٩٠٥ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في **المصنف**: ٨/ ٤١٤، وصححه النووي، والذهبي، وأشار المنذري إلى أنه حسن .

مِنَ السِّحْرِ. زَادَ مَا زَادَ».

فوائد و مسائل: ① علم نجوم سے مراد ستاروں کا ایسا علم ہے جس سے لوگ اپنے خیال میں قسمت کا حال معلوم کرتے ہیں یہ ممنوع ہے۔ ② بعض لوگ یہ تصور رکھتے ہیں کہ بارہ برجوں میں سے فلاں برج کے ایام میں پیدا ہونے والا بچہ فلاں فلاں خصوصیات کا حامل ہوتا ہے' اور فلاں برج والا فلاں فلاں خوبیوں سے متصف ہوتا ہے۔ یہ بھی جاہلی توہمات ہیں جن کو بعض لوگ ''علم'' کا نام دیتے ہیں۔ ③ ہاتھ کی لکیروں سے قسمت کا حال بتانے والے بھی ہاتھ کے مختلف حصوں کو مختلف ستاروں کی طرف منسوب کرتے اور اس بنیاد پر پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ ان سب سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ④ ستاروں کے طلوع وغروب سے وقت کا اندازہ لگانا یا چاند کی رفتار سے مہینے کے انتیس یا تیس دن کے ہونے کا اندازہ کرنا اور سفر کے دوران میں ستاروں سے سمت کا تعین کرنا ممنوع علم نجوم میں شامل نہیں۔ ⑤ مختلف سائنسی آلات کے ذریعے سے ستاروں اور سیاروں کے طبعی حالات معلوم کرنا بھی ممنوع علم نجوم میں شامل نہیں۔ ⑥ ستاروں کے قسمت پر اثر انداز ہونے کے تصور کو ''جادو'' قرار دیا گیا ہے' یعنی یہ بھی جادو کی طرح حرام ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

## (المعجم ٢٩) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الرِّيحِ (التحفة ٢٩)

## باب: ٢٩- ہوا کو برا بھلا کہنے کی ممانعت

٣٧٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الزُّرَقِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ. فَإِنَّهَا مِنْ رَوْحِ اللهِ تَأْتِي بِالرَّحْمَةِ وَالْعَذَابِ. وَلٰكِنْ سَلُوا اللهَ مِنْ خَيْرِهَا، وَتَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ شَرِّهَا».

٣٧٢٧- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہوا کو برا مت کہو' وہ اللہ کی رحمت ہے جو رحمت کا باعث ہوتی ہے اور (کبھی) عذاب کا باعث بھی' اس لیے اللہ سے اس کی بھلائی مانگو اور اس کی برائی سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔''

فوائد و مسائل: ① ہوا اللہ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے جس کے بغیر انسان کی زندگی ممکن نہیں لیکن یہی ہوا اللہ کے حکم سے آندھی اور طوفان بن کر تباہی کا باعث بھی بن جاتی ہے۔ ② رحمت اور عذاب اللہ کے اختیار میں ہے' اس لیے اسی سے امید اور خوف رکھنا چاہیے۔ ③ تیز ہوا اور آندھی کے موقع پر رسول اللہ ﷺ اس طرح

---

٣٧٢٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأدب، باب ما يقول إذا هاجت الريح، ح: ٥٠٩٧ من حديث الزهري به، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٨٩، والحاكم: ٤/ ٢٨٥، والذهبي.

دعا فرماتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا، وَ خَيْرَ مَا فِيهَا، وَ خَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّ مَا فِيهَا، وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ] (صحيح مسلم، صلاة الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤية الريح والغيم، والفرح بالمطر، حديث:٨٩٩) ''یا اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی، جو کچھ اس میں ہے اس کی بھلائی اور جو کچھ دے کر اسے بھیجا گیا ہے اس کی بھلائی مانگتا ہوں۔ اور میں اس کی برائی سے، جو کچھ اس میں ہے اس کی برائی سے اور جو کچھ دے کر اسے بھیجا گیا ہے اس کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' جس طرح انسانوں کو گالی دینا گناہ ہے، اسی طرح جانوروں اور بے جان مخلوق کو گالی دینا بھی برا کام ہے۔

## (المعجم ٣٠) - بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْأَسْمَاءِ (التحفة ٣٠)

## باب:۳۰-مستحب اور پسندیدہ نام

٣٧٢٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا الْعُمَرِيُّ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ، عَزَّ وَجَلَّ: عَبْدُ اللهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ».

۳۷۲۸-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① ان ناموں کے پسندیدہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں اللہ کی عبودیت کا اظہار ہے۔ ② اللہ تعالیٰ کے دوسرے ناموں کے ساتھ بھی ''عبد'' یا ''عبید'' لگا کر نام رکھا جا سکتا ہے۔ ③ انبیائے کرام علیہم السلام کے ناموں پر نام رکھنا بھی درست ہے۔

## (المعجم ٣١) - بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْأَسْمَاءِ (التحفة ٣١)

## باب:۳۱-ناپسندیدہ نام

٣٧٢٩- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ

۳۷۲۹-حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں زندہ رہا تو ان شاء اللہ یہ نام رکھنے سے منع کر دوں گا: رَبَاح (نفع)، نَجِیح

---

٣٧٢٨_ أخرجه مسلم، الآداب، باب النهي عن التكني بأبي القاسم وبيان ما يستحب من الأسماء، ح: ٢١٣٢ من حديث العمري به، وتابعه أخوه عبيدالله عنده.

٣٧٢٩_ [صحيح] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء ما يكره من الأسماء، ح: ٢٨٣٥ من حديث أبي أحمد الزبيري به، وقال: "[حسن] غريب"، وله شواهد عند أبي داود، ح: ٤٩٦٠، ومسلم، ح: ٢١٣٦ وغيرهما، انظر الحديث الآتي.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَئِنْ عِشْتُ، إِنْ شَاءَ اللهُ، لَأَنْهَيَنَّ أَنْ يُسَمَّى رَبَاحٌ وَنَجِيحٌ وَأَفْلَحُ وَنَافِعٌ وَيَسَارٌ».

(کامیاب)' افلح (کامیاب)' نافع (فائدہ دینے والا)' یَسَار (آسانی۔'')

٣٧٣٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الرُّكَيْنِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نُسَمِّيَ رَقِيقَنَا أَرْبَعَةَ أَسْمَاءٍ: أَفْلَحُ وَنَافِعٌ وَرَبَاحٌ وَيَسَارٌ.

٣٧٣٠- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے غلاموں کے چار نام رکھنے سے منع فرمایا: ''أفلح' نافع' رَبَاح' یَسَار۔''

فائدہ: ایک حدیث میں اس ممانعت کی یہ حکمت بیان کی گئی ہے: ''کیونکہ تو کہے گا: کیا وہ یہاں موجود ہے؟ وہ نہیں ہوگا تو (جواب دینے والا) کہے گا: نہیں۔'' (صحیح مسلم' الآداب' باب کراھة التسمیة بالأسماء القبیحة، وبنافع و نحوہ' حدیث:٢١٣٦) مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی پوچھے کہ گھر میں نافع ہے اور جواب میں کہا جائے کہ موجود نہیں۔ گویا آپ نے یہ کہا کہ گھر میں فائدہ دینے والا کوئی شخص موجود نہیں۔ سب نکمے ہیں۔ اگرچہ متکلم کا مقصد یہ نہیں ہوگا' تاہم ظاہری طور پر ایک نامناسب بات بنتی ہے' لہٰذا ایسے نام رکھنا مکروہ ہے' لیکن حرام نہیں۔

٣٧٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ ابْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ: حَدَّثَنَا مُجَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: لَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ: مَنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: مَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ. فَقَالَ عُمَرُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «الْأَجْدَعُ شَيْطَانٌ».

٣٧٣١- حضرت مسروق ؒ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میری ملاقات حضرت عمر بن خطاب ؓ سے ہوئی تو انھوں نے فرمایا: تو کون ہے؟ میں نے کہا: مسروق بن اجدع ہوں۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے: ''اجدع شیطان ہے۔''

فائدہ: [أَجْدَع] کے لفظی معنی ''نکٹا'' ہیں۔ اور ناک کٹنا اُردو کی طرح عربی میں بھی بے عزتی کے مفہوم

---

٣٧٣٠ـ أخرجه مسلم، الآداب، باب كراهة التسمية بالأسماء القبيحة وبنافع ونحوه، ح: ٢١٣٦ عن ابن أبي شيبة به.

٣٧٣١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في تغيير الاسم القبيح، ح: ٤٩٥٧ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ٨/ ٤٧٧، وانظر، ح: ١١ لحال مجالد.

میں بولا جاتا ہے جب کہ دوسرے اعضاء سے محرومی (مثلاً: اعرج' لنگڑا) میں یہ قباحت نہیں' اس لیے ایسے نام سے اجتناب ہی بہتر ہے۔

(المعجم ٣٢) - **بَابُ تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ** (التحفة ٣٢)

باب:۳۲-نام تبدیل کرنا

**٣٧٣٢-** حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا رَافِعٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ زَيْنَبَ كَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ. فَقِيلَ لَهَا: تُزَكِّي نَفْسَهَا. فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، زَيْنَبَ.

۳۷۳۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نام برہ (نیک خاتون) تھا۔ بعض لوگوں نے کہا: وہ اپنی تعریف کرتی ہیں' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔

**فوائد ومسائل:** ① اچھے نام میں تعریف کا پہلو تو ہوتا ہی ہے لیکن بعض ناموں میں یہ زیادہ واضح ہوتا ہے۔ ایسے ناموں سے اجتناب بہتر ہے۔ ② ''زینب'' ایک قسم کی خوشبودار نباتات کا نام ہے۔

**٣٧٣٣-** حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَةً لِعُمَرَ كَانَ يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةُ. فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، جَمِيلَةَ.

۳۷۳۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی کا نام ''عاصیہ'' تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام ''جمیلہ'' رکھ دیا۔

**فائدہ:** [عَاصِيَه] کا مطلب ''نافرمان'' ہے۔ مسلمان فرماں بردار ہوتا ہے' اس لیے یہ نام ناپسندیدہ ہے۔ فرعون کی مومن بیوی کا نام حضرت ''آسیہ'' تھا۔ یہ نام رکھنا جائز ہے۔

**٣٧٣٤-** حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلٰى أَبُو الْمُحَيَّاةِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ

۳۷۳۴- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت

---

**٣٧٣٢-** أخرجه البخاري، الأدب، باب تحويل الاسم إلى اسم أحسن منه، ح:٦١٩٢ من حديث غندر به، ومسلم، الآداب، باب استحباب تغيير الاسم القبيح إلى حسن . . . الخ، ح:٢١٤١ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

**٣٧٣٣-** أخرجه مسلم، أيضًا، ح:١٥/٢١٣٩ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

**٣٧٣٤-** [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد:٥/٤٥١ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وحسنه الترمذي، ح:٣٢٥٦، ٣٨٠٣ * ابن أخي عبدالله بن سلام مجهول(تقريب)، لم يوثقه غير الترمذي فهو مستور.

ابْنِ عُمَيْرٍ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَخِي، عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَيْسَ اسْمِي عَبْدَ اللهِ ابْنَ سَلَامٍ فَسَمَّانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ عَبْدَ اللهِ بْنَ سَلَامٍ.

میں حاضر ہوا' اس وقت میرا نام عبداللہ بن سلام نہیں تھا تو رسول اللہ ﷺ نے میرا نام عبداللہ بن سلام رکھ دیا۔

## (المعجم ٣٣) - بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ اسْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَكُنْيَتِهِ (التحفة ٣٣)

## باب:٣٣- نبی ﷺ کا نام اور کنیت دونوں رکھنا

**٣٧٣٥- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ: أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: «تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي».

**٣٧٣٥-** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: حضرت ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ''میرے نام پر نام رکھ لیا کرو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔''

**٣٧٣٦- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَسَمَّوْا بِاسْمِي، وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي».

**٣٧٣٦-** حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے نام پر نام رکھ لیا کرو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔''

**٣٧٣٧- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

**٣٧٣٧-** حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں

---

**٣٧٣٥_** أخرجه البخاري، المناقب، باب كنية النبي ﷺ، ح: ٣٥٣٩ من حديث سفيان بن عيينة به، ومسلم، الآداب، باب النهي عن التكني بأبي القاسم، وبيان مايستحب من الأسماء، ح: ٢١٣٤ عن ابن أبي شيبة به.

**٣٧٣٦_** [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/٣١٣، ٣١٤ عن أبي معاوية ثنا الأعمش به، وهو في المصنف: ٨/٤٨٣، وانظر الحديث السابق، وعند الترمذي، ح: ٢٢٥٠ طرف منه، وله شاهد عند البخاري، ومسلم، وغيرهما، البخاري، ح: ٣١١٤، ٣١١٥، ٣٥٣٨، ٦١٨٧، ٦١٩٦، ومسلم، ح: ٢١٣٣، ٢١٣٤ من حديث سالم بن أبي الجعد عن جابر به.

**٣٧٣٧_** أخرجه البخاري، البيوع، باب ما ذكر في الأسواق، ح: ٢١٢٠، ٢١٢١، ٣٥٣٧، ومسلم، الآداب، باب النهي عن التكني بأبي القاسم . . . الخ، ح: ٢١٣١ من حديث حميد به.

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْبَقِيعِ. فَنَادٰى رَجُلٌ رَجُلًا: يَاأَبَاالْقَاسِمِ! فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَعْنِكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي».

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بقیع میں تھے کہ ایک آدمی نے دوسرے کو آواز دی: اے ابوالقاسم! رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے کہا: میں نے آپ کو نہیں پکارا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے نام پر نام رکھ لیا کرو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔''

فوائد ومسائل: ① بقیع مدینہ منورہ کے قریب ایک میدان تھا جس کے ایک حصے میں قبرستان تھا جبکہ باقی میدان میں خرید وفروخت ہوتی تھی۔ آج کل اس میدان میں اہل مدینہ کا قبرستان ہے جسے عرف عام میں ''جنت البقیع'' کہا جاتا ہے۔ اس واقعہ کی ایک روایت میں یہ لفظ ہیں: ''نبی ﷺ بازار میں تھے کہ ایک آدمی بولا: اے ابوالقاسم!.....'' (صحيح البخاري' المناقب' باب كنية النبي ﷺ' حديث:٣٥٣٧) ② کنیت سے مراد وہ نام ہے جو اولاد کی نسبت سے ''ابو'' یا ''ام'' کے ساتھ رکھا جائے' مثلاً: ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ام عبداللہ (عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) ③ اس مسئلے میں مختلف اقوال ہیں: امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے باب کا جو عنوان تحریر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی رائے یہ ہے کہ جس شخص کا نام محمد ہو' وہ ابوالقاسم کنیت نہ رکھے۔ دوسرا آدمی یہ کنیت رکھ سکتا ہے۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ یہ ممانعت صرف نبی ﷺ کی زندگی میں تھی جیسا کہ زیر مطالعہ حدیث سے بھی بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے۔

## (المعجم ٣٤) - بَابُ الرَّجُلِ يُكْتَنٰى قَبْلَ أَنْ يُولَدَ لَهُ (التحفة ٣٤)

## باب:٣٤-اولاد ہونے سے پہلے کنیت رکھنا

٣٧٣٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ صُهَيْبٍ أَنَّ عُمَرَ قَالَ لِصُهَيْبٍ:

٣٧٣٨- حضرت حمزہ بن صہیب رحمہ اللہ سے روایت ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ نے اپنی کنیت ابویحییٰ کیوں رکھی ہے' حالانکہ آپ کی اولاد نہیں ہے؟ انھوں نے فرمایا: میری کنیت

٣٧٣٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٦/ ١٦ من حديث زهير بن محمد به، وتابعه عبيدالله بن عمرو الرقي عند أحمد، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٧٨، والذهبي، وحسنه البوصيري، وسنده ضعيف ✽ ابن عقيل ضعيف، وله شواهد ضعيفة عند أحمد: ٤/ ٣٣٣، ٦/ ١٦، والحاكم ٣/ ٣٩٨، وغيرهما وفيه محمد بن عبدالله المعمري بن شيخ الحاكم لم أجد من وثقه، وباقي السند حسن.

مَالَكَ تَكْتَنِي بِأَبِي يَحْيٰى؟ وَلَيْسَ لَكَ وَلَدٌ. قَالَ: كَنَّانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ، بِأَبِي يَحْيٰى.

رسول اللہ ﷺ نے ابو یحییٰ رکھی ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ حافظ ابن حجر اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحۃ، رقم: ۴۴) یہ بات چیت حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت حمزہ رحمہ اللہ کی ولادت سے پہلے ہوئی' بعد میں انھیں بتائی گئی۔ ② اولاد ہونے سے پہلے کنیت رکھنا جائز ہے۔ ③ جس طرح انبیائے کرام علیہم السلام کے ناموں کے مطابق نام رکھنا جائز ہے' اسی طرح ان ناموں کے ساتھ کنیت رکھنا بھی جائز ہے۔

**٣٧٣٩- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ مَوْلًى لِلزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: كُلُّ أَزْوَاجِكَ كَنَّيْتَهُ. غَيْرِي. قَالَ: «فَأَنْتِ أُمُّ عَبْدِ اللهِ».

**۳۷۳۹-** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا: آپ نے میرے سوا اپنی تمام ازواج مطہرات کی کنیت رکھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ام عبداللہ ہو۔''

**فوائد ومسائل:** ① ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ تھا کہ میرے لیے بھی کوئی مناسب کنیت مقرر فرما دیجیے۔ ② ام المومنین رضی اللہ عنہا نے یہ بات اس لیے کہی کہ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی جس کے نام پر وہ کنیت رکھ سکتیں۔ ③ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ کنیت غالباً حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی نسبت سے رکھی تھی جو ام المومنین رضی اللہ عنہا کے بھانجے اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے فرزند تھے۔

**٣٧٤٠- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِينَا فَيَقُولُ، لِأَخٍ لِي، وَكَانَ صَغِيرًا، «يَا أَبَا عُمَيْرٍ».

**۳۷۴۰-** حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمارے ہاں تشریف لایا کرتے تھے اور میرے ایک بھائی سے' جو کم سن تھا' فرمایا کرتے تھے: ''اے ابو عمیر!''

**فائدہ:** یہ وہی حدیث ہے جو نمبر ۳۷۲۰ پر گزری' یہاں اسے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ابو عمیر رضی اللہ عنہ ابھی بچے تھے' جن کے ہاں اولاد کی موجودگی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا' اس کے باوجود نبی اکرم ﷺ نے ان کے لیے کنیت تجویز فرمائی اور اس کنیت سے انھیں مخاطب فرمایا۔

---

**٣٧٣٩ـ [صحيح]** أخرجه أحمد: ٦/ ١٨٦، ٢١٣ عن وكيع به، وللحديث شواهد عند أبي داود، ح: ٤٩٧٠، وأحمد: ٦/ ١٥١ وغيرهما.

**٣٧٤٠ـ [صحيح]** تقدم، ح: ٣٧٢٠.

(المعجم ٣٥) - **بَابُ الْأَلْقَابِ** (التحفة ٣٥)

**٣٧٤١- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ دَاوُدَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي جَبِيرَةَ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ: فِينَا نَزَلَتْ، مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ: ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ [الحجرات: ١١]. قَدِمَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ، وَالرَّجُلُ مِنَّا لَهُ الْإِسْمَانِ وَالثَّلَاثَةُ. فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ، رُبَّمَا دَعَاهُمْ بِبَعْضِ تِلْكَ الْأَسْمَاءِ. فَيُقَالُ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ يَغْضَبُ مِنْ هٰذَا. فَنَزَلَتْ: ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ [الحجرات: ١١].

**باب:۳۵- برے نام رکھنا**

۳۷۴۱- حضرت ابوجبیرہ بن ضحاک ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: یہ آیت ہم انصاریوں کے بارے میں نازل ہوئی: ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ ”ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔“ رسول اللہ ﷺ (ہجرت کر کے) ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے ایک ایک آدمی کے دو دو تین تین نام ہوتے تھے۔ نبی ﷺ بعض اوقات انھیں ان ناموں سے پکارتے تو عرض کیا جاتا: اے اللہ کے رسول! وہ اس نام سے ناراض ہوتا ہے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ ”ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔“

**فوائد ومسائل:** ① کسی کو ایسے نام یا لقب سے نہیں پکارنا چاہیے جو اسے ناگوار ہو۔ ② مسلمان کو دوسرے مسلمان کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیے اور بلاوجہ ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جس سے اس کے جذبات مجروح ہوں۔

(المعجم ٣٦) - **بَابُ الْمَدْحِ** (التحفة ٣٦)

**٣٧٤٢- حَدَّثَنَا** أَبُوبَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ ابْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، أَنْ نَحْثُوَ، فِي وُجُوهِ الْمَدَّاحِينَ، التُّرَابَ.

**باب:۳۶- تعریف (خوشامد) کا بیان**

۳۷۴۲- حضرت مقداد بن عمرو ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تعریف کرنے والوں کے چہروں پر خاک ڈالیں۔

---

**٣٧٤١ـ [إسناده صحيح]** أخرجه أبوداود، الأدب، باب في الألقاب، ح: ٤٩٦٢ من حديث داود بن أبي هند به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ٣٢٦٨، وصححه الحاكم على شرط مسلم، ح: ٢/ ٤٦٣، ٤/ ١٨١، ١٨٢.

**٣٧٤٢ـ** أخرجه مسلم، الزهد، باب النهي عن المدح إذا كان فيه إفراط، وخيف منه فتنة على الممدوح، ح: ٣٠٠٢ عن ابن أبي شيبة به.

فوائدومسائل: ① منہ پر تعریف کرنے والوں کا مقصد عام طور پر اپنے ممدوح حضرات کی مبالغہ آمیز ناجائز تعریف اور خوشامد وغیرہ کر کے ان سے ناجائز طور پر مالی فائدہ حاصل کرنا یا ان کی نظر میں بلند مقام حاصل کرنا ہوتا ہے۔ یہ عمل اخلاقی طور پر غلط ہے۔ ② چہروں پر خاک ڈالنے کا مطلب بالکل واضح ہے کہ تعریف کرنے والے شخص کے منہ پر مٹی ڈال دی جائے جس طرح کہ راویٔ حدیث صحابیٔ رسول حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حاکم وقت کی ان کے منہ پر تعریف کرنے والے شخص کے چہرے پر مٹی پھینکی تھی‘ پھر ان کے پوچھنے پر فرمایا تھا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خوشامد کرنے والوں کے منہ پر اسی طرح مٹی پھینکنے کا حکم دیا ہے۔ (صحیح مسلم‘ الزھد‘ باب النھي عن المدح إذا كان فيه إفراط......‘ حدیث:۳۰۰۲) یہ بات یاد رہے کہ اس ممنوع تعریف سے مراد وہ تعریف ہے جو ناجائز‘ مبنی برخوشامد اور مبالغہ آمیز ہو‘ نیز ایسی تعریف جس سے ممدوح شخص کے عجب‘ خود پسندی اور ریاکاری وغیرہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو۔ ہاں‘ اگر کوئی شخص واقعی قابل تعریف ہو اور اپنی تعریف سن کر اس شخص کے کسی قسم کے فتنے وغیرہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو اور نہ تعریف کرنے والے کا مقصد ہی ناجائز فوائد کا حصول ہو تو ایسی تعریف کرنا جائز ہے جس طرح کہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعریف ان کی موجودگی میں فرمائی ہے۔ واللہ أعلم۔ ③ مبالغہ آمیز تعریف کی وجہ سے ممدوح کے دل میں فخر وغرور پیدا ہونے کا خطرہ ہے‘ اور عین ممکن ہے کہ اس تعریف وشہرت کی وجہ سے وہ عمل میں سستی کا شکار ہو جائے یا تعریف کی لذت محسوس کر کے ریاکاری میں مبتلا ہو جائے‘ اور یہ ہلاکت کا باعث ہے۔

٣٧٤٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِيَّاكُمْ وَالتَّمَادُحَ، فَإِنَّهُ الذَّبْحُ».

۳۷۴۳- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا‘ آپ فرما رہے تھے: ”ایک دوسرے کی تعریف سے پرہیز کرو‘ یہ ذبح کرنے کے برابر ہے۔“

فائدہ: ذبح سے مراد یہ ہے کہ دنیا اور آخرت میں تباہی کا باعث ہے۔ واللہ أعلم۔

٣٧٤٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا

۳۷۴۴- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

---

٣٧٤٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٩٣ عن غندر به مطولاً، وهو في المصنف: ٩/ ٦٠٥، وحسنه البوصيري.

٣٧٤٤ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يكره من التمادح، ح: ٦٠٦١ من حديث شعبة به، ومسلم، الزهد، باب النهي عن المدح إذا كان فيه إفراط، وخيف منه فتنة على الممدوح، ح: ٣٠٠٠/ ٦٦ب عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

شَبَابَةُ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَدَحَ رَجُلٌ رَجُلًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ» مِرَارًا. ثُمَّ قَالَ: «إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحاً أَخَاهُ، فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُهُ، وَلَا أُزَكِّي عَلَى اللهِ أَحَدًا».

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ایک آدمی نے دوسرے آدمی کی تعریف کی تو رسول اللہ ﷺ نے کئی بار فرمایا: ''افسوس تجھ پر! تو نے تو اپنے ساتھی کا گلا کاٹ دیا۔'' پھر فرمایا: ''اگر کسی نے اپنے بھائی کی تعریف کرنی ہو تو یوں کہے: میرا خیال یہ ہے اور میں اللہ کے مقابلے میں کسی کو پاکباز قرار نہیں دیتا۔''

فوائد ومسائل: ① انسان ظاہر کے مطابق رائے قائم کرتا ہے۔ دل کی حقیقت اور کیفیت سے صرف اللہ تعالیٰ باخبر ہے۔ ② منہ پر تعریف کرنا منع ہے، تاہم جس کی بابت یہ خطرہ نہ ہو کہ وہ تعریف سے کبر وغرور میں مبتلا ہو جائے گا، اس کی مناسب انداز سے تعریف کی جا سکتی ہے جیسے نبی ﷺ نے بعض دفعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وغیرہ بعض صحابہ کی تعریف فرمائی۔

(المعجم ٣٧) - **بَابٌ: اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ** (التحفة ٣٧)

**باب: ٣٧- جس سے مشورہ لیا جائے وہ ایسے ہے جیسے اس کے پاس امانت رکھی گئی ہے**

**٣٧٤٥- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ».

٣٧٤٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانت سنبھالنے والا ہے۔''

**٣٧٤٦- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٣٧٤٦- حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ

---

**٣٧٤٥ـ** [حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في المشورة، ح: ٥١٢٨ من حديث يحيى بن أبي بكير به، وحسنه الترمذي، ح: ٢٨٢٢، وصححه ابن حبان، ح: ١٩٩١، والحاكم: ٤/ ١٣١ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وللحديث طرق كثيرة.

**٣٧٤٦ـ** [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٧٤ عن أسود بن عامر به، وصححه البوصيري، وللحديث شواهد كثيرة، انظر الحديث السابق.

حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شَرِيكٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ [أَبِي] مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ».

سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے مشورہ لیا جائے، وہ امانت سنبھالنے والا ہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① جس طرح امانت میں خیانت جائز نہیں، اسی طرح کسی کو غلط مشورہ دینا جائز نہیں۔ ② مشورہ لینے والا اپنے مسلمان بھائی پر اعتماد کر کے اس کے سامنے اپنے حالات رکھتا ہے، لہٰذا یہ جائز نہیں کہ اس کی راز کی باتیں دوسروں کے سامنے ظاہر کی جائیں۔ یہ باتیں امانت ہیں۔

٣٧٤٧- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا اسْتَشَارَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، فَلْيُشِرْ عَلَيْهِ».

٣٧٤٧- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی اپنے بھائی سے مشورہ طلب کرے تو اسے چاہیے کہ اسے مشورہ دے دے۔''

**فائدہ:** مسلمان کو صحیح مشورہ دینا ضروری ہے کیونکہ مسلمان پر مسلمان کی خیر خواہی فرض ہے جیسا کہ دوسری صحیح احادیث میں مذکور ہے۔

## (المعجم ٣٨) - بَابُ دُخُولِ الْحَمَّامِ (التحفة ٣٨)

## باب: ٣٨- حمام میں جانا

٣٧٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ ابْنُ سُلَيْمَانَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا خَالِي يَعْلَى، وَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، جَمِيعاً عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ الْإِفْرِيقِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

٣٧٤٨- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے لیے عجم کی زمین فتح ہوگی، وہاں تمھیں ایسے کمرے ملیں گے جنھیں حمام کہا جائے گا۔ ان میں مرد تہبند کے بغیر داخل نہ ہوں اور عورتوں کو ان میں داخل ہونے سے منع کرو، مگر بیمار یا نفاس والی داخل ہو سکتی ہے۔''

---

٣٧٤٧- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل محمد بن أبي ليلى، وقد تقدم، ح: ٨٥٤.

٣٧٤٨- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الحمام، باب الدخول في الحمام، ح: ٤٠١١ من حديث الإفريقي به، وانظر، ح: ٥٤ لعلته.

«تُفْتَحُ لَكُمْ أَرْضُ الْأَعَاجِمِ. وَسَتَجِدُونَ فِيهَا بُيُوتاً يُقَالُ لَهَا الْحَمَّامَاتُ. فَلَا يَدْخُلْهَا الرِّجَالُ إِلَّا بِإِزَارٍ. وَامْنَعُوا النِّسَاءَ أَنْ يَدْخُلْنَهَا. إِلَّا مَرِيضَةً أَوْ نُفَسَاءَ».

**٣٧٤٩- حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ أَبِي عُذْرَةَ قَالَ: وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، نَهَى الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ مِنَ الْحَمَّامَاتِ. ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ أَنْ يَدْخُلُوهَا فِي الْمَيَازِرِ. وَلَمْ يُرَخِّصْ لِلنِّسَاءِ.

۳۷۴۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے مردوں اور عورتوں (سب) کو حماموں میں داخل ہونے سے منع فرمایا' پھر مردوں کو تہبند کے ساتھ حمام میں جانے کی اجازت دے دی اور عورتوں کو اجازت نہیں دی۔

**٣٧٥٠- حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ الْهُذَلِيِّ أَنَّ نِسْوَةً مِنْ أَهْلِ حِمْصَ اسْتَأْذَنَّ عَلَى عَائِشَةَ. فَقَالَتْ: لَعَلَّكُنَّ مِنَ اللَّوَاتِي يَدْخُلْنَ الْحَمَّامَاتِ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ وَضَعَتْ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا، فَقَدْ هَتَكَتْ سِتْرَ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ».

۳۷۵۰- حضرت ابوملیح (عامر بن اسامہ) ہذلی ؒ سے روایت ہے کہ حمص کی رہنے والی کچھ خواتین ام المومنین حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں' انھوں نے فرمایا: شاید تم بھی ان عورتوں میں سے ہو جو حماموں میں جاتی ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جس عورت نے اپنے خاوند کے گھر کے علاوہ (کسی جگہ) اپنے کپڑے اتارے' اس نے اپنے اور اللہ کے درمیان (حیا کا) پردہ چاک کر دیا۔''

**٣٧٤٩_ [إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، أيضًا، ح: ٤٠٠٩ من حديث حماد به، وقال الترمذي: "لا نعرفه إلا من حديث حماد بن سلمة وإسناده ليس بذاك القائم"، ح: ٢٨٠٢ * أبوعذرة حسن الحديث على الراجح راجع نيل المقصود.

**٣٧٥٠_ [إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، أيضًا، ح: ٤٠١٠ من حديث منصور به، وحسنه الترمذي، ح: ٢٨٠٣.

فوائد و مسائل: ① حمام کا لفظ حمیم (گرم پانی) سے بنایا گیا ہے کیونکہ وہاں گرم پانی سے نہانے کا انتظام ہوتا ہے۔ بعد میں نہانے کی ہر جگہ کو حمام کہنے لگے' خواہ وہاں گرم پانی ہو یا ٹھنڈا۔ ② حمام میں نہلانے کے لیے خادم موجود ہوتے تھے وہاں جانے سے اس لیے منع کیا گیا کہ لوگ ان خادموں سے ستر پوشی کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔ اگر ستر پوشی کا خیال رکھا جائے تو باقی جسم کو ملنے اور دھونے میں خادموں سے مدد لینا جائز ہے۔ ③ عورت کا پورا جسم ستر ہے' اس لیے اس کو منع کر دیا گیا کہ حمام میں کسی سے مدد لے۔ اس کے لیے گھر ہی میں نہانا بہتر ہے۔ ④ اگر عورت گھر میں گرم پانی سے نہانے کا انتظام کرلے اور کسی سے مدد لیے بغیر نہا لے یا خاوند سے مدد لے لے تو کوئی حرج نہیں۔ ⑤ جہاں مرد ننگے ہو کر ایک دوسرے کے سامنے نہاتے ہوں' جیسے غیر مسلم ممالک میں رواج ہے' وہاں مردوں کو بھی ان کے ساتھ نہانا منع ہے کیونکہ جس طرح اپنے ستر کو چھپانا فرض ہے' اسی طرح کسی کے ستر کو دیکھنا بھی منع ہے۔

## (المعجم ٣٩) - بَابُ الْاِطِّلَاءِ بِالنُّورَةِ (التحفة ٣٩)

## باب: ۳۹- بال صفا پاؤڈر لگانا

٣٧٥١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الرُّمَّانِيِّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا اطَّلٰى، بَدَأَ بِعَوْرَتِهِ فَطَلَاهَا بِالنُّورَةِ. وَسَائِرَ جَسَدِهِ، أَهْلُهُ.

۳۷۵۱- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب بال صفا پاؤڈر استعمال کرتے تو پہلے اعضائے مستورہ پر خود پاؤڈر لگاتے' پھر باقی جسم پر آپ کی اہلیہ لگا دیتیں۔

٣٧٥٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ كَامِلٍ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اطَّلٰى وَوَلِيَ عَانَتَهُ بِيَدِهِ.

۳۷۵۲- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بال صفا پاؤڈر لگاتے تو ستر کے اعضاء پر خود اپنے ہاتھ سے لگاتے۔

فائدہ: یہ دونوں روایات ضعیف ہیں' اس لیے ناقابل استدلال ہیں' تاہم دوسرے دلائل سے مسئلے کی نوعیت

---

٣٧٥١ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "رجاله ثقات وهو منقطع، حبيب بن أبي ثابت لم يسمع من أم سلمة"، وفيه علة أخرى، ح: ٣٨٣.

٣٧٥٢ـ [إسناده ضعيف] وانظر الحديث السابق لعلتيه، وله شواهد ضعيفة ومرسلة.

یہ واضح ہوتی ہے کہ زیر ناف اور بغلوں کے بالوں کو جس طرح بھی صاف کر لیا جائے' جائز ہے' البتہ بغلوں کے بال اکھیڑنا مستحب ہے کیونکہ ان کی صفائی کا حکم ہے' تاہم بدن کے دوسرے حصوں کے بالوں کی صفائی تغییر لخلق اللہ کی وعید میں آ سکتی ہے۔ علاوہ ازیں اس میں عورتوں کے ساتھ مشابہت بھی ہو جاتی ہے۔ ان دو وجوہ سے جسم کے دوسرے حصوں کے بالوں کی صفائی ممنوع اور ناجائز ہوگی۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ٤٠) - بَابُ الْقَصَصِ (التحفة ٤٠)

## باب: ۴۰- وعظ کے طور پر واقعات بیان کرنا

٣٧٥٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْهِقْلُ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرٍ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَقُصُّ عَلَى النَّاسِ إِلَّا أَمِيرٌ أَوْ مَأْمُورٌ أَوْ مُرَاءٍ».

۳۷۵۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو وعظ امیر کرتا ہے' یا جسے حکم دیا گیا ہو (اور اس منصب پر مقرر کیا گیا ہو) یا ریاکار۔''

فوائد و مسائل: ① انبیائے کرام علیہم السلام اور سلف صالحین کے واقعات بیان کر کے عوام کو وعظ و نصیحت کرنا ایک اہم منصب ہے۔ ② اسلامی حکومت میں خطبہ دینا حکمران کا حق ہے۔ مختلف شہروں میں اپنے نائب (گورنر اور مقامی حکام) مقرر کرنا بھی اس کا فرض ہے جو اپنے اپنے مقام پر عوام کی دینی رہنمائی کریں اور انتظامی معاملات کی نگرانی اور رہنمائی بھی کریں۔ ③ شرعی امیر کی اجازت کے بغیر وعظ کرنے کا مقصد اپنی علمیت کا اظہار ہو سکتا ہے جو ریاکاری ہے۔ ④ جب اسلامی سلطنت قائم نہ ہو تو ہر عالم عوام کی دینی رہنمائی کا ذمہ دار ہے لیکن دین کے علم سے بے بہرہ شخص محض اپنی قوت بیان کے زور پر عوام کا قائد بننے کی کوشش کرے گا تو گمراہی پھیلانے کا باعث ہوگا۔

٣٧٥٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْعُمَرِيِّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمْ يَكُنِ الْقَصَصُ فِي زَمَنِ

۳۷۵۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قصہ گوئی تھی' نہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور نہ

---

٣٧٥٣- [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٣، والدارمي من حديث عبدالله بن عامر به، وتابعه عبدالرحمٰن بن حرملة عند أحمد: ٢/ ١٧٨، وللحديث شواهد كثيرة عند أبي داود، ح: ٣٦٦٥، وأحمد وغيرهما.

٣٧٥٤- [إسناده حسن] وانظر، ح: ٣٦٦، ١٢٩٩ لحال العمري عن نافع.

رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَا زَمَنِ أَبِي بَكْرٍ، وَلَا زَمَنِ عُمَرَ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں۔

(المعجم ٤١) - بَابُ الشِّعْرِ (التحفة ٤١)

باب:۴۱-شعروشاعری کا بیان

٣٧٥٥- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً».

۳۷۵۵-حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ شعر دانائی اور حکمت ہوتے ہیں۔''

٣٧٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكَمًا».

۳۷۵۶-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''شعروں میں حکمت کی باتیں بھی ہوتی ہیں۔''

**فوائد ومسائل:** ① شاعری کلام ہی کی ایک صورت ہے۔ جس طرح نثر میں اچھی بری دونوں طرح کی باتیں کی جاسکتی ہیں اسی طرح شعروں میں بھی اچھی بری دونوں طرح کی باتیں ہوسکتی ہیں۔ ② بری شاعری سے اجتناب کرنا چاہیے' البتہ اچھے شعر کہنا سننا جائز ہے۔

٣٧٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ:

۳۷۵۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

---

٣٧٥٥ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يجوز من الشعر والرجز والحداء ومايكره منه، ح: ٦١٤٥ من حديث الزهري به.

٣٧٥٦ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب ماجاء في الشعر، ح: ٥٠١١ من حديث سماك به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ٢٨٤٥ وإسناده غير قويّ راجع، ح: ١٧١، والحديث السابق شاهد له.

٣٧٥٧ـ أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب أيام الجاهلية، ح: ٣٨٤١، ٦٤٨٩، ومسلم، الشعر، باب في إنشاد الأشعار وبيان أشعر الكلمة وذم الشعر، ح: ٢٢٥٦ من حديث عبدالملك به * وابن عيينة سمعه من زائدة عن عبدالملك به، مسلم، ح: ٢٢٥٦/ ٤.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ، كَلِمَةُ لَبِيدٍ:

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ، مَا خَلَا اللهَ، بَاطِلُ»

وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی شاعر کی کہی ہوئی سب سے سچی بات لبید کا یہ کلام ہے: [أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَاخَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ] ''اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے۔''
اور امیہ بن ابوصلت قریب تھا کہ مسلمان ہو جاتا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت لبید رضی اللہ عنہ عرب کے ایک شاعر تھے جو مسلمان ہو گئے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔ ② جو کام اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے وہی نیکی ہے۔ ③ امیہ بن ابوصلت غیر مسلم شاعر تھا لیکن اس کے شعر اچھے تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمائے۔

٣٧٥٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْلَى، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَنْشَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، مِائَةَ قَافِيَةٍ مِنْ شِعْرِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ. يَقُولُ بَيْنَ كُلِّ قَافِيَةٍ: «هِيهِ» وَقَالَ: «كَادَ أَنْ يُسْلِمَ».

٣٧٥٨- حضرت شرید ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو امیہ بن ابوصلت کے سو شعر سنائے۔ آپ ہر شعر کے بعد فرماتے: ''(اور شعر) سناؤ۔'' اور فرمایا: ''قریب تھا کہ وہ مسلمان ہو جاتا۔''

فائدہ: اچھے اشعار کی تعریف کرنا اور فرمائش کر کے سننا جائز ہے خواہ وہ کسی غیر مسلم شاعر ہی کے ہوں۔ اچھے شعر سے مراد یہ ہے کہ اس میں کفر وشرک یا فسق وفجور والی باتیں نہ ہوں۔

## (المعجم ٤٢) - بَابُ مَا كُرِهَ مِنَ الشِّعْرِ (التحفة ٤٢)

## باب: ۴۲- ناپسندیدہ اشعار

٣٧٥٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ

٣٧٥٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

---

**٣٧٥٨ـ** أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٢٢٥٥ من حديث عبدالله بن عبدالرحمٰن به.

**٣٧٥٩ـ** أخرجه البخاري، الأدب، باب ما يكره أن يكون الغالب على الإنسان الشعر حتى يصده عن ذكر الله والعلم، القرآن، ح: ٦١٥٥ من حديث الأعمش به، ومسلم، الشعر، باب في إنشاد الأشعار . . . الخ، ح: ٢٢٥٧/ ٧ عن ابن أبي شيبة به.

وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ الرَّجُلِ قَيْحاً حَتَّى يَرِيَهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا». إِلَّا أَنَّ حَفْصًا لَمْ يَقُلْ: يَرِيَهُ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کے پیٹ کا (برے اور گندے) شعروں سے بھرے ہونے سے بہتر یہ ہے کہ وہ پیپ سے بھرا ہوا ہو جس سے وہ بیمار ہو جائے۔'' راویت کے راوی حفص نے [یَرِیَه] کے لفظ بیان نہیں کیے۔

٣٧٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ يُونُسَ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا حَتَّى يَرِيَهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا».

٣٧٦٠- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کے پیٹ کا شعروں سے بھرے ہونے سے بہتر یہ ہے کہ وہ پیپ سے بھرا ہوا ہو جس سے وہ بیمار ہو جائے۔''

**فوائد ومسائل:** ① پیٹ بھرنے سے مراد یہ ہے کہ اشعار سے اتنی دلچسپی ہو کہ ادھر ہی توجہ رہے' تاہم برے شعر تھوڑے بھی یاد ہوں تو اچھی بات نہیں۔ ② اس حدیث میں شعروں سے مراد برے شعر ہیں۔

٣٧٦١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ شَيْبَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ فِرْيَةً، لَرَجُلٌ هَاجَى رَجُلًا، فَهَجَا الْقَبِيلَةَ بِأَسْرِهَا. وَرَجُلٌ انْتَفَى مِنْ أَبِيهِ، وَزَنَّى أُمَّهُ».

٣٧٦١- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑا جھوٹ بولنے والا وہ شخص ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کی ہجو کی تو اس نے (جواب میں) پورے قبیلے کی ہجو کی (یہ سب سے بڑا جھوٹا ہے۔) اور وہ آدمی جو اپنے باپ سے نسبی تعلق توڑتا ہے اور اپنی ماں کو بدکار قرار دیتا ہے۔''

٣٧٦٠_ أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٨/٢٢٥٨ عن محمد بن بشار به.

٣٧٦١_ [حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٢٤١ من حديث شيبان به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠١٤، والبوصيري، وحسنه الحافظ في الفتح: ١٠/ ٥٣٩، ولبعض الحديث شاهد عند البخاري، ح: ٣٥٠٩ وغيره، ويؤيده القرآن: ﴿ولا يجرمنكم شنآن قوم على ألا تعدلوا﴾.

فوائد ومسائل: ① جس آدمی سے تکلیف پہنچے‘ اسے تو برا بھلا کہا جا سکتا ہے لیکن اس سے تعلق رکھنے والے دوسرے لوگوں کو بھی برا قرار دینا جھوٹ ہے جو بہت بڑا گناہ ہے۔ ② ہمارے معاشرے میں یہ چیز پائی جاتی ہے کہ بعض قبائل یا پیشوں کے بارے میں ایک رائے مشہور ہو جاتی ہے۔ جس شخص میں وہ خرابی نہ ہو اس قبیلے یا پیشے سے تعلق رکھنے کی وجہ سے اس سے بھی بدگمانی کی جاتی ہے یا اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ یہ بری عادت ہے۔ ③ ہجو‘ یعنی شعروں میں کسی کی مذمت برا کام ہے‘ البتہ مسلمانوں سے برسر پیکار کافروں کی ہجو کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس کی زد میں مسلمان نہ آئیں۔ ④ قبیلہ یا خاندان باہمی تعارف کا ایک ذریعہ ہے۔ عزت وذلت کا تعلق عمل سے ہے خاندان سے نہیں۔ ⑤ اپنے قبیلے کو ادنیٰ سمجھ کر خود کو کسی دوسرے معروف قبیلے کا فرد مشہور کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ ⑥ جب ایک شخص دوسرے قبیلے سے نسبت قائم کرتا ہے تو گویا وہ اس بات کا اعتراف کر رہا ہے کہ اس کی پیدائش اس شخص سے نہیں ہوئی جو اس کا حقیقی باپ سمجھا جاتا ہے بلکہ دوسرے قبیلے کے کسی فرد سے ہوئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کی ماں بدکار ثابت ہوتی ہے۔ اس سے اس حرکت کی برائی واضح ہے۔

## (المعجم ٤٣) - بَابُ اللَّعِبِ بِالنَّرْدِ (التحفة ٤٣)

## باب:۴۳- نرد (چوسر) کھیلنا

٣٧٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ، فَقَدْ عَصَى اللهَ وَرَسُولَهُ».

۳۷۶۲- حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری ؓ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نَرد کھیلا‘ اس نے اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔“

فائدہ: ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ صحیح مسلم کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں آئندہ آنے والی روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے‘ نیز دیگر محققین نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے‘ لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ واللہ أعلم.

---

٣٧٦٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في النهي عن اللعب بالنرد، ح: ٤٩٣٨ من حديث سعيد بن أبي هند به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٥٠، ووافقه الذهبي * سعيد ثقة من الثالثة أرسل عن أبي موسى (تقريب)، فالسند منقطع، وحديث مسلم(٢٢٦) يغني عنه.

٣٧٦٣- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ ابْنُ نُمَيْرٍ وَ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيرِ فَكَأَنَّمَا غَمَسَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيرٍ، وَدَمِهِ».

۳۷۶۳- حضرت بُریدہ بن حصیب اسلمی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نرد کھیلا' اس نے گویا اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون سے آلودہ کیا۔''

**فوائد ومسائل:** ① نَرد یا نَرد شِیر ایک کھیل ہے جس میں مختلف خانوں میں گوٹیں رکھ کر انھیں ایک خاص طریق سے حرکت دی جاتی ہے جس کے نتیجے میں کھیل میں ہار جیت ہوتی ہے۔ چوسر اور شطرنج وغیرہ اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ ② نرد اور شطرنج وغیرہ میں عام طور پر شرط لگا کر کھیلا جاتا ہے' اور ہارنے والا جیتنے والے کو کوئی چیز یا نقد رقم ادا کرتا ہے' اس لیے یہ جوئے میں شامل ہے جو حرام ہے۔ ③ خنزیر ناپاک جانور ہے' ایک مسلمان اسے چھونا بھی گوارا نہیں کرتا چہ جائیکہ اس کا گوشت بنائے یا خون میں ہاتھ رنگے۔ جوئے سے تعلق رکھنے والے کھیلوں سے اتنی ہی نفرت ہونی چاہیے۔ ④ شطرنج اور جوئے کے حرام ہونے کی یہ وجہ ہے کہ لوگ اس میں مشغول ہو کر وقت ضائع کرتے ہیں حتی کہ نماز کی بھی پروانہیں کرتے۔ کسی دوسرے کھیل میں بھی اس انداز سے مگن ہونا منع ہے کہ عبادت' ذکر الٰہی اور حقوق العباد کی ادائیگی متاثر ہو۔ ⑤ بعض علماء نے بغیر شرط لگائے شطرنج کھیلنا جائز قرار دیا ہے بشرطیکہ دوسرے فرائض کی ادائیگی پر اثر نہ پڑے لیکن اس سے پرہیز ہی بہتر ہے کیونکہ شروع میں اگر یہ احتیاط ملحوظ بھی رکھی جائے تو عادت پڑ جانے پر اس کا خیال رکھنا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

## (المعجم ٤٤) - بَابُ اللَّعِبِ بِالْحَمَامِ (التحفة ٤٤)

## باب:۴۴- کبوتر بازی

٣٧٦٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَظَرَ إِلٰى إِنْسَانٍ يَتْبَعُ طَائِرًا فَقَالَ: «شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانًا».

۳۷۶۴- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے دیکھا کہ ایک آدمی ایک پرندے کا پیچھا کر رہا ہے تو فرمایا: ''ایک شیطان دوسرے شیطان کا پیچھا کر رہا ہے۔''

---

٣٧٦٣ـ أخرجه مسلم، الشعر، باب تحريم اللعب بالنرد شير، ح: ٢٢٦٠ من حديث سفيان به.

٣٧٦٤ـ [حسن] وصححه البوصيري، وانظر الحديث الآتي.

فوائد ومسائل: ① پرندوں کو کسی جائز مقصد کے لیے پالنا جائز ہے' تاہم اگر محض تفریح کے لیے ہوں اور وقت کے ضیاع کا باعث ہوں تو ان سے بچنا چاہیے۔ ② ہر وہ مشغلہ جس کو جائز حد سے زیادہ اہمیت دی جائے اور اس پر وقت اور مال ضائع کیا جائے' وہ ممنوع ہے۔ ③ کبوتر بازی کی طرح پتنگ بازی بھی فضول اور خطرناک مشغلہ ہے۔ اس سے بھی اجتناب ضروری ہے۔ ④ کبوتر کو شیطان کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے مفاسد کی وجہ سے شیطان خوش ہوتا ہے۔

٣٧٦٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ ابْنُ عَامِرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَتْبَعُ حَمَامَةً فَقَالَ: «شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانَةً».

۳۷۶۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو کبوتر کا پیچھا کرتے دیکھا تو فرمایا: ''ایک شیطان دوسرے شیطان کا پیچھا کر رہا ہے۔''

٣٧٦٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا وَرَاءَ حَمَامَةٍ فَقَالَ: «شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانَةً».

۳۷۶۶- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک آدمی کو کبوتر کے پیچھے (بھاگتے) دیکھا تو فرمایا: ''شیطان' شیطان کا پیچھا کر رہا ہے۔''

٣٧٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو نَصْرٍ، مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا رَوَّادُ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا أَبُو سَاعِدٍ السَّاعِدِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ، رَجُلًا يَتْبَعُ حَمَامًا. فَقَالَ: «شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانًا».

۳۷۶۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کبوتر کا پیچھا کرتے دیکھا تو فرمایا: ''شیطان' شیطان کا پیچھا کر رہا ہے۔''

---

٣٧٦٥- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في اللعب بالحمام، ح: ٤٩٤٠ من حديث حماد به، وتابعه محمد بن أبي ذئب عند أبي نعيم في أخبار أصبهان: ٢/ ٧٧، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٠٦.

٣٧٦٦- [صحيح] فيه علتان، الانقطاع وتدليس ابن جريج، ولكن الحديث السابق شاهد له.

٣٧٦٧- [صحيح] وضعفه البوصيري من أجل أبي سعد، وفيه علة أخرى، وحديث: ٣٧٦٥ شاهد له.

## (المعجم ٤٥) - بَابُ كَرَاهِيَةِ الْوَحْدَةِ (التحفة ٤٥)

## باب: ۴۵- تنہائی اچھی نہیں

٣٧٦٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُكُمْ مَا فِي الْوَحْدَةِ، مَا سَارَ أَحَدٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ».

۳۷۶۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمھیں معلوم ہو جائے کہ تنہائی میں کیا کیا (خرابی اور نقصان) ہے تو کوئی شخص رات کو اکیلا سفر نہ کرے۔''

فوائد ومسائل: ① لمبے سفر میں بسا اوقات ایسے حالات پیش آسکتے ہیں کہ ساتھی سے تعاون اور مدد حاصل کرنے کی ضرورت پڑے' اس لیے سفر میں نیک ہم سفر کا ساتھ ہونا چاہیے۔ ② رات کو زیادہ خطرات پیش آسکتے ہیں' اس لیے رات کو اکیلے سفر کرنے سے اجتناب ضروری ہے۔ ③ اگر انتہائی مجبوری ہو تو اکیلے سفر کیا جاسکتا ہے جیسے حضرت ابوذر ؓ نے ہجرت کا سفر اکیلے طے کیا تھا۔ ④ آبادی میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا عرف عام میں سفر نہیں کہلاتا' لہٰذا اس میں تنہائی جائز ہے۔

## (المعجم ٤٦) - بَابُ إِطْفَاءِ النَّارِ عِنْدَ الْمَبِيتِ (التحفة ٤٦)

## باب: ۴۶- آگ بجھا کر سونا

٣٧٦٩- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ».

۳۷۶۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سوتے ہو تو گھروں میں آگ (جلتی) نہ چھوڑا کرو۔''

فوائد ومسائل: ① موم بتی اور چراغ وغیرہ جلتا ہوا چھوڑ کر سونے سے حادثے کا خطرہ ہوتا ہے۔ گھر میں کسی چیز کو آگ لگ سکتی ہے۔ ② سردی کے موسم میں کمرے گرم کرنے کے لیے بعض اوقات کوئلوں کی انگیٹھی استعمال ہوتی ہے۔ بند کمرے میں انگیٹھی جلتی چھوڑ کر سو جانے سے جہاں آگ لگنے کا خطرہ ہوتا ہے' وہاں زہریلی گیس کا کمرے میں جمع ہو جانا بھی جان لیوا ثابت ہوسکتا ہے۔ گیس کا ہیٹر بھی کھلا چھوڑ کر سونے میں

---

٣٧٦٨ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب السير وحده، ح: ٢٩٩٨ من حديث عاصم به.

٣٧٦٩ـ أخرجه البخاري، الاستئذان، باب لا تترك النار في البيت عند النوم، ح: ٦٢٩٣ من سفيان به، ومسلم، الأشربة، باب استحباب تخمير الإناء وهو تغطيته وإيكاء السقاء . . . الخ، ح: ٢٠١٥/ ١٠٠ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

بڑے خطرات ہیں۔ اس کے مفاسد بھی اخبارات میں آتے رہتے ہیں۔ ③ بجلی کا بلب جلتا رہے تو اس سے یہ خطرہ نہیں' تاہم تیز روشنی میں پرسکون نیند حاصل نہیں ہوتی۔ اگر ضرورت ہو تو انتہائی ہلکی روشنی کا بلب جلانا چاہیے۔ ④ کسی بھی خطرناک چیز (مثلاً بجلی کے آلات) استعمال کرتے وقت ضروری احتیاطی تدابیر اختیار کرنا لازم ہے۔

**٣٧٧٠ - حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: اِحْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلٰى أَهْلِهِ. فَحُدِّثَ النَّبِيُّ ﷺ بِشَأْنِهِمْ. فَقَالَ: «إِنَّمَا هٰذِهِ النَّارُ عَدُوٌّ لَكُمْ. فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا عَنْكُمْ».

۳۷۷۰- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک گھر کو آگ لگ گئی جب کہ گھر والے گھر میں تھے۔ نبی ﷺ کو ان کے حادثے کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا: "یہ آگ تمھاری دشمن ہے۔ جب تم سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔"

**٣٧٧١ - حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَهَانَا. فَأَمَرَنَا أَنْ نُطْفِئَ سُرُجَنَا.

۳۷۷۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (بہت سے کاموں کا) حکم دیا' اور (بہت سے کاموں سے) منع فرمایا۔ آپ نے ہمیں یہ حکم بھی دیا کہ (سوتے وقت) چراغ بجھا دیا کریں۔

## (المعجم ٤٧) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ النُّزُولِ عَلَى الطَّرِيقِ (التحفة ٤٧)

## باب: ۴۷- راستے پر پڑاؤ کرنے کی ممانعت

**٣٧٧٢ - حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۷۷۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

---

**٣٧٧٠ـ** أخرجه البخاري، أيضًا، ح: ٦٢٩٤ من حديث أبي أسامة به، ومسلم، أيضًا، ح: ١٠١/٢٠١٦ عن ابن أبي شيبة به.

**٣٧٧١ـ [صحيح]** تقدم، ح: ٣٦٠، وهٰذا طرف منه، وأصله في صحيح مسلم، ح: ٢٠١٢، وهٰذا مختصر منه.

**٣٧٧٢ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في سرعة السير والنهي عن التعريس في الطريق، ح: ٢٥٧٠ من حديث يزيد به مختصرًا * الحسن لم يسمع من جابر كما قال ابن المديني، جامع التحصيل، ح: ١٦٣، وهو مدلس وعنعن، وجاء تصريح سماعه من جابر عند ابن خزيمة، ح: ٢٥٤٨، ولكن السند إليه ضعيف، راجع، ح: ٣٢٩.

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا هِشَامٌ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَنْزِلُوا عَلَى جَوَادِّ الطَّرِيقِ، وَلَا تَقْضُوا عَلَيْهَا الْحَاجَاتِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''راستے پر قیام نہ کرو' نہ وہاں قضائے حاجت کرو۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس کے شواہد ذکر کیے ہیں جس سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت دیگر شواہد کی بنا پر قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۲/۱۷۹، ۱۸۱' و الصحيحة للألباني' رقم: ۲۴۳۳) بنابریں سفر کے دوران میں رات کو کہیں رکنے کی ضرورت پیش آئے تو راستے سے ہٹ کر آرام کرنا چاہیے۔ ② سفر کے دوران میں گاڑی روکنے کی ضرورت ہو تو ایسی جگہ روکی جائے جہاں ٹریفک کی آمدورفت میں رکاوٹ نہ پڑے۔ ③ راستے پر قضائے حاجت کرنے سے گزرنے والوں کو پریشانی ہوتی ہے۔ ④ غیر ضروری اور تکلیف دہ اشیاء راستے میں پھینکنا بری بات ہے۔



## (المعجم ٤٨) - بَابُ رُكُوبِ ثَلَاثَةٍ عَلَى دَابَّةٍ (التحفة ٤٨)

## باب: ۴۸- جانور پر تین آدمیوں کا سوار ہونا

٣٧٧٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا مُوَرِّقٌ الْعِجْلِيُّ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِنَا. قَالَ: فَتُلُقِّيَ بِي وَبِالْحَسَنِ أَوْ بِالْحُسَيْنِ. قَالَ: فَحَمَلَ أَحَدَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ، وَالْآخَرَ خَلْفَهُ، حَتَّى قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ.

۳۷۷۳- حضرت عبداللہ بن جعفر طیار ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے تو ہم (بچے) بھی آپ کا استقبال کرتے' چنانچہ (ایک بار) میں اور حسن یا حسین ؓ استقبال کرنے والوں میں شامل تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم میں سے ایک کو (سواری پر) اپنے آگے اور دوسرے کو اپنے پیچھے سوار کر لیا حتی کہ ہم مدینہ پہنچ گئے۔

فوائد و مسائل: ① بزرگوں کو چاہیے کہ بچوں سے شفقت کا سلوک کریں۔ ② سفر سے واپس آنے والے کا

---

٣٧٧٣ـ أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عبدالله بن جعفر رضي الله عنهما، ح: ٢٤٢٨/ ٦٧ عن ابن أبي شيبة به.

استقبال کرنا درست ہے لیکن اس میں بے جا تکلفات کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔ ③ جانور پر ایک سے زیادہ افراد سوار ہو سکتے ہیں بشرطیکہ جانور آسانی سے بوجھ برداشت کر سکے۔ لمبے سفر میں یا کمزور جانور پر دو افراد کا سوار ہونا مناسب نہیں۔ ④ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اور حسن یا حسین رضی اللہ عنہما بچے تھے۔ ان دونوں کا بوجھ مل کر بھی ایک بڑے آدمی کے برابر نہیں تھا' اس لیے تین افراد کا سوار ہونا جانور کے لیے مشقت کا باعث نہیں تھا۔

(المعجم ٤٩) - **بَابُ تَتْرِيبِ الْكِتَابِ** (التحفة ٤٩)

**باب:۴۹-تحریر پر (سیاہی خشک کرنے کے لیے) مٹی ڈالنا**

٣٧٧٤- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا بَقِيَّةُ: أَنْبَأَنَا أَبُو أَحْمَدَ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَرِّبُوا صُحُفَكُمْ، أَنْجَحُ لَهَا. إِنَّ التُّرَابَ مُبَارَكٌ».

۳۷۷۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی تحریروں پر مٹی ڈال دیا کرو' یہ کامیابی کا باعث ہوگا۔ مٹی برکت والی چیز ہے۔''

(المعجم ٥٠) - **بَابٌ: لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ** (التحفة ٥٠)

**باب:۵۰-دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں**

٣٧٧٥- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثًا، فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ صَاحِبِهِمَا. فَإِنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ».

۳۷۷۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم تین افراد ہو تو دو آدمی اپنے (تیسرے) ساتھی کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں کیونکہ اس سے اسے غم (اور افسوس) ہوگا۔''

٣٧٧٦- **حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا

۳۷۷۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

---

**٣٧٧٤ـ [إسناده ضعيف جدًا]** أخرجه ابن عدي: ٥/ ١٦٨١، ١٦٨٢ من حديث بقية عن عمر بن أبي عمر الكلاعي عن أبي الزبير به، وقال ابن معين: إسناد لا يسوى شيئًا (جامع الخطيب)، وقال أحمد: منكر، عدي: ٢/ ٥٠٥ * شيخ بقية مجهول، وفيه علة أخرى، وله شواهد ضعيفة.

**٣٧٧٥ـ** أخرجه مسلم، السلام، باب تحريم مناجاة الاثنين دون الثالث، بغير رضاه، ح: ٢١٨٤/ ٣٨ عن محمد بن عبدالله بن نمير به مختصرًا، ولم يذكر وكيعًا.

**٣٧٧٦ـ [إسناده صحيح]** أخرجه أحمد: ٢/ ٩، والحميدي، ح: ٦٤٥ (بتحقيقي) عن سفيان به، وصرح بالسماع، وتابعه جماعة، منهم مالك، الموطأ: ٢/ ٩٨٨، ٩٨٩.

سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ.

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی کریں۔

فوائد ومسائل: ① مسلمان کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے والی ہر حرکت سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ② جب تین آدمیوں میں سے دو الگ ہو کر بات کریں گے تو تیسرا آدمی محسوس کرے گا کہ انھوں نے مجھے اس لائق نہیں سمجھا کہ بات چیت میں شریک کریں' علاوہ ازیں شیطان کے وسوسے سے یہ خیال بھی آ سکتا ہے کہ شاید یہ دونوں میرے خلاف کوئی مشورہ کر رہے ہیں۔ ③ ایسے عمل سے پرہیز کرنا چاہیے جس کے نتیجے میں بدگمانی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ ④ جب تین آدمی ہوں تو دو آدمیوں کو آپس میں ایسی زبان میں گفتگو نہیں کرنی چاہیے جسے تیسرا سمجھ نہ سکے۔ ⑤ اگر مجلس میں زیادہ افراد موجود ہوں تو دو آدمی الگ ہو کر بات چیت کر سکتے ہیں۔

## (المعجم ٥١) - بَابُ مَنْ كَانَ مَعَهُ سِهَامٌ فَلْيَأْخُذْ بِنِصَالِهَا (التحفة ٥١)

## باب: ۵۱- جس کے پاس تیر ہوں' اسے چاہیے کہ ان کے پھل (لوہے کا تیز حصہ) پکڑ کر رکھے

٣٧٧٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: مَرَّ رَجُلٌ بِسِهَامٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا؟» قَالَ: نَعَمْ.

۳۷۷۷- سفیان بن عیینہ ؒ کہتے ہیں: میں نے حضرت عمرو بن دینار سے کہا: آپ نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ایک آدمی تیر لے کر مسجد میں سے گزرا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے پیکان پکڑ لو۔'' انھوں نے جواب دیا: ہاں۔

فوائد ومسائل: ① اگر آدمی کے پاس کوئی نوک دار چیز ہو تو دوسروں کے پاس سے گزرتے ہوئے احتیاط سے کام لینا چاہیے کہ نادانستہ طور پر کسی کو نہ لگ جائے۔ ② نِصَال (پیکان) سے مراد تیر کا وہ نوکیلا حصہ ہے جو لوہے کا بنا ہوا ہوتا ہے اور شکار کو لگ کر اسے زخمی کرتا ہے۔ ③ تیز چھری اور قینچی وغیرہ کی نوک بھی کسی کو چبھ سکتی ہے۔ گدھا گاڑی' بیل گاڑی' یا ٹرک وغیرہ پر لدا ہوا سامان بھی اگر اس قسم کا ہو کہ کسی گزرنے والے کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو سکتا ہو تو لازمی احتیاطی تدابیر اختیار کرنا ضروری ہے۔ ④ رائفل' گن اور کلاشنکوف وغیرہ لوڈ کر کے نہیں رکھنی چاہیے' نہ اس حالت میں انھیں لے کر بازار' مسجد یا ایسی جگہ جانا چاہیے جہاں لوگ جمع ہوں

---

٣٧٧٧ـ أخرجه البخاري، الصلاة، باب يأخذ بنصول النبل إذا مر في المسجد، ح: ٤٥١، ومسلم، البر والصلة، باب أمر من مر بسلاح في مسجد أو سوق . . . الخ، ح: ٢٦١٤/ ١٢٠ من حديث سفيان به.

تاکہ اتفاقی طور پر حادثہ نہ ہوجائے۔⑤ حدیث کے آخر میں یہ جملہ ہے: [قَالَ نَعَمْ] بعض علماء نے ترجمہ کرتے وقت اسے صحابی کا قول سمجھ کر ترجمہ کیا ہے: ''وہ بولا بہت خوب'' یا ''اس نے کہا: بہت اچھا۔'' اصل میں یہ حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ کا کلام ہے کہ جب ان سے ان کے شاگرد سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے کہا: آپ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی ہے؟ تو عمرو بن دینار نے فرمایا: ''ہاں (سنی ہے۔)'' یہ روایتِ حدیث کا ایک طریقہ ہے کہ شاگرد حدیث پڑھ کر استاد کو سنائے اور استاد تصدیق کرے کہ یہ حدیث اسی طرح ہے۔ اسے محدثین کی اصطلاح میں ''عرض'' کہتے ہیں۔

٣٧٧٨- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا أَوْ فِي سُوقِنَا، وَمَعَهُ نَبْلٌ، فَلْيُمْسِكْ عَلَى نِصَالِهَا بِكَفِّهِ، أَنْ تُصِيبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِشَيْءٍ. أَوْ فَلْيَقْبِضْ عَلَى نُصُولِهَا».

٣٧٧٨- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص تیر لے کر ہماری مسجد میں یا ہمارے بازار میں سے گزرے تو اسے چاہیے کہ ان کے پیکان ہاتھ سے پکڑ لے' ایسا نہ ہو کہ کسی مسلمان کو کچھ گزند پہنچے۔''

(المعجم ٥٢) - **بَابُ ثَوَابِ الْقُرْآنِ** (التحفة ٥٢)

**باب:٥٢- قرآن مجید پڑھنے کا ثواب**

٣٧٧٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ

٣٧٧٩- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کریم (صحت کے ساتھ) پڑھنے میں ماہر (قیامت کے دن) معزز نیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو شخص اسے اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اسے پڑھنے میں مشقت ہوتی ہے' اس

---

٣٧٧٨ـ أخرجه البخاري، الفتن، باب قول النبي ﷺ "من حمل علينا السلاح فليس منا"، ح: ٧٠٧٥، ومسلم، الأدب، باب أمر من مر بسلاح في مسجد أو سوق أو غيرهما... الخ، ح: ٢٦١٥/ ١٢٤ من حديث أبي أسامة به.

٣٧٧٩ـ أخرجه البخاري، التفسير، سورة "عبس"، ح: ٤٩٣٧، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضل الماهر بالقرآن والذي يتتعتع فيه، ح: ٧٩٨/ ٢٤٤ من حديث قتادة به.

السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ. وَالَّذِي يَقْرَأُهُ يُتَعْتِعُ فِيهِ، وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ، لَهُ أَجْرَانِ اثْنَانِ».

کے لیے دگنا اجر ہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① قرآن کے ماہر سے مراد حافظ اور تجوید کے ساتھ پڑھنے والا قاری یا عالم باعمل ہے۔ ② جو شخص تجوید کے ساتھ روانی سے نہیں پڑھ سکتا' اس کے باوجود شوق سے پڑھتا ہے' اور پڑھنے میں جو مشقت ہوتی ہے اسے برداشت کرتا ہے' اس کے لیے دگنا ثواب ہے۔ اس میں ان معمر حضرات کے لیے بڑی خوشخبری ہے جن کی زبان موٹی ہو جاتی ہے تو وہ کوشش کے باوجود صحتِ مخارج اور صفاتِ حروف کا لحاظ رکھ کر الفاظ ادا نہیں کر سکتے' لہٰذا وہ تلاوت ترک نہ کریں بلکہ یہ عمل صالح جاری رکھیں۔ ③ خلوص نیت کے ساتھ ادا کیا ہوا ناقص عمل بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا ہے' جب وہ عمل نقص کے بغیر ادا کرنا ممکن نہ ہو۔

۳۷۸۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ مُوسٰى: أَنْبَأَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ، إِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ: اقْرَأْ وَاصْعَدْ. فَيَقْرَأُ وَيَصْعَدُ، بِكُلِّ آيَةٍ، دَرَجَةً. حَتّٰى يَقْرَأَ آخِرَ شَيْءٍ مَعَهُ».

۳۷۸۰- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن والے (حافظ یا قاری) سے (قیامت کے دن) جنت میں داخل ہوتے وقت کہا جائے گا: قرآن پڑھتا جا اور (جنت کے درجات میں) چڑھتا جا۔ وہ پڑھتا جائے گا اور ہر آیت کے ساتھ ایک ایک درجہ بلند ہوتا چلا جائے گا حتی کہ اسے جو آخری آیت یاد ہے' وہ بھی پڑھ لے۔''

**فوائد ومسائل:** ① اس سے قرآن مجید کے حافظ اور کثرت سے اس کی تلاوت کرنے والے کی فضیلت کا اظہار ہوتا ہے۔ ② اگر پورا قرآن مجید یاد نہ ہو تو بھی جتنا یاد ہے اس کے مطابق درجات بلند ہوں گے۔ ③ اس حدیث میں تلاوت اور حفظ قرآن کی ترغیب ہے۔

۳۷۸۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ بَشِيرِ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَجِيءُ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَالرَّجُلِ الشَّاحِبِ.

۳۷۸۱- حضرت بُریدہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن قرآن مجید ایسے مرد کی شکل میں آئے گا جس کا رنگ اڑا ہوا ہو۔ اور کہے گا: میں وہی ہوں جس نے تجھے رات کو بیدار رکھا

۳۷۸۰ـ [حسن] أخرجه أحمد: ۳/ ٤٠ من حديث شيبان به، وله شاهد عند أبي داود، ح: ١٤٦٤، وإسناده حسن.
۳۷۸۱ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٥٢ عن وكيع به * بشير بن مهاجر وثقه الجمهور، وهو حسن الحديث، وشيخه عبدالله بن بريدة ثقة، وللحديث شواهد عند الطبراني وغيره.

فَيَقُولُ: أَنَا الَّذِي أَسْهَرْتُ لَيْلَكَ، وَأَظْمَأْتُ نَهَارَكَ».

اور دن کو پیاسا رکھا۔''

فوائد ومسائل: ① شَاحِبٌ سے مراد وہ انسان ہے جس کا رنگ بیماری کی وجہ سے یا سخت محنت اور تھکاوٹ کی وجہ سے تبدیل ہو گیا ہو۔ ② اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ جس طرح قرآن پڑھنے والا تہجد میں تلاوت کی محنت اور تھکاوٹ برداشت کرتا تھا' قرآن کو بھی اسی شکل میں ظاہر کیا جائے گا۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح قرآن کی تلاوت اور قیام کی وجہ سے آدمی کا رنگ بدل جاتا تھا' اسی طرح قرآن بھی انتہائی بھاگ دوڑ کرے گا کہ مومن کو زیادہ سے زیادہ بلند درجہ مل سکے۔ اور اس بھاگ دوڑ کا اثر اس کی ظاہری صورت میں نظر آئے گا۔ واللہ أعلم.

۳۷۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ، إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ، أَنْ يَجِدَ فِيهِ ثَلَاثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ؟» قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: «فَثَلَاثُ آيَاتٍ يَقْرَأُهُنَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلَاثِ خَلِفَاتٍ سِمَانٍ عِظَامٍ».

۳۷۸۲- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ جب وہ گھر جائے تو اسے گھر میں تین بڑی بڑی موٹی تازی حاملہ اونٹنیاں ملیں؟'' ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''اگر کوئی نماز میں تین آیتیں پڑھ لے تو وہ اس کے لیے تین بڑی بڑی موٹی تازی حاملہ اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔''

فوائد ومسائل: ① قرآن مجید کی تلاوت کا فائدہ اتنا زیادہ ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی دولت اس کے مقابلے میں ہیچ ہے۔ ② حاملہ اونٹنیوں کا ذکر اس لیے فرمایا کہ اس دور میں عربوں کے نزدیک یہ سب سے عمدہ اور قیمتی مال تھا۔ ③ نماز میں تلاوت کا ثواب نماز کے علاوہ تلاوت سے زیادہ ہے۔

۳۷۸۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ

۳۷۸۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کی مثال گھٹنا

۳۷۸۲ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل قراءة القرآن في الصلاة وتعلمه، ح: ۸۰۲/ ۲۵۰ عن ابن أبي شيبة به.

۳۷۸۳ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الأمر بتعهد القرآن ... الخ، ح: ۷۸۹/ ۲۲۷ من حديث عبدالرزاق به.

أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَثَلُ الْقُرْآنِ مَثَلُ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ. إِنْ تَعَاهَدَهَا صَاحِبُهَا بِعُقُلِهَا أَمْسَكَهَا عَلَيْهِ. وَإِنْ أَطْلَقَ عُقُلَهَا ذَهَبَتْ».

بندھے ہوئے اونٹوں کی سی ہے۔ اگر مالک ان کے بندھنوں کے ذریعے سے ان کی حفاظت کرے گا تو انھیں اپنے قابو میں رکھے گا' اور اگر ان کے بندھن کھول دے گا تو وہ بھاگ جائیں گے۔''

فوائد ومسائل: ① اونٹ کو بٹھا کر رسی سے اس کا گھٹنا باندھ دیا جاتا ہے۔ اس رسی کو عِقَال کہتے ہیں۔ اس کی وجہ سے اونٹ بھاگ نہیں سکتا۔ ② قرآن مجید یاد کرنے کے بعد اسے پڑھتے رہنا چاہیے تاکہ یاد رہے۔ اگر پابندی سے تلاوت نہ کی جائے تو حفظ کیا ہوا قرآن بھول جاتا ہے۔ ③ اگر تلاوت فرض اور نفل نمازوں میں' خصوصاً نماز تہجد میں ہو تو برکات کا حصول زیادہ ہوتا ہے۔

٣٧٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي شَطْرَيْنِ. فَنِصْفُهَا لِي وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي. وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ». قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِقْرَأُوا: يَقُولُ الْعَبْدُ: ﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ﴾ فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: حَمِدَنِي عَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ. فَيَقُولُ: ﴿ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ﴾ فَيَقُولُ: أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ. يَقُولُ: ﴿مَـٰلِكِ يَوْمِ ٱلدِّينِ﴾ فَيَقُولُ اللهُ: مَجَّدَنِي عَبْدِي. فَهٰذَا لِي. وَهٰذِهِ الْآيَةُ بَيْنِي وَبَيْنَ

۳۷۸۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر لیا ہے۔ وہ آدھی میرے لیے ہے اور آدھی میرے بندے کے لیے۔ اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو وہ مانگتا ہے۔'' انھوں نے کہا: اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پڑھو' بندہ کہتا ہے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''سب تعریفیں جہانوں کے مالک اور پالنے والے کے لیے ہیں۔'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو وہ مانگے۔ بندہ کہتا ہے: ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ''بہت مہربان' نہایت رحم کرنے والا۔'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ثنا کی اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو وہ مانگے۔ بندہ کہتا ہے: ﴿مٰلِكِ

---

٣٧٨٤ـ أخرجه مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة . . . الخ، ح: ٣٩٥ من حديث العلاء به مطولاً .

عَبْدِي نِصْفَيْنِ. يَقُولُ الْعَبْدُ: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ يَعْنِي فَهٰذِهِ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي. وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ. وَآخِرُ السُّورَةِ لِعَبْدِي. يَقُولُ الْعَبْدُ: ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَهٰذَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ».

يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ ''جزا کے دن کا مالک ہے۔'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری عظمت بیان کی۔ یہ (سب تعریف) میرے لیے ہے۔ اور یہ آیت میرے درمیان اور میرے بندے کے درمیان نصف نصف ہے۔ (یعنی جب) بندہ کہتا ہے: ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ ''ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔'' تو یہ میرے اور بندے کے درمیان نصف نصف ہے۔ اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو اس نے مانگا۔ اور سورت کی (باقی) آخری آیات میرے بندے کے لیے ہیں۔ (پھر) بندہ کہتا ہے: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○﴾ ''ہمیں سیدھا راستہ دکھا' ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا' جن پر تیرا غضب نہیں ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔'' (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:) یہ میرے بندے کا حصہ ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو اس نے مانگا۔''

فوائد و مسائل: ① سورۂ فاتحہ سب سے عظیم سورت ہے۔ ② اللہ تعالیٰ نے اس سورت کو ''نماز'' فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تلاوت نماز کا رکن ہے۔ ③ اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کی آیت نہیں۔ لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی ایک صحیح حدیث میں اس بات کی قطعی طور پر صراحت اور وضاحت موجود ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورۂ فاتحہ کی ایک مستقل آیت ہے۔ امیر المومنین فی الحدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إذا قرأتم: ((الحمدلله)) فاقرؤا ((بسم الله الرحمٰن الرحيم)) إنها أُمُّ القرآن' وأُمُّ الكتاب' والسبع المثاني' و ((بسم الله الرحمٰن الرحيم)) إحداها] یعنی جب تم سورۂ فاتحہ پڑھو تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا کرو کیونکہ یہ (سورت فاتحہ) ام القرآن' ام الکتاب اور السبع المثانی ہے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اس (سورۂ فاتحہ) کی ایک آیت ہے۔ دیکھیے: (سلسلة

الأحاديث الصحيحة' المجلد الثالث' ص:۱۷۹' حدیث:۱۱۸۳) دوسری سورتوں کے شروع میں جو بسم اللہ ہے وہ سورتوں کا جز نہیں' تاہم یہ بھی اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی آیت ہے اور سورۂ توبہ کے سوا ہر سورت کے ساتھ نازل ہوئی ہے' اس لیے ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ ④ جہری نماز میں سورت کے ساتھ بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنا بھی جائز ہے' تاہم آہستہ پڑھنا راجح ہے۔ ⑤ اللہ کی حمد وثنا بھی ایک لحاظ سے دعا ہے کیونکہ اللہ کی تعریف سے مقصود اس کی رضا اور قرب کا حصول ہوتا ہے اور حمد وثنا کرنے والے کو یہ مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ ⑥ نمازی کو اگرچہ اسلام کے ذریعے سے ہدایت حاصل ہو چکی ہے اس کے باوجود انسان کو زندگی میں ہر قدم پر اللہ کی رہنمائی اور توفیق کی ضرورت ہوتی ہے' اس لیے ضروری ہے کہ بندہ نماز میں سورۂ فاتحہ کے ذریعے سے اللہ سے ہدایت کی درخواست کرتا رہے۔ واللہ أعلم.

۳۷۸۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟». قَالَ: فَذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَخْرُجَ. فَأَذْكَرْتُهُ فَقَالَ: «﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾ [الفاتحة] وَهِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُهُ».

۳۷۸۵- حضرت ابوسعید بن مُعلّٰی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا میں مسجد سے نکلنے سے پہلے تجھ کو قرآن مجید کی سب سے بڑی سورت نہ سکھادوں؟'' (اس کے بعد جب) نبی ﷺ مسجد سے باہر تشریف لے جانے لگے تو میں نے آپ کو یاد دہانی کرائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ یہی سبع مثانی (سات بار بار دہرائی جانے والی آیات) ہیں اور یہی قرآنِ عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے: ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ﴾ (الحجر ۱۵:۸۷) ''یقیناً ہم نے آپ کو بار بار دہرائی جانے والی سات آیات اور قرآن عظیم عطا فرمایا ہے۔'' ② سورۂ فاتحہ کو ''سبع مثانی'' اس لیے فرمایا گیا ہے کہ یہ ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔ ③ سورۂ فاتحہ کو ''قرآن عظیم'' کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ یہ قرآن مجید کے تمام مضامین کا خلاصہ ہے' یعنی اس میں عقیدۂ توحید' عملی توحید' یعنی صرف اللہ کی عبادت اور صرف اس سے مدد مانگنا' اس کی

۳۷۸۵ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "ولقد أتيناك سبعًا من المثاني والقرآن العظيم"، ح: ٤٧٠٣ من حديث غندر به.

صفات' عقیدۂ آخرت' وعدہ' وعید' گزشتہ انبیاء اور ان کی امتوں کے نیک اور نافرمان افراد کے واقعات سے عبرت اور اس سے ہدایت کی درخواست جیسے اہم مضامین موجود ہیں۔ ④ اہم مسئلہ سمجھانے سے پہلے اسے سمجھنے کا شوق پیدا کر دیا جائے تو وہ اچھی طرح سمجھ میں آتا ہے اور یاد رہتا ہے۔

٣٧٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبَّاسٍ الْجُشَمِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ سُورَةً فِي الْقُرْآنِ، ثَلَاثُونَ آيَةً، شَفَعَتْ لِصَاحِبِهَا، حَتَّى غُفِرَ لَهُ: ﴿تَبَٰرَكَ ٱلَّذِى بِيَدِهِ ٱلْمُلْكُ﴾ [الملك]».

۳۷۸۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''قرآن مجید میں ایک سورت ہے جس کی تیس آیتیں ہیں۔ اس نے اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کی حتی کہ اس کی مغفرت ہو گئی۔ (وہ سورت ہے): ﴿تَبَارَكَ الَّذِی بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾

**فوائد و مسائل:** ① ''شفاعت کی۔'' یعنی قیامت کے دن شفاعت کرے گی' جیسا کہ ایک روایت میں [تَشْفَعُ] ''شفاعت کرے گی۔'' کا لفظ ہے۔ (سنن أبي داود' الصلاة' باب في عدد الآي' حديث: ١٤٠٠) ② قیامت کے دن اعمال محسوس صورت میں سامنے آئیں گے۔ ③ قیامت کو نیک اعمال بھی شفاعت کریں گے۔ ④ قرآن مجید کی تلاوت ایمان کے ساتھ اور خلوص نیت سے ہو تو مغفرت کا باعث ہے۔

٣٧٨٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ: حَدَّثَنِي سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «﴿قُلْ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ﴾ [الإخلاص] تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ».

۳۷۸۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (سورۂ اخلاص) تہائی قرآن کے برابر ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① سورۂ اخلاص کا ثواب ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ ② اس کی عظمت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں توحید کا بیان ہے۔ ③ اللہ تعالیٰ کو توحید سے محبت اور شرک سے انتہائی نفرت ہے۔

---

٣٧٨٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في عدد الآي، ح: ١٤٠٠ من حديث شعبة به، وقال الترمذي "حسن"، ح: ٢٨٩١، وصححه ابن حبان، ح: ١٧٦٦، والحاكم: ٢/ ٤٩٧، ٤٩٨، ووافقه الذهبي.

٣٧٨٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب ما جاء في سورة الإخلاص وسورة إذا زلزلت، ح: ٢٨٩٩ من حديث خالد بن مخلد به، وقال: "حسن صحيح".

**۳۷۸۸- حَدَّثَنَا** الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ جَرِيرِ ابْنِ حَازِمٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾[الإخلاص]، تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ».

۳۷۸۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (سورۂ اخلاص) قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے۔''

**۳۷۸۹- حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي قَيْسٍ الْأَوْدِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اللهُ أَحَدٌ، الْوَاحِدُ الصَّمَدُ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ».

۳۷۸۹- حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اَللّٰهُ اَحَدٌ ' اَلْوَاحِدُ الصَّمَدُ] تہائی قرآن کے برابر ہے۔''

فائدہ: اس سے سورت اخلاص ہی مراد ہے' یعنی وہ سورت جس میں یہ بیان ہے کہ اللہ واحد' اکیلا اور بے نیاز ہے۔

## (المعجم ٥٣) بَابُ فَضْلِ الذِّكْرِ (التحفة ٥٣)

## باب: ۵۳- اللہ کے ذکر کی فضیلت

**۳۷۹۰- حَدَّثَنَا** يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، مَوْلَى ابْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي بَحْرِيَّةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ، وَأَرْضَاهَا عِنْدَ

۳۷۹۰- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمھارے اعمال میں سب سے بہتر' تمھارے بادشاہ (اللہ تعالیٰ) کو سب سے زیادہ پسند' تمھارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنے والا اور تمھارے لیے سونا اور چاندی (اللہ کی راہ میں) دینے سے بہتر اور اس بات سے

۳۷۸۸ـ [صحيح] والحديث السابق شاهد له.

۳۷۸۹ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٢٢ عن وكيع به، وتابعه ابن مهدي (أيضًا)، وصححه البوصيري، وأخرجه النسائي في الكبرى، ح: ١٠٥٢٩ من حديث شعبة عن أبي قيس به.

۳۷۹۰ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه [في أن ذاكر الله كثيرًا أفضل من الغازي في سبيل الله]، ح: ٣٣٧٧ من حديث عبدالله بن سعيد به، وذكر كلامًا.

مَلِيكِكُمْ، وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ، وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ إِعْطَاءِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، وَمِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ، وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ؟» قَالُوا: وَمَا ذَاكَ؟ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «ذِكْرُ اللهِ».

بھی بہتر ہے کہ تم اپنے دشمن کا مقابلہ کرو اور ان کی گردنیں کاٹو اور وہ تمھاری گردنیں کاٹیں؟'' صحابہ نے کہا: اللہ کے رسول! وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کا ذکر۔''

وَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ: مَاعَمِلَ امْرُؤٌ بِعَمَلٍ، أَنْجٰى لَهُ مِنْ عَذَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، مِنْ ذِكْرِ اللهِ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آدمی کوئی ایسا عمل نہیں کر سکتا جو اللہ کے عذاب سے نجات دینے میں اللہ کے ذکر سے بڑھ کر مؤثر ہو۔

**فوائد و مسائل:** ① ہر عمل کی بنیاد اللہ کے لیے اخلاص اور اس کی یاد پر ہے۔ اور تمام بڑی بڑی عبادات کا مقصد اللہ کے حضور عبودیت کا اظہار اور اس کی یاد ہے جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ﴾ (طٰہٰ ۲۰:۱۴) ''نماز قائم کرو میری یاد کے لیے۔'' حج میں تلبیہ ایک اہم ذکر ہے جو ایک طویل عرصے تک مسلسل جاری رہتا ہے۔ قربانی کے موقع پر فرمایا: ﴿لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ﴾ (الحج ۲۲:۳۴) ''اللہ نے انھیں جو مویشی دیے ہیں ان پر اللہ کا نام لیں۔'' قربانی کے دنوں کے بارے میں ارشاد نبوی ہے: ''یہ کھانے پینے کے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں۔'' (صحيح مسلم' الصيام' باب تحريم صوم أيام التشريق......' حديث:۱۱۴۱) ② جہاد میں بھی خلوص اور ذکر کی وجہ سے برکت حاصل ہوتی ہے' چنانچہ جہاد کے دوران میں نماز ادا کرنے کا طریقہ بیان کرنے کے بعد فرمایا: ﴿فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ﴾ (النساء ۴:۱۰۳) ''جب تم نماز ادا کر چکو تو کھڑے' بیٹھے اور لیٹے اللہ کو یاد کرتے رہو۔'' ③ نماز' روزہ' زکاۃ اور جہاد کے اپنے فوائد ہیں جن کی وجہ سے ان اعمال کی ادائیگی بھی ضروری ہے' تاہم اللہ کا ذکر عبادات کے لیے روح رواں کی حیثیت رکھتا ہے۔

۳۷۹۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَغَرِّ، أَبِي مُسْلِمٍ،

۳۷۹۱- حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے بیٹھتے ہیں' انھیں فرشتے گھیر لیتے ہیں

---

۳۷۹۱ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، ح: ۲۷۰۰/ ۳۹ من حديث أبي إسحاق به.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ يَشْهَدَانِ بِهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا يَذْكُرُونَ اللهَ فِيهِ، إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَتَغَشَّتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَتَنَزَّلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ».

اور ان پر رحمت چھا جاتی ہے' اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے' اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان (فرشتوں) میں فرماتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں۔''

**فوائد و مسائل:** ① ذکر کے لیے بیٹھنے والوں سے مراد مسنون انداز سے ذکر کرنے والے ہیں' مثلاً: نماز سے فارغ ہو کر مسنون اذکار میں مشغول افراد یا وعظ و درسِ قرآن وحدیث کی مجلس یا آپس میں اللہ کی نعمتوں کا ذکر تا کہ دل میں شکر کا جذبہ پیدا ہو۔ ② خود ساختہ الفاظ کے ساتھ' خود ساختہ طریقوں سے ذکر کرنا خلافِ سنت ہے' جیسے روشنیاں بجھا کر اجتماعی طور پر ذکر کرنا' بالخصوص الفاظ کی ضربیں لگانا' یا ایسی دعاؤں کو اہمیت دینا جو نبی ﷺ سے منقول نہیں' مثلاً: درود تاج' درود ماہی' ہفت ہیکل' شش قفل وغیرہ۔ ایسی چیزوں سے ثواب کی بجائے گناہ کا اندیشہ ہے۔ ③ فرشتے نیکی کی مجلس میں شریک ہوتے ہیں۔ ④ سکینت سے مراد دل میں اطمینان و سکون اور خوشی کی خاص کیفیت ہے جو ذکر کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے۔ ⑤ فرشتوں میں ذکر فرمانے کا مقصد اس عمل پر خوشنودی کا اظہار ہے۔

۳۷۹۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ مُصْعَبٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: أَنَا مَعَ عَبْدِي إِذَا هُوَ ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَتَاهُ».

۳۷۹۲- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں' جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور اس کے ہونٹ میرے ذکر کے ساتھ حرکت کرتے ہیں۔''

**فوائد و مسائل:** ① اللہ تعالیٰ کی عام معیت تو ہر مخلوق کے ساتھ ہے کہ وہ اپنے علم اور قدرت کے لحاظ سے ہر ایک کے ساتھ ہے۔ ایک معیت مدد اور نصرت کی ہوتی ہے جو اس کی راہ میں جدوجہد یا جنگ کرنے والوں کو حاصل ہوتی ہے۔ یہ بھی ایسی ہی معیت ہے جو ذکر کرنے والوں کو حاصل ہوتی ہے' اس کا مقصد خوشنودی کا اظہار ہے۔ ② اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر ہر جگہ موجود نہیں بلکہ آسمانوں پر عرشِ عظیم کے اوپر ہے جیسا کہ

---

۳۷۹۲ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٤٠ عن محمد بن مصعب به، وتابعه أبوالمغيرة عبدالقدوس بن الحجاج، وحسنه البوصيري، وله شاهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما من حديث أبي صالح عن أبي هريرة به.

قرآن و حدیث کی صریح نصوص سے ثابت ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طٰہٰ ۲۰:۵) ③ اللہ کا ذکر بہت بڑی نیکی ہے۔

**۳۷۹۳- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ : حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ : أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ : أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْكِنْدِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ بُسْرٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ : إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ . فَأَنْبِئْنِي مِنْهَا بِشَيْءٍ أَتَشَبَّثُ بِهِ . قَالَ : «لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ» .

**۳۷۹۳-** حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اسلام میں نیک اعمال بہت زیادہ ہیں (میں ان سب کو کما حقہ ادا نہیں کرسکتا۔) مجھے ایک بات بتا دیجیے جسے میں مضبوطی سے پکڑ لوں۔ آپ نے فرمایا: ''تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① شرائع سے مراد اللہ کے مقرر کردہ احکام جن میں فرض بھی ہیں' نوافل بھی ہیں اور مستحبات بھی۔ ② فرائض کی ادائیگی ہر حال میں ضروری ہے لیکن مستحبات کی بھی اپنی اہمیت ہے اور نوافل بھی قرب الٰہی کا ذریعہ ہیں۔ بعض لوگ ان اعمال کی کثرت دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں' جیسے اس صحابی نے خواہش ظاہر کی کہ آسان سی نیکی سے کافی ثواب حاصل ہو جائے۔ ③ اللہ کے ذکر کو معمول بنا لینے سے نفلی عبادات کی کمی کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ ④ کثرت سے ذکر کرنے کا مطلب یہ بھی ہے کہ مختلف اوقات کے لیے جو اذکار بتائے گئے ہیں' ان پر پابندی کی جائے' مثلاً: صبح و شام کے اذکار' کھانے پینے کے اذکار وغیرہ اور یہ مطلب بھی ہے کہ عام اذکار کثرت سے کیے جائیں' مثلاً: سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ وغیرہ۔

## (المعجم ٥٤) - بَابُ فَضْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ (التحفة ٥٤)

## باب:۵۴- لا إله إلا الله کی فضیلت

**۳۷۹٤- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ : حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ ، عَنْ

**۳۷۹۴-** حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ

---

**۳۷۹۳_ [إسناده حسن]** أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ماجاء في فضل الذكر، ح: ۳۳۷۵ من حديث زيد بن الحباب به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ۲۳۱۷، والحاكم: ۱/ ٤۹٥، ووافقه الذهبي.

**۳۷۹٤_ [إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ماجاء ما يقول العبد إذا مرض، ح: ۳٤۳۰ من حديث أبي إسحاق به، وقال: "حسن غريب وقد رواه شعبة عن أبي إسحاق به موقوفًا"، وهو صحيح.

أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَغَرِّ، أَبِي مُسْلِمٍ أَنَّهُ شَهِدَ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ الْعَبْدُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ، قَالَ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: صَدَقَ عَبْدِي. لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَأَنَا أَكْبَرُ. وَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ. قَالَ: صَدَقَ عَبْدِي. لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي. وَإِذَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. قَالَ: صَدَقَ عَبْدِي. لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا. وَلَا شَرِيكَ لِي. وَإِذَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ. قَالَ: صَدَقَ عَبْدِي. لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا، لِيَ الْمُلْكُ وَلِيَ الْحَمْدُ. وَإِذَا قَالَ: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ. قَالَ: صَدَقَ عَبْدِي.] لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِي».

نے فرمایا: ''جب بندہ کہتا ہے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ] ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور اللہ سب سے بڑا ہے۔'' تو اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا' میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں سب سے بڑا ہوں۔ اور جب بندہ کہتا ہے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ] ''اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' تو وہ فرماتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا' مجھ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جب بندہ کہتا ہے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَا شَرِيكَ لَهُ] ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں۔'' تو وہ فرماتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا' میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میرا کوئی شریک نہیں۔ جب وہ کہتا ہے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ] ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' بادشاہی اسی کے لیے ہے' اور تعریف بھی اسی کی ہے۔'' تو وہ فرماتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا' میرے سوا کوئی معبود نہیں' بادشاہی میرے ہی لیے ہے اور تعریف بھی میری ہی ہے۔'' جب بندہ کہتا ہے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ] '' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور اللہ کی توفیق کے بغیر گناہ سے بچاؤ نہیں' اور نیکی کی طاقت نہیں۔'' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا' میرے سوا کوئی معبود نہیں' اور میری توفیق کے بغیر (گناہ سے) بچاؤ نہیں' اور (نیکی کی) طاقت نہیں۔''

قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: ثُمَّ قَالَ الْأَغَرُّ شَيْئًا لَمْ أَفْهَمْهُ. قَالَ فَقُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ: مَا قَالَ؟ فَقَالَ: مَنْ رُزِقَهُنَّ عِنْدَ مَوْتِهِ لَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ.

(راوئ حدیث) ابو اسحاق ؒ بیان کرتے ہیں: اس کے بعد (میرے استاد) اغر نے (حدیث بیان کرتے ہوئے) ایک جملہ فرمایا جسے میں سمجھ نہ سکا'

چنانچہ میں نے ابوجعفر سے کہا: (استاد صاحب نے) کیا فرمایا ہے؟ انھوں نے کہا: یہ فرمایا ہے: جسے موت کے وقت یہ کلمات نصیب ہوگئے اسے آگ نہیں چھوئے گی۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مذکورہ روایت موقوفاً صحیح ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے مرفوعاً صحیح قرار دیا ہے اور انھی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللّٰه أعلم. لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة: ٣/٣٧٨، ٣٧٩، رقم: ١٣٩٠) ② لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ سب سے بڑی حقیقت ہے اور مذکورہ بالا اذکار اس حقیقت کا اعتراف ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ بھی ان کی تصدیق فرماتا ہے۔ ③ اللہ کے تصدیق فرمانے سے ان اذکار کی عظمت ظاہر ہوتی ہے، اس لیے ان کا ثواب بھی بہت زیادہ ہوگا۔ ④ اگر حادثاتی موت کی صورت میں زبان سے [لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ] کہنے کا موقع نہ ملا تو دل کا یقین و اعتقاد مغفرت کا باعث ہوگا، ان شاء اللہ۔ کیونکہ احادیث میں حادثاتی موت کی مختلف صورتوں کو شہادت کی موت قرار دیا گیا ہے۔

٣٧٩٥- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أُمِّهِ سُعْدَى الْمُرِّيَّةِ قَالَتْ: مَرَّ عُمَرُ بِطَلْحَةَ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. فَقَالَ: مَالَكَ كَئِيبًا؟ أَسَاءَتْكَ إِمْرَةُ ابْنِ عَمِّكَ؟ قَالَ: لَا. وَلٰكِنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً، لَا يَقُولُهَا أَحَدٌ عِنْدَ مَوْتِهِ، إِلَّا كَانَتْ نُورَ الصَّحِيفَةِ. وَإِنَّ جَسَدَهُ

٣٧٩٥- حضرت یحییٰ بن طلحہ رحمہ اللہ نے اپنی والدہ حضرت اُمّ سُعدیٰ مُرّیّہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد (ایک دفعہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو فرمایا: آپ کیوں پریشان ہیں؟ کیا آپ کو اپنے چچازاد (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے امیر المومنین بننے سے ناگواری محسوس ہوئی ہے؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، بلکہ (بات یہ ہے کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا: ”مجھے ایک کلمہ معلوم ہے جسے اگر کوئی شخص اپنی موت کے وقت کہہ لے تو وہ اس کے

٣٧٩٥- [صحیح] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٦/ ٢٧١، ح: ١٠٩٤٠ عن هارون به، وله شواهد، منها ما رواه أحمد: ١/ ١٦١، وإسناده صحيح، وصححه الحاكم على شرطهما: ١/ ٣٥٠، ووافقه الذهبي.

وَرُوحَهُ لَيَجِدَانَ لَهَا رَوْحًا عِنْدَالْمَوْتِ» فَلَمْ أَسْأَلْهُ حَتَّى تُوُفِّيَ. قَالَ: أَنَا أَعْلَمُهَا. هِيَ الَّتِي أَرَادَ عَمَّهُ عَلَيْهَا. وَلَوْ عَلِمَ [أَنَّ] شَيْئًا أَنْجَى لَهُ مِنْهُ، لَأَمَرَهُ.

نامۂ اعمال کا نور بن جاتا ہے' اور موت کے وقت اس کی وجہ سے اس کے جسم و جان کو راحت حاصل ہوتی ہے۔'' (افسوس اس بات کا ہے کہ) میں رسول اللہ ﷺ کی وفات تک آپ سے وہ کلمہ دریافت نہ کر سکا۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: مجھے وہ کلمہ معلوم ہے۔ یہ وہی ہے جسے کہنے کا آپ نے اپنے چچا (ابوطالب) کو (اس کی موت کے وقت) فرمایا تھا۔ اگر نبی ﷺ کو علم ہوتا کہ کوئی اور کلمہ اس کے لیے نجات کا زیادہ سبب بن سکتا ہے تو آپ اسے وہی (کوئی اور کلمہ) پڑھنے کا حکم دیتے۔

**فوائد و مسائل:** ① حضرت طلحہ بن عبیداللہ ؓ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ یہ حضرت ابوبکر ؓ کے خاندان (بنوتمیم) سے تعلق رکھتے تھے۔ ② صحابۂ کرام ؓ کے دل میں اللہ تعالیٰ کا اتنا خوف تھا کہ جنت کی خوشخبری ملنے کے باوجود ڈرتے تھے۔ یہ خوف ایمان کا جز ہے جس طرح اللہ کی رحمت کی امید ایمان کا جز ہے۔ ③ مومن کی نظر میں دنیا کی حکومت اور عہدے کی نسبت آخرت کی نجات زیادہ اہم ہے۔ ④ دین کا علم بہت قیمتی ہے۔ صحابیٔ رسول کو ایک مسئلہ معلوم نہ کر سکنے پر بہت غم ہوا۔ ⑤ کلمۂ توحید کا اقرار اور اس پر ایمان ہی نجات کی بنیادی شرط ہے۔

**٣٧٩٦- حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ يُونُسَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ هِصَّانَ ابْنِ الْكَاهِلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ نَفْسٍ تَمُوتُ تَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ [ﷺ]، يَرْجِعُ ذٰلِكَ إِلَى قَلْبٍ مُوقِنٍ، إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهَا».

٣٧٩٦- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو انسان اس چیز کی گواہی دیتا ہوا فوت ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں (محمد ﷺ) اللہ کا رسول ہوں' اور یہ گواہی اس کا دل یقین سے دے رہا ہو تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مغفرت فرما دے گا۔''

**٣٧٩٦ـ [إسناده حسن]** أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٦/ ٢٧٨، ٢٧٩، ح: ١٠٩٧٥ من حديث يونس بن عبيد به، وهو مخرج في حاشية الحميدي، ح: ٣٧٢، وله شواهد.

فائدہ: نجات کا دارومدار دل کے یقین پر ہے' اس کے بغیر زبان کا اقرار نجات کے لیے کافی نہیں۔

٣٧٩٧- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ مَنْظُورٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، لَا يَسْبِقُهَا عَمَلٌ، وَلَا تَتْرُكُ ذَنْبًا».

٣٧٩٧- حضرت ام ہانی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ سے بڑھ کر (افضل) کوئی عمل نہیں اور یہ کسی گناہ کو باقی نہیں چھوڑتا۔''

٣٧٩٨- حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ. أَخْبَرَنِي سُمَيٌّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ، فِي يَوْمٍ، مِائَةَ مَرَّةٍ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، كَانَ لَهُ عَدْلُ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكُنَّ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ، سَائِرَ يَوْمِهِ إِلَى اللَّيْلِ. وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا أَتٰى بِهِ، إِلَّا مَنْ قَالَ أَكْثَرَ».

٣٧٩٨- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایک دن میں سو بار یہ الفاظ کہے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ] ''اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کی ہے اور تعریف بھی اسی کی ہے۔ اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔'' اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا' اور اس کے لیے (نامۂ اعمال میں) سو نیکیاں لکھی جائیں گی' اور اس کے سو گناہ مٹا دیے جائیں گے' اور ان کی وجہ سے سارا دن' رات تک وہ شیطان سے محفوظ رہے گا' اور کسی کا عمل اس کے عمل سے افضل نہیں ہوگا' سوائے اس شخص کے جو اس سے زیادہ ذکر کرے۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ کا ذکر ثواب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ ② بعض اذکار مالی صدقات و خیرات سے زیادہ ثواب کا باعث ہوتے ہیں۔ ③ مسنون ذکر شیطان سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ ④ مسنون اذکار میں اس قدر برکات و فوائد موجود ہیں کہ ان کے ساتھ مزید اذکار ایجاد کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اپنے بنائے

---

٣٧٩٧ـ [إسناده ضعيف] زكريا تقدم حاله، ح: ٢٤٨١، وفيه علة أخرى (محمد بن عقبة).

٣٧٩٨ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، ح: ٣٢٩٣، ٦٤٠٣، ومسلم، الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء، ح: ٢٦٩١/ ٢٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ: ١/ ٢٠٩.

ہوئے اذکار ثواب کا باعث بھی نہیں۔

**٣٧٩٩- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ، فِي دُبُرِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، كَانَ كَعَتَاقِ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ».

۳۷۹۹- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح کی نماز کے بعد یہ دعا پڑھے' اسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ] ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کی ہے اور تعریف بھی اسی کی ہے۔ اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔''

## (المعجم ٥٥) - بَابُ فَضْلِ الْحَامِدِينَ (التحفة ٥٥)

## باب: ۵۵- اللہ کی تعریف کرنے والوں کی فضیلت

**٣٨٠٠- حَدَّثَنَا** عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ كَثِيرِ بْنِ بَشِيرِ بْنِ الْفَاكِهِ قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ، ابْنَ عَمِّ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَفْضَلُ الذِّكْرِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ».

۳۸۰۰- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے افضل ذکر [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] ہے' اور سب سے افضل دعا [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ] ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① تمام مسنون اذکار رحمت و برکت کا باعث ہیں' لیکن لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کا ثواب اور اس کی برکات سب سے زیادہ ہیں۔ ② اللہ کی تعریف بھی ایک دعا ہے کیونکہ انسان ثواب کی نیت سے نیکی اور ذکر کرتا ہے' اس طرح اسے مطلوب (ثواب) حاصل ہو جاتا ہے۔ ③ ایک مطلب یہ بھی ہے کہ سب سے افضل

---

**٣٧٩٩ـ [إسناده ضعيف]** وضعفه البوصيري من أجل عطية، تقدم، ح: ٣٧، وتلميذه تقدم، ح: ٨٥٤.

**٣٨٠٠ـ [حسن]** أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ما جاء أن دعوة المسلم مستجابة، ح: ٣٣٨٣ من حديث موسى ابن إبراهيم به، وقال: "حسن غريب".

دعا سورۂ فاتحہ ہے جسے حدیث میں الحمد للّٰہ سے بیان کیا گیا ہے۔ اس میں اللہ کی تعریف بھی ہے اور اس سے ہدایت' انعام اور مدد کی دعا بھی۔

٣٨٠١- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ بَشِيرٍ، مَوْلَى الْعُمَرِيِّينَ، قَالَ: سَمِعْتُ قُدَامَةَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ الْجُمَحِيَّ يُحَدِّثُ أَنَّهُ كَانَ يَخْتَلِفُ إِلَى عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَهُوَ غُلَامٌ. وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُعَصْفَرَانِ. قَالَ: فَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَدَّثَهُمْ: «أَنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِ اللهِ قَالَ: يَارَبِّ! لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَلِعَظِيمِ سُلْطَانِكَ. فَعَضَّلَتْ بِالْمَلَكَيْنِ. فَلَمْ يَدْرِيَا كَيْفَ يَكْتُبَانِهَا. فَصَعِدَا إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَا: يَارَبَّنَا! إِنَّ عَبْدَكَ قَدْ قَالَ مَقَالَةً لَا نَدْرِي كَيْفَ نَكْتُبُهَا. قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا قَالَ عَبْدُهُ: مَاذَا قَالَ عَبْدِي؟ [قَالَا]: يَارَبِّ! إِنَّهُ قَالَ: يَارَبِّ! لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَعَظِيمِ سُلْطَانِكَ. فَقَالَ اللهُ، عَزَّوَجَلَّ، لَهُمَا: اكْتُبَاهَا كَمَا قَالَ عَبْدِي. حَتَّى يَلْقَانِي فَأَجْزِيَهُ بِهَا».

٣٨٠١- حضرت قدامہ بن ابراہیم جمحی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے جب کہ وہ لڑکے تھے اور انھوں نے عصفر کے رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ (ایک بار) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انھیں حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: ''اللہ کے ایک بندے نے کہا: [يَارَبِّ! لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَلِعَظِيمِ سُلْطَانِكَ] ''اے میرے رب! میں تیری تعریف کرتا ہوں جیسے تیری ذات کی جلالت شان اور تیری عظیم سلطنت کے لائق ہے۔'' یہ کلام (اعمال لکھنے والے) دونوں فرشتوں کے لیے مشکل ہوگیا۔ انھیں پتہ نہ چلا کہ اسے کس طرح لکھیں (کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی عظمت اور اس کی سلطنت واقتدار کی شوکت کی پیمائش ممکن نہیں کہ اتنی تعریف لکھ دیتے۔) وہ اوپر آسمانوں میں گئے اور عرض کیا: یا رب! تیرے بندے نے ایک بات کہی ہے' ہمیں معلوم نہیں کہ اسے کس طرح لکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' حالانکہ اسے زیادہ معلوم تھا جو اس کے بندے نے کہا: میرے بندے نے کیا کہا ہے؟ انھوں نے کہا: یا رب! اس نے کہا ہے: اے میرے رب! میں تیری تعریف کرتا ہوں جیسے تیری ذات کی جلالت شان اور تیری عظیم سلطنت

٣٨٠١- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ١٢/ ٣٤٣، ٣٤٤، ح: ١٣٢٩٧ من حديث إبراهيم بن المنذر به * صدقة بن بشير لم أجد من وثقه، وفيه علة أخرى.

کے شایاں ہے۔ اللہ عزوجل نے ان (فرشتوں) سے فرمایا: اسے ایسے ہی لکھ دو جیسے میرے بندے نے کہا ہے حتی کہ جب وہ مجھے ملے گا تو میں خود اسے اس کا ثواب دوں گا۔''

۳۸۰۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ رَجُلٌ: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ. فَلَمَّا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «مَنْ ذَا الَّذِي قَالَ هٰذَا؟» قَالَ الرَّجُلُ: أَنَا. وَمَا أَرَدْتُ إِلَّا الْخَيْرَ. فَقَالَ: «لَقَدْ فُتِحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ. فَمَا نَهْنَهَهَا شَيْءٌ دُونَ الْعَرْشِ».

۳۸۰۲- حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ (نماز کے دوران میں) ایک آدمی نے کہا: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ] ''سب تعریف اللہ کے لیے ہے، بہت زیادہ تعریف جو پاک اور برکتوں والی ہے۔'' جب نبی ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''یہ الفاظ کس نے کہے تھے؟'' اس آدمی نے کہا: میں نے (کہے تھے۔) اور میرا ارادہ تو نیکی کا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ان کے لیے آسمان کے دروازے کھل گئے تھے اور ان (الفاظ) کے عرش تک پہنچنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنی۔''

**فوائد و مسائل:** ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم اسی مفہوم کی صحیح احادیث حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں، البتہ ان میں یہ جملہ نہیں ہے: ''ان (الفاظ) کے عرش تک پہنچنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنی۔'' ② صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''میں نے بارہ فرشتے ان کلمات کے ساتھ جلدی کرتے ہوئے دیکھے کہ انھیں کون (پہلے لکھ کر پہلے) اوپر لے جاتا ہے۔'' (صحیح مسلم، المساجد، باب مايقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة، حدیث: ۶۰۰) آسمان کے دروازے کھلنے کے الفاظ دوسرے کلمات کے بارے میں ہیں جو اس طرح ہیں: [اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا] یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ (صحیح مسلم، المساجد، باب مايقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة، حدیث: ۶۰۱) ③ فرشتوں کا ان کلمات کو جلد لکھنے کی کوشش کرنا

۳۸۰۲ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه النسائي: ۲/ ۱٤٥، ۱٤٦، الافتتاح، قول المأموم إذا عطس خلف الإمام، ح: ۹۳۳ من حديث أبي إسحاق به، ورواه أحمد: ٤/ ۳۱۷ عن يحيى بن آدم به ✽ عبدالجبار لم يسمع من أبيه كما تقدم، ح: ۸٥٥، فالسند منقطع، وأصل الحديث صحيح، له شواهد كثيرة جدًا.

ان کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔

۳۸۰۳- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْرَقُ، أَبُومَرْوَانَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِذَا رَأَى مَا يُحِبُّ قَالَ: «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ». وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ قَالَ: «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ».

۳۸۰۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب کوئی اچھی چیز (یا اچھی صورت حال) دیکھتے تو فرماتے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ] ''سب تعریفیں اس اللہ کے لیے جس کے فضل وانعام سے نیک کام (اور مقاصد) پورے ہوتے ہیں۔'' اور جب کوئی ناپسندیدہ چیز (یا بری صورت حال) سامنے آتی تو فرماتے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ] ''ہر حال میں اللہ کی تعریف اور اس کا شکر ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے اور اس کی بابت تفصیلی بحث کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت بن جاتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة للألباني: رقم:۲۶۵' وسنن ابن ماجه بتحقیق محمود محمد محمود حسن نصار' رقم:۳۸۰۳) ② دنیا کی ہر نعمت اور کامیابی اللہ کا احسان ہے۔ مومن کو ہر موقع پر اس کا اعتراف کرنا چاہیے۔ ③ مشکلات اور مصائب میں بھی اللہ کے احسان کا کوئی نہ کوئی پہلو موجود ہوتا ہے' مثلاً: جب بندہ صبر کرتا ہے تو ثواب اور بلند درجات کا مستحق ہو جاتا ہے' اس لحاظ سے مصیبت کے موقع پر اللہ کا شکر ہی کرنا چاہیے' شکوہ نہیں۔

۳۸۰٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

۳۸۰۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ'

۳۸۰۳ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن السني، ح:۳۷۸ من حديث هشام بن خالد به، وصححه الحاكم: ۱/ ٤٩٩، وقال النووي: "رواه . . . بإسناد جيد"، وصححه البوصيري * الوليد تقدم، ح:۲٥٥، لم يصرح بالسماع المسلسل، وفيه علة أخرى، ح:۹۱۹.

۳۸۰٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي: ٦/ ۲۳۳٥ من حديث وكيع به، وانظر، ح: ۲٥۱ لحال موسى بن عبيدة * ومحمد بن ثابت مجهول كما قال البوصيري وصاحب التقريب.

ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ. رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ حَالِ أَهْلِ النَّارِ».

رَبِّ أَعُوذُبِكَ مِنْ حَالِ أَهْلِ النَّارِ] ''ہر حال میں اللہ کا شکر ہے۔ اے اللہ! اہلِ جہنم کے حال سے تیری پناہ کا طالب ہوں۔''

٣٨٠٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ شَبِيبِ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلٰى عَبْدٍ نِعْمَةً فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، إِلَّا كَانَ الَّذِي أَعْطَاهُ أَفْضَلَ مِمَّا أَخَذَ».

٣٨٠٥- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ بندے کو کوئی نعمت دیتا ہے اور بندہ الحمد للہ کہتا ہے تو بندے نے جو (شکر) ادا کیا' وہ ملنے والی نعمت سے افضل ہوتا ہے۔''

فائدہ: بندہ دنیا کی ظاہری نعمت کو اہمیت دیتا ہے' حالانکہ اس نعمت پر جو شکر کی توفیق ملی اور شکر کے نتیجے میں ملنے والی اُخروی نعمتیں وہ اس دنیوی نعمت سے بدرجہا بہتر اور افضل ہیں' لہٰذا نعمت حاصل کرتے ہی شکر ادا کرنا ضروری ہے اور بندے کے لیے مفید بھی۔

## (المعجم ٥٦) - بَابُ فَضْلِ التَّسْبِيحِ (التحفة ٥٦)

## باب:٥٦- اللہ کی تسبیحات پڑھنے کا ثواب

٣٨٠٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «كَلِمَتَانِ، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ».

٣٨٠٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو کلمات ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں' (اعمال کے) میزان میں بھاری ہیں' رحمان کو پیارے ہیں: [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ' سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ] ''میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اور اس کی تعریف کرتا ہوں' پاک ہے اللہ عظمتوں والا۔''

---

٣٨٠٥- [إسناده حسن] أخرجه ابن السني، ح:٣٥٦، والخرائطي في فضيلة الشكر من حديث أبي عاصم به، وانظر، ح:٢٧٧٥، وحسنه البوصيري.

٣٨٠٦- أخرجه البخاري، الدعوات، باب فضل التسبيح ٦٤٠٦، ٦٦٨٢، ٧٥٦٣، ومسلم، الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء، ح:٢٦٩٤/ ٣١ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به، وهو في كتاب الدعاء له، ح:٨٤.

فوائد ومسائل: ① قیامت کے دن اعمال کا وزن ہوگا۔ ② اللہ کا ذکر بھی ایک نیک عمل ہے' اس کا بھی وزن ہوگا۔ ③ اعمال کے وزن کا دارومدار خلوصِ نیت اور اتباع سنت پر ہے۔ سنت کے مطابق خلوص سے کیا ہوا تھوڑا سا عمل بھی زیادہ وزنی ہوگا لیکن خلوص کے بغیر یا سنت کے خلاف کیا ہوا زیادہ عمل بھی بے وزن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَاعَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا﴾ (الفرقان۲۵:۲۳) ''اور انھوں نے جو (بظاہر نیک) اعمال کیے ہوں گے' ہم ان کی طرف متوجہ ہو کر انھیں پراگندہ غبار کی طرح کر دیں گے۔'' ④ مذکورہ بالا ذکر زیادہ سے زیادہ کرنا چاہیے۔

۳۸۰۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ يَغْرِسُ غَرْسًا، فَقَالَ: «يَاأَبَا هُرَيْرَةَ! مَا الَّذِي تَغْرِسُ؟» قُلْتُ: غِرَاسًا لِي. قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى غِرَاسٍ خَيْرٍ لَكَ مِنْ هٰذَا؟» قَالَ: بَلٰى. يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «قُلْ: سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ، يُغْرَسْ لَكَ، بِكُلِّ وَاحِدَةٍ، شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ».

۳۸۰۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ پودا لگا رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''ابوہریرہ! کیا لگا رہے ہو؟'' میں نے کہا: پودا لگا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں اس سے بہتر پودے نہ بتاؤں؟'' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''کہو: [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ] ان میں سے ہر ہر کلمے کے عوض جنت میں تمھارے لیے ایک ایک درخت لگا دیا جائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ کی تعریف کے کلمات اللہ کو بہت پیارے ہیں۔ ② جنت میں نعمتیں دنیا میں کی ہوئی نیکیوں کے مطابق ملیں گی۔ ③ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم کو پہلے سے پیدا کیا ہوا ہے لیکن اب بھی ان میں نئی نئی نعمتوں اور نئے نئے عذابوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ ④ ہر مومن کے لیے جنت میں جگہ مخصوص ہے' جہاں اس کے اعمال کے مطابق باغات' محلات اور دوسری نعمتیں تیار ہو رہی ہیں۔ ⑤ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس حدیث کی اصل صحیح ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (التعلیق الرغیب: ۲/۲۴۴)

۳۸۰۷- [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ۱/ ۵۱۲ من حديث حماد به، وقال: "صحيح الإسناد"، ووافقه الذهبي، وحسنه البوصيري * عيسى بن سنان، أبو سنان ضعيف من جهة حفظه، ضعفه الجمهور، وأصل الحديث صحيح

٣٨٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي رِشْدِينَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ جُوَيْرِيَةَ قَالَتْ: مَرَّ بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، حِينَ صَلَّى الْغَدَاةَ، أَوْ بَعْدَمَا صَلَّى الْغَدَاةَ، وَهِيَ تَذْكُرُ اللهَ. فَرَجَعَ حِينَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ، أَوْ قَالَ انْتَصَفَ وَهِيَ كَذٰلِكَ. فَقَالَ: «لَقَدْ قُلْتُ، مُنْذُ قُمْتُ عَنْكِ: أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. وَهِيَ أَكْثَرُ وَأَرْجَحُ أَوْ أَوْزَنُ مِمَّا قُلْتِ: سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ. سُبْحَانَ اللهِ رِضَا نَفْسِهِ. سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ. سُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ».

٣٨٠٨- ام المومنین حضرت جویریہ بنت حارث ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھ کر ان کے پاس سے گزرے تو وہ اللہ کا ذکر کر رہی تھیں۔ جب دن چڑھے رسول اللہ ﷺ دوبارہ تشریف لائے تو وہ اسی طرح (ذکر الٰہی میں) مصروف تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارے پاس سے جانے کے بعد میں نے چار کلمات تین تین بار کہے ہیں جو تمھارے کیے ہوئے ذکر سے (ثواب میں) زیادہ (یا فرمایا:) وزن میں زیادہ ہیں۔ [سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ] ”میں اللہ کی تسبیحات کرتا ہوں اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر۔ میں اللہ کی تسبیحات کرتا ہوں اس کی ذات کی خوشنودی کے مطابق۔ میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کے عرش کے وزن کے برابر۔ میں اللہ کی تقدیس کرتا ہوں اس (کی تعریف) کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔“

فائدہ: ایک روایت میں سُبْحَانَ اللّٰهِ کے بعد وَبِحَمْدِهِ کا لفظ بھی ہے۔ (صحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب التسبیح أول النهار وعند النوم، حدیث:٢٧٢٦) اس لیے اسے پڑھنا چاہیے: [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ...]

٣٨٠٩- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُوسَى ابْنِ أَبِي عِيسَى الطَّحَّانِ، عَنْ عَوْنِ بْنِ

٣٨٠٩- حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگ اللہ کی عظمت کا جو ذکر کرتے ہو یعنی تسبیح [سُبْحَانَ اللّٰهِ]، تہلیل

---

٣٨٠٨ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب التسبيح أول النهار وعند النوم، ح: ٢٧٢٦/ ٧٩ب عن ابن أبي شيبة به.

٣٨٠٩ـ [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ١/ ٥٠٠، ٥٠٣ من حديث يحيى بن سعيد به، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي مرة، وتعقبه مرة، والصواب هو الأول * وموسى بن أبي عيسى ثقة، وصححه البوصيري.

عَبْدِاللهِ، عَنْ أَبِيهِ، أَوْ عَنْ أَخِيهِ، عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِمَّا تَذْكُرُونَ مِنْ جَلَالِ اللهِ، التَّسْبِيحَ وَالتَّهْلِيلَ وَالتَّحْمِيدَ. يَنْعَطِفْنَ حَوْلَ الْعَرْشِ. لَهُنَّ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ. تُذَكِّرُ بِصَاحِبِهَا. أَمَا يُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكُونَ لَهُ، أَوْ لَا يَزَالَ لَهُ، مَنْ يُذَكِّرُ بِهِ؟».

[لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰه] اور تحمید [اَلْحَمْـدُلِلّٰه] کے الفاظ کہتے ہیں وہ عرش کے اردگرد چکر لگاتے ہیں۔ ان کی ایسی جھنجھناہٹ ہوتی ہے جیسے شہد کی مکھیوں کی جھنجھناہٹ۔ وہ اپنے کہنے والے کا (اللہ کے دربار میں) ذکر کرتے ہیں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ (اللہ کے دربار میں) تمھارا ذکر ہوتا رہے؟''

فوائد و مسائل: ① ایک مومن کے لیے یہ بہت بڑے شرف اور خوشی کی بات ہے کہ اللہ عزوجل کے دربار میں اس کا ذکر ہو۔ اس بلند مقام کے حصول کا طریقہ یہ ہے کہ مومن اللہ کا ذکر کرے۔ ② عرش اللہ کی ایک مخلوق ہے جس کی اصل حقیقت ہمیں معلوم نہیں۔ قیامت کو میدانِ حشر میں عرشِ الٰہی رکھا جائے گا اور کچھ خاص نیک اعمال کرنے والے افراد کو اس کے سائے میں جگہ ملے گی۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ. یا اللہ! ہمیں بھی اپنے ان برگزیدہ بندوں میں شامل فرما۔ آمین۔



٣٨١٠- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيٰى زَكَرِيَّا بْنُ مَنْظُورٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ: أَتَيْتُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ. فَإِنِّي قَدْ كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ وَبَدَنْتُ. فَقَالَ: «كَبِّرِي اللهَ مِائَةَ مَرَّةٍ. وَاحْمَدِي اللهَ مِائَةَ مَرَّةٍ. وَسَبِّحِي اللهَ مِائَةَ مَرَّةٍ. خَيْرٌ مِنْ مِائَةِ فَرَسٍ مُلْجَمٍ مُسْرَجٍ فِي سَبِيلِ اللهِ. وَخَيْرٌ مِنْ مِائَةِ بَدَنَةٍ. وَخَيْرٌ مِنْ مِائَةِ رَقَبَةٍ».

٣٨١٠- حضرت ام ہانی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی (آسان سا) عمل بتایئے کیونکہ میں بوڑھی اور کمزور ہو گئی ہوں اور میرا بدن بھاری ہو گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سو بار اَللّٰهُ اَكْبَر کہہ' سو بار اَلْحَمْدُلِلّٰه کہہ' سو بار سُبْحَانَ اللّٰه کہہ۔ یہ لگام اور کاٹھی سمیت سو گھوڑے اللہ کی راہ میں دینے سے بہتر ہے' سو اونٹ (اللہ کی راہ میں قربان کرنے) سے بہتر ہے' اور سو غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔''

---

٣٨١٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ١/٥١٣، ٥١٤، وصححه، وتعقبه الذهبي بزكريا بن منظور، وتقدم، ح:٢٤٨١، وضعفه البوصيري من أجله، وللحديث شواهد ضعيفة.

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے اور اس پر تفصیلی بحث کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت شواہد کی بنا پر حسن درجے تک پہنچ جاتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني' رقم:١٣١٦' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:٣٨١٠) بنابریں جو شخص بڑے بڑے اعمال انجام نہ دے سکتا ہو' اس کے لیے اللہ کا ذکر ان اعمال سے بہتر ہے۔ ② معمر آدمی کو اللہ کے ذکر میں زیادہ مشغول ہونا چاہیے۔

٣٨١١- حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ، حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ هِلَالِ ابْنِ يَسَافٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَرْبَعٌ، أَفْضَلُ الْكَلَامِ. لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ: سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ».

٣٨١١- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''چار کلمات سب سے افضل ہیں۔ جس کلمے سے بھی شروع کرو کوئی حرج نہیں' [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ]''

٣٨١٢- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْوَشَّاءُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، مِائَةَ مَرَّةٍ، غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ. وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ».

٣٨١٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص سو بار [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ] کہے' اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کی طرح (بے شمار) ہوں۔''

فائدہ: اس قسم کی نیکیوں سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں' بڑے گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔

---

٣٨١١ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٠ من حديث سفيان الثوري به، وتابعه شعبة، أحمد: ٥/ ١١ وغيره، ورواه مسلم، الآداب، باب كراهة التسمية بالأسماء القبيحة... الخ، ح: ٢١٣٧/ ١٢ من حديث هلال بن يساف عن الربيع بن عميلة عن سمرة بن جندب به.

٣٨١٢ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [في فضائل "سبحان الله وبحمده ..."]، ح: ٣٤٦٦ عن نصر بن عبدالرحمٰن به، وقال: "حسن صحيح"، وأخرجه أيضًا، ح: ٣٤٦٨ من حديث معن عن مالك به، وقال: "حسن صحيح".

٣٨١٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَيْكَ [بِـ] - سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ- فَإِنَّهَا . يَعْنِي، يَحْطُطْنَ الْخَطَايَا كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا».

٣٨١٣- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ] پڑھتے رہا کرو۔ ان کلمات کی وجہ سے گناہ اس طرح ختم ہو جاتے ہیں جس طرح درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔"

## (المعجم ٥٧) - بَابُ الْاِسْتِغْفَارِ (التحفة ٥٧)

## باب:٥٧- استغفار (اللہ سے گناہوں کی معافی کے لیے دعا کرنا)

٣٨١٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَالْمُحَارِبِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْمَجْلِسِ يَقُولُ: «رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ»، مِائَةَ مَرَّةٍ.

٣٨١٤- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کو ایک مجلس میں سو مرتبہ (یہ استغفار کہتے ہوئے) شمار کرتے تھے: [رَبِّ اغْفِرْلِي وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ] "اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما۔ بے شک تو بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔"

فوائد و مسائل: ① توبہ و استغفار بہت بڑی نیکی ہے۔ ② نبی اکرم ﷺ گناہوں سے پاک تھے اس کے باوجود کثرت سے استغفار کرتے تھے کیونکہ استغفار بھی عبودیت کے اظہار کا ایک طریقہ ہے جو اللہ کو بہت پسند ہے۔ ③ مجلسوں میں فضول باتیں کرنے اور غیبت اور گناہ میں مشغول ہونے کی بجائے اللہ کا ذکر اور استغفار کرنا بہتر ہے تاکہ گناہوں میں اضافہ ہونے کی بجائے معافی اور رحمت ملے۔

٣٨١٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :

٣٨١٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

---

٣٨١٣- [إسناده ضعيف جدًا] وضعفه البوصيري من أجل عمر بن راشد، وتقدم، ح: ١٥٨٢.

٣٨١٤- [صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستغفار، ح: ١٥١٦ من حديث أبي أسامة به، وقال الترمذي "حسن صحيح غريب"، ح: ٣٤٣٤، ورواه سفيان بن عيينة عن محمد بن سوقة به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٥٩.

٣٨١٥- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٥٠، والنسائي في الكبرٰى: ٦/ ١١٤، ح: ١٢٠٦٨ من حديث محمد ◀◀

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، فِي الْيَوْمِ، مِائَةَ مَرَّةٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایک دن میں سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے بخشش کی درخواست اور توبہ کرتا ہوں۔''

**۳۸۱٦- حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ أَبِي الْحُرِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ، فِي الْيَوْمِ، سَبْعِينَ مَرَّةً».

۳۸۱٦- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایک دن میں ستر مرتبہ اللہ تعالیٰ سے بخشش کی درخواست اور توبہ کرتا ہوں۔''

**فوائد و مسائل:** ① سو یا ستر مرتبہ سے مراد ایک تو اس مقدار کا تعین ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی سو مرتبہ استغفار فرماتے اور کبھی ستر مرتبہ' نیز ان احادیث سے کثرت سے استغفار کرنا بھی مراد ہو سکتا ہے۔ واللہ أعلم. ② استغفار کے لیے کوئی مناسب الفاظ استعمال کیے جا سکتے ہیں' مثلاً: [أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ] یا حدیث: ۳۸۱۴ میں مذکور الفاظ۔

**۳۸۱۷- حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْمُغِيرَةِ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ فِي لِسَانِي ذَرَبٌ عَلَى أَهْلِي. وَكَانَ لَا يَعْدُوهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ. فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «أَيْنَ أَنْتَ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ؟ تَسْتَغْفِرُ اللهَ، فِي

۳۸۱۷- حضرت حُذیفہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں اپنے گھر والوں سے درشت زبان استعمال کرتا تھا۔ (معمولی بات پر ان پر غصہ آ جاتا اور انھیں ڈانٹ جھڑک دیتا) ان کے سوا کسی سے یہ رویہ نہیں ہوتا تھا۔ میں نے یہ بات نبی ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ''تم استغفار کیوں نہیں کرتے؟ ایک دن میں ستر

ابن عمرو به، وصححه البوصيري، والبغوي في شرح السنة: ٥/ ٧٠، ح: ١٢٨٦، وللحديث شواهد كثيرة.

**٣٨١٦ـ [إسناده حسن]** أخرجه أحمد: ٤/ ٤١٠ عن وكيع به، ورواه أبوإسحاق عن أبي بردة به، أحمد: ٥/ ٣٩٤، والنسائي في عمل اليوم والليلة.

**٣٨١٧ـ [إسناده حسن]** * أبوبكر بن عياش تابعه أبوالأحوص، وإسرائيل وشعبة وغيرهم، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٥٨، والحاكم: ١/ ٥١١، ٢/ ٤٥٧، والذهبي وغيرهم * أبوالمغيرة وثقه ابن حبان، والحاكم وغيرهما، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن، وله طريق آخر عند النسائي في الكبرٰى، ح: ١٠٢٨٢.

الْيَوْمِ، سَبْعِينَ مَرَّةً».

بار استغفار کیا کرو۔"

٣٨١٨- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عِرْقٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ بُسْرٍ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «طُوبٰى لِمَنْ وَجَدَ فِي صَحِيفَتِهِ اسْتِغْفَارًا كَثِيرًا».

٣٨١٨- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "مبارک ہو اس شخص کو جسے اپنے نامۂ اعمال میں زیادہ استغفار ملا۔"

فائدہ: استغفار زیادہ ہونے کا یہ فائدہ ہے کہ گناہ معاف ہوتے رہیں گے اور یہ کلمات اللہ کا ذکر ہونے کی وجہ سے نیکیوں میں شمار ہوتے رہیں گے یعنی استغفار سے قیامت کے دن معافی ملنے کی امید کی جاسکتی ہے۔

٣٨١٩- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَزِمَ الْإِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللهُ لَهُ مِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَمِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ».

٣٨١٩- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص استغفار کی پابندی کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر غم سے نجات دیتا ہے اس کے لیے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان نہیں ہوتا۔"

فائدہ: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم توبہ و استغفار کی اہمیت وفضیلت دیگر احادیث سے مسلم ہے۔ علاوہ ازیں حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو استغفار کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا تھا: ﴿اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ

---

٣٨١٨- [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٦/١١٨، ح: ١٠٢٨٩ عن عمرو بن عثمان به، وصححه البوصيري، وله شاهد عند أبي نعيم، أخبار أصبهان: ١/ ٣٣٠، وحلية الأولياء: ١٠/ ٣٩٥، والخطيب: ٩/ ١١١.

٣٨١٩- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستغفار، ح: ١٥١٨ عن هشام به، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٦٢ ورده الذهبي بقوله: "الحكم فيه جهالة"، وهو مجهول كما قال الحافظ في التقريب، والنووي في المهذب: ٣/ ٣٢٣.

وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا○﴾ (نوح ٧١: ١٠ تا ١٢) ''اپنے رب سے بخشش مانگو (اور توبہ کرو) وہ یقیناً بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارش برسائے گا اور تمھیں مال و اولاد میں ترقی دے گا اور تمھیں باغات دے گا اور تمھارے لیے دریا جاری کر دے گا۔'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ استغفار گناہوں کی معافی کے ساتھ ساتھ دنیوی مشکلات کے حل اور دنیوی نعمتوں کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔

٣٨٢٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الَّذِينَ إِذَا أَحْسَنُوا اسْتَبْشَرُوا، وَإِذَا أَسَاءُوا اسْتَغْفَرُوا».

٣٨٢٠- حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے' نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں شامل فرما جو جب نیکی کرتے ہیں تو انھیں خوشی ہوتی ہے اور جب گناہ کرتے ہیں تو استغفار کرتے ہیں۔''

## (المعجم ٥٨) - بَابُ فَضْلِ الْعَمَلِ (التحفة ٥٨)

## باب: ٥٨- (نیک) عمل کی فضیلت

٣٨٢١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَقُولُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا، وَأَزِيدُ. وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ مِثْلُهَا، أَوْ أَغْفِرُ. وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا. وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا. وَمَنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً. وَمَنْ

٣٨٢١- حضرت ابو ذر ﷜ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: جو شخص نیکی کرتا ہے اسے دس گنا (اجر) ملے گا اور میں (اس سے) زیادہ بھی دے دیتا ہوں۔ اور جو شخص گناہ کرتا ہے تو گناہ کا بدلہ اس کے برابر ہے (زیادہ نہیں) یا میں (وہ گناہ بھی) معاف کر دیتا ہوں۔ اور جو شخص ایک بالشت میرے قریب آتا ہے' میں اس سے ایک ہاتھ قریب آتا ہوں اور جو شخص مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے' میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔

---

٣٨٢٠- [حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٤٥، ٢٣٩ عن يزيد به، وتابعه عفان عند أحمد: ٦/ ١٢٩ وغيره، وسنده ضعيف، راجع ح: ١١٦ لحال علي بن زيد بن جدعان، وله شاهد حسن عند البيهقي في شعب الإيمان، ح: ٦٩٩٢، انظر المشكاة بتحقيقي، ح: ٢٣٥٧.

٣٨٢١- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل الذكر والدعاء والتقرب إلى الله تعالى وحسن الظن به، ح: ٢٦٨٧/ ٢٢ من حديث وكيع به.

لَقِيَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطِيئَةً، ثُمَّ لَا يُشْرِكُ بِي شَيْئًا، لَقِيتُهَا بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً».

اور جو میری طرف چل کر آتا ہے' میں اس کی طرف بھاگ کر آتا ہوں۔ جو شخص مجھ سے زمین بھر گناہ لے کر ملے لیکن میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتا ہو' میں اسے اتنی ہی مغفرت لے کر ملتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: اس حدیث میں اللہ کی عظیم رحمت کا بیان ہے' اس لیے بندے کو نیکیاں زیادہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور گناہوں سے توبہ کرتے رہنا چاہیے۔ ② جو شخص اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے توفیق بخشتا ہے۔ ③ شرک کی موجودگی میں گناہ معاف نہیں ہوتے۔

٣٨٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَقُولُ اللهُ سُبْحَانَهُ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي. وَأَنَا مَعَهُ حِينَ يَذْكُرُنِي. فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي. وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ. وَإِنِ اقْتَرَبَ إِلَيَّ شِبْرًا اقْتَرَبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا. وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً».

٣٨٢٢- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق (اس سے معاملہ کرتا) ہوں' اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ کسی جماعت میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں ان سے بہتر (فرشتوں کی) جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ اور اگر وہ ایک بالشت میرے قریب آتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب آتا ہوں' اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنا چاہیے۔ ② حسن ظن کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ نیک اعمال کیے جائیں اور ان کی قبولیت کی امید رکھی جائے۔ گناہوں سے توبہ کی جائے اور بخشش کی امید رکھی جائے۔ گناہوں کے راستے پر بھاگتے چلے جانا اور اللہ کی رحمت کی امید رکھنا نادانی ہے۔ ③ اس میں بالواسطہ عمل کی تلقین ہے کیونکہ عمل کے بغیر ثواب کی امید نہیں رکھی جا سکتی' لہٰذا اچھے عمل کرنے والا ہی اللہ سے اچھی امید رکھ سکتا ہے۔ برے عمل کرنے والا بری امید ہی رکھ سکتا ہے۔ ④ جماعت میں ذکر کرنے سے مراد خود ساختہ اجتماعی ذکر

---

٣٨٢٢- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب الحث على ذكر الله تعالى (والباب السابق)، ح: ٢٦٧٥/ ٢١ عن ابن أبي شيبة به.

نہیں بلکہ یا تو یہ مراد ہے کہ جیسے نماز کے بعد سب لوگ اپنے اپنے طور پر مسنون دعائیں اور اذکار پڑھتے ہیں یا اللہ کی رحمتوں، نعمتوں اور اس کے احکام وغیرہ کا ذکر ہے، یعنی ایک شخص بیان کرے اور دوسرے سنتے رہیں۔

٣٨٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَ وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ لَهُ: اَلْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ. قَالَ اللهُ سُبْحَانَهُ: إِلَّا الصَّوْمَ، فَإِنَّهُ لِي. وَأَنَا أَجْزِي بِهِ».

٣٨٢٣- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدم کے بیٹے کا ہر عمل (ثواب میں) بڑھتا ہے۔ (یعنی) ایک نیکی دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سوائے روزے کے کیونکہ وہ (خالص) میرے لیے ہوتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔''

فائدہ: یہ حدیث کتاب الصیام کے پہلے باب میں گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث: ١٦٣٨-

(المعجم ٥٩) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ»** (التحفة ٥٩)

**باب: ٥٩- لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کی فضیلت**

٣٨٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى، قَالَ: سَمِعَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أَقُولُ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ. قَالَ: «يَاعَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ! أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟». قُلْتُ: بَلٰى. يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «قُلْ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ».

٣٨٢٤- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے مجھے [لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ] پڑھتے سنا۔ آپ نے فرمایا: ''اے عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ)! کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کا پتہ نہ دوں؟'' میں نے کہا: جی ہاں! اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''کہا کر: [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ] ''اللہ کی توفیق کے بغیر نہ گناہ سے بچاؤ ہوسکتا ہے اور نہ نیکی کی طاقت ہے۔''

فوائد و مسائل: ① یہ جملہ اللہ کے ذکر میں اہم جملہ ہے کیونکہ اس میں اس بات کا اقرار ہے کہ ہر قوت کا سرچشمہ اللہ کی ذات ہے۔ ② اس میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد و توکل کے ساتھ ساتھ اس کے سامنے عاجزی اور مسکینی

٣٨٢٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٦٣٨.

٣٨٢٤ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب ما يكره من رفع الصوت في التكبير، ح: ٢٩٩٢، ومسلم، الذكر والدعاء، باب استحباب خفض الصوت بالذكر . . . الخ، ح: ٢٧٠٤/ ٤٤ من حديث عاصم به.

کا اظہار ہے' اور عبودیت کا یہ اظہار اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ ③ نیکی کا کام انجام دے کر یا گناہ سے اجتناب کر کے دل میں فخر کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں جس کے نتیجے میں ''نیکی برباد گناہ لازم'' کی کیفیت پیش آسکتی ہے' اس سے بچاؤ کے لیے اس بات کی یاد دہانی کی ضرورت ہے کہ یہ سب میری کوشش اور بہادری سے نہیں بلکہ محض اللہ کی توفیق اور اس کے احسان سے ہے۔ ④ اس سوچ کے ساتھ یہ الفاظ پڑھنے سے یقیناً جنت کی عظیم نعمتیں اور بلند درجات حاصل ہوں گے' اس لیے اسے ''جنت کا خزانہ'' قرار دیا گیا ہے۔ ⑤ اللہ کا ذکر سری طور پر کرنا بہتر ہے کیونکہ اس میں ریا کاری نہیں ہوتی' البتہ جن مقامات پر ذکر بلند آواز سے کرنا مسنون ہے' وہاں بلند آواز ہی سے کرنا چاہیے۔

۳۸۲۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟» قُلْتُ: بَلٰى. يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ».

۳۸۲۵- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کا پتہ نہ دوں؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''[لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ]''

۳۸۲۶- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ الْمَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي زَيْنَبَ، مَوْلٰى حَازِمِ بْنِ حَرْمَلَةَ، عَنْ حَازِمِ بْنِ حَرْمَلَةَ قَالَ: مَرَرْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِي: «يَا حَازِمُ! أَكْثِرْ مِنْ قَوْلِ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ. فَإِنَّهَا مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ».

۳۸۲۶- حضرت حازم بن حرملہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس سے گزرا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ''اے حازم! [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ] زیادہ کہا کرو کیونکہ یہ جنت کا ایک خزانہ ہے۔''

---

۳۸۲۵ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٥٧ عن وكيع به، وصححه البوصيري، ورواه عمرو بن ميمون، والنسائي في الكبرٰى، ح: ٩٨٤٢، وابن حبان في صحيحه، ح: ٢٣٣٩، وعبدالرحمٰن بن غنم (أحمد) عن أبي ذر به، وللحديث شواهد كثيرة.

۳۸۲۶ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٤/ ٣٢، ح: ٣٥٦٥ من حديث محمد بن معن بن محمد به، وحسنه الحافظ في الإصابة، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

# دعا کی فضیلت واہمیت اور قبولیت دعا کے آداب وشرائط

* لغوی معنی: دعا لغت میں [دَعَا یَدْعُو] سے مصدر ہے۔لغت میں اس سے مراد: طلب کرنا' بلانا' پکارنا' مدد چاہنا' درخواست کرنا اور ترغیب دینا ہے' مثلاً: [دَعَوْتُ اللّٰهَ]''میں نے اللہ تعالیٰ سے (خیرو برکت کی) درخواست کی۔'' قرآن مجید میں لفظ''دعا'' متعدد معنوں میں استعمال ہوا ہے' مثلاً:

① عبادت کے معنی میں' جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ﴾ (یونس ۱۰:۱۰۶)''اور آپ اللہ کے سوا ان کو مت پکاریں جو نہ آپ کو نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔''

② مدد طلب کرنے کے لیے' جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ﴾ (البقرة ۲:۲۳) ''اور اپنے مددگاروں کو بھی بلالو۔''

③ بمعنی سوال کرنے کے' جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (المؤمن ۴۰:۶۰) ''مجھ سے دعا کرو میں تمھاری دعائیں قبول کروں گا۔''

④ ندا' یعنی پکارنے کے لیے' جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ﴾ (بنیٓ اسرآئیل ۱۷:۵۲)''جس دن وہ تمھیں بلائے گا تم اس کی تعریف کرتے ہوئے تعمیل ارشاد کرو گے۔''

⑤ ثنا' یعنی تعریف کے لیے' جیسے ارشاد الٰہی ہے: ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ﴾

(بنی إسرآئیل ١١٠:١٧) ''تم اس کی ثنا ''اللہ'' کے نام سے کرو یا ''رحمٰن'' کے نام سے۔''

④ قول یعنی بات' جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ﴾ (یونس ١٠:١٠) ''ان کا قول اس (جنت) میں ہوگا: اے اللہ تو پاک ہے۔''

* **اصطلاحی تعریف:** مندرجہ بالا نکات سے دعا کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کی جا سکتی ہے: ''خیر و برکت کے حصول اور شر سے پناہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑانا اور پکارنا ''دعا'' کہلاتا ہے۔''

* **دعا کی فضیلت و اہمیت:** دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ یہ ایسا کارگر' کامیاب اور مؤثر ہتھیار ہے جسے آپ کسی بھی وقت' کسی بھی موقع پر بغیر کسی کی مدد کے چلا سکتے ہیں۔ جب انسان مشکلات و مصائب میں گھر جائے' حالات و واقعات اس کے خلاف ہو جائیں' دشمن یا مرض کا دباؤ شدید ہو جائے' اپنے پرائے سب ساتھ چھوڑ جائیں' عالم اسباب کے تمام اسباب و ذرائع ناکام ہو جائیں' جب دنیوی سہارے اور امیدیں دم توڑ جائیں' اس وقت اس ہتھیار کی کارکردگی دو چند ہی نہیں بلکہ صد چند ہو جاتی ہیں۔ جب کوئی پکار سننے والا نہ ہو' تب اس ہتھیار کی کامیابی یقینی اور مسلم امر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے دعا کو عبادت قرار دیا ہے۔ آپ کے اسوۂ حسنہ پر نظر دوڑائی جائے تو آپ کی حیات طیبہ اس عبادت سے خوب منور نظر آتی ہے۔ صبح سے شام اور شام سے صبح تک' خوشی اور غمی کے مواقع میں' صحت و مرض میں' کھانے اور پینے کے بعد' غم و ہم میں' خوشی اور مسرت کے دلکش مواقع پر' آندھی اور طوفان میں' زلزلوں اور گرہنوں کے وقت' آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ ہمیں اس عبادت کی ترغیب دلاتا نظر آتا ہے کیونکہ جس مالک دو جہاں کی یہ عبادت ہے وہ گنج بخش' مشکل کشا' حاجت روا اور دستگیر کامل ہے' لہٰذا ارشاد نبوی ہے: [إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ أَنْ يَرْفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ' فَيَرُدَّهُمَا صِفْرًا] (سنن ابن ماجه' الدعا' حديث: ٣٨٦٥) ''بے شک تمھارا پروردگار بڑا حیا والا اور سخی ہے' جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو انھیں خالی لوٹاتے ہوئے اسے شرم آتی ہے۔'' بلکہ اس کی شان کریمی تو یہ ہے کہ جو اس در سخاوت سے اعراض کرتا ہے' وہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔

* **دعا کی قبولیت کے آداب و شرائط:** دعا مومن کا کامیاب ترین ہتھیار ہے۔ اس ہتھیار کے ذریعے سے بہترین نتائج کے حصول کے لیے چند آداب و شرائط ہیں۔ اگر ان کو مدنظر رکھ کر اسے استعمال

کیا جائے تو سو فیصد نتائج کا حصول یقینی ہو جاتا ہے۔ وہ آداب وشرائط درج ذیل ہیں:

① دعا صرف اور صرف مالک دو جہاں اللہ ذوالجلال والاکرام سے مانگی جائے۔

② پوری دلجمعی، نہایت خضوع وخشوع اور قبولیت کے یقین کامل کے ساتھ دعا مانگی جائے۔

③ دعا مانگنے والے کا لباس اور کھانا پینا حلال کا ہو۔

④ دعا مانگتے وقت قبلہ رخ ہو تو افضل ہے۔

⑤ گناہ پر مبنی اور قطع رحمی کی دعا نہ کی جائے۔

⑥ دعا کی قبولیت میں تاخیر پر دعا ترک نہ کرے۔

⑦ دعا کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور نبی ﷺ پر درود شریف سے کرے۔

⑧ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرے اور بخشش کی درخواست کرے۔

⑨ قبولیتِ دعا کے اوقات میں دعا مانگے، مثلاً: رات کے آخری حصے میں، اذان اور اقامت کے درمیانی وقفے میں، فرضی نماز کے بعد، جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد، نفلی نماز کے سجدے میں، نزول بارش کے وقت اور زمزم پینے سے قبل، وغیرہ۔

⑩ رسول مقبول ﷺ سے غیر ثابت شدہ ادعیہ سے پرہیز کیا جائے، مثلاً: دعائے نور، دعائے حبیب، دعائے گنج العرش، دعائے منزل، وغیرہ۔

* قبولیتِ دعا کی مختلف صورتیں: اگر درج بالا آداب کو ملحوظ رکھ کر دعا مانگی جائے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ بعض دفعہ مانگی گئی خیر و برکت کا حصول دنیا میں نہیں ہوتا تو آدمی مایوس ہو جاتا ہے اور دعا کرنا ترک کر دیتا ہے۔ اس سلسلے میں رسول اکرم ﷺ کا درج ذیل ارشاد گرامی مومنوں کے لیے مشعل راہ ہونا چاہیے۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے:

[مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَدْعُو بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيهَا إِثْمٌ وَّلَا قَطِيعَةُ رَحِمٍ، إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ بِهَا إِحْدٰى ثَلَاثٍ: إِمَّا أَنْ تُعَجَّلَ لَهُ دَعْوَتُهُ، وَ إِمَّا أَنْ يَّدَّخِرَهَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ، وَ إِمَّا أَنْ يَصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهَا. قَالُوا: إِذاً نُكْثِرُ، قَالَ : اللّٰهُ أَكْثَرُ](مسند أحمد:۱۸/۳)

’’جب بھی کوئی مسلمان دعا کرتا ہے جس میں گناہ یا قطع رحمی کی بات نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے تین چیزوں میں سے ایک ضرور عطا کر دیتا ہے: ① دعا کے مطابق اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے۔ ② یا اس کی دعا کو آخرت کے لیے ذخیرہ بنا دیتا ہے۔ ③ یا دعا کے برابر اس سے کوئی بلا ٹال دیتا ہے۔‘‘ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: تب تو ہم بکثرت دعا کریں گے۔ آپ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ کے خزانے بھی بہت زیادہ ہیں۔‘‘

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ٣٤) **أَبْوَابُ الدُّعَاءِ** (التحفة ٢٦)

# دعا سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - **بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ** (التحفة ١)

## باب:١-دعا کی فضیلت



٣٨٢٧- **حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: **حَدَّثَنَا** أَبُو الْمَلِيحِ الْمَدَنِيُّ [قَالَ:] سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَمْ يَدْعُ اللهَ، سُبْحَانَهُ، غَضِبَ عَلَيْهِ».

٣٨٢٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتا' اللہ اس پر ناراض ہوتا ہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① دعا ایک عبادت ہے کیونکہ اس میں بندہ اللہ کے سامنے اپنے فقر اور عجز کا اظہار کرتا ہے' اور اللہ کی عظمت وقدرت کا اعتراف کرتے ہوئے اس سے اپنی حاجت پوری ہونے کی درخواست کرتا ہے۔ ② مذکورہ روایت کو بعض محققین نے حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة' رقم: ٢٦٥٤) بنابریں دعا نہ کرنا عبادت سے اعراض ہے' اس لیے اللہ کی ناراضی کا باعث ہے۔ ③ دعا میں ان آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے جو احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔

٣٨٢٨- **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

٣٨٢٨- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت

---

٣٨٢٧ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه ["من لم يسأل الله يغضب عليه"، ح: ٣٣٧٣ من حديث أبي المليح به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ١٠/ ٢٠٠، وقال الحاكم: ١/ ٤٩١: "هٰذا حديث صحيح الإسناد، فإن أبا صالح الخوزي وأبا المليح الفارسي لم يذكرا بالجرح، إنهما في عداد المجهولين لقلة الحديث"، وهٰذا يدل على تساهل الحاكم * والخوزي لين الحديث، ولحديثه شواهد ضعيفة، انظر الفتح: ١١/ ٧٩ وغيره.

٣٨٢٨ـ **[صحيح]** أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الدعاء، ح: ١٤٧٩ من حديث ذر به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ٢٩٦٩، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٩٦، والحاكم: ١/ ٤٩٠، ٤٩١، والذهبي * الأعمش تابعه منصور.

وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ ذَرٍّ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ يُسَيْعٍ الْكِنْدِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ» ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [غافر: ٦٠].

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دعا ہی عبادت ہے۔“ پھر نبی ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ ”اور تمھارے رب نے فرمایا: مجھے پکارو میں تمھاری پکار قبول کروں گا۔“

فائدہ: ① کسی مخلوق سے ایسی چیز کا سوال کرنا جو صرف اللہ کے اختیار میں ہے اس مخلوق کی عبادت ہے لہٰذا شرک ہے۔ وہ مخلوق خواہ بے جان پتھر، سورج، ستارے، درخت وغیرہ ہوں یا کوئی حیوان، جن، فرشتہ، ولی یا نبی، ان سے اسباب سے ماوراء طریقے سے کچھ طلب کرنا شرک ہے۔

٣٨٢٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللهِ، سُبْحَانَهُ، مِنَ الدُّعَاءِ».

۳۸۲۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں دعا سے بڑھ کر کوئی چیز عزت والی نہیں۔“

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے اور اس پر سیر حاصل بحث کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تحسین حدیث والی رائے ہی اقرب إلی الصواب ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۴/۳۶۰، ۳۶۱، والمشكاة للألباني، التحقيق الثاني، رقم: ۲۳۲) ② دعا کے ذریعے سے اللہ کے ہاں عزت اور رفعت حاصل ہوتی ہے۔ ③ دوسرے اعمال کے ذریعے سے بھی اللہ کے ہاں بلند مقام حاصل ہوتا ہے لیکن ان کے ساتھ بھی دعاؤں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ④ اعمال کی قبولیت کے لیے اللہ سے دعا کی جاتی ہے، اس لیے بھی دعا کو اہمیت حاصل ہے۔

## (المعجم ٢) - بَابُ دُعَاءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ (التحفة ٢)

## باب:۲- رسول اللہ ﷺ کی دعا

٣٨٢٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ماجاء في فضل الدعاء، ح: ٣٣٧٠ من حديث أبي داود الطيالسي به، وهو في مسنده، ح: ٢٥٨٢، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٩٧، والحاكم: ١/ ٤٩٠، والذهبي، وعلته عنعنة قتادة، تقدم، ح: ١٧٥.

٣٨٣٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، [سَنَةَ إِحْدٰى وَثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ]: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، فِي سَنَةِ خَمْسٍ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ: قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ فِي مَجْلِسِ الْأَعْمَشِ مُنْذُ خَمْسِينَ سَنَةً: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ الْجَمَلِيُّ فِي زَمَنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُكَتِّبِ عَنْ طَلِيقِ بْنِ قَيْسٍ الْحَنَفِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ، فِي دُعَائِهِ: «رَبِّ! أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ. وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ. وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ. وَاهْدِنِي وَيَسِّرِ الْهُدٰى لِي. وَانْصُرْنِي عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ. رَبِّ! اجْعَلْنِي لَكَ شَكَّارًا. لَكَ ذَكَّارًا. لَكَ رَهَّابًا. لَكَ مُطِيعًا. إِلَيْكَ مُخْبِتًا. إِلَيْكَ أَوَّاهًا مُنِيبًا. رَبِّ! تَقَبَّلْ تَوْبَتِي. وَاغْسِلْ حَوْبَتِي. وَأَجِبْ دَعْوَتِي. وَاهْدِ قَلْبِي. وَسَدِّدْ لِسَانِي. وَثَبِّتْ حُجَّتِي. وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ قَلْبِي».

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الطَّنَافِسِيُّ: قُلْتُ لِوَكِيعٍ: أَقُولُهُ فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ.

٣٨٣٠- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے: [رَبِّ! أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ...... وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ قَلْبِي] ''اے میرے رب! میری مدد فرما' اور میرے خلاف (دشمن کی) مدد نہ فرما۔ اور میری تائید فرما' اور میرے خلاف (دشمن کی) تائید نہ فرما۔ اور میرے حق میں تدبیر فرما' اور میرے خلاف تدبیر نہ فرما۔ اور مجھے ہدایت دے' اور ہدایت کو میرے لیے آسان کر دے۔ اور جو مجھ پر زیادتی کرے اس کے خلاف میری مدد فرما۔ اے میرے رب! مجھے ایسا (بندہ) بنا جو تیرا بہت شکر کرنے والا ہو' تیرا بہت ذکر کرنے والا ہو' تجھ سے بہت ڈرنے والا ہو' تیری اطاعت کرنے والا ہو' تیرے سامنے عاجزی کرنے والا ہو' تیری طرف ہی رو رو کر رجوع کرنے والا (اور توبہ کرنے والا) ہو۔ اے میرے رب! میری توبہ قبول فرما' میرے گناہ دھو ڈال' میری دعا قبول کر' میرے دل کو ہدایت دے' میری زبان سیدھی رکھ' میری دلیل کو (پختہ اور) قائم رکھ' اور میرے دل سے کینہ نکال دے۔''

ابوالحسن طنافسی ؒ نے کہا: میں نے وکیع ؒ سے کہا: کیا میں وتر میں یہ دعائیں مانگ لیا کروں؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔

**فوائد و مسائل:** ① مسنون دعائیں یاد کر کے نمازوں میں پڑھی جائیں۔ نماز کے علاوہ بھی دعا مانگتے ہوئے

٣٨٣٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب ما يقول الرجل إذا سلم، ح: ١٥١٠، ١٥١١ من حديث سفيان الثوري به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ٣٥٥١، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤١٤، ٢٤١٥، والحاكم: ١/ ٥١٢، ٥٢٠، والذهبي.

یہ دعائیں پڑھی جاسکتی ہے۔ ② ہر قسم کی مشکل اور مصیبت میں اللہ سے دعا مانگنی چاہیے۔ اس دعا میں دشمنوں کے خلاف مدد بھی مانگی گئی ہے اور اپنی اخلاقی خامیوں سے نجات اور خوبیوں کے حصول کی درخواست بھی کی گئی ہے' اس لیے یہ ایک جامع دعا ہے۔ ③ زبان سیدھی ہونے کا مطلب ایسی توفیق کا حصول ہے کہ زبان سے گناہ یا گمراہی کی بات نہ نکلے۔ ④ دلیل قائم رکھنے سے مراد حق کی تبلیغ کے دوران میں صحیح' پختہ اور واضح دلائل پیش کرنے کی توفیق بھی ہوسکتی ہے اور قبر یا قیامت میں حساب کتاب کے موقع پر ایسا جواب دینے کی توفیق بھی جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو کر گناہ معاف فرمادے اور جنت میں داخل کردے۔

٣٨٣١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَتْ فَاطِمَةُ النَّبِيَّ ﷺ تَسْأَلُهُ خَادِمًا. فَقَالَ لَهَا: «مَا عِنْدِي مَا أُعْطِيكِ» فَرَجَعَتْ. فَأَتَاهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ: «الَّذِي سَأَلْتِ أَحَبُّ إِلَيْكِ، أَوْ مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ؟» فَقَالَ لَهَا عَلِيٌّ: قُولِي: لَا. بَلْ مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ. فَقَالَتْ. فَقَالَ: «قُولِي: اَللّٰهُمَّ! رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ. رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ. مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ. أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ. وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ. وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ. وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ. اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ».

٣٨٣١- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت فاطمہ ؓ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک خادمہ عطا فرمانے کی درخواست کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''میرے پاس تو (غلام یا لونڈی) نہیں ہے جو تجھے دے سکوں۔'' وہ واپس چلی گئیں۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا: ''کیا تجھے وہ چیز پسند ہے جو تو نے مانگی تھی یا وہ جو اس سے بہتر ہے؟'' حضرت علی ؓ نے ان سے کہا: کہو: نہیں' بلکہ وہ چیز (مطلوب ہے) جو اس سے بہتر ہے۔ حضرت فاطمہ ؓ نے یہی جواب دے دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یوں کہا کر: [اَللّٰهُمَّ! رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ...... وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ] ''اے اللہ! اے ساتوں آسمانوں کے مالک! اے عرشِ عظیم کے مالک! اے ہمارے رب اور ہر چیز کے رب! اے تورات' انجیل اور قرآن عظیم کے نازل کرنے والے! تو اوّل ہے' تجھ سے پہلے کچھ نہیں تھا۔ تو آخر ہے' تیرے بعد کچھ نہیں۔ تو ظاہر ہے' تجھ سے اوپر کچھ نہیں۔ تو باطن (پوشیدہ) ہے' تجھ سے

٣٨٣١ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب الدعاء عند النوم، ح: ٢٧١٣/ ٦٣ عن ابن أبي شيبة به.

پوشیدہ تر کچھ نہیں۔ ہمارا قرض ادا فرما اور فقر سے (نجات دے کر) ہمیں غنی کر دے۔"

**فوائد و مسائل:** ① اللہ کا ذکر دنیا کے مال سے بہتر ہے۔ ② اللہ تعالیٰ اول و آخر ہے۔ وقت مخلوقات پر اثر انداز ہوتا ہے، خالق پر نہیں، اس کے لیے سب زمانے برابر ہیں۔ ③ اللہ تعالیٰ سب سے بلند و بالا اور سب پر غالب ہے، اور اس کی قدرت مخلوق کے ہر ذرے پر محیط ہے اور علم و قدرت کے لحاظ سے وہ سب سے قریب ہے۔ ④ اللہ تعالیٰ سے اس کی صفات کے وسیلے سے دعا کرنی چاہیے۔ ⑤ فقر و غنا اللہ کے ہاتھ میں ہے، لہٰذا قرض و فقر سے نجات کے لیے مسنون دعا کے ذریعے سے اللہ کی مدد حاصل کرنی چاہیے۔

٣٨٣٢- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدٰى [وَالتُّقٰى] وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى».

٣٨٣٢- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى] "اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی اور استغنا کا سوال کرتا ہوں۔"

**فوائد و مسائل:** ① اللہ تعالیٰ ہی ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھنے والا ہے۔ ② یہ دعا کئی طرح کے شرور سے حفاظت کا سوال ہے۔ ہدایت گمراہی سے، تقویٰ گناہ سے، عفاف و عفت غیر شریفانہ عادتوں اور بے حیائی سے، غنائے قلب طمع اور بخل سے اور غنائے ظاہری دنیوی ضروریات کے لیے کسی کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے سے حفاظت کا باعث ہے۔

٣٨٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي. وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي. وَزِدْنِي

٣٨٣٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي، وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي، وَزِدْنِي عِلْمًا. وَالْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، وَأَعُوذُبِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ] "اے اللہ! تو نے مجھے جو علم دیا ہے

---

٣٨٣٢ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب في الأدعية، ح: ٢٧٢١/ ٧٢ عن ابن بشار به.

٣٨٣٣ـ [ضعيف] تقدم، ح: ٢٥١.

عِلْمًا . وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ . وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ» .

اس سے مجھے فائدہ دے اور مجھے وہ علم عطا فرما جو مجھے فائدہ دے اور میرے علم میں اضافہ فرما۔ ہر حال میں اللہ کی تعریف ہے اور میں آگ کے عذاب سے اللہ کی پناہ کا طالب ہوں۔''

فائدہ: یہ حدیث مقدمہ کے باب ۲۳ میں گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث: ۲۵۱۔

٣٨٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ: «اَللّٰهُمَّ! ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِينِكَ» فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! تَخَافُ عَلَيْنَا؟ وَقَدْ آمَنَّا بِكَ وَصَدَّقْنَاكَ بِمَا جِئْتَ بِهِ. فَقَالَ: «إِنَّ الْقُلُوبَ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ، عَزَّ وَجَلَّ، يُقَلِّبُهَا» .

۳۸۳۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ کثرت سے فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِينِكَ] ''اے اللہ! میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھ۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو ہمارے بارے میں (گمراہ ہونے کا) خطرہ ہے؟ حالانکہ ہم آپ پر ایمان لا چکے ہیں اور جو کچھ (ایمان و عمل کے احکام) آپ لائے ہیں' ان کو سچ مانتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں' وہ انھیں تبدیل کرتا رہتا ہے۔''



وَأَشَارَ الْأَعْمَشُ بِإِصْبَعَيْهِ .

امام اعمش رحمہ اللہ نے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے دو انگلیوں سے اشارہ کیا۔

فوائد و مسائل: ① ہدایت مل جانے پر اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ ② موجودہ دور میں نئے نئے فتنے سامنے آ رہے ہیں۔ باطل کو مزین کر کے پیش کیا جا رہا ہے' قرآن و حدیث کی نصوص کو غلط تاویلوں کے ذریعے سے غلط موقف کی تائید میں پیش کیا جا رہا ہے۔ ان حالات میں نہ صرف عوام کو بلکہ علماء کو بھی اللہ سے مدد مانگتے رہنے کی ضرورت ہے۔ ③ ہدایت و ضلالت اللہ کے ہاتھ میں ہے' لہٰذا ہدایت

---

٣٨٣٤ـ [حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٦٨٣ عن الأعمش عن يزيد الرقاشي، وأبي سفيان عن أنس به، وقال الترمذي، ح: ٢١٤٠ "حسن صحيح"، وله شواهد، منها ما أخرجه الترمذي، ح: ٣٥٢٢ بإسناد حسن عن أم سلمة به نحو المعنى، وقال: "هٰذا حديث حسن" .

کی درخواست اسی سے کرنی چاہیے۔ ④ قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ اور انگلیوں وغیرہ کے جو الفاظ آئے ہیں' ان پر ایمان رکھنا چاہیے لیکن ان کی حقیقت سے صرف اللہ ہی باخبر ہے۔

٣٨٣٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي . قَالَ : «قُلِ : اللَّهُمَّ! إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ . فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي . إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ» .

٣٨٣٥- حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے روایت ہے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ مجھے کوئی دعا سکھائیں جو میں نماز میں مانگا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آپ یوں کہا کریں: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَّلَا يَغْفِرُالذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ' فَاغْفِرْلِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ] ''اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا۔ اپنے پاس سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحمت فرما۔ بلاشبہ تو ہی بہت بخشنے والا' نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① نماز میں سلام سے پہلے خوب دعائیں مانگنی چاہئیں۔ ② گناہوں کی بخشش کے لیے دعا کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ ③ دعائے مغفرت کے لیے ضروری نہیں کہ کوئی گناہ سرزد ہوا ہو۔

٣٨٣٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ أَبِي مَرْزُوقٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ : خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى عَصًا . فَلَمَّا رَأَيْنَاهُ قُمْنَا . فَقَالَ : «لَا تَفْعَلُوا كَمَا يَفْعَلُ أَهْلُ فَارِسَ بِعُظَمَائِهَا»

٣٨٣٦- حضرت ابو امامہ باہلی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اپنے عصا کے سہارے ہمارے پاس تشریف لائے۔ جب ہم نے آپ کو دیکھا تو (احتراماً) کھڑے ہوگئے۔ آپ نے فرمایا: ''اس طرح نہ کرو جس طرح فارسی لوگ اپنے سرداروں کے ساتھ کرتے ہیں۔'' ہم نے کہا: اے اللہ

---

٣٨٣٥ـ أخرجه البخاري، الأذان، باب الدعاء قبل السلام، ح : ٨٣٤ من حديث الليث به، ومسلم، الذكر والدعاء، باب الدعوات والتعوذ، ح : ٢٧٠٥/ ٤٨ عن ابن رمح به .

٣٨٣٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب الرجل يقوم للرجل يعظمه بذلك، ح : ٥٢٣٠ من حديث مسعر به * أبومرزوق لين، ولبعض الحديث شواهد عند مسلم وغيره .

قُلْنَا : يَارَسُولَ اللهِ! لَوْ دَعَوْتَ اللهَ لَنَا قَالَ : «اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ، وَارْضَ عَنَّا ، وَتَقَبَّلْ مِنَّا ، وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ ، وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ ، وَأَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهُ» .

کے رسول! آپ ہمارے لیے دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: [اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا، وَارْضَ عَنَّا، وَتَقَبَّلْ مِنَّا، وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ، وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ، وَأَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهٗ] ''اے اللہ! ہماری مغفرت فرما، ہم پر رحمت فرما، ہم سے راضی ہوجا، ہماری دعائیں قبول فرما، ہمیں جنت میں داخل فرما، ہمیں جہنم سے نجات دے اور ہمارے سارے کام سنوار دے۔''

قَالَ : فَكَأَنَّمَا أَحْبَبْنَا أَنْ يَزِيدَنَا ، فَقَالَ : «أَوَلَيْسَ قَدْ جَمَعْتُ لَكُمُ الْأَمْرَ؟» .

ہم نے مزید دعا کے لیے خواہش کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا: ''کیا میں نے تمھارے لیے سب کچھ جمع نہیں کر دیا؟''

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم دیگر صحیح احادیث سے احتراماً کھڑے ہونے کی ممانعت ثابت ہے، جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے تحقیق وتخریج میں لکھا ہے کہ مذکورہ روایت کے بعض حصے کے شواہد صحیح مسلم میں ہیں۔ مذکورہ روایت کی سندی بحث اور دیگر شواہد کی تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٣٦/ ٥١٥-٥١٨)

٣٨٣٧- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ : أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ ، عَنْ أَخِيهِ عَبَّادِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ : كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ : «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْأَرْبَعِ : مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ» .

٣٨٣٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْأَرْبَعِ: مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ] ''اے اللہ! میں چار چیزوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں: اس علم سے جو فائدہ نہ دے، اس دل سے جس میں عاجزی نہ ہو، اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو سنی نہ جائے۔''

٣٨٣٧_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستعاذة، ح: ١٥٤٨ من حديث الليث به، وصححه الحاكم: ١/ ١٠٤، ٥٣٤، ووافقه الذهبي.

فائدہ: اس میں علم پر عمل کی توفیق' تقویٰ اور قناعت کی دعا ہے اور دعا کی قبولیت کی درخواست بھی۔ مومن کو اپنے اندر یہ صفات پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اللہ سے اچھی امیدیں رکھنی چاہئیں۔

(المعجم ٣) - **بَابُ مَا تَعَوَّذَ مِنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ** (التحفة ٣)

**٣٨٣٨- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، كَانَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ. وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ. وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ. وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ. اَللّٰهُمَّ! اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ. وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ. وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ».

باب: ٣- رسول اللہ ﷺ نے جن چیزوں سے پناہ مانگی ہے

**٣٨٣٨-** حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ ...... وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ] ''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں (جہنم کی) آگ کی آزمائش اور (جہنم کی) آگ کے عذاب سے' قبر کی آزمائش اور قبر کے عذاب سے' دولت کی آزمائش کے شر سے اور مفلسی کی آزمائش کے شر سے اور مسیح دجّال کی آزمائش کے شر سے۔ اے اللہ! میری غلطیوں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو ڈال، اور میرے دل کو گناہوں سے اسی طرح پاک کر دے جس طرح تو سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کر دیتا ہے۔ میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اسی طرح دوری کر دے جس طرح تو نے مشرق اور مغرب کو ایک دوسرے سے دور کر دیا ہے۔ یا اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں سستی سے' انتہائی بڑھاپے سے' گناہ اور تاوان سے۔''

فوائد و مسائل: ① جہنم کی آزمائش اور قبر کی آزمائش سے مراد وہ گناہ ہیں جو جہنم میں لے جاتے ہیں یا عذاب قبر کا باعث بنتے ہیں۔ ② دولت کا فتنہ یہ ہے کہ انسان مغرور ہو کر ظلم کرنے لگے یا حق کو تسلیم کرنے سے انکار کرے یا مال کو گناہ کے کاموں میں خرچ کرے۔ ایسا شخص اس آزمائش میں ناکام ہوا جو اللہ نے دولت

**٣٨٣٨ـ** أخرجه البخاري، الدعوات، باب الاستعاذة من أرذل العمر . . . الخ، ح: ٦٣٧٥ من حديث هشام به، ومسلم، الذكر والدعاء، باب التعوذ من شر الفتن وغيرها، ح: ٥٨٩ بعد، حديث: ٢٧٠٥ عن ابن أبي شيبة به.

دے کر کی۔ ③ مفلسی کا فتنہ اور آزمائش یہ ہے کہ انسان روزی کمانے کے حرام طریقے اختیار کرے یا دل میں اللہ پر ناراض ہو یا زبان سے اللہ کا شکوہ کرے۔ ایسا شخص مفلسی کے امتحان میں ناکام ہے۔ ④ مسیح دجال ایک خاص شخص ہے جو قیامت کے قریب ظاہر ہوگا اور خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ جو شخص اس کا ساتھ دے گا اسے دنیا کے مال کی فراوانی اور راحت حاصل ہوگی' جو اس کے دعوے کو سچ ماننے سے انکار کرے گا اس پر مصیبتیں آئیں گی اور مال و دولت سے محروم ہو جائے گا۔ بہت سے لوگ دولت کے لالچ میں یا مفلسی کے ڈر سے اس کے ساتھی بن جائیں گے اور ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ بہت سے لوگ اس کے عجیب و غریب شعبدے دیکھ کر اس کے دعوے کو سچ مان لیں گے' اس لیے نبی ﷺ نے تفصیل سے اس کے بارے میں بیان کیا ہے تاکہ مومن اپنا ایمان محفوظ رکھ سکیں۔ آخر کار وہ سچے مسیح' یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں فلسطین کے ملک میں لُد کے مقام پر قتل ہوگا۔ ⑤ غلطیوں اور گناہوں کا تعلق جہنم کی آگ سے ہے' اس لیے انھیں آگ سے تشبیہ دے کر پانی اور برف سے دھونے کی دعا کی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دل کو گناہوں سے پاک صاف کر کے اطمینان اور سکینت کی ٹھنڈک عطا فرما دے۔ ⑥ سستی انسان کو بہت سی نیکیوں اور دنیا و آخرت کے فوائد سے محروم کر دیتی ہے۔ مومن کو نیکی کے معاملے میں ہوشیار ہونا چاہیے۔ ⑦ انتہائی بڑھاپے سے عمر کا وہ حصہ مراد ہے جب انسان دوسروں کا محتاج ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس کی ہر قوت کمزور ہو جاتی ہے' اس لیے وہ پہلے کی طرح نیکیاں نہیں کر سکتا۔ ⑧ تاوان سے مراد کسی ایسی ادائیگی کا لازم ہونا ہے جو ناگوار اور مشکل ہو' مثلاً: غیر ارادی طور پر کسی کا نقصان ہو جائے اور وہ نقصان پورا کرنا پڑے یا غیر ارادی طور پر قتل ہو جائے جس کا خون بہا دینا پڑے یا کسی جرم کا ارتکاب ہو جائے اور اس کا جرمانہ ادا کرنا پڑے۔ دعا میں ایسی تمام صورتوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔

**٣٨٣٩-** حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ هِلَالٍ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ دُعَاءٍ كَانَ يَدْعُو بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَقَالَتْ: كَانَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ».

**٣٨٣٩-** حضرت فروہ بن نوفل اشجعی رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی دعا کے بارے میں سوال کیا' جو آپ مانگتے رہے ہوں۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ، وَمِنْ شَرِّ مَالَمْ أَعْمَلْ] ''اے اللہ! میں اس عمل کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو میں نے کیا اور اس عمل کے شر سے بھی جو میں نے نہیں کیا۔''

---

**٣٨٣٩ـ** أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب في الأدعية، ح: ٢٧١٦/ ٦٥ عن ابن أبي شيبة به.

فائدہ: غلطی دو طرح کی ہوتی ہے: ایک یہ کہ جو کام نہیں کرنا چاہیے تھا وہ کر دیا' دوسرے یہ کہ جو کام کرنا چاہیے تھا وہ نہیں کیا۔ دونوں طرح کی غلطی کے دنیوی نقصانات بھی ہوتے ہیں اور اخروی نقصانات بھی۔ اس دعا میں دونوں طرح کی غلطیوں کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔

٣٨٤٠- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ : حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ سُلَيْمٍ : حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ الْخَرَّاطُ عَنْ كُرَيْبٍ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا هٰذَا الدُّعَاءَ، كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ».

٣٨٤٠- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں یہ دعا اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن مجید کی سورت سکھاتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ...... مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ] ''اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں' اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ کا طالب ہوں' اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں' اور تجھ سے زندگی اور موت کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں۔''

فوائد و مسائل: ① مسنون دعائیں کوشش اور اہتمام سے سیکھنا اور سکھانا ضروری ہیں۔ ② قبر کا عذاب حق ہے۔ اس پر ایمان رکھنا فرض ہے۔ اور ان تمام کاموں سے اجتناب ضروری ہے جو عذاب قبر کا باعث بنتے ہیں' مثلاً: ایک شخص کی بات دوسرے کو بتا کر ان میں لڑائی کرا دینا یا جسم اور لباس کو پیشاب کے چھینٹوں سے بچانے کے لیے مناسب احتیاط نہ کرنا' وغیرہ۔

٣٨٤١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَـى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، ذَاتَ لَيْلَةٍ، مِنْ فِرَاشِهِ. فَالْتَمَسْتُهُ. فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى

٣٨٤١- ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے بستر پر نہ پایا' چنانچہ میں نے (اندھیرے میں ٹٹول کر) تلاش کیا تو میرا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے قدموں کے تلووں پر پڑا جو کھڑے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نماز کی جگہ میں (سر بسجود) تھے اور

---

٣٨٤٠- [إسناده حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح:٦٩٤ عن إبراهيم بن المنذر به، وحسنه البوصيري، وللحديث شواهد كثيرة.

٣٨٤١- أخرجه مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟ ح: ٤٨٦/ ٢٢٢ عن ابن أبي شيبة به.

بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ. وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ، وَهُوَ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ. وَبِمُعَافَاتِكَ عَنْ عُقُوبَتِكَ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ. لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ. أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ».

فرمارہے تھے:[اَللّٰهُمَّ! إِنِّي...... أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ] ''اے اللہ! میں تیری ناراضی سے تیری خوشنودی کی پناہ میں آتا ہوں۔ تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں۔ اور تجھ سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری پوری طرح تعریف نہیں کرسکتا۔ تو ویسے ہی ہے جیسے تو نے اپنی تعریف خود فرمائی۔''

فوائد و مسائل: ① نماز تہجد بڑا افضل عمل ہے کیونکہ اس میں اللہ کے سامنے عجز و انکسار کا زیادہ اظہار ہوسکتا ہے۔ ② سجدہ نماز کا اہم رکن ہے لہٰذا نفلی نماز میں سجدے کی حالت میں خوب دعا مانگنی چاہیے۔ ③ اللہ کی صفات کا ذکر کرکے پناہ مانگنا درست ہے کیونکہ وہ اللہ سے پناہ مانگنے میں شامل ہے۔ ④ ''تجھ سے تیری پناہ'' کا مطلب یہ ہے کہ تیرے عتاب اور غضب سے مجھے کوئی نہیں بچا سکتا۔ صرف تو ہی رحمت کرکے معاف کردے تو میں تیرے عذاب سے بچ سکتا ہوں۔ ⑤ انسان اللہ کی تعریف کما حقہ کرنے سے عاجز ہے۔ اس بات کا اقرار کرنا بھی اس کی عظمت کا اعتراف ہے۔



٣٨٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ مُصْعَبٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عِيَاضٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ. وَأَنْ تَظْلِمَ أَوْ تُظْلَمَ».

٣٨٤٢- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فقر، قلت، ذلت، ظلم کرنے اور مظلوم ہونے سے اللہ کی پناہ مانگو۔''

فائدہ: ان چیزوں سے پناہ مانگنے کے لیے اس طرح دعا کریں: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَأَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ]

٣٨٤٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

٣٨٤٣- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے

---

٣٨٤٢ـ [صحيح] أخرجه النسائي، الاستعاذة، باب الاستعاذة من الذلة، ح: ٥٤٦٣، ٥٤٦٥، ٥٤٦٦ من حديث الأوزاعي به، وصححه الحاكم: ١/ ٥٣١، والذهبي، وله شاهد عند النسائي، وابن حبان، ح: ٢٤٤٣، والحاكم: ١/ ٥٤١.

٣٨٤٣ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ٩/ ١٢٢، ١٠/ ١٨٥ عن وكيع به، وصححه البوصيري، وحسنه الهيثمي في المجمع: ٢/ ١٨٢، وله شاهد، قال الهيثمي: ١٠/ ١٨٢، "رواه الطبراني في الأوسط، وإسناده حسن".

وَكِيعٌ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَلُوا اللهَ عِلْمًا نَافِعًا، وَتَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے نفع بخش علم مانگو اور فائدہ نہ دینے والے علم سے اللہ کی پناہ مانگو۔''

فائدہ: اس مقصد کے لیے اس طرح دعا کریں: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ] ''اے اللہ! میں تجھ سے نفع بخش علم مانگتا (یا مانگتی) ہوں اور فائدہ نہ دینے والے علم سے تیری پناہ مانگتا (یا مانگتی) ہوں۔''

٣٨٤٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَأَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ.

۳۸۴۴- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بزدلی، بخل، انتہائی بڑھاپے اور لاچاری کی عمر، عذاب قبر اور سینے کے فتنے سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

قَالَ وَكِيعٌ: يَعْنِي الرَّجُلَ يَمُوتُ عَلَى فِتْنَةٍ، لَا يَسْتَغْفِرُ اللهَ مِنْهَا.

امام وکیع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: سینے (اور دل) کے فتنے سے مراد یہ ہے کہ آدمی فتنے میں مبتلا ہو کر فوت ہو جائے اور اس نے اللہ سے (بچنے کے لیے) اس سے معافی نہ مانگی ہو۔

فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کا ایک شاہد الفاظ کے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ صحیح ابن خزیمہ میں صحیح سند سے مروی ہے۔ دیکھیے تحقیق و تخریج حدیث ہذا۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱/۲۹۰، ۲۹۱، و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد، حديث: ۳۸۴۴)

## (المعجم ٤) - بَابُ الْجَوَامِعِ مِنَ الدُّعَاءِ (التحفة ٤)

## باب: ۴- جامع دعائیں

٣٨٤٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستعاذة، ح: ١٥٣٩ من حديث وكيع به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٤٥، والحاكم: ١/ ٥٣٠ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي * أبوإسحاق عنعن، وله طرق، كلها ضعيفة، وله شاهد عند ابن خزيمة، ح: ٧٤٦ وغيره بمتن آخر باختلاف يسير، وإسناده صحيح.

٣٨٤٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ : أَنْبَأَنَا أَبُو مَالِكٍ، سَعْدُ بْنُ طَارِقٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ، وَقَدْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ : يَارَسُولَ اللهِ! كَيْفَ أَقُولُ حِينَ أَسْأَلُ رَبِّي؟ قَالَ : «قُلِ : اللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي» وَجَمَعَ أَصَابِعَهُ الْأَرْبَعَ إِلَّا الْإِبْهَامَ : «فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ يَجْمَعْنَ لَكَ دِينَكَ وَدُنْيَاكَ».

۳۸۴۵- حضرت طارق بن اَشْیَم اَشجعی ؓ سے روایت ہے انھوں نے نبی ﷺ سے سنا جب کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب میں اپنے رب سے سوال کروں تو کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اس طرح کہہ: [اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي] ''یا اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم کر، مجھے عافیت دے اور مجھے رزق دے۔'' اور نبی ﷺ نے (یہ فرماتے ہوئے) انگوٹھے کے سوا چاروں انگلیاں اکٹھی کیں (چار کا اشارہ کیا) اور فرمایا: ''یہ کلمات تیرے لیے تیرے دین اور تیری دنیا (کی بھلائیاں) سمیٹے ہوئے ہیں۔''

**فوائد و مسائل:** ① دنیا میں اگر کسی کو بیماری اور مصیبت سے عافیت اور کھلا رزق مل گیا تو گویا اسے دنیا کی ساری نعمتیں مل گئیں، اور آخرت میں اگر گناہ معاف ہو گئے تو گویا آخرت کی ساری نعمتیں مل گئیں۔ رحمت ایسی چیز ہے جس پر دنیا اور آخرت کی سب نعمتوں کا دارو مدار ہے۔ اس لحاظ سے یہ انتہائی جامع دعا ہے۔ ② اشارہ کرنے سے بات اچھی طرح سمجھ میں آتی اور ذہن نشین ہوتی ہے۔

٣٨٤٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَفَّانُ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ : أَخْبَرَنِي جَبْرُ بْنُ حَبِيبٍ، عَنْ أُمِّ كُلْثُومِ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَّمَهَا هٰذَا الدُّعَاءَ : «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ، عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَلِمْتُ

۳۸۴۶- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے انھیں یہ دعا سکھائی: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ ...... خَيْرًا] ''اے اللہ! میں تجھ سے ہر قسم کی خیر مانگتا ہوں، جلدی ملنے والی اور دیر سے ملنے والی (یا دنیا کی اور آخرت کی)، وہ بھی جس کا مجھے علم ہے اور وہ بھی جس کا مجھے علم نہیں۔ اے اللہ! میں ہر قسم کے

٣٨٤٥ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء، ح: ٢٦٩٧/ ٣٤، ٣٦ من حديث أبي مالك به.

٣٨٤٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٣، ١٤٧ عن عفان به، ورواه شعبة، أحمد: ٦/ ١٤٦، ١٤٧، والجريري، والبخاري في الأدب المفرد، ح: ٦٣٩ عن جبر به * وأم كلثوم ثقة كما في التقريب.

مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ، عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ، مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ. اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَاسَأَلَكَ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِهِ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ. اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ. وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ. وَأَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ، قَضَيْتَهُ لِي، خَيْرًا».

شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں' جلدی آنے والے سے بھی' اور دیر سے آنے والے سے بھی (یا دنیا و آخرت کے شر سے)' جس کا مجھے علم ہے' اس سے بھی اور جس کا مجھے علم نہیں' اس سے بھی۔ یا اللہ! میں تجھ سے وہ خیر مانگتا ہوں جو تجھ سے تیرے بندے اور تیرے نبی (محمد ﷺ) نے مانگی ہے۔ اور میں اس شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جس شر سے تیرے بندے اور تیرے نبی (محمد ﷺ) نے پناہ مانگی ہے۔ یا اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور ہر اس قول و عمل (کی توفیق) کا سوال کرتا ہوں جو اس سے قریب کرے۔ اور میں (جہنم کی) آگ سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور ہر اس قول و عمل سے پناہ مانگتا ہوں جو اس (جہنم) سے قریب کرے۔ اور میں یہ سوال کرتا ہوں کہ تو جو بھی فیصلہ کرے اسے میرے لیے بہتر (یا خیر کا باعث) بنا دے۔"



فوائد و مسائل: ① یہ دعا ایسی جامع دعا ہے جس میں دنیا اور آخرت کی ہر جسمانی اور روحانی بھلائی شامل ہے۔ اور دنیا و آخرت کی ہر جسمانی اور روحانی تکلیف' مصیبت' شر اور پریشانی سے پناہ کی دعا موجود ہے۔ ② اس میں ہر نیکی کی توفیق اور ہر چھوٹے بڑے گناہ سے حفاظت کی دعا ہے۔ ③ اس میں ہدایت کی دعا اور گمراہی سے بچاؤ کی دعا بھی ہے۔ ④ اس میں قولی اور عملی دونوں طرح کی نیکیوں کی توفیق اور دونوں طرح کی غلطیوں اور گناہوں سے حفاظت کی دعا ہے۔ ⑤ اس میں اللہ کے فیصلوں اور تقدیر پر راضی رہنے کی توفیق کی دعا ہے' اور رضا بالقضا کی توفیق مل جانا بڑی سعادت ہے۔

٣٨٤٧- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، لِرَجُلٍ: «مَا تَقُولُ فِي

۳۸۴۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے پوچھا: "تم نماز میں کیا پڑھتے ہو؟" اس نے کہا: میں تشہد (التحیات) پڑھتا ہوں' پھر اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور

---

٣٨٤٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٩١٠.

الصَّلَاةِ؟» قَالَ: أَتَشَهَّدُ ثُمَّ أَسْأَلُ اللهَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِهِ مِنَ النَّارِ. أَمَا وَاللهِ مَا أُحْسِنُ دَنْدَنَتَكَ، وَلَا دَنْدَنَةَ مُعَاذٍ. قَالَ: «حَوْلَهُمَا نُدَنْدِنُ».

(جہنم کی) آگ سے اس کی پناہ مانگتا ہوں۔ قسم ہے اللہ کی! مجھے آپ جیسی یا حضرت معاذ ؓ جیسی گنگناہٹ نہیں آتی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہم بھی انھی (دونوں) کے بارے میں گنگناتے (سوال کرتے) ہیں۔''

فوائد و مسائل: ① تشہد میں سلام پھیرنے سے پہلے دنیا اور آخرت کی ضرورت کی کوئی بھی دعا مانگی جا سکتی ہے۔ اس مقصد کے لیے قرآن اور حدیث کی کوئی مناسب دعا پڑھی جا سکتی ہے۔ ② استاد یا عالم کو اپنے شاگردوں اور مقتدیوں کے حالات سے باخبر رہنا چاہیے تاکہ ان کی رہنمائی ان کے حالات اور ضرورت کے مطابق کی جا سکے۔ ③ اگر مقتدی کبھی بے تکلفی کا لہجہ اختیار کرے تو عالم کو برا نہیں منانا چاہیے۔ ④ جنت کا حصول اور جہنم سے بچاؤ عبادات کا اہم ترین مقصد ہے' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہماری لمبی چوڑی دعاؤں کا مقصد بھی یہی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے سنن ابن ماجہ ہی کی حدیث: ۹۱۰ کے فوائد و مسائل ملاحظہ فرمائیں۔



## (المعجم ٥) - بَابُ الدُّعَاءِ بِالْعَفْوِ وَالْعَافِيَةِ (التحفة ٥)

## باب:۵- معافی اور عافیت کی دعا

٣٨٤٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «سَلْ رَبَّكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ، فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ» ثُمَّ أَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «سَلْ رَبَّكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ، فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ». ثُمَّ أَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ،

۳۸۴۸- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون سی دعا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے رب سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کر۔'' پھر وہ آدمی آپ کے پاس دوسرے دن حاضر خدمت ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی دعا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے رب سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کر۔'' پھر وہ تیسرے دن حاضر خدمت ہوا اور کہا: اے اللہ کے نبی! کون سی دعا افضل ہے؟ آپ ﷺ نے

٣٨٤٨_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [في فضل سؤال العافية والمعافاة]، ح: ٣٥١٢ من حديث سلمة بن وردان به، وقال: "حسن غريب" * وسلمة ضعيف كما في التقريب وغيره.

فَقَالَ: يَانَبِيَّ اللهِ! أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «سَلْ رَبَّكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. فَإِذَا أُعْطِيتَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ، فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَقَدْ أَفْلَحْتَ».

فرمایا: ''اپنے رب سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کر۔ جب تجھے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت مل جائے گی تو یقیناً تو کامیاب ہو جائے گا۔''

**٣٨٤٩- حَدَّثَنَا** أَبُوبَكْرٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ شُعْبَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَ بْنَ عَامِرٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَوْسَطَ [ابْنِ إِسْمَاعِيلَ] الْبَجَلِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرٍ، حِينَ قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فِي مَقَامِي هٰذَا، عَامَ الْأَوَّلِ. ثُمَّ بَكٰى أَبُوبَكْرٍ ثُمَّ قَالَ: «عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ. فَإِنَّهُ مَعَ الْبِرِّ. وَهُمَا فِي الْجَنَّةِ. وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ. فَإِنَّهُ مَعَ الْفُجُورِ. وَهُمَا فِي النَّارِ. وَسَلُوا اللهَ الْمُعَافَاةَ. فَإِنَّهُ لَمْ يُؤْتَ أَحَدٌ، بَعْدَ الْيَقِينِ، خَيْرًا مِنَ الْمُعَافَاةِ. وَلَا تَحَاسَدُوا. وَلَا تَبَاغَضُوا. وَلَا تَقَاطَعُوا. وَلَا تَدَابَرُوا. وَكُونُوا، عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا».

**۳۸۴۹- حضرت** اوسط بن اسماعیل بَجَلی رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا: گزشتہ سال رسول اللہ ﷺ اسی مقام پر کھڑے ہوئے جہاں میں کھڑا ہوں۔ پھر (یہ کہہ کر) ابوبکر اشکبار ہو گئے۔ (اور فرمایا:) پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''سچ اختیار کرو' وہ نیکی کے ساتھ ہوتا ہے' اور وہ دونوں (سچ اور نیکی اور انھیں اختیار کرنے والے) جنت میں ہوں گے۔ اور جھوٹ سے بچ کر رہو' وہ گناہ کے ساتھ ہوتا ہے' اور وہ دونوں (جھوٹ اور گناہ اور انھیں اختیار کرنے والے) جہنم میں ہوں گے۔ اور اللہ سے عافیت کا سوال کرو۔ کسی کو یقین (اور ایمان) کے بعد عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں مل سکتی۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو۔ ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔''

**فوائد و مسائل:** ① ہر نیکی کا سچ سے تعلق ہے' اس لیے سچ پر قائم رہنے والے اور ہمیشہ سچ بولنے والے کو ہر نیکی کی توفیق مل سکتی ہے۔ ② گناہ کا تعلق جھوٹ سے ہے' اس لیے جھوٹ بولنے والے سے کسی بھی گناہ کی توقع کی جا سکتی ہے۔ ③ ہمیشہ سچ بولنے والا اور جھوٹ سے ہمیشہ پرہیز کرنے والا جنت میں جائے گا۔ اور جو شخص

---

**٣٨٤٩ـ [إسناده صحيح]** أخرجه أحمد: ١/ ٣، ٥، ٧، والنسائي في عمل اليوم والليلة من الكبرٰى من حديث شعبة به، وللحديث طرق كثيرة، وهو مخرج في مسند الحميدي: (٢) بتحقيقي.

جھوٹ کا عادی ہو' وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم کا مستحق ہوگا۔ ④ ایمان سب سے بڑی روحانی نعمت ہے اور عافیت سب سے بڑی دنیاوی نعمت ہے' لہٰذا اللہ سے ان کی دعا کرنی چاہیے۔ ⑤ حسد کا مطلب ہے کسی کی نعمت چھن جانے کی خواہش رکھنا۔ کافروں کی شکست اور ذلت کی خواہش رکھنا حسد نہیں۔ یہ چیز ان کے لیے اس لحاظ سے نعمت ہے کہ اس کی وجہ سے وہ اسلام کی طرف مائل ہو سکتے ہیں اور انھیں ہدایت نصیب ہو سکتی ہے۔ ⑥ مسلمانوں کا معمولی باتوں پر ایک دوسرے سے ناراض رہنا اچھا نہیں' البتہ کفر' شرک اور بدعت وغیرہ کی بنا پر نفرت رکھنا درست ہے۔ ⑦ قطع تعلقی' خاص طور پر رشتہ داروں کے درمیان تعلقات کا منقطع رہنا نامناسب ہے' البتہ کسی شرعی سبب سے ناراضی جائز ہے' بالخصوص جب یہ امید ہو کہ ناراضی کے اظہار کا اچھا اثر ہوگا اور غلطی کرنے والا اپنی اصلاح کر لے گا۔ ⑧ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ آپس میں قبیلے' برادری' علاقے' زبان اور پارٹی کی بنیاد پر لڑائی جھگڑا اسلام کے خلاف ہے بلکہ جاہلیت کا طریقہ ہے۔

٣٨٥٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ بُرَيْدَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ : يَارَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ وَافَقْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ، مَا أَدْعُو؟ قَالَ : «تَقُولِينَ : اللَّهُمَّ! إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ ، فَاعْفُ عَنِّي» .

٣٨٥٠- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر میں لیلۃ القدر پالوں تو کیا دعا مانگوں؟ آپ نے فرمایا: ''یوں کہنا: [اَللّٰهُمَّ! إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي] ''اے اللہ! تو بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے' تو معاف کرنا پسند کرتا ہے' لہٰذا مجھے معاف فرما دے۔''

فوائد و مسائل: ① جن راتوں میں شب قدر ہونے کا امکان ہوتا ہے' ان میں زیادہ دعا کرنی چاہیے۔ ② بندے کو سب سے زیادہ جس چیز کی ضرورت ہے وہ اللہ کی بارگاہ سے معافی کا حصول ہے۔

٣٨٥١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِيِّ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ زِيَادٍ الْعَدَوِيِّ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «مَا مِنْ

٣٨٥١- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ جو بھی دعا مانگتا ہے وہ اس دعا سے افضل نہیں ہوتی: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ] ''اے اللہ! میں تجھ

---

٣٨٥٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [في فضل سؤال العافية والمعافاة]، ح: ٣٥١٣ من حديث كهمس به، وقال: "حسن صحيح".

٣٨٥١ـ [إسناده ضعيف] وصححه البوصيري * قتادة عنعن، تقدم، ح: ١٧٥، وفي السند اختلاف، وله شاهد معنوي في مجمع الزوائد: ١٠/ ١٧٠، وقال: "رواه البزار ورجاله رجال الصحيح".

دَعْوَةٍ يَدْعُو بِهَا الْعَبْدُ، أَفْضَلَ مِنَ - اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ -».

سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔''

(المعجم ٦) - **بَاب: إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ** (التحفة ٦)

**باب:٦- دعا مانگتے وقت پہلے اپنے لیے دعا کرے**

**٣٨٥٢- حَدَّثَنَا** الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَرْحَمُنَا اللهُ، وَأَخَا عَادٍ».

٣٨٥٢- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہم پر اور قومِ عاد کی ہم نسب شخصیت (حضرت ہود علیہ السلام) پر رحم فرمائے۔''

(المعجم ٧) - **بَاب: يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ** (التحفة ٧)

**باب:٧- بندے کی دعا تب قبول ہوتی ہے جب جلد بازی نہ کرے**

**٣٨٥٣- حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ، مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَالَمْ يُعَجِّلْ» قِيلَ: وَكَيْفَ يُعَجِّلُ؟ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «يَقُولُ: قَدْ

٣٨٥٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ایک کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے جب تک کہ وہ جلد بازی نہ کرے۔'' عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ جلد بازی کس طرح کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ کہتا ہے: میں نے اللہ سے دعا کی لیکن اللہ نے میری دعا قبول نہیں کی۔''

---

**٣٨٥٢ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه السمعاني في أدب الإملاء والاستملاء، ص: ١٠٨ من حديث سفيان الثوري عن أبي إسحاق الشيباني به، وصححه البوصيري، وفيه عنعنة سفيان، تقدم، ح: ١٦٢، وله شاهد مرسل ضعيف عند ابن أبي شيبة: ١٠/ ٢٢٠، ومسلم في صحيحه، ح: ٢٣٨٠/ ١٧٢، الفضائل، عن أبي بن كعب رفعه: "رحمة الله علينا وعلى أخي كذا"، والأخ هو موسى عليه الصلاة والسلام.

**٣٨٥٣ـ** أخرجه البخاري، الدعوات، باب ما يستجاب للعبد مالم يعجل ... الخ، ح: ٦٣٤٠، ومسلم، **الذكر والدعاء**، باب بيان أنه يستجاب للداعي ما لم يعجل، ح: ٢٧٣٥/ ٩٠ من حديث مالك به، وهو في **الموطأ**: ١/ ٢١٣.

دَعَوْتُ اللهَ، فَلَمْ يَسْتَجِبِ اللهُ لِي».

فوائد و مسائل: ① دعا کی قبولیت میں تاخیر ہو تو دعا کرتے رہنا چاہیے۔ ممکن ہے اس تاخیر میں بندے کے لیے بہتری ہو۔ ② دعا مانگنا بہت بڑی نیکی اور عبادت ہے' لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ کسی حکمت کی بنا پر بندے کو اس کی مطلوبہ چیز نہ دے تو بار بار دعا کرنے سے دعا کا ثواب بڑھتا چلا جاتا ہے اور یہ خود ایک انعام ہے۔

(المعجم ٨) - **بَاب :لَا يَقُولُ الرَّجُلُ: اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ** (التحفة٨)

**باب:٨- یہ کہنا جائز نہیں: یا اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے**

**٣٨٥٤- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِي، إِنْ شِئْتَ. وَلْيَعْزِمْ فِي الْمَسْأَلَةِ. فَإِنَّ اللهَ لَا مُكْرِهَ لَهُ».

٣٨٥٤- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص یوں نہ کہے: یا اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو مجھے بخش دے۔ اسے چاہیے کہ پختہ امید کے ساتھ دعا مانگے کیونکہ اللہ کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی امید رکھتے ہوئے اپنی حاجت طلب کرنی چاہیے۔ ② یہ کہنا کہ ''اگر تو چاہے'' اللہ کے شایان شان نہیں' اس لیے ناپسندیدہ ہے کیونکہ سب کچھ دینے والا تو وہی ایک ہے اس سے تو اس عزم کے ساتھ مانگنا چاہیے کہ اگر تو میری دعا قبول نہیں کرے گا تو میرا تو تیرے سوا اور کوئی دَر ہی نہیں ہے' میں تیرا دَر چھوڑ کر کہاں جاؤں؟ بہرحال ایسے الفاظ ناپسندیدہ ہیں جن میں یقین کی بجائے مایوسی کا اظہار ہو۔ ③ یہ دعا کرنا درست ہے کہ اگر فلاں چیز میرے لیے بہتر ہے تو مجھے عطا فرما دے ورنہ وہ چیز عطا فرما دے جو میرے لیے بہتر ہو۔ دعائے استخارہ میں یہی دعا کی جاتی ہے۔

(المعجم ٩) - **بَابُ اسْمِ اللهِ الْأَعْظَمِ** (التحفة ٩)

**باب:٩- اللہ کا عظیم ترین نام (اسم اعظم)**

**٣٨٥٥- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى

٣٨٥٥- حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت

---

٣٨٥٤ـ **[صحيح]** أخرجه مالك: ١/ ٢١٣ عن أبي الزناد به، ومن طريقه أخرجه البخاري، الدعوات، ح: ٦٣٣٩، وللحديث طرق أخرى.

٣٨٥٥ـ **[إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الدعاء، ح: ١٤٩٦ من حديث عيسى به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ٣٤٧٨.

ابْنُ يُونُسَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اسْمُ اللهِ الْأَعْظَمُ، فِي هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ: ﴿وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ﴾ [البقرة:١٦٣] وَفَاتِحَةِ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا عظیم ترین نام (اسم اعظم) ان دو آیتوں میں ہے: ﴿وَالٰهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ ''تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جو نہایت مہربان' بے حد رحم کرنے والا ہے۔'' اور سورۂ آل عمران کے شروع میں (یعنی ﴿الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾

٣٨٥٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَلَاءِ، عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ: اسْمُ اللهِ الْأَعْظَمُ، الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ، فِي سُوَرٍ ثَلَاثٍ: الْبَقَرَةِ وَآلِ عِمْرَانَ وَطٰهٰ.

٣٨٥٦ - حضرت قاسم بن عبدالرحمٰن دمشقی رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: اللہ کا عظیم ترین نام (اسم اعظم) جس کے ساتھ اللہ سے دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے' تین سورتوں میں ہے: سورۂ بقرہ' سورۂ آل عمران اور سورۂ طٰہٰ میں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ [الدِّمَشْقِيُّ]: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعِيسَى بْنِ مُوسٰى. فَحَدَّثَنِي أَنَّهُ سَمِعَ غَيْلَانَ بْنَ أَنَسٍ يُحَدِّثُ عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا روایت اپنے استاد عبدالرحمٰن بن ابراہیم دمشقی رحمہ اللہ سے ایک دوسری سند سے نبی ﷺ سے مرفوع بھی اسی طرح بیان کی ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① اللہ تعالیٰ کے عظیم ترین نام (اسم اعظم) کے بارے میں امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے متعدد احادیث بیان کی ہیں کہ اس نام کے واسطے سے کی ہوئی دعا قبول ہوتی ہے۔ ② دعا کی قبولیت میں مسنون دعائیں پڑھنے کے ساتھ ساتھ دعا کرنے والے کی قلبی کیفیت کا بہت زیادہ دخل ہے۔ جس قدر اللہ سے امید ہو' اس کے آگے عجز وانکسار کا اظہار اور اس پر توکل زیادہ ہو' اور جس قدر دعا کے دوسرے آداب کو زیادہ ملحوظ رکھا جائے' قبولیت کا امکان اسی قدر زیادہ ہوتا ہے۔ ③ قبولیت دعا کے لیے ضروری ہے کہ کوئی رکاوٹ موجود نہ ہو' مثلاً: رزقِ حرام' بے توجہی سے دعا جو صرف زبان سے ادا ہوتی ہے دل متوجہ نہیں ہوتا' اللہ کی حمد وثنا اور

٣٨٥٦ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ٨/ ٢١٤، ٢١٥، ح: ٧٧٥٨ من حديث عبدالرحمٰن بن إبراهيم دحيم به، وله شاهد مرفوع عند الحاكم: ١/ ٥٠٦، والطبراني: ٨/ ٢٨٢، ح: ٧٩٢٥، وإسناده حسن.

نبی ﷺ پر درود نہ پڑھنا وغیرہ' اس صورت میں اسم اعظم کی وہ برکات ظاہر نہیں ہوتیں جن کی اس سے امید رکھی جاتی ہے۔ ④ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسم اعظم کے تعین میں چودہ اقوال ذکر کیے ہیں۔ دیکھیے: (فتح الباری: ۱۱/ ۲۶۸۔ ۲۶۹' حدیث: ۶۴۱۰) اسم اعظم والی جو آیات وادعیہ مختلف احادیث میں ذکر کی گئی ہیں' ان سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ غالباً کلمۂ توحید (لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ یا لَا إِلٰـهَ إِلَّا أَنْتَ) ہی اسم اعظم ہے۔ واللہ أعلم.

٣٨٥٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّكَ أَنْتَ اللهُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقَدْ سَأَلَ اللهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ، الَّذِي إِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى، وَإِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ».

۳۸۵۷- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے ایک آدمی کو یوں کہتے سنا: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ ...... أَحَدٌ] ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں' اس لیے کہ تو اللہ ہے' اکیلا ہے' بے نیاز ہے جس نے کسی کو جنم نہیں دیا ہے' اور نہ ہی اسے کسی نے جنم دیا' نہ اس کا کوئی ہم سر ہے۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص نے اللہ سے اس کے عظیم ترین نام (اسم اعظم) کے وسیلے سے سوال کیا ہے جس کے وسیلے سے جب اس سے مانگا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے اور جب اس کے وسیلے سے اس سے دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ①اس دعا میں اللہ تعالیٰ کی جن صفات کا ذکر کیا گیا ہے وہ سورۂ اخلاص میں ذکر کردہ صفات ہیں جو توحید کا جامع بیان ہونے کی وجہ سے لَا اِلٰه اِلاَّ اللّٰـه کے مفہوم پر بھی مشتمل ہیں۔ ②اللہ کے اسماء وصفات کے واسطے سے دعا کرنا قبولیت کا سبب ہے۔ ③ مخلوقات کے واسطے اور وسیلے سے سوال کرنا قرآن مجید اور صحیح احادیث سے ثابت نہیں' لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

٣٨٥٨- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا أَبُوخُزَيْمَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ

۳۸۵۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے ایک آدمی کو سنا' وہ

---

٣٨٥٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الدعاء، ح: ١٤٩٣ من حديث مالك بن مغول به، وقال الترمذي "حسن غريب"، ح: ٣٤٧٥، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٨٣، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٥٠٤، ووافقه الذهبي.

٣٨٥٨ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ١٢٠ عن وكيع به، وللحديث شواهد.

سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدَ. لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ. وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ. الْمَنَّانُ. بَدِيعُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ. ذُوالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. فَقَالَ: «لَقَدْ سَأَلَ اللهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ، الَّذِي إِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطٰى، وَإِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ».

کہہ رہا تھا: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ...... ذُوالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ] ''اے اللہ! میں تجھ سے اس وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ تعریف صرف تیرے لیے ہے۔ تجھ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ تو احسان کرنے والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کو بغیر مثال کے پیدا کرنے والا ہے۔ جلال وعزت والا ہے۔'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے اللہ سے اس کے عظیم ترین نام (اسم اعظم) کے واسطے سے سوال کیا ہے جس کے وسیلے سے مانگا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے اور جب اس کے وسیلے سے دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے۔''

٣٨٥٩ - حَدَّثَنَا أَبُويُوسُفَ الصَّيْدَلَانِيُّ، مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ الْفَزَارِيِّ، عَنْ أَبِي شَيْبَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ عُكَيْمٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الطَّاهِرِ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الْأَحَبِّ إِلَيْكَ، الَّذِي إِذَا دُعِيتَ بِهِ أَجَبْتَ. وَإِذَا سُئِلْتَ بِهِ أَعْطَيْتَ. وَإِذَا اسْتُرْحِمْتَ بِهِ رَحِمْتَ. وَإِذَا اسْتُفْرِجْتَ بِهِ فَرَّجْتَ».

٣٨٥٩- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرما رہے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ ......فَرَّجْتَ] ''یا اللہ! میں تجھ سے تیرے اس طاہر' طیب' برکت والے اور تجھے سب سے پیارے نام کے واسطے سے سوال کرتا ہوں جس کے وسیلے سے جب تجھ سے دعا کی جائے تو تو قبول فرماتا ہے' اور جب تجھ سے اس کے وسیلے سے کچھ مانگا جائے تو تو عطا فرماتا ہے' اور جب تجھ سے اس کے واسطے سے رحمت طلب کی جائے تو تو رحمت فرماتا ہے' اور جب تجھ سے اس کے واسطے سے پریشانی دور کرنے کی درخواست کی جائے تو تو پریشانی دور کرتا (اور مشکل کشائی فرماتا) ہے۔''

قَالَتْ: وَقَالَ، ذَاتَ يَوْمٍ: «يَا عَائِشَةُ! هَلْ

(بعد میں) ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٣٨٥٩- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري في أبي شيبة: "لم أر من جرحه ولا وثقه"، فهو علة الخبر.

عَلِمْتِ أَنَّ اللهَ قَدْ دَلَّنِي عَلَى الِاسْمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ؟» قَالَتْ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَعَلِّمْنِيهِ. قَالَ: «إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لَكِ، يَاعَائِشَةُ!» قَالَتْ: فَتَنَحَّيْتُ وَجَلَسْتُ سَاعَةً. ثُمَّ قُمْتُ فَقَبَّلْتُ رَأْسَهُ، ثُمَّ قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! عَلِّمْنِيهِ. قَالَ: «إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لَكِ، يَاعَائِشَةُ! أَنْ أُعَلِّمَكِ. إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لَكِ أَنْ تَسْأَلِينَ بِهِ شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا». قَالَتْ: فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ. ثُمَّ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ قُلْتُ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَدْعُوكَ اللهَ. وَأَدْعُوكَ الرَّحْمٰنَ. وَأَدْعُوكَ الْبَرَّ الرَّحِيمَ. وَأَدْعُوكَ بِأَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا، مَاعَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ. أَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي. قَالَتْ: فَاسْتَضْحَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّهُ لَفِي الْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَوْتِ بِهَا».

''اے عائشہ! تجھے پتہ ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ نام بتا دیا ہے جس کے واسطے سے جب اسے پکارا جائے تو وہ قبول فرماتا ہے؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے بھی سکھا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! وہ تیرے لیے مناسب نہیں۔'' انھوں نے کہا: میں کچھ دیر ایک طرف بیٹھی رہی' پھر میں اٹھی اور رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کو بوسہ دے کر عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے سکھا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! یہ بات تمھارے لیے مناسب نہیں کہ میں تمھیں وہ سکھاؤں۔ تمھارے لیے مناسب نہیں کہ اس کے وسیلے سے دنیا کی کوئی چیز مانگو۔'' ام المومنین ؓ نے کہا: میں نے اٹھ کر وضو کیا' پھر دو رکعت نماز پڑھی' پھر میں نے کہا: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَدْعُوكَ اللّٰهَ...... وَتَرْحَمَنِي] ''یا اللہ! میں تجھے اللہ کہتی ہوں' میں تجھے رحمان کے نام سے پکارتی ہوں' میں تجھے بَرٌّ رَّحیم پکارتی ہوں' میں تجھے تیرے تمام بہترین ناموں کا واسطہ دیتی ہوں جو نام مجھے معلوم ہیں اور جو معلوم نہیں (ان سب ناموں کا واسطہ دے کر دعا کرتی ہوں) کہ میری مغفرت فرما دے اور مجھ پر رحمت فرما دے۔'' حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں: پھر رسول اللہ ﷺ خوب ہنسے اور فرمایا: ''وہ انھی ناموں میں ہے جن کے وسیلے سے تو نے دعا کی ہے۔''

## (المعجم ١٠) - بَابُ أَسْمَاءِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ١٠)

## باب: ١٠- اللہ عزوجل کے ناموں کا بیان

٣٨٦٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِينَ اسْمًا. مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ».

٣٨٦٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ننانوے، یعنی ایک کم سو نام ہیں، جو انھیں شمار کرے گا، جنت میں داخل ہوجائے گا۔''

فائدہ: شمار کرنے کی تشریح مختلف انداز میں کی گئی ہے، مثلاً: اللہ سے دعا کرتے وقت سب نام لیے جائیں یا ان ناموں کے مطابق عملی زندگی اختیار کی جائے، مثلاً: اللہ کا نام ''رزاق'' ہے تو بندے کو چاہیے کہ رزق کے لیے اسی پر اعتماد کرے اور رزق حلال پر اکتفا کرے۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان صفات پر ایمان رکھنا مراد ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ۱۱/۲۷۰)

٣٨٦١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّنْعَانِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُنْذِرِ زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمِيمِيُّ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اِسْمًا. مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا. إِنَّهُ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ. مَنْ حَفِظَهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ. وَهِيَ: اللهُ، الْوَاحِدُ، الصَّمَدُ، الْأَوَّلُ، الْآخِرُ، الظَّاهِرُ، الْبَاطِنُ، الْخَالِقُ، الْبَارِئُ، الْمُصَوِّرُ، الْمَلِكُ، الْحَقُّ، السَّلَامُ، الْمُؤْمِنُ،

٣٨٦١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ننانوے، یعنی ایک کم سو نام ہیں۔ وہ اکیلا ہے اور طاق عدد کو پسند کرتا ہے۔ جو شخص انھیں یاد کرے گا، جنت میں داخل ہوگا۔ وہ یہ ہیں: [اَللّٰهُ] ''معبود'' [اَلْوَاحِدُ] ''ایک'' [اَلصَّمَدُ] ''بے نیاز'' [اَلْأَوَّلُ] ''سب سے پہلے موجود'' [اَلْآخِرُ] ''سب کے بعد رہنے والا'' [اَلظَّاهِرُ] ''اپنی قدرتوں کے لحاظ سے ظاہر'' [اَلْبَاطِنُ] ''اپنی حقیقت کے لحاظ سے پوشیدہ'' [اَلْخَالِقُ] ''پیدا کرنے والا'' [اَلْبَارِئُ] ''بنانے والا'' [اَلْمُصَوِّرُ] ''صورتیں بنانے والا'' [اَلْمَلِكُ] ''بادشاہ'' [اَلْحَقُّ] ''سچا'' [اَلسَّلَامُ]

٣٨٦٠_ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٠٣ من حديث محمد بن عمرو به، وتابعه الزهري في تاريخ بغداد: ٨/ ٣٣٧، وله طرق كثيرة.

٣٨٦١_ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل عبدالملك الصنعاني، وهو لين الحديث كما في التقريب، وأخرجه الترمذي، ح: ٣٥٠٧ من طريق آخر عن أبي الزناد عن الأعرج به بزيادة ونقصان وتقديم وتاخير، وقال: "غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٨٤، وإسناده ضعيف من أجل الوليد بن مسلم، لأنه لم يصرح بالسماع المسلسل، انظر، ح: ٢٥٥.

الْمُهَيْمِنُ، الْعَزِيزُ، الْجَبَّارُ، الْمُتَكَبِّرُ، الرَّحْمٰنُ، الرَّحِيمُ، اللَّطِيفُ، الْخَبِيرُ، السَّمِيعُ، الْبَصِيرُ، الْعَلِيمُ، الْعَظِيمُ، الْبَارُّ، الْمُتَعَالِ، الْجَلِيلُ، الْجَمِيلُ، الْحَيُّ، الْقَيُّومُ، الْقَادِرُ، الْقَاهِرُ، الْعَلِيُّ، الْحَكِيمُ، الْقَرِيبُ، الْمُجِيبُ، الْغَنِيُّ، الْوَهَّابُ، الْوَدُودُ، الشَّكُورُ، الْمَاجِدُ، الْوَاجِدُ، الْوَالِي، الرَّاشِدُ، الْعَفُوُّ، الْغَفُورُ، الْحَلِيمُ، الْكَرِيمُ، التَّوَّابُ، الرَّبُّ، الْمَجِيدُ، الْوَلِيُّ، الشَّهِيدُ، الْمُبِينُ، الْبُرْهَانُ، الرَّؤُوفُ، الرَّحِيمُ، الْمُبْدِئُ، الْمُعِيدُ، الْبَاعِثُ، الْوَارِثُ، الْقَوِيُّ، الشَّدِيدُ، الضَّارُّ، النَّافِعُ، الْبَاقِي، الْوَاقِي، الْخَافِضُ، الرَّافِعُ، الْقَابِضُ، الْبَاسِطُ، الْمُعِزُّ، الْمُذِلُّ، الْمُقْسِطُ، الرَّزَّاقُ، ذُوالْقُوَّةِ، الْمَتِينُ، الْقَائِمُ، الدَّائِمُ، الْحَافِظُ، الْوَكِيلُ، الْفَاطِرُ، السَّامِعُ، الْمُعْطِي، الْمُحْيِي، الْمُمِيتُ، الْمَانِعُ، الْجَامِعُ، الْهَادِي، الْكَافِي، الْأَبَدُ، الْعَالِمُ، الصَّادِقُ، النُّورُ، الْمُنِيرُ، التَّامُّ، الْقَدِيمُ، الْوِتْرُ، الْأَحَدُ، الصَّمَدُ، الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ».

''سلامتی والا'' [اَلْمُؤمِنُ] ''امن دینے والا'' [اَلْمُهَيْمِنُ] ''نگہبان'' [اَلْعَزِيزُ] ''غالب'' [اَلْجَبَّارُ] ''زبردست یا کمی پوری کرنے والا'' [اَلْمُتَكَبِّرُ] ''اپنی عظمت کا اظہار کرنے والا'' [اَلرَّحْمٰنُ] ''انتہائی رحم کرنے والا'' [اَلرَّحِيمُ] ''ہمیشہ رحم کرنے والا'' [اَللَّطِيفُ] ''باریک بین'' [اَلْخَبِيرُ] ''ہمیشہ باخبر'' [اَلسَّمِيعُ] ''خوب سننے والا'' [اَلْبَصِيرُ] ''خوب دیکھنے والا'' [اَلْعَلِيمُ] ''خوب جاننے والا'' [اَلْعَظِيمُ] ''خوب عظمت والا'' [اَلْبَارُّ] ''احسان کرنے والا'' [اَلْمُتَعَالِ] ''بلند'' [اَلْجَلِيلُ] ''جاہ وجلال والا'' [اَلْجَمِيلُ] ''صاحبِ جمال'' [اَلْحَيُّ] ''زندہ'' [اَلْقَيُّومُ] ''قائم رہنے اور قائم رکھنے والا'' [اَلْقَادِرُ] ''سب کچھ کرسکنے والا'' [اَلْقَاهِرُ] ''غالب'' [اَلْعَلِيُّ] ''بہت بلند'' [اَلْحَكِيمُ] ''خوب حکمتوں والا'' [اَلْقَرِيبُ] ''علم وقدرت کے لحاظ سے مخلوق سے انتہائی قریب'' [اَلْمُجِيبُ] ''قبول کرنے والا'' [اَلْغَنِيُّ] ''بے پروا' جو کسی کا محتاج نہیں'' [اَلْوَهَّابُ] ''بہت کچھ دینے والا'' [اَلْوَدُودُ] ''بہت زیادہ محبت رکھنے والا' محبوب'' [اَلشَّكُورُ] ''نہایت قدردان'' [اَلْمَاجِدُ] ''بزرگی والا'' [اَلْوَاجِدُ] ''ایسا غنی جو کبھی مفلس ومحتاج نہ ہو'' [اَلْوَالِي] ''مالک ومختار'' [اَلرَّاشِدُ] ''ہدایت دینے والا'' [اَلْعَفُوُّ] ''بہت زیادہ معاف کرنے والا'' [اَلْغَفُورُ] ''بہت گناہ بخشنے والا'' [اَلْحَلِيمُ] ''ہمیشہ درگزر کرنے والا'' [اَلْكَرِيمُ] ''بے انتہا سخی' ہر قسم کی صفاتِ کمال سے متصف'' [اَلتَّوَّابُ] ''بہت زیادہ توبہ

قبول کرنے والا" [اَلرَّبُّ] "مالک' پالنے والا"
[اَلْمَجِيدُ] "دائم بزرگی والا" [اَلْوَلِيُّ] "مددگار"
[اَلشَّهِيدُ] "گواہی دینے والا' ناظر" [اَلْمُبِينُ] "واضح
کرنے والا" [اَلْبُرْهَانُ] "دلیل" [اَلرَّؤُوفُ] "بہت
شفقت کرنے والا" [اَلرَّحِيمُ] "ہمیشہ رحم کرنے والا"
[اَلْمُبْدِئُ] "پہلی بار پیدا کرنے والا" [اَلْمُعِيدُ]
"دوبارہ پیدا کرنے والا" [اَلْبَاعِثُ] "قبروں سے
اٹھانے والا" [اَلْوَارِثُ] "وارث" (باقی رہنے والا)
[اَلْقَوِيُّ] "بہت زیادہ قوت والا" [اَلشَّدِيدُ] "سختی
کرنے والا" [اَلضَّارُّ] "نقصان کا اختیار رکھنے والا"
[اَلنَّافِعُ] "نفع پہنچانے والا" [اَلْبَاقِي] "ہمیشہ باقی
رہنے والا" [اَلْوَاقِي] "بچانے والا' محفوظ رکھنے والا"
[اَلْخَافِضُ] "پست کرنے والا" [اَلرَّافِعُ] "بلند کرنے
والا" [اَلْقَابِضُ] "تنگی کرنے والا" [اَلْبَاسِطُ] "فراخی
کرنے والا" [اَلْمُعِزُّ] "عزت دینے والا" [اَلْمُذِلُّ]
"ذلت دینے والا" [اَلْمُقْسِطُ] "انصاف کرنے والا"
[اَلرَّزَّاقُ] "رزق دینے والا" [ذُوالْقُوَّةِ] "قوت
والا" [اَلْمَتِينُ] "نہایت مضبوط" [اَلْقَائِمُ] "ہمیشہ
رہنے والا" [اَلدَّائِمُ] "ہمیشگی والا" [اَلْحَافِظُ]
"حفاظت کرنے والا" [اَلْوَكِيلُ] "کارساز"
[اَلْفَاطِرُ] "پیدا کرنے والا" [اَلسَّامِعُ] "سننے والا"
[اَلْمُعْطِي] "دینے والا" [اَلْمُحْيِي] "زندگی بخشنے
والا" [اَلْمُمِيتُ] "موت دینے والا" [اَلْمَانِعُ]
"روکنے والا" [اَلْجَامِعُ] "جمع کرنے والا" [اَلْهَادِي]
"ہدایت دینے والا' رہنمائی کرنے والا" [اَلْكَافِي]
"کفایت کرنے والا" [اَلْأَبَدُ] "ہمیشگی والا" [اَلْعَالِمُ]

''جاننے والا'' [اَلصَّادِقُ] ''سچا'' [اَلنُّورُ] ''روشن'' [اَلْمُنِيرُ] ''روشنی کرنے والا'' [اَلتَّامُّ] ''مکمل'' [اَلْقَدِيمُ] ''قدیم'' [اَلْوِتْرُ] ''ایک'' [اَلْأَحَدُ] ''اکیلا'' [اَلصَّمَدُ] ''بے نیاز'' [اَلَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ] ''جس نے نہ کسی کو جنم دیا' نہ اسے کسی نے جنم دیا' نہ اس کا کوئی ہم سر ہی ہے۔''

202 - قَالَ زُهَيْرٌ : فَبَلَغَنَا مِنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ أَوَّلَهَا يُفْتَحُ بِقَوْلِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ . لَهُ الْمُلْكُ ولَهُ الْحَمْدُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ . لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى .

زہیر بن تمیمی رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں متعدد علماء کا یہ قول معلوم ہوا ہے کہ اسمائے حسنیٰ شروع کرتے وقت پہلے یہ کہنا چاہیے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ' بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى] ''اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کی ہے اور تعریف بھی اسی کی ہے۔ اسی کے ہاتھ میں ساری بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کے بہترین نام ہیں۔''

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم اللہ تعالیٰ کے جو نام قرآن مجید اور صحیح احادیث میں آئے ہیں ان کے ساتھ اللہ سے دعا کرنی چاہیے' نیز گزشتہ روایت' جو کہ حسن درجے کی ہے' اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو انھیں شمار کرے گا اور ایک دوسری روایت کے مطابق جو انھیں یاد کرے گا جنت میں داخل ہو جائے گا۔ لیکن ان ننانوے ناموں کی تفصیل کسی ایک ہی صحیح حدیث سے ثابت نہیں' لہٰذا اللہ تعالیٰ کے جو نام قرآن مجید اور صحیح احادیث سے ثابت ہیں ان کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے۔ واللہ أعلم.
اسمائے حسنیٰ کی مکمل تفصیل اور تحقیق کے لیے دیکھیے: (قرآنی واسلامی ناموں کی ڈکشنری اور نومولود کے احکام ومسائل' طبع دارالسلام' لاہور۔)

## (المعجم ١١) - بَابُ دَعْوَةِ الْوَالِدِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ (التحفة ١١)

## باب: ١١- باپ کی اور مظلوم کی دعا

٣٨٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ، عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهُنَّ لَا شَكَّ فِيهِنَّ: دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهِ».

٣٨٦٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ ان (کی قبولیت) میں کوئی شک نہیں: مظلوم کی دعا' مسافر کی دعا اور والد کی اپنی اولاد کے حق میں دعا۔''

فوائد و مسائل: ① مظلوم تنگ آ کر ظالم کو جو بددعا دیتا ہے وہ ضرور قبول ہوتی ہے' اس لیے کسی انسان یا حیوان پر ظلم کرنے سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔ ② بعض اوقات کسی حکمت کی بنا پر مظلوم کی دعا کی قبولیت میں دیر ہوسکتی ہے۔ اس صورت میں صبر کرنا چاہیے۔ صبر سے درجات بلند ہوتے ہیں' نیز مصیبت اور تکلیف کے وقت صبر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہوتی ہے۔ ③ والد اور والدہ دونوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں' اس لیے انھیں خوش رکھنا چاہیے اور خدمت کا کوئی موقع ضائع نہیں کرنا چاہیے' ان سے نامناسب سلوک کرنا' بدزبانی کرنا' جب انھیں خدمت کی ضرورت ہو تو خدمت نہ کرنا' ان کی ضروریات کا خیال نہ رکھنا ان کی دل شکنی کا باعث ہوتا ہے جس کے نتیجے میں ان کے منہ سے بددعا نکل سکتی ہے جو یقیناً قبول ہوتی ہے۔

٣٨٦٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا حُبَابَةُ ابْنَةُ عَجْلَانَ عَنْ أُمِّهَا، أُمِّ حَفْصٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ جَرِيرٍ، عَنْ أُمِّ حَكِيمٍ بِنْتِ وَدَّاعٍ الْخُزَاعِيَّةِ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «دُعَاءُ الْوَالِدِ يُفْضِي إِلَى الْحِجَابِ».

٣٨٦٣- حضرت ام حکیم بنت وداع خزاعیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(ماں) باپ کی دعا (اللہ تعالیٰ کے) حجاب تک پہنچ جاتی ہے (قبول ہوتی ہے۔)''

---

٣٨٦٢- [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الدعاء بظهر الغيب، ح: ١٥٣٦ من حديث الدستوائي به، وحسنه الترمذي، ح: ٣٤٤٨، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٠٦، وله شواهد كثيرة عند الحاكم: ١/ ٤١٧، ٤١٨، والهيثمي، مجمع: ١٠/ ١٥١ وغيرهما.

٣٨٦٣- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ٢٥/ ١٦٢، ح: ٣٩٤ من حديث أبي سلمة موسى بن إسماعيل التبوذكي به، وقال الذهبي في الميزان: "حبابة لا تعرف، ولا أمها، ولا صفية، تفرد عنها التبوذكي"، وضعفه السيوطي في الجامع الصغير.

## (المعجم ١٢) - بَابُ كَرَاهِيَةِ الْاعْتِدَاءِ فِي الدُّعَاءِ (التحفة ١٢)

## باب:١٢- دعا میں حد سے بڑھنا منع ہے

**٣٨٦٤- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: أَنْبَأَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي نَعَامَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ مُغَفَّلٍ سَمِعَ ابْنَهُ يَقُولُ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْقَصْرَ الْأَبْيَضَ عَنْ يَمِينِ الْجَنَّةِ، إِذَا دَخَلْتُهَا. فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ سَلِ اللهَ الْجَنَّةَ وَعُذْ بِهِ مِنَ النَّارِ. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «سَيَكُونُ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الدُّعَاءِ».

۳۸۶۴- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے اپنے بیٹے کو (دعا میں) یوں کہتے سنا: اے اللہ! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ جب میں جنت میں داخل ہوں تو مجھے جنت میں دائیں طرف سفید محل دینا۔ انھوں نے فرمایا: بیٹے! اللہ سے جنت مانگو اور (جہنم کی) آگ سے اس کی پناہ مانگو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرما رہے تھے: ''آئندہ ایسے لوگ ہوں گے جو دعا میں حد سے تجاوز کریں گے۔''

**فوائد و مسائل:** ① دعا میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و احترام کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ ② جو شخص جنت میں پہنچ گیا' اسے وہاں ہر وہ چیز ملے گی جس کی اسے خواہش ہوگی' اس لیے دعا میں جنت کی نعمتوں کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ③ جنت الفردوس کی دعا کرنا یا نبی ﷺ کے پڑوس کی دعا کرنا درست ہے کیونکہ بعض اعمال پر ان کی بشارت موجود ہے۔

## (المعجم ١٣) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ (التحفة ١٣)

## باب:١٣- ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

**٣٨٦٥- حَدَّثَنَا** أَبُو بِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيمٌ، يَسْتَحْيِي مِنْ

۳۸۶۵- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمھارا پروردگار حیادار اور سخی ہے۔ وہ اس بات سے شرماتا ہے کہ بندہ (دعا کے لیے) اس کی طرف ہاتھ اٹھائے اور وہ انھیں خالی' یا فرمایا:

---

**٣٨٦٤ـ [إسناده صحيح]** أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الإسراف في الوضوء، ح:٩٦ من حديث حماد به، وصححه ابن حبان، والحاكم: ١/ ٥٤٠، والذهبي.

**٣٨٦٥ـ [حسن]** أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الدعاء، ح:١٤٨٨ من حديث جعفر به، وضعفه الجمهور، ومع ذلك حسنه الترمذي، ح:٣٥٥٦، وصححه ابن حبان، ح:٢٤٠٠، والموقوف أصح، وللحديث شواهد.

عَبْدِهِ أَنْ يَرْفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ، فَيَرُدَّهُمَا صِفْرًا» وَقَالَ «خَائِبَتَيْنِ».

ناکام پھیر دے۔"

فوائد ومسائل: ① اللہ تعالیٰ بندے کی ہر دعا قبول فرماتا ہے (بشرطیکہ کوئی ایسی وجہ موجود نہ ہو جو قبولیت کے راستے میں رکاوٹ ہو۔) لیکن قبولیت کا اثر بعض اوقات دنیا میں ظاہر ہوتا ہے اور بعض اوقات آخرت میں۔ ② دعا کرتے وقت دونوں ہاتھ اٹھانے چاہئیں۔ ③ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی صفت علُو کا اثبات ہے، یعنی وہ اپنی ذات کے لحاظ سے عرش پر مستوی ہے، ہر جگہ موجود نہیں، البتہ اس کا علم، اس کی قدرت اور رحمت ہر شے کو محیط ہے۔

٣٨٦٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَائِذُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا دَعَوْتَ اللهَ، فَادْعُ بِبُطُونِ كَفَّيْكَ. وَلَا تَدْعُ بِظُهُورِهِمَا. فَإِذَا فَرَغْتَ، فَامْسَحْ بِهِمَا وَجْهَكَ».

٣٨٦٦- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تو اللہ سے دعا کرے تو ہتھیلیوں کو اندر کی طرف اوپر کر کے دعا کر، ہاتھوں کی پشت کے ساتھ دعا نہ کر۔ جب تو (دعا سے) فارغ ہو جائے تو ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لے۔"

فائدہ: مذکورہ روایت ضعیف ہے، تاہم روایت میں بیان کردہ مسائل دیگر صحیح احادیث اور صحابہ کے عمل سے ثابت ہیں، جیسا کہ حضرت مالک بن یسار ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو تو اپنی ہتھیلیوں کو پھیلا کر کرو، ہاتھوں کی پشت پھیلا کر نہ کرو۔" (سنن أبي داود، الوتر، باب الدعاء، حدیث:١٤٨٦) بنا بریں عام دعاؤں میں ہتھیلیاں ہی پھیلانی چاہییں، مگر نماز استسقا میں جب قحط اور خشکی دور کرنے کی دعا کی جائے تو بطور تفاؤل (نیک شگون) ہاتھوں کی پشت اوپر کی جانب کی جائے جو کہ سنت رسول سے ثابت ہے۔ باقی رہا دعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنے کا مسئلہ تو اس کا ثبوت بھی بعض صحابۂ کرام ؓ اور سلف صالحین سے ملتا ہے۔ اس کی بابت امام بخاری ؒ نے الادب المفرد میں ابونعیم سے موقوفاً صحیح سند سے روایت بیان کی ہے کہ ابونعیم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر اور ابن زبیر ؓ دونوں حضرات کو دعا کرتے ہوئے اور اپنی ہتھیلیوں کو چہرے پر پھرتے ہوئے دیکھا، نیز اس مسئلے کی بابت امام طبرانی نے یزید بن سعید الکندی کی روایت نقل کی ہے جس کے بارے میں حافظ ابن حجر ؒ بیان کرتے ہیں کہ اس کی سند میں ایک راوی ابن لہیعہ ضعیف ہے اور اس کا استاد غیر معروف ہے، لیکن اس حدیث کے مؤید شاہد موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ

---

٣٨٦٦ـ [ضعيف جدًا] * صالح بن حسان متروك، تقدم، ح: ١١٨١.

اس حدیث کی کچھ نہ کچھ بنیاد ضرور ہے۔ علاوہ ازیں حسن بصری رحمۃ اللہ سے بھی حسن سند کے ساتھ اس کی تائید مروی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (العلل: ۲/ ۳۴۷) گو مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن یہ عمل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین سے صحیح سندوں سے ثابت ہے' لہٰذا اسے بدعت کہنا درست نہیں' زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ مسنون نہیں ہے۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ١٤) - بَابُ مَا يَدْعُو بِهِ الرَّجُلُ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا أَمْسَى (التحفة ١٤)

## باب:۱۴- صبح وشام پڑھنے کی دعائیں

٣٨٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ ابْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سُهَيْلِ ابْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ، حِينَ يُصْبِحُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. كَانَ لَهُ عَدْلَ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ. وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ، وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ. وَكَانَ فِي حِرْزٍ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتَّى يُمْسِيَ. وَإِذَا أَمْسَى، فَمِثْلُ ذٰلِكَ حَتَّى يُصْبِحَ».

۳۸۶۷- حضرت ابوعیاش زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح کے وقت یوں کہتا ہے:[لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ] ''اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اسی کی ہے' اور تعریف بھی اسی کی ہے۔ اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔'' اسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ اس کے دس گناہ معاف ہوجائیں گے۔ اس کے دس درجے بلند ہوجائیں گے' اور وہ شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا۔ اگر شام کو کہے تو یہی ثواب ہوگا اور صبح تک (شیطان سے) محفوظ رہے گا۔''

قَالَ: فَرَأَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبَاعَيَّاشٍ يَرْوِي عَنْكَ كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ: «صَدَقَ أَبُو عَيَّاشٍ».

ایک آدمی کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی تو اس نے (خواب میں) عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ابوعیاش آپ سے اس اس طرح (مذکورہ) حدیث روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ابوعیاش سچ کہتا ہے۔''

---

٣٨٦٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأدب، باب ما يقول إذا أصبح، ح: ٥٠٧٧ من حديث حماد به.

فوائد و مسائل: ① مسنون دعاؤں کا بہت ثواب اور بہت برکت ہے۔ ② حدیث کی صحت وضعف کا دارومدار خواب پر نہیں۔ اس حدیث میں تو وہ شخص بھی معلوم نہیں جس نے یہ خواب دیکھا' معلوم نہیں قابل اعتماد تھا یا نہیں۔ جب اصول حدیث کی روشنی میں حدیث ثابت ہو جائے تو وہ کافی ہے۔

٣٨٦٨- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَصْبَحْتُمْ فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ! بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيٰى، وَبِكَ نَمُوتُ. وَإِذَا أَمْسَيْتُمْ فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ! بِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ نَحْيٰى، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ».

٣٨٦٨- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب صبح ہو جائے تو کہو: [اَللّٰهُمَّ! بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا' وَبِكَ نَحْيٰى' وَبِكَ نَمُوتُ] ''اے اللہ! ہم نے تیری توفیق سے صبح کی اور تیری عنایت سے شام کی' اور تیری قدرت سے ہم زندہ ہیں اور تیری قدرت ہی سے مریں گے۔'' اور جب شام ہو جائے تو کہو: [اَللّٰهُمَّ! بِكَ أَمْسَيْنَا' وَبِكَ أَصْبَحْنَا' وَبِكَ نَحْيٰى' وَبِكَ نَمُوتُ' وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ] ''یا اللہ! ہم نے تیری عنایت سے شام کی' اور تیری توفیق سے صبح کی' اور تیری قدرت سے ہم زندہ ہیں اور تیری قدرت ہی سے مریں گے۔ اور تیری طرف ہی واپس جانا ہے۔''

فائدہ: سنن ابوداود کی ایک روایت میں صبح کی دعا کے آخر میں [وَإِلَيْكَ النُّشُورُ] کے الفاظ بھی ہیں۔ (سنن أبي داود' الأدب' باب ما يقول إذا أصبح' حديث:٥٠٦٨) جبکہ جامع الترمذی کی روایت میں صبح کی دعا کے آخر میں [وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ] اور شام کی دعا کے آخر میں [وَإِلَيْكَ النُّشُورُ] پڑھنے کا ذکر ملتا ہے' لہٰذا ان میں سے جن الفاظ کے ساتھ دعا پڑھ لی جائے ان شاء اللہ مقبول ہو گی۔

٣٨٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ

٣٨٦٩- حضرت ابان بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ فرما

---

٣٨٦٨ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن السني، ح:٣٥ من حديث عبدالعزيز، والترمذي، ح:٣٣٩١ من حديث سهيل به باختلاف يسير، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حجر في نتائج الأفكار.

٣٨٦٩ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب ماجاء في الدعاء إذا أصبح وإذا أمسى، ح:٣٣٨٨ عن ابن بشار به، وقال: "حسن غريب صحيح"، وهو في مسند الطيالسي، ص:١٤ ح:٧٩، وأخرجه أبوداود، ح:٥٠٨٨ من حديث أبان به.

أَبِيهِ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ، فِي صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ، وَمَسَاءِ كُلِّ لَيْلَةٍ: بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَيَضُرُّهُ شَيْءٌ».

رہے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جو بندہ ہر دن کی صبح کو اور ہر رات کی شام کو تین بار یہ دعا پڑھے اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی: [بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ] ''اللہ کے نام کے ذریعے سے (پناہ مانگتا ہوں) جس کے نام کی برکت سے زمین و آسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔''

قَالَ: وَكَانَ أَبَانٌ قَدْ أَصَابَهُ طَرَفٌ مِنَ الْفَالِجِ. فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ. فَقَالَ لَهُ أَبَانٌ: مَا تَنْظُرُ إِلَيَّ؟ أَمَا إِنَّ الْحَدِيثَ كَمَا قَدْ حَدَّثْتُكَ. وَلٰكِنِّي لَمْ أَقُلْهُ يَوْمَئِذٍ، لِيُمْضِيَ اللهُ عَلَيَّ قَدَرَهُ.

راوی کہتے ہیں: حضرت ابان ؒ کے جسم پر فالج کا اثر تھا' چنانچہ (ان سے حدیث سننے والا) آدمی ان کی طرف (تعجب سے) دیکھنے لگا۔ حضرت ابان ؒ نے فرمایا: میری طرف کیا دیکھتے ہو؟ حدیث اسی طرح ہے جیسے میں نے تجھے سنائی ہے، لیکن اس دن میں نے یہ دعا نہیں پڑھی تھی' اس طرح اللہ نے اپنا فیصلہ مجھ پر جاری فرما دیا۔



**فوائد و مسائل:** ① نفع نقصان اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے' لہٰذا اسی کے پاک نام کی برکت سے اسی کی پناہ حاصل کی جاتی ہے۔ وہ ہر ایک کے حالات سے باخبر ہے اور اس کی فریاد سننے پر قادر بھی ہے۔ ② مخلوق کے شر سے' خاص طور پر دشمنوں کی سازشوں سے بچنے کے لیے خود ساختہ وظائف کے بجائے یہ مسنون اذکار پڑھنے چاہئیں۔ ③ اللہ سے امید رکھنے کے ساتھ ساتھ اس سے خوف بھی رکھنا چاہیے۔

٣٨٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ: حَدَّثَنَا

۳۸۷۰- نبی ﷺ کے خادم حضرت ابو سلّام سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان' یا جو انسان'

---

٣٨٧٠- [إسناده حسن] أخرجه الطبراني: ٢٢/ ٣٦٧، ح: ٩٢١ من حديث ابن أبي شيبة به وهو في المصنف: ١٠/ ٢٤٠، ٢٤١، وأخرجه أبو داود، الأدب، باب ما يقول إذا أصبح، ح: ٥٠٧٢ من حديث أبي سلام عن خادم النبي ﷺ، وهو الصواب، وصححه الحاكم: ١/ ٥١٨، والذهبي، والوهم من مسعر رحمه الله، والله أعلم.

أَبُوعَقِيلٍ عَنْ سَابِقٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، خَادِمِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ، أَوْ إِنْسَانٍ، أَوْ عَبْدٍ يَقُولُ، حِينَ يُمْسِي وَحِينَ يُصْبِحُ: رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَنْ يُرْضِيَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

یا جو بندہ شام کے وقت اور صبح کے وقت یوں کہتا ہے: [رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا] "میں اللہ کے رب ہونے پر' اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوں۔" تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے لازمی طور پر راضی کرے گا۔"

فائدہ: حضرت ابوسلام کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ راوی سے غلطی ہوئی ہے۔ اصل میں ابوسلام خود نبی ﷺ کے خادم نہیں تھے اور نہ ان کا تذکرہ ہی خدام نبی ﷺ میں ملتا ہے بلکہ انھوں نے نبی ﷺ کی خدمت کرنے والے کسی صحابی سے روایت کی ہے۔ اور ان کا نام "مَمْطُور الأسود الحبشي" ہے اور یہ صحابی نہیں ہیں۔ ان کی روایات مرسل ہوتی ہیں۔ دیکھیے: (تقريب التهذيب) نیز ہمارے فاضل محقق اور دیگر محققین نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے موقف کی تائید کی ہے۔

٣٨٧١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا عُبَادَةُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا جُبَيْرُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَعُ هٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ. حِينَ يُمْسِي وَحِينَ يُصْبِحُ: «اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. اللّٰهُمَّ! [إِنِّي] أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ، وَأَهْلِي وَمَالِي. اللّٰهُمَّ! اسْتُرْ عَوْرَاتِي، وَآمِنْ رَوْعَاتِي وَاحْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ، وَمِنْ خَلْفِي، وَعَنْ

۳۸۷۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ صبح وشام یہ دعائیں پڑھنا ترک نہیں فرماتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي ...... وَأَعُوذُبِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي] "یا اللہ! بے شک میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ یا اللہ! بے شک میں تجھ سے معافی کا اور دین و دنیا میں اہل وعیال اور مال اسباب میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ یا اللہ! میرے عیبوں پر پردہ ڈال دے اور میری پریشانیوں سے مجھے امن دے۔ اور میری حفاظت فرما میرے سامنے سے' میرے پیچھے سے' میری دائیں طرف سے' میری بائیں طرف سے اور میرے اوپر سے' اور میں

٣٨٧١- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأدب، باب ما يقول إذا أصبح، ح: ٥٠٧٤ من حديث وكيع به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٥٦، والحاكم: ١/ ٥١٧، ٥١٨، والذهبي.

يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي ، وَمِنْ فَوْقِي ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي» .

اس بات سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں کہ مجھے نیچے سے اچانک پکڑ لیا جائے۔''

قَالَ وَكِيعٌ : يَعْنِي الْخَسْفَ .

امام وکیع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد زمین میں دھنس جانا ہے۔

فائدہ: یہ بڑی جامع دعا ہے جس میں اپنے لیے دنیا اور آخرت کی عافیت کا سوال بھی ہے اور اہل وعیال وغیرہ کی خیریت کی دعا بھی۔ مخلوق کے ذریعے سے پہنچنے والے شر سے پناہ کی درخواست بھی ہے اور اللہ کے عذاب کے ذریعے سے پکڑے جانے سے محفوظ رہنے کی دعا بھی۔

٣٨٧٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ ثَعْلَبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ. أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ بِنِعْمَتِكَ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ».

٣٨٧٢- حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ أَبُوءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْلِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ] ''اے اللہ! تو میرا رب ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور اپنی طاقت کے مطابق میں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں۔ میں اپنے اعمال کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں (جو مجھ پر ہے) اور اپنے گناہ کا بھی اعتراف کرتا ہوں' لہٰذا مجھے بخش دے۔ حقیقت یہ ہے کہ تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کو معاف نہیں کرسکتا۔''

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَالَهَا فِي يَوْمِهِ وَلَيْلَتِهِ فَمَاتَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ،

راویٔ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دن کے وقت یا رات کے وقت



٣٨٧٢- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، أيضًا، ح: ٥٠٧٠ من حديث الوليد بن ثعلبة به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٣٥٣، والحاكم: ١/ ٥١٤، ٥١٥، والذهبي.

أَوْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ، دَخَلَ الْجَنَّةَ. إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى».

یہ دعا پڑھی' پھر اسی دن یا اسی رات فوت ہو گیا تو وہ اِنْ شَاءَ اللّٰہ تعالٰی جنت میں جائے گا۔"

**فوائد و مسائل:** ① اس دعا کو رسول اللہ ﷺ نے "سید الاستغفار" یعنی استغفار کا سردار قرار دیا ہے۔ (صحيح البخاري' الدعوات' باب أفضل الاستغفار' حديث:٦٣٠٦) ② اللہ تعالٰی سے گناہوں کی معافی مانگنے کے لیے یہ سب سے افضل دعا ہے کیونکہ اس میں اللہ کی ذات پر اعتماد و توکل' اس کی ربوبیت اور اپنی بندگی کا اظہار' اللہ کی نعمتوں کا اقرار اور اپنی کوتاہیوں کا اعتراف اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی اطاعت پر قائم رہنے کے عزم کا اظہار ہے۔ ③ صحیح بخاری کی مذکورہ بالا روایت میں [مُوقِنًا بِهَا] کے الفاظ بھی ہیں' یعنی جو شخص دل کے یقین کے ساتھ یہ دعا پڑھے' پھر وہ اسی رات یا دن میں فوت ہو جائے تو جنت میں جائے گا۔

## (المعجم ١٥) - **بَابُ مَا يَدْعُو بِهِ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهِ** (التحفة ١٥)

## باب:۱۵-بستر پر (سونے کے لیے) جاتے وقت کی دعا

٣٨٧٣- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَوَى إِلٰى فِرَاشِهِ: «اَللّٰهُمَّ! رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ، وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ. فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى. مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ. أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا. أَنْتَ الْأَوَّلُ، فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ. وَأَنْتَ الْآخِرُ، فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ. وَأَنْتَ الظَّاهِرُ، فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ. وَأَنْتَ الْبَاطِنُ، فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ. اِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ».

۳۸۷۳- حضرت ابو ہریرہ ؓ نے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو فرماتے: [اَللّٰهُمَّ! رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَ رَبَّ الْأَرْضِ... وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ] "اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کے مالک! اور ہر چیز کے مالک! اے دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے! اے تورات' انجیل اور قرآن عظیم کو نازل فرمانے والے! میں ہر اس جان دار کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جس کی پیشانی تیرے قبضے میں ہے۔ تو ہی اول ہے' تجھ سے پہلے کچھ نہیں۔ تو ہی آخر ہے' تیرے بعد کچھ نہیں۔ تو ہی ظاہر ہے' تجھ سے اوپر کچھ نہیں۔ تو ہی باطن ہے' تجھ سے پوشیدہ تر کوئی چیز نہیں۔ مجھ سے میرا قرض ادا کردے اور مجھے فقر سے (نجات دے کر) غنی کردے۔"

---

٣٨٧٣- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب الدعاء عند النوم، ح: ٢٧١٣ من حديث سهيل به.

فوائد ومسائل: ① اللہ کی صفات کا ذکر کر کے دعا کرنی چاہیے۔ ② اللہ تعالیٰ جسمانی ضروریات بھی پوری کرتا ہے اور بندوں کو مادی رزق دینے کے لیے دانے اور گٹھلیاں پھاڑ کر فصلیں اور درخت اگاتا ہے' اور روحانی ضروریات بھی پوری کرتا ہے۔ اس مقصد کے لیے اس نے نبوت کا سلسلہ جاری فرما کر آسمانی کتابیں نازل کی ہیں۔ ③ اس دعا میں قرض کی ادائیگی کے لیے اللہ کی صفت رزاقیت کا واسطہ دیا گیا ہے۔ ④ زمان ومکان اللہ کی مخلوق ہیں' اس لیے وہ ان سب پر حاوی ہے۔ وہ زمان کے لحاظ سے اول وآخر ہے اور مکان کے لحاظ سے تمام مخلوقات سے برتر (الظاہر) بھی ہے' اور اپنی قدرت وعلم کے لحاظ سے قریب ترین (الباطن) بھی۔ ⑤ فقر کے ساتھ اگر اللہ کی طرف توجہ اور عبادت میں انہماک ہو تو یہ محمود ہے تاکہ دل مال ودولت میں مشغول ہو کر اللہ سے غافل نہ ہو جائے۔ لیکن اگر فقر وفاقہ اس حد تک پہنچ جائے کہ بنیادی ضروریات بھی پوری نہ ہوں اور بندہ پیٹ بھرنے کے لیے کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہو جائے یا مقروض ہو جائے جب کہ قرض کی ادائیگی کی کوئی امید نظر نہ آ رہی ہو تو ایسا فقر مذموم ہے' اس سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

٣٨٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : «إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَضْطَجِعَ عَلٰى فِرَاشِهِ، فَلْيَنْزِعْ دَاخِلَةَ إِزَارِهِ، ثُمَّ لْيَنْفُضْ بِهَا فِرَاشَهُ. فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ لْيَضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ. ثُمَّ لْيَقُلْ : رَبِّ بِكَ وَضَعْتُ جَنْبِي. وَبِكَ أَرْفَعُهُ. فَإِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي، فَارْحَمْهَا. وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا حَفِظْتَ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ».

۳۸۷۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص بستر پر لیٹنا چاہے تو وہ اپنے تہبند کا کنارہ کھول کر اس کے ساتھ اپنے بستر کو جھاڑ لے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ اس کی غیر موجودگی میں اس (بستر) پر کیا چیز آئی' پھر اپنے دائیں پہلو لیٹ کر یوں کہے: [رَبِّ! بِكَ وَضَعْتُ جَنْبِي ...... عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ] ''اے میرے رب! تیری ہی توفیق سے میں نے اپنا پہلو (بستر پر) رکھا ہے اور تیری ہی توفیق سے اسے اٹھاؤں گا۔ اگر تو نے میری روح (اس دوران میں) قبض کر لی تو اس پر رحم فرمانا' اور اگر تو اسے چھوڑ دے (اور قبض نہ کرے) تو اس کی اس طریقے سے حفاظت فرمانا جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① بستر پر لیٹنے سے پہلے اسے جھاڑ لینا چاہیے کہیں اس پر کوئی موذی چیز' بچھو یا چیونٹا وغیرہ نہ

٣٨٧٤_ أخرجه البخاري، الدعوات، باب: (١٣)، ح: ٦٣٢٠ من حديث عبيدالله به.

ہو جس سے تکلیف پہنچے۔ ② اللہ سے دعا حفاظت کا بہترین طریقہ ہے۔ ③ احتیاط کرنا اور حفاظتی تدابیر اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں۔ ④ جب کوئی انسان سوتا ہے تو اسے سوچنا چاہیے کہ ممکن ہے یہ آخری نیند ہو‘ اس لیے اللہ سے معافی مانگ کر اور اس کا ذکر کر کے مسنون طریقے سے آرام کے لیے لیٹنا چاہیے۔

٣٨٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ : حَدَّثَنَا يُونُسُ ابْنُ مُحَمَّدٍ وَسَعِيدُ بْنُ شُرَحْبِيلَ : أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ، إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ، نَفَثَ فِي يَدَيْهِ، وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ، وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ.

٣٨٧٥- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے‘ نبی ﷺ جب بستر پر آرام فرما ہوتے تو معوذتین (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور پھر دونوں ہاتھ جسم مبارک پر پھیر لیتے۔

فوائد و مسائل: ① ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی اکرم ﷺ دونوں ہتھیلیاں ساتھ ملا کر [قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ] (تینوں سورتیں) پڑھتے‘ پھر ان میں پھونک مارتے اور دونوں ہاتھوں کو اپنے جسم پر جہاں تک ممکن ہوتا پھیرتے‘ اور یہ عمل سر‘ چہرے اور جسم کے اگلے حصے سے کرتے۔ تین دفعہ اسی طرح کرتے۔ (دیکھیے: صحيح البخاري‘ فضائل القرآن‘ باب فضل المعوذات‘ حديث: ٥٠١٧) ② سوتے وقت یہ سورتیں اس طرح پڑھ کر سونا چاہیے تاکہ سنت پر عمل کا ثواب بھی حاصل ہو اور اللہ کی حفاظت بھی نصیب ہو۔



٣٨٧٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ لِرَجُلٍ : «إِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ، أَوْ أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ، فَقُلِ : اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ. وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي

٣٨٧٦- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے‘ نبی ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ”جب تو سونے لگے“ یا فرمایا: ”جب تو اپنے بستر پر جائے تو کہہ: [اَللّٰهُمَّ! أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ... وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ] ”اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیرے تابع کر دیا‘ اور اپنی پشت تیری طرف جھکائی‘ اور اپنا معاملہ

---

٣٨٧٥ـ أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، ح: ٥٠١٧/ ٥٧٤٨ من حديث ابن شهاب الزهري به.

٣٨٧٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٩٩ عن وكيع به، وله طرق عند البخاري، ح: ٦٣١٣، ومسلم، ح: ٢٧١٠/ ٥٨ وغيرهما عن أبي إسحاق به، وله طرق عن البراء رضي الله عنه.

إِلَيْكَ ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ ، فَإِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ ، مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ ، وَإِنْ أَصْبَحْتَ ، أَصْبَحْتَ وَقَدْ أَصَبْتَ خَيْرًا كَثِيرًا» .

تیرے سپرد کر دیا' ثواب میں رغبت کرتے ہوئے اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے۔ تیری بارگاہ کے سوا کوئی ٹھکانا اور جائے پناہ نہیں۔ میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی' اور تیرے اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا۔'' پھر اگر تو اس رات میں فوت ہو گیا تو تیری موت فطرت (دین اسلام) پر ہوگی' اور اگر تجھے (خیریت سے) صبح ہو گئی تو تیری یہ صبح اس حال میں ہوگی کہ تو بہت بھلائی حاصل کر چکا ہوگا۔''

**فوائد و مسائل:** ① رسول اللہ ﷺ نے حضرت براء بن عازب کو فرمایا تھا کہ سوتے وقت نماز کے وضو کی طرح وضو کر کے دائیں کروٹ لیٹ کر یہ دعا پڑھنا۔ مزید یہ ہدایت فرمائی تھی کہ دوسرے اذکار کے بعد سب سے آخر میں یہ دعا پڑھنا۔ (صحیح البخاري' الدعوات' باب إذا بات طاهرا' حدیث:٦٣١١) ② سوتے وقت یہ دعا پڑھنے سے ایمان کی تجدید ہو جاتی ہے' اس لیے یہ دعا پڑھ کر سونا چاہیے۔ ③ وضو کر کے دعا پڑھنے سے ظاہری و باطنی طہارت حاصل ہوتی ہے جو اللہ کو بہت پسند ہے۔ ④ اللہ پر توکل بہت اہم اور افضل عمل ہے۔

٣٨٧٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهِ ، وَضَعَ يَدَهُ يَعْنِي الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهِ ، ثُمَّ قَالَ : «اَللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ - أَوْ تَجْمَعُ - عِبَادَكَ» .

٣٨٧٧- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھ کر فرماتے: [اَللّٰهُمَّ! قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ] یا فرماتے: [يَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ] ''اے اللہ! مجھے (اس دن) اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔'' یا ''اپنے بندوں کو جمع کرے گا۔''

**فوائد و مسائل:** ① نیند موت کی یاد دلاتی ہے جس کے بعد اٹھ کر اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے' اس لیے

---

**٣٨٧٧- [صحيح]** أخرجه أحمد : ١/ ٤١٤، ٤٤٣ عن وكيع به ، وهو في الشمائل للترمذي ، ح : ٢٥٥ ، وعمل اليوم والليلة للنسائي ، ح : ٧٥٦ من حديث إسرائيل به ، وله شواهد عند الترمذي ، ح : ٣٣٩٨ وغيره ، وقال الترمذي : " حسن صحيح " راجع مسند الحميدي ، ح : ٤٤ بتحقيقي ، يسر الله لنا طبعه .

سوتے وقت قیامت کے عذاب سے پناہ مانگنا مناسب ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ اللہ کے مقرب ترین اور افضل ترین بندے ہیں جن کے بارے میں عذاب کا تصور بھی ممکن نہیں' اس کے باوجود آپ نے یہ دعا پڑھی تاکہ عبودیت کا اعتراف اور مومنوں کے لیے نمونہ ہو۔ ③ مذکورہ حدیث میں دعا پڑھنے کی بابت یہ مروی نہیں کہ مذکورہ دعا کتنی مرتبہ پڑھنی ہے' البتہ ابوداود کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ مذکورہ دعا تین بار پڑھتے تھے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود' الأدب' باب ما يقول عند النوم' حديث: ٥٠٤٥)

## (المعجم ١٦) - بَابُ مَا يَدْعُو بِهِ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ (التحفة ١٦)

## باب: ١٦- رات کو جاگ آئے تو کون سی دعا پڑھنی چاہیے؟

٣٨٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي عُمَيْرُ ابْنُ هَانِئٍ: حَدَّثَنِي جُنَادَةُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ حِينَ يَسْتَيْقِظُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، ثُمَّ دَعَا: رَبِّ اغْفِرْ لِي، غُفِرَ لَهُ».

٣٨٧٨- حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی رات کو آنکھ کھل گئی اور اس نے جاگ کر یوں کہا: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ] ''اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کی ہے' اور اسی کے لیے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔ اللہ پاک ہے اور سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے' اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ اور بلندیوں اور عظمتوں والے اللہ کی مدد کے بغیر نہ برائی سے بچاؤ ممکن ہے نہ نیکی کی طاقت۔'' پھر اس کے بعد اس نے یہ دعا کی: [رَبِّ اغْفِرْ لِي] ''اے میرے رب! مجھے بخش دے۔'' تو اس کی بخشش ہو جائے گی۔''

٣٨٧٨_ أخرجه البخاري، التهجد، باب فضل من تعار من الليل فصلى، ح: ١١٥٤ من حديث الوليد به.

قَالَ الْوَلِيدُ: أَوْ قَالَ: «دَعَا اسْتُجِيبَ لَهُ. فَإِنْ قَامَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى، قُبِلَتْ صَلَاتُهُ».

(راویٔ حدیث) ولید بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ یا آپ ﷺ نے یوں فرمایا: ''پھر دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ اگر اٹھ کر وضو کرتا ہے' پھر نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز قبول ہوتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے کہ اس نے بظاہر معمولی اور آسان نظر آنے والے اعمال پر بہت زیادہ ثواب کا وعدہ فرمایا ہے کیونکہ ان اعمال کا تعلق اللہ کے ذکر سے ہے جو بہت عظیم عمل ہے۔ ② رات کو آنکھ کھلنے پر اللہ کا ذکر کرنا اللہ کو بہت پسند ہے۔ چونکہ یہ وقت غفلت کا ہوتا ہے' اس لیے اس وقت اللہ کو یاد کرنا اللہ سے محبت کا مظہر ہے۔ ③ دعا کی قبولیت کے لیے یہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ رات کو سوتے وقت وضو کر کے دائیں کروٹ پر لیٹ کر مسنون دعائیں پڑھ کر سوئیں۔ رات کو آنکھ کھلنے پر مذکورہ مسنون دعا پڑھ کر دعا کریں اور نماز پڑھیں۔

٣٨٧٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ: أَنْبَأَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ رَبِيعَةَ بْنَ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ يَبِيتُ عِنْدَ بَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَكَانَ يَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ، مِنَ اللَّيْلِ: «سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ» الْهَوِيَّ، ثُمَّ يَقُولُ: «سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ».

٣٨٧٩- حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی ؓ سے روایت ہے' وہ رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے قریب رات گزارتے تھے۔ وہ رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کو کافی دیر تک یہ پڑھتے ہوئے سنتے: [سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ] ''تمام جہانوں کا مالک اللہ پاک ہے۔'' پھر نبی ﷺ فرماتے: [سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ] ''پاک ہے اللہ اپنی خوبیوں اور تعریفوں سمیت۔''

فوائد و مسائل: ① رات کی عبادت میں نماز اور تلاوت کے علاوہ بھی ذکر کیا جا سکتا ہے۔ ② ذکر الٰہی اتنی بلند آواز سے نہیں کرنا چاہیے کہ سوئے ہوئے افراد کی نیند خراب ہو' تاہم اگر اتنی بلند آواز سے ہو کہ جاگتے ہوئے افراد سن لیں تو جائز ہے۔

٣٨٨٠- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

٣٨٨٠- حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے

٣٨٧٩ـ [صحيح] أخرجه أبوداود، التطوع، باب وقت قيام النبي ﷺ من الليل، ح: ١٣٢٠ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ٣٤١٦، وأصله في صحيح مسلم، ح: ٤٨٩ من حديث الأوزاعي عن يحيى به.

٣٨٨٠ـ أخرجه البخاري، الدعوات، باب ما يقول إذا نام، ح: ٦٣١٢/ ٦٣٢٤ من حديث سفيان الثوري به.

وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ، قَالَ: «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَمَا أَمَاتَنَا، وَإِلَيْهِ النُّشُورُ».

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب رات کو جاگتے تو فرماتے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ] ''اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں موت دینے کے بعد زندگی بخش دی اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔''

**فائدہ:** یہی دعا صبح کو جاگنے پر بھی پڑھنی چاہیے۔ (صحيح البخاري، التوحيد، باب السؤال بأسماء الله تعالى والاستعاذة بها، حديث: ٧٣٩٤)

**٣٨٨١- حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَاصِمِ ابْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي ظَبْيَةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ عَبْدٍ بَاتَ عَلَى طُهُورٍ، ثُمَّ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ، فَسَأَلَ اللهَ [شَيْئًا] مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا، أَوْ مِنْ أَمْرِ الْآخِرَةِ، إِلَّا أَعْطَاهُ».

٣٨٨١- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ باوضو سوتا ہے' پھر رات کو اس کی آنکھ کھلتی ہے تو وہ اللہ سے دنیا کے معاملات میں سے یا آخرت کے معاملات میں سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو اللہ اسے وہ چیز دے دیتا ہے۔''

**فائدہ:** باوضو سونا بہت باعث برکت ہے' اس لیے باوضو سونا چاہیے تاکہ رات کو جاگ آئے تو اللہ سے کچھ نہ کچھ مانگ لیا جائے' خواہ ہدایت و مغفرت وغیرہ کا سوال کیا جائے یا مرض سے شفا' مصیبت سے نجات اور قرض کی ادائیگی کے لیے دعا کی جائے۔

## (المعجم ١٧) - بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْكَرْبِ (التحفة ١٧)

## باب: ١٧- پریشانی کے وقت کی دعائیں

**٣٨٨٢- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

٣٨٨٢- حضرت عبداللہ بن جعفر طیار ؓ اپنی

---

٣٨٨١- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في النوم على الطهارة، ح: ٥٠٤٢ من حديث حماد به، ورواه ثابت البناني عن أبي ظبية به، وبه صح الحديث.

٣٨٨٢- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب في الاستغفار، ح: ١٥٢٥ من حديث عبدالعزيز به.

ابْنُ بِشْرٍ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ ابْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنِي هِلَالٌ، مَوْلَى عُمَرَ ابْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أُمِّهِ أَسْمَاءَ ابْنَةِ عُمَيْسٍ قَالَتْ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ، عِنْدَ الْكَرْبِ: «اللهُ، اللهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا».

والدہ حضرت اسماء بنت عُمیس ؓ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے پریشانی کے موقع پر پڑھنے کے لیے مجھے یہ الفاظ سکھائے: [اَللّٰهُ، اَللّٰهُ رَبِّي لَاأُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا] ''اللہ، صرف اللہ میرا رب ہے۔ میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتی۔''

فائدہ: پریشانی کے موقع پر یہ الفاظ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں اللہ کی رحمت سے امید رکھتا ہوں کہ وہی میری پریشانی دور کرے گا۔ شرک عام طور پر پریشانی کے موقع پر ہی کیا جاتا ہے کہ اللہ کے بندوں سے مشکلات کے حل اور پریشانی دور کرنے کی درخواست کی جاتی ہے اور تصور کیا جاتا ہے کہ فوت شدہ بزرگ نذرانے لے کر ہماری حاجتیں پوری کردیں گے۔ لیکن ایک توحید پرست کی توحید کی شان بھی ایسے موقع پر ہی ظاہر ہوتی ہے جب وہ سب کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ کے آگے اپنی مصیبت اور تکلیف کا اظہار کرتا ہے اور اسی سے فریاد رسی کی امید رکھتا ہے۔

٣٨٨٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ. سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ. سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ».

٣٨٨٣- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ] ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو نہایت بردبار اور بہت زیادہ سخی ہے۔ اللہ پاک ہے جو عرش عظیم کا مالک ہے۔ اور اللہ پاک ہے جو سات آسمانوں کا مالک اور عزت والے عرش کا مالک ہے۔''

قَالَ وَكِيعٌ، مَرَّةً: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فِيهَا

(راویٔ حدیث) وکیع نے ایک مرتبہ (آخری دو

٣٨٨٣ـ أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء عند الكرب، ح: ٦٣٤٥، ٦٣٤٦ من حديث هشام به، ومسلم، الذكر والدعاء، باب دعا الكرب، ح: ٢٧٣٠/ ٨٣ من حديث وكيع به.

كُلِّهَا .

جملوں میں سبحان اللّٰہ کی بجائے لا الہ الا اللّٰہ کے الفاظ بیان کیے ہیں جیسا کہ پہلے جملے میں ہیں' یعنی انھوں نے) ہر جملے کے ساتھ [لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ] کے الفاظ بیان کیے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ بالا دعا دوسری روایت کے مطابق اس طرح بھی پڑھی جا سکتی ہے: [لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ' لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ' لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ] صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ حوالے کے لیے دیکھیے: تحقیق و تخریج حدیث ہذا۔ ② کسی بھی مصیبت اور تکلیف کے وقت یہ دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے نجات دیتا ہے' مثلاً: درد' بیماری' آگ لگ جائے یا پانی میں ڈوبنے کا خطرہ ہو یا کوئی اچانک حادثہ پیش آ جائے تو یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

(المعجم ١٨) - **بَابُ مَا يَدْعُو بِهِ الرَّجُلُ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ** (التحفة ١٨)

**باب: ١٨- گھر سے نکلتے وقت پڑھنے کی دعا**

٣٨٨٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ، إِذَا خَرَجَ مِنْ مَنْزِلِهِ، قَالَ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أَزِلَّ، أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ. أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ».

٣٨٨٤- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو فرماتے تھے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أَزِلَّ' أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ' أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ] ''یا اللہ! میں (اس بات سے) تیری پناہ میں آتا ہوں کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا میں لغزش کا شکار ہو جاؤں' یا میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر کوئی ظلم کرے' یا میں کسی سے بدتمیزی کروں یا کوئی مجھ سے بدتمیزی سے پیش آئے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق اور بعض دیگر محققین نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی ؒ اور دکتور بشار عواد نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ آخر الذکر دونوں شیوخ کو مذکورہ روایت کی تصحیح میں وہم ہوا ہے۔ حق اور راجح بات یہی ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ شعبی کا حضرت ام سلمہ ؓ سے سماع

---

٣٨٨٤_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الأدب، باب ما يقول إذا خرج من بيته، ح: ٥٠٩٤ من حديث منصور به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ٣٤٢٧ ✿ الشعبي لم يسمع من أم سلمة رضي الله عنها على الراجح.

ثابت نہیں۔ علاوہ ازیں مذکورہ باب کی باقی دو روایتیں بھی باتفاق محققین ضعیف ہیں۔ بنابریں گھر سے نکلتے وقت کی کوئی بھی مسنون دعا ہمارے علم میں نہیں ہے۔ واللہ أعلم.

٣٨٨٥- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ اللهِ [ابْنِ] حُسَيْنِ بْنِ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ، قَالَ: «بِسْمِ اللهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ. التُّكْلَانُ عَلَى اللهِ».

٣٨٨٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو فرماتے: [بِسْمِ اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، اَلتُّكْلَانُ عَلَى اللّٰهِ] ''(میں اس گھر سے) اللہ کے نام کے ساتھ (نکل رہا ہوں)' اللہ کی توفیق کے بغیر نہ برائی سے بچاؤ ممکن ہے نہ نیکی کی طاقت۔ اللہ ہی پر بھروسا ہے۔''

٣٨٨٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ هَارُونَ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَابِ بَيْتِهِ أَوْ مِنْ بَابِ دَارِهِ كَانَ مَعَهُ مَلَكَانِ مُوَكَّلَانِ بِهِ. فَإِذَا قَالَ: بِسْمِ اللهِ، قَالَا: هُدِيتَ. وَإِذَا قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، قَالَا: وُقِيتَ. وَإِذَا قَالَ: تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ، قَالَا: كُفِيتَ. قَالَ: فَيَلْقَاهُ قَرِينَاهُ فَيَقُولَانِ: مَاذَا تُرِيدَانِ مِنْ رَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ؟».

٣٨٨٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: جب آدمی اپنے گھر کے دروازے سے باہر نکلتا ہے تو اس کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو اس کے ساتھ مقرر ہیں۔ جب وہ کہتا ہے: [بِسْمِ اللّٰهِ] وہ کہتے ہیں: تجھے ہدایت مل گئی۔ جب وہ کہتا ہے: [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ] تو وہ کہتے ہیں: تیری حفاظت ہوگئی۔ جب وہ کہتا ہے: [تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ] تو وہ کہتے ہیں: تو (اللہ کے سوا) دوسروں سے بے نیاز ہوگیا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اسے اس کے (ساتھ رہنے والے) دو شیطان ملتے ہیں تو وہ دونوں (آپس میں) کہتے ہیں: اس شخص سے تم کیا

---

٣٨٨٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ١١٩٧ من حديث حاتم بن إسماعيل به، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٥١٩، ووافقه الذهبي * عبدالله بن حسين بن عطاء ضعيف كما في التقريب وغيره.

٣٨٨٦ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل هارون بن هارون، ولبعض الحديث شواهد ضعيفة عند أبي داود، ح: ٥٠٩٥ وغيره.

چاہتے ہو جس کی رہنمائی کی گئی‘ جسے بے نیازی حاصل ہوگئی اور جس کو (ہم سے) محفوظ کر دیا گیا؟‘‘

فائدہ: مذکورہ روایت بھی سنداً ضعیف ہے۔ شیخ البانی ؒ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت تو ضعیف ہے‘ تاہم یہی دعا فرشتوں اور شیطانوں کے ذکر کے بغیر حضرت انس ؓ سے صحیح سند سے مروی ہے لیکن حق اور راجح بات یہی ہے کہ یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ شیخ ؒ کو اس کی تصحیح میں وہم ہوا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (نتائج الأفكار:١/١٧١) بنابریں گھر سے نکلنے کی کوئی بھی مسنون دعا ہمارے علم میں نہیں ہے، جیسا کہ تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے

(المعجم ١٩) - **بَابُ مَا يَدْعُو بِهِ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ** (التحفة ١٩)

**باب:١٩- جب گھر میں داخل ہو تو کون سی دعا پڑھے؟**

**٣٨٨٧- حَدَّثَنَا** أَبُوبِشْرٍ، بَكْرُبْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ، فَذَكَرَ اللهَ عِنْدَ دُخُولِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ: لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ. وَإِذَا دَخَلَ وَلَمْ يَذْكُرِ اللهَ عِنْدَ دُخُولِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ. فَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللهَ عِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ».

٣٨٨٧- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے نبی ﷺ سے سنا‘ آپ نے فرمایا: ’’جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے: تمھارے لیے (یہاں) نہ رات گزارنے کی جگہ ہے نہ رات کا کھانا ہے۔ اور جب وہ گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے: تمھیں رات گزارنے کی جگہ مل گئی۔ اور جب کھانا کھاتے وقت بھی اللہ کا نام نہ لے تو وہ کہتا ہے: تمھیں رات گزارنے کو ٹھکانا بھی مل گیا اور رات کا کھانا بھی مل گیا۔‘‘

فوائد و مسائل: ① گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام لینے سے مراد بسم اللہ پڑھنا ہے۔ ② شیطان کے داخل ہونے سے گھر میں بے برکتی اور نا اتفاقی ہوتی ہے‘ اسی طرح کھانا کھاتے وقت شیطان کے شریک ہونے سے بھی کھانے میں بے برکتی ہوتی ہے‘ اس لیے ان دونوں موقعوں پر اللہ کا نام ضرور لینا چاہیے۔ ③ اللہ کا ذکر شیطان کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔

٣٨٨٧ـ أخرجه مسلم، الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، ح: ٢٠١٨/ ١٠٣ من حديث أبي عاصم به.

## (المعجم ٢٠) - بَابُ مَا يَدْعُو بِهِ الرَّجُلُ إِذَا سَافَرَ (التحفة ٢٠)

## باب:۲۰-سفر کرتے وقت آدمی کو کون سی دعا پڑھنی چاہیے؟

٣٨٨٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ وَأَبُومُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحِيمِ: يَتَعَوَّذُ، إِذَا سَافَرَ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ، وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ، وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ».

۳۸۸۸- حضرت عبداللہ بن سرجس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ جب سفر اختیار فرماتے تو کہتے اور (راویٔ حدیث) عبدالرحیم نے کہا: (ان الفاظ کے ذریعے سے) پناہ مانگتے: [اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ' وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ' وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ' وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ' وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ] ''یا اللہ! میں سفر کی مشقت سے' پریشان کن واپسی سے' کمال کے بعد تنزل سے' مظلوم کی بددعا سے اور اہل عیال و مال میں بری صورت حال نظر آنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

زَادَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: فَإِذَا رَجَعَ، قَالَ مِثْلَهَا.

راویٔ حدیث ابو معاویہ یہ اضافہ بھی بیان کرتے ہیں: اور جب نبی ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہی دعا پڑھتے۔

**فوائد و مسائل:** ① پریشان کن واپسی کا مطلب ہے کہ اچانک ایسی ناگہانی صورت حال پیدا ہو جائے کہ انسان کو مجبوراً واپس آنا پڑے' یا یہ مطلب ہے کہ واپس آئے تو گھر میں کوئی ناخوشگوار حادثہ پیش آچکا ہو۔ سفر میں ایسی صورت حال سفر کی عام تکلیف و مشقت کی موجودگی میں زیادہ ناقابل برداشت ہو جاتی ہے' اس لیے اللہ سے دعا مانگی جاتی ہے کہ وہ اس سے محفوظ رکھے۔ ② [اَلْحَوْرُ بَعْدَ الْكَوْرِ] کا مطلب ہے کہ ایک کام کے صحیح طور پر انجام پانے کے بعد پھر اس میں کسی کمی یا خرابی کا واقع ہو جانا یا اچھی حالت کے بعد بری حالت میں آجانا' مثلاً: ایمان کے بعد کفر' نیکی کے بعد گناہ اور خوشحالی کے بعد تنگ دستی اور مقروض ہونا وغیرہ۔ اس لحاظ سے یہ بہت جامع الفاظ ہیں۔ ③ مظلوم کی بددعا سے پناہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم کسی پر ظلم نہ کریں تاکہ وہ ہمیں بددعا نہ دے' اس لیے اگر کسی پر ظلم کیا ہو تو سفر سے پہلے اس کا ازالہ کر دینا چاہیے۔

---

٣٨٨٨- أخرجه مسلم، الحج، باب ما يقول إذا ركب إلى سفر الحج وغيره، ح: ١٣٤٣/ ٤٢٧ من حديث أبي معاوية به.

## (المعجم ٢١) - بَابُ مَا يَدْعُو بِهِ الرَّجُلُ إِذَا رَأَى السَّحَابَ وَالْمَطَرَ (التحفة ٢١)

## باب:٢١- بادل اور بارش دیکھ کر کون سی دعا پڑھے؟

٣٨٨٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ الْمِقْدَامِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ، إِذَا رَأَى سَحَابًا مُقْبِلًا مِنْ أُفُقٍ مِنَ الْآفَاقِ، تَرَكَ مَا هُوَ فِيهِ. وَإِنْ كَانَ فِي صَلَاتِهِ، حَتَّى يَسْتَقْبِلَهُ. فَيَقُولُ: «اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أُرْسِلَ بِهِ» فَإِنْ أَمْطَرَ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا» مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً. وَإِنْ كَشَفَهُ اللهُ، عَزَّ وَجَلَّ، وَلَمْ يُمْطِرْ، حَمِدَ اللهَ عَلٰى ذٰلِكَ.

٣٨٨٩- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ جب کسی افق سے بادل آتا دیکھتے تو جس کام میں بھی مشغول ہوتے' خواہ نماز ہی میں کیوں نہ ہوتے' اسے چھوڑ کر بادل کی طرف متوجہ ہو جاتے اور فرماتے: [اَللّٰهُمَّ! إِنَّا نَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا أُرْسِلَ بِهِ] ''یا اللہ! ہم اس چیز کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں جو کچھ دے کر یہ (بادل) بھیجا گیا ہے۔'' اگر بارش شروع ہو جاتی تو دوبار یا تین بار فرماتے: [اَللّٰهُمَّ! صَيِّبًا نَافِعًا] ''یا اللہ! اس بارش کو فائدہ مند بنا دے۔'' اگر بارش نہ ہوتی اور اللہ تعالیٰ بادل کو ہٹا دیتا تو آپ اللہ کا شکر کرتے۔

**فوائد و مسائل:** ① بارش اللہ کی رحمت ہے لیکن اللہ کا عذاب بھی ہو سکتی ہے' اس لیے بادل دیکھ کر اللہ کی رحمت کی امید کے ساتھ ساتھ اس کے عذاب سے پناہ بھی مانگنی چاہیے۔ ② بارش انسان کے لیے انتہائی ضروری ہونے کے باوجود اس میں نقصان کا پہلو بھی موجود ہے' اس لیے بارش کے نفع مند ہونے کی دعا کرنا ضروری ہے۔ ③ بادل کا برسے بغیر چھٹ جانا' اس لیے اللہ کا انعام ہے کہ اس کے عذاب ہونے کا خطرہ ٹل گیا۔ ④ بندے کو ہر حال میں اللہ سے امید کے ساتھ ساتھ اللہ کا خوف بھی رکھنا چاہیے اور ان مواقع پر یہ دعائیں پڑھنے کا التزام کرنا چاہیے۔

٣٨٩٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبِ بْنِ أَبِي الْعِشْرِينَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ. أَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ الْقَاسِمَ ابْنَ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ

٣٨٩٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ جب بارش دیکھتے تو فرماتے: [اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْهُ صَيِّبًا هَنِيئًا] ''یا اللہ! اس بارش کو نفع بخش خوشگوار بنا دے۔''

---

٣٨٨٩_[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأدب، باب ما يقول إذا هاجت الريح، ح: ٥٠٩٩ من حديث المقدام به.

٣٨٩٠_ أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب ما يقال إذا مطرت . . . الخ، ح: ١٠٣٢ من حديث نافع به.

ﷺ، كَانَ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ صَيِّبًا هَنِيئًا».

**٣٨٩١- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، إِذَا رَأَى مَخِيلَةً تَلَوَّنَ وَجْهُهُ وَتَغَيَّرَ، وَدَخَلَ وَخَرَجَ، وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ. فَإِذَا أَمْطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ. قَالَ: فَذَكَرَتْ لَهُ عَائِشَةُ بَعْضَ مَا رَأَتْ مِنْهُ. فَقَالَ: «وَمَا يُدْرِيكِ؟ لَعَلَّهُ كَمَا قَالَ قَوْمُ هُودٍ: ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُم بِهِ﴾» الْآيَة [الأحقاف: ٢٤].

**٣٨٩١-** حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ جب گھٹا دیکھتے تو آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل جاتا۔ آپ کبھی اندر تشریف لے جاتے، کبھی باہر تشریف لے آتے۔ کبھی (ایک طرف) آتے، کبھی (دوسری طرف) جاتے، پھر جب بارش ہونے لگتی تو نبی ﷺ کی پریشانی دور ہو جاتی۔ حضرت عائشہ ؓ نے نبی ﷺ کی جو کیفیت محسوس کی تھی، وہ آپ کی خدمت میں عرض کی (کہ آپ کی یہ کیفیت کیوں ہوتی ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تجھے کیا معلوم؟ شاید یہ ویسا ہی بادل ہو جیسے ہود علیہ السلام کی قوم نے (ایک بادل دیکھ کر) کہا تھا: (اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:) ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُم بِهِ﴾ ”جب انھوں نے اس (عذاب) کو بادل کی صورت میں اپنی وادیوں کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو بولے: یہ بادل ہم پر بارش برسانے والا ہے، (ہود علیہ السلام نے کہا: نہیں) بلکہ یہ تو وہ عذاب ہے جس کی تم جلدی کر رہے تھے۔“

**فوائد و مسائل:** ① رسول اللہ ﷺ کے دل میں اللہ کا خوف بہت زیادہ تھا۔ مومن کو بھی اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے۔ ② نبی ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔ علم غیب اللہ کے ساتھ ہے۔

---

**٣٨٩١ـ** أخرجه مسلم، صلاة الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤية الريح والغيم، والفرح بالمطر، ح: ٨٩٩/ ١٥ من حديث ابن جريج به مطولاً.

## (المعجم ٢٢) - بَابُ مَا يَدْعُو بِهِ الرَّجُلُ إِذَا نَظَرَ إِلَى أَهْلِ الْبَلَاءِ (التحفة ٢٢)

## باب:٢٢-مصیبت میں مبتلا آدمی کو دیکھ کر کون سی دعا پڑھی جائے

٣٨٩٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ مُصْعَبٍ، عَنْ أَبِي يَحْيَى عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ وَلَيْسَ بِصَاحِبِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، مَوْلَى آلِ الزُّبَيْرِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ فَجِئَهُ صَاحِبُ بَلَاءٍ. فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا، عُوفِيَ مِنْ ذٰلِكَ الْبَلَاءِ، كَائِنًا مَا كَانَ».

٣٨٩٢- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس کو اچانک کوئی مصیبت زدہ مل جائے اور وہ (دیکھنے والا) یہ دعا پڑھ لے: [اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِي عَلٰى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا] ’’ہر قسم کی تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے اس مصیبت سے عافیت میں رکھا جس میں تجھے مبتلا کیا ہے‘ اور اپنے پیدا کیے ہوئے بہت سے بندوں پر اس نے مجھے فضیلت عطا فرمائی۔‘‘ تو وہ اس مصیبت سے محفوظ رہے گا‘ خواہ کوئی سی مصیبت ہو۔‘‘

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی ؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے اور اس پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے اس کے شواہد کا تذکرہ کیا ہے جس سے شیخ البانی ؒ ہی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے‘ لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني‘ رقم: ٦٠٢‘ ٢٧٣٧) ② مصیبت زدہ کو دیکھ کر اپنی عافیت کی قدر معلوم ہوتی ہے‘ لہٰذا اللہ کے اس احسان پر اس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ ③ مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا آہستہ پڑھنی چاہیے تاکہ وہ سن نہ لے ورنہ اسے رنج ہوگا۔

٣٨٩٢- [إسناده ضعيف] وللحديث شواهد ضعيفة عند الترمذي، ح: ٣٤٣٢، وأبي نعيم: ٥/ ١٣ وغيرهما.

# تعبیر کی تعریف، خوابوں کی اقسام اور تعبیر کے آداب واحکام

* لغوی معنی: تعبیر کے لغوی معنی، اظہار، بیان اور ترجمانی کے ہیں جبکہ [رُؤْیَا] سے مراد وہ مناظر یا وہ چیزیں ہیں جو کوئی شخص نیند میں دیکھتا ہے، لہٰذا [تَعْبِیرُ الرُّؤْیَا] کا مطلب ہوگا: حالتِ نیند میں دیکھے جانے والے مناظر کی تفسیر وتبیین اور ان کی ترجمانی کرنا۔

* خوابوں کی اقسام: خواب مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ اگر اچھا خواب نظر آئے تو مومن کو دلی مسرت اور روحانی سرور حاصل ہوتا ہے، اور اگر برا خواب نظر آئے تو مومن اپنے رب کی طرف رجوع کر کے احتیاطی تدابیر اختیار کرتا اور اپنے رب کی پناہ حاصل کر لیتا ہے۔ اس طرح خواب مومن کے لیے ہر حال میں خیر وبرکت کا باعث بنتے ہیں۔ خوابوں کی اقسام درج ذیل ہیں:

- اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومن کے لیے خوش خبری پر مشتمل خواب۔
- مومن کو پریشان کرنے کے لیے شیطانی اور ڈراؤنے خواب۔
- دن بھر کی مصروفیات، منصوبوں اور خیالات کا نیند میں نظر آنا۔

خواب سچے بھی ہوتے ہیں اور انسان کو پریشان کرنے کے لیے محض شیطانی وسوسے بھی۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے خواب دیکھنے والوں کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا ہے:

* انبیائے کرام علیہم السلام: ان کے خواب سچے اور مبنی برحقیقت ہوتے ہیں۔

* نیک لوگوں کے خواب: ان کے اکثر و بیشتر خواب سچے ہوتے ہیں جبکہ کبھی کبھار اس کے برعکس صورتحال بھی ہوسکتی ہے۔

* فاسق و فاجر اور کفار کے خواب: ان کے اکثر خواب جھوٹے اور شیطانی وسوسے ہوتے ہیں' البتہ کبھی کبھار ان کے خواب بھی سچ ہوسکتے ہیں، جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے دو قیدی ساتھیوں کے خواب یا فرعون کا خواب وغیرہ۔

* خواب کی تعبیر کے آداب: نبیٔ آخر الزمان ﷺ نے ہر ہر شعبے میں امت کی رہنمائی فرمائی ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو خواب آتے تھے جن کی تعبیر خود سرور کائنات ﷺ فرماتے۔ اچھا یا برا خواب دیکھنے پر کیا آداب اختیار کرنے چاہییں؟ اس کے متعلق آپ ﷺ نے امت کی بھرپور رہنمائی فرمائی ہے' چنانچہ امت کو حکم دیا ہے کہ خواب کی تعبیر کرتے وقت اسے اچھی اور بہتر صورت پر محمول کریں کیونکہ تعبیر کر دینے کے بعد خواب ویسے ہی واقع ہو جاتا ہے۔

خواب کی تعبیر کے سلسلے میں آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ تعبیر ہمیشہ اپنے خیر خواہ اور عالم شخص سے دریافت کرو۔ اس میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ عالم شخص اور خیر خواہ آدمی ہمیشہ اچھی تعبیر کریں گے جبکہ حاسد یا جاہل شخص بری تعبیر دے کر نقصان کا باعث بنیں گے۔ جس شخص کو خواب آئے اسے درج ذیل آداب نبوی اپنانے چاہییں:

- اچھا خواب نظر آئے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے' اپنے پسندیدہ' محبوب اور خیر خواہ لوگوں کو سنائے اور خوشی کا اظہار کرے۔
- اگر ڈراؤنا یا برا خواب دیکھے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے' یعنی [أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ] پڑھے۔ نیند سے بیدار ہونے پر بائیں طرف تین بار تھتکار دے۔ کسی بھی شخص سے اس کا اظہار نہ کرے۔ جس کروٹ لیٹا ہو اسے تبدیل کر کے دوسری کروٹ پر لیٹ جائے۔ نفل نماز ادا کرے۔ آیۃ الکرسی پڑھے۔

درج بالا آداب اختیار کرنے سے ان شاء اللہ آدمی برے خواب کے اثرات سے محفوظ ہو جائے گا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

## (المعجم ٣٥) أَبْوَابُ تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا (التحفة ٢٧)

## خوابوں کی تعبیر سے متعلق آداب واحکام

### (المعجم ١) - بَابُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةِ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرٰى لَهُ (التحفة ١)

### باب:۱- مسلمان کا خود یا کسی اور کا اس کے لیے اچھا خواب دیکھنا

٣٨٩٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ».

۳۸۹۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نیک آدمی کا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔“



فوائد ومسائل: ① نبی کا خواب ہمیشہ سچا ہوتا ہے کیونکہ اس پر شیطان کا اثر نہیں ہوتا' البتہ بعض اوقات وہ خواب ایسا ہوتا ہے جس کی تعبیر کی ضرورت ہوتی ہے۔ نیک آدمی کو کبھی غلط خواب بھی آتے ہیں کیونکہ وہ معصوم نہیں ہوتا' تاہم جتنا زیادہ نیک ہو اتنا زیادہ اس کے خواب کے سچا ہونے کی امید ہوتی ہے۔ ② حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد کوئی آدمی نبی نہیں ہو سکتا' اس لیے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ خواب دیکھنے والا شرفِ نبوت میں شریک ہو جاتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ نبوت کے چھیالیس یا ستر حصے ہیں اور ان میں سے ایک حصہ اچھے خواب بھی ہیں۔ اگرچہ نبوت اب باقی نہیں رہی مگر اس کا یہ حصہ قیامت تک باقی ہے۔ اس کی ایک توجیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دور نبوت تیئس سال کا ہے اور ان میں پہلے چھ ماہ تک آپ کو محض خواب آیا کرتے تھے جو اس قدر سچے اور حقیقت پر مبنی ہوتے تھے جیسے رات کے

---

٣٨٩٣- أخرجه البخاري، التعبير، باب رؤيا الصالحين، ح: ٦٩٨٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ: ٢/ ٩٥٦.

اندھیرے کے بعد صبح صادق کا طلوع ہونا۔ چونکہ یہ چھ ماہ تیئیس سال کا چھیالیسواں حصہ ہے اس نسبت سے مومن کے خواب کے متعلق یہ کہا گیا ہے۔ واللہ أعلم.

٣٨٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ».

٣٨٩٤- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔''

فائدہ: ''مومن'' کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کافر کا خواب سچا بھی ہو تو وہ اللہ کی طرف سے عزت افزائی کا باعث نہیں بلکہ وہ ایسے ہی ہے جیسے کافر کو دنیا میں دوسری نعمتیں اور حکومت وغیرہ دے کر آزمایا جاتا ہے۔

٣٨٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى: أَنْبَأَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «رُؤْيَا الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ الصَّالِحِ، جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ».

٣٨٩٥- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان نیک آدمی کا خواب نبوت کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔''

فائدہ: ممکن ہے اس حدیث سے ادنیٰ درجے کے مومن کا خواب مراد ہو اور پہلی حدیث میں اعلیٰ درجے کے مومن کا خواب۔ ادنیٰ درجے کے خواب میں اس کے اپنے خیالات کا دخل زیادہ ہوتا ہے اس لیے اس کے بعینہٖ پورا ہونے کا امکان نسبتاً کم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم.

٣٨٩٦- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

٣٨٩٦- حضرت ام کُرز کعبیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

٣٨٩٤ـ أخرجه مسلم، الرؤيا، باب في كون الرؤيا من الله وأنها جزء من النبوة، ح: ٢٢٦٣/ ٨ من حديث معمر به، وهو في المصنف: ١١/ ٥٠، ٥١، ح: ١٠٤٩٩ بلفظ: "رؤيا المسلم".

٣٨٩٥ـ [صحيح] وضعفه البوصيري من أجل عطية العوفي، والحديث السابق شاهد له، وأخرجه البخاري، ح: ٦٩٨٩ من حديث عبدالله بن خباب عن أبي سعيد الخدري به، وله شواهد كثيرة.

٣٨٩٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ٣٨١، والحميدي، ح: ٣٤٩ عن سفيان به، وصححه البوصيري، وله شواهد كثيرة.

الْحَمَّالُ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أُمِّ كُرْزٍ الْكَعْبِيَّةِ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نبوت ختم ہوگئی اور خوشخبری دینے والی چیزیں رہ گئیں' یعنی سچے خواب باقی ہیں۔''

**فوائد و مسائل:** ① ہمارے نبی ﷺ آخری نبی ہیں' اس لیے نبوت سے براہ راست مستفید ہونا اب ممکن نہیں۔ ② سچے خوابوں کو مبشّرات کہا گیا ہے کیونکہ ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ مومن کو کسی ملنے والی نعمت کی خبر دیتا ہے یا کسی آنے والی مصیبت سے متنبہ کر دیتا ہے تاکہ انسان اس سے بچنے کی دعا اور تدبیر کر لے۔ ③ اکثر خواب ایسے ہوتے ہیں جن کی تعبیر کی ضرورت ہوتی ہے' البتہ بعض خواب جیسے نظر آتے ہیں بعد میں ویسا ہی واقعہ پیش آ جاتا ہے، جیسے نبی ﷺ نے خود کو صحابہ کے ساتھ عمرہ کرتے دیکھا تو اگلے سال اسی طرح عمرہ ادا کیا گیا۔

**۳۸۹۷- حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ».

**۳۸۹۷- حضرت** عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا خواب نبوت کا سترواں حصہ ہے۔''

**۳۸۹۸- حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، عَنْ قَوْلِ اللهِ سُبْحَانَهُ: ﴿لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَوٰةِ

**۳۸۹۸- حضرت** عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق دریافت کیا: ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ ''ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت

---

۳۸۹۷ـ أخرجه مسلم، الرؤيا، باب في كون الرؤيا من الله وأنها جزء من النبوة، ح: ۲۲۶۵/۹ من حديث أبي أسامة به.

۳۸۹۸ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الرؤيا، باب قوله: "لهم البشرى في الحياة الدنيا"، ح: ۲۲۷۵ من حديث يحيى به، وقال: "حسن" قلت: أبوسلمة لم يسمعه من عبادة بل قال: "نبّئت عن عبادة"، فالخبر منقطع.

ٱلدُّنْيَا وَفِي ٱلْآخِرَةِ﴾ [يونس: ٦٤] قَالَ: «هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ، يَرَاهَا الْمُسْلِمُ، أَوْ تُرٰى لَهُ».

میں بھی۔" تو آپ نے فرمایا: "اس سے مراد اچھا خواب ہے جو مسلمان دیکھتا ہے یا اس کے لیے دیکھا جاتا ہے۔"

فوائد و مسائل: ① اچھا خواب اپنے بارے میں بھی ہوسکتا ہے اور کسی دوسرے مسلمان کے بارے میں بھی۔ دونوں صورتوں میں یہ خوشخبری ہے' مثلاً: ایک آدمی دیکھتا ہے کہ وہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے۔ یہ اس کا اپنے بارے میں خواب ہے۔ یا دیکھتا ہے کہ اس کا والد طواف کر رہا ہے۔ تو یہ اس کے والد کے بارے میں خوشخبری ہے۔ ② آخرت میں مومن کو جنت میں داخلے کی خوشخبری ملے گی۔ یہ روح قبض ہوتے وقت بھی ملتی ہے اور قبر کے سوالات کے بعد بھی ملتی ہے۔ دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ ملنا بھی خوشخبری ہوگی۔ اعمال کا وزن ہوتے وقت نیکیوں کے پلڑے کا بھاری ہو جانا بھی خوشخبری ہے۔ ③ فوت شدہ کو اچھی حالت میں دیکھنا بھی خوش خبری ہے۔

**٣٨٩٩- حَدَّثَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ سُحَيْمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَشَفَ رَسُولُ اللهِ ﷺ السِّتَارَةَ فِي مَرَضِهِ. وَالصُّفُوفُ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ. فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ. يَرَاهَا الْمُسْلِمُ، أَوْ تُرٰى لَهُ».

**۳۸۹۹-** حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے (آخری) مرض کے ایام میں (ایک دن) پردہ ہٹایا جبکہ لوگ حضرت ابوبکر ؓ کے پیچھے صفیں باندھے ہوئے (نماز پڑھ رہے) تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "لوگو! نبوت کی خوش خبری دینے والی چیزوں میں سے صرف نیک خواب باقی ہیں جسے کوئی مسلمان دیکھتا ہے' یا اس کے لیے دیکھا جاتا ہے۔"

## (المعجم ٢) - بَابُ رُؤْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ (التحفة ٢)

## باب: ۲- خواب میں نبی ﷺ کی زیارت

**٣٩٠٠- حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ

**۳۹۰۰-** حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے مجھے خواب میں

**٣٨٩٩۔** أخرجه مسلم، الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود، ح: ٤٧٩ من حديث سفيان به.

**٣٩٠٠۔ [صحيح]** أخرجه الترمذي، الرؤيا، باب ماجاء في قول النبي ﷺ "من رآني في المنام فقد رآني"، ح: ٢٢٧٦ من حديث سفيان الثوري به، وله شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي.

أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ، فَقَدْ رَآنِي فِي الْيَقَظَةِ. فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ عَلَى صُورَتِي».

دیکھا' اس نے (گویا) مجھے بیداری میں دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔''

٣٩٠١- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ، فَقَدْ رَآنِي. فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي».

٣٩٠١- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے خواب میں مجھے دیکھا' اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

٣٩٠٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ، فَقَدْ رَآنِي. إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِلشَّيْطَانِ أَنْ يَتَمَثَّلَ فِي صُورَتِي».

٣٩٠٢- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے خواب میں مجھے دیکھا' اس نے مجھے ہی دیکھا۔ شیطان اس قابل نہیں کہ میری صورت اختیار کرے۔''

٣٩٠٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ الْمُخْتَارِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ، فَقَدْ رَآنِي. فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي».

٣٩٠٣- حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے خواب میں مجھے دیکھا' اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔''

---

**٣٩٠١ـ [صحيح]** وله شواهد عند البخاري، ح: ٦٩٩٣، ومسلم، ح: ٢٢٦٦/ ١٠ وغيرهما.

**٣٩٠٢ـ** أخرجه مسلم، الرؤيا، باب قول النبي عليه الصلاة والسلام "من رأني في المنام فقد رأني"، ح: ٢٢٦٨/ ١٢ عن محمد بن رمح به.

**٣٩٠٣ـ [صحيح]** وهو في المصنف: ١١/ ٥٦، ح: ١٠٥٢٠، وله شواهد كثيرة.

٣٩٠٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا سَعْدَانُ بْنُ يَحْيَى بْنِ صَالِحِ اللَّخْمِيُّ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ، فَكَأَنَّمَا رَآنِي فِي الْيَقَظَةِ. إِنَّ الشَّيْطَانَ لَايَسْتَطِيعُ أَنْ يَتَمَثَّلَ بِي».

۳۹۰۴- حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مجھے خواب میں دیکھا' گویا اس نے مجھے بیداری میں دیکھا۔ شیطان یہ طاقت نہیں رکھتا کہ میری صورت اختیار کرے۔“

٣٩٠٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَمَّارٍ، هُوَ الدُّهْنِيُّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ، فَقَدْ رَآنِي. فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي».

۳۹۰۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مجھے خواب میں دیکھا' اس نے مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔“

فوائد ومسائل: ① بعض خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں جیسے اگلے باب میں آرہا ہے۔ یہ خواب سچے ہوتے ہیں۔ خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت بھی اسی قسم میں شامل ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا حلیۂ مبارک حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے۔ اگر رسول اللہ ﷺ کی زیارت اس حلیے کے مطابق ہو تو خواب سچا ہے' تعبیر کی ضرورت نہیں۔ اگر خواب میں حلیۂ مبارک مختلف نظر آئے تو اس کی تعبیر کی جائے گی۔ اور یہ دیکھنے والے کے دین وخلق میں نقص اور کوتاہی کا اظہار ہے۔ (فتح الباري:۱۲/۴۸۴) ③ شرعی مسائل خواب سے ثابت نہیں ہوتے' ان کے لیے قرآن وحدیث کے دلائل کی ضرورت ہے۔ ④ بعض لوگ جھوٹ موٹ نبی ﷺ

٣٩٠٤ـ [صحيح] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٤/ ٢٩٤، ٢٩٥ عن سليمان، والطبراني: ٢٢/ ١١١، ح: ٢٧٩ من حديث سليمان به، ورواه زيد بن أبي أنيسة عن عون به، صحيح ابن حبان، ح: ١٨٠١، وصححه البوصيري، ورواه محمد بن بكر الكوفي وأبو أسامة عن صدقة به، وللحديث شواهد.

٣٩٠٥ـ [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٧٩ من حديث أبي عوانة به، وله شاهد صحيح عند الترمذي في الشمائل، ح: ٤٠٩.

کی زیارت کا دعویٰ کر دیتے ہیں، حالانکہ انھیں ایسا کوئی خواب نہیں آیا ہوتا۔ یہ بہت بڑا گناہ اور نہایت سنگین جرم ہے۔ (دیکھیے، حدیث: ٣٩١٦)

(المعجم ٣) - **بَابٌ: اَلرُّؤْيَا ثَلَاثٌ** (التحفة ٣)

باب: ٣- خواب تین قسم کے ہوتے ہیں

٣٩٠٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا هَوْذَةُ بْنُ خَلِيفَةَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ: فَبُشْرَىٰ مِنَ اللهِ، وَحَدِيثُ النَّفْسِ، وَتَخْوِيفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ. فَإِذَا رَأَىٰ أَحَدُكُمْ رُؤْيَا تُعْجِبُهُ فَلْيَقُصَّ، إِنْ شَاءَ، وَإِنْ رَأَىٰ شَيْئًا يَكْرَهُهُ، فَلَا يَقُصَّهُ عَلَىٰ أَحَدٍ، وَلْيَقُمْ يُصَلِّي».

٣٩٠٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''خواب تین قسم کے ہوتے ہیں: (ایک) اللہ کی طرف سے خوش خبری، (دوسرے) دل کے خیالات اور (تیسرے) شیطان کی طرف سے خوف زدہ کرنے کے لیے (برے اور ڈراؤنے خواب۔) جب کسی کو ایسا خواب آئے جو اسے اچھا لگے تو اگر وہ چاہے تو اسے (کسی کے سامنے) بیان کر دے۔ اور اگر کوئی ناپسندیدہ چیز نظر آئے تو کسی کو خواب نہ سنائے اور اٹھ کر نماز پڑھے۔''

٣٩٠٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبِيدَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدِ اللهِ مُسْلِمُ بْنُ مِشْكَمٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، عن رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ: مِنْهَا أَهَاوِيلُ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ بِهَا ابْنَ آدَمَ. وَمِنْهَا مَا يَهُمُّ بِهِ الرَّجُلُ فِي يَقَظَتِهِ، فَيَرَاهُ فِي مَنَامِهِ، وَمِنْهَا جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ» قَالَ: قُلْتُ لَهُ:

٣٩٠٧- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خواب تین قسم کے ہوتے ہیں: بعض خواب ڈراؤنے ہوتے ہیں، (وہ) شیطان کی طرف سے انسان کو پریشان کرنے کے لیے (ہوتے ہیں۔) بعض ایسے ہوتے ہیں کہ انسان بیداری کی حالت میں جو کچھ سوچتا رہتا ہے، وہی کچھ خواب میں اسے نظر آ جاتا ہے۔ اور بعض (خواب) وہ ہیں جو نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔'' حضرت مسلم بن

---

٣٩٠٦ـ أخرجه البخاري، التعبير، باب القيد في المنام، ح: ٧٠١٧ من حديث عوف الأعرابي به مطولاً، وأخرجه مسلم، ح: ٢٢٦٣/ ٦ وغيره من حديث محمد بن سيرين به مطولاً، انظر، ح: ٣٩١٧.

٣٩٠٧ـ [صحيح] أخرجه الطبراني: ١٨/ ٦٣، ٦٤، ح: ١١٨ من حديث يحيى به، وصححه ابن حبان، ح: ١٧٩٤، والبوصيري، وله شاهد.

أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ. أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

مشکم رحمہ اللہ نے کہا: کیا آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے (براہ راست) سنی ہے؟ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے خود سنی ہے۔ ہاں، میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے خود سنی ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① اللہ کی طرف سے فرشتے کے ذریعے سے دکھائے جانے والے خواب سچے ہوتے ہیں، خواہ واضح ہوں یا ان کی تعبیر کی ضرورت ہو۔ ② شیطان جس طرح بیداری میں انسان کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے، اسی طرح نیند کی حالت میں پریشان کن خیالات کو خوابوں کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ ③ انسان دن میں جو کام کرتا ہے یا کرنا چاہتا ہے لیکن کسی وجہ سے کر نہیں سکتا، نیند میں اس قسم کے خیالات خوابوں کی صورت میں سامنے آجاتے ہیں۔ ان کی تعبیر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ④ جدید علم نفسیات صرف تیسری قسم کے خوابوں کے بارے میں بحث کرتا ہے۔ یہ لوگ فرشتوں اور شیطانوں پر ایمان نہ رکھنے کی وجہ سے پہلی اور دوسری قسم پر یقین نہیں رکھتے لیکن وہ ایک حقیقت ہیں جن کی مثالیں اکثر سامنے آتی رہتی ہیں۔ ⑤ انبیائے کرام علیہم السلام کے خواب وحی میں شامل ہیں، لہٰذا یقینی امور پر مشتمل ہوتے ہیں۔



## (المعجم ٤) - بَابٌ مَنْ رَأَىٰ رُؤْيَا يَكْرَهُهَا (التحفة ٤)

## باب:۴- جو شخص برا خواب دیکھے (وہ کیا کرے؟)

٣٩٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِذَا رَأَىٰ أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا. وَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا. وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ».

۳۹۰۸- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کو ایسا خواب آئے جو اسے برا لگے تو اسے چاہیے کہ بائیں طرف تین بار تھوک دے، اور تین بار شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے، اور جس پہلو پر لیٹا ہوا ہے بدل دے (دوسرے پہلو پر لیٹ کر سو جائے۔)“

٣٩٠٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: حَدَّثَنَا

۳۹۰۹- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٣٩٠٨ـ أخرجه مسلم، الرؤيا، باب في كون الرؤيا من الله وأنها جزء من النبوة، ح: ٢٢٦٢/ ٥ عن ابن رمح به.

٣٩٠٩ـ أخرجه البخاري، الطب، باب النفث في الرقية، ح: ٥٧٤٧/ ٦٩٨٤ من حديث يحيى بن سعيد به.

اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الرُّؤْيَا مِنَ اللهِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ. فَإِنْ رَأَىٰ أَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهُ، فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا. وَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ثَلَاثًا. وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے' لہٰذا اگر کسی کو (خواب میں) ایسی چیز نظر آئے جو اسے ناگوار ہو تو اسے چاہیے کہ تین بار بائیں طرف تھوک دے اور شیطان مردود سے تین بار اللہ کی پناہ مانگے' اور جس پہلو پر لیٹا ہوا ہو اسے بدل دے۔''

**٣٩١٠ - حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْعُمَرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَىٰ أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلْيَتَحَوَّلْ وَلْيَتْفِلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا. وَلْيَسْأَلِ اللهَ مِنْ خَيْرِهَا، وَلْيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا».

٣٩١٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو ایسا خواب آئے جو اسے برا لگے تو اسے چاہیے کہ کروٹ بدل لے اور بائیں طرف تین بار تھوک دے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس خواب کی بہتری کا سوال کرے اور اس کے شر سے (اللہ کی) پناہ مانگے۔''

**فوائد ومسائل:** ① برا خواب شیطان کے شر سے ہوتا ہے' اس لیے اس سے حاصل ہونے والی پریشانی کا علاج [أَعُوذُ بِاللّٰهِ] پڑھنا ہے۔ ② بائیں طرف تھتکارنے میں یہی حکمت ہے کہ بائیں طرف شیطان سے مناسبت رکھتی ہے' وہ اس طرف سے آ کر دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔ ③ کروٹ بدلنا جسمانی حالت میں ظاہری تبدیلی ہے جس میں اللہ سے اس کی رحمت کی امید اور درخواست کا اظہار ہے کہ اللہ پریشانی کی حالت تبدیل فرما کر اطمینان عطا فرما دے۔

## (المعجم ٥) - بَابُ مَنْ لَعِبَ بِهِ الشَّيْطَانُ فِي مَنَامِهِ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ النَّاسَ (التحفة ٥)

## باب: ٥- شیطان جس سے خواب میں شرارت کرے اسے چاہیے کہ وہ خواب لوگوں کو نہ بتائے

**٣٩١١ - حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

٣٩١١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ایک

---

◄◄ ومسلم، الرؤيا، الباب السابق، ح: ٢٢٦١/ ٢ عن ابن رمح به.

٣٩١٠- [صحيح] وضعفه البوصيري من أجل عبدالله بن عمر العمري، وله شواهد، منها الحديث السابق.

٣٩١١- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٤ عن أبي أحمد محمد بن عبدالله بن الزبير الزبيري به، وهو في عمل ◄◄

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَأْسِي ضُرِبَ. فَرَأَيْتُهُ يَتَدَهْدَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَعْمِدُ الشَّيْطَانُ إِلَى أَحَدِكُمْ فَيَتَهَوَّلُ لَهُ. ثُمَّ يَغْدُو يُخْبِرُ النَّاسَ».

آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میرا سر اڑا دیا گیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ لڑھکتا جا رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان (بعض اوقات) کسی انسان کی طرف متوجہ ہو کر اسے (خواب میں) خوف زدہ کرتا ہے' پھر وہ (شخص) صبح لوگوں کو بتانے لگتا ہے (یہ مناسب نہیں۔'')

**فوائد و مسائل:** ① پریشان کن خواب کسی کو سنانا مناسب نہیں۔ ② انسان کو چاہیے کہ اللہ پر توکل کرتے ہوئے ایسے خواب کو اہمیت نہ دے بلکہ گزشتہ باب کی احادیث کے مطابق عمل کرے۔ اللہ کی رحمت سے اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ واللہ أعلم.

**٣٩١٢-** حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ، وَهُوَ يَخْطُبُ، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ، فِيمَا يَرَى النَّائِمُ، كَأَنَّ عُنُقِي ضُرِبَتْ، وَسَقَطَ رَأْسِي، فَاتَّبَعْتُهُ فَأَخَذْتُهُ فَأَعَدْتُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا لَعِبَ الشَّيْطَانُ بِأَحَدِكُمْ، فِي مَنَامِهِ، فَلَا يُحَدِّثَنَّ بِهِ النَّاسَ».

٣٩١٢- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آج رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا گلا کاٹ دیا گیا ہے اور میرا سر (جسم سے الگ ہو کر) گر گیا ہے۔ میں نے اس (لڑھکتے ہوئے سر) کا تعاقب کر کے اسے پکڑ لیا اور دوبارہ (جسم پر) لگا لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کے ساتھ شیطان خواب میں شرارت کرے تو وہ (یہ خواب) لوگوں کو ہرگز نہ بتائے۔''

**٣٩١٣-** حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ

٣٩١٣- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو (برا) خواب

◀◀ اليوم والليلة للنسائي، ح: ٩١٣ من حديث الزبيري، ومصنف ابن أبي شيبة: ١١/ ٥٧، ٥٨، ح: ١٠٥٢٣، وصححه البوصيري، والحديث الآتي شاهد له.

**٣٩١٢ـ** أخرجه مسلم، الرؤيا، باب لا يخبر بتلعب الشيطان به في المنام، ح: ٢٢٦٨/ ١٥ من حديث الأعمش به.

**٣٩١٣ـ** أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٢٢٦٨/ ١٢ عن ابن رمح به.

جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ، فَلَا يُخْبِرِ النَّاسَ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِهِ فِي الْمَنَامِ».

آئے تو اسے چاہیے کہ خواب میں اس سے ہونے والی شیطانی شرارتیں لوگوں کو نہ بتائے۔‘‘

(المعجم ٦) - **بَابُ الرُّؤْيَا إِذَا عُبِرَتْ وَقَعَتْ فَلَا يَقُصَّهَا إِلَّا عَلَى وَادٍّ** (التحفة ٦)

**باب:٦- جب خواب کی تعبیر بیان کر دی جائے تو اسی طرح واقع ہو جاتی ہے اس لیے خواب کسی محبت رکھنے والے ہی کو سنانا چاہیے**

**٣٩١٤**- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ وَكِيعِ بْنِ عُدُسٍ الْعُقَيْلِيِّ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «الرُّؤْيَا عَلَى رِجْلِ طَائِرٍ مَا لَمْ تُعْبَرْ. فَإِذَا عُبِرَتْ وَقَعَتْ» قَالَ: «وَالرُّؤْيَا جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ» قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: «لَا يَقُصُّهَا إِلَّا عَلَى وَادٍّ أَوْ ذِي رَأْيٍ».

٣٩١٤- حضرت ابورزین (لقیط بن صبرہ عقیلی) ؓ سے مروی ہے کہ بے شک انھوں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ’’خواب کی جب تک تعبیر بیان نہ کی جائے اس وقت تک وہ (گویا) پرندے کے پاؤں میں ہوتا ہے۔ جب تعبیر کر دی جائے تو واقع ہو جاتا ہے۔‘‘ اور فرمایا: ’’خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔‘‘ اور غالباً یہ بھی فرمایا: ’’خواب صرف اسی کو سنائے جو محبت رکھنے والا یا سمجھدار ہو۔‘‘

فوائد و مسائل: ① پرندے کے پنجے میں پکڑی ہوئی چیز گر بھی سکتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ نہ گرے۔ اسی طرح خواب کی جب تک تعبیر نہ کی جائے تب تک یہ ممکن ہے کہ خواب میں دیا ہوا اشارہ واقع ہو جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ واقع نہ ہو۔ جب تعبیر کر دی جائے پھر اس کا وہی مطلب بن جاتا ہے جو بیان کیا گیا۔ ② امام بخاری ؒ بیان کرتے ہیں کہ اگر پہلے تعبیر کرنے والے نے تعبیر میں غلطی کی ہو اور اس کے بعد دوسرا شخص صحیح تعبیر کر دے تو دوسری تعبیر ہی معتبر ہوگی۔ (صحيح البخاري' التعبير' باب من لم ير الرؤيا لأول عابر إذا لم يصب' حديث:٧٠٤٦) ③ تعبیر بیان کرنے والا شخص جاہل نہیں ہونا چاہیے ورنہ وہ غلط تعبیر بیان کرے گا جو پریشانی کا باعث ہوگی جب کہ عالم اس کا اچھا محمل تلاش کرنے کی کوشش کرے گا' اسی طرح مخلص دوست

٣٩١٤ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في الرؤيا، ح:٥٠٢٠ من حديث هشيم به، وهو في المصنف:١١/ ٥٠، ح:١٠٤٩٨، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح:٢٢٧٨، ٢٢٧٩، وصححه ابن حبان، ح:١٧٩٥ـ١٧٩٧، والحاكم:٤/ ٣٩٠، والذهبي، وابن دقيق العيد، وحسنه الحافظ في الفتح:٢/ ٤٣٢.

اچھا مطلب تلاش کرے گا جب کہ اجنبی شخص کے دل میں وہ ہمدردی نہیں ہوگی' اس لیے ممکن ہے کہ وہ نامناسب تعبیر بیان کردے۔

(المعجم ٧) - **بَاب: عَلٰى مَا تُعْبَرُ [بِهِ] الرُّؤْيَا؟** (التحفة ٧)

**باب:٧-خواب کی تعبیر کس بنیاد پر کی جائے؟**

**٣٩١٥-** حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اعْتَبِرُوهَا بِأَسْمَائِهَا. وَكَنُّوهَا بِكُنَاهَا، وَالرُّؤْيَا لِأَوَّلِ عَابِرٍ».

**٣٩١٥-** حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خوابوں کو ان (میں نظر آنے والی چیزوں) کے ناموں سے سمجھو' اور چیزوں کی کنیتوں سے ان کے کنایات (واشارات) سمجھو' اور خواب پہلے تعبیر کرنے والے کے لیے ہے۔''

فائدہ: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔ بنابریں خواب کی وہ تعبیر صحیح ہونا جو سب سے پہلے بیان کی جائے' ضروری نہیں جیسے سابقہ حدیث کے فوائد میں تفصیل گزر چکی ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٨) - **بَابُ مَنْ تَحَلَّمَ حُلْمًا كَاذِبًا** (التحفة ٨)

**باب:٨-جھوٹ موٹ کا خواب بیان کرنا (سخت گناہ ہے)**

**٣٩١٦-** حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَحَلَّمَ حُلْمًا كَاذِبًا، كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ. وَيُعَذَّبُ عَلٰى ذٰلِكَ».

**٣٩١٦-** حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جھوٹا خواب بیان کیا اسے جو کے دو دانوں کو ایک دوسرے سے گرہ لگانے کا حکم دیا جائے گا اور (وہ ایسا نہیں کر سکے گا' چنانچہ) اسے اس وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔''

---

**٣٩١٥- [إسناده ضعيف]** أخرجه ابن أبي شيبة: ١١/ ٧١، ح: ١٠٥٤٤ من حديث الأعمش به، مطولاً، وانظر، ح: ١٠٨٠ لحال الرقاشي، وفيه علة أخرى، وأخرج أبوداود، ح: ٥٠٢٠ بلفظ: الرؤيا على رجل طائر ... الخ انظر الحديث السابق، وله شاهد عند الحاكم: ٤/ ٣٩١، وصححه، ووافقه الذهبي، وإسناده صحيح على شرط البخاري.

**٣٩١٦-** أخرجه البخاري، التعبير، باب من كذب في حلمه، ح: ٧٠٤٢ من حديث أيوب به.

فوائد و مسائل: ① جس شخص نے خواب نہیں دیکھا' اپنے ہی پاس سے بنا کر بیان کر دیتا ہے' اس کا یہ جھوٹ بہت بڑا گناہ ہے۔ ② جھوٹا خواب بیان کرنا اس لیے زیادہ برا ہے کہ اس کی کسی طرح تحقیق نہیں کی جاسکتی کہ اس نے خواب دیکھا ہے یا نہیں۔ ③ بعض افراد نبی اکرم ﷺ یا کسی اور اہم شخصیت کے خواب میں نظر آنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ عام لوگ اسے ان کی بزرگی کی علامت سمجھ کر محبت واحترام کا اظہار شروع کر دیتے ہیں' حالانکہ اصل شرف نیک اعمال کا انجام دینا ہے ورنہ کافر اور منافق تو حقیقی طور پر نبی ﷺ کو دیکھتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ کسی احترام کے مستحق نہیں گردانے گئے۔ ④ خواب کسی کام کے جائز یا ناجائز ہونے کا ثبوت نہیں۔ شرعی مسائل کے لیے شرعی دلائل ضروری ہیں۔ کسی کا یہ دعویٰ کہ مجھے نبی ﷺ نے فلاں کام کی اجازت دی ہے' قابل قبول نہیں۔

(المعجم ٩) - **بَاب: أَصْدَقُ النَّاسِ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا** (التحفة ٩)

**باب: ٩- زیادہ سچ بولنے والے کا خواب زیادہ سچا ہوتا ہے**

٣٩١٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا قَرُبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ. وَأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا. وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ».

٣٩١٧- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب زمانہ (ختم ہونے کے) قریب آجائے گا تو (اس زمانے میں) مومن کا خواب شاذونادر ہی جھوٹا نکلے گا۔ اور زیادہ سچا خواب اس کا ہوگا جو (روزمرہ زندگی میں) بات چیت میں زیادہ سچا ہے۔ اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① قیامت کے قریب کفر' فسق اور جہالت کا غلبہ ہوگا۔ سچے مومن بہت کم ہوں گے۔ ان مومنوں کے خواب سچے ہوں گے۔ ② بعض علماء نے اس سے مراد حضرت عیسیٰ ؑ کے نزول کا زمانہ لیا ہے' البتہ حافظ ابن حجر ؒ نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے۔ (فتح الباري: ١٢/ ٥٠٨) نیک آدمی کے خواب زیادہ سچے ہوتے ہیں۔ ③ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ مذکورہ روایت کا اکثر حصہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے جیسا کہ تخریج میں ہمارے محقق نے بھی اشارہ کیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت سنداً ضعیف اور معناً صحیح ہے۔

٣٩١٧_ [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري، ح: ٧٠١٧، ومسلم، ح: ٦/٢٢٦٣ من حديث محمد بن سيرين به مطولاً، انظر، ح: ٣٩٠٦، وهذا طرف منه.

## (المعجم ١٠) - بَابُ تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا

(التحفة ١٠)

## باب:۱۰-خواب کی تعبیر

**٣٩١٨- حَدَّثَنَا** يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبِ الْمَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ، مُنْصَرَفَهُ مِنْ أُحُدٍ. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطِفُ سَمْنًا وَعَسَلًا. وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهَا. فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ. وَرَأَيْتُ سَبَبًا وَاصِلًا إِلَى السَّمَاءِ. رَأَيْتُكَ أَخَذْتَ بِهِ، فَعَلَوْتَ بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ بَعْدَكَ فَعَلَا بِهِ. ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ بَعْدَهُ فَعَلَا بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ بَعْدَهُ فَانْقَطَعَ بِهِ. ثُمَّ وُصِلَ لَهُ فَعَلَا بِهِ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: دَعْنِي أَعْبُرْهَا، يَارَسُولَ اللهِ قَالَ: «اعْبُرْهَا» قَالَ: أَمَّا الظُّلَّةُ فَالْإِسْلَامُ. وَأَمَّا مَا يَنْطِفُ مِنْهَا مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ، فَهُوَ الْقُرْآنُ. حَلَاوَتُهُ وَلِينُهُ. وَأَمَّا مَا يَتَكَفَّفُ مِنْهُ النَّاسُ، فَالْآخِذُ مِنَ الْقُرْآنِ كَثِيرًا وَقَلِيلًا. وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ إِلَى السَّمَاءِ، فَمَا أَنْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ، أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَا بِكَ. ثُمَّ يَأْخُذُهُ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُو بِهِ. ثُمَّ آخَرُ،

**۳۹۱۸-** حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جنگِ اُحد سے واپس تشریف لائے تو ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے خواب میں ایک سائبان (یا بادل) دیکھا ہے جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا تھا۔ اور میں نے دیکھا کہ لوگ اس (گھی اور شہد) سے لے رہے ہیں۔ کوئی زیادہ لے رہا ہے کوئی کم۔ اور میں نے ایک رسی دیکھی جو آسمان تک پہنچی ہوئی تھی۔ اور میں نے دیکھا کہ آپ نے اسے پکڑا اور اس کے ذریعے سے اوپر تشریف لے گئے' پھر آپ کے بعد ایک اور آدمی نے وہ رسی پکڑی اور وہ اس کے ذریعے سے اوپر چلا گیا' پھر اس کے بعد ایک اور آدمی نے اسے پکڑا وہ بھی اس کے ذریعے سے اوپر چلا گیا' پھر اس کے بعد ایک آدمی نے اسے پکڑا تو وہ ٹوٹ گئی۔ پھر وہ رسی جوڑ دی گئی تو وہ اس کے ذریعے سے اوپر چلا گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے اس کی تعبیر کرنے کی اجازت دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ''آپ اس کی تعبیر کریں۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سائبان (یا بادل) تو اسلام ہے۔ اس سے ٹپکنے والا شہد اور گھی قرآن' یعنی اس کی شیرینی اور نرمی ہے' اور اس سے لینے والے لوگ کم یا زیادہ قرآن (کا

---

**٣٩١٨ـ** أخرجه البخاري، التعبير، باب رؤيا الليل، ح: ٧٠٤٦ من حديث الزهري به، ومسلم، الرؤيا، باب في تأويل الرؤيا، ح: ٢٢٦٩ من حديث ابن عيينة به.

فَيَعْلُو بِهِ. ثُمَّ آخَرُ، فَيَنْقَطِعُ بِهِ. ثُمَّ يُوَصَّلُ لَهُ فَيَعْلُو بِهِ. قَالَ: «أَصَبْتَ بَعْضًا، وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا». قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ لَتُخْبِرَنِّي بِالَّذِي أَصَبْتُ مِنَ الَّذِي أَخْطَأْتُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تُقْسِمْ. يَا أَبَا بَكْرٍ».

علم وفہم) حاصل کرنے والے ہیں۔ آسمان تک پہنچنے والی رسی سے مراد وہ حق (سچا دین) ہے جس پر آپ قائم ہیں۔ آپ نے اسے پکڑا اور اس کے ذریعے سے بلند ہوگئے (بلند درجات پر فائز ہوگئے۔) پھر آپ کے بعد ایک آدمی پکڑے گا اور اس کے ذریعے سے بلند ہوجائے گا۔ پھر دوسرا آدمی بھی اس (کو پکڑ کر اس) کے ذریعے سے بلند ہوجائے گا۔ پھر ایک اور آدمی پکڑے گا تو رسی ٹوٹ جائے گی لیکن پھر جڑ جائے گی اور وہ اس کے ذریعے سے بلند ہوجائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آپ نے کچھ صحیح کہا اور کچھ غلطی کی ہے۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کے رسول! میں آپ کو قسم دے کر عرض کرتا ہوں کہ مجھے یہ بتا دیجیے کہ میں نے کون سی بات صحیح کہی اور کون سی غلط کہی۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر! قسم نہ کھاؤ۔''

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِاللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَيْتُ ظُلَّةً بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ تَنْطُفُ سَمْنًا وَعَسَلًا. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، نَحْوَهُ.

دوسری سند میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے آسمان اور زمین کے درمیان ایک سائبان (یا بادل) دیکھا جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا تھا..... '' اور پوری حدیث (مفہوماً) پہلی حدیث کی مانند بیان کی۔

**فوائد و مسائل:** ① بزرگ اور استاد کی اجازت سے عام آدمی یا شاگرد تعبیر بیان کرسکتا ہے۔ ② رسی پکڑنے سے مراد دین پر عمل کرنا اور تین بزرگوں کا اس رسی کو پکڑنا نبی ﷺ کی نیابت اور خلافت کے منصب پر فائز ہونا ہے۔ ③ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے رسی کا ٹوٹ جانا ان مشکلات اور فتنوں کی طرف اشارہ ہے جو انھیں پیش آئے۔ اور اسی رسی کے جڑ جانے کے بعد اس کے ذریعے سے اوپر

چلے جانے سے غالباً یہ اشارہ ہے کہ وہ اس فتنے میں حق پر ہوں گے' لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ اور دونوں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہی جنت میں ہوں گے۔ ④ کسی حکمت کی بنا پر خواب کے کچھ کی حصے کی تعبیر بتانا اور کچھ نہ بتانا جائز ہے' جیسے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعبیر میں واقع ہونے والی غلطی کی وضاحت نہیں فرمائی۔ ⑤ اس سچے خواب میں خلفائے ثلاثہ کی عظمت وشان کا اظہار ہے۔

**٣٩١٩- حَدَّثَنَا** إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الصَّنْعَانِيُّ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا، شَابًّا، عَزَبًا، فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَكُنْتُ أَبِيتُ فِي الْمَسْجِدِ. فَكَانَ مَنْ رَأَى مِنَّا رُؤْيَا، يَقُصُّهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ لِي عِنْدَكَ خَيْرٌ فَأَرِنِي رُؤْيَا يُعَبِّرُهَا لِيَ النَّبِيُّ ﷺ. فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ مَلَكَيْنِ أَتَيَانِي فَانْطَلَقَا بِي. فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُ. فَقَالَ: لَمْ تُرَعْ. فَانْطَلَقَا بِي إِلَى النَّارِ. فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ. وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُ بَعْضَهُمْ. فَأَخَذُوا بِي ذَاتَ الْيَمِينِ. فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِحَفْصَةَ. فَزَعَمَتْ حَفْصَةُ أَنَّهَا قَصَّتْهَا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «إِنَّ عَبْدَ اللهِ رَجُلٌ صَالِحٌ، لَوْ كَانَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ».

**٣٩١٩-** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں غیر شادی شدہ نوجوان لڑکا تھا۔ میں رات کو مسجد میں سویا کرتا تھا۔ ہم میں سے جو کوئی خواب دیکھتا' نبی ﷺ سے بیان کرتا۔ میں نے کہا: یا اللہ! اگر تیرے پاس میرے لیے خیر ہے تو مجھے بھی کوئی خواب دکھا دے جس کی تعبیر نبی ﷺ کریں' چنانچہ (ایک بار) میں سویا تو میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میرے پاس دو فرشتے آئے اور مجھے ساتھ لے گئے۔ انھیں ایک اور فرشتہ ملا' اس نے (مجھ سے) کہا: گھبرا مت۔ وہ دونوں فرشتے مجھے جہنم کی طرف لے گئے۔ دیکھا تو اس کی منڈیر بنی ہوئی تھی جس طرح کنویں کی منڈیر ہوتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس میں کچھ لوگ تھے جن میں سے بعض کو میں نے پہچان لیا' پھر وہ (فرشتے) مجھے دائیں طرف لے گئے۔ صبح ہوئی تو میں نے یہ خواب (اپنی ہمشیرہ ام المومنین) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو سنایا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ خواب سنایا تو آپ نے فرمایا: ''عبداللہ نیک آدمی ہے' کاش وہ رات کو نماز تہجد زیادہ پڑھتا۔''

---

**٣٩١٩ـ [صحيح]** أخرجه أبوداود، ح: ٣٢٦٨، ٤٦٣٢ عن محمد بن يحيى به، والترمذي، ح: ٢٢٩٣ من حديث عبدالرزاق، وقال: "حسن صحيح".

قَالَ: فَكَانَ عَبْدُ اللهِ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ.

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے حضرت سالم رحمہ اللہ نے) فرمایا: اس لیے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ رات کو بہت زیادہ نماز پڑھتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① ایک نوجوان کنوارا آدمی ضرورت پڑنے پر دن یا رات کو مسجد میں سو سکتا ہے۔ ② نیک آدمی کی اس انداز سے تعریف کرنا جائز ہے جس سے اس میں فخر کے جذبات پیدا ہونے کا خدشہ نہ ہو۔ ③ نیکی کی ترغیب دلانے کے لیے موجود نیکی کا ذکر کر کے کوتاہی بیان کرنا درست ہے تاکہ اصلاح کی ہمت پیدا ہو۔ ④ اس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے جنتی ہونے کا اشارہ ہے۔

**۳۹۲۰ - حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى الْأَشْيَبُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ. فَجَلَسْتُ إِلَى شِيَخَةٍ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ. فَجَاءَ شَيْخٌ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَصًا لَهُ. فَقَالَ الْقَوْمُ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هٰذَا. فَقَامَ خَلْفَ سَارِيَةٍ. فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ. فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ: قَالَ: بَعْضُ الْقَوْمِ كَذَا وَكَذَا. قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ. الْجَنَّةُ لِلّٰهِ يُدْخِلُهَا مَنْ يَشَاءُ. وَإِنِّي رَأَيْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ رُؤْيَا. رَأَيْتُ كَأَنَّ رَجُلًا أَتَانِي فَقَالَ لِي: انْطَلِقْ. فَذَهَبْتُ مَعَهُ. فَسَلَكَ بِي فِي نَهْجٍ عَظِيمٍ. فَعُرِضَتْ عَلَيَّ طَرِيقٌ عَلَى يَسَارِي. فَأَرَدْتُ أَنْ أَسْلُكَهَا.

۳۹۲۰ - حضرت خرشہ بن حر فزاری رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں مدینہ منورہ آیا تو مسجد نبوی میں کچھ بزرگ حضرات کے پاس بیٹھ گیا۔ ایک بزرگ لاٹھی ٹیکتے تشریف لائے تو لوگوں نے کہا: جو کوئی ایک جنتی آدمی کو دیکھنا چاہتا ہے وہ انھیں دیکھ لے۔ انھوں نے ایک ستون کے پیچھے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی۔ میں اٹھ کر ان کے پاس گیا اور انھیں کہا: کچھ لوگ آپ کے بارے میں اس اس طرح کہتے ہیں۔ انھوں نے کہا: الحمد للہ! جنت اللہ کی ہے وہ جسے چاہے گا اس میں داخل کرے گا۔ (لوگ یہ بات اس لیے کہتے ہیں کہ) میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے زمانۂ مبارک میں ایک خواب دیکھا تھا۔ میں نے دیکھا گویا ایک آدمی میرے پاس آیا اور اس نے کہا: چلیے تو میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ وہ مجھے ایک بڑی شاہراہ پر لے چلا۔ (چلتے چلتے) مجھے بائیں طرف ایک راستہ نظر آیا۔ میں نے اس پر چلنے کا ارادہ کیا تو اس (میرے ساتھی) نے

**۳۹۲۰ـ** أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عبدالله بن سلام رضي الله عنه، ح: ۲٤۸٤/ ۱۵۰ من حديث خرشة به، وهو في المصنف: ۱۱/ ٦٦ ـ ٦۸ ح: ۱۰۵۳٦.

فَقَالَ: إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِهَا. ثُمَّ عُرِضَتْ عَلَيَّ طَرِيقٌ عَنْ يَمِينِي. فَسَلَكْتُهَا. حَتَّى إِذَا انْتَهَيْتُ إِلَى جَبَلٍ زَلَقٍ فَأَخَذَ بِيَدِي. فَزَجَّلَ بِي. فَإِذَا أَنَا عَلَى ذُرْوَتِهِ. فَلَمْ أَتَقَارَّ وَلَمْ أَتَمَاسَكْ. وَإِذَا عَمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ، فِي ذُرْوَتِهِ حَلْقَةٌ مِنْ ذَهَبٍ. فَأَخَذَ بِيَدِي فَزَجَّلَ بِي. حَتَّى أَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ. فَقَالَ: اسْتَمْسَكْتَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. فَضَرَبَ الْعَمُودَ بِرِجْلِهِ. فَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ.

کہا: آپ اس راستے والوں میں سے نہیں۔ پھر مجھے دائیں طرف ایک راستہ نظر آیا۔ میں اس پر چل پڑا حتی کہ میں ایک پھسلواں پہاڑ تک جا پہنچا۔ اس شخص نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اوپر کی طرف اچھال دیا۔ اچانک میں اس (پہاڑ) کی چوٹی پر پہنچ گیا۔ میں وہاں نہ ٹھہر سکا اور پاؤں نہ جما سکا۔ اچانک دیکھا کہ لوہے کا ایک ستون ہے جس کے بالائی حصے میں سونے کا ایک حلقہ ہے۔ اس شخص نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اوپر اچھال دیا حتی کہ میں نے وہ حلقہ پکڑ لیا۔ اس نے کہا: کیا آپ نے اسے اچھی طرح پکڑ لیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، تو پھر اس نے ستون کو پاؤں مارا (اور گرا دیا) اور میں حلقے کو مضبوطی سے پکڑے رہا۔ (پھر میں بیدار ہو گیا۔)

فَقَالَ: قَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «رَأَيْتَ خَيْرًا. أَمَّا الْمَنْهَجُ الْعَظِيمُ فَالْمَحْشَرُ. وَأَمَّا الطَّرِيقُ الَّتِي عُرِضَتْ عَنْ يَسَارِكَ، فَطَرِيقُ أَهْلِ النَّارِ. وَلَسْتَ مِنْ أَهْلِهَا. وَأَمَّا الطَّرِيقُ الَّتِي عُرِضَتْ عَنْ يَمِينِكَ، فَطَرِيقُ أَهْلِ الْجَنَّةِ. وَأَمَّا الْجَبَلُ الزَّلَقُ فَمَنْزِلُ الشُّهَدَاءِ. وَأَمَّا الْعُرْوَةُ الَّتِي اسْتَمْسَكْتَ بِهَا، فَعُرْوَةُ الْإِسْلَامِ. فَاسْتَمْسِكْ بِهَا حَتَّى [تَمُوتَ]».

صحابی فرماتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو خواب سنایا تو آپ نے فرمایا: ”تو نے اچھی چیز دیکھی ہے۔ وہ شاہراہ تو میدانِ محشر تھی۔ بائیں طرف جو راستہ نظر آیا، وہ جہنمیوں کا راستہ تھا۔ تو اس راستے والوں میں سے نہیں۔ اور جو راستہ تجھے دائیں طرف نظر آیا، وہ اہل جنت کا راستہ تھا۔ وہ پھسلواں پہاڑ شہیدوں کا مقام تھا اور جو حلقہ تو نے پکڑا وہ اسلام کا حلقہ ہے۔ اسے فوت ہونے تک مضبوطی سے پکڑے رہنا۔“

فَأَنَا أَرْجُو أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. وَإِذَا هُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ.

(اب اس خواب اور نبی ﷺ کی اس تعبیر کی وجہ سے) مجھے امید ہے کہ میں جنت والوں میں سے ہوں گا۔ (دریافت کرنے پر) معلوم ہوا کہ وہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عبداللہ بن سلام ؓ اسلام قبول کرنے سے پہلے یہودی مذہب پر تھے اور ان کے بہت بڑے عالم تھے۔ ② دین پر مرتے دم تک قائم رہنا نجات کا باعث ہے۔ ③ شہادت کے منصب کو پھسلواں پہاڑ سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ جس طرح پھسلن والے پہاڑ پر چڑھنا مشکل ہوتا ہے اسی طرح جہاد کر کے شہادت حاصل کرنا مشکل ہے لیکن وہ پہاڑ کی طرح بلند اور عظیم مقام ہے۔

**۳۹۲۱- حَدَّثَنَا** مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا بُرَيْدَةُ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلٰى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ. فَذَهَبَ وَهَلِي إِلٰى أَنَّهَا يَمَامَةُ أَوْ هَجَرٌ. فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ، يَثْرِبُ. وَرَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ هٰذِهِ، أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ. فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ. ثُمَّ هَزَزْتُهُ فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ. فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ. وَرَأَيْتُ فِيهَا، أَيْضًا، بَقَرًا. وَاللّٰهُ خَيْرٌ. فَإِذَا هُمُ النَّفَرُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ. وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ، بَعْدُ، وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا [اللّٰهُ بِهِ] يَوْمَ بَدْرٍ».

**۳۹۲۱- حضرت ابوموسیٰ اشعری** ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایسے علاقے کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجوروں کے درخت (بہت زیادہ) ہیں۔ مجھے خیال آیا کہ وہ یمامہ یا ہجر کا علاقہ ہے۔ لیکن وہ تو مدینہ یعنی یثرب تھا۔ اور میں نے اپنے اس خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار چلائی تو اس کا اگلا حصہ ٹوٹ گیا۔ اس کا مطلب (یہ ظاہر ہوا کہ وہ) اُحد کے دن مسلمانوں کو پہنچنے والا نقصان تھا' پھر میں نے تلوار کو حرکت دی تو وہ پہلے سے بہتر ہو گئی۔ تو اس سے مراد وہ فتح اور مسلمانوں کا (منتشر ہو جانے کے بعد) اکٹھا ہو جانا تھا جو اللہ نے نصیب فرمایا۔ میں نے اس خواب میں گائیں دیکھیں اور (خواب میں سنا) اللہ بہتری والا ہے۔ اس کا مطلب جنگ احد میں شہید ہونے والے مومن افراد تھے۔ اور خیر سے مراد بعد میں حاصل ہونے والی بھلائی تھی (اور اس سے پہلے) بدر میں اللہ نے ہمیں خلوص کا جو ثواب عطا فرمایا (وہ مراد تھا۔“)

فوائد ومسائل: ① تلوار سے مراد مسلمانوں کی اجتماعی قوت' تلوار ٹوٹنے سے مراد اس قوت میں کمی اور تلوار درست ہو جانے کا مطلب' اس نقصان کا ازالہ تھا۔ ② گائے کا ذبح ہونا مومن کی شہادت کا اشارہ ہے۔

---

۳۹۲۱ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ۳۶۲۲/ ۳۹۸۷، ۴۰۸۱، ۷۰۳۵، ۷۰۴۱، ومسلم، الرؤيا، باب رؤيا النبي ﷺ، ح: ۲۲۷۲ من حديث أبي أسامة به.

③ ہجرت والا خواب اس لحاظ سے سچ تھا کہ کھجوروں والے علاقے کی طرف ہجرت ہوئی' البتہ اس علاقے کے تعین میں اشتباہ ہوا' یعنی اصل تعبیر مدینہ منورہ ہی تھی۔ ④ جاہلیت میں مدینہ شریف کا نام یثرب تھا۔ ہجرت نبوی کے بعد اس کا نام مدینة النبي ''نبی ﷺ کا شہر'' ہو گیا۔ نبی ﷺ نے اس کا نام طَیبہ اور طابہ (پاک زمین) رکھا۔ اب اسے یثرب نہیں کہنا چاہیے۔ نبی ﷺ نے صرف وضاحت کے لیے ''یثرب'' کا لفظ فرمایا۔

٣٩٢٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَأَيْتُ فِي يَدِي سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ. فَنَفَخْتُهُمَا. فَأَوَّلْتُهُمَا هٰذَيْنِ الْكَذَّابَيْنِ: مُسَيْلِمَةَ وَالْعَنْسِيَّ».

٣٩٢٢ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے۔ میں نے ان پر پھونک ماری (تو وہ غائب ہو گئے۔) میں نے اس کی تعبیر کی کہ ان سے مراد یہ دو کذاب ہیں: مُسَیلمہ اور عنسی۔''

فوائد و مسائل: ① مرد کے لیے سونے کے زیور پہننا منع ہیں' اس لیے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں میں سونے کے کنگنوں سے مراد کوئی ناگوار واقعہ یا شخص ہی ہو سکتا ہے۔ اور پھونک مارنے سے مراد ان کا مقابلہ کرنا اور انھیں شکست دینا ہے۔ ② اسود عنسی نے یمن کے شہر صنعاء میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ اسے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے گھر میں داخل ہو کر قتل کر دیا۔ مسیلمہ کذاب نے یمامہ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف فوج کشی کی اور وہ مارا گیا۔ اسے حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا جنھوں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو جنگ احد میں شہید کیا تھا۔

٣٩٢٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا [مُعَاوِيَةُ] ابْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ قَابُوسَ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ الْفَضْلِ: يَارَسُولَ اللهِ رَأَيْتُ كَأَنَّ فِي بَيْتِي عُضْوًا مِنْ أَعْضَائِكَ. قَالَ: «خَيْرًا رَأَيْتِ. تَلِدُ فَاطِمَةُ غُلَامًا فَتُرْضِعِيهِ» فَوَلَدَتْ حُسَيْنًا

٣٩٢٣ - حضرت قابوس بن مخارق رحمہ اللہ سے روایت ہے' حضرت ام فضل (لبابہ بنت حارث) رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! میں نے (خواب میں) دیکھا گویا میرے گھر میں آپ کے جسم مبارک کا حصہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اچھی چیز دیکھی ہے۔ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے ہاں لڑکا پیدا ہو گا تو تم اسے دودھ پلاؤ گی۔''

---

٣٩٢٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٣٨، ٣٤٤ من حديث محمد بن عمرو به، وهو في المصنف: ١١/ ٥٨، ح: ١٠٥٢٥.

٣٩٢٣ـ [صحيح] تقدم ح: ٥٢٢، وأخرجه أبوداود من حديث سماك به.

أَوْحَسَنًا. فَأَرْضَعَتْهُ بِلَبَنِ قُثَم. قَالَتْ: فَجِئْتُ بِهِ [إِلَى] النَّبِيِّ ﷺ، فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ فَبَالَ. فَضَرَبْتُ كَتِفَهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوْجَعْتِ ابْنِي، رَحِمَكِ اللهُ».

چنانچہ حضرت فاطمہ ؓ کے ہاں حضرت حسن یا حضرت حسین ؓ کی ولادت ہوئی تو انھیں ام الفضل ؓ نے دودھ پلایا جو قثم (بن عباس) ؓ سے تھا۔ انھوں نے بیان فرمایا: میں انھیں (حسن یا حسین ؓ کو) لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کی آغوش میں رکھ دیا۔ بچے نے پیشاب کر دیا تو میں نے اس کے کندھے پر چپت لگائی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تجھ پر رحم کرے! تو نے میرے بیٹے کو تکلیف پہنچائی ہے۔''

٣٩٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو [عَاصِمٍ]: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رُؤْيَا النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ: «رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ، خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى قَامَتْ بِالْمَهْيَعَةِ، وَهِيَ الْجُحْفَةُ. فَأَوَّلْتُهَا وَبَاءً بِالْمَدِينَةِ. فَنُقِلَ إِلَى الْجُحْفَةِ».

٣٩٢٤- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے نبی ﷺ کا خواب بیان فرمایا کہ آپ نے فرمایا: ''میں نے ایک سیاہ فام اور بکھرے بالوں والی عورت دیکھی وہ مدینہ سے نکلی اور مَہیعہ یعنی جُحفہ کے مقام پر جا ٹھہری۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینہ کی وبا جُحفہ منتقل ہوگئی ہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① شروع میں مدینہ کی آب وہوا اچھی نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے خواب کے ذریعے سے اپنے نبی ﷺ کو خوشخبری دی کہ مدینہ سے وبا ختم ہوجائے گی چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ ② خواب میں بدصورت انسان سے مراد بیماری یا مصیبت اور خوبصورت انسان سے مراد راحت ونعمت ہوتی ہے۔ واللہ أعلم.

٣٩٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ

٣٩٢٥- حضرت طلحہ بن عبیداللہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: قبیلۂ بَلِیّ کے دو آدمی نبی ﷺ

---

٣٩٢٤ـ أخرجه البخاري، التعبير، باب إذا رأى أنه أخرج الشيء من كوة فأسكنه موضعًا آخر، ح:٧٠٣٨، و ح:٧٠٣٩، وح:٧٠٤٠ من حديث موسى بن عقبة به.

٣٩٢٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ١٦٣، ح: ١٤٠٣ من حديث ابن الهاد به، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٦٦، وللحديث شواهد، منها ما أخرجه أحمد: ٢/ ٣٣٣، وحسنه الهيثمي: ١٠/ ٢٠٤.

ابْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ بَلِيٍّ قَدِمَا عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ. وَكَانَ إِسْلَامُهُمَا جَمِيعًا. فَكَانَ أَحَدُهُمَا أَشَدَّ اجْتِهَادًا مِنَ الْآخَرِ فَغَزَا الْمُجْتَهِدُ مِنْهُمَا فَاسْتُشْهِدَ. ثُمَّ مَكَثَ الْآخَرُ بَعْدَهُ سَنَةً. ثُمَّ تُوُفِّيَ.

کے پاس (ہجرت کرکے مدینہ) آگئے۔ وہ دونوں اکٹھے مسلمان ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک دوسرے کی نسبت (نیکی کے کاموں میں) زیادہ محنت کرنے والا تھا' چنانچہ اس محنت کرنے والے نے جہاد کیا اور شہید ہوگیا۔ دوسرا آدمی اس کے بعد ایک سال تک زندہ رہا' پھر وہ فوت ہوگیا۔

قَالَ طَلْحَةُ: فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ: بَيْنَا أَنَا عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ، إِذَا أَنَا بِهِمَا. فَخَرَجَ خَارِجٌ مِنَ الْجَنَّةِ فَأَذِنَ لِلَّذِي تُوُفِّيَ الْآخِرَ مِنْهُمَا. ثُمَّ خَرَجَ، فَأَذِنَ لِلَّذِي اسْتُشْهِدَ. ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ فَقَالَ: ارْجِعْ. فَإِنَّكَ لَمْ يَأْنِ لَكَ بَعْدُ.

حضرت طلحہ ؓ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوں۔ اچانک دیکھا کہ وہ دونوں بھی وہاں موجود ہیں۔ جنت سے ایک آدمی باہر آیا اور اس نے بعد میں فوت ہونے والے کو (جنت میں جانے کی) اجازت دے دی۔ (کچھ دیر بعد) وہ پھر نکلا اور شہید ہونے والے کو اجازت دے دی۔ پھر میری طرف متوجہ ہوکر کہا: واپس چلے جاؤ' ابھی آپ کا وقت نہیں آیا۔

فَأَصْبَحَ طَلْحَةُ يُحَدِّثُ بِهِ النَّاسَ. فَعَجِبُوا لِذٰلِكَ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ. وَحَدَّثُوهُ الْحَدِيثَ. فَقَالَ: «مِنْ أَيِّ ذٰلِكَ تَعْجَبُونَ؟» فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ هٰذَا كَانَ أَشَدَّ الرَّجُلَيْنِ اجْتِهَادًا. ثُمَّ اسْتُشْهِدَ. وَدَخَلَ هٰذَا الْآخِرُ الْجَنَّةَ قَبْلَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَيْسَ قَدْ مَكَثَ هٰذَا بَعْدَهُ سَنَةً؟» قَالُوا: بَلٰى. قَالَ: «وَأَدْرَكَ رَمَضَانَ فَصَامَ. وَصَلّٰى كَذَا وَكَذَا مِنْ سَجْدَةٍ فِي السَّنَةِ؟» قَالُوا: بَلٰى. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَمَا بَيْنَهُمَا أَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ

صبح ہوئی تو طلحہ ؓ نے لوگوں کو خواب سنایا۔ انھیں اس پر تعجب ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کو بھی معلوم ہوا' اور لوگوں نے نبی ﷺ کو (تفصیل سے خواب کی) بات سنائی۔ آپ نے فرمایا: ''تمھیں کس بات پر تعجب ہے؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! دونوں میں یہ شخص زیادہ محنت والا تھا' پھر اسے شہادت بھی نصیب ہوئی لیکن جنت میں دوسرا اس سے پہلے چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ (دوسرا) اس (پہلے) کے بعد ایک سال تک زندہ نہیں رہا؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''اس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس میں

السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ».

روزے رکھے اور سال میں اتنی اتنی رکعت نماز پڑھی؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں (کے درجات) میں تو آسمان و زمین کے درمیانی فاصلے سے بھی زیادہ فرق ہے۔''

فوائد و مسائل: ① بعض اوقات خواب سے وہی کچھ مراد ہوتا ہے جو خواب میں نظر آیا' جیسے اس خواب کو صحابہ نے حقیقت پر محمول کیا اور اس کی تعبیر کچھ اور نہیں سمجھی۔ نبی ﷺ نے بھی ان کے اس فہم کی تائید فرمائی۔ ② مومن کے لیے لمبی زندگی رحمت ہے جب کہ نیکیوں کی توفیق حاصل ہو۔ ③ طویل عرصہ نماز روزے کا ثواب شہادت کے ثواب سے زیادہ بھی ہو سکتا ہے لیکن شہید کے لیے کچھ خاص انعامات ہیں جو دوسروں کو حاصل نہیں ہوتے۔ ④ اس حدیث میں ان دو صحابیوں کے جنتی ہونے کی بشارت ہے اور حضرت طلحہ ؓ کے لیے بھی جنت کی بشارت ہے' ویسے بھی حضرت طلحہ ؓ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں جنھیں اللہ کے رسول ﷺ نے نام لے کر جنت کی بشارت دی۔

٣٩٢٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ الْهُذَلِيُّ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكْرَهُ الْغِلَّ وَأُحِبُّ الْقَيْدَ، الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ».

۳۹۲۶- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں طوق کو ناپسند کرتا ہوں اور (پاؤں کی) بیڑی کو پسند کرتا ہوں۔ بیڑی دین میں ثابت قدمی کی علامت ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق اور دیگر محققین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس روایت کی بابت اکثر محققین کی رائے ہے کہ یہ روایت مرفوعاً ضعیف ہے' موقوفاً صحیح ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا قول نہیں بلکہ حضرت ابو ہریرہ ؓ کا قول ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعیف سنن ابن ماجہ' رقم:۷۸۳' وسنن ابن ماجہ بتحقیق الدکتور بشار عواد' رقم:۳۹۲۶) ② حافظ ابن حجر ؒ نے امام قرطبی ؒ کا قول نقل فرمایا ہے کہ جس کے پاؤں میں

---

٣٩٢٦ـ [ضعيف] * أبوبكر الهذلي تقدم، ح:٩٢١، وتابعه قتادة الدارمي: ٢/ ١٣٠، ح:٢١٦٦، والسند إليه ضعيف مع عنعنته، وهٰذا إنما هو قول أبي هريرة رضي الله عنه، بينه مسلم، ح:٢٢٦٣ في روايته، وانظر صحيح البخاري، ح:٧٠١٧، وهٰذا طرف من الحديث السابق، ح:٣٩١٧، ٣٩٠٦، وانظر "المدرج إلى المدرج" للسيوطي، ص:٣٦، ح:٤٠.

بیڑی ہو وہ ایک جگہ ٹھہرا رہتا ہے' اس لیے اگر دین دار نیک آدمی خواب میں اپنے پاؤں میں بیڑی دیکھتا ہے تو اس کا مطلب اس کا نیکی اور ہدایت پر قائم رہنا ہی ہوگا۔ اور طوق کا ذکر قرآن میں سزا اور ذلت کے طور پر آیا ہے' اس لیے اس سے دین کا نقص' گناہ پر اصرار' اور کسی حق دار کے حق کی ادائیگی سے گریز یا دنیا کی مشکلات مراد ہو سکتی ہیں۔ دیکھیے: (فتح الباري' التعبير' باب القيد في المنام: ۱۲/۵۰۵)

# فتن کی تعریف اور چند ایک اہم فتنوں کا بیان

اَلْفِتَن: فِتْنَۃٌ کی جمع ہے۔ اس کے لغوی معنی آزمائش، امتحان اور اختیار کے ہیں، پھر کثرت استعمال کی وجہ سے ہر مکروہ اور مصیبت پر لفظ [فِتْنَہ] بولا جانے لگا جیسے کفر اور قتل و غارت وغیرہ۔ نبیٔ آخر الزماں ﷺ نے امت کو آگاہ فرمایا ہے کہ قیامت سے قبل بے شمار فتنے رونما ہوں گے جن میں حق و باطل کی تمیز مشکل ہو جائے گی اور ایمان خطرے میں پڑ جائے گا۔ ایک شخص صبح کو مومن ہو گا تو رات ہونے تک ایمان سے محروم ہو چکا ہو گا۔ اگر رات کو مومن تھا تو صبح تک کافر ہو چکا ہو گا۔ یہ فتنے برق رفتاری سے پیش آئیں گے اور لوگوں کی سخت آزمائش کا باعث بنیں گے۔ رسالت مآب ﷺ نے ان فتنوں کا ذکر کیا ہے، ان کی نوعیت کی وضاحت فرمائی ہے اور ان سے بچاؤ کے طریقے بیان فرمائے ہیں، اس لیے کہ امت محمدیہ ان سے محفوظ رہنے کی تدبیر کر سکے اور اپنے ایمان کی حفاظت کر سکے تاکہ اخروی کامیابی ان کا مقدر بنے۔

قیامت سے پہلے چھوٹے بڑے بے شمار فتنے وقوع پذیر ہوں گے۔ ان میں سے چند ایک تو اب تک رونما ہو چکے ہیں اور کچھ قیامت تک رونما ہوں گے جن کی مختصراً تفصیل درج ذیل ہے:

① حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مظلومانہ شہید ہونا۔

② جنگ جمل اور صفین کا وقوع، جس میں ہزاروں مسلمان شہید ہوئے۔

③ خوارج کا ظہور، معتزلہ، جہمیہ، رافضہ، بوذیہ، بہائیہ اور قادیانی فرقوں کا ظہور۔

④ دجال اور یاجوج ماجوج کا خروج۔

⑤ امانت کا سلب ہونا اور بددیانتی کا عروج۔

⑥ علمائے کرام کی وفات سے علم کا اٹھ جانا۔

⑦ عورتوں کی کثرت۔

⑧ زنا، فحاشی اور بے حیائی کا سرعام ہوجانا۔

⑨ جھوٹے نبیوں کا ظہور۔

⑩ بخل، تجارت اور زلزلوں کی کثرت۔

* **فتنوں کی سرزمین:** تاریخ اسلامی رسول اکرم ﷺ کے اس فرمان کی عینی شاہد ہے جسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مشرق کی جانب منہ کیے ہوئے یہ فرماتے سنا: [أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ] (صحيح البخاري، الفتن، باب قول النبي: الفتنة من قبل المشرق، حديث: ۷۰۹۳) ''فتنہ اس جانب سے ہوگا جہاں شیطان کے سینگ نمودار ہوتے ہیں۔'' حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ وہ مشرقی جانب سے عراق کی سرزمین مراد لیتے تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ۱۳/ ۵۸، ۵۹) لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ ابتدائے اسلام سے تاحال، مسلمانوں کی آزمائش بننے والے فتنے اسی سرزمین سے نکل رہے ہیں۔ ابتدائے اسلام میں اس زمین سے خوارج، رافضہ، باطنیہ، قدریہ، جہمیہ اور معتزلہ وغیرہ کے فتنے اور بعد میں دیگر اور بہت سے فتنے اس زمین سے نمودار ہوئے۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنی امت کو قیامت سے قبل رونما ہونے والے فتنوں سے آگاہ فرمایا ہے تاکہ امت ان سے بچاؤ کی تدبیر کر سکے۔ ان فتنوں سے بچاؤ کے لیے آپ نے متعدد دعائیں امت کے لیے بیان فرمائی ہیں، لہٰذا ان کو یاد کرنا اور انھیں نماز میں اور قبولیت کے اوقات میں بکثرت مانگنا چاہیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٣٦) **أَبْوَابُ الْفِتَنِ** (التحفة ٢٨)

# فتنہ وآزمائش سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - **بَابُ الْكَفِّ عَمَّنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ** (التحفة ١)

**٣٩٢٧- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَ حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. فَإِذَا قَالُوهَا، عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، إِلَّا بِحَقِّهَا. وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ، عَزَّ وَجَلَّ».

باب:١-کلمۂ توحید کا اقرار کرنے والے سے ہاتھ روک لینا

**٣٩٢٧- حضرت ابوہریرہ** ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں حتی کہ وہ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا اقرار کرلیں۔ جب وہ یہ کلمہ پڑھ لیں تو انھوں نے اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ کر لیے' سوائے اس کے کہ اس (اقرار' یعنی کلمے اور اسلام) کا کوئی حق ہو (تو پھر لوگوں کے جان و مال میں تصرف کرنا جائز ہوگا۔) اور (دل کے معاملات میں) ان کا حساب اللہ عزوجل کے ذمے ہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① کلمۂ توحید کا اقرار کرنے والے پر دنیا میں مسلمانوں کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ اگر دل میں ایمان نہیں ہوگا تو اس کی سزا آخرت میں ملے گی۔ ② خون اور مال محفوظ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان سے جنگ کر کے انھیں قتل نہیں کیا جائے گا' نہ ان کے مالوں پر بطور غنیمت یا فَے قبضہ کیا جائے گا۔ ③ جان میں حق کے ساتھ تصرف سے مراد اس سے سرزد ہونے والے جرم کی سزا دینا ہے' مثلاً: چوری کی صورت میں ہاتھ کاٹنا' پاک دامن پر بدکاری کا الزام لگائے تو کوڑے مارنا' قتل کی صورت میں قصاص کے طور پر قتل کرنا وغیرہ،

---

**٣٩٢٧ـ** أخرجه مسلم، الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله محمد رسول الله ... الخ، ح:٢١/٣٥ عن ابن أبي شيبة به.

اور مال میں جائز تصرف زکاۃ اور لازمی خرچ وصول کرنا' قتل عمد میں مقتول کے وارثوں کی رضامندی سے اور قتل خطا میں وارثوں کے مطالبے پر قاتل یا اس کے قبیلے سے دیت (خون بہا) وصول کرنا وغیرہ ④ اگر دنیا میں کسی وجہ سے گناہ کی سزا نہ ملے تو آخرت میں سزا ملے گی' البتہ کسی بڑے نیک کام کی وجہ سے معافی بھی مل سکتی ہے۔

**٣٩٢٨-** حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. فَإِذَا قَالُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، إِلَّا بِحَقِّهَا. وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ».

**٣٩٢٨-** حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں حتی کہ وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه کہہ لیں۔ جب وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه کہہ لیں گے (اس کا اقرار کرلیں گے) تو انھوں نے اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ کر لیے (ہاں) مگر اس (کلمے) کا کوئی حق ہو (تو پھر لوگوں کے جان و مال میں تصرف کرنا جائز ہوگا۔) اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔''

**٣٩٢٩-** حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ أَوْسًا أَخْبَرَهُ قَالَ: إِنَّا لَقُعُودٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ يَقُصُّ عَلَيْنَا وَيُذَكِّرُنَا، إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَسَارَّهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اذْهَبُوا بِهِ فَاقْتُلُوهُ» فَلَمَّا وَلَّى الرَّجُلُ، دَعَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «هَلْ تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ؟» قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «اذْهَبُوا فَخَلُّوا سَبِيلَهُ. فَإِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى

**٣٩٢٩-** حضرت اوس بن ابو اوس حذیفہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس بیٹھے تھے اور آپ ہمیں وعظ و نصیحت فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے نبی ﷺ سے چپکے چپکے بات کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے لے جاؤ اور قتل کردو۔'' جب وہ آدمی اٹھ کر چلا تو اللہ کے رسول ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ' اسے آزاد کردو۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں حتی کہ وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه کا اقرار کرلیں۔ جب وہ ایسا کریں تو ان کی جانیں اور مال مجھ

---

**٣٩٢٨ـ** أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٢١/ ٣٥ من حديث الأعمش به.

**٣٩٢٩ـ [إسناده صحيح]** أخرجه النسائي: ٧/ ٨١، تحريم الدم، باب تحريم الدم، ح: ٣٩٨٨ من حديث السهمي به، وصححه البوصيري.

يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ. فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ، حَرُمَ عَلَيَّ دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ».

پر حرام ہیں۔"

فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ نے سرگوشی کرنے والے کی بات سے یہ سمجھا کہ یہ شخص دل سے مسلمان نہیں، بعد میں اس کے ظاہری اسلام پر اعتماد کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔ امام سیوطی ؒ اس کی بابت لکھتے ہیں: "زیادہ صحیح تشریح یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اجازت تھی کہ کسی سے اس کی دلی کیفیات کے مطابق سلوک کریں، چنانچہ اس کے مطابق عمل کرنے کا ارادہ فرمایا (کفر کی بنا پر قتل کرنا چاہا)، پھر نبی ﷺ کو یہ بات بہتر محسوس ہوئی کہ ظاہر پر عمل کیا جائے (اس کے ظاہری اسلام کی وجہ سے مسلمان والا سلوک کیا جائے) کیونکہ یہ قانون نبی ﷺ اور امت سب کے لیے ہے، اس لیے آپ اس طرف مائل ہو گئے اور باطن (کی حقیقی کیفیت) کے مطابق عمل سے اجتناب فرمایا۔" (شرح سنن النسائي، كتاب تحريم الدم) ② سنن نسائی کے اس باب میں حضرت اوس ؓ سے اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی مروی ہے۔ حضرت اوس ؓ بیان کرتے ہیں: میں قبیلۂ ثقیف کے وفد میں شامل ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں خیمے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ میرے اور نبی ﷺ کے سوا خیمے کے سب افراد سو گئے۔ (اس تنہائی کے وقت) ایک آدمی نے آ کر نبی ﷺ سے چپکے سے بات کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "جا اسے قتل کر دے۔" پھر فرمایا: "کیا وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه کی اور میری رسالت کی گواہی نہیں دیتا؟" اس نے کہا: گواہی دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے چھوڑ دے۔" پھر آپ نے فرمایا: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں حتی کہ وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه کہیں۔ جب وہ اس کا اقرار کر لیں تو ان کے خون اور ان کے مال (مسلمانوں پر) حرام ہو گئے، مگر اس کے حق کے ساتھ۔" (سنن النسائي، المحاربة، باب تحريم الدم، حديث: ٣٩٨٧)

٣٩٣٠- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ السُّمَيْطِ بْنِ السُّمَيْرِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ: أَتٰى نَافِعُ بْنُ الْأَزْرَقِ وَأَصْحَابُهُ. فَقَالُوا: هَلَكْتَ يَا عِمْرَانُ قَالَ: مَا هَلَكْتُ. قَالُوا: بَلٰى. قَالَ: مَا الَّذِي أَهْلَكَنِي؟ قَالُوا: قَالَ اللهُ: ﴿وَقَٰتِلُوهُمْ حَتَّىٰ

٣٩٣٠- حضرت عمران بن حُصَین ؓ سے ہے، انھوں نے فرمایا: نافع بن ازرق اور اس کے ساتھی آئے، انھوں نے کہا: عمران! آپ ہلاک ہو گئے۔ انھوں نے فرمایا: میں ہلاک نہیں ہوا۔ انھوں نے کہا: کیوں نہیں! (آپ ضرور تباہ ہو گئے ہیں۔) عمران ؓ نے فرمایا: میں کیسے ہلاک ہو گیا؟ ان لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ

٣٩٣٠ـ [حسن] أخرجه الطبراني: ١٨/ ٢٢٦، ح: ٥٦٤ من حديث حفص به، وحسنه البوصيري.

لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ ٱلدِّينُ كُلُّهُۥ لِلَّهِ﴾ [الأنفال: ٣٩] قَالَ: قَدْ قَاتَلْنَاهُمْ حَتَّى نَفَيْنَاهُمْ. فَكَانَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ. إِنْ شِئْتُمْ حَدَّثْتُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. قَالُوا: وَأَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ. شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَقَدْ بَعَثَ جَيْشًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ. فَلَمَّا لَقُوهُمْ قَاتَلُوهُمْ قِتَالًا شَدِيدًا. فَمَنَحُوهُمْ أَكْتَافَهُمْ. فَحَمَلَ رَجُلٌ مِنْ لُحْمَتِي عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِالرُّمْحِ. فَلَمَّا غَشِيَهُ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. إِنِّي مُسْلِمٌ. فَطَعَنَهُ فَقَتَلَهُ. فَأَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ هَلَكْتُ. قَالَ: «وَمَا الَّذِي صَنَعْتَ؟» مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ. فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي صَنَعَ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَهَلَّا شَقَقْتَ عَنْ بَطْنِهِ فَعَلِمْتَ مَا فِي قَلْبِهِ؟» قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ لَوْ شَقَقْتُ بَطْنَهُ لَكُنْتُ أَعْلَمُ مَا فِي قَلْبِهِ. قَالَ: «فَلَا أَنْتَ قَبِلْتَ مَا تَكَلَّمَ بِهِ، وَلَا أَنْتَ تَعْلَمُ مَا فِي قَلْبِهِ!».

فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّٰهِ﴾ ”ان سے جنگ کرو حتی کہ فتنہ باقی نہ رہے اور مکمل طور پر اللہ کا دین غالب ہو جائے۔“ انھوں نے فرمایا: ہم نے ان (کفار) سے جنگ کی حتی کہ انھیں ملک (عرب) سے نکال دیا اور اللہ کا دین مکمل طور پر غالب ہو گیا۔ اگر تم چاہو تو تمھیں ایک حدیث سناؤں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ انھوں نے کہا: آپ نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ فرمایا: ہاں، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا (جب آپ نے یہ فرمایا)، رسول اللہ ﷺ نے مشرکین سے جنگ کرنے کے لیے مسلمانوں کا ایک لشکر روانہ فرمایا۔ جب ان (مسلمانوں) کا ان (مشرکوں) سے سامنا ہوا تو ان سے شدید جنگ ہوئی۔ آخر وہ لوگ مسلمانوں سے مغلوب ہو گئے۔ میرے رشتے داروں میں سے ایک آدمی نے ایک مشرک پر نیزے سے حملہ کیا۔ جب وہ اس کے سر پر پہنچ گیا تو (دشمن فوج کے) اس شخص نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں مسلمان ہوں۔ اس (صحابی) نے (اس کے کلمۂ شہادت پر یقین نہ کرتے ہوئے) اسے نیزہ مار کر قتل کر دیا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اللہ کے رسول! میں تباہ ہو گیا۔ آپ نے ایک بار یا دو بار فرمایا: ”تو نے کیا کیا ہے؟“ اس نے جو کیا تھا بتا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تو نے اس کا پیٹ کیوں نہ چیر لیا کہ تجھے معلوم ہو جاتا کہ اس کے دل میں کیا ہے؟“ اس نے کہا: اللہ کے رسول! اگر میں اس کا پیٹ چیرتا تو کیا مجھے معلوم ہو جاتا کہ اس

کے دل میں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''پھر تو نے نہ تو اس کی زبان کے الفاظ کو قبول کیا' نہ تو اس کے دل کی کیفیت سے واقف ہے۔''

قَالَ: فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى مَاتَ. فَدَفَنَّاهُ فَأَصْبَحَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ. فَقَالُوا: لَعَلَّ عَدُوًّا نَبَشَهُ. فَدَفَنَّاهُ. ثُمَّ أَمَرْنَا غِلْمَانَنَا يَحْرُسُونَهُ. فَأَصْبَحَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ. فَقُلْنَا: لَعَلَّ الْغِلْمَانَ نَعَسُوا. فَدَفَنَّاهُ. ثُمَّ حَرَسْنَاهُ بِأَنْفُسِنَا. فَأَصْبَحَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ. فَأَلْقَيْنَاهُ فِي بَعْضِ تِلْكَ الشِّعَابِ.

راوی بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ خاموش ہوگئے (اس کا عذر قبول نہیں فرمایا۔) کچھ عرصہ بعد وہ فوت ہوگیا' ہم نے اسے دفن کیا۔ صبح ہوئی تو وہ زمین کی سطح پر تھا۔ لوگوں نے کہا: شاید کسی دشمن نے اسے قبر سے کھود نکالا ہے۔ پھر ہم نے اسے دفن کیا اور اپنے لڑکوں کو حکم دیا کہ اس کا پہرہ دیں۔ (اس کے باوجود) وہ (اس کی لاش) صبح کو (قبر سے باہر) زمین پر (پڑی) تھی۔ ہم نے کہا: شاید لڑکوں کو اونگھ آگئی۔ (ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر کسی نے میت نکال لی۔) ہم نے اسے (پھر) دفن کیا اور خود پہرہ دیا۔ (اس کے باوجود) صبح کو اس کی لاش (قبر سے باہر) زمین پر تھی' چنانچہ ہم نے اسے کسی گھاٹی میں پھینک دیا۔ (اور دفن نہ کیا۔)

**٣٩٣٠ م - حدّثنا** إِسْمَاعِيلُ بْنُ حَفْصٍ الْأُبُلِّيُّ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ السُّمَيْطِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ. فَحَمَلَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ. فَذَكَرَ الْحَدِيثَ. وَزَادَ فِيهِ: فَنَبَذَتْهُ الْأَرْضُ: فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: «إِنَّ الْأَرْضَ لَتَقْبَلُ مَنْ هُوَ أَشَرُّ مِنْهُ. وَلٰكِنَّ اللهَ أَحَبَّ أَنْ يُرِيَكُمْ تَعْظِيمَ حُرْمَةِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ».

**٣٩٣٠(م)** حضرت عمران بن حصین ؓ سے (ایک) روایت (اس طرح) ہے' انھوں نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک جنگی مہم پر روانہ فرمایا۔ ایک مسلمان نے ایک مشرک پر حملہ کیا۔ اور آخر تک واقعہ بیان فرمایا۔ اس کے آخر میں یہ اضافہ ہے: اسے زمین نے باہر نکال دیا' نبی ﷺ کو خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا: ''زمین اس کو بھی قبول کر لیتی ہے جو اس سے زیادہ برا ہوتا ہے لیکن اللہ نے تمھیں یہ دکھانا چاہا ہے کہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کا احترام کتنا عظیم (اور اہمیت کا حامل) ہے۔''

فوائد و مسائل: ① خوارج وغیرہ بدعتی فرقے دین کو صحیح انداز سے نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوئے۔ ② صحابۂ کرام ؓ کا فہمِ دین اور علم صحیح اور کامل تھا' اس لیے اختلافی مسائل میں' خاص طور پر عقائد میں' صحابۂ کرام ؓ کے فہم کو اہمیت دینی چاہیے اور مسائل کو ان کے فرامین کی روشنی میں سمجھنا چاہیے ③ خوارج نے مسلمان خلفاء کے خلاف بغاوت کی۔ یہ غلط قدم تھا' اس سے فتنہ وفساد پیدا ہوا۔ ④ جو شخص مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہو اسے مسلمان سمجھنا چاہیے اور اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا سلوک کرنا چاہیے۔ اگر اس سے کوئی ایسی چیز ظاہر ہو جس سے اس کا کافر ہونا ثابت ہو جائے تو اسے مرتد قرار دے کر سزا دی جا سکتی ہے لیکن محض شک وشبہ کی بنا پر کسی کو کافر قرار دینا بہت بڑی غلطی ہے۔ ⑤ اللہ تعالیٰ کسی غلطی کی سزا دنیا میں بھی دے دیتا ہے تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔

(المعجم ٢) - **بَابُ حُرْمَةِ دَمِ الْمُؤْمِنِ وَمَالِهِ** (التحفة ٢)

باب:٢- مومن کی جان و مال کی حرمت کا بیان

**٣٩٣١- حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فِي حِجَّةِ الْوَدَاعِ: «أَلَا إِنَّ أَحْرَمَ الْأَيَّامِ يَوْمُكُمْ هٰذَا. أَلَا وَإِنَّ أَحْرَمَ الشُّهُورِ شَهْرُكُمْ هٰذَا. أَلَا وَإِنَّ أَحْرَمَ الْبَلَدِ بَلَدُكُمْ هٰذَا. أَلَا وَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا. أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ».

٣٩٣١- حضرت ابو سعید ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا: ''سنو! سب سے زیادہ احترام والا دن تمھارا یہ دن ہے۔ سنو! سب سے زیادہ احترام والا مہینہ تمھارا یہ مہینہ ہے۔ سنو! سب سے زیادہ احترام والا شہر تمھارا یہ شہر ہے۔ سنو! تمھارے خون اور تمھارے مال تمھارے لیے (ایک دوسرے کے لیے) اسی طرح قابلِ احترام ہیں جس طرح تمھارے اس شہر میں اس مہینے میں یہ دن۔ سنو! کیا میں نے (اللہ کا حکم کما حقہ) پہنچا دیا ہے؟'' حاضرین نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''یا اللہ! گواہ رہ۔''

فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد ۹ ذوالحجہ کو عرفات میں بھی فرمایا تھا اور ۱۰ ذوالحجہ کو منیٰ میں جمرات کے قریب کھڑے ہو کر بھی۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ: حدیث: ٣٠٥٧، ٣٠٥٨) ② اس شہر سے مراد مکہ مکرمہ ہے جو سب سے زیادہ عظمت والا شہر ہے۔ ③ مسلمان کی جان و مال قابل احترام ہونے کا مطلب یہ

٣٩٣١- [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٨٠، ٣٧١ من حديث عيسى بن يونس به، وصححه البوصيري * الأعمش عنعن، وأرسله وكيع عنه في جزءه، ح: ٣٤، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ١٢١٨ وغيره.

ہے کہ اسے قتل کرنا' زخمی کرنا' اس کا مال چھیننا اور دھوکے سے اس کا مال لے لینا بہت بڑے جرم ہیں۔

**٣٩٣٢-** حَدَّثَنَا أَبُوالْقَاسِمِ بْنُ أَبِي ضَمْرَةَ، نَصْرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قَيْسٍ النَّصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ وَيَقُولُ: «مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ. مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ حُرْمَةً مِنْكِ. مَالِهِ وَدَمِهِ، وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيْرًا».

**٣٩٣٢-** حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کعبہ شریف کا طواف کرتے دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے: ''تو کتنا پاکیزہ ہے! اور تیری خوشبو کتنی پاکیزہ ہے! تو کس قدر عظیم ہے! تیرا احترام کتنا عظیم ہے! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اللہ کے ہاں مومن کی حرمت تیری حرمت سے بڑھ کر ہے' یعنی اس کے مال اور جان کی حرمت' اور یہ کہ اس کے بارے میں بدگمانی کرنا بھی حرام ہے۔''

**٣٩٣٣-** حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ وَ يُونُسُ بْنُ يَحْيَى. جَمِيعًا عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، مَوْلَى عَبْدِاللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ».

**٣٩٣٣-** حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مسلمان دوسرے کے لیے قابل احترام ہے' یعنی اس کی جان' اس کا مال اور اس کی آبرو۔''

**فائدہ:** کسی کو ذلیل کرنا' اس کی غیبت کرنا' اس پر کسی قسم کا جھوٹا الزام لگانا اور اس کی غلطیوں کی تشہیر کرنا' سب کبیرہ گناہ ہیں۔

**٣٩٣٤-** حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ

**٣٩٣٤-** حضرت فضالہ بن عبید ؓ سے روایت

---

**٣٩٣٢ـ [إسناده ضعيف]** وأشار البوصيري والمنذري إلى ضعفه * نصر بن محمد ضعيف (تقريب)، وفيه علة أخرى، وله شواهد ضعيفة.

**٣٩٣٣ـ** أخرجه مسلم، البر والصلة، باب تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله، ح: ٣٢/٢٥٦٤ من حديث داود به.

**٣٩٣٤ـ [إسناده حسن]** أخرجه ابن مندة في الإيمان: ١/ ٤٥٢، ح: ٣١٥ من حديث ابن وهب به، وأحمد: ٦/ ٢١، ٢٢ من حديث أبي هانئ حميد بن هانئ به، وصححه البوصيري، وابن حبان (موارد)، ح: ٢٥، والحاكم: ١/ ١٠، ١١ على شرطهما، وله شواهد عند ابن حبان، ح: ٢٦ وغيره.

السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ أَبِي هَانِئٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ الْجَنْبِيِّ أَنَّ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ. وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوبَ».

ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مومن وہ ہے جس سے لوگوں کو اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے بارے میں خطرہ نہ ہو' اور مہاجر وہ ہے جو غلطیاں اور گناہ ترک کر دے۔''

**فوائد و مسائل:** ① ایمان امن سے ہے' اس لیے مومن کی شان یہ ہے کہ اس سے لوگوں کو امن ملے' کسی قسم کا خوف و خطرہ نہ ہو۔ مومن بددیانت نہیں ہوتا اور نہ کسی کے مال و جان کو نقصان پہنچاتا ہے۔ ② ''ہجرت'' اللہ کی رضا کے لیے وطن چھوڑنے کو کہتے ہیں' اس لیے جو شخص اللہ کے لیے وطن چھوڑ دیتا ہے اسے چاہیے کہ اسی اللہ کی رضا کے لیے گناہ بھی ترک کر دے تاکہ اللہ کے ہاں مہاجر والا بلند مقام حاصل کر سکے۔

## (المعجم ٣) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ النُّهْبَةِ (التحفة ٣)

## باب: ٣- زبردستی مال چھیننے (لوٹنے) کی ممانعت کا بیان

**٣٩٣٥- حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً مَشْهُورَةً، فَلَيْسَ مِنَّا».

**٣٩٣٥-** حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سرعام (کسی کا مال وغیرہ) چھینا' وہ ہم میں سے نہیں۔''

**٣٩٣٦- حَدَّثَنَا** عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَزْنِي الزَّانِي، حِينَ يَزْنِي، وَهُوَ

**٣٩٣٦-** حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب زانی زنا کر رہا ہوتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ جب شرابی شراب پی رہا ہوتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ جب چور چوری کر رہا ہوتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ جب ڈاکو ڈاکہ ڈال رہا ہوتا ہے' لوگ

---

**٣٩٣٥_[صحيح]** تقدم، ح: ٢٥٩١.

**٣٩٣٦_** أخرجه البخاري، المظالم، باب النهي بغير إذن صاحبه، ح: ٢٤٧٥/ ٦٧٧٢، ومسلم، الإيمان، باب بيان نقصان الإيمان بالمعاصي ونفيه عن المتلبس بالمعصية على إرادة نفي كماله، ح: ٥٧/ ١٠١ من حديث الليث به.

مُؤْمِنٌ. وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ، حِينَ يَشْرَبُهَا، وَهُوَ مُؤْمِنٌ. وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ، حِينَ يَسْرِقُ، وَهُوَ مُؤْمِنٌ. وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً، يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَبْصَارَهُمْ، حِينَ يَنْتَهِبُهَا، وَهُوَ مُؤْمِنٌ».

اس کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھتے ہیں (کہ کتنا ظالم ہے' اسے اللہ کا خوف بالکل نہیں) تو وہ مومن نہیں ہوتا۔''

**فوائد و مسائل:** ① کبیرہ گناہوں کا ارتکاب ایمان کے منافی ہے۔ ② کبیرہ گناہوں سے آدمی مرتد نہیں ہوتا' تاہم ان کا ارتکاب یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کا ایمان انتہائی کمزور ہو چکا ہے۔ ③ ایمان کا مطلب یقین ہے۔ اگر کسی کو یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس حرام کی سزا دے گا اور وہ سزا دنیا کی سزا سے بے انتہا زیادہ ہوگی تو اس یقین کی موجودگی میں وہ جرم کر ہی نہیں سکتا۔ گناہ اسی وقت ہوتا ہے جب انسان پر وقتی لذت اور دنیوی فائدے کا احساس اس طرح مسلط ہو جاتا ہے کہ وہ آخرت کو فراموش کر دیتا ہے۔ ④ کبیرہ گناہ سے جلد از جلد توبہ کرنا ضروری ہے ورنہ خطرہ ہے کہ ایمان بالکل ہی سلب نہ ہو جائے۔

**٣٩٣٧- حَدَّثَنَا** حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً، فَلَيْسَ مِنَّا».

٣٩٣٧- حضرت عمران بن حُصَین ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص لوٹ مار کرتا ہے' وہ ہم میں سے نہیں۔''

**٣٩٣٨- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ ابْنِ الْحَكَمِ قَالَ: أَصَبْنَا غَنَمًا لِلْعَدُوِّ. فَانْتَهَبْنَاهَا. فَنَصَبْنَا قُدُورَنَا. فَمَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِالْقُدُورِ. فَأَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ. ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ النُّهْبَةَ لَا تَحِلُّ».

٣٩٣٨- حضرت ثعلبہ بن حَکَم ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: دشمن کی کچھ بکریاں ہمارے ہاتھ لگیں' وہ ہم نے لُوٹ لیں اور ہانڈیاں چڑھا دیں۔ نبی ﷺ ہانڈیوں کے پاس سے گزرے تو انھیں اُلٹ دینے کا حکم دیا' چنانچہ وہ الٹا دی گئیں۔ پھر آپ نے فرمایا: ''لُوٹ حلال نہیں۔''

**٣٩٣٧ـ [صحيح]** أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الجلب على الخيل في السباق، ح: ٢٥٨١ من حديث حميد به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ١١٢٣، وصححه ابن حبان، وانظر، ح: ٣٩٣٥، فإنه شاهد له.

**٣٩٣٨ـ [إسناده حسن]** أخرجه الطبراني في الكبير: ٢/ ٨٤، ح: ١٣٧٨ من حديث ابن أبي شيبة به، ورواه شعبة عن سماك به، الطبراني: ٢/ ٨٣، ومستدرك الحاكم: ٢/ ١٣٤، وصححه، والذهبي، والبوصيري، وابن حبان، ح: ١٦٧٩، وابن حجر في الإصابة (ترجمة ثعلبة)، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

**فوائد ومسائل:** ① غنیمت کا مال تقسیم ہونے سے پہلے استعمال کرنا جائز نہیں۔ ② کسی جرم کی مالی سزا دینا جائز ہے۔

## (المعجم ٤) - **بَاب:** سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ (التحفة ٤)

## باب: ۴- مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر ہے

**٣٩٣٩- حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ».

۳۹۳۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر ہے۔''

**٣٩٤٠- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْأَسَدِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو هِلَالٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ».

۳۹۴۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر ہے۔''

**٣٩٤١- حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ».

۳۹۴۱- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔''

---

**٣٩٣٩ـ [صحيح]** تقدم، ح: ٦٩.

**٣٩٤٠ـ [صحيح]** أخرجه العقيلي في الضعفاء: ٤/ ٥٠ عن ابن أبي شيبة به، وحسنه البوصيري، ورواه ابن عون عن ابن سيرين به، تاريخ بغداد للخطيب: ٣/ ٣٩٧، وحلية الأولياء: ٨/ ٣٥٩ في رواية منخل بن حكيم القشري، والحديث السابق شاهد له.

**٣٩٤١ـ [صحيح]** أخرجه أحمد: ١/ ١٧٨ وغيره من حديث أبي إسحاق به، وصححه البوصيري، ورواه زكريا بن الزائدة، وإسرائيل عن أبي إسحاق به، ورواه معمر عن أبي إسحاق عن عمر بن سعد عن سعد به، النسائي: ٧/ ١٢١، ح: ٤١١٥، وللحديث شواهد كثيرة، انظر، ح: ٣٩٣٩.

فوائد ومسائل: ① کفر سے مراد کبیرہ گناہ ہے یعنی یہ ایسا کام ہے جو مسلمان کے لائق نہیں یہ تو کسی کافر کے کرنے کا کام ہے۔ ② جن کاموں کو کفر کے کام یا جاہلیت کے کام کہا جاتا ہے ان سے انتہائی پرہیز کرنا چاہیے۔

(المعجم ٥) - **بَابٌ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ** (التحفة ٥)

**باب: ٥- (فرمان نبوی:) ''میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کے گلے کاٹنے لگ جاؤ'' کا بیان**

**٣٩٤٢- حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ يُحَدِّثُ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ، فِي حِجَّةِ الْوَدَاعِ: «اِسْتَنْصِتِ النَّاسَ» فَقَالَ: «لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ».

**٣٩٤٢- حضرت جریر بن عبداللہ** ؓ سے روایت ہے حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو خاموش کراؤ۔'' (جب لوگ خاموش ہو گئے) تو آپ نے فرمایا: ''میرے بعد دوبارہ کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کے گلے کاٹنے لگ جاؤ۔''

فوائد ومسائل: ① بزرگ شخصیت کی بات سننے کے لیے خاموشی اختیار کرنا اور بات کرنے والوں کو خاموش کرانا احترام کا تقاضا بھی ہے اور اس کی نصیحت سے مستفید ہونے کے لیے شرط بھی۔ ② مسلمانوں کو آپس کے اختلافات افہام وتفہیم سے طے کرنے چاہئیں اسلحہ کے زور پر نہیں۔ ③ مسلمانوں کا باہمی اتفاق اللہ کا عظیم احسان ہے جیسے کہ ارشاد ہے: ﴿وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا﴾ (آل عمران ٣: ١٠٣) ''تم پر اللہ کی جو نعمت ہوئی اسے یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اللہ نے تمھارے دلوں میں محبت ڈال دی اور تم اس کے احسان سے بھائی (بھائی) بن گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے پھر اس نے تمھیں اس میں گرنے سے بچالیا۔'' ④ مسلمانوں کو چاہیے کہ آپس میں محبت پیدا کرنے والی چیزوں کو اختیار کریں مثلاً: ایک دوسرے کو سلام کرنا نماز باجماعت میں ایک دوسرے سے مل کر

---

**٣٩٤٢_** أخرجه البخاري، العلم، باب الإنصات للعلماء، ح: ١٢١/ ٤٤٠٥، ٦٨٦٩، ٧٠٨٠ من حديث شعبة به، ومسلم، الإيمان، باب بيان معنى قول النبي ﷺ: لا ترجعوا بعدي كفارًا يضرب بعضكم رقاب بعض، ح: ٦٥ عن ابن بشار به.

کھڑے ہونا اور صفیں سیدھی رکھنا وغیرہ۔ اور ایسے کاموں سے پرہیز کریں جو اختلاف اور دشمنی پیدا کرنے والے ہیں' مثلاً: کسی کی بے عزتی کرنا' ظلم' زیادتی' گالی اور غیبت وغیرہ۔ ⑤ قتل و غارت بہت بڑا جرم ہے جو مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا۔

**٣٩٤٣- حَدَّثَنَا** عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «وَيْحَكُمْ - أَوْ وَيْلَكُمْ - لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ».

**۳۹۴۳- حضرت** عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارا بھلا ہو! میرے بعد دوبارہ کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کے گلے کاٹنے لگو۔''

**٣٩٤٤- حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ، عَنِ الصُّنَابِحِ الْأَحْمَسِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ. وَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ. فَلَا تَقْتَتِلُنَّ بَعْدِي».

**۳۹۴۴- حضرت** صُنابِح بن اَعْسر احمسی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سنو! بلاشبہ میں حوض پر تمھارا پیش رو ہوں گا۔ اور بلاشبہ میں دوسری امتوں کے مقابلے میں تمھاری کثرت پر فخر کروں گا' لہٰذا میرے (فوت ہونے کے) بعد آپس میں لڑائی نہ کرنا۔''

**فوائد و مسائل:** ① [فَرَط] کے معنی ''پیش رو'' یا ''میر سامان'' کے ہیں' یعنی وہ شخص جو قافلے سے پہلے منزل پر پہنچ کر ان کے پڑاؤ ڈالنے کے لیے مناسب جگہ متعین کرتا ہے اور ان کے لیے اور ان کے جانوروں کے لیے پانی وغیرہ کا بندوبست کرتا ہے۔ ② قیامت کے دن میدانِ حشر میں نبی ﷺ حوضِ کوثر سے اپنی امت کو پانی پلائیں گے۔ اس حوض میں جنت کی نہر ''کوثر'' سے پانی آئے گا۔ ③ امت کی تعداد کی کثرت نبی ﷺ کے لیے خوشی اور فخر کا باعث ہے' لہٰذا ''خاندانی منصوبہ بندی'' کے نام سے مسلمانوں کی آبادی محدود رکھنے کی کافرانہ سازش کو سمجھنا اور ان کے جال میں پھنسنے سے اپنے آپ کو اور دوسرے مسلمانوں کو بچانا فرض ہے۔ ④ اولاد کی

---

**٣٩٤٣ـ** أخرجه البخاري، المغازي، باب حجة الوداع، ح: ٤٤٠٣/ ٦٠٤٣، ٦١٦٦، ومسلم، الإيمان، الباب السابق، ح: ٦٦/ ١٢٠ب من حديث عمر بن محمد به.

**٣٩٤٤ـ [إسناده صحيح]** أخرجه الحميدي، ح: ٣٥١، وأحمد: ٤/ ٣٤٩ وغيرهما من طرق عن إسماعيل بن أبي خالد به، وصرح بالسماع عند أحمد، وتابعه مجالد، وللحديث شواهد كثيرة، وحديث ابن ماجه صححه البوصيري.

تربیت اسلام کے دینی اور اخلاقی اصولوں کے مطابق کرنا ضروری ہے تا کہ وہ امت محمد یہ کے مفید افراد بنیں۔

(المعجم ٦) - **بَاب: اَلْمُسْلِمُونَ فِي ذِمَّةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ** (التحفة ٦)

**باب:٦- مسلمان اللہ عز وجل کی پناہ میں ہیں**

**٣٩٤٥-** حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ ابْنِ أَبِي عَوْنٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ حَابِسٍ الْيَمَانِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ، فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللهِ. فَلَا تُخْفِرُوا اللهَ فِي عَهْدِهِ. فَمَنْ قَتَلَهُ، طَلَبَهُ اللهُ حَتَّى يَكُبَّهُ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ».

**٣٩٤٥-** حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے صبح کی نماز پڑھی' وہ اللہ کی حفاظت میں ہے' چنانچہ تم اللہ کے (حفظ وامان کے) وعدے کو مت توڑو۔ جو شخص اس (نمازی مسلمان) کو قتل کرے گا' اللہ تعالیٰ اسے (ایک مجرم کی طرح اپنے دربار میں) طلب فرمائے گا' پھر اسے جہنم میں منہ کے بل اوندھا کر کے پھینک دے گا۔''

**فوائد و مسائل:** ① اگر سردار یا بادشاہ کسی کو پناہ دے تو اسے تکلیف دینا سردار یا بادشاہ کی توہین یا بغاوت سمجھا جاتا ہے۔ نمازی مسلمان اسی طرح اللہ کی پناہ میں ہے' لہٰذا اسے تکلیف دینا یا اسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی اور بغاوت کے مترادف ہے جو ناقابلِ معافی جرم ہے۔ ② بے نماز کو اللہ کی یہ پناہ حاصل نہیں۔ ③ مسلمان کے قاتل کی سزا جہنم ہے لیکن اگر مقتول کے وارث خون بہا لے کر یا احسان کرتے ہوئے قاتل کو معاف کر دیں تو ایسے مسلمان قاتل کی سزا معاف ہو جائے گی۔ ④ کبیرہ گناہوں کے مرتکب جہنم میں جائیں گے' پھر اپنے گناہوں کے مطابق سزا بھگتنے کے بعد انھیں رہائی مل جائے گی۔

**٣٩٤٦-** حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ، فَهُوَ فِي ذِمَّةِ

**٣٩٤٦-** حضرت سمرہ بن جُندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صبح کی نماز پڑھی' وہ اللہ عز وجل کی حفاظت میں ہے۔''

---

**٣٩٤٥- [صحيح]** وأعله البوصيري بالانقطاع، وله شواهد عند مسلم، ح: ٦٥٧/ ٢٦١ وغيره.

**٣٩٤٦- [إسناده صحيح]** أخرجه أحمد: ٥/ ١٠ عن روح به، مطولاً، وصححه البوصيري، وانظر، ح: ٢١٨٣.

اللهِ، عَزَّ وَجَلَّ».

**٣٩٤٧- حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا أَبُوالْمُهَزِّمِ، يَزِيدُ بْنُ سُفْيَانَ. سَمِعْتُ أَبَاهُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُؤْمِنُ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ، عَزَّ وَجَلَّ، مِنْ بَعْضِ مَلَائِكَتِهِ».

٣٩٤٧- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ہاں مومن کی عزت بعض فرشتوں سے بھی زیادہ ہے۔''

(المعجم ٧) - **بَابُ الْعَصَبِيَّةِ** (التحفة ٧)

## باب:۷-عصبیت کا بیان

**٣٩٤٨- حَدَّثَنَا** بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ [رِيَاحٍ]، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ، يَدْعُو إِلَى عَصَبِيَّةٍ، أَوْ يَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ، فَقِتْلَتُهُ جَاهِلِيَّةٌ».

٣٩٤٨- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص گمراہی کے جھنڈے تلے جنگ کرتا ہے' (لوگوں کو) عصبیت کی دعوت دیتا ہے یا عصبیت کی بنیاد پر غصے میں آتا ہے تو اس کا قتل ہو جانا جاہلیت کی طرح ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① گمراہی کے جھنڈے کا مطلب یہ ہے کہ بغیر تحقیق کیے ایک فریق کا ساتھ دیتا ہے کہ وہ حق پر ہے یا نہیں۔ اس صورت میں اگر وہ گروہ حق پر بھی ہوا تو اس شخص کی نیت حق کا ساتھ دینے کی نہیں بلکہ اپنے خاندان' قبیلے' قوم' جماعت' پارٹی یا تنظیم کا ساتھ دینے کی ہے' اس لیے یہ وہ جنگ نہیں جس میں حصہ لینے سے ثواب ہو اور قتل ہونے سے شہادت کا درجہ ملے۔ ② حق و باطل کی پہچان کیے بغیر ہر دعوت اور ہر جنگ و جدل جاہلیت کے طریقے پر ہے۔

---

**٣٩٤٧ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه الطبراني في الأوسط: ٧/ ٣٣١، ٣٣٢، ح: ٦٦٣٠ من حديث هشام به بلفظ، قال الله تعالى: "عبدي المؤمن أحب إلي من بعض ملائكتي"، وضعفه البوصيري من أجل أبي المهزم، وقد تقدم، ح: ٣٠٨٦.

**٣٩٤٨ـ** أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن . . . الخ، ح: ١٨٤٨/ ٥٣ من حديث أيوب به.

٣٩٤٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ الْيُحْمِدِيُّ عَنْ عَبَّادِ ابْنِ كَثِيرٍ الشَّامِيِّ، عَنِ امْرَأَةٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهَا: فُسَيْلَةُ. قَالَتْ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ أَمِنَ الْعَصَبِيَّةِ أَنْ يُحِبَّ الرَّجُلُ قَوْمَهُ؟ قَالَ: «لَا. وَلٰكِنْ مِنَ الْعَصَبِيَّةِ أَنْ يُعِينَ الرَّجُلُ قَوْمَهُ عَلَى الظُّلْمِ».

۳۹۴۹- حضرت فُسیلہ ﷞ اپنے والد (واثلہ بن اسقع ﷜) سے روایت کرتی ہیں' انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ بھی عصبیت ہے کہ آدمی اپنی قوم سے محبت رکھے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' عصبیت تو یہ ہے کہ آدمی ظلم میں اپنی قوم کی مدد کرے۔''

## (المعجم ٨) - بَابُ السَّوَادِ الْأَعْظَمِ (التحفة ٨)

## باب:۸- سواد اعظم (بڑی جماعت) کا بیان

٣٩٥٠- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مُعَانُ بْنُ رِفَاعَةَ السَّلَامِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو خَلَفٍ الْأَعْمٰى قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ أُمَّتِي لَاتَجْتَمِعُ عَلٰى ضَلَالَةٍ. فَإِذَا رَأَيْتُمُ اخْتِلَافًا، فَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ».

۳۹۵۰- حضرت انس بن مالک ﷜ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی' لہٰذا جب تمھیں اختلاف نظر آئے تو بڑی جماعت کا ساتھ دو۔''

## (المعجم ٩) - بَابُ مَا يَكُونُ مِنَ الْفِتَنِ (التحفة ٩)

## باب:۹- مستقبل میں ظاہر ہونے والے فتنے

---

**٣٩٤٩ـ [ضعيف]** * عباد تقدم حاله، ح:١٤٦٢، ورواه أبوداود، الأدب، باب في العصبية، ح:٥١١٩ من حديث سلمة بن بشر الدمشقي عن بنت واثلة بن الأسقع عن أبيها به مختصرًا، وإسناده ضعيف، وله طريق آخر، فيه صدقة بن يزيد، وهو ضعيف.

**٣٩٥٠ـ [إسناده ضعيف جدًا]** أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح:٨٤ من حديث معان أو معاذ بن رفاعة به، وفسر السواد الأعظم: "الحق وأهله" * معان لين الحديث (تقريب)، وأبوخلف متروك، ورماه ابن معين بالكذب (أيضًا)، وله شاهد ضعيف عند أبي نعيم في أخبار أصبهان: ٢/٢٠٨، والحديث ضعفه البوصيري.

٣٩٥١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ رَجَاءٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَوْمًا، صَلَاةً، فَأَطَالَ فِيهَا. فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا أَوْ قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ أَطَلْتَ الْيَوْمَ الصَّلَاةَ. قَالَ: «إِنِّي صَلَّيْتُ صَلَاةَ رَغْبَةٍ وَرَهْبَةٍ. سَأَلْتُ اللهَ، عَزَّ وَجَلَّ، لِأُمَّتِي ثَلَاثًا. فَأَعْطَانِي اثْنَتَيْنِ، وَرَدَّ عَلَيَّ وَاحِدَةً. سَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، فَأَعْطَانِيهَا. وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُهْلِكَهُمْ غَرَقًا، فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ، فَرَدَّهَا عَلَيَّ».

٣٩٥١- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اور اسے بہت طویل فرمایا۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آج آپ نے بہت لمبی نماز ادا کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے طلب اور خوف والی نماز ادا کی ہے۔ میں نے اللہ سے اپنی امت کے لیے تین چیزوں کی درخواست کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو چیزیں عطا فرما دیں اور ایک سوال قبول نہیں فرمایا۔ میں نے یہ درخواست کی تھی کہ ان پر ان کے سوا دوسرے (غیر مسلم) دشمن مسلط نہ ہوں۔ اللہ نے مجھے یہ چیز عطا فرما دی۔ اور میں نے اللہ سے یہ درخواست کی کہ انھیں غرق کر کے ہلاک نہ کرے۔ اللہ نے مجھے یہ چیز بھی عطا فرما دی۔ اور میں نے اس سے یہ سوال کیا کہ ان کی جنگ آپس میں ایک دوسرے سے نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میری یہ درخواست قبول نہیں فرمائی۔''

**فوائد و مسائل:** ① رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے لیے ہر قسم کی بھلائی کی خواہش رکھتے تھے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ سے انتہائی محبت رکھیں، کثرت سے درود پڑھیں، زیادہ سے زیادہ آپ کا اتباع کریں اور بدعات سے اجتناب کریں۔ ② دشمنوں کے تسلط سے غیر مسلموں کا ایسا غلبہ مراد ہے کہ مسلمان دنیا سے ختم ہو جائیں۔ ③ اس دعا کی قبولیت اس طرح ظاہر ہے کہ دور نبوت سے آج تک کوئی زمانہ ایسا نہیں آیا جب دنیا میں کسی نہ کسی مقام پر مسلمانوں کی آزاد حکومت قائم نہ ہو، علاوہ ازیں جن غیر مسلموں نے مسلمانوں کے علاقوں پر قبضہ کیا، اللہ تعالیٰ نے انھی میں سے اسلام قبول کرنے والے اور اس کا دفاع کرنے والے پیدا فرما دیے۔ ④ غرق ہونے کے عذاب سے مراد ایسی قدرتی آفت ہے جس سے سب مسلمان تباہ ہو جائیں، مثلاً: سیلاب، زلزلہ اور آندھی وغیرہ۔ امت میں یہ عذاب اس طرح نہیں آئیں گے جس طرح گزشتہ امتوں پر یہ عذاب آئے کہ حق کے مخالفین کو مکمل طور پر ختم کر دیا گیا۔ ⑤ مسلمانوں کا آپس میں جنگ و جدل اچھی بات

---

٣٩٥١ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٤٠ من حديث الأعمش به، وصححه ابن خزيمة: ٢/ ٢٢٥، والبوصيري، وللحديث شواهد كثيرة عند مسلم، ح: ٢٨٨٩/ ١٩، ٢٨٩٠/ ٢٠ وغيره، انظر الحديث الآتي.

نہیں۔ ⑥ نبی ﷺ مختار کل نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بعض دعائیں قبول فرمائیں اور بعض دعائیں قبول نہیں فرمائیں۔

٣٩٥٢- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُورٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ الْجَرْمِيِّ، عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ، مَوْلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «زُوِيَتْ لِيَ الْأَرْضُ حَتَّى رَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا. وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ: الْأَصْفَرَ أَوِالْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ يَعْنِي الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَقِيلَ لِي: إِنَّ مُلْكَكَ إِلَى حَيْثُ زُوِيَ لَكَ. وَإِنِّي سَأَلْتُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ ثَلَاثًا: أَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَى أُمَّتِي جُوعًا فَيُهْلِكَهُمْ بِهِ عَامَّةً. وَأَنْ لَا يَلْبِسَهُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَهُمْ بَأْسَ بَعْضٍ. وَإِنَّهُ قِيلَ لِي: إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً، فَلَا مَرَدَّ لَهُ. وَإِنِّي لَنْ أُسَلِّطَ عَلَى أُمَّتِكَ جُوعًا فَيُهْلِكَهُمْ [فِيهِ.] وَلَنْ أَجْمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بَيْنَ أَقْطَارِهَا، حَتَّى يُفْنِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، وَيَقْتُلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا. وَإِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي، فَلَنْ يُرْفَعَ عَنْهُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. وَإِنَّ مِمَّا أَتَخَوَّفُ عَلَى أُمَّتِي أَئِمَّةً مُضِلِّينَ. وَسَتَعْبُدُ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ. وَسَتَلْحَقُ قَبَائِلُ مِنْ

٣٩٥٢- رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے زمین سمیٹی گئی حتی کہ میں نے اس کے مشرق اور مغرب دیکھ لیے' اور مجھے دو خزانے دیے گئے: زرد یا سرخ (سونا) بھی اور سفید (چاندی) بھی' اور مجھے کہا گیا: آپ کی سلطنت وہاں تک ہوگی جہاں تک آپ کے لیے زمین سمیٹی گئی ہے۔ اور میں نے اللہ عز وجل سے تین درخواستیں کیں۔ (ایک) یہ کہ میری امت پر بھوک (اور قحط) مسلط نہ کرے جس سے ان کی اکثریت ہلاک ہو جائے۔ (دوسری یہ کہ میری امت پر بیرونی دشمن مسلط ہو کر انھیں ملیامیٹ نہ کر دے۔ اور تیسری) یہ کہ ان کو گروہ گروہ کر کے باہمی جنگ میں مبتلا نہ کرے۔ مجھے فرمایا گیا: میں جب کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو اسے رد نہیں کیا جا سکتا۔ میں تیری امت پر بھوک مسلط نہیں کروں گا جو انھیں ہلاک کر دے' اور میں ان کے خلاف دنیا کے کناروں کے درمیان (رہنے والے) سب (دشمنوں) کو جمع نہیں کروں گا بلکہ وہ ایک دوسرے کو تباہ کریں گے' اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔ اور جب میری امت میں تلوار چل پڑی تو پھر قیامت تک اٹھائی نہیں جائے گی (ہمیشہ چلتی رہے گی۔) مجھے اپنی امت کے بارے میں (سب سے زیادہ) گمراہ کرنے والے لیڈروں کا خوف ہے۔ میری امت کے کچھ قبیلے

٣٩٥٢- أخرجه مسلم، الفتن، باب هلاك هذه الأمة بعضهم ببعض، ح: ٢٨٨٩ من حديث قتادة به.

أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ. وَإِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ دَجَّالِينَ كَذَّابِينَ. قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ. كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ. وَلَنْ تَزَالَ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ مَنْصُورِينَ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ، عَزَّ وَجَلَّ».

اوثان (بتوں) کی پوجا کریں گے۔ اور میری امت کے کچھ قبائل مشرکوں سے مل جائیں گے۔ قیامت سے پہلے تیس کے قریب جھوٹے دجّال ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔ ان کی مدد کی جائے گی۔ ان کے مخالف انھیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے حتی کہ اللہ کا حکم آ جائے گا۔‘‘

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: لَمَّا فَرَغَ أَبُو عَبْدِ اللهِ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: مَا أَهْوَلَهُ!

امام ابن ماجہ کے شاگرد ابوالحسن قطان ؒ نے کہا: جب امام ابوعبداللہ (ابن ماجہ ؒ) یہ حدیث سنا کر فارغ ہوئے تو فرمایا: کس قدر خوف زدہ کرنے والی حدیث ہے!

**فوائد و مسائل:** ① زمین سمیٹے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لیے زمین اس طرح منکشف فرمائی کہ آپ نے اس کے مشرقی اور مغربی علاقے بیک وقت ملاحظہ فرما لیے۔ ② ’’جہاں تک زمین سمیٹی گئی ہے۔‘‘ اس میں اشارہ ہے کہ زمین کے بعض حصے اس کشف میں شامل نہیں تھے۔ ممکن ہے کہ صرف وہ علاقے دکھائے گئے ہوں جہاں تک ایک وقت میں اسلامی حکومت قائم ہونا مقدر ہو یعنی اسلامی سلطنت اپنی وسیع ترین حدود میں دکھائی گئی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ پوری زمین دکھائی گئی ہو کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں پوری دنیا میں اسلام غالب ہوگا کیونکہ وہ جزیہ قبول نہیں کریں گے بلکہ ان کا مطالبہ ہوگا کہ مسلمان ہو جاؤ یا مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ ③ نبی ﷺ کو سونے چاندی کے خزانے دیے جانے کا مطلب امت کا ان خزانوں پر قابض اور متصرف ہونا ہے جیسے خلافت راشدہ کے دور میں قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں ملیامیٹ ہوئیں اور ان کے خزانے مسلمانوں کے قبضے میں آئے۔ ④ تمام امت کا بھوک سے ہلاک نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ان پر جزوی طور پر بھی ایسا عذاب نہیں آئے گا بلکہ امت کے جرائم کی وجہ سے مقامی طور پر مختلف انداز کے عذاب آئے ہیں اور آئندہ بھی آ سکتے ہیں۔ ⑤ مسلمانوں میں باہمی قتل و غارت واقع ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اسے ناگزیر سمجھ کر قبول کر لیں بلکہ ہمارا فرض ہے کہ مسلمانوں کو اس کیفیت سے نکالنے کے لیے جو کچھ ممکن ہو عملی طور پر کریں۔ ⑥ گمراہ کرنے والے قائدین کے شر سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن اور احادیث شریفہ کا علم حاصل کریں تا کہ دین کی اصل تعلیمات کو جان کر ان پر عمل کر سکیں۔ ⑦ وَثَن سے صرف

بت (صنم) مراد نہیں بلکہ اللہ کے سوا جس چیز کی بھی پوجا کی جائے وہ وثن ہے مثلاً: بزرگوں کی قبریں تصویریں، تبرکات، بزرگوں کی طرف منسوب درخت، پتھر اور غار وغیرہ۔ ان سب چیزوں سے نام نہاد ''عقیدت'' کے جو مظاہرے اور شرکیہ اعمال کیے جاتے ہیں ان کی وجہ سے یہ سب اشیاء وثن بن گئی ہیں لہٰذا ان سے دور رہنا ہر توحید پرست کا فرض ہے۔ ⑧ مسلمانوں کا مشرکین سے ملنا اس طرح بھی ہے کہ وہ اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جائیں اور یہ بھی ہے کہ جنگ وجدل اور جھگڑے فساد کے موقع پر وہ مسلمانوں کے خلاف غیر مسلموں کی مدد کریں اور یہ بھی ہے کہ ان کے کافرانہ رسم ورواج اور الحاد کے مظاہر کو ''تہذیب'' قرار دے کر اختیار کرلیں جیسے ہندوؤں کی بسنت اور عیسائیوں کا ویلن ٹائن ڈے اور اپریل فول وغیرہ۔ ⑨ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد نبوت کا دعوی کرنے والا ہر شخص دجال اور کذاب ہے جیسے مرزا غلام احمد قادیانی یا عالیجا محمد وغیرہ۔ ⑩ اہل حق کی ایک جماعت قیامت تک قائم رہے گی جو قرآن وحدیث کو مشعل راہ بنائے گی اور نت نئے اٹھنے والے گمراہ فرقوں کی گمراہی واضح کرے گی۔ ⑪ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اس لیے خوف زدہ کرنے والی قرار دیا ہے کہ اس میں مسلمانوں کے کفر وشرک اکبر میں ملوث ہو جانے کا ذکر ہے۔ یہ بات یقیناً خطرناک ہے کہ انسان خود کو مسلمان سمجھتا رہے اور اللہ کے ہاں وہ اسلام سے خارج ہو چکا ہو۔

٣٩٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ حَبِيبَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّهَا قَالَتْ: اِسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، مِنْ نَوْمِهِ، وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ، وَهُوَ يَقُولُ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ. فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ» وَعَقَدَ بِيَدِهِ عَشَرَةً.

٣٩٥٣- ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (ایک دن) نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کا چہرۂ مبارک سرخ تھا اور آپ فرما رہے تھے: ''ایک اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں۔ عربوں کی تباہی ہے اس شر کی وجہ سے جو قریب ہے۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا رخنہ پیدا ہو گیا ہے۔'' اور (یہ فرماتے ہوئے) آپ نے ہاتھوں سے دس کا اشارہ فرمایا۔

قَالَتْ زَيْنَبُ، قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: «إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ».

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم تباہ ہو جائیں گے جب کہ ہمارے اندر

---

٣٩٥٣- أخرجه البخاري، الفتن، باب قول النبي ﷺ "ويل للعرب من شر قد اقترب"، ح: ٧٠٥٩ من حديث سفيان به، ومسلم، الفتن، باب اقتراب الفتن، وفتح ردم يأجوج ومأجوج، ح: ٢٨٨٠ عن ابن أبي شيبة به.

نیک لوگ بھی موجود ہوں گے؟ آپ نے فرمایا:
''(ہاں) جب برائی زیادہ ہو جائے گی۔''

**فوائد و مسائل:** ① یاجوج ماجوج ایک فسادی قوم ہے جن سے دوسروں کو بچانے کے لیے حضرت ذوالقرنین نے ایک عظیم دیوار تعمیر کی تھی۔ اس کا ذکر سورۂ کہف کی آیت: ۹۳-۹۹ میں ہے۔ ② جب وہ دیوار منہدم ہو جائے گی تو وہ لوگ دوسری قوموں پر حملہ آور ہوں گے اور غارت گری کریں گے۔ یہ بہت بڑا فتنہ ہوگا۔ ③ جب نیک لوگ کم رہ جائیں اور بددیانت اور بدکردار لوگ زیادہ ہو جائیں تو اللہ کا عذاب مختلف صورتوں میں نازل ہو جاتا ہے مثلاً: زلزلہ' سیلاب' آندھی اور جنگیں وغیرہ۔ ④ اس صورت حال سے بچنے کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بہت ضروری ہے۔ ⑤ دس کا اشارہ انگوٹھے کا سرا شہادت کی انگلی کے سرے پر رکھ کر ہوتا ہے۔ مطلب یہ تھا کہ اس انگلی پر انگوٹھا رکھنے سے جتنا بڑا حلقہ بنتا ہے' سد سکندری میں اتنا سوراخ ہو چکا ہے۔ ⑥ جب ایک بار سوراخ ہو جائے تو پھر یہی خطرہ ہوتا ہے کہ یہ سوراخ بڑا ہو جائے گا اور آخر کار وہ دیوار ٹوٹ جائے گی اور یاجوج ماجوج دنیا میں قتل و غارت کرنے کے لیے آزاد ہو جائیں گے۔

**٣٩٥٤-** حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْوَلِيدِ ابْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي السَّائِبِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْقَاسِمِ، أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَتَكُونُ فِتَنٌ. يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا. إِلَّا مَنْ أَحْيَاهُ اللهُ بِالْعِلْمِ».

۳۹۵۴- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(مستقبل میں) ایسے فتنے برپا ہوں گے جن میں آدمی صبح کو مومن ہوگا تو شام کو کافر ہو جائے گا (اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہو جائے گا۔) مگر جسے اللہ علم کے ذریعے سے زندہ رکھے۔''

**فوائد و مسائل:** ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ مذکورہ روایت آخری جملے [إِلَّا مَنْ أَحْيَاهُ اللّٰهُ بِالْعِلْمِ] ''مگر جسے اللہ علم کے ذریعے سے زندہ رکھے'' کے سوا باقی صحیح ہے' نیز اس حدیث کی بابت دیگر محققین کی بھی یہی رائے معلوم ہوتی ہے۔ دیکھیے: (ضعیف سنن ابن ماجه للألباني' رقم: ٧٩٠' طبع مكتبة المعارف' الرياض) بنابریں مذکورہ روایت آخری جملے کے سوا صحیح ہے۔ واللہ أعلم. ② مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کی خبر دینا نبی ﷺ کا معجزہ اور آپ کی نبوت کی دلیل

---

**٣٩٥٤_ [إسناده ضعيف]** أخرجه الدارمي: ١/ ٩٧، ح: ٣٤٥ من حديث الوليد به، وضعفه البوصيري من أجل علي ابن يزيد، وتقدم، ح: ٢٢٨، وفيه علة أخرى، وأصل الحديث صحيح دون جملة "إلا من أحياه الله بالعلم".

ہے۔ ③ فتنوں کے بارے میں خبردار کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان ان حالات میں اپنے ایمان کو محفوظ رکھنے کا زیادہ خیال رکھیں۔ ④ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ انسان انھیں معمولی سمجھتا ہے' حالانکہ وہ اسلام سے خارج کر دینے والے ہوتے ہیں' اس لیے کسی بھی گناہ کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے۔

٣٩٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ وَأَبِي، عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عُمَرَ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيثَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْفِتْنَةِ؟ قَالَ حُذَيْفَةُ: فَقُلْتُ: أَنَا. قَالَ: إِنَّكَ لَجَرِيءٌ. قَالَ: كَيْفَ؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ. وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ». فَقَالَ عُمَرُ: لَيْسَ هٰذَا أُرِيدُ. إِنَّمَا أُرِيدُ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ. فَقَالَ: مَا لَكَ وَلَهَا؟ يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا. قَالَ: فَيُكْسَرُ الْبَابُ أَوْ يُفْتَحُ؟ قَالَ: لَا. بَلْ يُكْسَرُ. قَالَ: ذٰاكَ أَجْدَرُ أَنْ لَا يُغْلَقَ.

٣٩٥٥- حضرت حُذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ انھوں نے فرمایا: تم میں سے کسی کو فتنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث یاد ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: مجھے یاد ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم جرأت مند ہو۔ پھر فرمایا: (وہ حدیث) کس طرح ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''آدمی کو اس کے اہل وعیال اور پڑوسیوں کے بارے میں جو آزمائش آتی ہے' اس کی معافی نماز' روزے' صدقے' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ہو جاتی ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا یہ مقصد نہیں۔ (اس سوال سے) میرا مقصد وہ فتنہ ہے جو سمندر کی طرح تلاطم خیز ہوگا۔ انھوں نے کہا: امیر المومنین! آپ کو اس سے کیا خطرہ ہے؟ آپ کے اور اس (فتنے) کے درمیان تو ایک بند دروازہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ دروازہ ٹوٹ جائے گا یا کھل جائے گا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں' بلکہ ٹوٹ جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ (دوبارہ) بند نہیں ہوگا۔

---

٣٩٥٥- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب الصلاة كفارة، ح: ٥٢٥/ ١٤٣٥ من حديث الأعمش به، ومسلم، الفتن، باب في الفتنة التي تموج كموج البحر، ح: ١٤٤ بعد، ح: ٢٨٩٢ عن محمد بن عبدالله بن نمير به.

قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ : أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ الْبَابُ؟ قَالَ : نَعَمْ . كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُونَ غَدٍ اللَّيْلَةَ . إِنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ .

حضرت شقیق رحمہ اللہ نے بیان کیا: ہم لوگوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ وہ دروازہ کون ہے؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں (انھیں اس قدر یقینی معلوم تھا) جیسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کل کا دن آنے سے پہلے رات آئے گی۔ میں نے انھیں ایک حدیث سنائی تھی جو غلط سلط (اغلوطہ اور من گھڑت) نہیں تھی۔

فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ : مَنِ الْبَابُ؟ فَقُلْنَا لِمَسْرُوقٍ : سَلْهُ . فَسَأَلَهُ . فَقَالَ : عُمَرُ .

(حضرت شقیق رحمہ اللہ نے کہا:) ہمیں ان سے یہ پوچھتے ہوئے خوف محسوس ہوا کہ وہ دروازہ کون تھا؟ (کہیں مسلسل سوالات سے ناراضی محسوس نہ کریں) چنانچہ ہم نے مسروق رحمہ اللہ سے کہا: ان سے یہ بات پوچھنا۔ مسروق نے ان سے پوچھا (کہ فتنوں میں رکاوٹ شخصیت کون ہے؟) تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔



فوائد و مسائل: ① اہل و عیال اور پڑوسیوں وغیرہ کے بارے میں آزمائش سے مراد روزمرہ کے معاملات ہیں۔ ان سے بھی انسان کی آزمائش ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرتا ہے یا نہیں۔ ② چھوٹی موٹی غلطیاں نماز، روزے وغیرہ سے معاف ہو جاتی ہیں۔ ③ اس حدیث میں مذکور فتنے سے مراد اسلام دشمنوں کی وہ خفیہ سازشیں ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حیات میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ آپ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جھوٹے الزامات سے وہ ظاہر ہوئیں اور جھوٹے پروپیگنڈے کے زور پر انھیں کامیاب کیا گیا۔ ④ دروازہ ٹوٹنے سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے جو ایک مجوسی ابولؤلؤ فیروز کے ہاتھ سے ہوئی۔ اس سے سازشوں کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ دور ہو گئی۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما کو مستقبل کے فتنوں سے آگاہ فرمایا تھا۔ عام مسلمانوں کو ان سے آگاہ کرنا مصلحت کے خلاف تھا۔ ⑥ یہ فتنے اسی طرح واقع ہوئے جس طرح نبی ﷺ نے بیان فرمائے تھے۔ یہ نبی ﷺ کی صداقت کی دلیل ہے کہ آپ جو کچھ فرماتے تھے، وہ وحی کی روشنی میں ہوتا تھا۔ اس سے نبی ﷺ کے علم غیب پر استدلال کرنا درست نہیں۔

**٣٩٥٦- حَدَّثَنَا** أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ. وَالنَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلَيْهِ. فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ. إِذْ نَزَلَ مَنْزِلًا. فَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُ خِبَاءَهُ. وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ. وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِي جَشَرِهِ. إِذْ نَادٰى مُنَادِيهِ. الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ. فَاجْتَمَعْنَا. فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَخَطَبَنَا، فَقَالَ: «إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلٰى مَا يَعْلَمُهُ خَيْرًا لَهُمْ. وَيُنْذِرَهُمْ مَا يَعْلَمُهُ شَرًّا لَهُمْ. وَإِنَّ أُمَّتَكُمْ هٰذِهِ، جُعِلَتْ عَافِيَتُهَا فِي أَوَّلِهَا. وَإِنَّ آخِرَهُمْ يُصِيبُهُمْ بَلَاءٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا. ثُمَّ يَجِيءُ فِتَنٌ تُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا. فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ: هٰذِهِ مُهْلِكَتِي. ثُمَّ تَنْكَشِفُ. ثُمَّ تَجِيءُ فِتْنَةٌ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ: هٰذِهِ مُهْلِكَتِي. ثُمَّ تَنْكَشِفُ. فَمَنْ سَرَّهُ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ، فَلْتُدْرِكْهُ مَوْتَتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ. وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يَأْتُوا إِلَيْهِ. وَمَنْ

**٣٩٥٦-** حضرت عبدالرحمٰن بن عبدرب الکعبہ رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ کعبے کے سائے میں بیٹھے تھے اور لوگ آپ کے پاس جمع تھے۔ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ ایک منزل پر اترے ہم میں سے کوئی خیمہ لگا رہا تھا' کوئی (تفریح کے طور پر) تیر اندازی کر رہا تھا اور کوئی اپنے مویشیوں کی دیکھ بھال میں مصروف تھا۔ اچانک (نبی ﷺ کے) اعلان کرنے والے نے اعلان کیا: سب لوگ نماز کے لیے جمع ہو جائیں۔ ہم سب جمع ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے (نماز کے بعد) اٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے فرمایا: ''مجھ سے پہلے جو بھی نبی آیا' اس کا فرض تھا کہ اسے جو بھلائی معلوم ہے اپنی قوم کو بتائے اور اسے جو برائی معلوم ہے اس سے انھیں ڈرائے۔ اس امت کی عافیت اس کے پہلے حصے میں ہے اور آخر والوں کو ایسی آزمائشیں آئیں گی اور ایسے معاملات پیش آئیں گے جن کو تم عجیب محسوس کرو گے' پھر فتنے پیش آئیں گے جو ایک دوسرے کو معمولی بنا دیں گے۔ (بعد والا فتنہ دیکھ کر معلوم ہوگا کہ اس سے تو پہلا ہی ہلکا تھا۔) مومن کہے گا: یہ فتنہ مجھے تباہ کر دے گا۔ پھر وہ (فتنہ) ختم ہو جائے گا۔ پھر (دوسرا) فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا: یہ مجھے تباہ کر دے گا۔ پھر وہ ختم ہو جائے گا' لہٰذا جسے یہ بات پسند ہے کہ وہ جہنم سے بچ جائے اور

**٣٩٥٦-** أخرجه مسلم، الإمارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء، الأول فالأول، ح: ١٨٤٤ عن أبي كريب به.

بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَمِينِهِ، وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ، فَلْيُطِعْهُ مَا اسْتَطَاعَ. فَإِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ، فَاضْرِبُوا عُنُقَ الْآخَرِ».

جنت میں داخل کر دیا جائے' اسے چاہیے کہ اسے موت آئے تو وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں سے ایسا سلوک کرے جیسا وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے کریں۔ اور جس نے کسی (شرعی) امام کی بیعت کی' اس سے ہاتھ ملا کر عہد کیا اور اس کو اپنے دل کا خلوص پیش کیا تو اسے چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو اس کی اطاعت کرے۔ اگر کوئی دوسرا شخص آ کر اس (خلیفہ) سے کھینچا تانی کرے (اس سے حکومت چھیننے کی کوشش کرے) تو اس دوسرے (مدعی خلافت) کی گردن اڑا دو۔''

قَالَ: فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي مِنْ بَيْنِ النَّاسِ، فَقُلْتُ: أَنْشُدُكَ اللهَ أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: فَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلٰى أُذُنَيْهِ، فَقَالَ: سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ، وَوَعَاهُ قَلْبِي.

عبدالرحمٰن رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: میں نے لوگوں کے درمیان اپنا سر آگے نکالا اور کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ نے یہ فرمان خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے اپنے کانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اسے میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا ہے۔

278

**فوائد و مسائل:** ① نبی کی جدوجہد کی بنیاد خلوص اور انسانوں کی خیر خواہی پر ہوتی ہے۔ علماء کو بھی اسی بنیاد پر محنت کرنی چاہیے۔ ② صحابہ و تابعین مخلص مومن تھے۔ ان سے اختلاف کرنے والے غلطی پر تھے۔ ③ مومن فتنوں کو پہچانتا ہے' اس لیے انھیں قبول نہیں کرتا اگرچہ بے انتہا مشکلات آ جائیں۔ ④ فتنوں کے دور میں ایمان کی حفاظت کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے۔ ⑤ معاملات میں صحیح اور غلط کا معیار یہ ہے کہ دوسروں سے ایسا سلوک کرو جیسا تم اپنے آپ سے کیا جانا پسند کرتے ہو' مثلاً: جس طرح ایک شخص یہ پسند کرتا ہے کہ جب اسے مشورے کی ضرورت پڑے تو صحیح مشورہ دیا جائے' اسی طرح اسے چاہیے کہ دوسروں کو صحیح مشورہ دے۔ جس طرح وہ چاہتا ہے کہ اسے کوئی دھوکا نہ دے' اسی طرح اسے چاہیے کہ دوسروں کو دھوکا نہ دے۔ ⑥ اسلامی سلطنت میں ایک خلیفہ کی موجودگی میں دوسرے شخص کا خلافت کے استحقاق کا دعویٰ لے کر کھڑا ہونا مسلمانوں

میں انتشار وافتراق کا باعث ہے۔ ⑦ پہلے خلیفہ کے بعد مسلمانوں کے اہل حل وعقد دوسرا خلیفہ منتخب کریں گے، کسی کو خود بخود خلافت کا دعوی لے کر کھڑا نہیں ہونا چاہیے۔ ⑧ موجود خلیفہ غلطی کرے تو اسے متنبہ کرنا ضروری ہے جیسے امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ وغیرہ نے حکام کی غلطیوں پر سخت تنقید کی لیکن یہ مطالبہ کبھی نہیں کیا کہ حکومت ہمیں دے دو۔

## (المعجم ١٠) - بَابُ التَّثَبُّتِ فِي الْفِتْنَةِ (التحفة ١٠)

## باب: ١٠- فتنے اور آزمائش کے وقت حق پر جمے رہنا

**٣٩٥٧- حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كَيْفَ بِكُمْ وَبِزَمَانٍ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ، يُغَرْبَلُ النَّاسُ فِيهِ غَرْبَلَةً، وَتَبْقَى حُثَالَةٌ مِنَ النَّاسِ، قَدْ مَرِجَتْ عُهُودُهُمْ وَأَمَانَاتُهُمْ، فَاخْتَلَفُوا، وَكَانُوا هٰكَذَا؟» وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ قَالُوا: كَيْفَ بِنَا يَارَسُولَ اللهِ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: «تَأْخُذُونَ بِمَا تَعْرِفُونَ. وَتَدَعُونَ مَا تُنْكِرُونَ، وَتُقْبِلُونَ عَلٰى خَاصَّتِكُمْ، وَتَذَرُونَ أَمْرَ عَوَامِّكُمْ».

٣٩٥٧- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس زمانے میں تمھارا کیا حال ہوگا جو عنقریب آنے والا ہے، جس میں لوگوں کو خوب چھان لیا جائے گا۔ (اہل ایمان اور اچھے آدمی اٹھا لیے جائیں گے) اور چھان بورا باقی رہ جائے گا (بے دین اور رذیل لوگ باقی رہ جائیں گے) جن کے عہد ومواعید میں بے وفائی اور امانتوں میں خیانت ہوگی اور ان میں اس طرح سے اختلاف ہو جائے گا۔'' یہ فرماتے وقت رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری کے اندر ڈال کر دکھایا۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب یہ صورتِ حال ہو تو ہم کیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''جو بات تمھیں (قرآن وسنت کی روشنی میں) صحیح معلوم ہو اسے اختیار کرو اور جو بات (قرآن وسنت کی روشنی میں) غلط معلوم ہو اسے چھوڑ دو۔ اور اپنے خاص افراد (اہل خانہ، اقارب، مخلص دوست وغیرہ) پر توجہ دو اور عام لوگوں کے معاملات سے ایک طرف ہو جاؤ۔''

**٣٩٥٧_ [إسناده حسن]** أخرجه أبوداود، الملاحم، باب الأمر والنهي، ح:٤٣٤٢ من حديث عبدالعزيز به، وصححه الحاكم:٢/ ١٥٩، ٤/ ٤٣٥، والذهبي، وللحديث طرق أخرى، راجع النهاية في الفتن والملاحم، ح:١٤٣ بتحقيقي.

**فوائد و مسائل:** ① دور صحابہ میں نیک لوگ زیادہ تھے' بعد میں مرورِ ایام کے ساتھ ساتھ صورت حال بدلتی گئی' اس لیے نبی ﷺ کے بعد صحابہ و تابعین کا دور ''بہترین زمانہ'' ہے۔ ② نیک لوگ ہر دور میں موجود رہیں گے' تاہم ان کی تعداد بعض زمانوں میں زیادہ اور بعض میں کم ہو سکتی ہے۔ ③ وعدہ پورا نہ کرنا اختلاف اور فساد کا باعث ہے۔ ④ خرابی کے ایام میں صحیح اور غلط کا معیار قرآن و حدیث اور صحابہ و تابعین کا عمل ہے۔ ⑤ جو شخص عوام کی اصلاح نہ کر سکے اسے اپنے اعمال میں بہر حال صحیح راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

٣٩٥٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنِ الْمُشَعَّثِ بْنِ طَرِيفٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَيْفَ أَنْتَ، يَاأَبَاذَرٍّ وَمَوْتًا يُصِيبُ النَّاسَ حَتَّى يُقَوَّمَ الْبَيْتُ بِالْوَصِيفِ؟» يَعْنِي الْقَبْرَ قُلْتُ: مَا خَارَ اللهُ لِي وَرَسُولُهُ أَوْ قَالَ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: «تَصَبَّرْ» قَالَ: «كَيْفَ أَنْتَ وَجُوعًا يُصِيبُ النَّاسَ حَتَّى تَأْتِيَ مَسْجِدَكَ فَلَاتَسْتَطِيعَ أَنْ تَرْجِعَ إِلَى فِرَاشِكَ. وَلَا تَسْتَطِيعَ أَنْ تَقُومَ مِنْ فِرَاشِكَ إِلَى مَسْجِدِكَ؟» قَالَ، قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ أَوْ مَا خَارَ اللهُ لِي وَرَسُولُهُ قَالَ: «عَلَيْكَ بِالْعِفَّةِ» ثُمَّ قَالَ: «كَيْفَ أَنْتَ وَقَتْلًا يُصِيبُ النَّاسَ حَتَّى تُغْرَقَ حِجَارَةُ الزَّيْتِ بِالدَّمِ؟» قُلْتُ: مَا خَارَ اللهُ لِي وَرَسُولُهُ. قَالَ: «الْحَقْ بِمَنْ أَنْتَ مِنْهُ» قَالَ،

٣٩٥٨- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوذر! اس وقت تو کیا کرے گا جب لوگوں میں موت کثرت سے واقع ہوگی حتی کہ ایک گھر' یعنی قبر کی قیمت ایک غلام کے برابر ہوگی؟'' میں نے کہا: (میں وہی کچھ کروں گا) جو کچھ میرے لیے اللہ اور اس کا رسول پسند فرمائیں۔ یا میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں (کہ مجھے ان حالات میں کیا کرنا چاہیے۔) آپ نے فرمایا: ''صبر کرنا۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''تو کیا کرے گا جب لوگوں کو بھوک کا سامنا ہوگا حتی کہ تو مسجد میں آئے گا تو تجھ سے اپنے بستر تک واپس نہیں پہنچا جائے گا اور تو اپنے بستر سے اٹھ کر اپنی نماز کی جگہ تک نہیں جا سکے گا؟'' میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ یا کہا: جو کچھ اللہ اور اس کا رسول میرے لیے پسند فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''عفت اختیار کرنا۔'' پھر فرمایا: ''تو کیا کرے گا جب لوگوں میں قتل و غارت عام ہوگی حتی کہ حجارۃ الزیت (کا مقام) خون میں ڈوب جائے گا؟'' میں نے کہا: جو کچھ اللہ اور اس کا رسول میرے لیے پسند فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو جس قبیلے سے ہے اسی

---

٣٩٥٨_ [صحيح] أخرجه أبوداود، الفتن والملاحم، باب النهي عن السعي في الفتنة، ح: ٤٢٦١ من حديث حماد ابن زيد به، وله طريق آخر عند ابن حبان (الإحسان)، ح: ٥٩٣٣، والحاكم: ٢/ ١٥٦، ٤/ ٤٢٣، ٤٢٤.

قُلْتُ : يَارَسُولَ اللهِ أَفَلَا آخُذُ بِسَيْفِي فَأَضْرِبُ بِهِ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ؟ قَالَ : «شَارَكْتَ الْقَوْمَ إِذًا . وَلٰكِنِ ادْخُلْ بَيْتَكَ» قُلْتُ : يَارَسُولَ اللهِ فَإِنْ دُخِلَ بَيْتِي؟ قَالَ : «إِنْ خَشِيتَ أَنْ يَبْهَرَكَ شُعَاعُ السَّيْفِ، فَأَلْقِ طَرَفَ رِدَائِكَ عَلٰى وَجْهِكَ . فَيَبُوءَ بِإِثْمِهِ وَإِثْمِكَ، فَيَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ» .

میں جا رہنا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہ میں تلوار لے کر ان لوگوں کو قتل کروں جو یہ (فساد) کریں گے؟ آپ نے فرمایا: ''تب تو تُو لوگوں کے ساتھ (جنگ وجدل میں) شریک ہوگیا' بلکہ اس صورت حال میں تو اپنے گھر میں داخل ہو جانا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر لوگ میرے گھر میں گھس آئیں تو؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تجھے خطرہ ہو کہ تلوار کی چمک تجھ پر غالب آجائے گی تو اپنی چادر کا کنارہ اپنے چہرے پر ڈال لینا۔ تب وہ (فسادی قاتل) اپنا اور تیرا گناہ اٹھا لے جائے گا اور وہ جہنمی ہو جائے گا۔''

**فوائد ومسائل:** ① مشکل حالات میں صبر بہترین طرز عمل ہے۔ ② قحط اور بھوک کے زمانے میں چوری ڈاکے سے پرہیز کرنا بہت بہادری کا کام ہے۔ ③ قتل وغارت کے زمانے میں جب عام لوگ حق وباطل کی پہچان چھوڑ کر محض فساد پھیلانے کے لیے حق کی حمایت کا بہانہ بنا کر قتل وغارت کرنے لگیں تو تمام فریقوں سے الگ تھلگ رہنا بہتر ہے۔ ④ عام فساد کے زمانے میں کسی ایک فسادی کو قتل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ غلط فہمیاں دور کرنے اور امن قائم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ⑤ اس قسم کے حالات میں جب مسلمان باہم دست وگریباں ہوں' سب سے کنارہ کش ہو کر بیٹھ رہنا بہتر ہے' اگر اس حالت میں بھی کوئی فسادی ایسے امن پسند شہری کو قتل کر دے تو وہ شہید ہے۔ ⑥ ''قبر کی قیمت غلام کے برابر ہو جائے گی'' کا مطلب ہے اس کثرت سے موتیں ہوں گی کہ دفنانے کے لیے دو گز زمین کا ملنا مشکل ہو جائے گا اور قبر کے لیے اتنی سی جگہ ایک گھر کی قیمت کے برابر ہو جائے گی' یا قبر کھودنے والے اتنے کمیاب ہو جائیں گے کہ ان کی اجرت ایک گھر کی قیمت کے برابر ہو جائے گی۔ ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کثرت اموات کے باعث گھر رہنے والوں سے خالی ہو جائیں گے اور ان کی قیمتیں اتنی گر جائیں گی کہ ایک غلام کی قیمت کے برابر ہو جائیں گی جب کہ عام حالات میں مکان کی قیمت ایک غلام کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

**٣٩٥٩- حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ

**٣٩٥٩-** حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے ہرج واقع

**٣٩٥٩-** [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٠٦ من حديث الحسن به، وللحديث شواهد.

الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا أَسِيدُ بْنُ الْمُتَشَمِّسِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لَهَرْجًا» قَالَ، قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ مَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: «الْقَتْلُ» فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّا نَقْتُلُ الْآنَ فِي الْعَامِ الْوَاحِدِ، مِنَ الْمُشْرِكِينَ كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ بِقَتْلِ الْمُشْرِكِينَ. وَلٰكِنْ يَقْتُلُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا، حَتَّى يَقْتُلَ الرَّجُلُ جَارَهُ وَابْنَ عَمِّهِ وَذَا قَرَابَتِهِ» فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: يَارَسُولَ اللهِ وَمَعَنَا عُقُولُنَا، ذٰلِكَ الْيَوْمَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا. تُنْزَعُ عُقُولُ أَكْثَرِ ذٰلِكَ الزَّمَانِ. وَيَخْلُفُ لَهُ هَبَاءٌ مِنَ النَّاسِ لَا عُقُولَ لَهُمْ».

ثُمَّ قَالَ الْأَشْعَرِيُّ: وَايْمُ اللهِ إِنِّي لَأَظُنُّهَا مُدْرِكَتِي وَإِيَّاكُمْ. وَايْمُ اللهِ مَا لِي وَلَكُمْ مِنْهَا مَخْرَجٌ، إِنْ أَدْرَكَتْنَا فِيمَا عَهِدَ إِلَيْنَا نَبِيُّنَا ﷺ، إِلَّا أَنْ نَخْرُجَ كَمَا دَخَلْنَا فِيهَا.

ہوگا۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہرج کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: ''قتل وغارت۔'' کچھ مسلمانوں نے کہا: اللہ کے رسول! اب بھی تو ہم سال بھر میں اتنے اتنے مشرکوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مشرکوں کا قتل نہیں ہوگا بلکہ تم لوگ ایک دوسرے کو قتل کرو گے حتی کہ آدمی اپنے پڑوسی کو' اپنے چچازاد کو اور اپنے رشتہ دار کو قتل کر دے گا۔'' بعض افراد نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اس دور میں ہماری عقلیں ہمارے ساتھ ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' اس زمانے میں اکثر لوگوں کی عقلیں چھن جائیں گی۔ اور بعد میں ایسے لوگ آ جائیں گے جو گرد وغبار کی طرح (بے حقیقت' بے قدر) ہوں گے۔ ان کے پاس عقلیں نہیں ہوں گی۔''

پھر حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی! مجھے تو لگتا ہے کہ وہ فتنہ مجھ پر اور تم لوگوں ہی پر آ جائے گا۔ اور قسم ہے اللہ کی! اگر یہ اس چیز کے بارے میں ہوا جس کے بارے میں ہمیں نبی ﷺ نے نصیحت فرمائی تھی تو میرے اور تمھارے لیے اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہوگا' سوائے اس کے کہ جس طرح ہم اس میں شامل ہوئے تھے' اسی طرح نکل جائیں۔

**فوائد ومسائل:** ① مسلمانوں کے درمیان معمولی باتوں پر قتل قیامت کی نشانی ہے۔ یہ ایسی بری خصلت ہے جو ماضی قریب تک اس کثرت سے موجود نہیں تھی' حالانکہ دوسرے بہت سے فتنے موجود تھے۔ ② کسی فتنے سے پیشگی خبردار کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہر مسلمان اس سے بچنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرے' اس لیے علماء اور حکام کا فرض ہے کہ اس کے اسباب پر غور کر کے اس کے سدباب کی کوشش کریں۔ ③ مسلمان کو سمجھ بوجھ سے کام لینا چاہیے اور اختلافات کو قتل وغارت کا جواز نہیں بنانا چاہیے۔ ④ صحابۂ کرام ؓ کے اختلافات

خلوص کی بنیاد پر اور غلط فہمی کی وجہ سے تھے‘ اس لیے ان کے لیے ممکن ہو گیا کہ گمراہ لوگوں کے پروپیگنڈے کے اثر سے آزاد ہو کر اصلاح کر لیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ایثار اور تدبر کی وجہ سے مسلمان دوبارہ متحد ہو گئے۔
⑤ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلافات کے بارے میں بات کرتے ہوئے کسی صحابی کے بارے میں احترام کے منافی لہجہ اختیار کرنا جائز نہیں۔

٣٩٦٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ عُبَيْدٍ، مُؤَذِّنُ مَسْجِدِ جُرْدَانَ قَالَ: حَدَّثَتْنِي عُدَيْسَةُ بِنْتُ أُهْبَانَ قَالَتْ: لَمَّا جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ هٰهُنَا، الْبَصْرَةَ، دَخَلَ عَلٰى أَبِي. فَقَالَ: يَاأَبَا مُسْلِمٍ أَلَا تُعِينُنِي عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ؟ قَالَ: بَلٰى. قَالَ: فَدَعَا جَارِيَةً لَهُ. فَقَالَ: يَاجَارِيَةُ أَخْرِجِي سَيْفِي. قَالَ: فَأَخْرَجَتْهُ. فَسَلَّ مِنْهُ قَدْرَ شِبْرٍ، فَإِذَا هُوَ خَشَبٌ. فَقَالَ: إِنَّ خَلِيلِي وَابْنَ عَمِّكَ ﷺ عَهِدَ إِلَيَّ، إِذَا كَانَتِ الْفِتْنَةُ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ، فَأَتَّخِذُ سَيْفًا مِنْ خَشَبٍ. فَإِنْ شِئْتَ خَرَجْتُ مَعَكَ. قَالَ: لَا حَاجَةَ لِي فِيكَ، وَلَا فِي سَيْفِكَ.

٣٩٦٠- حضرت عدیسہ بنت اُہبان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے‘ انھوں نے کہا: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ یہاں بصرہ میں تشریف لائے تو میرے والد (حضرت اہبان بن صیفی غفاری رضی اللہ عنہ) کے پاس بھی آئے‘ انھوں نے فرمایا: ابومسلم! (اُہبان رضی اللہ عنہ) کیا آپ ان لوگوں (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں) کے خلاف میری مدد نہیں کریں گے؟ اُہبان رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں، پھر اپنی ایک لونڈی کو بلا کر کہا: لونڈی! میری تلوار نکال۔ وہ تلوار لے آئی۔ انھوں نے میان سے ایک بالشت تلوار باہر نکالی تو (معلوم ہوا کہ) وہ لکڑی کی تھی۔ انھوں نے فرمایا: میرے محبوب اور تیرے چچا کے بیٹے (رسول اللہ ﷺ) نے مجھے یہ نصیحت کی تھی کہ جب مسلمانوں میں باہم فتنہ وفساد برپا ہو جائے تو میں لکڑی کی تلوار بنا لوں۔ اب اگر آپ چاہتے ہیں تو میں آپ کے ساتھ (لکڑی کی تلوار لے کر) چلنے کو تیار ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے نہ تو آپ کی ضرورت ہے اور نہ آپ کی تلوار کی۔

فوائد ومسائل: ① لکڑی کی تلوار جنگ میں کام نہیں آ سکتی۔ لکڑی کی تلوار بنوانے کا مقصد جنگ وجدل سے الگ رہنا ہے۔ ② مسلمانوں کے باہمی اختلاف کے موقع پر کسی ایک فریق کا ساتھ دینے کی بجائے دونوں

٣٩٦٠- [حسن] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ما جاء في اتخاذ السيف من خشب [في الفتنة]، ح: ٢٢٠٣ من حديث عبدالله بن عبيد به، وقال: "حسن غريب" الخ.

میں صلح کرانے کی کوشش کرنا زیادہ ضروری ہے۔

٣٩٦١- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى اللَّيْثِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ ثَرْوَانَ، عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ. يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا، وَيُمْسِي كَافِرًا. وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا. اَلْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ. وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي. وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي. فَكَسِّرُوا قِسِيَّكُمْ، وَقَطِّعُوا أَوْتَارَكُمْ، وَاضْرِبُوا بِسُيُوفِكُمُ الْحِجَارَةَ. فَإِنْ دُخِلَ عَلَى أَحَدِكُمْ. فَلْيَكُنْ كَخَيْرِ ابْنَيْ آدَمَ».

٣٩٦١- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے ایسے فتنے (رونما) ہوں گے جیسے تاریک رات کے ٹکڑے۔ ان میں انسان صبح کو مومن ہوگا تو شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہو جائے گا۔ ان (فتنوں) کے دوران میں بیٹھا ہوا کھڑے ہوئے سے کھڑا ہوا چلنے والے سے اور چلنے والا بھاگنے والے سے بہتر ہوگا۔ ان حالات میں تم اپنی کمانیں توڑ دینا' ان کی تانت کاٹ دینا اور اپنی تلواریں پتھروں پر دے مارنا۔ اگر (فسادی لوگ) تم میں سے کسی کے گھر میں گھس آئیں تو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے اچھے بیٹے (ہابیل) کی طرح ہو جانا۔''

**فوائد و مسائل:** ① فتنے کے زمانے میں اپنے ایمان کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔ ② فتنوں میں کم حصہ لینا بہتر ہے اور بالکل کنارہ کش رہنا سب سے بہتر۔ ③ صرف اس لیے کسی سے دشمنی رکھنا اور اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرنا غلط ہے کہ اس کا تعلق فلاں فرقے' تنظیم' جماعت یا پارٹی سے ہے' یہ جاہلیت کی سی عصبیت ہے۔ اس سے زیادہ سے زیادہ اجتناب کرنا ضروری ہے۔

٣٩٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ

٣٩٦٢- حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی خدمت

---

٣٩٦١_ [حسن] أخرجه أبوداود، الفتن والملاحم، باب النهي عن السعي في الفتنة، ح: ٤٢٥٩ من حديث عبدالوارث به، وقال الترمذي "حسن غريب صحيح"، ح: ٢٢٠٤.

٣٩٦٢_ [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٩٣ من طرق عن حماد عن علي بن زيد، وتقدم، ح: ١١٦ به، ولم يشك، وللحديث شواهد عند أحمد: ٤/ ٢٢٥، ٢٢٦، وأبي داود، ح: ٤٢٥٧، ومسلم، ح: ٢٨٨٧/ ١٣ وغيرهم.

سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ أَوْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ. شَكَّ أَبُو بَكْرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ وَفُرْقَةٌ وَاخْتِلَافٌ. فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ، فَأْتِ بِسَيْفِكَ أُحُدًا، فَاضْرِبْهُ حَتَّى يَنْقَطِعَ. ثُمَّ اجْلِسْ فِي بَيْتِكَ حَتَّى تَأْتِيَكَ يَدٌ خَاطِئَةٌ، أَوْ مَنِيَّةٌ قَاضِيَةٌ».

میں حاضر ہوا تو انھوں نے بیان کیا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''عنقریب فتنہ' افتراق اور اختلاف (رونما) ہوگا۔ جب یہ صورت حال پیش آئے تو اپنی تلوار لے کر احد پہاڑ پر چڑھ جانا اور اسے (پہاڑ کے پتھروں پر) مار کر توڑ دینا۔ پھر گھر میں بیٹھ رہنا حتی کہ تجھ تک کوئی گناہ گار ہاتھ پہنچ جائے یا فیصلہ کر دینے والی موت آجائے۔''

فَقَدْ وَقَعَتْ. وَفَعَلْتُ مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

(محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) تحقیق فتنہ واقع ہو چکا اور میں نے وہی کچھ کیا جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

فوائد و مسائل: ① مسلمانوں کا اسلحہ کفار کے خلاف کام آنا چاہیے' جب وہ مسلمان کے خلاف چلنے لگے تو اس کا تباہ ہو جانا بہتر ہے۔ ② گناہ گار ہاتھ کا مطلب ہے کہ کسی مفسد کا نشانہ بن جاؤ اور مظلومانہ شہادت پالو یا طبعی موت کی وجہ سے ان جھمیلوں سے چھوٹ جاؤ۔

## (المعجم ١١) - بَابٌ: إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفِهِمَا (التحفة ١١)

## باب: ١١- دو مسلمانوں کا تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مقابل آجانا

**٣٩٦٣- حَدَّثَنَا** سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ سُحَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ الْتَقَيَا بِأَسْيَافِهِمَا، إِلَّا كَانَ الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ».

۳۹۶۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مقابل ہوتے ہیں تو قاتل اور مقتول (دونوں) جہنم میں جاتے ہیں۔''

**٣٩٦٤- حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ:

۳۹۶۴- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

---

٣٩٦٣ـ [صحيح] وضعفه البوصيري من أجل مبارك بن سحيم، وله شواهد، منها الحديث الآتي والذي بعده.

٣٩٦٤ـ [صحيح] أخرجه النسائي: ٧/ ١٢٤، تحريم الدم، تحريم القتل، ح: ٤١٢٣، ٤١٢٤ من حديث يزيد به، ولم يذكر ابن أبي عروبة، ورواه يونس عن الحسن به، النسائي: ٧/ ١٢٦، ح: ٤١٢٩، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي، وحديث ابن ماجه صححه البوصيري.

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ وَسَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا، فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ هٰذَا الْقَاتِلُ، فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: «إِنَّهُ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے سے (لڑنے کے لیے) ملتے ہیں تو قاتل اور مقتول (دونوں فریق) جہنم میں جائیں گے۔“ صحابۂ کرام ؓ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ قاتل ہے (اس لیے مجرم ہے) مقتول (کے جہنمی ہونے) کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنا چاہتا تھا۔“

**فوائد و مسائل:** ① جب کوئی شخص جرم کی پوری کوشش کرے لیکن کسی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکے تو اللہ کے ہاں وہ بھی مجرم ہے۔ ② جو شخص ارتکاب جرم کا عزم رکھتا ہو لیکن ارتکاب سے پہلے رجوع کر لے تو اس کا گناہ معاف ہو جاتا ہے اور توبہ کی وجہ سے ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے۔

٣٩٦٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «إِذَا الْمُسْلِمَانِ، حَمَلَ أَحَدُهُمَا عَلٰى أَخِيهِ السِّلَاحَ، فَهُمَا عَلٰى جُرُفِ جَهَنَّمَ. فَإِذَا قَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، دَخَلَاهَا جَمِيعًا».

٣٩٦٥- حضرت ابوبکرہ ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب دو مسلمانوں میں سے ایک اپنے بھائی پر ہتھیار اٹھاتا ہے تو وہ دونوں جہنم کے کنارے پر ہوتے ہیں۔ جب ان میں سے ایک اپنے ساتھی کو قتل کر دیتا ہے تو دونوں جہنم میں داخل ہو جاتے ہیں۔“

**فوائد و مسائل:** ① جہنم کے کنارے پر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس غلطی کی وجہ سے ان دونوں کے جہنمی ہونے کا خطرہ ہوتا ہے لیکن ان کے لیے جہنم سے بچنے کا موقع باقی ہوتا ہے کہ لڑائی سے باز آ جائیں۔ ② مومن کا قتل جہنم میں پہنچانے والا عمل ہے، البتہ توبہ یا قصاص سے یہ گناہ معاف ہو سکتا ہے۔

٣٩٦٦- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ:

٣٩٦٦- حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے

---

٣٩٦٥ـ أخرجه البخاري، الفتن، باب: إذا التقى المسلمان بسيفيهما، ح: ٧٠٨٣ تعليقًا من حديث محمد بن جعفر غندر به، ومسلم، الفتن، باب: إذا تواجه المسلمان بسيفيهما، ح: ٢٨٨٨/ ١٦ عن ابن بشار به.

٣٩٦٦ـ [إسناده ضعيف] وحسنه البوصيري * عبدالحكم بن ذكوان السدوسي روى عنه ثلاثة، ولم يوثقه غير ابن حبان، والبوصيري يتبعه، ورواه عنه أبوداود الطيالسي في مسنده ح: ٢٣٩٨، قلت: ورواه جماعة عن مروان◄◄

حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْدِ الْحَكَمِ السَّدُوسِيِّ: حَدَّثَنَا شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللهِ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، عَبْدٌ أَذْهَبَ آخِرَتَهُ بِدُنْيَاهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ کے ہاں سب سے برے درجے والا شخص وہ ہوگا جس نے (دوسرے کی) دنیا کے لیے اپنی آخرت ضائع کر لی۔''

## (المعجم ١٢) - بَابُ كَفِّ اللِّسَانِ فِي الْفِتْنَةِ (التحفة ١٢)

## باب:١٢- فتنے کے زمانے میں زبان کو (نامناسب باتوں سے) روک کر رکھنا

٣٩٦٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ زِيَادٍ سَيْمِينْ كُوشْ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَكُونُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ. قَتْلَاهَا فِي النَّارِ. اللِّسَانُ فِيهَا أَشَدُّ مِنْ وَقْعِ السَّيْفِ».

٣٩٦٧- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب ایک ایسا فتنہ برپا ہوگا جو عربوں کا صفایا کر دے گا۔ اس کے مقتول جہنم میں جائیں گے۔ اس فتنے میں زبان تلوار کے وار سے زیادہ سخت (اور تکلیف دہ) محسوس ہوگی۔''



٣٩٦٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِيَّاكُمْ وَالْفِتَنَ. فَإِنَّ اللِّسَانَ فِيهَا مِثْلُ وَقْعِ السَّيْفِ».

٣٩٦٨- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فتنوں سے بچو' ان میں زبان (کی بات) تلوار کے وار کی طرح (اثر انداز) ہوتی ہے۔''

◄◄ الفزاري به، منهم يوسف بن عدي، فالعلة من السدوسي فقط، والله أعلم.

**٣٩٦٧ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الفتن والملاحم، باب في كف اللسان، ح: ٤٢٦٥ من حديث ليث بن أبي سليم، ح: ٢٠٨ به، وقال الترمذي "غريب"، ح: ٢١٧٨ * زياد سيمين كُوش مجهول الحال، وفيه علة أخرٰى أشرت إليها آنفًا.

**٣٩٦٨ـ [ضعيف]** وضعفه البوصيري لعلتين، إحداهما ضعف محمد البيلماني، وتقدم، ح: ٢٥٠٠، وله لون آخر عند أبي داود، ح: ٤٢٦٤، وإسناده ضعيف، وله طريق آخر ضعيف.

٣٩٦٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ: مَرَّ بِهِ رَجُلٌ لَهُ شَرَفٌ. فَقَالَ لَهُ عَلْقَمَةُ: إِنَّ لَكَ رَحِمًا. وَإِنَّ لَكَ حَقًّا. وَإِنِّي رَأَيْتُكَ تَدْخُلُ عَلَى هٰؤُلَاءِ الْأُمَرَاءِ. وَتَتَكَلَّمُ عِنْدَهُمْ بِمَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَتَكَلَّمَ بِهِ. وَإِنِّي سَمِعْتُ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيَّ، صَاحِبَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللهِ. مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَابَلَغَتْ. فَيَكْتُبُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سُخْطِ اللهِ. مَا يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ. فَيَكْتُبُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ بِهَا سُخْطَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ».

٣٩٦٩- حضرت علقمہ بن وقاص رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' ان کے پاس سے ایک آدمی گزرا جو (معاشرے میں) اونچا مقام رکھتا تھا۔ علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا: تیرا (مجھ سے) قرابت کا تعلق ہے اور (مجھ پر) تیرا حق ہے۔ (اس لیے نصیحت کے طور پر بات کر رہا ہوں۔) میں نے دیکھا ہے کہ تو ان حکمرانوں کے پاس جاتا ہے' اور ان سے' جو اللہ چاہے' بات چیت کرتا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت بلال بن حارث مُزنی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے' انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اللہ کو راضی کرنے والی ایک بات کرتا ہے' وہ نہیں سمجھتا کہ اس کا وہاں تک اثر ہوگا جہاں تک (حقیقت میں) ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے اللہ عزوجل اس کے لیے قیامت تک اپنی خوشنودی لکھ دیتا ہے۔ اور ایک آدمی اللہ کی ناراضی والی ایک بات کرتا ہے' وہ نہیں سمجھتا کہ اس کا وہاں تک اثر ہوگا جہاں تک (حقیقت میں) ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے اللہ عزوجل اس کے لیے اس دن تک اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے جس دن اس سے ملاقات ہوگی۔''

قَالَ عَلْقَمَةُ: فَانْظُرْ، وَيْحَكَ مَاذَا تَقُولُ، وَمَاذَا تَكَلَّمُ بِهِ. فَرُبَّ كَلَامٍ، قَدْ مَنَعَنِي أَنْ أَتَكَلَّمَ بِهِ، مَا سَمِعْتُ مِنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ.

علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس لیے دیکھ لیا کر کہ تو کیا کہہ رہا ہے اور کیا کچھ منہ سے نکال رہا ہے' تیرا بھلا ہو۔ مجھے تو بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے سنی ہوئی یہ حدیث کئی باتیں کہنے سے روک دیتی ہے۔

**فوائد و مسائل:** ① حکمرانوں سے تعلق رکھنے میں خطرہ ہے کہ ان کے غلط کاموں یا غلط باتوں کی تائید کرنی

---

**٣٩٦٩ـ [إسناده حسن]** أخرجه الترمذي، الزهد، باب في قلة الكلام، ح: ٢٣١٩ من حديث محمد بن عمرو به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه الحاكم.

پڑے گی' اس لیے احتیاط پسند بزرگ حکومتی عہدے داروں سے زیادہ میل جول پسند نہیں فرماتے۔ لیکن اگر کسی ضرورت مند یا مظلوم کی مدد کے لیے یا ان کی کسی غلطی پر تنبیہ کرنے کے لیے ان کے پاس جائیں تو حرج نہیں۔ ② حکمران اپنے مشیروں سے متاثر ہوتے ہیں' اس لیے انھیں غلط مشورہ دینے والا بہت بڑا مجرم ہے اور ان کے غلط اقدامات میں شریک ہے۔ ③ بعض اوقات ظاہری طور پر معمولی سمجھی جانے والی بات بہت دور رس اثرات رکھتی ہے' اس لیے معاشرے میں اہم مقام رکھنے والوں کو بہت احتیاط سے بات کرنی چاہیے۔ ④ سیاست دان ہوں یا علماء یا افسران ان کی ذمہ داری بہت نازک ہے۔ اس کا احساس رہنا چاہیے۔ ⑤ علمائے کرام کو چاہیے کہ جب حکومتی عہدے داران سے مشورہ طلب کریں تو انھیں صحیح مشورہ دیں اور جب نصیحت کی درخواست کریں تو انھیں اللہ کی رضا کے لیے ایسی نصیحت کریں جس سے عام مسلمانوں کو فائدہ ہو۔

**٣٩٧٠- حَدَّثَنَا** أَبُو يُوسُفَ الصَّيْدَلَانِيُّ، مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سُخْطِ اللهِ. لَا يَرَى بِهَا بَأْسًا. فَيَهْوِي بِهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

٣٩٧٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی (بعض اوقات) اللہ کی ناراضی والا ایک لفظ کہہ دیتا ہے' وہ اس میں حرج نہیں سمجھتا۔ (لیکن وہ اتنا بڑا گناہ کا لفظ ہوتا ہے کہ) وہ اس کی وجہ سے ستر سال تک جہنم میں گر جاتا ہے۔''

**٣٩٧١- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْرًا، أَوْ لِيَسْكُتْ».

٣٩٧١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے' اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔''

---

٣٩٧٠_[صحيح] ابن إسحاق تابعه يزيد بن الهاد، أحمد: ٢/ ٣٧٨، وباقي السند صحيح، وللحديث طرق كثيرة عند الترمذي، ح: ٢٣١٤ وغيره.

٣٩٧١_أخرجه البخاري، الأدب، باب: من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جاره، ح: ٦٠١٨، من حديث أبي الأحوص به، ومسلم، الإيمان، باب الحث على إكرام الجار والضيف . . . الخ، ح: ٤٧/ ٧٥ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

فوائد و مسائل: ① بری بات کہنے سے اجتناب ایمان کا تقاضا ہے۔ ② فضول باتیں کرنے سے اجتناب کرنا اور خاموش رہنا اچھی عادت ہے۔ ③ بے فائدہ باتوں میں مشغول رہنے سے ذکر الٰہی اور تلاوت وغیرہ میں مشغول رہنا بہت ہی بہتر ہے۔ اس کی وجہ سے گناہ سے حفاظت ہوتی ہے اور نیکیاں زیادہ ہوتی ہیں۔

٣٩٧٢- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ مَاعِزٍ الْعَامِرِيِّ أَنَّ سُفْيَانَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الثَّقَفِيَّ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ حَدِّثْنِي بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ: قَالَ: «قُلْ: رَبِّيَ اللهُ، ثُمَّ اسْتَقِمْ» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ مَا أَكْثَرُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ؟ فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِلِسَانِ نَفْسِهِ، ثُمَّ قَالَ: «هٰذَا».

٣٩٧٢- حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے (نصیحت کی) ایک بات فرما دیجیے جس پر میں مضبوطی سے قائم رہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’کہو: میرا رب اللہ ہے‘ پھر اس پر مضبوطی سے قائم رہو۔‘‘ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو میرے بارے میں سب سے زیادہ کس چیز سے (نقصان پہنچنے کا) خوف ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا‘ پھر فرمایا: ’’اس سے۔‘‘

فوائد و مسائل: ① ایمان پر قائم رہنا اس لیے ضروری ہے کہ جہنم سے نجات صرف اس صورت میں ہوسکتی ہے جب انسان کی موت ایمان کی حالت میں آئے۔ ② زبان سے جس قدر زیادہ گناہ سرزد ہوتے ہیں اتنے دوسرے اعضاء سے نہیں ہوتے۔ ③ زبان کے گناہ آسانی سے ہو جاتے ہیں۔ ④ معاشرے میں زبان کے گناہوں کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی جتنی دوسرے گناہوں کو۔ ⑤ زبان کے گناہوں کے اثرات زیادہ شدید ہوتے ہیں جن کے نتیجے میں اور بہت سے گناہ سرزد ہوتے ہیں‘ مثلاً: قتل و غارت وغیرہ‘ اس لیے زبان کے بارے میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

٣٩٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النُّجُودِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ،

٣٩٧٣- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا‘ ایک دن جبکہ ہم چل رہے تھے میں آپ کے

٣٩٧٢ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب جامع أوصاف الإسلام، ح: ٣٨/ ٦٢ من طريق آخر عن عروة بن الزبير عن سفيان بن عبدالله به.

٣٩٧٣ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الإيمان، باب ماجاء في حرمة الصلاة، ح: ٢٦١٦ عن محمد بن أبي عمر به، وقال: "حسن صحيح"، وللحديث شواهد.

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ. فَأَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيبًا مِنْهُ، وَنَحْنُ نَسِيرُ. فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ. قَالَ: «لَقَدْ سَأَلْتَ عَظِيمًا. وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللهُ عَلَيْهِ: تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ». ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ؟ الصَّوْمُ جُنَّةٌ. وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ، كَمَا يُطْفِئُ النَّارَ الْمَاءُ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ». ثُمَّ قَرَأَ: ﴿تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ حَتَّى بَلَغَ: ﴿جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [السجدة: ١٦، ١٧]. ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ وَعَمُودِهِ وَذُرْوَةِ سَنَامِهِ؟ الْجِهَادُ». ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهِ؟» قُلْتُ: بَلَى. فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ فَقَالَ: «تَكُفُّ عَلَيْكَ هٰذَا» قُلْتُ: يَانَبِيَّ اللهِ وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ قَالَ: «ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ! هَلْ يَكُبُّ النَّاسَ، عَلَى وُجُوهِهِمْ فِي النَّارِ، إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ؟؟».

قریب ہو گیا۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں پہنچا دے اور جہنم سے دور کر دے۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے بڑی عظیم بات پوچھی ہے اور جس کے لیے اللہ آسان کر دے اس کے لیے یہ آسان بھی ہے۔ (جنت میں پہنچانے والا عمل یہ ہے کہ) تو اللہ کی عبادت کرے' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے' نماز قائم کرے' زکاۃ ادا کرے' رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں تجھے نیکی کے دروازے نہ بتاؤں؟ روزہ ڈھال ہے۔ صدقہ گناہ (کی آگ) کو بجھا دیتا ہے' جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اور آدمی کا رات کے دوران میں نماز (تہجد) پڑھنا۔'' پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ...... جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ ''ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں۔ (اور) وہ اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں' اور جو کچھ ہم نے انھیں رزق دیا ہے' اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان کے اعمال کے بدلے میں ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کی کون کون سی چیزیں پوشیدہ رکھی گئی ہیں۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں تجھے دین کا سر' اس کا ستون اور اس کی کوہان کی چوٹی نہ بتاؤں؟ وہ جہاد ہے۔'' پھر فرمایا: ''میں تجھے وہ چیز نہ بتاؤں جس پر ان سب کا مدار ہے؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں! تب نبی ﷺ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا: ''اسے روک کر رکھنا۔'' میں نے کہا: اللہ کے نبی! ہم جو باتیں کرتے ہیں کیا ان پر بھی ہمارا

مؤاخذہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''معاذ! تیری ماں تجھے روئے۔لوگوں کو (جہنم کی) آگ میں چہروں کے بل گھسیٹنے والی چیز ان کی زبانوں کی کاٹی ہوئی فصلوں کے سوا اور کیا ہے؟''

فوائد و مسائل: ① سب نیکیوں کا مقصد اور گناہوں سے بچنے کی ہر کوشش کا مقصد جنت کا حصول اور جہنم سے نجات ہے' اس لیے یہ بہت عظیم مسئلہ ہے۔ ② نیکی اللہ کی توفیق ہی سے ہوتی ہے اور گناہ سے بچاؤ اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔ ③ اسلام کے پانچوں ارکان پر کما حقہ عمل کرنے سے جنت ملتی ہے اور جہنم سے نجات ہوتی ہے۔ ④ روزہ' صدقہ اور تہجد نیکی کے دروازے ہیں۔ان میں سے ہر ایک عمل بہت سی نیکیوں میں معاون بنتا ہے' لہٰذا نفلی روزے' نفلی صدقات اور تہجد میں سے جو عمل بھی آسانی سے ہو سکے' اسے زیادہ سے زیادہ کرنا چاہیے۔ ⑤ نفلی روزے گناہوں سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ ⑥ صدقے سے گناہ معاف ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں جنت حاصل ہوتی ہے۔ ⑦ نماز تہجد رات کے کسی بھی حصے میں ادا کی جا سکتی ہے' تاہم آدھی رات کے بعد خصوصاً تہائی رات باقی رہنے پر ادا کرنا زیادہ افضل ہے۔ ⑧ زبان کی حفاظت ایک اہم عمل ہے جس کا بڑی نیکیوں سے گہرا تعلق ہے۔روزے کا فائدہ تبھی حاصل ہوتا ہے جب جھوٹ' چغلی' غیبت اور گالی گلوچ وغیرہ سے اجتناب کیا جائے۔صدقے کا ثواب تبھی ملتا ہے جب احسان نہ جتلایا جائے اور نیکی کا اعلان کر کے ریاکاری کا ارتکاب نہ کیا جائے۔تہجد میں اللہ کا ذکر' دعا اور تلاوت زبان کے عمل ہیں۔ ⑨ زبان کے گناہوں کو معمولی سمجھ لیا جاتا ہے' لہٰذا توبہ کی طرف توجہ نہیں ہوتی اور گناہ اتنے زیادہ جمع ہو جاتے ہیں کہ انسان جہنم کا مستحق ہو جاتا ہے۔ ⑩ دین کا سر کلمۂ توحید کا اقرار ہے جس کے ذریعے سے انسان اسلام میں داخل ہوتا ہے۔توحید کے بغیر اسلام کی حیثیت وہی رہ جاتی ہے جو سر کاٹنے کے بعد انسان کی رہتی ہے۔ ⑪ اسلام کا ستون نماز ہے۔

٣٩٧٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خُنَيْسٍ الْمَكِّيُّ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ حَسَّانَ الْمَخْزُومِيَّ قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ صَالِحٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كَلَامُ ابْنِ آدَمَ عَلَيْهِ، لَا

٣٩٧٤- ام المومنین ام حبیبہ (بنت ابو سفیان) رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''آدم کے بیٹے کا ہر کلام اس کے خلاف ہے' اس کے حق میں نہیں' سوائے نیکی کا حکم دینے' برائی سے منع کرنے اور اللہ عزوجل کا ذکر کرنے کے۔''

٣٩٧٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزهد، باب منه، حديث "كل كلام ابن آدم عليه لا له"، ح: ٢٤١٢ عن ابن بشار به، وقال: "حسن غريب" ☆ أم صالح بنت صالح لا يعرف حالها (تقريب).

لَهُ. إِلَّا الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَذِكْرَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

٣٩٧٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا خَالِي، يَعْلَى عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ: قِيلَ لِابْنِ عُمَرَ: إِنَّا نَدْخُلُ عَلَى أُمَرَائِنَا فَنَقُولُ الْقَوْلَ. فَإِذَا خَرَجْنَا، قُلْنَا غَيْرَهُ. قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ ذٰلِكَ، عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، النِّفَاقَ.

٣٩٧٥- حضرت ابوشعثاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کسی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: ہم امراء (حکمرانوں) کے پاس جاتے ہیں تو ایک بات کہتے ہیں' پھر جب ہم باہر آتے ہیں تو دوسری بات کہتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس چیز کو ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں منافقت شمار کرتے تھے۔

**فوائد و مسائل:** ① مسلمان کا ظاہر اور باطن ایک ہونا چاہیے۔ ② حکمرانوں کے سامنے صحیح صورت حال پیش کرنا اور صحیح رائے دینا ضروری ہے۔ ان کی خوشنودی کے لیے غلط رائے دینا یا ان کے غلط کام کو غلط جانتے ہوئے بھی اس کی تعریف کرنا بہت بڑی اخلاقی کمزوری ہے جس سے حکمران کو بھی نقصان ہوتا ہے اور مسلم عوام کو بھی۔ ③ منافقانہ طرز عمل جھوٹ' دھوکے اور خوشامد پر مبنی ہوتا ہے اور یہ سب بری عادتیں ہیں۔

٣٩٧٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُورٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ قُرَّةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَيْوَئِيلَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ».

٣٩٧٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بھی انسان کے اسلام کی خوبی ہے کہ جس معاملے سے اس کا تعلق نہیں اسے چھوڑ دے۔''

**فوائد و مسائل:** ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ الموسوعة الحديثية

---

٣٩٧٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٠٥ عن ليلى به، وتابعه أبوخالد سليمان بن حيان الأحمر، النسائي في الكبرى: ٥/ ٢٣١، ح: ٨٧٥٩، وله شواهد عند البخاري، ح: ٧١٧٨، وأحمد: ٢/ ٦٩ وغيرهما، والحديث صححه البوصيري.

٣٩٧٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزهد، باب [حديث: "من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه"]، ح: ٢٣١٧ من حديث الأوزاعي به، وقال: "غريب"، وأخرجه البغوي، شرح السنة: ١٤/ ٣٢٠، ح: ٤١٣٢ بإسناد صحيح عن الأوزاعي حدثني قرة بن عبدالرحمٰن بن حيويل حدثني الزهري حدثني أبوسلمة بن عبدالرحمٰن حدثني أبوهريرة به . . . الخ، وحسنه النووي في الأربعين، وله شواهد * قرة ضعفه الجمهور.

مسند الامام احمد کے محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت شواہد کی بنا پر حسن درجے کی ہے اور محقق عصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے فاضل محقق نے بھی شرح السنہ کی روایت کو سنداً صحیح قرار دیا ہے اور امام نووی کی تحسین کو بھی نوٹ کیا ہے' نیز اس کے مزید شواہد کا بھی ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت کی ہمارے فاضل محقق کے نزدیک بھی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٣/ ٢٥٦، وصحيح سنن ابن ماجه، رقم: ٣٢٢٦، طبع مكتبة المعارف، الرياض) ② غیر متعلقہ امور میں بے جا مداخلت غلط نتائج پیدا کرتی ہے۔ ③ برے کام سے منع کرنا بے جا مداخلت میں شامل نہیں۔

## (المعجم ١٣) - بَابُ الْعُزْلَةِ (التحفة ١٣)

## باب: ١٣- (فتنوں کے دور میں لوگوں سے) الگ تھلگ رہنا

٣٩٧٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ بَعْجَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَدْرٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «خَيْرُ مَعَايِشِ النَّاسِ لَهُمْ، رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ. وَيَطِيرُ عَلَى مَتْنِهِ. كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً أَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلَيْهِ إِلَيْهَا. يَبْتَغِي الْمَوْتَ أَوِ الْقَتْلَ، مَظَانَّهُ. وَرَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ، فِي رَأْسِ شَعَفَةٍ مِنْ هٰذِهِ الشِّعَافِ، أَوْ بَطْنِ وَادٍ مِنْ هٰذِهِ الْأَوْدِيَةِ. يُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْيَقِينُ. لَيْسَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا فِي خَيْرٍ».

٣٩٧٧- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے لیے بہترین زندگی یہ ہے کہ آدمی اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے' اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر (میدانِ جنگ میں) اڑتا پھرتا ہو' جب بھی خوف زدہ کرنے والی یا پریشان کن آواز سنائی دے' وہ اس پر ادھر اُڑ جاتا ہے۔ وہ موت یا شہادت کو اس کی جگہوں میں تلاش کرتا پھرتا ہے۔ یا ایک آدمی کسی چوٹی پر یا کسی وادی میں چند بکریاں لے کر رہ رہا ہے' وہ نماز قائم کرتا ہے' زکاۃ ادا کرتا ہے اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت کرتا رہتا ہے۔ لوگوں کے ساتھ صرف نیکی کے معاملات میں تعلق رکھتا ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① جہاد کی زندگی سب سے اعلیٰ زندگی ہے۔ ② مجاہد کا مقصد اللہ کے دشمنوں سے جنگ کرنا اور کافروں سے مسلمانوں کی سرزمین کو محفوظ رکھنا ہوتا ہے۔ اسے عہدے' تمغے' انعام یا شہرت کی تمنا نہیں ہوتی۔

---

٣٩٧٧- أخرجه مسلم، الإمارة، باب فضل الجهاد والرباط، ح: ١٨٨٩ من حديث عبدالعزيز به.

③ شہادت کی تمنا کرنا اور جہاد میں اس لیے حصہ لینا کہ شہادت کی موت نصیب ہو' ایک بہت بڑی خوبی ہے۔ ④ فتنوں کے زمانے میں اپنا دین بچانے کے لیے عام آبادی سے الگ تھلگ رہائش اختیار کرنا جائز ہے لیکن یہ تنہائی اس طرح کی نہیں ہونی چاہیے جس طرح کی عیسائی راہب یا ہندو جوگی اختیار کرتے ہیں کہ انسانوں سے بالکل کٹ جاتے ہیں' بلکہ اس کا مقصد لوگوں کے برے کاموں میں شریک ہونے سے بچنا ہے، نیکی کے کاموں میں حسب طاقت شریک رہنا چاہیے۔ ⑤ نماز اور زکاۃ سب سے اہم عبادتیں ہیں' ان سے کسی بھی حال میں غفلت جائز نہیں۔

٣٩٧٨- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «رَجُلٌ مُجَاهِدٌ فِي سَبِيلِ اللهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ» قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ امْرُؤٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ، يَعْبُدُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ، وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ».

٣٩٧٨- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے' ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا: کون سا انسان افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرنے والا۔'' اس نے کہا: اس کے بعد کون سا (افضل ہے)؟ آپ نے فرمایا: ''وہ آدمی جو کسی گھاٹی میں اللہ کی عبادت کرتا ہے' لوگوں کو اپنے شر سے بچائے رکھتا ہے۔''

٣٩٧٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَكُونُ دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ. مَنْ

٣٩٧٩- حضرت حذیفہ بن یمان ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ لوگ ہوں گے جو جہنم کے دروازوں پر کھڑے ہو کر لوگوں کو (جہنم کی طرف) بلائیں گے۔ جو شخص ان کی بات مانے گا وہ اسے جہنم میں پھینک دیں گے۔'' میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمیں ان کے اوصاف (اور علامات) بتا

٣٩٧٨ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب العزلة راحة من خلاط السوء، ح: ٦٤٩٤ من حديث الزهري به، ومسلم، الإمارة، الباب السابق، ح: ١٨٨٨ من حديث يحيى بن حمزة به.

٣٩٧٩ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ٣٦٠٦/ ٧٠٨٤، ومسلم، الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن . . . الخ، ح: ١٨٤٧ من حديث الوليد به.

أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا» قُلْتُ : يَارَسُولَ اللهِ صِفْهُمْ لَنَا . قَالَ: «هُمْ قَوْمٌ مِنْ جِلْدَتِنَا ، يَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا» قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي ، إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ؟ قَالَ: «فَالْزَمْ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ. فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ ، فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا . وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ ، وَأَنْتَ كَذٰلِكَ» .

دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ’’وہ ہم ہی میں سے کچھ افراد ہوں گے اور ہماری زبانوں ہی میں بات کریں گے۔‘‘ میں نے کہا: اگر مجھے (ان کا) یہ زمانہ ملے تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ’’مسلمانوں کی اجتماعیت اور ان کے امام کے ساتھ پیوستہ رہنا۔ اگر ان کی اجتماعیت نہ ہو اور نہ کوئی (متفقہ) امام ہو تو ان سب فرقوں سے الگ رہنا اگرچہ تجھے کسی درخت کی جڑ چبانی پڑے حتی کہ تجھے اسی حال میں موت آ جائے۔‘‘

فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ کے بعد ہر دور میں ایسے افراد پیدا ہوتے رہے ہیں جو باطل کی طرف دعوت دینے والے تھے اور عام لوگ ان کی چرب زبانی سے متاثر ہو کر ان کی بات مان لیتے تھے۔ ② خارجی، معتزلہ، شیعہ اور جہمیہ وغیرہ فرقے صحابہ وتابعین کے دور میں پیدا ہوئے۔ صحابہ وتابعین نے ان کی تردید کی اور ان کے شبہات کا ازالہ کیا۔ ③ اختلاف کے اس دور میں صحیح راستہ وہی تھا جس پر صحابۂ کرام اور تابعین قائم تھے، بعد میں پیدا ہونے والے اختلافات میں بھی صحابہ وتابعین کا طرز عمل ہی قابلِ اتباع ہے۔ ④ ’’جماعت المسلمین‘‘ سے مراد وہ مسلمان ہیں جو ان فرقوں سے الگ ہیں، مثلاً: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک فرقہ ان کی محبت میں غلو کا شکار ہوا، جیسے: کیسانیہ اور دوسرے شیعہ فرقے۔ ایک فرقہ ان کی مخالفت میں حد سے بڑھ گیا، مثلاً: خارجی اور ناصبی۔ عام مسلمان ان دونوں سے الگ رہے، انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ راشد تسلیم کیا لیکن انھیں معصوم نہیں مانا، ان کے لیے اللہ کے نور میں سے نور ہونے کا عقیدہ نہیں رکھا۔ یہی عام مسلمان ’’جماعت المسلمین‘‘ (مسلمانوں کی جماعت) ہیں۔ علاوہ ازیں خروج وبغاوت کے زمانے میں خلیفۂ وقت کے ساتھ رہنا بھی اس کے مفہوم میں شامل ہے۔ ⑤ مسلمانوں کے امام سے مراد وہ حکمران اور خلیفہ ہے جو اسلامی شریعت کی روشنی میں ان کے معاملات کا انتظام کرتا اور دوسرے فرائض انجام دیتا ہے، مثلاً: اسلامی سلطنت کی سرزمین کی حفاظت، دشمن ملکوں کے خلاف جہاد، زکاۃ وغیرہ کی وصولی اور تقسیم، بیت المال کا دوسرا انتظام، مجرموں کی گرفتاری اور سزا، مسلمانوں کے جھگڑوں میں فیصلے کرنا اور اس مقصد کے لیے قاضی اور جج مقرر کرنا وغیرہ۔ ⑥ بعض لوگوں نے ’’مسلمانوں کی جماعت‘‘ کا مصداق ایک خود ساختہ جماعت کو قرار دینے کی کوشش کی ہے، حالانکہ ’’جماعۃ المسلمین‘‘ کا لفظ اسم عَلَم کے طور پر استعمال نہیں ہوا اور نہ اِمَامَهُمْ (ان کا امام) کے بجائے اِمَامَهَا (اس جماعت کا امام) فرمایا جاتا۔ جو امام مسلمانوں کا دفاع نہیں کر سکتا اور ان پر اسلامی شریعت نافذ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اس کے ساتھ پیوستگی کا حکم ناقابل فہم ہے۔ ⑦ فتنوں کے زمانے میں کسی پارٹی کے ساتھ مل کر

دوسرے مسلمانوں کے جان و مال کو نقصان پہنچانا جائز نہیں' البتہ خلیفۃ المسلمین کے ساتھ مل کر باغیوں کے خلاف جنگ کرنا اسلامی سلطنت کے دفاع اور قوت کے لیے ضروری ہے۔ ⑧ دور حاضر میں مختلف مذہبی تنظیمیں صرف تعاون علی البر کی بنیاد پر قائم ہیں۔ ان کے ساتھ وابستگی یا عدم وابستگی کا تعلق اسلام کے بنیادی احکام سے نہیں۔ ان میں سے کسی ایک جماعت یا بیک وقت متعدد جماعتوں سے تعاون درست ہے' جب تک وہ کوئی غلط کام نہ کریں۔ جو کام غلط ہو' اس میں تعاون جائز نہیں۔

٣٩٨٠- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ، وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ. يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ».

٣٩٨٠- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قریب ہے کہ مسلمان کے لیے بہترین مال بکریاں ہوں جن کو پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کی جگہوں میں (جہاں گھاس چارہ مل سکتا ہے) لیے پھرتا رہے۔ اور (اس طرح) اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لیے (فتنوں سے دور) بھاگتا پھرے۔''

فوائد و مسائل: ① جب عام لوگوں کے ساتھ رہنے میں ایمان کو خطرہ ہو تو گوشہ نشینی اختیار کرنا جائز ہے۔ ② جو شخص فتنوں میں غلط کار لوگوں کی غلطیاں واضح کرنے کے لیے اپنی زبان اور علم کا استعمال کر سکتا ہو' اس کے لیے وعظ و نصیحت اور بحث و مناظرہ کے لیے آبادی میں رہنا اور یہ خدمت سرانجام دینا افضل ہے۔

٣٩٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْخَزَّازُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ قُرْطٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَكُونُ فِتَنٌ. عَلَى أَبْوَابِهَا دُعَاةٌ إِلَى النَّارِ.

٣٩٨١- حضرت حذیفہ بن یمان ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فتنے پیدا ہوں گے ان کے دروازوں پر جہنم کی طرف بلانے والے ہوں گے۔ ان میں سے کسی کے پیچھے لگنے سے بہتر ہے کہ تو کسی درخت کی جڑ چباتا ہوا مر جائے۔''

٣٩٨٠ـ [صحيح] كذا قال ابن ماجه، والصواب عن عبدالرحمٰن بن عبدالله عن أبيه، وأخرجه البخاري، الإيمان، باب: من الدين الفرار من الفتن، ح: ١٩ وغيره.

٣٩٨١ـ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرٰى: ٥/ ١٨، ح: ٨٠٣٣ من حديث سعيد به مطولاً، وله شواهد، منها ما رواه أبوداود، ح: ٤٢٤٦، وإسناده صحيح.

فَأَنْ تَمُوتَ وَأَنْتَ عَاضٌّ عَلٰى جِذْلِ شَجَرَةٍ، خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَتْبَعَ أَحَدًا مِنْهُمْ».

٣٩٨٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَالَ: «لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ».

۳۹۸۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔''

٣٩٨٣- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ».

۳۹۸۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔''

فوائد و مسائل: ① مومن سے بعض اوقات غلطی ہوسکتی ہے لیکن غلطی واضح ہونے پر اس سے رجوع کر لینا چاہیے۔ ② جو شخص ایک بار نا قابلِ اعتماد ثابت ہو جائے دوبارہ اس پر آنکھیں بند کر کے اعتبار کر لینا درست نہیں۔

## (المعجم ١٤) - بَابُ الْوُقُوفِ عِنْدَ الشُّبُهَاتِ (التحفة ١٤)

## باب: ۱۴- مشتبہ کام کرنے سے رک جانا

٣٩٨٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا

۳۹۸۴- امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں

٣٩٨٢ـ أخرجه البخاري، الأدب، باب: لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين، ح: ٦١٣٣، ومسلم، الزهد، باب: لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين، ح: ٢٩٩٨/ ٦٣ من حديث الليث به.

٣٩٨٣ـ [صحيح] أخرجه الطيالسي، ح: ١٨١٣ عن زمعة به، وهو في المسند لأحمد: ٢/ ١١٥ من حديث زمعة * زمعة تقدم حاله، ح: ٣٢٦، والحديث السابق شاهد له.

٣٩٨٤ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب فضل من استبرأ لدينه، ح: ٥٢، ومسلم، المساقاة، باب أخذ الحلال وترك الشبهات، ح: ١٥٩٩/ ١٠٧ من حديث زكريا به.

عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَأَهْوٰى بِإِصْبَعَيْهِ إِلٰى أُذُنَيْهِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ، وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ. فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ، اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ. وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ، وَقَعَ فِي الْحَرَامِ. كَالرَّاعِي حَوْلَ الْحِمٰى، يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ. أَلَا، وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمٰى. أَلَا، وَإِنَّ حِمَى اللهِ مَحَارِمُهُ. أَلَا، وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً، إِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ. وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ. أَلَا، وَهِيَ الْقَلْبُ».

نے کہا: میں نے حضرت نعمان بن بشیر ؓ کو منبر پر اپنے کانوں کی طرف انگلیوں سے اشارہ کرکے یہ فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''حلال واضح ہے اور حرام (بھی) واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ شبہ والی چیزیں ہیں' جن سے اکثر لوگ واقف نہیں۔ تو جس نے شبہ والی چیزوں سے اجتناب کیا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا اور جو کوئی شبہ والی چیزوں میں مبتلا ہو گیا' وہ حرام میں مبتلا ہو جائے گا' جیسے ممنوعہ چراگاہ کے اردگرد بکریاں چرانے والا' ہوسکتا ہے کہ (نادانستہ طور پر) اس کے اندر (جانور) چرالے (اور اس طرح مجرم قرار پا جائے۔) خبردار! ہر بادشاہ کی ایک ممنوعہ چراگاہ ہوتی ہے (جس میں عام لوگوں کے جانوروں کا داخلہ ممنوع ہوتا ہے۔) خبردار! اللہ کی ممنوعہ چراگاہ سے مراد اللہ کی حرام کردہ چیزیں (اور کام) ہیں۔ سن لو! جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے' اگر وہ صحیح ہو تو سارا جسم صحیح ہوتا ہے' اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ سنو! وہ دل ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① کھانے پینے کی چیزیں ہوں یا روزمرہ کے اعمال' ان میں کچھ واضح طور پر حلال ہیں جن میں کوئی شک نہیں' مثلاً: روٹی' شہد' اللہ کا نام لے کر ذبح کیے ہوئے حلال جانور کا گوشت' جائز ضرورت کے لیے کہیں آنا جانا اور کسی سے بات چیت کرنا وغیرہ۔ کچھ چیزیں اور کام واضح طور پر حرام ہیں' مثلاً: خنزیر کا گوشت' شراب' مردار' جھوٹ بولنا' چوری کرنا اور زنا کرنا وغیرہ۔ بعض چیزیں اور کام ایسے ہیں جن کا حلال یا حرام ہونا واضح نہیں۔ عام لوگ ان مسائل سے واقف نہیں ہوتے۔ علماء ان کا حکم قرآن وحدیث کے الفاظ کے اشارات و اقتضاء سے یا قیاس وغیرہ سے معلوم کرتے ہیں۔ ② جس چیز کے بارے میں معلوم نہ ہو' مسئلہ پوچھنے سے پہلے بھی اس سے پرہیز کرنا بہتر ہے کیونکہ ہوسکتا ہے معاملے کی ایک صورت جائز اور ایک ناجائز

ہو۔ مسئلہ معلوم ہو جانے کے بعد صحیح اور راجح موقف کے مطابق عمل کیا جائے۔ ③ مشکوک چیز پر عمل کرنے سے گناہ کا اندیشہ تو ہوتا ہی ہے' عوام بھی بدظن ہوتے ہیں۔ انسان کو بلاوجہ ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس سے وہ بدنام ہو جائے۔ ④ جس کام سے ممنوع کام تک نوبت پہنچنے کا خطرہ ہو اس سے بھی پرہیز کرنا ضروری ہے' جیسے غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں ملنا' اگرچہ پردہ کی پابندی کے ساتھ ہو' اس سے خطرہ ہے کہ شیطان گناہ کی خواہش پیدا کر دے اور دونوں افراد کبیرہ گناہ میں ملوث ہو جائیں۔ ⑤ مثال دے کر سمجھانے سے مسئلہ اچھی طرح سمجھ میں آ جاتا ہے اور سننے والا اس پر اطمینان اور دل کی آمادگی کے ساتھ عمل کر سکتا ہے۔ ⑥ دل کی اصلاح بہت ضروری ہے تاکہ اخلاص' یقین اور اللہ کی محبت وغیرہ جیسی صفات حاصل ہوں۔ ان کی وجہ سے نیکی پر عمل کرنا اور گناہ سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔

**٣٩٨٥ - حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ، كَهِجْرَةٍ إِلَيَّ».**

۳۹۸۵- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قتل و غارت (اور فتنوں کے ایام) کے دوران میں عبادت کرنا ایسے ہے جیسے میری طرف ہجرت کرنا۔''

**فوائد و مسائل:** ① فتنہ و فساد کے ایام میں فتنوں میں شمولیت سے بہتر ہے کہ ان سے الگ تھلگ رہا جائے۔ اس کے لیے بہتر طریقہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ وقت عبادت میں گزارا جائے۔ ② رہبانیت ممنوع ہے لیکن فتنوں کے ایام میں گوشہ نشینی رہبانیت میں شامل نہیں کیونکہ رہبانیت کا مطلب ہے کہ عوام سے جائز میل جول سے بھی اجتناب کیا جائے اور عبادت میں اس طرح کی سختی کی جائے جو سنت کے خلاف ہے جب کہ اس گوشہ نشینی کا مقصد اپنے آپ کو قتل و غارت اور فساد میں ملوث ہونے سے محفوظ رکھنا ہے۔ اس دوران میں مسنون نفلی عبادات میں اس حد تک مشغول ہوا جا سکتا ہے کہ اپنی ذات اور بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے کے علاوہ کسی اور مشکوک سرگرمی میں حصہ نہ لیا جا سکے۔ ③ ہجرت میں وطن چھوڑا جاتا ہے اور گوشہ نشینی میں اہل وطن کی برائیوں اور شرارتوں سے دامن بچانے کے لیے ان سے تعلق محدود کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ دونوں عمل مشابہ ہیں اور ان دونوں کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے۔

## (المعجم ١٥) - بَابٌ: بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا (التحفة ١٥)

## باب: ۱۵- اسلام شروع میں اجنبی تھا

---

**٣٩٨٥**ـ أخرجه مسلم، الفتن، باب فضل العبادة في الهرج، ح: ٢٩٤٨/ ١٣٠ من حديث المعلى بن زياد به.

٣٩٨٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَ يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ، وَ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا، وَسَيَعُودُ غَرِيبًا. فَطُوبٰى لِلْغُرَبَاءِ».

٣٩٨٦- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام شروع میں اجنبی تھا' اور وہ دوبارہ اجنبی ہو جائے گا' اس لیے اجنبیوں کو مبارک ہو۔''

فوائد ومسائل: ① ''غریب'' اجنبی اور بے وطن کو کہتے ہیں۔ شروع میں اسلام کی یہ کیفیت تھی کہ اسے کوئی جانتا نہ تھا۔ معاشرہ اسے قبول کرنے پر تیار نہ تھا۔ آہستہ آہستہ لوگ اسے سمجھتے اور قبول کرتے گئے حتی کہ ہر طرف اسلام کا بول بالا ہو گیا اور کفر و شرک ختم ہو گیا۔ ② خلفائے راشدین کے دور کے بعد اسلام میں بدعات کا ظہور ہوا' بعد کے ادوار میں مسلمانوں نے غیر مسلموں کے رسم و رواج اور خیالات اپنا لیے۔ اس طرح اصل اسلام چند لوگوں تک محدود ہو کر رہ گیا۔ اکثریت نے خود ساختہ رسم و رواج اور غلط عقائد و اعمال ہی کو صحیح اسلام سمجھ لیا۔ ③ جن اجنبیوں کو مبارک باد دی گئی ہے' ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو بدعات کی کثرت میں سنت پر عمل پیرا رہیں' غلط عقائد مشہور ہونے پر صحیح عقیدے پر قائم رہیں اور اخلاقی انحطاط کے دور میں صحیح اسلامی اخلاق کو اختیار کریں۔ ④ حق و باطل کا دار و مدار کسی نام کو اختیار کرنے پر نہیں بلکہ قرآن و حدیث کی موافقت اور مخالفت پر ہے۔

٣٩٨٧- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سِنَانِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا،

٣٩٨٧- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام شروع میں اجنبی تھا' اور وہ دوبارہ اجنبی ہو جائے گا' اس لیے اجنبیوں کو مبارک ہو۔''

---

٣٩٨٦- أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان أن الإسلام بدأ غريبًا وسيعود غريبًا ... الخ، ح: ١٤٥/ ٢٣٢ من حديث مروان الفزاري به.

٣٩٨٧- [إسناده حسن] أخرجه الطحاوي في مشكل الآثار: ١/ ٢٩٨ من حديث الليث بن سعد عن يزيد به، وحسنه البوصيري، وللحديث شواهد كثيرة.

وَسَيَعُودُ غَرِيبًا . فَطُوبٰى لِلْغُرَبَاءِ».

**٣٩٨٨- حَدَّثَنَا** سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا، وَسَيَعُودُ غَرِيبًا. فَطُوبٰى لِلْغُرَبَاءِ».

قَالَ: قِيلَ: وَمَنِ الْغُرَبَاءُ؟ قَالَ: النُّزَّاعُ مِنَ الْقَبَائِلِ.

**٣٩٨٨-** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام اجنبی کے طور پر شروع ہوا' اور وہ دوبارہ اجنبی ہو جائے گا۔ تو اجنبیوں کو مبارک ہو۔''

عرض کیا گیا: اجنبی (غرباء) کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''قبائل سے الگ ہونے والے۔''

## (المعجم ١٦) - بَابُ مَنْ تُرْجٰى لَهُ السَّلَامَةُ مِنَ الْفِتَنِ (التحفة ١٦)

## باب: ١٦- فتنوں سے جن لوگوں کے سلامت رہنے کی امید ہے

**٣٩٨٩- حَدَّثَنَا** حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ خَرَجَ يَوْمًا إِلَى مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَوَجَدَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ يَبْكِي. فَقَالَ: مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: يُبْكِينِي

**٣٩٨٩-** حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ ایک دن مسجد نبوی میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی قبر مبارک کے پاس بیٹھے رو رہے ہیں۔ انھوں نے کہا: آپ کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ سے سنے ہوئے ایک ارشاد کی وجہ سے رونا آ رہا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے

---

**٣٩٨٨ـ [صحيح]** أخرجه الترمذي، الإيمان، باب ماجاء أن الإسلام بدأ غريبًا وسيعود غريبًا، ح: ٢٦٢٩ من حديث حفص به، وقال: "حسن غريب صحيح"، ورواه أبوخالد سليمان بن حيان عن الأعمش به، وصححه البغوي في شرح السنة: ١/ ١١٨، ولم أجد تصريح سماع الأعمش وأبي إسحاق، والحديث السابق والذي قبله يغنيان عنه.

**٣٩٨٩ـ [ضعيف]** أخرجه الحاكم: ٤/ ٣٢٨ من حديث عيسى الزرقي به، وقال: "صحيح"، ووافقه الذهبي * وعيسٰى متروك (تقريب)، ولبعض الحديث شواهد صحيحة، وعند الحاكم: ٢/ ٣١٧ رواية معللة.

شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ يَسِيرَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ. وَإِنَّ مَنْ عَادٰى لِلّٰهِ وَلِيًّا، فَقَدْ بَارَزَ اللهَ بِالْمُحَارَبَةِ. إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْأَبْرَارَ الْأَتْقِيَاءَ الْأَخْفِيَاءَ، الَّذِينَ، إِذَا غَابُوا، لَمْ يُفْتَقَدُوا. وَإِنْ حَضَرُوا، لَمْ يُدْعَوْا وَلَمْ يُعْرَفُوا. قُلُوبُهُمْ مَصَابِيحُ الْهُدٰى. يَخْرُجُونَ مِنْ كُلِّ غَبْرَاءَ مُظْلِمَةٍ».

تھے: ''تھوڑا سا دکھاوا بھی شرک ہے۔ اور جو کوئی اللہ کے کسی دوست سے دشمنی رکھتا ہے' وہ (گویا) اللہ تعالیٰ کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو وہ گمنام متقی نیک لوگ پسند ہیں جو غیر حاضر ہوں تو انھیں تلاش نہیں کیا جاتا' اگر موجود ہوں تو انھیں بلایا نہیں جاتا' نہ انھیں پہچانا جاتا ہے۔ ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں۔ وہ ہر ایک غبار آلود تاریک فتنے سے نکل جاتے ہیں (اور فتنوں سے متاثر ہو کر گمراہ نہیں ہوتے۔)''

٣٩٩٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ [عُمَرَ] قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «النَّاسُ كَإِبِلٍ مِائَةٍ، لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيهَا رَاحِلَةً».

۳۹۹۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کی مثال ان سو اونٹوں کی سی ہے جن میں سے ایک بھی سواری کے قابل نہ ملے۔''



فوائد و مسائل: ① صاحب کمال لوگ تعداد میں بہت کم ہوتے ہیں۔ ② عوام میں زیادہ تر لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کسی اہم ذمہ داری کو اٹھانے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ اگر کامل اہلیت والا فرد نہ ملے تو ناقص اہلیت والے ہی سے کام چلانا چاہیے' تاہم ان کی مناسب رہنمائی اور ان کے کام کی مناسب نگرانی ضروری ہے۔ ③ مربی تربیت میں محنت کرے اور اس کا مطلوب نتیجہ نہ نکلے تو ضروری نہیں کہ تربیت میں نقص ہو۔ بعض اوقات تربیت پانے والوں کے نقص کی وجہ سے مطلوب نتائج حاصل نہیں ہوتے۔

## (المعجم ١٧) - بَابُ افْتِرَاقِ الْأُمَمِ (التحفة ١٧)

## باب: ۱۷- امتوں کا فرقوں میں تقسیم ہونا

٣٩٩١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۹۹۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

٣٩٩٠ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٧٠، ١٢٣، ١٣٩ من حديث زيد به، وثبت سماع زيد من ابن عمر، ولم يكن مدلسًا على الراجح، ولحديثه شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما من حديث الزهري عن سالم عن أبيه.

٣٩٩١ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، السنة، باب شرح السنة، ح: ٤٥٩٦ من حديث محمد بن عمرو به، وقال

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَفَرَّقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً. وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی اکہتر (۷۱) فرقوں میں تقسیم ہوئے۔ اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔''

**٣٩٩٢- حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «افْتَرَقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً. فَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ، وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ. وَافْتَرَقَتِ النَّصَارَى عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً. فَإِحْدَى وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ، وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتَفْتَرِقَنَّ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً. وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ» قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ مَنْ هُمْ؟ قَالَ: «الْجَمَاعَةُ».

**۳۹۹۲-** حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے۔ (ان میں سے) ایک فرقہ جنتی تھا اور ستر جہنمی۔ عیسائی بہتر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہوئے۔ (ان میں سے) اکہتر جہنمی تھے اور ایک جنتی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! میری امت ضرور تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ (ان میں سے) ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور بہتر جہنم میں۔'' عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ''جماعت۔''

**٣٩٩٣- حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

**۳۹۹۳-** حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

---

◄◄ الترمذي 'حسن صحيح'، ح: ٢٦٤٠، وصححه ابن حبان، ح: ١٨٣٤، والحاكم: ١/ ١٢٨ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

**٣٩٩٢ـ [إسناده حسن]** أخرجه الطبراني: ١٨/ ٧٠، وابن أبي عاصم في السنة: ١/ ٣٢، ح: ٦٣ وغيرهما من حديث عباد به.

**٣٩٩٣ـ [صحيح]** أخرجه الخطيب في شرف أصحاب الحديث، ص: ٢٤، ح: ٤١ من حديث الوليد عن أبي عمرو الأوزاعي به، وصححه البوصيري * قتادة عنعن، وتابعه سعيد بن أبي هلال وزيد بن أسلم وغيرهما كما ذكرته في تخريج النهاية، ح: ٤٨.

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ افْتَرَقَتْ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً. وَإِنَّ أُمَّتِي سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً. كُلُّهَا فِي النَّارِ، إِلَّا وَاحِدَةً. وَهِيَ الْجَمَاعَةُ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل اکہتر (۷۱) فرقوں میں تقسیم ہوئے اور میری امت بہتر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ایک کے سوا وہ سب فرقے جہنم میں جائیں گے اور وہ جماعت ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① نبی ﷺ نے مستقبل میں پیش آنے والے جن جن واقعات کی جس جس طرح خبر دی۔ وہ اسی طرح پیش آئے۔ یہ رسول اکرم ﷺ کی نبوت اور صداقت کی دلیل ہے۔ ② فرقوں میں تقسیم ہونے کے بارے میں اس لیے بتایا گیا ہے کہ مسلمان ان اختلافات میں صحیح طرز عمل اختیار کرنے کی کوشش کریں۔ ③ نصاریٰ اور مسلمانوں میں اختلاف کی اصل وجہ خواہشات نفس کی پیروی اور تعصب ہے۔ اور یہ جرائم جہنم میں لے جانے والے ہیں۔ ④ مسلمانوں کی اصل ''جماعت'' وہ ہے جو صحابۂ کرام ﷺ کے طریقے پر چلی آ رہی ہے۔ اس جماعت سے لوگ الگ ہو کر مختلف فرقوں کی شکل اختیار کر گئے لیکن اصل ''جماعت'' بھی قائم ہے۔ مسلمانوں کو اسی ''جماعت'' کے ساتھ رہنے اور ان کی پیروی کرنے کا حکم ہے۔ ⑤ جماعت سے الگ ہونے والے خواہش نفس یا غلط تاویلات کی وجہ سے الگ ہوئے۔ جو لوگ ان فرقوں میں شامل نہیں ہوئے وہ قرآن و حدیث پر قائم رہے۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔ ⑥ نجات کا دارومدار اپنی پارٹی کا کوئی خاص نام رکھ لینے پر نہیں بلکہ قرآن و سنت کے مطابق عمل کرنے پر ہے۔ عاملین کتاب و سنت مختلف زمانوں اور علاقوں میں مختلف ناموں سے مشہور ہو جائیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ الگ الگ فرقے بن گئے ہیں بلکہ وہ سب تنظیمیں یا جماعتیں ''الجماعۃ'' میں شامل ہیں۔



٣٩٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَتَتَّبِعُنَّ سُنَّةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، بَاعًا بِبَاعٍ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ،

۳۹۹۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ پہلوں کے طریقے کی (پوری طرح) پیروی کرو گے' جیسے باع باع کے برابر' ہاتھ ہاتھ کے برابر' اور بالشت بالشت کے برابر ہوتی ہے حتی کہ اگر وہ کسی سانڈے کے بل میں گھسے

٣٩٩٤_ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٥٠ عن يزيد به، وصححه البوصيري، والحاكم: ١/ ٣٧ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وللحديث طرق أخرى عند البخاري ومسلم وغيرهما.

وَشِبْرًا بِشِبْرٍ. حَتّٰى لَوْ دَخَلُوا فِي جُحْرِ ضَبٍّ، لَدَخَلْتُمْ فِيهِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى؟ قَالَ: «فَمَنْ، إِذًا؟».

ہوں گے تو تم بھی ضرور اس میں گھسو گے۔'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا یہود یوں اور عیسائیوں کی (پیروی کریں گے؟) آپ نے فرمایا: ''اور کن کی؟''

**فوائد و مسائل:** ① یہود و نصاریٰ کے رسم و رواج کی پیروی کرنا گمراہی کا باعث ہے۔ ② یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں کے تہواروں میں شریک ہونا ان کی محبت پیدا کرتا ہے جس کے نتیجے میں ان کا مذہب بھی اچھا محسوس ہونے لگتا ہے۔ جب اسلام کے مقابلے میں کفر کے طور طریقے اچھے لگنے لگیں تو پھر نام نہاد ایمان کا باقی رہنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ ③ ''باع'' سے مراد وہ فاصلہ ہے جو دونوں ہاتھوں کے سروں کے درمیان اس وقت ہوتا ہے جب دونوں بازو مخالف سمتوں میں دائیں بائیں پھیلا لیے جائیں۔ ''ہاتھ'' (ذراع) سے مراد ہاتھ کی انگلیوں سے کہنی تک کا فاصلہ ہے۔ ④ سانڈے کے بل میں گھسنے کی کوشش کرنا ایک نامعقول حرکت ہے لیکن یہود و نصاریٰ کی پیروی میں مسلمان یہ بھی نہیں دیکھیں گے کہ یہ کام یا سوچ درست بھی ہے یا نہیں بغیر سوچے سمجھے اس کی پیروی شروع کر دیں گے۔ ⑤ اس پیش گوئی پر عمل کی موجودہ دور میں متعدد مثالیں ہیں جیسے آج سے چند سال قبل جب ''سوشلزم'' کا تصور نیا نیا سامنے آیا تو مسلمانوں میں سے بعض لوگوں نے قرآن وحدیث کی نصوص کی اس انداز سے تاویل شروع کر دی کہ جس سے سوشلزم کا اسلام میں شامل ہونا ثابت کیا جا سکے۔ جب روس نے سوشلزم کے اس تصور کو چھوڑ دیا تو انھی لوگوں نے قرآن مجید سے مغربی جمہوریت اور مادر پدر آزادی کے حق میں ''دلائل'' تلاش کرنے شروع کر دیے۔ اسی طرح مغرب کی تہذیبی و ثقافتی یلغار ہے جس کا مسلمانوں کی نسل نو بڑی تیزی سے شکار ہوتی جا رہی ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ.

## (المعجم ١٨) - بَابُ فِتْنَةِ الْمَالِ (التحفة ١٨)

## باب: ١٨- مال کا فتنہ

٣٩٩٥- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَخَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ: «لَا. وَاللهِ مَا أَخْشٰى عَلَيْكُمْ، أَيُّهَا النَّاسُ إِلَّا مَا يُخْرِجُ

٣٩٩٥- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: ''لوگو، قسم ہے اللہ کی! مجھے تمھارے بارے میں صرف دنیا کی زینت (اور مال و دولت) سے خطرہ ہے جو اللہ تعالیٰ تمھیں عطا فرمائے گا۔'' ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! کیا خیر سے بھی شر حاصل ہو جاتا

---

٣٩٩٥ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب التحذير من الاغترار بزينة الدنيا وما يبسط منها، ح: ١٠٥٢/ ١٢١ من حديث الليث به.

اللهُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا» فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ أَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: «كَيْفَ قُلْتَ؟» قَالَ: قُلْتُ: وَهَلْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ، أَوَ خَيْرٌ هُوَ؟ إِنَّ كُلَّ مَا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ، إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ. أَكَلَتْ، حَتَّى إِذَا امْتَلأَتْ امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا، اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ، فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ اجْتَرَّتْ، فَعَادَتْ، فَأَكَلَتْ، فَمَنْ يَأْخُذُ مَالًا بِحَقِّهِ، يُبَارَكُ لَهُ. وَمَنْ يَأْخُذُ مَالًا بِغَيْرِ حَقِّهِ، فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ».

ہے؟ رسول اللہ ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے' پھر فرمایا: ''تم نے کیا سوال کیا؟'' اس نے کہا: میں نے کہا تھا: کیا خیر سے بھی شر حاصل ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خیر (حلال مال) سے خیر ہی حاصل ہوتا ہے' کیا وہ خیر ہے؟ (دنیا کا ہر مال خیر نہیں ہوتا۔) موسم بہار میں جو سبزہ اگتا ہے اس سے جانور اپھارے کا شکار ہو کر مر جاتا ہے یا مرنے کے قریب ہو جاتا ہے' مگر وہ چرنے والا جانور (بچ جاتا ہے) جو کھاتا ہے' پھر جب اس کی کوکھیں بھر جاتی ہیں تو دھوپ کی طرف منہ کر کے گوبر اور پیشاب کرتا ہے' پھر جگالی کرتا ہے۔ اس کے بعد دوبارہ کھانے لگتا ہے۔ جو شخص جائز طریقے سے مال حاصل کرتا ہے اسے اس میں برکت حاصل ہوتی ہے۔ اور جو شخص ناجائز طریقے سے مال حاصل کرتا ہے اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی کھاتا رہتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔''



**فوائد و مسائل:** ① مال و دولت کی حرص انسان کے دین کے لیے خطرناک ہے۔ ② مال اللہ کی نعمت ہے' اس لیے حلال طریقے سے حاصل کرنا منع نہیں۔ ③ حلال کمائی سے حاصل ہونے والا مال بھی خرچ نہ کرنا بلکہ سمیٹ سمیٹ کر رکھنا نقصان دہ ہے۔ ④ گھاس اور سبزہ جانور کے لیے مفید ہے بشرطیکہ پہلا کھایا ہوا ہضم ہونے کے بعد اور کھائے۔ اگر مسلسل کھاتا جائے گا تو نقصان اٹھائے گا۔ اسی طرح مال مفید چیز ہے بشرطیکہ اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ بھی کیا جائے۔ ⑤ مثال دے کر سمجھانے سے بات زیادہ اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے۔

٣٩٩٦- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِيُّ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ بَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ

۳۹۹۶- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم فارس اور روم (کی سلطنتوں) کے خزانے فتح کر لو گے تو تمھاری

---

**٣٩٩٦ـ** أخرجه مسلم، الزهد والرقاق، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٦٢/٧ عن عمرو بن سواد به.

حَدَّثَهُ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ رَبَاحٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِذَا فُتِحَتْ عَلَيْكُمْ خَزَائِنُ فَارِسَ وَالرُّومِ، أَيُّ قَوْمٍ أَنْتُمْ؟» قَالَ: عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ: نَقُولُ كَمَا أَمَرَنَا اللهُ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَ غَيْرَ ذٰلِكَ. تَتَنَافَسُونَ، ثُمَّ تَتَحَاسَدُونَ، ثُمَّ تَتَدَابَرُونَ، ثُمَّ تَتَبَاغَضُونَ. أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ. ثُمَّ تَنْطَلِقُونَ فِي مَسَاكِينِ الْمُهَاجِرِينَ، فَتَجْعَلُونَ بَعْضَهُمْ عَلٰى رِقَابِ بَعْضٍ».

کیا حالت ہوگی؟'' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم وہی کچھ (شکر کے کلمات) کہیں گے (اور شکر والے عمل کریں گے) جن کا اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یا دوسری بات ہوگی۔ تم ایک دوسرے پر رشک کرو گے' پھر ایک دوسرے سے حسد کرو گے' پھر ایک دوسرے سے منہ پھیرو گے' پھر ایک دوسرے سے ناراض رہنے لگو گے۔ یا اس طرح کا کوئی اور لفظ فرمایا۔ پھر تم غریب مہاجرین میں جاؤ گے اور انھیں ایک دوسرے کی گردنوں پر لاد دو گے۔''

**فوائد و مسائل:** ① رشک سے یہاں دنیا کے مال کی طرف مسابقت مراد ہے۔ کسی نعمت کے بارے میں یہ خواہش کہ وہ مجھے ملے' دوسرے کو نہ ملے' ناجائز رشک ہے۔ اس قسم کا رشک حسد تک لے جاتا ہے جو ناپسندیدہ ہے۔ جائز رشک کا مطلب یہ خواہش ہے کہ جیسی نعمت کسی کو ملی ہے ویسی مجھے بھی ملے۔ یہ رشک جائز ہے۔ ② حسد کے نتیجے میں تعلقات کشیدہ ہوتے ہیں اور دشمنی تک نوبت جا پہنچتی ہے۔ یہ سب عادتیں مذموم ہیں۔ ③ آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ دولت مند افراد تنگ دست افراد پر سختی کریں گے اور رعب جمائیں گے۔ یہ صفات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں نہیں تھیں' بعد والوں میں ایسے افراد ظاہر ہوئے جن میں ایسی خصلتیں موجود تھیں۔



٣٩٩٧- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى الْمِصْرِيُّ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَهُوَ حَلِيفُ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ

٣٩٩٧- حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے..... وہ بنو عامر بن لؤی کے حلیف تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے...... انھوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین روانہ فرمایا تاکہ وہاں (کے لوگوں) کا جزیہ لے کر آئیں۔ نبی ﷺ نے بحرین

٣٩٩٧ـ أخرجه البخاري، الجزية والموادعة، باب الجزية والموادعة مع أهل الذمة والحرب، ح: ٣١٥٨، ٤٠١٥، ٦٤٢٥ من حديث ابن شهاب الزهري به، ومسلم، الزهد، الباب السابق، ح: ٢٩٦١ من حديث ابن وهب به.

ﷺ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ، إِلَى الْبَحْرَيْنِ، يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا. وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ، هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ. فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ. فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ. فَوَافَوْا صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ، انْصَرَفَ. فَتَعَرَّضُوا لَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، حِينَ رَآهُمْ، ثُمَّ قَالَ: «أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدِمَ بِشَيْءٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ؟» قَالُوا: أَجَلْ. يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: «أَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ. فَوَاللهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ. وَلٰكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ، كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ. فَتَنَافَسُوهَا[كَمَا تَنَافَسُوهَا]. فَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ».

والوں سے صلح کی تھی اور ان پر حضرت علاء بن حضرمی ؓ کو امیر مقرر فرمایا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ ؓ بحرین سے مال لے کر آئے۔ انصار کو حضرت ابوعبیدہ ؓ کی آمد کا علم ہوا تو انھوں نے فجر کی نماز (مسجد نبوی میں) رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں ادا کی۔ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو وہ لوگ آپ کے سامنے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں دیکھا تو مسکرا دیئے پھر فرمایا: ''میرا خیال ہے' تم نے سنا ہے کہ ابوعبیدہ بحرین سے کچھ لائے ہیں؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں' اللہ کے رسول! آپ فرمایا: ''خوش ہو جاؤ اور خوشی والی چیزوں کی امید رکھو۔ قسم ہے اللہ کی! مجھے تم پر فقر کا اندیشہ نہیں۔ مجھے تو یہ خطرہ ہے کہ دنیا تم پر اسی طرح فراخ ہو جائے گی جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر ہوئی تھی' پھر تم اس کے لیے ایک دوسرے پر رشک (اور مسابقت) کرو گے جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے کیا' تو یہ (دنیا) تمھیں تباہ کر دے گی جس طرح اس نے تم سے پہلے لوگوں کو تباہ کر دیا تھا۔''

فوائد ومسائل: دولت ایک آزمائش ہے۔ اس کی حرص کی وجہ سے ظلم اور گناہ کا ارتکاب ہوتا ہے۔ ② مال حلال طریقے سے حاصل ہو اور اس پر قناعت کی جائے تو برا نہیں۔

## (المعجم ١٩) - بَابُ فِتْنَةِ النِّسَاءِ (التحفة ١٩)

## باب:١٩-عورتوں کا فتنہ

٣٩٩٨- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ

٣٩٩٨- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنے بعد مردوں

٣٩٩٨_ أخرجه البخاري، النكاح، باب ما يتقى من شؤم المرأة . . . الخ، ح: ٥٠٩٦، ومسلم، الذكر والدعاء، باب أكثر أهل الجنة الفقراء، وأكثر أهل النار النساء، وبيان الفتنة بالنساء، ح: ٢٧٤٠/ ٩٧ من حديث سلمان التيمي به.

عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ. ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَدَعُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ، مِنَ النِّسَاءِ».

کے لیے عورتوں سے بڑا کوئی فتنہ نہیں چھوڑتا۔''

**فوائد و مسائل:** ① مرد اور عورت کا تعلق ایک فطری تعلق ہے لیکن شریعت نے اس کے لیے کچھ اصول وقواعد مقرر کیے ہیں۔ مرد جذبات سے مغلوب ہو کر یہ اصول توڑ دیتا ہے' اس لیے مرد کے لیے یہ چیز ایک آزمائش ہے۔ ② اس آزمائش میں پورا اترنے کے لیے ضروری ہے کہ عورت سے تعلق جائز شرعی طریقے سے (نکاح کے ذریعے سے) قائم کیا جائے۔ ③ بعض دفعہ مرد بیوی کو خوش کرنے کے لیے ماں باپ کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی کرتا ہے یا رشتے داروں سے تعلقات خراب کر لیتا ہے' یا بیوی کی فرمائش پوری کرنے کے لیے حرام طریقے سے مال حاصل کرتا ہے۔ مومن کو چاہیے کہ ان معاملات میں احتیاط سے کام لے تاکہ بیوی کو خوش کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کر بیٹھے۔ ④ عورت کے لیے مرد بھی اسی طرح آزمائش ہے۔ خاوند کو خوش کرنے کے لیے اللہ کی نافرمانی کرنا اس آزمائش میں ناکامی ہے۔

**٣٩٩٩-** حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ مُصْعَبٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ صَبَاحٍ إِلَّا وَمَلَكَانِ يُنَادِيَانِ: وَيْلٌ لِلرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ. وَوَيْلٌ لِلنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ».

**٣٩٩٩-** حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر صبح دو فرشتے اعلان کرتے ہیں: مردوں کے لیے عورتوں کی وجہ سے ہلاکت ہے۔ اور عورتوں کے لیے مردوں کی وجہ سے ہلاکت ہے۔''

**٤٠٠٠-** حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى

**٤٠٠٠-** حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

---

**٣٩٩٩ـ [إسناده ضعيف جدًا]** أخرجه الحاكم: ٢/ ١٥٩ من حديث وكيع به، وقال: "صحيح الإسناد" ورده الذهبي بقوله "خارجة واهٍ" وقال عنه الحافظ: "متروك وكان يدلس عن الكذابين" (تقريب).

**٤٠٠٠ـ [صحيح]** أخرجه الترمذي كما تقدم، ح: ٢٨٧٣، وله شاهد في صحيح مسلم، ح: ٢٧٤٢ من حديث أبي ◀◀

اللَّيْثِيُّ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ خَطِيبًا. فَكَانَ فِيمَا قَالَ : «إِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، وَإِنَّ اللهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا، فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُونَ. أَلَا، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا، وَاتَّقُوا النِّسَاءَ».

رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ اس میں آپ نے یہ بھی فرمایا: ''یہ دنیا سرسبز اور میٹھی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمھیں اس میں (دوسروں کا) خلیفہ بنا کر یہ دیکھے گا کہ تم لوگ کیسے عمل کرتے ہو۔ خبردار! دنیا (کے شر) سے بچو اور عورتوں (کی وجہ سے گمراہ ہونے) سے بچو۔''

٤٠٠١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ، إِذْ دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ مُزَيْنَةَ تَرْفُلُ فِي زِينَةٍ لَهَا فِي الْمَسْجِدِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : «يَا أَيُّهَا النَّاسُ انْهَوْا نِسَاءَكُمْ عَنْ لُبْسِ الزِّينَةِ وَالتَّبَخْتُرِ فِي الْمَسْجِدِ. فَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَمْ يُلْعَنُوا، حَتَّى لَبِسَ نِسَاؤُهُمُ الزِّينَةَ، وَتَبَخْتَرْنَ فِي الْمَسَاجِدِ».

۴۰۰۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھے تھے کہ قبیلۂ مزینہ کی ایک عورت زینت والا لباس پہنے اتراتی ہوئی مسجد میں آئی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! اپنی عورتوں کو مسجد میں زینت والا لباس پہننے اور تفاخر والی چال چلنے سے منع کرو۔ بنی اسرائیل پر اسی وقت لعنت کی گئی تھی جب ان کی عورتوں نے زینت والا لباس پہنا اور مسجدوں میں فخر سے چلنے لگیں۔''

٤٠٠٢ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ

۴۰۰۲- حضرت ابورہم ؓ کے آزاد کردہ حضرت عبید (بن کثیر ؒ) سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ

---

◄◄ سلمة عن أبي نضرة به.

٤٠٠١ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف، داود بن مدرك لا يعرف وموسى بن عبيدة (تقدم، ح: ٢٥١) ضعيف".

٤٠٠٢ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الترجل، باب في طيب المرأة للخروج، ح: ٤١٧٤ من حديث سفيان به * عاصم ضعيف، وتابعه عبدالرحمٰن بن الحارث بن أبي عبيد عند البيهقي: ٣/ ١٣٣، ١٣٤.

مَوْلٰى أَبِي رُهْمٍ [وَ] اسْمُهُ عُبَيْدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ لَقِيَ امْرَأَةً مُتَطَيِّبَةً، تُرِيدُ الْمَسْجِدَ. فَقَالَ: يَا أَمَةَ الْجَبَّارِ أَيْنَ تُرِيدِينَ؟ قَالَتِ: الْمَسْجِدَ. قَالَ: وَلَهُ تَطَيَّبْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ، ثُمَّ خَرَجَتْ إِلَى الْمَسْجِدِ، لَمْ تُقْبَلْ لَهَا صَلَاةٌ، حَتّٰى تَغْتَسِلَ».
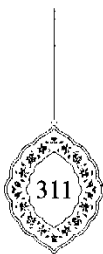
ؓ کو ایک عورت ملی جس نے خوشبو لگا رکھی تھی اور مسجد کی طرف جا رہی تھی۔ ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا: جبار کی بندی! کہاں جا رہی ہو؟ اس نے کہا: مسجد میں۔ فرمایا: اسی لیے خوشبو لگائی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جو عورت خوشبو لگا کر مسجد کی طرف چلے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک غسل نہ کر لے۔''

**فوائد و مسائل:** ① عورت کو گھر سے نکلتے وقت خوشبو استعمال کرنا منع ہے۔ ② عورت کے لیے نماز باجماعت کے لیے مسجد میں جانا جائز ہے بشرطیکہ زیب و زینت کر کے نہ نکلے بلکہ سادہ لباس میں پردے اور دیگر شرعی آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے جائے۔ ③ بزرگ شخصیت کے لیے جائز ہے کہ اجنبی عورت کو غلطی پر تنبیہ کرے بشرطیکہ اس سے کوئی غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو جس سے نیک آدمی کی عزت کو خطرہ لاحق ہو جائے۔ ④ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے اس عورت کو اللہ کا خوف دلانے کے لیے ''اللہ کی بندی'' کی بجائے ''جبار کی بندی'' کہہ کر مخاطب فرمایا تھا۔ اس میں ڈانٹ کا پہلو بھی شامل تھا۔



٤٠٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ مِنَ الِاسْتِغْفَارِ. فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ». فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ، جَزْلَةٌ: وَمَا لَنَا، يَا رَسُولَ اللهِ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ: «تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ. مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَغْلَبَ لِذِي لُبٍّ

۴۰۰۳- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو اور کثرت سے استغفار کیا کرو۔ میں نے جہنم میں تمھاری تعداد سب سے زیادہ دیکھی ہے۔'' ایک عقل مند خاتون نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس کی کیا وجہ ہے کہ جہنم میں ہماری تعداد زیادہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تم (گالی گلوچ اور) لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور رفیق حیات کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے نہیں دیکھا کہ عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود کوئی چیز

٤٠٠٣ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان نقصان الإيمان بنقص الطاعات، وبيان إطلاق لفظ الكفر . . . الخ، ح: ٧٩/ ١٣٢ عن ابن رمح به.

مِنْكُنَّ». قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ وَمَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّينِ؟ قَالَ: «أَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ، فَهٰذَا مِنْ نُقْصَانِ الْعَقْلِ، وَتَمْكُثُ اللَّيَالِيَ مَاتُصَلِّي، وَتُفْطِرُ فِي رَمَضَانَ، فَهٰذَا مِنْ نُقْصَانِ الدِّينِ».

عقل مند آدمی پر تم سے زیادہ غالب آتی ہو۔'' اس نے کہا: اللہ کے رسول! عقل اور دین کا نقص کون سا ہے؟ فرمایا: ''عقل کی کمی تو یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہوتی ہے۔ یہ اس کی عقل کی کمی کی وجہ سے ہے۔ اور وہ (مہینے میں) کئی دن نماز نہیں پڑھتی اور رمضان میں (ان ایام میں) روزہ نہیں رکھ سکتی' یہ دین کا نقص ہے۔''

فوائد و مسائل: ① استغفار اور صدقے سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ ② نبی اکرم ﷺ کو جنت اور جہنم کا مشاہدہ کرایا گیا' اس لیے آپ نے اس بارے میں جو فرمایا' چشم دید فرمایا۔ ہمارا فرض ہے کہ اس پر ایمان رکھیں۔ ③ عقل میں ناقص ہونے سے مراد یہ ہے کہ عورتوں پر فطرتاً جذبات کا غلبہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو بچے کی پرورش کا جو فریضہ سونپا ہے' اس کے لیے جذبات کا یہ غلبہ ضروری ہے' تاہم اجتماعی معاملات کی ذمہ داری ان پر نہیں ڈالی جاسکتی کیونکہ وہاں جذباتی فیصلے مفید نہیں ہوتے۔ ④ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو گھر سے باہر کی ذمہ داریوں سے آزاد رکھا ہے۔ گواہی وغیرہ کے معاملات اس کے دائرۂ کار سے باہر ہیں۔ عورت کی گواہی کی ضرورت صرف خاص حالات میں پڑتی ہے' یعنی جب موقع پر دو مرد موجود نہ ہوں جو گواہ بن سکیں۔ اسلامی نظام معاشرت کے مجموعی خدوخال کو سامنے رکھتے ہوئے یہی قانون بہتر ہے۔ ⑤ عورت ایام حیض میں نماز نہیں پڑھ سکتی اور نہ روزہ رکھ سکتی ہے۔ اس کی یہ فطری کمزوری اس کا قصور نہیں' یہ ایسے ہی ہے جس طرح ایک کمزور بدن والا مسلمان بہت سی وہ نیکیاں انجام نہیں دے سکتا جو طاقتور جسم والا مسلمان انجام دے سکتا ہے' اس لحاظ سے طاقتور بہتر اور افضل ہے لیکن اس میں کمزور مسلمان قصوروار نہیں۔ ⑥ مرد عورت کی محبت کی وجہ سے بعض اوقات ایسا مطالبہ تسلیم کر لیتا ہے جو وہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ یہ بہتر نہیں۔ اگر اس میں کوئی بڑا دنیاوی نقصان یا کوئی دینی نقصان نہ ہو تو تسلیم کر لینا جائز ہے تاکہ گھر آباد رہے۔

## (المعجم ٢٠) - بَابُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ (التحفة ٢٠)

## باب: ٢٠- نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

٤٠٠٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۰۰۴- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت

٤٠٠٤ـ [حسن] أخرجه البيهقي: ١٠/ ٩٣ من حديث هشام بن سعد به، وصححه ابن حبان * عاصم بن عمر مجهول، ولحديثه شواهد عند الطبراني في الأوسط: ٢/ ٢١٧، ح: ١٣٨٩، والخطيب: ١٣/ ٩٢ وغيرهما.

حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بِنِ عُثْمَانَ، عَنْ عَاصِمِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مُرُوا بِالْمَعْرُوفِ، وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، قَبْلَ أَنْ تَدْعُوا فَلَا يُسْتَجَابَ لَكُمْ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو قبل اس کے کہ تم دعائیں مانگو اور تمھاری دعائیں قبول نہ کی جائیں۔''

**فوائد ومسائل:** ① نیکی کا حکم دینے سے مراد مناسب طریقے سے نیکی کی ترغیب دینا ہے۔ حاکم اپنی رعایا کو والد اپنی اولاد کو اور خاوند اپنی بیوی کو حکم دے سکتا ہے جس کی وہ تعمیل کرتے ہیں۔ دوسروں کو اس انداز سے حکم نہیں دیا جا سکتا۔ ② برائی سے منع کرنے کی طاقت ہو تو ہاتھ سے منع کرنا (جیسے حاکم والدین اور خاوند وغیرہ) ورنہ زبان سے سمجھانا ضروری ہے (جیسے عالم عوام کو سمجھاتا ہے۔) اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو گناہ سے دلی نفرت ضروری ہے۔ ③ گناہوں کا ارتکاب دعا کی قبولیت میں رکاوٹ بن جاتا ہے لہٰذا توبہ کرنی چاہیے۔



**٤٠٠٥ - حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ. ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا ٱهْتَدَيْتُمْ﴾ [المائدة: ١٠٥] وَإِنَّا سَمِعْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: «إِنَّ النَّاسَ، إِذَا رَأَوُا الْمُنْكَرَ فَلَا يُغَيِّرُونَهُ، أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابِهِ».

۴۰۰۵- حضرت قیس بن ابو حازم ؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے کھڑے ہو کر اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا: اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا ٱهْتَدَيْتُمْ﴾ ''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو سیدھا رکھو۔ جب تم ہدایت پر ہو تو گمراہ لوگ تمھیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔'' اور ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''لوگ جب برائی کو دیکھیں اور اسے ختم نہ کریں (اس سے منع نہ کریں) تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب کی لپیٹ میں لے لے۔''

---

٤٠٠٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الملاحم، باب الأمر والنهي، ح: ٤٣٣٨ من حديث إسماعيل به، وقال الترمذي "صحيح"، ح: ٢١٦٨، وصححه ابن حبان ☆ إسماعيل صرح بالسماع عند أحمد: ١/ ٥ وغيره.

قَالَ أَبُو أُسَامَةَ، مَرَّةً أُخْرٰى: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ.

حدیث کے راوی ابو اسامہ نے دوسری مرتبہ روایت بیان کرتے ہوئے کہا: (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے۔

**فوائد ومسائل:** ① عام لوگ مذکورہ بالا آیت کا یہ مطلب سمجھتے ہیں کہ انسان خود نیکی پر قائم رہے' دوسروں کی گمراہی سے اسے کوئی خطرہ نہیں' نہ اس سے ان کے بارے میں باز پرس ہی ہوگی' لہٰذا کسی کو گناہ سے روکنے کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے واضح فرمادیا کہ آیت کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اپنے آپ کو سنبھال کر رکھو تاکہ گمراہوں کی گمراہی کا اثر تم پر بھی نہ ہو جائے۔ لوگوں کو نیکی کی طرف بلاتے اور گناہوں سے روکتے رہو ورنہ تم خود ان سے متاثر ہو کر گمراہ ہو جاؤ گے۔ علاوہ ازیں لوگوں کو برائی سے روکنا' نیکی پر قائم رہنے کا ایک لازمی حصہ ہے' اس میں تساہل نیکی کے راستے سے انحراف ہے جو غضب الٰہی کا باعث بن سکتا ہے۔ ② کبار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا علم زیادہ وسیع اور گہرا تھا۔ ③ خطبے میں عوام میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کی وضاحت اور صحیح فہم بیان کرنا چاہیے۔

٤٠٠٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيمَةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ، لَمَّا وَقَعَ فِيهِمُ النَّقْصُ، كَانَ الرَّجُلُ يَرٰى أَخَاهُ عَلَى الذَّنْبِ، فَيَنْهَاهُ عَنْهُ. فَإِذَا كَانَ الْغَدُ، لَمْ يَمْنَعْهُ مَا رَأٰى مِنْهُ أَنْ يَكُونَ أَكِيلَهُ وَشَرِيبَهُ وَخَلِيطَهُ. فَضَرَبَ اللهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ. وَنَزَلَ فِيهِمُ الْقُرْآنُ. فَقَالَ: ﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ﴾ حَتّٰى بَلَغَ: ﴿وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ

۴۰۰۶- حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں نقائص اس طرح پیدا ہوئے کہ آدمی اپنے بھائی کو (ایک بار) کوئی گناہ کرتے دیکھتا تو اسے منع کرتا' پھر اگلے دن اسے گناہ کرتے دیکھتا تو اس کی وجہ سے وہ اس کا ہم نوالہ و ہم پیالہ اور ہم راز بننے سے نہ رکتا' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ایک دوسرے سے ملا دیے۔ ان کے بارے میں قرآن نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ ...... كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ﴾ ''بنی اسرائیل کے کافروں پر حضرت داود اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کی زبانی لعنت کی گئی' اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے بڑھ جاتے

٤٠٠٦- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير سورة المائدة، ح:٣٠٤٨ عن ابن بشار به، والسند مرسل، ورواه أبوداود، ح:٤٣٣٦ متصلاً، وحسنه الترمذي، وهو منقطع، انظر، ح:١٤٧٨، ١٦٠٦.

إِلَيْهِ مَا ٱتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَآءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ فَٰسِقُونَ﴾» [المائدة: ٧٨-٨١].

تھے اور وہ جو برے کام کرتے تھے' ان سے ایک دوسرے کو منع نہیں کرتے تھے۔ وہ جو کچھ کرتے تھے یقیناً بہت برا تھا۔ ان میں سے بہت سے لوگوں کو آپ دیکھیں گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں۔ بہت برا ہے جو کچھ انھوں نے اپنے لیے آگے بھیجا۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوا' اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔ اور اگر وہ اللہ پر' نبی پر اور نبی پر نازل ہونے والی شریعت پر ایمان رکھنے والے ہوتے تو ان (کافروں) سے دوستی نہ کرتے لیکن ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔''

قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُتَّكِئًا. فَجَلَسَ وَقَالَ: «لَا. حَتّٰى تَأْخُذُوا عَلٰى يَدَيِ الظَّالِمِ، فَتَأْطِرُوهُ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا».

حضرت ابوعبیدہ رحمہ اللہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے' آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''نہیں (تم عذاب سے نہیں بچ سکتے) حتی کہ ظالم کا ہاتھ پکڑ کر (اسے ظلم سے روک دو اور) اسے حق قبول کرنے پر مجبور کر دو۔''



حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ، أَمْلَاهُ عَلَيَّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْوَضَّاحِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ بَذِيمَةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِمِثْلِهِ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے یہی روایت ایک دوسری سند سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی ﷺ سے اسی طرح مرفوعاً بھی بیان کی ہے۔

٤٠٠٧- **حَدَّثَنَا** عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، قَامَ خَطِيبًا. فَكَانَ فِيمَا قَالَ: «أَلَا، لَا يَمْنَعَنَّ رَجُلًا،

۴۰۰۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے اس میں یہ بھی فرمایا: ''خبردار! کسی آدمی کو لوگوں کی ہیبت حق کہنے سے روک نہ دے جب کہ اسے (حق) معلوم ہو۔''

٤٠٠٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٨٧٣، وله شواهد، منها ما أخرجه أحمد: ٣/ ٨٧، وإسناده قوي.

هَيْبَةُ النَّاسِ، أَنْ يَقُولَ بِحَقٍّ، إِذَا عَلِمَهُ».

قَالَ: فَبَكَى أَبُو سَعِيدٍ، وَقَالَ: قَدْ وَاللهِ رَأَيْنَا أَشْيَاءَ، فَهِبْنَا.

یہ کہہ کر حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا: قسم ہے اللہ کی! ہم نے کئی (غلط) چیزیں دیکھیں لیکن (اظہار کرنے سے) ڈر گئے۔

**فوائد و مسائل:** ① جب معلوم ہو کہ فلاں کام ناجائز ہو رہا ہے اور شریعت کا حکم یہ ہے تو حق بیان کرنا چاہیے شاید غلط کام کرنے والوں کو ہدایت نصیب ہو جائے یا کم از کم دوسرے لوگوں کو شرعی حکم معلوم ہو جائے اور وہ باطل کو حق نہ سمجھ لیں۔ ② جب جان چلے جانے کا یا سخت نقصان کا اندیشہ ہو تو خاموش رہنا جائز ہوتا ہے' تاہم ایسے موقع پر بھی افضل یہی ہے کہ عزیمت کا راستہ اختیار کر کے حق بیان کیا جائے اور اس راہ میں آنے والی مشکلات اور تکلیفوں کو برداشت کیا جائے' جیسے امام مالک' امام احمد بن حنبل اور امام ابن تیمیہ رحمہم اللہ وغیرہ نے کیا۔

٤٠٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَحْقِرْ أَحَدُكُمْ نَفْسَهُ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ كَيْفَ يَحْقِرُ أَحَدُنَا نَفْسَهُ؟ قَالَ: «يَرَى أَمْرًا، لِلّٰهِ عَلَيْهِ فِيهِ مَقَالٌ، ثُمَّ لَا يَقُولُ فِيهِ. فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَقُولَ فِي كَذَا وَكَذَا؟ فَيَقُولُ: خَشْيَةُ النَّاسِ. فَيَقُولُ: فَإِيَّايَ، كُنْتَ أَحَقَّ أَنْ تَخْشَى».

۴۰۰۸- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے۔'' صحابہ نے کہا: اللہ کے رسول! کوئی شخص اپنے آپ کو کس طرح ذلیل کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ ایسا کام ہوتا دیکھتا ہے جس کے بارے میں اللہ کی طرف سے اس پر بولنا ضروری ہے' پھر وہ اس کے بارے میں بات نہیں کرتا' (اور غلط کام سے منع نہیں کرتا۔) اسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تجھے فلاں مسئلے میں بات کرنے سے کیا رکاوٹ تھی؟ وہ کہے گا: لوگوں کا خوف تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرا زیادہ حق مجھ ہی سے ڈرنے کا تھا۔''

٤٠٠٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

۴۰۰۹- حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت



٤٠٠٨ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٣/ ٤٠ عن ابن نمير به، وصححه البوصيري، ورواه زبيد عن عمرو بن مرة به * أبوالبختري لم يسمعه من أبي سعيد، صرح به أحمد في روايته: ٣/ ٨٤، ٩١، فالسند منقطع.

٤٠٠٩ـ **[حسن]** أخرجه أحمد: ٤/ ٣٦٦ عن وكيع به، وأخرجه أبوداود، ح: ٤٣٣٩ من حديث أبي إسحاق به، ورواه شعبة عنه، أحمد: ٤/ ٣٦٤، والطيالسي، ح: ٦٦٣، وصححه ابن حبان، ح: ١٨٣٩، ١٨٤٠، وحسنه ◄◄

وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي، هُمْ أَعَزُّ مِنْهُمْ وَأَمْنَعُ، لَا يُغَيِّرُونَ، إِلَّا عَمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابٍ».

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جن لوگوں میں اللہ کی نافرمانی کی جائے جب کہ وہ (گناہ کرنے والوں سے) زیادہ طاقتور اور زیادہ زور آور ہوں' اس کے باوجود (مجرموں کو گناہ سے) منع نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب نازل کر دیتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① جس کو اللہ تعالیٰ دنیاوی طور پر دولت' عزت اور قوت دے اس کی ذمہ داری ہے کہ نیکی کے فروغ اور گناہ کے سدباب کے لیے کوشش کرے۔ ② ہر شخص کو اپنی طاقت کے مطابق برائی روکنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ③ دنیا میں اللہ کا عذاب آتا ہے تو نیک بھی اس کی زد میں آ جاتے ہیں لیکن یہ عذاب اس وقت آتا ہے جب معاشرے میں گناہ کی کثرت ہو جائے۔

٤٠١٠- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمَّا رَجَعَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مُهَاجِرَةُ الْبَحْرِ، قَالَ: «أَلَا تُحَدِّثُونِي بِأَعَاجِيبَ مَا رَأَيْتُمْ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ؟» قَالَ فِتْيَةٌ مِنْهُمْ: بَلَى. يَارَسُولَ اللهِ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ، مَرَّتْ بِنَا عَجُوزٌ مِنْ عَجَائِزِ رَهَابِينِهِمْ تَحْمِلُ عَلَى رَأْسِهَا قُلَّةً مِنْ مَاءٍ. فَمَرَّتْ بِفَتًى مِنْهُمْ. فَجَعَلَ إِحْدَى يَدَيْهِ بَيْنَ كَتِفَيْهَا، ثُمَّ دَفَعَهَا. فَخَرَّتْ عَلَى رُكْبَتَيْهَا، فَانْكَسَرَتْ قُلَّتُهَا. فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ، الْتَفَتَتْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ: سَوْفَ

٤٠١٠- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب سمندر کا سفر طے کرنے والے مہاجر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: ''کیا تم لوگ مجھے وہ عجیب باتیں نہیں بتاؤ گے جو تم نے حبشہ کے ملک میں دیکھیں؟'' ان میں سے کچھ نوجوان افراد نے کہا: جی ہاں' اللہ کے رسول! (ہم سنائیں گے۔) ایک بار ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمارے پاس سے ان کی ایک راہب بڑھیا گزری جس نے سر پر پانی کا مٹکا اٹھایا ہوا تھا۔ وہ ان میں سے ایک جوان (لڑکے) کے پاس سے گزری تو اس نے اس (راہبہ) کے کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر اسے دھکا دے دیا۔ وہ گھٹنوں کے بل گری۔ اس کا مٹکا ٹوٹ گیا۔ جب وہ اٹھی تو اس



◀◀ السيوطي في الجامع الصغير.

٤٠١٠ـ [حسن] أخرجه ابن أبي الدنيا من حديث يحيى بن سليم به، النهاية في الفتن والملاحم بتحقيقي: ٢/ ٨٧، ح: ٩١٦، وحسنه البوصيري * سويد تابعه إسحاق بن إبراهيم عند ابن أبي الدنيا، ويحيى بن سليم تابعه مسلم بن خالد عند ابن حبان، ح: ٢٥٨٤، وعلته عنعنة أبي الزبير، وله شواهد عند البيهقي: ٦/ ٩٥، والخطيب: ٧/ ٣٩٦ وغيرهما.

تَعْلَمُ، يَاغُدَرُ إِذَا وَضَعَ اللهُ الْكُرْسِيَّ، وَجَمَعَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ، وَتَكَلَّمَتِ الْأَيْدِي وَالْأَرْجُلُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ، فَسَوْفَ تَعْلَمُ كَيْفَ أَمْرِي وَأَمْرُكَ، عِنْدَهُ غَدًا.

(شریر لڑکے) کی طرف مڑ کر بولی: ارے دھوکے باز! تجھے تب پتہ چلے گا جب اللہ تعالیٰ (حشر کے میدان میں) کرسی رکھے گا اور تمام پہلوں اور پچھلوں کو جمع کرے گا اور (انسانوں کے) ہاتھ اور پاؤں ان کے عملوں کی گواہی دیں گے۔ پھر تجھے پتہ چلے گا کہ کل (قیامت کو) اس (اللہ) کے پاس میرا تیرا معاملہ کیسے طے ہوتا ہے؟

قَالَ: يَقُولُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صَدَقَتْ. صَدَقَتْ. كَيْفَ يُقَدِّسُ اللهُ أُمَّةً لَا يُؤْخَذُ لِضَعِيفِهِمْ مِنْ شَدِيدِهِمْ؟».

راوی نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے (یہ واقعہ سن کر) فرمایا: ''اس نے سچ کہا۔ اس نے سچ کہا۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو کیونکر پاک کرے گا جن میں طاقت ور سے کمزور کو حق نہیں دلوایا جاتا؟''

**فوائد و مسائل:** ① مکہ کے مظلوم مسلمانوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ پہلے گروہ نے رجب ۵ نبوت میں ہجرت کی' اس کے بعد اگلے سال زیادہ افراد نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ہجرت مدینہ کے بعد یہ حضرات مختلف اوقات میں گروہوں کی شکل میں مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ ② سمندر کے مہاجرین سے مراد حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے لوگ ہیں کیونکہ یہ حضرات بحر قلزم (بحر احمر) پار کر کے حبشہ پہنچے تھے۔ ③ سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی قیامت اور جنت جہنم کا ذکر موجود تھا۔ نبی ﷺ کے دور میں اگرچہ ان کتابوں میں تحریف ہو چکی تھی' تاہم ان میں بہت سی صحیح باتیں موجود تھیں۔ موجودہ بائبل میں یہ تحریف بہت زیادہ ہے اور صحیح چیزیں شاذ و نادر ہیں۔ ④ غیر مسلم صحیح بات کرے تو اس کی بھی تصدیق کرنی چاہیے ⑤ جس قوم میں کمزوروں پر ظلم کیا جائے' وہ اللہ کی طرف سے سزا کی مستحق ہو جاتی ہے۔ ⑥ اللہ کے عذاب سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ معاشرے میں عدل و انصاف قائم رہے اور مظلوم کی مدد کرتے ہوئے ظالم کو پوری سزا دی جائے۔ ⑦ موجودہ غیر مسلم معاشرے میں قانون اس قسم کے ہیں جن سے ظالم کو تحفظ ملتا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلمان ممالک میں بھی انھی ظالمانہ قوانین کو رائج کیا جاتا ہے جن کی وجہ سے ظلم پھیلتا ہے اور مظلوم تباہ ہوتے ہیں۔

٤٠١١- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ

۴۰۱۱- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے'

٤٠١١ـ[حسن] أخرجه الترمذي، الفتن، باب [ماجاء] أفضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر، ح: ٢١٧٤ عن◀◀

دِينَارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُصْعَبٍ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، [قَالَا:] حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الْجِهَادِ، كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے افضل جہاد ظالم سلطان کے سامنے انصاف (اور حق) کی بات کہنا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مسلمان بادشاہ ظالم بھی ہو تو اس کے خلاف بغاوت نہیں کی جاتی لیکن اسے ظلم سے روکنا ضروری ہے۔ ② چونکہ ظالم بادشاہ کا مقابلہ اس طرح نہیں کیا جاتا جس طرح کافروں سے جنگ کی جاتی ہے' اس لیے خالی ہاتھ محض دلائل کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر اسے تبلیغ کرنا زیادہ جرأت و بہادری کا کام ہے کیونکہ عام طور پر ایسے فرد سے یہی خطرہ ہوتا ہے کہ وہ قتل کر دے گا یا قید کر کے طرح طرح کی تکلیفیں دے گا۔

٤٠١٢- حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيدٍ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي غَالِبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: عَرَضَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ رَجُلٌ عِنْدَ الْجَمْرَةِ الْأُولٰى. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ فَسَكَتَ عَنْهُ. فَلَمَّا رَمَى الْجَمْرَةَ الثَّانِيَةَ سَأَلَهُ. فَسَكَتَ عَنْهُ. فَلَمَّا رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ لِيَرْكَبَ. قَالَ: «أَيْنَ السَّائِلُ؟» قَالَ: أَنَا. يَارَسُولَ اللهِ. قَالَ: «كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ ذِي سُلْطَانٍ جَائِرٍ».

۴۰۱۲- حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی پہلے جمرے کے قریب رسول اللہ ﷺ کے سامنے آیا اور کہا: اللہ کے رسول! کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ خاموش رہے۔ جب آپ دوسرے جمرے پر پہنچے تو اس نے (پھر) سوال کیا۔ آپ خاموش رہے۔ پھر جب آپ نے جمرۂ عقبہ (بڑے جمرے) پر کنکریاں ماریں اور سوار ہونے کے لیے رکاب میں پاؤں رکھا تو فرمایا: ''سوال کرنے والا کہاں ہے؟'' اس نے کہا: اللہ کے رسول! میں ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ظالم سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا (افضل جہاد ہے۔'')

◀◀ القاسم بن زكريا به، وقال: "حسن غريب"، والحديث الآتي شاهد له، راجع نيل المقصود في التعليق على سنن أبي داود، ح: ٤٣٤٤.

٤٠١٢ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٥١، ٢٥٦ من طريقين عن حماد بن سلمة به.

٤٠١٣- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ. فَبَدَأَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ. فَقَالَ رَجُلٌ: يَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ: أَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ فِي هٰذَا الْيَوْمِ، وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ. وَبَدَأْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ، وَلَمْ يَكُنْ يُبْدَأُ بِهَا. فَقَالَ أَبُوسَعِيدٍ: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا. فَاسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ، فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ. فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ، فَبِلِسَانِهِ. فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ، فَبِقَلْبِهِ. وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ».

۴۰۱۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مروان نے عید کے دن منبر نکلوایا (اور عیدگاہ میں رکھا) اور نماز عید سے پہلے خطبہ شروع کیا۔ ایک آدمی نے کہا: مروان! تو نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ تو نے اس دن منبر نکالا حالانکہ (نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانے میں) وہ نہیں نکالا جاتا تھا۔ اور تو نے نماز سے پہلے خطبہ شروع کیا' حالانکہ (اس دور میں) خطبے سے ابتدا نہیں کی جاتی تھی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ میں نے رسول اللہ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''تم میں سے جو شخص کوئی برائی دیکھے اور ہاتھ سے ختم کر سکتا ہو تو ہاتھ سے ختم کر دے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے (منع کرے اور سمجھائے۔) اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے (نفرت کرے اور اس کے خاتمہ کی خواہش رکھے۔) اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① عیدگاہ میں عید کا خطبہ منبر کے بغیر دینا مسنون ہے۔ ② عید کی نماز مسجد میں ادا کرنا بھی سنت کے خلاف ہے۔ ③ عید کا خطبہ نماز کے بعد دیا جاتا ہے۔ ④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حکمرانوں کو غلطی پر ٹوکتے تھے۔ ⑤ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے تنقید کرنے والے کی حوصلہ افزائی فرمائی' اس لیے غلط کام سے منع کرنے والے کی تائید کرنی چاہیے۔ حکمران کا فرض ہے کہ برائی کو سختی سے ختم کرے۔ اسی طرح ایک شخص اپنے گھر' زمین اور کارخانے وغیرہ میں برائی کو حکماً ختم کرنے کا پابند ہے۔ علماء کو وعظ و نصیحت کے ذریعے سے اور مسائل کی وضاحت کر کے برائی کا راستہ روکنا چاہیے اور جہاں مناسب حد تک کسی اور انداز سے دباؤ ڈالا جا سکتا ہو' اپنا اثر و رسوخ استعمال کرنا چاہیے، خاص طور پر مسجد اور مدرسے میں جہاں عالم کو پورا اختیار حاصل ہوتا ہے' اسے اس اختیار سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ⑥ کمزور آدمی جو ایمان کی کمزوری کی وجہ سے اور زبردست ہونے کی وجہ

٤٠١٣ـ [حسن] تقدم، ح: ١٢٨٥.

سے منع کرنے کی جرأت نہیں رکھتا' اسے گناہ سے نفرت رکھنی چاہیے' اور یہ نیت رکھے کہ اگر اللہ مجھے طاقت دے تو میں اس برائی کو ختم کر دوں گا۔

(المعجم ٢١) - **بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى : ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ﴾** [المائدة: ١٠٥] (التحفة ٢١)

**باب: ٢١- فرمانِ باری تعالیٰ: ''مومنو! اپنی جانیں بچاؤ'' کا مطلب**

٤٠١٤- **حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنِي عُتْبَةُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ: حَدَّثَنِي عَمِّي عَمْرُو بْنُ جَارِيَةَ، عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ الشَّعْبَانِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ قَالَ، قُلْتُ: كَيْفَ تَصْنَعُ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ؟ قَالَ: أَيَّةُ آيَةٍ؟ قُلْتُ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا ٱهْتَدَيْتُمْ﴾ [المائدة: ١٠٥] قَالَ: سَأَلْتَ عَنْهَا خَبِيرًا. سَأَلْتُ عَنْهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «بَلِ ائْتَمِرُوا بِالْمَعْرُوفِ، وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، حَتّٰى إِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا، وَهَوًى مُتَّبَعًا، وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً، وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ. وَرَأَيْتَ أَمْرًا لَا يَدَانِ لَكَ بِهِ، فَعَلَيْكَ خُوَيْصَّةَ نَفْسِكَ. وَدَعْ أَمْرَ الْعَوَامِّ فَإِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامَ الصَّبْرِ، صَبْرٌ فِيهِنَّ عَلَى مِثْلِ قَبْضٍ عَلَى الْجَمْرِ. لِلْعَامِلِ فِيهِنَّ مِثْلُ أَجْرِ

۴۰۱۴- حضرت ابو امیہ شعبانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ کا اس آیت کے بارے میں کیا خیال ہے؟ فرمایا: کون سی آیت؟ میں نے کہا: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا ٱهْتَدَيْتُمْ﴾ ''اے ایمان والو! اپنی فکر کرو۔ جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ ہے اس سے تمھیں کوئی نقصان نہیں۔'' انھوں نے فرمایا: تم نے یہ مسئلہ خبر رکھنے والے سے پوچھا ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''بلکہ ایک دوسرے کو نیکی کا حکم دو اور ایک دوسرے کو برائی سے منع کرو حتی کہ جب تو دیکھے کہ بخل کا حکم مانا جاتا ہے (ہر شخص بخل کر رہا ہے گویا بخل کی حکومت ہے)' خواہش کی پیروی کی جاتی ہے' دنیا کو ترجیح دی جاتی ہے' اور ہر شخص کو اپنی رائے ہی اچھی لگتی ہے، اور تیرے سامنے ایسی صورت حال آ جائے کہ تو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تو پھر

٤٠١٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الملاحم، باب الأمر والنهي، ح: ٤٣٤١ من حديث عتبة به، وليس فيه: "حدثني عمي" بل فيه: حدثني عمرو بن جارية، وقال الترمذي "حسن غريب"، ح: ٣٠٥٨، وصححه ابن حبان، والحاكم: ٤/ ٣٢٢، والذهبي.

خَمْسِينَ رَجُلًا يَعْمَلُونَ بِمِثْلِهِ».

خاص اپنی جان کی فکر کر اور عوام کی فکر چھوڑ دے کیونکہ تمھارے آگے صبر کا زمانہ آ رہا ہے۔ اس دور میں صبر (اور حق پر قائم رہنا) اس طرح (دشوار) ہو گا جیسے انگارے کو مٹھی میں لینا۔ ان ایام میں (صحیح نیک) عمل کرنے والے کو (عام حالات میں) یہی عمل کرنے والے پچاس آدمیوں کے برابر ثواب ملے گا۔''

٤٠١٥- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ الْخُزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَيْدٍ حَفْصُ بْنُ غَيْلَانَ الرُّعَيْنِيُّ عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ مَتَى نَتْرُكُ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: «إِذَا ظَهَرَ فِيكُمْ مَا ظَهَرَ فِي الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ» قُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ وَمَا ظَهَرَ فِي الْأُمَمِ قَبْلَنَا؟ قَالَ: «الْمُلْكُ فِي صِغَارِكُمْ، وَالْفَاحِشَةُ فِي كِبَارِكُمْ، وَالْعِلْمُ فِي رُذَالَتِكُمْ».

۴۰۱۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! ہم (مسلمان) کب نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا چھوڑ بیٹھیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''جب تمھارے اندر وہ (خرابیاں) ظاہر ہو جائیں جو تم سے پہلی قوموں میں ظاہر ہوئی تھیں۔'' ہم نے کہا: اللہ کے رسول! ہم سے پہلی امتوں میں کیا ظاہر ہوا تھا؟ آپ نے فرمایا: ''حکومت کم عمر (یا بچگانہ ذہن رکھنے والے) افراد میں اور بے حیائی بڑوں میں (جوان تو بدکاری میں ملوث ہوں گے ہی، بوڑھے بھی باز نہیں آئیں گے) اور علم تمھارے ذلیل لوگوں میں۔''

قَالَ زَيْدٌ: تَفْسِيرُ مَعْنَى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «وَالْعِلْمُ فِي رُذَالَتِكُمْ» إِذَا كَانَ الْعِلْمُ فِي الْفُسَّاقِ.

حضرت زید بن یحییٰ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''تمھارے ذلیل لوگوں میں علم ہونے'' کا مطلب یہ ہے کہ علم فاسق (اور بدکردار) لوگوں میں ہو گا (جو علم پر عمل نہیں کریں گے۔'')

٤٠١٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۴۰۱۶- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

٤٠١٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ١٨٧ على تصحيف في المطبوع عن زيد بن يحيى به، وتابعه جماعة، مشكل الآثار: ٤/ ٣١٤، وحلية الأولياء: ٥/ ١٨٥ وغيرهما، وصححه البوصيري.

٤٠١٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفتن، باب [لا يتعرض من البلاء لما لا يطيق]، ح: ٢٢٥٤ عن ابن ◄◄

عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جُنْدُبٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ» قَالُوا: وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهُ؟ قَالَ: «يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ، لِمَا لَا يُطِيقُهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کے لیے مناسب نہیں کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔'' صحابہ نے عرض کیا: اپنے آپ کو کیسے ذلیل کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ایسی آزمائش میں نہ پڑے جس میں پورا اترنے کی طاقت نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے مذکورہ حدیث پر تفصیلاً بحث کرتے ہوئے اسے حسن قرار دیا ہے اور انھی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني، رقم: ٦١٣) بنا بریں ایسی ذمہ داری اٹھانے سے اجتناب کرنا چاہیے جس کی صلاحیت نہ ہو کیونکہ لوگ جو توقعات رکھتے ہیں وہ پوری نہیں ہوتیں تو ذمہ داری اٹھانے والے کو قصوروار سمجھتے ہیں اس طرح اس کی عزت خواہ مخواہ کم ہو جاتی ہے۔ ② بعض علماء مسجد، مدرسہ یا انجمن کے انتظامی معاملات اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتے ہیں حالانکہ ان میں علمی صلاحیت تو ہوتی ہے انتظامی صلاحیت نہیں ہوتی۔ بعض اوقات خود مسجد یا مدرسہ کے متعلقین یہ تصور کر لیتے ہیں کہ فلاں صاحب بڑے عالم ہیں لہٰذا انتظام اچھے طریقے سے چلائیں گے۔ اس صورت میں ایسی ذمہ داری نہیں اٹھانی چاہیے جس کے بارے میں یقین ہو کہ اسے نبھانا مشکل ہے۔

٤٠١٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَبُو طُوَالَةَ: حَدَّثَنَا نَهَارٌ الْعَبْدِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ لَيَسْأَلُ الْعَبْدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. حَتَّى يَقُولَ: مَا مَنَعَكَ، إِذْ رَأَيْتَ الْمُنْكَرَ، أَنْ تُنْكِرَهُ؟ فَإِذَا لَقَّنَ اللهُ عَبْدًا حُجَّتَهُ، قَالَ:

۴۰۱۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندے سے سوال کرے گا حتی کہ یہ بھی فرمائے گا: جب تو نے برائی دیکھی تھی تو اس سے منع کیوں نہیں کیا تھا؟ پھر جب (وہ جواب نہ دے سکے گا تو) اللہ بندے کو جواب سکھا دے گا، وہ کہے گا: یا اللہ! مجھے تجھ سے (رحمت کی) امید تھی اور بندوں سے ڈر لگتا تھا۔''

◀◀ بشار به، وقال: "حسن غريب"، وانظر، ح: ٧١، ١١٦ لعلته.

٤٠١٧ـ [إسناده حسن] أخرجه الحميدي، ح: ٧٣٨ (بتحقيقي) من حديث يحيى بن سعيد به، وصححه ابن حبان، ح: ١٨٤٥، والبوصيري.

يَارَبِّ رَجَوْتُكَ ، وَفَرِقْتُ مِنَ النَّاسِ».

فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ بعض اوقات کسی نیکی کی وجہ سے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ ② جسے اللہ تعالیٰ معاف فرمانا چاہے گا' اس کے دل میں صحیح جواب ڈال دے گا۔ ③ اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے لیکن اس پر اعتماد کر کے گناہوں میں بے باک ہو جانا اور نیکیوں کے بارے میں بے پروا ہو جانا سراسر گمراہی ہے۔

## (المعجم ٢٢) - بَابُ الْعُقُوبَاتِ (التحفة ٢٢)

## باب:٢٢- سزاؤں کا بیان

٤٠١٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ، عَنْ بُرَيْدِبْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ يُمْلِي لِلظَّالِمِ. فَإِذَا أَخَذَهُ، لَمْ يُفْلِتْهُ» ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَآ أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ﴾ [هود: ١٠٢].

۴۰۱۸- حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے' پھر جب اسے پکڑتا ہے تو چھوڑتا نہیں۔'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ﴾ ''آپ کے پروردگار کی پکڑ کا یہی طریقہ ہے جب وہ بستیوں کے رہنے والے ظالموں کو پکڑتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مجرم کو اگر اللہ کی طرف سے فوری سزا نہ ملے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ چھوٹ گیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ایک خاص وقت تک مہلت دیتا ہے' پھر اچانک پکڑ لیتا ہے۔ ② مجرموں کو مہلت دینے میں اللہ کی صفت رحمت کا اظہار ہے کہ وہ اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر ہدایت قبول کر لیں اور اس طرح وہ عذاب سے بچ کر انعام کے مستحق بن جائیں۔ ③ اللہ کے عذاب سے کوئی نبی اور ولی نہیں بچا سکتا۔

٤٠١٩ - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، أَبُو أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ،

۴۰۱۹- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''اے مہاجروں کی جماعت! پانچ چیزیں

---

٤٠١٨ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "وكذلك أخذ ربك إذا أخذ القرى . . . الخ"، ح: ٤٦٨٦ من حديث أبي معاوية، ومسلم، الأدب، باب تحريم الظلم، ح: ٢٥٨٣ عن ابن نمير به.

٤٠١٩ـ [صحيح] أخرجه أبونعيم في الحلية: ٨/ ٣٣٣، ٣٣٤ من حديث سليمان به، وصححه البوصيري، وله شواهد كثيرة عند الطبراني في مسند الشاميين: ٢/ ٣٩٠ـ٣٩٢، ح: ١٥٥٨ وغيره، وحديث الطبراني صححه الحاكم: ٤/ ٥٤٠، ووافقه الذهبي، وفي سند المستدرك سقط فليتنبه.

عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: أَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَقَالَ: «يَامَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيتُمْ بِهِنَّ، وَأَعُوذُ بِاللهِ أَنْ تُدْرِكُوهُنَّ:

ایسی ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو گئے (تو ان کی سزا ضرور ملے گی۔) اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ وہ (بری چیزیں) تم تک پہنچیں:

لَمْ [تَظْهَرِ] الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا، إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا.

جب بھی کسی قوم میں بے حیائی (بدکاری وغیرہ) علانیہ ہونے لگتی ہے تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان کے گزرے ہوئے بزرگوں میں نہیں ہوتی تھیں۔

وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ، إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِينَ وَشِدَّةِ الْمَؤُونَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ.

جب بھی وہ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں' ان کو قحط سالی' روزگار کی تنگی اور بادشاہ کے ظلم کے ذریعے سے سزا دی جاتی ہے۔

وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ، إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا.

جب وہ اپنے مالوں کی زکاۃ دینا بند کرتے ہیں تو ان سے آسمان کی بارش روک لی جاتی ہے۔ اگر جانور نہ ہوں تو انھیں کبھی بارش نہ ملے۔

وَلَمْ يَنْقُضُوا عَهْدَ اللهِ وَعَهْدَ رَسُولِهِ، إِلَّا سَلَّطَ اللهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، فَأَخَذُوا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ.

جب وہ اللہ اور اس کے رسول کا عہد توڑتے ہیں تو ان پر دوسری قوموں میں سے دشمن مسلط کر دیے جاتے ہیں' وہ ان سے وہ کچھ چھین لیتے ہیں جو ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللهِ، وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنْزَلَ اللهُ، إِلَّا جَعَلَ اللهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ».

جب بھی ان کے امام (سردار اور لیڈر) اللہ کے قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے اور جو اللہ نے اتارا ہے اسے اختیار نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان میں آپس کی لڑائی ڈال دیتا ہے۔"

**فوائد و مسائل:** ① مصائب و تکالیف کے ظاہری اسباب کے علاوہ کچھ روحانی اور باطنی اسباب بھی ہوتے ہیں۔ اگر عقائد و اخلاق کی ان خرابیوں سے پرہیز کیا جائے تو اللہ تعالیٰ ظاہری اسباب کو تبدیل فرما دیتا ہے۔

② بے حیائی کے نتیجے میں آتشک اور سوزاک جیسی بیماریاں پیدا ہوئیں' پھر ایڈز اور ہیپاٹائٹس وغیرہ کی بیماریاں سامنے آ گئیں۔ کوئی معاشرہ بے حیائی سے جتنا محفوظ ہے' اسی قدر اس میں یہ بیماریاں کم ہیں۔ ③ ناپ تول میں کمی لالچ اور حرص کی وجہ سے ہوتی ہے' اس سے دوسروں کا حق مارا جاتا ہے' اس لیے اس کی سزا بھی مالی نقصان اور قحط کی صورت میں ملتی ہے۔ ④ زکاۃ مال میں برکت کا باعث ہے۔ جب معاشرے میں زکاۃ دینے والے کم ہو جائیں تو اس کی سزا میں معاشرے کا رزق روک لیا جاتا ہے۔ ⑤ دوسروں پر رحم کرنے والے پر اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے' اس کے برعکس دوسروں کو تکلیف پہنچانے والا' ان کی مدد نہ کرنے والا اور ان کی مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھانے والا اللہ کے رحم کا مستحق نہیں رہتا۔ ⑥ اللہ اور اس کے رسول کے عہد سے مراد اسلامی ملک میں رہنے والے غیر مسلموں کے جائز حقوق کا تحفظ ہے۔ اس کے علاوہ اسلام قبول کرنے والا اللہ کی عبادت اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا عہد کرتا ہے۔ اس عہد کی خلاف ورزی بھی قوم کو سزا کا مستحق بنا دیتی ہے۔ ⑦ شریعت پر عمل کرنے سے اختلافات ختم ہو جاتے ہیں جس کے برعکس دنیوی مفاد کے لیے اللہ کے احکام کی خلاف ورزی سے خود غرضی کی عادت پختہ ہوتی ہے اور ایثار و ہمدردی کے جذبات ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں معمولی بات پر اختلافات شدت اختیار کر لیتے ہیں۔ ⑧ قومی صحت کی حفاظت کے لیے ملک سے فحاشی کے تمام ذرائع' مثلاً فحش لٹریچر' ساز' رقص' فلمیں' مرد و عورت کا اختلاط' ریڈیو اور ٹی وی وغیرہ کے بے ہودہ پروگرام وغیرہ کا سدباب ضروری ہے۔ ⑨ معاشی آسودگی اور اقتصادی ترقی کے لیے ملک میں دیانت داری کا چلن ضروری ہے۔ ⑩ پانی کی قلت موجودہ دور کا ایک اہم مسئلہ بنتا جا رہا ہے۔ اگر زکاۃ کے نظام کو صحیح بنیادوں پر قائم کر کے اسے شریعت کے مطابق چلایا جائے تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ ملکی دفاع کی مضبوطی کے لیے عقیدۂ توحید کی توضیح و تبلیغ اور توحید کے صحیح تصور کو پختہ کرنا چاہیے۔ تب اللہ کی وہ مدد آئے گی جس کا وعدہ قرآن میں کیا گیا ہے۔ فرقہ' پارٹی' علاقے' زبان اور قبیلے کی بنیاد پر انتشار دور حاضر کا بہت بڑا المیہ ہے۔ اس کا علاج ہر سطح پر شریعت کا مکمل نفاذ ہے۔

٤٠٢٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسٰى عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ حَاتِمِ بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ مَالِكِ ابْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ

۴۰۲۰- حضرت ابو مالک اشعری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے۔ وہ اس کا کوئی اور نام رکھ لیں گے۔ ان کو گانے والیاں ساز بجا کر گانے سنائیں گی۔

٤٠٢٠ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الأشربة، باب في الداذيّ، ح:٣٦٨٨ من حديث معاوية به، وصححه ابن حبان، ح:١٣٨٤ وغيره، وانظر، ح:٣٣٨٥.

الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ، يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا، يُعْزَفُ عَلَى رُؤُسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَالْمُغَنِّيَاتِ، يَخْسِفُ اللهُ بِهِمُ الْأَرْضَ، وَيَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ».

اللہ تعالیٰ انھیں زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنا دے گا۔''

**فوائد و مسائل:** ① ہر نشہ آور چیز حرام ہے' خواہ اس کا کوئی نام رکھ لیا جائے۔ ② نام بدلنے سے چیز کا شرعی حکم تبدیل نہیں ہو جاتا' جیسے سود کو منافع کہیں یا مارک اپ وہ سود ہی رہتا ہے۔ ③ حیلے سے حرام چیز حلال نہیں ہو جاتی بلکہ جرم زیادہ شدید ہو جاتا ہے۔ ④ ساز بجانا اور سننا حرام ہے۔ ⑤ ساز کے ساتھ اچھے شعر بھی سنے جائیں تو جائز نہیں ہوں گے۔ بعض لوگ سازوں کے ساتھ نعت پڑھتے اور سنتے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی محبت نہیں بلکہ گستاخی ہے' اور اگر ان کا مفہوم شرکیہ ہو تو گناہ اور زیادہ سنگین ہو جاتا ہے۔ ⑥ اس امت میں زمین میں دھنس جانے اور صورت تبدیل ہو کر بندر یا خنزیر بن جانے کے واقعات پیش آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ ⑦ پہلے سے خبر دینے کا مقصد یہ ہے کہ کوئی مسلمان لاعلمی میں وہ جرم نہ کر بیٹھے جس سے وہ اس سزا کا مستحق ہو جائے۔

٤٠٢١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ لَيْثٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَلْعَنُهُمُ اللهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ» قَالَ: «دَوَابُّ الْأَرْضِ».

۴۰۲۱- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے (اللہ تعالیٰ کے قول): ﴿يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ﴾ (البقرة:۲/۱۵۹) ''ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور ان پر لعنت بھیجنے والے لعنت بھیجتے ہیں۔'' (کی بابت) فرمایا: ''(لعنت بھیجنے والوں سے مراد) زمین کے چوپائے ہیں۔''

٤٠٢٢ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيسَى،

۴۰۲۲- حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صرف نیکی عمر میں اضافہ

---

٤٠٢١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره: ١/٢٦٩، ح: ١٤٤٤، وعنه نقله ابن كثير في تفسيره: ١/٢٠٦، وفي نسخة، ص: ٢٨٨، وضعفه البوصيري من أجل ليث بن أبي سليم، وتقدم، ح: ٢٠٨.

٤٠٢٢ـ [ضعيف] تقدم، ح: ٩٠، وحسنه البوصيري.

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَزِيدُ فِي الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ. وَلَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ. وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ».

کرتی ہے۔ اور صرف دعا ہی تقدیر کو پلٹتی ہے۔ اور انسان (بعض اوقات) ایک گناہ کرتا ہے اور اس کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔''

**فائدہ:** مذکورہ حدیث کی تحقیقی بحث اور فوائد ومسائل کے لیے حدیث: ۹۰ کے فوائد ومسائل ملاحظہ فرمائیں۔

## (المعجم ٢٣) - بَابُ الصَّبْرِ عَلَى الْبَلَاءِ (التحفة ٢٣)

## باب: ۲۳- مصیبت پر صبر کا بیان

**٤٠٢٣- حَدَّثَنَا** يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ، وَيَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: «الْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ. يُبْتَلَى الْعَبْدُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ. فَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ، وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ ابْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ، وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيئَةٍ».

۴۰۲۳- حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے کہا: اللہ کے رسول! سب سے سخت مصیبت کس پر آتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نبیوں پر' پھر جوان کے بعد سب سے افضل ہیں' پھر جو ان کے بعد افضل ہیں۔ بندے پر اس کے دین کے مطابق آزمائش آتی ہے۔ اگر وہ اپنے دین (اور ایمان) میں مضبوط ہو تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے۔ اگر اس کا ایمان نرم ہو تو اس کے ایمان کے مطابق آزمائش آتی ہے۔ بندے پر آزمائش (اور مصیبت) آتی رہتی ہے حتی کہ اسے ایسا کر کے چھوڑتی ہے کہ وہ زمین پر چل پھر رہا ہوتا ہے اور اس پر کوئی گناہ (باقی) نہیں ہوتا۔''

**فوائد ومسائل:** ① نیک صاحب ایمان پر دنیوی مشکلات کا آنا اس کے لیے درجات کی بلندی کا باعث ہے۔ ② دنیا کی مصیبتیں مومن کے لیے نعمت ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے وہ آخرت کے عذاب سے بچ جاتا ہے۔ ③ مصیبت پر صبر ایمان کے کامل ہونے کی علامت ہے۔ ④ انبیائے کرام ؑ کے حالات کو پیش نظر رکھنے سے صبر کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

---

**٤٠٢٣_[إسناده حسن]** أخرجه النسائي في الكبرى: ٤/ ٣٥٢، ح: ٧٤٨١ عن قتيبة بن سعيد به.

**٤٠٢٤ - حَدَّثَنَا** عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ يُوعَكُ. فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَيْهِ، فَوَجَدْتُ حَرَّهُ بَيْنَ يَدَيَّ، فَوْقَ اللِّحَافِ. فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ مَا أَشَدَّهَا عَلَيْكَ قَالَ: «إِنَّا كَذٰلِكَ. يُضَعَّفُ لَنَا الْبَلَاءُ وَيُضَعَّفُ لَنَا الْأَجْرُ» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: «الْأَنْبِيَاءُ» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ الصَّالِحُونَ، إِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيُبْتَلَى بِالْفَقْرِ، حَتّٰى مَا يَجِدُ أَحَدُهُمْ إِلَّا الْعَبَاءَةَ يُحَوِّيهَا، وَإِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيَفْرَحُ بِالْبَلَاءِ كَمَا يَفْرَحُ أَحَدُكُمْ بِالرَّخَاءِ».

۴۰۲۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ کو بخار تھا۔ میں نے آپ کے جسم مبارک پر ہاتھ رکھا تو لحاف کے اوپر رکھے ہوئے میرے ہاتھ کو حرارت محسوس ہوئی۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ کو کتنا سخت بخار ہے! آپ نے فرمایا: ''ہم (انبیاء) اسی طرح ہوتے ہیں کہ ہمیں مصیبت (یا آزمائش) بھی دگنی آتی ہے اور ثواب بھی دگنا ملتا ہے۔'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! سب سے زیادہ سخت آزمائش کن لوگوں کو آتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نبیوں کو۔'' میں نے کہا: ان کے بعد؟ فرمایا: ''نیک لوگوں کو۔ انھیں فقر کے ذریعے سے آزمایا جاتا تھا حتی کہ (بعض اوقات) ایک آدمی کو صرف ایک چادر میسر ہوتی تھی جسے وہ جسم پر لپیٹ لیتا تھا۔ اور وہ مصیبت پر اس طرح خوش ہوتے تھے جس طرح تم راحت پر خوش ہوتے ہو۔''

**فوائد ومسائل:** ① بیماری کی شدت بھی آزمائش ہے۔ اس پر صبر کا ثواب بھی شدت کے مطابق زیادہ ہوتا ہے۔ ② فقر بھی آزمائش ہے۔ اس پر صبر اور شکر سے درجے بلند ہوتے ہیں۔ ③ مشکل پر خوشی کی وجہ یہ ہے کہ اس کے نتیجے میں ثواب ملتا ہے۔ مشکل ختم ہو جائے گی لیکن اس کا ثواب جنت میں ہمیشہ کی نعمتوں کا باعث ہوگا۔

**٤٠٢٥ - حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ

۴۰۲۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: گویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا

**٤٠٢٤ـ [إسناده حسن]** أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٥١٠ من حديث هشام بن سعد به، وصححه البوصيري، والحاكم: ٤/ ٣٠٧، والذهبي على شرط مسلم، وله طريق آخر عند أحمد: ٣/ ٩٤ وغيره.

**٤٠٢٥ـ** أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: (٥٤)، ح: ٣٤٧٧، ٦٩٢٩ من حديث الأعمش به، ومسلم، الجهاد، باب غزوة أحد، ح: ١٧٩١ عن ابن نمير به.

شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَهُوَ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ. «ضَرَبَهُ قَوْمُهُ، وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ: رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ».

ہوں کہ آپ کسی نبی کی حالت بیان فرما رہے ہیں: ''اسے اس کی قوم نے مارا' وہ اپنے چہرے سے خون صاف کرتے تھے اور کہتے تھے: میرے رب! میری قوم کو معاف کر دے' وہ جانتے نہیں۔''

فوائد و مسائل: ① ہدایت کی طرف بلانے والوں کو مشکلات آتی ہیں حتی کہ انبیاء ﷺ بھی بہت سی تکلیفیں برداشت کرتے رہے ہیں۔ ② ممکن ہے اس حدیث میں ''کسی نبی'' سے مراد خود نبی ﷺ ہوں اور طائف کے واقعہ کی طرف اشارہ مقصود ہو۔ واللہ أعلم.

٤٠٢٦ - حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ: ﴿رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَىٰ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾ [البقرة: ٢٦٠] وَيَرْحَمُ اللهُ لُوطًا، لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ. وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُولَ مَا لَبِثَ يُوسُفُ، لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ».

۴۰۲۶- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کرنے کا حق رکھتے ہیں جب انھوں نے فرمایا: ﴿رَبِّ اَرِنِیۡ کَیۡفَ تُحۡیِ الۡمَوۡتٰی......﴾ ''میرے رب! مجھے دکھا تو مُردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تو ایمان نہیں لایا؟ ابراہیم نے کہا: کیوں نہیں؟ لیکن (سوال اس لیے کیا ہے) تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔'' اور اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے! وہ مضبوط سہارے کی پناہ لے رہے تھے۔ اور اگر میں قید میں اتنا عرصہ رہتا جتنا عرصہ حضرت یوسف علیہ السلام رہے تو میں بلانے والے کی بات مان لیتا۔''

فوائد و مسائل: ① انبیائے کرام ﷺ کا ایمان سب سے کامل ہوتا ہے۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ انھیں ایسی چیزوں کا مشاہدہ کرا دیتا ہے جو دوسروں کے لیے ''غیب'' کی حیثیت رکھتی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مُردوں کے زندہ ہونے کا مشاہدہ کرنا چاہا تو یہ شک کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اس لیے کہ ''علم الیقین'' سے ''عین الیقین''

٤٠٢٦ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: "وإذ قال إبراهيم رب أرني . . . الخ"، ح: ٤٥٣٧ من حديث ابن وهب به، ومسلم، الإيمان، باب زيادة طمأنينة القلب بتظاهر الأدلة، ح: ١٥١ عن حرملة.

کے درجے تک ترقی کریں۔ ② ''ہم زیادہ شک کرنے کا حق رکھتے ہیں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ جب مومن اس میں شک نہیں کرتے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بدرجہ اولیٰ شک سے برتر ہیں۔ اس میں ابراہیم علیہ السلام کی عظمت کا اظہار ہے کہ انھیں اللہ تعالیٰ نے موت کے بعد کی زندگی کا مشاہدہ کرا دیا۔ ③ حضرت لوط علیہ السلام نے قوم سے کہا تھا کہ اگر میرا کوئی مضبوط دنیوی سہارا ہوتا تو تم مجھ سے حیا سوز مطالبہ نہ کرتے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضرت لوط علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ پر اعتماد نہیں تھا بلکہ یہ قوم کی اخلاقی پستی کا اظہار ہے کہ اگر میرا مضبوط دنیوی سہارا موجود ہوتا تو تم ان افراد کے ڈر سے اس بدتمیزی کی جرأت نہ کرتے لیکن تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔ میرا اعتماد اللہ تعالیٰ پر ہے جو تمھیں انسانوں کی نسبت کہیں زیادہ سزا دے سکتا ہے۔ ④ حضرت یوسف علیہ السلام کو اس لیے جیل جانا پڑا تھا کہ وہ ایک جرم کے ارتکاب سے انکار کر رہے تھے جس کا ان سے مطالبہ کیا جا رہا تھا۔ جب حکمرانوں پر ان کا خلوص' سچائی اور ان کے کردار کی عظمت واضح ہو گئی اور انھیں ضرورت محسوس ہوئی کہ آنجناب کی صلاحیتوں سے استفادہ کریں تو قاصد رہائی کا حکم نامہ لے کر جیل میں آیا۔ اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کی عظمت کردار کا ایک اور پہلو سامنے آیا کہ انھوں نے اس وقت تک جیل سے باہر آنے سے انکار کر دیا جب تک ان کی بے گناہی باقاعدہ ثابت نہ ہو جائے۔ اور مجرم (عزیز مصر کی بیوی) کا جرم ثابت نہ ہو جائے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ کیفیت میرے ساتھ پیش آتی تو میں اس وقت جیل سے باہر آ جاتا اور اللہ کی رحمت سے امید رکھتا کہ وہ کسی اور انداز سے میری براءت کا اظہار فرما دے گا۔ اس ارشاد کا مقصد حضرت یوسف علیہ السلام کی استقامت اور ان کے صبر کی تعریف ہے۔ ⑥ خاتم النبیین ﷺ کا مقام تمام انبیائے کرام سے بلند و برتر ہے لیکن دوسرے انبیاء علیہم السلام کے کردار کے روشن پہلو بھی لائق تحسین ہیں۔ ان کی اہمیت و عظمت بھی نظر سے اوجھل نہیں ہونی چاہیے۔ ⑦ دوسروں کی خوبیوں کا اعتراف بھی عظمت کردار کا ایک پہلو ہے۔ علمائے کرام کو چاہیے کہ ایک دوسرے کی خوبیوں کو دل سے تسلیم کریں۔ ان خوبیوں کی وجہ سے دوسروں کی عزت کریں اور ان سے محبت رکھیں۔ جس طرح ان کی غلطیوں پر تنقید کرتے ہیں' ان کے اچھے کاموں کی تعریف اور ان میں تعاون بھی کریں' خواہ متعلقہ فرد کا تعلق ان کی پارٹی' تنظیم' جماعت اور مسلک سے نہ ہو۔

٤٠٢٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ. وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ

۴۰۲۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ اُحد میں جب رسول اللہ ﷺ کا دانت شہید ہوا' چہرۂ مبارک زخمی ہوا اور خون آپ کے چہرۂ مبارک

٤٠٢٧ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة آل عمران، ح:٣٠٠٢، ٣٠٠٣ وغيره من حديث حميد به، وصححه البوصيري، وله شواهد عند مسلم، ح:١٧٩١/ ١٠٤، والبخاري، ح:٤٠٦٩ تعليقًا وغيرهما.

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ، كُسِرَتْ رَبَاعِيَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَشُجَّ، فَجَعَلَ الدَّمُ يَسِيلُ عَلَى وَجْهِهِ، وَجَعَلَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ: «كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ خَضَبُوا وَجْهَ نَبِيِّهِمْ بِالدَّمِ، وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللهِ؟» فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ ٱلْأَمْرِ شَىْءٌ﴾ [آل عمران: ١٢٨].

سے بہنے لگا تو آپ چہرۂ مبارک سے خون پونچھتے تھے اور فرماتے تھے: ''یہ قوم کیسے نجات پائے گی جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون آلود کر دیا' جب کہ وہ ان کو اللہ کی طرف بلا رہا تھا؟'' اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ ''اے پیغمبر! آپ کے اختیار میں کچھ نہیں۔ (اللہ چاہے تو ان کی توبہ قبول فرما لے' اور چاہے تو انھیں عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔'')

**فوائد ومسائل:** ① جہاد میں رسول اللہ ﷺ کی شجاعت مومنوں کے لیے اسوۂ حسنہ ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا افسوس کے طور پر تھا کہ انھوں نے اتنا بڑا جرم کیا ہے' کیا معلوم اس کی پاداش میں ان پر عذاب ہی آ جائے۔ ③ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہدایت دینا آپ کی ذمہ داری نہیں۔ ان میں سے بعض کو ایمان نصیب ہوگا' بعض اپنے جرم کی سزا میں جہنم رسید ہوں گے۔ ④ نبی مخلوق کے دلوں پر اختیار نہیں رکھتے' نہ عذاب لانا یا روکنا ان کے اختیار میں ہے۔

٤٠٢٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، ذَاتَ يَوْمٍ، إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَهُوَ جَالِسٌ حَزِينٌ، قَدْ خُضِبَ بِالدِّمَاءِ، قَدْ ضَرَبَهُ بَعْضُ أَهْلِ مَكَّةَ. فَقَالَ: مَا لَكَ؟ فَقَالَ: «فَعَلَ بِي هٰؤُلَاءِ، وَفَعَلُوا» قَالَ: أَتُحِبُّ أَنْ أُرِيَكَ آيَةً؟ قَالَ: «نَعَمْ. أَرِنِي» فَنَظَرَ إِلَى شَجَرَةٍ مِنْ وَرَاءِ الْوَادِي. قَالَ: ادْعُ تِلْكَ الشَّجَرَةَ. فَدَعَاهَا. فَجَاءَتْ

۴۰۲۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ایک دن جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے تو آپ بہت غمگین بیٹھے ہوئے تھے۔ مکہ کے بعض لوگوں نے نبی ﷺ کو خشت زنی کر کے لہولہان کر دیا تھا۔ جبریل نے کہا: کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ان لوگوں نے میرے ساتھ یہ یہ ظلم کیا ہے۔'' جبریل علیہ السلام نے فرمایا: کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو ایک نشانی دکھاؤں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' دکھایئے۔'' انھوں نے وادی کی دوسری طرف ایک درخت کی طرف دیکھ کر کہا: اس درخت کو بلایئے۔ نبی ﷺ نے اسے بلایا تو وہ چل

٤٠٢٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ١١٣ عن أبي معاوية به، ولم أجد تصريح سماع الأعمش، وتقدم، ح: ١٧٨.

تَمْشِي حَتّٰى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ . قَالَ : قُلْ لَهَا فَلْتَرْجِعْ . فَقَالَ لَهَا . فَرَجَعَتْ ، حَتّٰى عَادَتْ إِلٰى مَكَانِهَا . فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «حَسْبِي» .

کر آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: اسے کہیے واپس چلا جائے۔ آپ نے اسے کہا تو وہ واپس ہو گیا حتی کہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے کافی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ الموسوعۃ الحدیثیہ مسند الامام احمد کے محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت کی سند قوی ہے اور مسلم کی شرط پر ہے' نیز شیخ البانی رحمہ اللہ اور دکتور بشار عواد وغیرہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے جس سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:١٩/ ١٦٥' ١٦٦' وصحيح سنن ابن ماجه للألباني' رقم: ٣٢٧٠' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:٤٠٢٨) ② یہ واقعہ مکی دور کا ہے۔ ممکن ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کسی بڑی عمر کے صحابی سے سنا ہو یا خود رسول اللہ ﷺ نے سنایا ہو۔ ③ درخت کا نبی ﷺ کے حکم سے حرکت کرنا معجزہ ہے۔ یہ معجزہ دکھانے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں رسول اللہ ﷺ کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے لیکن کچھ خاص حکمتوں کی وجہ سے یہ تکلیفیں برداشت کرنا ضروری ہے۔ ④ اس کا مقصد رسول اللہ ﷺ کی دلجوئی بھی تھا کہ اللہ کی ہر مخلوق آپ کے ساتھ اور آپ پر ایمان رکھنے والی ہے۔

٤٠٢٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا : حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ شَقِيقٍ ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «أَحْصُوا لِي كُلَّ مَنْ تَلَفَّظَ بِالْإِسْلَامِ» قُلْنَا : يَارَسُولَ اللهِ أَتَخَافُ عَلَيْنَا ، وَنَحْنُ مَا بَيْنَ السِّتِّمِائَةِ إِلَى السَّبْعِمِائَةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «إِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ ، لَعَلَّكُمْ أَنْ تُبْتَلُوا» .

۴۰۲۹- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے وہ سب لوگ شمار کر دو جنھوں نے اسلام کا کلمہ پڑھا ہے۔'' ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا آپ کو ہمارے بارے میں خوف ہے جب کہ ہماری تعداد چھ اور سات سو کے درمیان ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھیں نہیں معلوم' شاید تم پر آزمائش آئے۔''

قَالَ : فَابْتُلِينَا ، حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا مَا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پھر ہم پر

٤٠٢٩ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب كتابة الإمام الناس، ح: ٣٠٦٠، من حديث أبي معاوية به تعليقًا، ومسلم، الإيمان، باب جواز الاستسرار بالإيمان للخائف، ح: ١٤٩ عن ابن نمير به.

يُصَلِّي إِلَّا سِرًّا.

آزمائش آئی حتی کہ ہم چھپ چھپ کر نمازیں پڑھنے لگے۔

فوائد و مسائل: ① مردم شماری کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ افرادی قوت کا صحیح اندازہ ہو جاتا ہے۔ ② صحابۂ کرام ؓ کو اللہ تعالیٰ پر اس قدر توکل تھا کہ چھ سات سو کی تعداد ہوتے ہوئے خود کو ناقابل شکست سمجھتے تھے۔ ③ زیادہ تعداد کے باوجود آزمائش آسکتی ہے' اس لیے اللہ سے مدد مانگتے رہنا چاہیے اور آزمائش میں ثابت قدم رہنا چاہیے۔

٤٠٣٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ، وَجَدَ رِيحًا طَيِّبَةً. فَقَالَ: «يَا جِبْرَئِيلُ مَا هٰذِهِ الرِّيحُ الطَّيِّبَةُ؟» قَالَ: هٰذِهِ رِيحُ قَبْرِ الْمَاشِطَةِ وَابْنَيْهَا وَزَوْجِهَا. قَالَ: وَكَانَ بَدْءُ ذٰلِكَ أَنَّ الْخَضِرَ كَانَ مِنْ أَشْرَافِ بَنِي إِسْرَائِيلَ، وَكَانَ مَمَرُّهُ بِرَاهِبٍ فِي صَوْمَعَتِهِ، فَيَطَّلِعُ عَلَيْهِ الرَّاهِبُ، فَيُعَلِّمُهُ الْإِسْلَامَ، فَلَمَّا بَلَغَ الْخَضِرُ، زَوَّجَهُ أَبُوهُ امْرَأَةً، فَعَلَّمَهَا الْخَضِرُ، وَأَخَذَ عَلَيْهَا أَنْ لَا تُعْلِمَهُ أَحَدًا، وَكَانَ لَا يَقْرَبُ النِّسَاءَ، فَطَلَّقَهَا، ثُمَّ زَوَّجَهُ أَبُوهُ أُخْرٰى، فَعَلَّمَهَا وَأَخَذَ عَلَيْهَا أَنْ لَا تُعْلِمَهُ أَحَدًا، فَكَتَمَتْ إِحْدَاهُمَا وَأَفْشَتْ عَلَيْهِ الْأُخْرٰى. فَانْطَلَقَ هَارِبًا. حَتّٰى أَتٰى جَزِيرَةً فِي الْبَحْرِ، فَأَقْبَلَ رَجُلَانِ يَحْتَطِبَانِ. فَرَأَيَاهُ. فَكَتَمَ أَحَدُهُمَا

۴۰۳۰- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ حضرت ابی بن کعب ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جس رات رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوئی' آپ کو (سفر معراج کے دوران میں ایک جگہ) عمدہ خوشبو محسوس ہوئی۔ آپ نے فرمایا: ''جبریل! یہ عمدہ خوشبو کیسی ہے؟'' انھوں نے فرمایا: یہ ماشطہ کی' ان کے دو بیٹوں کی اور ان کے شوہر کی قبروں کی خوشبو ہے۔ انھوں نے فرمایا: ان کا واقعہ یوں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام بنی اسرائیل کے معزز افراد میں سے تھے۔ وہ (اپنے کام کاج کے سلسلے میں) ایک راہب کے پاس سے گزرتے جو اپنے عبادت خانے میں ہوتا تھا۔ وہ انھیں دیکھتا تو انھیں اسلام کی تعلیم دیتا۔ جب خضر علیہ السلام جوان ہوئے تو ان کے والد نے ایک عورت سے ان کی شادی کر دی۔ خضر علیہ السلام نے اسے (اسلام کی) تعلیم دی اور اس سے وعدہ لیا کہ کسی کو نہیں بتائے گی۔ وہ عورتوں کے قریب نہیں جاتے تھے۔ انھوں نے اس عورت کو طلاق دے دی۔ ان کے والد نے ایک اور عورت سے ان کی شادی کر دی۔ انھوں نے اسے بھی (اسلام کی) تعلیم دی اور اس سے وعدہ لیا کہ وہ

٤٠٣٠_ [إسناده ضعيف] وانظر، ح: ٢٨٧٦، ١٧٥ لعلتيه، وله شاهد عند أحمد: ١/ ٣٠٩، ٣١٠ بإسناد حسن عن ابن عباس نحو المعنى باختلاف كثير دون جملة منكرة: "كان بدء ذلك أن الخضر كان من أشراف بني إسرائيل".

وَأَفْشَى الْآخَرُ، وَقَالَ: قَدْ رَأَيْتُ الْخَضِرَ. فَقِيلَ: وَمَنْ رَآهُ مَعَكَ؟ قَالَ: فُلَانٌ. فَسُئِلَ فَكَتَمَ. وَكَانَ فِي دِينِهِمْ أَنَّ مَنْ كَذَبَ قُتِلَ. قَالَ: فَتَزَوَّجَ الْمَرْأَةَ الْكَاتِمَةَ. فَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشُطُ ابْنَةَ فِرْعَوْنَ، إِذْ سَقَطَ الْمُشْطُ. فَقَالَتْ: تَعِسَ فِرْعَوْنُ فَأَخْبَرَتْ أَبَاهَا. وَكَانَ لِلْمَرْأَةِ ابْنَانِ وَزَوْجٌ. فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ. فَرَاوَدَ الْمَرْأَةَ وَزَوْجَهَا أَنْ يَرْجِعَا عَنْ دِينِهِمَا. فَأَبَيَا. فَقَالَ: إِنِّي قَاتِلُكُمَا. فَقَالَا: إِحْسَانًا مِنْكَ إِلَيْنَا إِنْ قَتَلْتَنَا أَنْ تَجْعَلَنَا فِي بَيْتٍ. فَفَعَلَ». فَلَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ ﷺ، وَجَدَ رِيحًا طَيِّبَةً. فَسَأَلَ جِبْرِيلَ، فَأَخْبَرَهُ.

کسی کو نہیں بتائے گی۔ ان میں سے ایک عورت نے تو راز رکھا جبکہ دوسری نے ظاہر کر دیا۔ وہ (وطن سے) بھاگ گئے حتی کہ سمندر میں ایک جزیرے میں جا پہنچے۔ (وہاں) دو آدمی ایندھن جمع کرنے آئے۔ انھوں نے خضر علیہ السلام کو دیکھ لیا۔ ان میں سے ایک نے راز رکھا' دوسرے نے ظاہر کر دیا۔ اس نے کہا: میں نے خضر کو دیکھا ہے۔ اس سے پوچھا گیا: تیرے ساتھ اور کس نے دیکھا ہے؟ اس نے کہا: فلاں نے۔ اس سے پوچھا گیا تو اس نے راز چھپا لیا۔ ان کے ہاں یہ قانون تھا کہ جو شخص جھوٹ بولے' اسے قتل کر دیا جائے۔ اس (چھپانے والے) نے چھپانے والی عورت سے شادی کر لی۔ وہ فرعون کی بیٹی کو کنگھی کر رہی تھی کہ کنگھی (اس کے ہاتھ سے) گر گئی۔ اس نے کہا: فرعون کا برا ہو۔ اس نے اپنے باپ کو بتایا۔ اس عورت (ماشطہ کنگھی کرنے والی) کا خاوند بھی تھا اور دو بیٹے تھے۔ فرعون نے انھیں بلوا لیا۔ اس نے ان میاں بیوی کو دین سے پھیرنے کی کوشش کی۔ انھوں نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا: میں تمھیں قتل کر دوں گا۔ انھوں نے کہا: اگر تو ہمیں قتل کرے تو ہم پر یہ احسان کرنا کہ ہمیں ایک جگہ دفن کرنا۔ اس نے ایسے ہی کیا۔'' جب نبی ﷺ کو معراج ہوئی تو آپ کو عمدہ خوشبو محسوس ہوئی۔ نبی ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا تو انھوں نے یہ بات سنائی۔

**فائدہ:** یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس کا ایک شاہد ہے جس سے اس کو کچھ تقویت مل جاتی ہے' اس لیے اس میں ماشطہ' اس کے خاوند اور بیٹی کی حد تک بات صحیح ہے' باقی تفصیلات غیر صحیح ہیں' نیز ہمارے فاضل محقق اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے' تاہم اس کا ایک شاہد مسند احمد میں حسن درجے کا ہے جو کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے لیکن دونوں احادیث کے الفاظ میں خاصا اختلاف ہے' البتہ مسند احمد کی

روایت میں [كَانَ بَدْءُ ذٰلِكَ أَنَّ الْخَضِرَ......] والا جملہ منکر ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الإسراء والمعراج للألباني رحمه الله)

٤٠٣١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «عِظَمُ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ. وَإِنَّ اللهَ، إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ. فَمَنْ رَضِيَ، فَلَهُ الرِّضَا. وَمَنْ سَخِطَ، فَلَهُ السُّخْطُ».

۴۰۳۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زیادہ ثواب بڑی آزمائش کا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو ان پر آزمائش ڈالتا ہے۔ جو راضی رہے اسے رضا ملے گی' اور جو ناراض ہوا' اسے ناراضی حاصل ہوگی۔''

فوائد و مسائل: ① آزمائش میں بندے کا فائدہ ہوتا ہے' اس لیے اللہ کے فیصلے پر راضی رہتے ہوئے شریعت کے دائرے میں رہ کر جدوجہد کرنا ضروری ہے۔ اگر کسی مصیبت پر بندہ ناراضی کا اظہار کرے گا تو مصیبت تو اپنے مقررہ وقت ہی پر ختم ہوگی لیکن بندہ ثواب سے محروم ہو کر اللہ کو ناراض کر لے گا۔ ② مصیبت بھی اللہ کی ایک نعمت ہے بشرطیکہ احکام کی نافرمانی نہ کی جائے۔

٤٠٣٢ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُؤْمِنُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ، وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ، أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ، وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ».

۴۰۳۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مومن لوگوں سے ملتا جلتا ہے اور ان سے ملنے والی تکلیف پر صبر کرتا ہے' وہ اس مومن سے زیادہ ثواب حاصل کر لیتا ہے جو لوگوں سے ملتا جلتا نہیں اور ان کی طرف سے آنے والی تکلیف پر صبر نہیں کرتا۔''

---

٤٠٣١_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في الصبر على البلاء، ح: ٢٣٩٦ من حديث الليث به، وقال: "حسن غريب".

٤٠٣٢_ [صحيح] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب [في فضل المخالطة مع الصبر على أذى الناس]، ح: ٢٥٠٧ من حديث شعبة عن الأعمش به إلا أن فيه: "عن شيخ من أصحاب النبي ﷺ - وكان شعبة يرى أنه ابن عمر".

فوائد ومسائل: ① لوگوں سے میل جول میں اچھے برے ہر قسم کے آدمی سے واسطہ پڑتا ہے۔ برے آدمی کی برائی سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے لیکن خود نیکی پر قائم رہنا چاہیے۔ ② معاشرے میں برائی زیادہ ہو جائے تب بھی سب سے الگ تھلگ ہو کر راہبوں کی طرح جنگلوں یا غاروں میں چلے جانا جائز نہیں بلکہ معاشرے میں رہ کر اصلاح کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ ③ جب ایمان کو خطرہ ہو تب خلوت نشینی جائز ہے۔

٤٠٣٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثٌ. مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ طَعْمَ الْإِيمَانِ. وَقَالَ: بُنْدَارٌ: حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ:

۴۰۳۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین خوبیاں جس میں ہوں، اسے ایمان کا لطف حاصل ہوتا ہے...... ایک روایت میں ہے: اسے ایمان کی مٹھاس حاصل ہو جاتی ہے۔

وَمَنْ كَانَ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ فِي الْكُفْرِ، بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللهُ مِنْهُ».

(پہلی خوبی) اور جب اسے اللہ نے کفر سے نجات دے دی ہو تو اسے دوبارہ کفر اختیار کرنے سے آگ میں ڈالا جانا زیادہ پسند ہو۔''

مَنْ كَانَ يُحِبُّ الْمَرْءَ، لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ.

(دوسری) کسی شخص سے محبت اور دوستی رکھے تو محض اللہ کے لیے رکھے۔

وَمَنْ كَانَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا.

(تیسری) اس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت باقی سب کی محبت سے بڑھ کر ہو۔

فوائد ومسائل: ① اللہ کے لیے محبت کا مطلب یہ ہے کہ دوست سے محبت کی بنیاد خاندان، قبیلہ، زبان، وطن یا دنیوی مفاد نہ ہو بلکہ کسی سے اس لیے محبت ہو کہ وہ اللہ کے احکام کی تعمیل کرنے والا نیک آدمی ہے۔ ② اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت زیادہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ جب بیوی بچوں، ماں باپ، دوست احباب یا دنیوی مفادات کا تقاضا کسی شرعی حکم کی خلاف ورزی کا ہو تو ان سب کو نظر انداز کر کے ان کی ناراضی کی پروا نہ کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مان لیا جائے۔ ③ مومن کفر سے اور کافروں کے رسم و رواج سے نفرت کرتا ہے اور مسلمانوں کے مقابلے میں کافروں سے محبت اور ان کی مدد نہیں کرتا کیونکہ کافروں کی

٤٠٣٣ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب من كره أن يعود في الكفر . . . الخ، ح: ٢١، ٦٠٤١ من حديث شعبة به، ومسلم، الإيمان، باب بيان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الإيمان، ح: ٤٣/ ٦٨ عن ابن المثنى وابن بشار به.

طرف میلان میں خطرہ ہے کہ ایمان کمزور ہو کر آخر وہ مرحلہ آ جائے جب ایمان بالکل ختم ہو جائے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ.

٤٠٣٤- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ. ح: وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، [قَالَا]: حَدَّثَنَا رَاشِدٌ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحِمَّانِيُّ عَنْ شَهْرِ ابْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ، أَنْ: «لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَإِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ. وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً، مُتَعَمِّدًا. فَمَنْ تَرَكَهَا، مُتَعَمِّدًا، فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ. وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ».

۴۰۳۴- حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: مجھ سے میرے جگری دوست (جانی محبوب) ﷺ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا' خواہ تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا تجھے جلا دیا جائے۔ اور فرض نماز جان بوجھ کر ترک نہ کرنا۔ جس نے اسے عمداً ترک کیا' اس سے (اللہ کی حفاظت کا) ذمہ جاتا رہا۔ اور شراب نہ پینا کیونکہ وہ ہر برائی کی چابی ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① شرک سب سے بڑا جرم ہے' لہٰذا سخت سے سخت حالات میں بھی اس سے بچنا ضروری ہے۔ ② عقیدۂ توحید کے لیے جان بھی قربان کرنی پڑے تو سعادت ہے ③ شرک کے بعد بڑا گناہ نماز چھوڑنا ہے جو کفر کے مترادف ہے۔ ④ عقل اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ نشہ آور اشیاء کے استعمال سے اس نعمت کو ضائع کرنا بہت بڑی ناشکری ہے۔ ⑤ نشے کی وجہ سے عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے جس کی وجہ سے کوئی بھی گناہ کرنا آسان ہو جاتا ہے' اس لیے مسلمان کے لیے ہر نشہ آور چیز سے پرہیز انتہائی ضروری ہے۔

## (المعجم ٢٤) - بَابُ شِدَّةِ الزَّمَانِ (التحفة ٢٤)

## باب: ۲۴- زمانے کی سختی کا بیان

٤٠٣٥- حَدَّثَنَا غِيَاثُ بْنُ جَعْفَرٍ

۴۰۳۵- حضرت معاویہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ

---

٤٠٣٤ـ [حسن] تقدم، ح:٣٣٧١، وأخرجه الخطيب في موضح أوهام الجمع والتفريق: ١/ ١١٨ من حديث عبدالوهاب به، وحسنه البوصيري.

٤٠٣٥ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن المبارك في الزهد، ص: ٢١١، ح: ٥٩٦، ومن طريقه أحمد: ٤/ ٩٤ من حديث ابن جابر به، وصححه ابن حبان، ح: ١٨٢٨، والبوصيري.

الرَّحَبِيُّ: أَنْبَأَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: سَمِعْتُ ابْنَ جَابِرٍ يَقُولُ: قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ رَبٍّ يَقُولُ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا بَلَاءٌ وَفِتْنَةٌ».

میں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''دنیا میں صرف آزمائش اور فتنہ ہی باقی رہ گیا ہے۔''

فائدہ: زندگی میں ہر موقع پر آزمائش آتی ہے۔ راحت بھی آزمائش ہے' مصیبت بھی آزمائش ہے۔ مومن کو چاہیے کہ ہر موقع پر یہ دیکھے کہ اللہ کی رضا کس چیز میں ہے' اس کے مطابق عمل کرے۔

**٤٠٣٦ - حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ قُدَامَةَ الْجُمَحِيُّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي الْفُرَاتِ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتٌ. يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ وَيُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ. وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ وَيَخُونُ فِيهَا الْأَمِينُ. وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ قِيلَ: وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ قَالَ: اَلرَّجُلُ التَّافِهُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ».

۴۰۳۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب لوگوں پر دھوکے سے بھرپور سال آئیں گے۔ ان میں جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔ بددیانت کو امانت دار سمجھا جائے گا اور دیانت دار کو بددیانت کہا جائے گا۔ اور رُوَیبِضَہ باتیں کریں گے' کہا گیا: رُوَیبِضَہ (کا مطلب) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''حقیر آدمی عوام کے معاملات میں رائے دے گا۔''

فوائد و مسائل: ① معاشرے میں امن قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اچھی عادات کی حوصلہ افزائی اور بری عادات کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ ② جب نیک دیانت دار آدمی کو اس کا جائز مقام نہ دیا جائے بلکہ جھوٹے بددیانت کی خوش نما باتوں پر اعتماد کر لیا جائے تو معاشرے کا کوئی شعبہ انحطاط سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ ③ موجودہ معاشروں کے بے شمار مسائل کی وجہ سچ اور دیانت داری کا فقدان ہے۔ علماء کو چاہیے کہ ان کے فروغ کی کوشش کریں۔

---

**٤٠٣٦ـ [حسن]** أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩١ عن يزيد به ببعض الاختلاف، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٦٥، ٤٦٦، ٥١٢، والذهبي، وله شواهد عند أحمد: ٢/ ٣٣٨، ٣/ ٢٢٠ وغيره.

**٤٠٣٧- حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى:** حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي إِسْمَاعِيلَ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى الْقَبْرِ، فَيَتَمَرَّغَ عَلَيْهِ، وَيَقُولَ: يَالَيْتَنِي كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هٰذَا الْقَبْرِ. وَلَيْسَ بِهِ الدِّينُ. إِلَّا الْبَلَاءُ».

**۴۰۳۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! دنیا ختم نہیں ہوگی حتی کہ (یہ نوبت آ جائے گی کہ) آدمی کسی قبر کے پاس سے گزرے گا تو اس پر گر پڑے گا اور کہے گا: کاش! میں اس قبر والے کی جگہ (مر کر دفن ہو چکا) ہوتا۔ وہ دین (کے بارے میں پیش آنے والی مشکلات) کی وجہ سے ایسے نہیں کرے گا بلکہ (دنیوی) مشکلات کی وجہ سے کرے گا۔“

**فوائد و مسائل:** ① دنیاوی مشکلات میں اللہ سے مدد مانگنا اور حالات بہتر بنانے کی کوشش کرنا بہتر طریقہ ہے۔ ② دنیا کی وجہ سے موت کی تمنا کرنا منع ہے۔ ③ دین کی حفاظت کی فکر دنیا سے زیادہ ہونی چاہیے۔

**٤٠٣٨- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:** حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ، يَعْنِي مَوْلٰى مُسَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَتُنْتَقَوُنَّ كَمَا يُنْتَقَى التَّمْرُ مِنْ أَغْفَالِهِ. فَلَيَذْهَبَنَّ خِيَارُكُمْ، وَلَيَبْقَيَنَّ شِرَارُكُمْ. فَمُوتُوا إِنِ اسْتَطَعْتُمْ».

**۴۰۳۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اس طرح چن لیے جاؤ گے جس طرح نکمی اور ردی کھجوروں میں سے (عمدہ) کھجوریں چن (کر اٹھا) لی جاتی ہیں۔ اچھے لوگ (دنیا سے) چلے جائیں گے اور برے لوگ رہ جائیں گے پس اگر تم سے ہو سکے تو مر جانا۔“

**فائدہ:** نیک لوگ ہر دور میں رہیں گے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تعداد کم ہوتی چلی جائے گی حتی کہ جب قیامت آئے گی اس وقت کوئی نیک آدمی نہیں ہوگا۔

---

٤٠٣٧ـ أخرجه مسلم، الفتن، باب: لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل . . . الخ، ح: ١٥٧/ ٥٤ بعد، ح: ٢٩٠٧ من حديث ابن فضيل به.

٤٠٣٨ـ [حسن] أخرجه الحاكم: ٤/ ٤٣٤ من حديث طلحة به، وصححه، ووافقه الذهبي، وله لون آخر عند ابن حبان في صحيحه، ح: ١٨٣٣، وله شاهد عند البخاري، ح: ٦٤٣٤، وآخر عند ابن حبان، ح: ١٨٣٢، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٣٤، ووافقه الذهبي.

٤٠٣٩- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الْجَنَدِيُّ عَنْ أَبَانِ بْنِ صَالِحٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَزْدَادُ الْأَمْرُ إِلَّا شِدَّةً. وَلَا الدُّنْيَا إِلَّا إِدْبَارًا. وَلَا النَّاسُ إِلَّا شُحًّا. وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلٰى شِرَارِ النَّاسِ. وَلَا الْمَهْدِيُّ إِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ».

۴۰۳۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معاملہ ہمیشہ سخت سے سخت ہوتا چلا جائے گا۔ دنیا پیچھے ہٹتی چلی جائے گی۔ لوگوں میں بخل ہی زیادہ ہوتا جائے گا۔ قیامت محض بدترین لوگوں پر قائم ہو گی اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے سوا کوئی مہدی نہیں۔''

## (المعجم ٢٥) - بَابُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ (التحفة ٢٥)

## باب:۲۵- علاماتِ قیامت کا بیان

٤٠٤٠- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، وَأَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ، مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ، كَهَاتَيْنِ» وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ.

۴۰۴۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں۔'' اور آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو جمع فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① نبئ اکرم ﷺ آخری نبی ہیں' اس لیے آپ کے بعد صرف قیامت ہی باقی ہے۔ ② یہ حدیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے منافی نہیں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ ﷺ سے پہلے مبعوث ہوئے تھے۔

---

٤٠٣٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم في المستدرك: ٤/ ٤٤١ من حديث يونس به، وقال الذهبي: "وهو منكر جدًا"، ميزان الاعتدال: ٤/ ٤٨١، وكذا قال النسائي وغيره، وفيه أربع علل(١) عنعنة الحسن البصري(٢) جهالة الجندي ولم يثبت توثيقه عن ابن معين كما حققته في تخريج النهاية، ح: ١٠٧(٣) الاختلاف في السند(٤) أبان لم يسمع من الحسن، ذكره ابن الصلاح في أماليه، ولبعض الحديث(الشطر الأول) شواهد ضعيفة.

٤٠٤٠ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب قول النبي ﷺ "بعثت أنا والساعة كهاتين . . . الخ، ح: ٦٥٠٥ من حديث أبي بكر بن عياش به، وتابعه إسرائيل، تغليق التعليق: ٥/ ١٧٧ .

آسمان سے ان کا نزول اگرچہ بعد میں ہوگا لیکن اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی نبوت کی بجائے نبوتِ محمد (علیہ الصلوۃ والسلام) کے مبلغ وداعی ہوں گے اور شریعت محمدیہ ہی کو نافذ وغالب فرمائیں گے۔ ④ مسلمان کو چاہیے کہ روز بروز بڑھتے ہوئے فتنوں کے دور میں اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے زیادہ سے زیادہ کوشش کرے اور جاہلیت کے عقائد ورسوم کو رائج کرنے والوں کے خلاف ہرممکن کوشش کرے۔

**٤٠٤١- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ قَالَ: اِطَّلَعَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ مِنْ غُرْفَةٍ، وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ السَّاعَةَ. فَقَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَكُونَ عَشْرُ آيَاتٍ: الدَّجَّالُ، وَالدُّخَانُ، وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا».

**۴۰۴۱- حضرت حذیفہ بن اسید غفاری** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بالائی کمرے سے جھانک کر ہمیں دیکھا جب کہ ہم قیامت کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''قیامت نہیں آئے گی جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہو جائیں: دجال' دھواں اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔''

**فائدہ:** یہ حدیث باب ۲۸ میں تفصیل سے آئے گی۔ دیکھیے حدیث: ۴۰۵۵

**٤٠٤٢- حَدَّثَنَا** عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِاللهِ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ: حَدَّثَنِي عَوْفُ ابْنُ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَهُوَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، وَهُوَ فِي خِبَاءٍ مِنْ أَدَمٍ. فَجَلَسْتُ بِفِنَاءِ الْخِبَاءِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اُدْخُلْ يَا عَوْفُ» فَقُلْتُ: بِكُلِّي؟ يَارَسُولَ اللهِ قَالَ: «بِكُلِّكَ» ثُمَّ قَالَ: «يَاعَوْفُ احْفَظْ خِلَالًا سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ: إِحْدَاهُنَّ مَوْتِي» قَالَ: فَوَجَمْتُ

**۴۰۴۲- حضرت عوف بن مالک اشجعی** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: غزوۂ تبوک کے دوران میں، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ چمڑے کے ایک خیمے میں تشریف فرما تھے۔ میں خیمے کے سامنے بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عوف! اندر آ جاؤ۔'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! سارا ہی آ جاؤں۔ آپ نے فرمایا: ''سارے ہی (آ جاؤ)۔'' پھر فرمایا: ''عوف! یاد رکھو' قیامت سے پہلے چھ واقعات (پیش آنے والے) ہیں: ان میں سے ایک میری وفات ہے۔'' (یہ سن کر غم اور پریشانی کی وجہ سے) میں بولنے کے قابل نہ رہا (ہکا بکا رہ گیا۔) رسول اللہ

---

**٤٠٤١ـ** أخرجه مسلم، الفتن، باب في الآيات التي تكون قبل الساعة، ح: ٢٩٠١ من حديث سفيان الثوري به.

**٤٠٤٢ـ** أخرجه البخاري، الجزية والموادعة، باب ما يحذر من الغدر، ح: ٣١٧٦ من حديث الوليد به.

عِنْدَهَا وَجْمَةً شَدِيدَةً. فَقَالَ: «قُلْ: إِحْدٰى، ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ. ثُمَّ دَاءٌ يَظْهَرُ فِيكُمْ يَسْتَشْهِدُ اللهُ بِهِ ذَرَارِيَّكُمْ وَأَنْفُسَكُمْ، وَيُزَكِّي بِهِ أَعْمَالَكُمْ. ثُمَّ تَكُونُ الْأَمْوَالُ فِيكُمْ. حَتّٰى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِينَارٍ، فَيَظَلَّ سَاخِطًا. وَفِتْنَةٌ تَكُونُ بَيْنَكُمْ. لَا يَبْقٰى بَيْتُ مُسْلِمٍ إِلَّا دَخَلَتْهُ. ثُمَّ تَكُونُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ هُدْنَةٌ. فَيَغْدِرُونَ بِكُمْ. فَيَسِيرُونَ إِلَيْكُمْ فِي ثَمَانِينَ غَايَةً، تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا».

ﷺ نے فرمایا: ''کہو (یہ) ایک (علامت ہے)' پھر بیت المقدس کی فتح' پھر تمھارے اندر ایسی بیماری پھیلے گی جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ تمھیں اور تمھاری اولاد کو شہادت کا درجہ دے گا اور تمھارے اعمال کو پاک کر دے گا' پھر تمھارے اندر مال و دولت آ جائے گی۔ (فراوانی کے باوجود حرص بہت ہوگی) حتی کہ آدمی کو سو دینار دیے جائیں گے' تب بھی وہ ناراض رہے گا۔ اور تمھارے اندر ایک فتنہ برپا ہوگا کہ وہ کسی مسلمان کے گھر میں داخل ہوئے بغیر نہیں رہے گا' پھر تمھارے درمیان اور بنواصفر (رومیوں) کے درمیان صلح (جنگ بندی) ہوگی۔ وہ تمھیں دھوکا دیں گے اور اسّی جھنڈوں کے ساتھ تمھاری طرف (حملہ کرنے کے لیے) آئیں گے۔ ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار (فوجی) ہوں گے۔''



**فوائد و مسائل:** ① رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں' اس لیے آپ کی وفات قیامت کی نشانی ہے۔ ② بیت المقدس پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتح ہوا۔ دوبارہ صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ نے فتح کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت بھی یہود سے جنگ ہوگی اور ان کا خاتمہ ہو جائے گا اور تمام عیسائی مسلمان ہو جائیں گے۔ ③ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وبا پھیلی تھی جو ''طاعون عمواس'' کے نام سے معروف ہے۔ بعد میں بھی ایسے واقعات پیش آئے ہیں۔ ممکن ہے قیامت کے قریب کوئی اور وبا آنے والی ہو۔ ④ مال کی حرص اور ناشکری موجودہ دور میں عام ہے۔ جدید جاہلیت کی بعض تحریکیں' مثلاً: بنکوں میں پیسے رکھ کر سود لینے کی ترغیب' بیمہ جو سود اور جوئے کا مجموعہ ہے' بہت سی انعامی سکیمیں جو لاٹری' یعنی جوئے کی شکلیں ہیں اور زیادہ اخراجات سے ڈر کر کم بچے پیدا کرنے کی کوشش (خاندانی منصوبہ بندی) اسی مادہ پرستانہ ذہنیت کے چند مظاہر ہیں۔ ⑤ ہر گھر میں داخل ہونے والے فتنے کا اطلاق متعدد چیزوں پر ممکن ہے' مثلاً: جاندار کی تصویر جو کہ شرعاً حرام ہے۔ بہت سے لوگ اپنے کسی بزرگ یا بچے کی' یا کسی عالم یا پیر کی تصویر شوقیہ یا برکت کے لیے گھر میں رکھتے ہیں۔ اگر کوئی اس سے بچ جائے تو اخباروں اور رسالوں میں' پھر بچوں کی نصابی کتابوں میں ضرور موجود ہوتی ہے۔ پاسپورٹ اور شناختی کارڈ وغیرہ میں حکومت کے احکام سے ہر گھر میں تصویر مجبوری بن چکی ہے۔ اس کے بعد ٹیلی ویژن' وی سی آر' کیبل اور انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعے سے اس کے مضر اثرات مزید

وسعت اختیار کر چکے ہیں۔ اسی طرح کا فتنہ موسیقی ہے جو پہلے صرف فلمی گانوں کے ساتھ سنی جاتی تھی اور اس کو سننے کے لیے خاص اہتمام کرنا پڑتا تھا' پھر ریڈیو' ٹی وی وغیرہ کے ذریعے سے عام ہوگئی۔ اب تقریباً ہر گھر' دکان' بس' کار اور ٹیکسی وغیرہ میں موجود ہے بلکہ نعتوں اور شرکیہ نظموں کے ساتھ اس کی موجودگی نے عوام کی نظر میں اسے گناہ کی فہرست سے خارج کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں وطن' قبیلہ' زبان' فرقہ' تنظیم اور پارٹی کی بنیاد پر تعصب بلکہ قتل و غارت بھی جدید دور کا ایک عظیم فتنہ ہے۔ مالی معاملات میں حکومتوں کے سود کی سرپرستی کرنے کی وجہ سے کوئی شخص اس کے اثرات سے محفوظ نہیں۔ اس طرح اور فتنے بھی ہو سکتے ہیں۔ ⑥ رومیوں سے مراد مغرب کے عیسائی ممالک ہو سکتے ہیں۔ یہ علامت ابھی ظاہر نہیں ہوئی۔ ممکن ہے اقوام متحدہ کے کسی فیصلے کا بہانہ بنا کر اسّی غیر مسلم ممالک مسلمانوں پر حملہ آور ہو جائیں۔ واللہ أعلم.

٤٠٤٣ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو، مَوْلَى الْمُطَّلِبِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتُلُوا إِمَامَكُمْ، وَتَجْتَلِدُوا بِأَسْيَافِكُمْ. وَيَرِثُ دُنْيَاكُمْ شِرَارُكُمْ».

۴۰۴۳- حضرت حذیفہ بن یمان ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ تم اپنے امام کو شہید کرو گے اور تلواروں کے ساتھ (ایک دوسرے سے) جنگ کرو گے۔ اور برے لوگ تمھاری دنیا کے وارث ہو جائیں گے۔''



٤٠٤٤ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ. فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ مَتَى السَّاعَةُ؟ فَقَالَ: «مَاالْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ. وَلٰكِنْ

۴۰۴۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ لوگوں کے لیے (گھر سے) باہر تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی حاضر خدمت ہوا۔ اس نے کہا: اللہ کے رسول! قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ اس (قیامت) کی بابت پوچھنے والے سے زیادہ

٤٠٤٣ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، ح: ٢١٧٠ من حديث الدراوردي به، وقال: "حسن"، وقال الذهبي، "حديث منكر" * عبدالله الأنصاري لم يعرفه ابن معين، ووثقه ابن حبان، والترمذي.

٤٠٤٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ٦٤.

سَأُخْبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا: إِذَا وَلَدَتِ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، فَذٰلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا. وَإِذَا كَانَتِ الْحُفَاةُ الْعُرَاةُ رُؤُسَ النَّاسِ، فَذٰلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا. وَإِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْغَنَمِ فِي الْبُنْيَانِ، فَذٰلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا. فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللهُ» فَتَلَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ ٱلْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِى ٱلْأَرْحَامِ﴾ الْآيَةَ. [لقمان: ٣٤]

نہیں جانتا لیکن میں تجھے اس کی نشانیاں بتا دیتا ہوں۔ جب لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے تو یہ اس کی ایک علامت ہے۔ جب ننگے پاؤں اور ننگے بدن والے (فقیر) لوگوں کے رئیس بن جائیں گے تو یہ بھی اس کی ایک نشانی ہے۔ جب بکریوں کے چرواہے ایک دوسرے سے لمبی (اور اونچی) عمارتیں بنانے لگیں تو یہ بھی اس کی ایک علامت ہے۔ (قیامت کا علم) ان پانچ چیزوں میں شامل ہے جنھیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ......﴾ ''بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے' وہی بارش نازل فرماتا ہے' اور جو کچھ ماؤں کے پیٹوں میں ہے اسے جانتا ہے' اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کچھ کرے گا' نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہی پورے علم والا' صحیح خبروں والا ہے۔''

**فائدہ:** یہ حدیث پوری تفصیل سے سنن ابن ماجہ کے مقدمہ کی احادیث میں گزر چکی ہے۔ (دیکھیے: حدیث:٦٤)

٤٠٤٥- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَا يُحَدِّثُكُمْ بِهِ أَحَدٌ بَعْدِي. سَمِعْتُهُ مِنْهُ:

۴۰۴۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: کیا میں تمھیں ایک حدیث سناؤں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے' میرے بعد تمھیں وہ حدیث کوئی نہیں سنائے گا۔ میں نے آپ ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ''قیامت کی بعض علامتیں یہ ہیں کہ علم اٹھا لیا جائے گا' جہالت پھیل جائے گی' بدکاری

٤٠٤٥ـ أخرجه البخاري، العلم، باب رفع العلم وظهور الجهل، ح: ٨١ من حديث شعبة به، ومسلم، العلم، باب رفع العلم وقبضه، وظهور الجهل والفتن في آخر الزمان، ح: ٢٦٧١ عن ابن بشار به.

«إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ، وَيَفْشُوَ الزِّنَا، وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ، وَيَذْهَبَ الرِّجَالُ، وَيَبْقَى النِّسَاءُ. حَتّٰى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً، قَيِّمٌ وَاحِدٌ».

عام ہو جائے گی' شراب (کثرت سے) پی جائے گی' مرد ختم ہو جائیں گے اور عورتیں باقی رہ جائیں گی حتی کہ پچاس عورتوں کی خبر گیری کرنے والا صرف ایک مرد ہوگا۔''

**فوائد و مسائل:** ① ''میرے بعد کوئی نہیں سنائے گا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ جن صحابہ نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی' وہ سب فوت ہو چکے ہیں۔ بصرہ میں سب سے آخر میں فوت ہونے والے صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ ۹۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ ② علم اٹھ جانے سے مراد دینی علوم کے ماہر علماء کا فوت ہو جانا ہے جس کی وجہ سے دینی رہنمائی ختم ہو جائے گی اور لوگ دینی علوم کے ماہر ہونے کے باوجود دین میں جاہل ہوں گے۔ ③ فحاشی عام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں میں بے حیائی سے نفرت باقی نہیں رہے گی۔ آج کل ہماری شاعری' ناول اور فلمیں وغیرہ بے حیائی پھیلانے میں پوری طرح مشغول ہیں۔ غیر مسلم' مسلمان نوجوانوں کو آزادی' تفریح اور روشن خیالی کے نام سے آوارگی کا سبق دے رہے ہیں جس میں ٹی وی' ڈش' وی سی آر' کیبل اور انٹرنیٹ وغیرہ کی جدید ایجادات کی وجہ سے بہت وسعت اور شدت پیدا ہو گئی ہے۔ ④ منشیات کی نئی نئی قسموں کا ظہور بھی نبی ﷺ کی پیشگوئی کو سچ ثابت کر رہا ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان فتنوں سے بچاؤ کے لیے ہر ممکن اقدام کریں۔ ⑤ معاشرے میں مردوں کی تعداد خطرناک حد تک کم ہونے کی وجہ جنگوں میں مردوں کا قتل ہونا' باہمی جھگڑوں اور فسادات میں مارا جانا اور مختلف قسم کے حادثات میں مردوں کا زیادہ ہلاک ہونا وغیرہ ہے جس کی وجہ سے یہ نوبت آئے گی کہ ایک آدمی بہت سی عورتوں کا کفیل ہوگا' مثلاً: ماں' خالہ' دادی' بیٹیاں' بہنیں' بھتیجیاں اور بھانجیاں وغیرہ۔

٤٠٤٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ.

۴۰۴۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ دریائے فرات سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہوگا۔ لوگ اس کے لیے آپس میں لڑیں گے اور ہر دس میں سے نو افراد قتل ہو جائیں گے۔''

٤٠٤٦- [ضعيف لشذوذه] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٦١، ٣٤٦، ٤١٥ من حديث محمد بن عمرو به، وصححه البوصيري، وهو سند حسن، ولكنه شاذ لمخالفة حديث مسلم، ح: ٢٨٩٤/ ٢٩ "فيقتل من كل مائة تسعة وتسعون" والله أعلم.

فَيُقْتَلُ النَّاسُ عَلَيْهِ. فَيُقْتَلُ، مِنْ كُلِّ عَشَرَةٍ، تِسْعَةٌ».

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے شاذ ہونے کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے ایک جملے کے سوا باقی روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اور دکتور بشار عواد اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت [من کل عشرۃ تسعة] "دس میں سے نو افراد" والے جملے کے علاوہ حسن صحیح ہے کیونکہ مذکورہ جملہ شاذ ہے جبکہ محفوظ الفاظ [مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَّ تِسْعُونَ] "ہر سو میں سے ننانوے" ہیں۔ علاوہ ازیں ہمارے فاضل محقق نے بھی اس جملے کو شاذ قرار دیا ہے' لہٰذا مذکورہ روایت اس جملے کے سوا حسن بن جاتی ہے۔ واللہ أعلم. دیکھیے: (صحيح سنن ابن ماجه للألباني' رقم:٣٢٨٦' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:٤٠٤٦) ② دریائے فرات ترکی سے شروع ہو کر شام اور عراق میں سے گزرتا ہوا خلیج فارس میں گرتا ہے۔ ترکی کا وہ حصہ بھی اس سے سیراب ہوتا ہے جہاں "کردستان" کے نام سے الگ ملک بنانے کی تحریک چل رہی ہے۔ اور عراق کا وہ حصہ جہاں یہ سمندر میں گرتا ہے' ایران اور کویت دونوں کی سرحدوں کے قریب ہے' اس لیے اس علاقے میں معدنی دولت کا خزانہ ظاہر ہونے پر علاقے کے ممالک میں جنگ کا چھڑنا ناگزیر ہے۔ اس کے ساتھ ہی علاقے کے ممالک کی سلامتی اور تحفظ کے نام پر بڑے ملک (امریکہ' روس اور چین وغیرہ) بھی اس دولت پر قبضہ جمانے کے لیے جنگ میں شریک ہو سکتے ہیں۔ ③ اس واقعہ کی پیشگی خبر دینے میں یہ حکمت ہے کہ سمجھدار آدمی دولت کا لالچ نہ کریں اور جنگ میں شریک ہو کر جانیں نہ گنوائیں' بالخصوص جبکہ یہ جنگ اتنی شدید اور خطرناک ہوگی کہ ننانوے فی صد لوگ ہلاک ہو جائیں گے اور صرف ایک فی صد جنگجو زندہ بچیں گے۔ ان کا حال بھی زخموں اور بیماریوں کی وجہ سے قابل رشک نہیں ہوگا۔

٤٠٤٧ - حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَفِيضَ الْمَالُ، وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ، وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ» قَالُوا: وَمَا الْهَرْجُ؟ يَارَسُولَ اللهِ قَالَ: «الْقَتْلُ. الْقَتْلُ. الْقَتْلُ» ثَلَاثًا.

۴۰۴۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ مال بہت زیادہ ہو جائے گا' اور فتنے ظاہر ہوں گے اور ہرج بہت ہوگا۔" صحابہ نے کہا: اللہ کے رسول! ہرج سے کیا مراد ہے؟ آپ نے تین بار فرمایا: "قتل' قتل' قتل۔"

٤٠٤٧ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٥٧ من حديث العلاء به مطولاً، وهٰذا طرف منه، وصححه البوصيري، وله شواهد كثيرة عند مسلم وغيره.

فوائد ومسائل: ① مال کی کثرت امن وسکون کا باعث نہیں جب کہ ایمان وتقویٰ نہ ہو۔ ② فتنوں سے مراد مختلف قسم کے تعصّبات بھی ہو سکتے ہیں جو قتل وغارت کا باعث بنتے ہیں اور ایسی چیزیں بھی جو ایمان کے لیے خطرے کا باعث ہیں، خصوصاً جب کہ لوگ دین کے علم سے بھی محروم ہوں۔

## (المعجم ٢٦) - بَابُ ذَهَابِ الْقُرْآنِ وَالْعِلْمِ (التحفة ٢٦)

## باب:٢٦-قرآن اور علم کا اٹھ جانا

٤٠٤٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ زِيَادِ بْنِ لَبِيدٍ قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا، فَقَالَ: «ذَاكَ عِنْدَ أَوَانِ ذَهَابِ الْعِلْمِ» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ يَذْهَبُ الْعِلْمُ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَنُقْرِئُهُ أَبْنَاءَنَا وَيُقْرِئُهُ أَبْنَاؤُنَا أَبْنَاءَهُمْ، إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: «ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ، زِيَادُ إِنْ كُنْتُ لَأَرَاكَ مِنْ أَفْقَهِ رَجُلٍ بِالْمَدِينَةِ. أَوَلَيْسَ هٰذِهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى يَقْرَءُونَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ، لَا يَعْمَلُونَ بِشَيْءٍ مِمَّا فِيهِمَا؟».

٤٠٤٨- حضرت زیاد بن لبید انصاری ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: نبی ﷺ نے کسی واقعے کا ذکر کیا اور فرمایا: ''یہ علم چلے جانے کے وقت ہوگا۔'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! علم کیسے اٹھ جائے گا جب کہ ہم قرآن پڑھتے ہیں اپنے بیٹوں کو پڑھاتے ہیں اور ہمارے بیٹے اپنے بیٹوں کو پڑھائیں گے؟ قیامت تک (اسی طرح سلسلہ جاری رہے گا۔) نبی ﷺ نے فرمایا: ''زیاد! تیری ماں تجھے روئے' میں تو تجھے مدینے میں سب سے زیادہ سمجھدار آدمی خیال کرتا تھا۔ کیا یہ یہودی اور عیسائی تورات اور انجیل نہیں پڑھتے؟ لیکن وہ ان میں موجود کسی حکم پر عمل نہیں کرتے۔''

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس کی بابت کافی تفصیل سے بحث کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٢٩/١٨١٧ والمشكاة للألباني' رقم: ٢٧٧'٢٤٥) ② قرآن کا علم صرف الفاظ پڑھنے کا نام نہیں بلکہ اس پر عمل کرنے اور اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنے کا نام ہے۔ ③ صحابۂ کرام ''علم'' کا لفظ صرف قرآن وحدیث

---

٤٠٤٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ١٦٠، ٢١٨ عن وكيع به، وصححه ابن كثير في تفسيره، والحاكم على شرط الشيخين: ٣/ ٥٩٠، ووافقه الذهبي، ورواه عمرو بن مرة عن سالم به، أحمد: ٤/ ٢١٩، ومن طريقه الحاكم: ١/ ١٠٠، وأعله البوصيري بالانقطاع، ونقل عن البخاري قال: "لم يسمع سالم من زياد بن لبيد"، وله شاهد منقطع عند الطبراني في الكبير: ٥/ ٢٦٥.

کے لیے بولتے تھے۔ باقی علوم کی حیثیت ''فنون'' کی ہے جن کا مقصد مادی ضروریات کو پورا کرنا یا مادی آسائشیں حاصل کرنا ہے۔

٤٠٤٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَدْرُسُ الْإِسْلَامُ كَمَا يَدْرُسُ وَشْيُ الثَّوْبِ. حَتَّى لَا يُدْرٰى مَا صِيَامٌ وَلَا صَلَاةٌ وَلَا نُسُكٌ وَلَا صَدَقَةٌ. وَلَيُسْرٰى عَلٰى كِتَابِ اللهِ، عَزَّ وَجَلَّ، فِي لَيْلَةٍ. فَلَا يَبْقٰى فِي الْأَرْضِ مِنْهُ آيَةٌ. وَتَبْقٰى طَوَائِفُ مِنَ النَّاسِ، الشَّيْخُ الْكَبِيرُ وَالْعَجُوزُ. يَقُولُونَ: أَدْرَكْنَا آبَاءَنَا عَلٰى هٰذِهِ الْكَلِمَةِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. فَنَحْنُ نَقُولُهَا» فَقَالَ لَهُ صِلَةُ: مَا تُغْنِي عَنْهُمْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَهُمْ لَا يَدْرُونَ مَا صَلَاةٌ وَلَا صِيَامٌ وَلَا نُسُكٌ وَلَا صَدَقَةٌ؟ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حُذَيْفَةُ. ثُمَّ رَدَّهَا عَلَيْهِ ثَلَاثًا. كُلَّ ذٰلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ حُذَيْفَةُ. ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ فِي الثَّالِثَةِ، فَقَالَ: «يَا صِلَةُ تُنْجِيهِمْ مِنَ النَّارِ». ثَلَاثًا.

۴۰۴۹- حضرت حذیفہ بن یمان ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام اس طرح محو ہو جائے گا جس طرح کپڑے کے نقوش مٹ جاتے ہیں حتی کہ لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں رہے گا کہ روزے کیا ہوتے ہیں یا نماز یا قربانی یا صدقہ کیا ہوتا ہے۔ اللہ کی کتاب کو ایک ہی رات میں اٹھا لیا جائے گا اور زمین میں اس کی ایک آیت بھی نہیں رہے گی۔ لوگوں میں کچھ بوڑھے مرد اور عورتیں رہ جائیں گی جو کہیں گی: ہم نے اپنے بزرگوں کو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہتے دیکھا تھا' ہم بھی کہتے ہیں۔ (حضرت حذیفہ ؓ کے ایک شاگرد) حضرت صلہ بن زفر ؓ نے کہا: انھیں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ سے کیا فائدہ ہوگا جب انھیں نماز' روزے' قربانی اور صدقے کا بھی علم نہیں ہوگا؟ حضرت حذیفہ ؓ نے ان سے منہ پھیر لیا۔ انھوں نے تین بار یہ سوال کیا اور ہر دفعہ حضرت حذیفہ ؓ ان سے منہ پھیرتے رہے۔ تیسری بار ان کی طرف متوجہ ہو کر تین بار فرمایا: ''اے صلہ! (اس دور میں) یہی انھیں جہنم سے بچالے گا۔''

**فوائد و مسائل:** ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد اور متابعات کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے اور اس پر مفصل تحقیقی بحث کی ہے جس سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے' لہٰذا مذکورہ روایت دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر قابل عمل ہے۔

---

**٤٠٤٩ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه الحاكم: ١/ ٤٧٣، ٥٤٥ من حديث أبي معاوية به، ولم أجد تصريح سماعه، وخالفه محمد بن فضيل فرواه عن أبي مالك عن ربعي عن حذيفة به موقوفًا، الدعاء له ص: ٣٠، ح: ١٥، ومع ذٰلك صححه البوصيري، والحاكم على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحاديث الصحيحة' رقم:٨٧' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:٤٠٤٩) ② کتاب کے شروع میں ایک حدیث گزری ہے' جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں سے چھینے گا نہیں بلکہ عالم فوت ہو جائیں گے تو علم بھی ختم ہو جائے گا۔ (سنن ابن ماجہ' مقدمہ' حدیث:٥٢) اس جہالت کے نتیجے میں یہ صورت حال پیش آئے گی۔ ③ جب لوگ اسلام پر عمل کرنا اور قرآن پڑھنا چھوڑ دیں گے تب انھیں قرآن کے الفاظ سے بھی محروم کر دیا جائے گا۔ ④ فتنوں کے ایام میں تھوڑا عمل بھی نجات کے لیے کافی ہو گا کیونکہ اس دور میں تھوڑے اسلام پر عمل کرنا بھی مشکل ہو گا' جیسے روس میں کمیونسٹوں کے دور حکومت میں مسلمانوں کو اسلام سے دور کرنے کے لیے منظم کوششیں کی گئی تھیں جس کے نتیجے میں روس اور دوسرے کمیونسٹ ملکوں کے مسلمان علم سے اس طرح محروم ہو گئے کہ انھیں صرف اسلام کا نام یاد رہ گیا اور کچھ یاد نہ رہا۔

٤٠٥٠- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامٌ، يُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ، وَيَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ، وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ» وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ.

٤٠٥٠- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے ایسا زمانہ آئے گا جس میں علم اٹھ جائے گا اور جہالت پھیل جائے گی اور ہرج زیادہ ہو گا۔'' اور ہرج سے مراد قتل وغارت ہے۔

٤٠٥١- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامًا. يَنْزِلُ [فِيهَا] الْجَهْلُ، وَيُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ، وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ وَمَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: «الْقَتْلُ».

٤٠٥١- حضرت ابو موسیٰ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے آگے (مستقبل میں) ایسا زمانہ آئے گا جس میں جہالت پھیل جائے گی' علم اٹھ جائے گا' اور ہرج زیادہ ہو گا۔'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہرج کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''قتل وغارت۔''

٤٠٥٠ـ أخرجه البخاري، الفتن، باب ظهور الفتن، ح: ٧٠٦٢، ٧٠٦٣ من حديث الأعمش به، ومسلم، العلم، باب رفع العلم وقبضه، وظهور الجهل والفتن في آخر الزمان، ح: ٢٦٧٢ عن ابن نمير به.

٤٠٥١ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

**٤٠٥٢- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَرْفَعُهُ قَالَ: «يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ، وَيَنْقُصُ الْعِلْمُ، وَيُلْقَى الشُّحُّ، وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ، وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ وَمَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: «الْقَتْلُ».

۴۰۵۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمانہ قریب ہو جائے گا' علم کم ہو جائے گا' حریصانہ بخل عام ہو جائے گا' فتنے ظاہر ہوں گے اور ہرج بہت زیادہ ہو جائے گا۔'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہرج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''قتل۔''

## (المعجم ٢٧) - بَابُ ذَهَابِ الْأَمَانَةِ (التحفة ٢٧)

## باب: ۲۷- دیانت داری کا ختم ہو جانا

**٤٠٥٣- حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ حَدِيثَيْنِ: قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ: حَدَّثَنَا: «أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ» قَالَ الطَّنَافِسِيُّ: يَعْنِي وَسْطَ قُلُوبِ الرِّجَالِ.

۴۰۵۳- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو باتیں بتائی تھیں۔ ان دونوں میں سے ایک تو میں نے دیکھ لی (کہ وہ واقع ہو گئی ہے) اور دوسری (کے واقع ہونے) کا مجھے انتظار ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''امانت (دیانت داری کی صفت) لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں اتری۔'' ...... (حدیث کے راوی علی بن محمد) طنافسی نے کہا: ''جَذْرُ قُلُوبِ الرِّجَالِ'' سے مراد ''وَسْطُ قُلُوبِ الرِّجَالِ'' ہے' یعنی دل کے درمیان میں......

وَنَزَلَ الْقُرْآنُ. فَعَلِمْنَا مِنَ الْقُرْآنِ وَعَلِمْنَا مِنَ السُّنَّةِ.

اور قرآن نازل ہوا' ہم نے قرآن بھی سیکھا اور سنت بھی سیکھی (چنانچہ یہ خوبی مزید پختہ ہو گئی۔)

ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا فَقَالَ: «يَنَامُ الرَّجُلُ

پھر آپ ﷺ نے ہمیں اس کے اٹھ جانے کے

---

**٤٠٥٢ـ** أخرجه البخاري، الفتن، باب ظهور الفتن، ح: ٧٠٦١ من حديث عبد الأعلى به، ومسلم، العلم، باب رفع العلم وقبضه، وظهور الجهل والفتن في آخر الزمان، ح: ٢٦٧٢/ ١٢ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

**٤٠٥٣ـ** أخرجه البخاري، الرقاق، باب رفع الأمانة، ح: ٦٤٩٧، ٧٠٨٦، ٧٢٧٦ من حديث الأعمش به، ومسلم، الإيمان، باب رفع الأمانة والإيمان من بعض القلوب وعرض الفتن على القلوب، ح: ١٤٣/ ٢٣٠ من حديث وكيع به.

النَّوْمَةَ ، فَتُرْفَعُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ . فَيَظَلُّ أَثَرُهَا كَأَثَرِ الْوَكْتِ . ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ ، فَتُنْزَعُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ . فَيَظَلُّ أَثَرُهَا كَأَثَرِ الْمَجْلِ . كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ ، فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا ، وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ» .

بارے میں بیان کیا اور فرمایا: ''آدمی ایک بار سوئے گا تو امانت اس کے دل سے اٹھ جائے گی' اس کا ایک نشان رہ جائے گا' جیسے ایک نقطے کا نشان۔ پھر وہ سوئے گا تو (باقی ماندہ) امانت بھی اس کے دل سے اٹھ جائے گی' تو اس کا اثر ایک آبلے کی طرح رہ جائے گا' جیسے تیرے پاؤں پر انگارہ گر پڑے اور وہ پھول جائے۔ تجھے وہ ابھرا ہوا نظر آتا ہے' حالانکہ اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا۔''

ثُمَّ أَخَذَ حُذَيْفَةُ كَفًّا مِنْ حَصًى ، فَدَحْرَجَهُ عَلٰى سَاقِهِ .

(یہ کہتے ہوئے) حضرت حذیفہ ؓ نے مٹھی بھر کنکریاں لے کر اپنی پنڈلی پر گرائیں۔

قَالَ : «فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ وَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ . حَتّٰى يُقَالَ : إِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا أَمِينًا . وَحَتّٰى يُقَالَ لِلرَّجُلِ : مَا أَعْقَلَهُ وَأَجْلَدَهُ وَأَظْرَفَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ» .

آپ (رسول اللہ ﷺ) نے فرمایا: ''پھر لوگ ایک دوسرے سے لین دین کیا کریں گے اور کوئی بھی امانت ادا نہیں کرے گا حتی کہ کہا جائے گا: فلاں قبیلے میں ایک دیانت دار آدمی بھی ہے۔ اور حتی کہ ایک آدمی کے بارے میں کہا جائے گا: وہ کتنا عقل مند ہے! کتنا باہمت ہے! کتنا سمجھ دار ہے! حالانکہ اس کے دل میں رائی کے ایک دانے جتنا بھی ایمان نہیں ہوگا۔''

وَلَقَدْ أَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ . وَلَسْتُ أُبَالِي أَيَّكُمْ بَايَعْتُ . لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ إِسْلَامُهُ . وَلَئِنْ كَانَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا لَيَرُدُّونَ عَلَيَّ سَاعِيهِ . فَأَمَّا الْيَوْمَ ، فَمَا كُنْتُ لِأُبَايِعَ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا .

اور (حضرت حذیفہ ؓ نے فرمایا:) مجھ پر ایک وقت وہ تھا کہ مجھے کسی سے لین دین کرنے میں کوئی پروا نہیں ہوتی تھی۔ (مجھے یقین ہوتا تھا کہ) اگر وہ مسلمان ہے تو اس کا ایمان اسے میرے پاس (میرا حق ادا کرنے کے لیے) واپس لے آئے گا' اور اگر وہ یہودی یا عیسائی ہے تو اس کا عامل (ذمہ دار) اسے میرے پاس لے آئے گا۔ لیکن آج تو (یہ حالت ہے کہ) میں فلاں اور فلاں کے سوا کسی سے خرید و فروخت نہیں کرتا۔

فوائد و مسائل: ① دیانت داری مسلمان کے کردار کی اہم ترین صفت ہے۔ ② سوتے ہوئے دل سے دیانت داری کا وصف ختم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں یہ صفت بہت تیزی سے معدوم ہوتی چلی جائے گی حتی کہ جو شخص پہلے دیانت دار تھا' ایک وقت میں وہی بد دیانت بن جائے گا۔ ③ آبلے سے تشبیہ اس لیے دی گئی ہے کہ آبلہ پھولا ہوا ہونے کی وجہ سے بظاہر اہمیت کا حامل نظر آتا ہے' حالانکہ وہ اندر سے خالی ہوتا ہے۔ اسی طرح لوگ بظاہر نیک ہوں گے لیکن ان کے دل نیکی سے خالی ہوں گے۔ ④ غیر اسلامی معاشرے میں دھوکا فریب ایک خوبی سمجھا جاتا ہے اور اس کی تعریف کی جاتی ہے۔ مسلمانوں کو ایسے نہیں ہونا چاہیے۔ ⑤ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ اب قابل اعتماد افراد بہت کم رہ گئے ہیں۔

٤٠٥٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ، عَنْ أَبِي شَجَرَةَ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ، عَزَّ وَجَلَّ، إِذَا أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ عَبْدًا نَزَعَ مِنْهُ الْحَيَاءَ. فَإِذَا نَزَعَ مِنْهُ الْحَيَاءَ، لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا مَقِيتًا مُمَقَّتًا. فَإِذَا لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا مَقِيتًا مُمَقَّتًا، نُزِعَتْ مِنْهُ الْأَمَانَةُ. فَإِذَا نُزِعَتْ مِنْهُ الْأَمَانَةُ، لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا خَائِنًا مُخَوَّنًا، فَإِذَا لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا خَائِنًا مُخَوَّنًا، نُزِعَتْ مِنْهُ الرَّحْمَةُ. فَإِذَا نُزِعَتْ مِنْهُ الرَّحْمَةُ، لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا رَجِيمًا مُلَعَّنًا، فَإِذَا لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا رَجِيمًا مُلَعَّنًا، نُزِعَتْ مِنْهُ رِبْقَةُ الْإِسْلَامِ».

۴۰۵۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب کسی آدمی کو تباہ کرنا چاہتا ہے تو اس سے حیا کو چھین لیتا ہے۔ اور جب اس سے حیا چھین لیتا ہے تو تجھے وہ شخص ناپسندیدہ اور قابل نفرت محسوس ہوتا ہے۔ جب وہ ناپسندیدہ اور قابل نفرت ہو جاتا ہے تو اس سے دیانت داری چھین لی جاتی ہے۔ جب اس سے دیانت داری چھن جاتی ہے تو تو اسے خائن اور خیانت میں مشہور دیکھتا ہے۔ جب وہ خائن اور خیانت میں مشہور ہو جاتا ہے تو اس سے رحم دلی چھن جاتی ہے۔ جب اس سے رحم دلی چھن جاتی ہے تو تو اسے لعنتی اور لوگوں سے اس پر لعنتیں پڑتی دیکھتا ہے۔ جب تو اسے لعنتی دیکھے اور اس پر لعنتیں پڑ رہی ہوں تو اس کی گردن سے اسلام کا قلادہ اتر جاتا ہے۔''

## (المعجم ٢٨) - بَابُ الْآيَاتِ (التحفة ٢٨)

## باب: ۲۸- (قیامت کی بڑی) نشانیاں

٤٠٥٥ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

۴۰۵۵- حضرت ابو سریحہ (حذیفہ بن اسید غفاری)

---

٤٠٥٤ـ [إسناده موضوع] وضعفه البوصيري لضعف سعيد بن سنان الحنفي الكندي الحمصي أبي مهدي، وهو "متروك"، ورماه الدارقطني وغيره بالوضع.

٤٠٥٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤٠٤١.

وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ فُرَاتِ الْقَزَّازِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ، أَبِي الطُّفَيْلِ الْكِنَانِيِّ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ، أَبِي سَرِيحَةَ قَالَ: اِطَّلَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ غُرْفَةٍ، وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ السَّاعَةَ. فَقَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَكُونَ عَشْرُ آيَاتٍ: طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا. وَالدَّجَّالُ. وَالدُّخَانُ. وَالدَّابَّةُ. وَيَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ. وَخُرُوجُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. وَثَلَاثُ خُسُوفٍ: خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ. وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ. وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ. وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنِ أَبْيَنَ، تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ. تَبِيتُ مَعَهُمْ إِذَا بَاتُوا. وَتَقِيلُ مَعَهُمْ إِذَا قَالُوا».

ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: ہم لوگ قیامت کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے بالا خانے سے جھانکا اور فرمایا: ''قیامت نہیں آئے گی جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہو جائیں: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا' دجال' دھواں' دَابَّةُ الْأَرض، یاجوج و ماجوج' حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا ظہور (نزول) اور زمین میں دھنس جانے کے تین واقعات: ایک مشرق میں' ایک مغرب میں اور ایک جزیرۂ عرب میں۔ اور (یمن کے شہر) عدن اَبیَن کی گہرائی سے ایک آگ کا ظہور جو لوگوں کو ہانک کر حشر کے میدان میں لے آئے گی۔ جب وہ رات کو ٹھہریں گے تو وہ (آگ) بھی ان کے ساتھ ٹھہرے گی۔ جب وہ دوپہر کو (آرام کے لیے) قیلولہ کریں گے تو وہ بھی ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی۔''

**فوائد و مسائل:** ① دَابَّةُ الْأَرض کی احادیث باب:۳۱ میں' مغرب سے سورج طلوع ہونے کی احادیث باب:۳۲ میں' دجال کے ظہور' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور یاجوج ماجوج کے بارے میں احادیث' باب:۳۳ میں آرہی ہیں۔ ② سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اس بات کی علامت ہے کہ دنیا کا نظام ختم ہو رہا ہے۔ اب قیامت کے مراحل شروع ہیں جن کا تعلق عالم آخرت سے ہے' اس لیے اس وقت کی توبہ قبول نہیں ہوگی' جیسے موت کے وقت فرشتے نظر آ جانے پر توبہ قبول نہیں ہوتی۔ ③ دجال کا فتنہ بہت عظیم فتنہ ہے۔ وہ یہود کا لیڈر ہوگا اور مسلمانوں کی گمراہی کا باعث ہوگا۔ ④ یہودیوں نے سچے مسیح (عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام) کا انکار کیا کیونکہ انھوں نے دنیا میں یہود کے غلبے کا وعدہ نہیں فرمایا۔ دجال کے ایام میں یہود کو وقتی طور پر ترقی اور غلبہ حاصل ہوگا۔ ⑤ بعض مسلمان کہلانے والے فرقے بھی امام غائب کے ظہور کے منتظر ہیں۔ ممکن ہے دجال کے شعبدے دیکھ کر وہ بھی اسے اپنا امام تسلیم کر لیں۔

٤٠٥٦- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا

۴۰۵۶- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت

---

٤٠٥٦ـ [إسناده حسن] وحسنه البوصيري، وله شاهد عند مسلم، الفتن، باب في بقية من أحاديث الدجال،◄◄

عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ. أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سِنَانِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ سِتًّا: طُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَالدُّخَانَ، وَدَابَّةَ الْأَرْضِ، وَالدَّجَّالَ، وَخُوَيْصَّةَ أَحَدِكُمْ، وَأَمْرَ الْعَامَّةِ».

ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’چھ چیزوں سے پہلے پہلے عمل کرلو: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا‘ دھواں‘ دَابَّةُ الْأَرْض‘ دجال‘ آدمی کا ذاتی مسئلہ (موت) اور عام لوگوں کا معاملہ (عمومی فتنہ۔‘‘)

**فوائد و مسائل:** ① مغرب سے سورج طلوع ہونے پر توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا‘ اس لیے اس سے پہلے پہلے خلوص دل سے توبہ کر کے نجات کا بندوبست کر لینا ضروری ہے۔ ② حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ دھوئیں کی پیشگوئی پوری ہو چکی ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے قریش کے کفر اور ظلم کی وجہ سے ان کے خلاف بددعا کی تو ان پر قحط مسلط ہوا حتی کہ بھوک کی وجہ سے انھیں فضا صاف ہونے کے باوجود دھواں ہی دھواں محسوس ہوتی تھی۔ (صحيح البخاري، التفسير، سورة حمٓ الدخان، باب ﴿يغشى الناس هذا عذاب أليم﴾ حديث: ۴۸۲۱) لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیر مطالعہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ علامت ابھی ظاہر نہیں ہوئی بلکہ قیامت کے قریب ظاہر ہوگی کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ انصار میں سے ہیں۔ نبی ﷺ کی ہجرت کے بعد انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرنا شروع کی جبکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر کردہ واقعہ مکی دور کا ہے۔ ③ زندگی میں نیک اعمال کمائے جاسکتے ہیں‘ موت کے بعد یہ موقع ختم ہو جاتا ہے‘ اس لیے اس موقع سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ④ بہت سے فتنے ایسے ہیں جن میں انسان گمراہ ہو سکتا ہے‘ اس سے پہلے نیکیاں کرنے سے امید کی جاسکتی ہے کہ فتنے کے دوران میں اللہ کی طرف رہنمائی اور توفیق حاصل ہو جائے۔



٤٠٥٧ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ عُمَارَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُثَنَّى بْنِ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۴۰۵۷- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’(قیامت کی) نشانیاں دو سو سال کے بعد ظاہر ہوں گی۔‘‘

---

◄◄ ح: ٢٩٤٧/ ١٢٨، ١٢٩ من حديث أبي هريرة به.

٤٠٥٧ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه العقيلي: ٣/ ٣٢٩ من حديث الحسن بن علي الصمداني به، وصححه الحاكم: ٤/ ٤٢٨ على شرط الشيخين، وتعقبه الذهبي بقوله: "أحسبه موضوعًا وعون ضعفوه"، وأورده ابن الجوزي في الموضوعات: ٣/ ١٩٧، ١٩٨، وضعفه البوصيري * عون ضعيف كما في التقريب وغيره.

أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْآيَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ».

٤٠٥٨- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُغَفَّلٍ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «أُمَّتِي عَلٰى خَمْسِ طَبَقَاتٍ: فَأَرْبَعُونَ سَنَةً، أَهْلُ بِرٍّ وَتَقْوٰى. ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ إِلٰى عِشْرِينَ وَمِائَةِ سَنَةٍ، أَهْلُ تَرَاحُمٍ وَتَوَاصُلٍ. ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، إِلٰى سِتِّينَ وَمِائَةِ سَنَةٍ، أَهْلُ تَدَابُرٍ وَتَقَاطُعٍ. ثُمَّ الْهَرْجُ الْهَرْجُ. النَّجَا النَّجَا».

۴۰۵۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے پانچ طبقات ہوں گے: چالیس سال تک نیکی اور تقویٰ والے لوگ ہوں گے' پھر ان سے متصل ایک سو بیس سال ایک دوسرے پر رحم کرنے والے اور میل ملاپ رکھنے والے لوگ ہوں گے' پھر ان سے متصل ایک سو ساٹھ سال تک ایک دوسرے سے ناراض رہنے والے اور قطع تعلق کرنے والے لوگ ہوں گے' پھر اس کے بعد قتل و غارت ہوگی' بچ جانا! بچ جانا!''

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا خَازِمٌ أَبُومُحَمَّدٍ الْعَنَزِيُّ: حَدَّثَنَا الْمِسْوَرُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي مَعْنٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمَّتِي عَلٰى خَمْسِ طَبَقَاتٍ: كُلُّ طَبَقَةٍ أَرْبَعُونَ عَامًا، فَأَمَّا طَبَقَتِي وَطَبَقَةُ أَصْحَابِي، فَأَهْلُ عِلْمٍ

(م) دوسری سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے پانچ طبقے ہیں: ہر طبقہ چالیس سال کا ہے۔ میرا اور میرے ساتھیوں کا طبقہ علم اور ایمان والوں کا ہے۔ دوسرا طبقہ سنہ چالیس سے سنہ اسّی تک نیکی اور تقویٰ والوں کا ہے۔'' پھر راوی نے مذکورہ روایت کے ہم معنی حدیث بیان کی۔

٤٠٥٨ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري لضعف يزيد، وتقدم، ح:١٠٨٠، وعبدالله بن مغفل مجهول(تقريب).

٤٠٥٨ـ (م) [إسناده ضعيف جدًا، باطل] وقال البوصيري: [" هٰذا إسناد ضعيف، أبو معن والمسور بن الحسن وخازم العنزي مجهولون"، قال أبو حاتم: "هٰذا الحديث باطل" وقال الذهبي في المسور: حديثه منكر"]، وله شواهد موضوعة عند ابن حبان في المجروحين: ٢/ ١٧١، وابن الجوزي في الموضوعات: ٣/ ١٩٦، ١٩٧ وغيرهما.

وَإِيمَانٍ. وَأَمَّا الطَّبَقَةُ الثَّانِيَةُ، مَا بَيْنَ الْأَرْبَعِينَ إِلَى الثَّمَانِينَ، فَأَهْلُ بِرٍّ وَتَقْوٰى».

ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ.

## (المعجم ٢٩) - بَابُ الْخُسُوفِ (التحفة ٢٩)

## باب:۲۹-زمین میں دھنس جانے کے واقعات

٤٠٥٩- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ: حَدَّثَنَا بَشِيرُ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَيَّارٍ، عَنْ طَارِقٍ، عَنْ عَبْدِاللهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَسْخٌ وَخَسْفٌ وَقَذْفٌ».

۴۰۵۹-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”قیامت سے پہلے (انسانوں کی) صورتیں بدلیں گی، وہ زمین میں دھنسیں گے اور ان پر پتھر برسیں گے۔“



فوائد و مسائل: ① سابقہ امتوں میں صورتیں مسخ ہونے کے واقعات ہوئے ہیں، جیسے ہفتے کے دن مچھلی کا شکار کرنے والوں کو بندر بنا دیا گیا: دیکھیے (سورۂ اعراف، آیت:۱۶۳ تا ۱۶۶) قیامت کے قریب اس امت میں بھی ایسے واقعات پیش آئیں گے۔ ② حضرت لوط علیہ السلام کی بدکار قوم پر پتھر برسائے گئے: دیکھیے (سورۂ ہود، آیت:۸۲) اور قارون کو زمین میں دھنسا دیا گیا: دیکھیے: (سورۂ قصص:۸۱) قیامت کے قریب بھی مجرموں کو اس طرح کی سزائیں ملیں گی۔

٤٠٦٠- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي حَازِمِ ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ».

۴۰۶۰-حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ”میری امت کے آخر میں زمین میں دھنسنے، صورتیں بگڑ جانے اور پتھر برسنے کے واقعات ہوں گے۔“

---

٤٠٥٩ـ [صحيح] أخرجه أبونعيم في الحلية: ٧/ ١٢١ من حديث بشير به، وأعله البوصيري بالانقطاع بين سيار وطارق، وله شواهد، انظر، ح: ٤٠٦١.

٤٠٦٠ـ [صحيح] أخرجه عبد بن حميد، ح: ٤٥٢، والطبراني: ٦/ ١٥٠، ح: ٥٨١٠ من حديث عبدالرحمٰن، وقد تقدم، ح: ٢٣٨ به، ومن أجله ضعفه البوصيري، وله شواهد، منها الحديث الآتي.

٤٠٦١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُوعَاصِمٍ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ: حَدَّثَنَا أَبُو صَخْرٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: إِنَّ فُلَانًا يُقْرِئُكَ السَّلَامَ. قَالَ: إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ. فَإِنْ كَانَ قَدْ أَحْدَثَ، فَلَا تُقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «يَكُونُ فِي أُمَّتِي - أَوْ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ - مَسْخٌ وَخَسْفٌ وَقَذْفٌ» وَذٰلِكَ فِي أَهْلِ الْقَدَرِ.

۴۰۶۱- حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے' ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا: فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے خبر ملی ہے کہ اس شخص نے بدعت اختیار کی ہے۔ اگر اس نے واقعی بدعت اختیار کی ہے تو اسے میری طرف سے سلام نہ کہنا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''میری امت میں'' یا (آپ نے فرمایا:) ''اس امت میں صورتیں بگڑ جانے' زمین میں دھنسنے اور پتھر برسنے کے واقعات ہوں گے۔'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ تقدیر (کا انکار کرنے) والوں میں ہوں گے۔

فائدہ: تقدیر کے انکار کا فتنہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے دور ہی میں شروع ہو گیا تھا' اس لیے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس فتنے کی شناعت دیکھتے ہوئے اندازہ لگایا کہ یہی گمراہ فرقہ اس قسم کے عذابوں کا مستحق ہے۔

٤٠٦٢- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَكُونُ فِي أُمَّتِي خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ».

۴۰۶۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں زمین میں دھنسنے' صورتیں بگڑنے اور پتھر برسنے کے واقعات ہوں گے۔''

## (المعجم ٣٠) - بَابُ جَيْشِ الْبَيْدَاءِ (التحفة ٣٠)

## باب: ۳۰- مقام بیداء کا لشکر

٤٠٦٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ:

۴۰۶۳- ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے

٤٠٦١_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، السنة، باب من دعا إلى السنة، ح: ٤٦١٣ من حديث أبي صخر حميد بن زياد به، وأخرجه الترمذي، ح: ٢١٥٢ عن ابن بشار به، وقال: "حسن صحيح غريب".

٤٠٦٢_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١٦٣ من حديث الحسن بن عمرو به، وأعله البوصيري بالانقطاع، والحديث السابق شاهد له، وذكره الحاكم في المستدرك: ٤/ ٤٤٥.

٤٠٦٣_ [صحيح] أخرجه النسائي، مناسك الحج، حرمة الحرم، ح: ٢٨٨٣ من حديث سفيان به، وصححه◀◀

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ، سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللهِ بْنَ صَفْوَانَ يَقُولُ: أَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيَؤُمَّنَّ هٰذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ يَغْزُونَهُ. حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ، خُسِفَ بِأَوْسَطِهِمْ. وَيَتَنَادٰى أَوَّلُهُمْ آخِرَهُمْ. فَيُخْسَفُ بِهِمْ. فَلَا يَبْقٰى مِنْهُمْ إِلَّا الشَّرِيدُ الَّذِي يُخْبِرُ عَنْهُمْ».

روایت ہے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''ایک لشکر بیت اللہ پر حملہ کرنے کے لیے اس کی طرف آئے گا حتی کہ جب وہ بیداء میں پہنچیں گے تو لشکر کا درمیانی حصہ زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ان کے آگے والے اپنے پیچھے والوں کو آوازیں دیں گے تو انھیں بھی دھنسا دیا جائے گا۔ ان میں سے صرف ایک آدمی بھاگ کر بچے گا جس سے دوسروں کو اس واقعہ کا علم ہوگا۔''

فَلَمَّا جَاءَ جَيْشُ الْحَجَّاجِ، ظَنَنَّا أَنَّهُمْ هُمْ. فَقَالَ رَجُلٌ: أَشْهَدُ عَلَيْكَ أَنَّكَ لَمْ تَكْذِبْ عَلٰى حَفْصَةَ، وَأَنَّ حَفْصَةَ لَمْ تَكْذِبْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ.

(حضرت عبداللہ بن صفوان ؓ نے فرمایا:) جب حجاج کا لشکر (مکہ پر حملہ کرنے کے لیے) آیا تو ہم نے گمان کیا کہ یہ وہی لوگ ہیں (جن کا ذکر اس حدیث میں ہے۔) ایک آدمی نے (یہ حدیث سن کر عبداللہ بن صفوان ؓ سے) کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے حضرت حفصہ ؓ پر جھوٹ نہیں بولا اور حضرت حفصہ ؓ نے نبی ﷺ کی طرف (اپنے پاس سے بنا کر) جھوٹی بات منسوب نہیں کی۔



**فوائد و مسائل:** ① حضرت عبداللہ بن صفوان ؓ صغار صحابہ میں سے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کے حامی تھے۔ حجاج بن یوسف کے حملے کے وقت کعبہ شریف کے غلاف کو پکڑے ہوئے شہید ہوئے۔ ان کے والد حضرت صفوان بن امیہ ؓ بھی صحابی تھے۔ حضرت عثمان ؓ کی شہادت کے قریب زمانہ میں فوت ہوئے۔ (تقریب التهذیب) ② بیداء اس ہموار زمین کو کہتے ہیں جس میں کوئی چیز نہ اگتی ہو۔ مکہ شریف اور مدینہ شریف کے درمیان ایک مقام کا نام بھی بیداء ہے۔ حدیث میں غالباً دوسرے معنی مراد ہیں۔ ③ یہ واقعہ قیامت کے قریب پیش آئے گا۔

◀◀ الحاكم: ٤/٤٢٩، ٤٣٠، والذهبي، وهو في صحيح مسلم: ٤/٢٢٠٩، ٢٢١٠، ح: ٢٨٨٣، الفتن، باب الخسف بالجيش الذي يؤم البيت من حديث سفيان بن عيينة به باختلاف يسير.

٤٠٦٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْمُرْهِبِيِّ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صَفْوَانَ، عَنْ صَفِيَّةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَنْتَهِي النَّاسُ عَنْ غَزْوِ هٰذَا الْبَيْتِ، حَتّٰى يَغْزُوَ جَيْشٌ. حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ. وَلَمْ يَنْجُ أَوْسَطُهُمْ».

۴۰۶۴- حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ اس کعبہ پر حملے کرنے سے باز نہیں آئیں گے حتی کہ ایک لشکر حملہ آور ہوگا۔ جب وہ مقام بیداء پر یا بنجر میدان میں پہنچیں گے تو ان کے آگے اور پیچھے والوں کو زمین نگل لے گی اور درمیان والے بھی نجات نہیں پائیں گے۔“

قُلْتُ: فَإِنْ كَانَ فِيهِمْ مَنْ يُكْرَهُ؟ قَالَ: «يَبْعَثُهُمُ اللهُ عَلٰى مَا فِي أَنْفُسِهِمْ».

میں نے عرض کیا: اگر ان میں کوئی ایسا شخص ہوا جسے زبردستی لایا گیا ہو تو؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ انھیں ان نیتوں کے مطابق اٹھائے گا جو ان کے دلوں میں تھیں۔“

٤٠٦٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ، سَمِعَ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ يُخْبِرُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ الْجَيْشَ الَّذِي يُخْسَفُ بِهِمْ. فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَارَسُولَ اللهِ لَعَلَّ فِيهِمُ الْمُكْرَهُ؟ قَالَ: «إِنَّهُمْ يُبْعَثُونَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ».

۴۰۶۵- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا: نبی ﷺ نے اس لشکر کا ذکر فرمایا جسے دھنسا دیا جائے گا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! شاید ان میں کوئی ایسا شخص بھی ہو جسے جبر سے لایا گیا ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”انھیں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔“

**فوائد و مسائل:** ① بڑے جرم کے ارتکاب پر اللہ کا عذاب بعض اوقات مجرموں کو دنیا ہی میں پکڑ لیتا ہے۔ ② مجرموں کے ساتھ چلنے والے بھی عذاب کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں۔ ③ قیامت کو سزا صرف مجرموں کو ملے

---

٤٠٦٤- [صحيح] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء في الخسف، ح: ٢١٨٤ من حديث أبي نعيم الفضل بن دكين به، وقال: "حسن صحيح"، والحديث السابق شاهد له.

٤٠٦٥- [صحيح] أخرجه الترمذي، الفتن، باب حديث الخسف بجيش البيداء، ح: ٢١٧١ عن نصر بن علي به، وانظر الحديثين السابقين.

گی، خواہ وہ جرم کا ارتکاب کرنے والے افراد ہوں یا ان سے کسی نہ کسی انداز سے تعاون کرنے والے یا ان کے جرم کو معمولی سمجھ کر روکنے کی کوشش نہ کرنے والے یا ان کے جرم سے نفرت نہ رکھنے والے ہوں۔

## (المعجم ٣١) - بَابُ دَابَّةِ الْأَرْضِ (التحفة ٣١)

## باب:٣١-دَابَّةُ الْأَرْض کا بیان

٤٠٦٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَوْسِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «تَخْرُجُ الدَّابَّةُ وَمَعَهَا خَاتَمُ سُلَيْمَانَ ابْنِ دَاوُدَ، وَعَصَا مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ، عَلَيْهِمَا السَّلَامُ. فَتَجْلُو وَجْهَ الْمُؤْمِنِ بِالْعَصَا .وَتَخْطِمُ أَنْفَ الْكَافِرِ بِالْخَاتَمِ، حَتَّى أَنَّ أَهْلَ الْحِوَاءِ لَيَجْتَمِعُونَ. فَيَقُولُ هٰذَا: يَا مُؤْمِنُ وَيَقُولُ هٰذَا: يَا كَافِرُ».

۴۰۶۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دَابَّةُ الْأَرْض ظاہر ہوگا تو اس کے پاس حضرت سلیمان بن داود ؑ کی انگوٹھی ہوگی اور حضرت موسیٰ بن عمران ؑ کا عصا ہوگا۔ وہ عصا کے ساتھ مومن کے چہرے کو روشن کر دے گا اور انگوٹھی کے ساتھ کافر کی ناک پر نشان لگا دے گا حتی کہ محلے کے لوگ جمع ہوں گے تو (ایک دوسرے کو اس طرح مخاطب کریں گے کہ) یہ کہے گا: اے مومن! اور وہ کہے گا: اے کافر!“

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَاهُ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

(امام ابن ماجہ کے شاگرد) ابوالحسن قطان نے (اپنی عالی سند سے بھی) اس سے ملتی جلتی حدیث بیان کی ہے۔

وَقَالَ فِيهِ مَرَّةً. فَيَقُولُ هٰذَا: يَامُؤْمِنُ وَهٰذَا: يَا كَافِرُ

اور اس میں ایک مرتبہ فرمایا: تو یہ کہے گا: اے مومن! اور یہ (کہے گا:) اے کافر!

**فائدہ:** مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے، تاہم دَابَّةُ الْأَرْض کا ظہور دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۴۰۵۵، ۴۰۵۶)

---

**٤٠٦٦ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب ومن] سورة النمل، ح: ٣١٨٧ من حديث حماد به، وقال: "حسن غريب" * علي بن زيد تقدم حاله، ح: ١١٦، وشيخه مجهول (تقريب) له عن أبي هريرة ثلاثة أحاديث منكرة، قاله ابن القطان.

٤٠٦٧ - حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، زُنَيْجٌ: حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ذَهَبَ بِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلٰى مَوْضِعٍ بِالْبَادِيَةِ، قَرِيبٍ مِنْ مَكَّةَ. فَإِذَا أَرْضٌ يَابِسَةٌ، حَوْلَهَا رَمْلٌ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَخْرُجُ الدَّابَّةُ مِنْ هٰذَا الْمَوْضِعِ». فَإِذَا فِتْرٌ فِي شِبْرٍ.

۴۰۶۷- حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مجھے مکہ کے قریب دیہات میں ایک جگہ لے گئے۔ دیکھا تو وہ خشک زمین تھی جس کے اردگرد ریت تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دَابَّةُ الْأَرض اس جگہ سے نکلے گا۔" میں نے دیکھا کہ وہ جگہ ایک بالشت لمبی اور پون بالشت چوڑی تھی۔

قَالَ ابْنُ بُرَيْدَةَ: فَحَجَجْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِسِنِينَ. فَأَرَانَا عَصًا لَهُ. فَإِذَا هُوَ بِعَصَايَ هٰذِهِ. كَذَا.

حضرت عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اس سے کئی سال بعد میں نے حج کیا تو وہ جگہ میرے اس عصا کی پیائش کے ساتھ اتنی اتنی (وسیع) ہو چکی تھی۔ (عبداللہ کے شاگرد فرماتے ہیں:) یہ کہتے وقت عبداللہ نے ہمیں اپنا عصا دکھایا۔



فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم دوسری صحیح حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ دجال شام اور عراق کے درمیان کی سمت سے ظاہر ہوگا۔ (دیکھیے حدیث: ۴۰۷۵)

## (المعجم ٣٢) - بَابُ طُلُوعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا (التحفة ٣٢)

## باب: ۳۲- سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

٤٠٦٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا

۴۰۶۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت نہیں آئے گی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔ جب وہ طلوع ہوگا اور لوگ اسے (مغرب سے طلوع ہوتا) دیکھیں گے تو

٤٠٦٧ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٥٧ من حديث أبي تميلة يحيى بن واضح الأزدي به، وضعفه البوصيري من أجل خالد بن عبيد، وهو "متروك الحديث مع جلالته" كما في التقريب.

٤٠٦٨ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب "لاينفع نفسًا إيمانها"، ح: ٤٦٣٥ من حديث عمارة به، ومسلم، الإيمان، باب بيان الزمن الذي لا يقبل فيه الإيمان، ح: ١٥٧ عن ابن أبي شيبة به.

تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا. فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ، آمَنَ مَنْ عَلَيْهَا. فَذٰلِكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ».

زمین پر موجود تمام لوگ ایمان لے آئیں گے۔ اس وقت کسی کو ایمان لانے سے فائدہ نہیں ہوگا جو پہلے ایمان نہیں لایا ہوگا۔"

فوائد ومسائل: ① سورج کا مغرب سے طلوع ہونا آسمان کے نظام میں تبدیلی اور اس کے خاتمے کے قریب آنے کا واضح اشارہ ہے۔ ② اس نشانی کے ظاہر ہونے کے بعد کسی کی توبہ قبول نہیں ہوگی' البتہ مومنوں کے نیک اعمال باقی رہیں گے۔

٤٠٦٩- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَّلُ الْآيَاتِ خُرُوجًا، طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ، ضُحًى».

۴۰۶۹- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب سے پہلے ظاہر ہونے والی علامت سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور ضحیٰ (چاشت) کے وقت لوگوں کے سامنے دابہ کا ظاہر ہونا ہے۔"



قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَأَيَّتُهُمَا مَا خَرَجَتْ قَبْلَ الْأُخْرٰى، فَالْأُخْرٰى مِنْهَا قَرِيبٌ.

حضرت عبداللہ ؓ نے فرمایا: ان میں سے جو علامت بھی پہلے ظاہر ہوئی' دوسری اس سے قریب ہوگی۔

قَالَ عَبْدُ اللهِ: وَلَا أَظُنُّهَا إِلَّا طُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا.

حضرت عبداللہ ؓ نے فرمایا: میرے خیال میں سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (دابہ کے ظہور سے) پہلے ہوگا۔

٤٠٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ

۴۰۷۰- حضرت صفوان بن عسال ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سورج غروب ہونے کی سمت میں ایک کھلا ہوا دروازہ ہے جس کی چوڑائی ستر

---

٤٠٦٩ـ أخرجه مسلم، الفتن، باب في خروج الدجال ومكثه في الأرض... الخ، ح: ٢٩٤١ من حديث سفيان الثوري به.

٤٠٧٠ـ [حسن] تقدم، ح: ٤٧٨.

عَسَّالٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ قِبَلِ مَغْرِبِ الشَّمْسِ بَابًا مَفْتُوحًا، عَرْضُهُ سَبْعُونَ سَنَةً، فَلَا يَزَالُ ذٰلِكَ الْبَابُ مَفْتُوحًا لِلتَّوْبَةِ، حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ نَحْوِهِ. فَإِذَا طَلَعَتْ مِنْ نَحْوِهِ، لَمْ يَنْفَعْ نَفْسًا إِيمَانُهُمْ لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهِمْ خَيْرًا».

سال (میں طے ہونے والا فاصلہ) ہے۔ وہ دروازہ توبہ کے لیے کھلا رہے گا حتی کہ سورج اس کی طرف سے طلوع ہو۔ جب وہ ادھر سے طلوع ہو گیا تو کسی ایسے شخص کو ایمان سے فائدہ نہیں ہو گا جو اس سے پہلے ایمان نہیں لا چکا ہو گا یا جس نے ایمان لا کر نیکی نہیں کی ہو گی۔''

**فوائد و مسائل:** ① توبہ قبول کرنا اللہ کی صفت ہے۔ دروازے کا کھلا ہونا اس کا ظاہری مظہر ہے۔ ② توبہ کا دروازہ ان غیبی اشیاء میں سے ہے جنھیں دیکھے بغیر ان پر ایمان لانا ضروری ہے جیسے ہم جنت اور جہنم پر دیکھے بغیر ایمان رکھتے ہیں۔ ③ زمین و آسمان کا نظام اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جب چاہے ان قوانین فطرت کو ختم یا تبدیل کر سکتا ہے۔

(المعجم ٣٣) - **بَابُ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَخُرُوجِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَخُرُوجِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ** (التحفة ٣٣)

**باب: ۳۳- دجال کا فتنہ، حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا نزول اور یاجوج و ماجوج کا ظہور**

**٤٠٧١ - حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الدَّجَّالُ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُسْرٰى. جُفَالُ الشَّعَرِ. مَعَهُ جَنَّةٌ وَنَارٌ. فَنَارُهُ جَنَّةٌ، وَجَنَّتُهُ نَارٌ».

۴۰۷۱- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دجال بائیں آنکھ سے کانا ہے۔ زیادہ بالوں والا ہے۔ اس کے ساتھ جنت اور جہنم ہو گی۔ اس کی جہنم (اصل میں) باغ ہو گی اور اس کی جنت (اصل میں) آگ ہو گی۔''

**فوائد و مسائل:** ① دجال ایک مافوق الفطرت شخصیت ہے لیکن وہ کوئی افسانوی کردار نہیں بلکہ حقیقت میں موجود ہے۔ یہودی مذہب پر ہے۔ ایک خاص وقت پر ظاہر ہو گا۔ ② جب دجال ظاہر ہو گا تو ایسے شعبدے

**٤٠٧١ـ** أخرجه مسلم، الفتن، باب ذكر الدجال، ح: ٢٩٣٤/ ١٠٤ عن ابن نمير به.

دکھائے گا جس سے کمزور ایمان والے دھوکا کھا جائیں گے اور اس کے دعوے کو تسلیم کر کے اسے معبود بنا لیں گے۔ صحیح العقیدہ مسلمان اس سے دھوکا نہیں کھائیں گے۔ ③ اس کی جنت اور جہنم بھی ایک شعبدہ ہوگا‘ اس لیے مومن کو اس کی جہنم سے خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے۔ اور اس کی جنت کے لالچ میں نہیں آنا چاہیے کیونکہ جنھیں وہ اپنی جہنم میں پھینکے گا‘ وہ اس میں ٹھنڈا پانی‘ دوسری نعمتیں اور راحت پائیں گے اور اس کی جنت میں جانے والے اللہ کی طرف سے سزا کے مستحق ہوں گے۔

٤٠٧٢- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى، قَالُوا: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ سُبَيْعٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ، يُقَالُ لَهَا خُرَاسَانُ. يَتْبَعُهُ أَقْوَامٌ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ».

۴۰۷۲- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”دجال مشرق کی ایک زمین سے نکلے گا‘ اسے خراسان کہا جاتا ہے۔ کچھ لوگ اس کا اتباع کریں گے‘ ان کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہ دار ڈھال ہوتی ہے۔“

فوائد و مسائل: ① جس علاقے کو ماضی میں ”خراسان“ کہا جاتا تھا‘ اس میں اکثر حصہ موجودہ افغانستان کا ہے‘ کچھ حصہ موجودہ ایران کا اور روس سے آزاد ہونے والی ان ریاستوں کا ہے جو افغانستان کے شمال میں واقع ہیں۔ ② چمڑے کی تہ دار ڈھال کی طرح چپٹے چہروں والے لوگ چین میں‘ تبت میں‘ پاکستان کے شمالی علاقوں (گلگت اور بلتستان وغیرہ) میں اور جاپان میں پائے جاتے ہیں۔ حدیث میں انھی علاقوں میں سے کسی علاقے کے باشندے مراد ہو سکتے ہیں۔ ممکن ہے خراسان کے بعض علاقوں کے لوگ بھی ایسے ہوتے ہوں۔ واللہ أعلم۔

٤٠٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۴۰۷۳- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت

---

٤٠٧٢ـ [حسن] أخرجه الترمذي، باب ماجاء من أين يخرج الدجال، ح: ٢٢٣٧ من حديث روح به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٤/ ٥٢٧، والذهبي * ابن أبي عروبة تابعه عبد الله بن شوذب عند أبي يعلى وغيره، راجع النهاية في الفتن والملاحم، ح: ٢٢٥ بتحقيقي.

٤٠٧٣ـ أخرجه البخاري، الفتن، باب ذكر الدجال، ح: ٧١٢٢ من حديث إسماعيل به، ومسلم، الفتن، باب في الدجال وهو أهون على الله عزوجل، ح: ٢٩٣٩/ ١١٥ عن ابن نمير به.

نُمَيْرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ ﷺ، عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: أَشَدَّ سُؤَالًا مِنِّي. فَقَالَ لِي: «مَا تَسْأَلُ عَنْهُ؟» قُلْتُ: إِنَّهُمْ يَقُولُونَ: إِنَّ مَعَهُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ. قَالَ: «هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ ذٰلِكَ».

ہے انھوں نے کہا: نبی ﷺ سے مجھ سے زیادہ کسی نے دجال کے بارے میں نہیں پوچھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: ''تو اس کے بارے میں کیا پوچھتا ہے؟'' میں نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ کھانے پینے کا سامان ہوگا۔ آپ نے فرمایا: ''وہ اللہ کی نظر میں اس سے زیادہ حقیر ہے۔''

فائدہ: [هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ] کا ایک مفہوم تو یہ ہے جو ترجمے میں اختیار کیا گیا ہے، یعنی دجال اتنا ذلیل ہے کہ اللہ اسے یہ چیزیں عطا نہیں فرمائے گا بلکہ یہ محض ظاہری دھوکا ہوگا۔ اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی ممکن ہے کہ جب اللہ کے ہاں ذلیل ہونے کے باوجود اسے بڑے بڑے شعبدے دکھانے کا اختیار دیا گیا ہے تو کھانا اور پانی تو معمولی چیز ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا ہے کہ دجال اتنا ذلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ان شعبدوں کو اس کی سچائی کا ثبوت نہیں بننے دے گا بلکہ ایسی چیزیں ظاہر فرما دے گا جن سے اس کا جھوٹا ہونا واضح ہو جائے، مثلاً: اس کے کفر کی واضح علامت (پیشانی پر ''ك، ف، ر'' لکھا ہونا) جسے ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ شخص پڑھ لے گا۔ (فتح الباري: ١٣/١١٦)

٤٠٧٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ، ذَاتَ يَوْمٍ. وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ. وَكَانَ لَا يَصْعَدُ عَلَيْهِ، قَبْلَ ذٰلِكَ، إِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

۴۰۷۴- حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ نماز ادا کرنے کے بعد منبر پر تشریف فرما ہوئے حالانکہ اس سے پہلے آپ ﷺ صرف جمعہ کے دن (خطبۂ جمعہ کے لیے) منبر پر تشریف رکھتے تھے۔ لوگوں کو اس سے پریشانی ہوئی۔ کوئی کھڑا تھا، کوئی بیٹھا تھا۔ رسول اللہ

٤٠٧٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، ح: ٤٣٢٧ من حديث إسماعيل بن أبي خالد. قلت: مجالد ضعيف كما تقدم، ح: ١١، وتفرد بألفاظ: "منعني القيلولة ... فرح نبيكم" "ما أنا بمخبرتكم ... ولا سائلتكم"، "يظهر الحزن، شديد التشكي" بين عمان وبيسان" "فزفر ثلاث زفرات"، وهي ضعيفة، وباقي الحديث صحيح، وحديث مسلم: (٢٩٤٢) يغني عنه.

فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ. فَمِنْ بَيْنِ قَائِمٍ وَجَالِسٍ. فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ أَنِ اقْعُدُوا: «فَإِنِّي، وَاللهِ مَا قُمْتُ مَقَامِي هٰذَا لِأَمْرٍ يَنْفَعُكُمْ، لِرَغْبَةٍ وَلَا لِرَهْبَةٍ. وَلٰكِنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي خَبَرًا مَنَعَنِي الْقَيْلُولَةَ، مِنَ الْفَرَحِ وَقُرَّةِ الْعَيْنِ. فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَنْشُرَ عَلَيْكُمْ فَرَحَ نَبِيِّكُمْ. أَلَا إِنَّ ابْنَ عَمٍّ لِتَمِيمِ الدَّارِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَّ الرِّيحَ أَلْجَأَتْهُمْ إِلٰى جَزِيرَةٍ لَا يَعْرِفُونَهَا. فَقَعَدُوا فِي قَوَارِبِ السَّفِينَةِ. فَخَرَجُوا فِيهَا. فَإِذَا هُمْ بِشَيْءٍ أَهْدَبَ، أَسْوَدَ. قَالُوا لَهُ: مَا أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا الْجَسَّاسَةُ. قَالُوا: أَخْبِرِينَا. قَالَتْ: مَا أَنَا بِمُخْبِرَتِكُمْ شَيْئًا. وَلَا سَائِلَتِكُمْ. وَلٰكِنْ هٰذَا الدَّيْرُ، قَدْ رَمَقْتُمُوهُ. فَأْتُوهُ. فَإِنَّ فِيهِ رَجُلًا بِالْأَشْوَاقِ إِلٰى أَنْ تُخْبِرُوهُ وَيُخْبِرَكُمْ. فَأَتَوْهُ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ. فَإِذَا هُمْ بِشَيْخٍ مُوثَقٍ، شَدِيدِ الْوَثَاقِ. يُظْهِرُ الْحُزْنَ. شَدِيدِ التَّشَكِّي. فَقَالَ لَهُمْ: مِنْ أَيْنَ؟ قَالُوا: مِنَ الشَّامِ. قَالَ: مَا فَعَلَتِ الْعَرَبُ؟ قَالُوا: نَحْنُ قَوْمٌ مِنَ الْعَرَبِ. عَمَّ تَسْأَلُ؟ قَالَ: مَا فَعَلَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي خَرَجَ فِيكُمْ؟ قَالُوا: خَيْرًا. نَاوٰى قَوْمًا. فَأَظْهَرَهُ اللهُ عَلَيْهِمْ. فَأَمْرُهُمُ الْيَوْمَ جَمِيعٌ: إِلٰهُهُمْ وَاحِدٌ، وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ. قَالَ: مَا فَعَلَتْ عَيْنُ زُغَرَ؟ قَالُوا:

ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ (پھر فرمایا:) ''اللہ کی قسم! اس جگہ میں کوئی ایسی ترغیب و ترہیب والی بات بتانے کھڑا نہیں ہوا جس سے تمھیں فائدہ ہو۔ لیکن میرے پاس تمیم داری آئے اور مجھے ایک خبر دی جس سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ مجھے دوپہر کو خوشی اور آنکھوں کی ٹھنڈک کی وجہ سے نیند نہیں آئی، اس لیے میں نے چاہا کہ تمھارے نبی کی خوشی سے تم سب کو آگاہ کر دوں۔ مجھے تمیم داری کے ایک چچا زاد نے بتایا کہ (سمندری سفر کے دوران میں) بادِ مخالف انھیں ایک غیر معروف جزیرے تک لے گئی۔ وہ جہاز کی کشتیوں میں بیٹھ کر جزیرے میں پہنچے۔ انھیں بڑی بڑی پلکوں والی ایک سیاہ فام چیز ملی۔ انھوں نے اسے کہا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں جساسہ ہوں۔ انھوں نے کہا: ہمیں (وضاحت سے) بتا۔ اس نے کہا: میں نہ تمھیں کچھ بتاؤں گی، نہ تم سے کچھ پوچھوں گی۔ لیکن یہ مندر جو تمھیں نظر آ رہا ہے، اس میں جاؤ۔ وہاں ایک آدمی ہے جس کی شدید خواہش ہے کہ تم اسے کچھ بتاؤ اور وہ تمھیں کچھ بتائے۔ وہ اس مندر میں گئے اور اس شخص کے پاس جا پہنچے، دیکھا تو ایک بڑی عمر کا آدمی ہے جو خوب جکڑا ہوا ہے۔ اس سے بہت رنج و غم ظاہر ہو رہا ہے، بہت ہائے وائے کر رہا ہے۔ اس نے ان سے کہا: کہاں سے آئے ہو؟ انھوں نے کہا: شام سے۔ اس نے کہا: عربوں کا کیا حال ہے؟ وہ بولے: ہم عرب کے لوگ ہیں، تو کس چیز کے بارے میں پوچھتا ہے؟ اس نے کہا: تمھارے اندر جو آدمی (نبی ﷺ) ظاہر ہوا ہے اس کا کیا حال ہے؟ وہ بولے: اچھا حال ہے۔ اس (نبی ﷺ)

خَيْرًا. يَسْقُونَ مِنْهَا زُرُوعَهُمْ. وَيَسْتَقُونَ مِنْهَا لِسَقْيِهِمْ. قَالَ: فَمَا فَعَلَ نَخْلٌ بَيْنَ عَمَّانَ وَبَيْسَانَ؟ قَالُوا: يُطْعِمُ ثَمَرَهُ كُلَّ عَامٍ. قَالَ: فَمَا فَعَلَتْ بُحَيْرَةُ الطَّبَرِيَّةِ؟ قَالُوا: تَدَفَّقُ جَنَبَاتُهَا مِنْ كَثْرَةِ الْمَاءِ. قَالَ: فَزَفَرَ ثَلَاثَ زَفَرَاتٍ، ثُمَّ قَالَ: لَوِ انْفَلَتُّ مِنْ وَثَاقِي هٰذَا، لَمْ أَدَعْ أَرْضًا إِلَّا وَطِئْتُهَا بِرِجْلَيَّ هَاتَيْنِ. إِلَّا طَيْبَةَ. لَيْسَ لِي عَلَيْهَا سَبِيلٌ». قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِلٰى هٰذَا يَنْتَهِي فَرَحِي. هٰذِهِ طَيْبَةُ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا فِيهَا طَرِيقٌ ضَيِّقٌ وَلَا وَاسِعٌ، وَلَا سَهْلٌ وَلَا جَبَلٌ، إِلَّا وَعَلَيْهِ مَلَكٌ شَاهِرٌ سَيْفَهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

نے قوم کا مقابلہ کیا تو اللہ نے اسے قوم پر غلبہ عطا فرما دیا۔ اب وہ سب (اہل عرب) متحد ہیں۔ ان کا معبود بھی ایک ہے اور دین بھی ایک ہے۔ اس نے کہا: زُغر کے چشمے کا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا: اچھا ہے۔ لوگ اس سے کھیتی کو پانی دیتے اور خود پینے کے لیے پانی بھرتے ہیں۔ اس نے کہا: بیسان اور عمان کے درمیان کے کھجوروں کے درختوں کا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا: ہر سال پھل دیتے ہیں۔ اس نے کہا: بحیرہ طبریہ کا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا: اس کا پانی اتنا زیادہ ہے کہ کناروں سے اچھلتا ہے۔ اس نے تین بار ٹھنڈی سانس لی‘ پھر بولا: اگر میں اس قید سے چھوٹ گیا تو زمین کا کوئی علاقہ نہیں رہے گا جس پر میرے یہ قدم نہ لگیں‘ سوائے طیبہ کے۔ اس پر میرا بس نہیں چلے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’یہ سن کر میری خوشی کی انتہا ہوگئی (بے حد خوشی ہوئی۔) یہ (مدینہ منورہ ہی) طیبہ ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس کے ہر تنگ اور کھلے راستے پر‘ ہر میدان اور پہاڑ پر قیامت تک کے لیے فرشتے تلواریں سونتے کھڑے ہیں۔‘‘

فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے خط کشیدہ جملوں کے سوا باقی روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ صحیح مسلم کی حدیث (۲۹۴۲) اس سے کفایت کرتی ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی ان خط کشیدہ الفاظ کے سوا باقی روایت کو صحیح قرار دیا ہے‘ لہٰذا مذکورہ روایت خط کشیدہ الفاظ کے سوا قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. ② رسول اللہ ﷺ فجر کے بعد بعض اوقات ضروری مسائل بیان فرما دیا کرتے تھے‘ مثلاً: خوابوں کی تعبیر وغیرہ۔ لیکن منبر پر بیٹھ کر فجر کے بعد خطبہ دینے کا معمول نہیں تھا۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے خوش ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ پہلے بھی دجال سے ڈرایا کرتے تھے۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے واقعے سے اس کی مزید تصدیق ہوگئی۔ صحیح مسلم میں یہ الفاظ ہیں: ’’اس نے مجھے ایک بات سنائی جو اس کے موافق ہے جو میں تمھیں

مسیح دجال کے بارے میں بتایا کرتا تھا۔'' (صحیح مسلم' الفتن' باب قصة الجساسة' حدیث:۲۹۴۲)
④ جساسہ کے بارے میں صحیح مسلم میں یہ الفاظ ہیں: ''اس کے جسم پر اتنے بال تھے کہ بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے آگے پیچھے کا پتہ نہیں چلتا تھا۔'' ⑤ عمان اور بیسان شام کے دو شہر ہیں۔ عمان موجودہ اردن کا دارالحکومت ہے۔ ⑥ زُغر شام کا ایک شہر ہے۔ اس کے قریب چشمہ ہے۔ بحیرہ طبریہ شام میں ہے۔ ⑦ مدینہ منورہ میں دجال داخل نہیں ہو سکے گا لیکن مدینہ میں تین بار زلزلہ آئے گا تو مدینہ میں موجود تمام کافر اور منافق مدینہ سے نکل کر دجال سے جا ملیں گے۔ (صحیح البخاري' الفتن' باب ذكر الدجال' حديث:۷۱۲۴)
⑧ دجال مکہ مکرمہ میں بھی داخل نہیں ہوگا۔ (صحیح مسلم' الفتن' باب قصة الجساسة' حدیث:۲۹۴۲)

٤٠٧٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ يَقُولُ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الدَّجَّالَ، الْغَدَاةَ، فَخَفَضَ فِيهِ وَرَفَعَ. حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ. فَلَمَّا رُحْنَا إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، عَرَفَ ذٰلِكَ فِينَا. فَقَالَ: «مَا شَأْنُكُمْ؟» فَقُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ الْغَدَاةَ. فَخَفَضْتَ فِيهِ ثُمَّ رَفَعْتَ. حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ. قَالَ: «غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَيْكُمْ: إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ، فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ. وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ، فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ. وَاللهُ خَلِيفَتِي عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ. إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ. عَيْنُهُ قَائِمَةٌ. كَأَنِّي أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قَطَنٍ. فَمَنْ رَآهُ مِنْكُمْ، فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ

۴۰۷۵- حضرت نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ایک صبح رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا' اس کی حقارت کا ذکر فرمایا اور اس کا عظیم (بڑا فتنہ) ہونا بیان فرمایا۔ (یا مطلب یہ ہے کہ تفصیل سے بیان کرتے ہوئے کبھی معمول کی آواز میں بیان فرمایا' کبھی آواز بلند فرمائی) حتی کہ ہمیں محسوس ہوا کہ وہ کھجور کے درختوں کے کسی جھنڈ میں ہے (اور ابھی نکلنے والا ہے)' جب ہم (اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہماری یہ (خوف زدگی کی) کیفیت ملاحظہ فرمائی۔ آپ نے فرمایا: ''تم لوگوں کو کیا ہوا؟'' ہم نے کہا: اللہ کے رسول! آج صبح آپ نے دجال کا ذکر فرمایا۔ اس کی پستی اور بلندی کا ذکر فرمایا (یا آہستہ اور بلند آواز سے تنبیہ فرمائی) حتی کہ ہمیں محسوس ہوا کہ وہ کھجوروں کے جھنڈ میں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے تمھارے بارے میں دجال سے زیادہ کسی اور چیز سے خطرہ ہے۔ اگر وہ اس وقت ظاہر ہوا جب کہ میں تمھارے اندر موجود ہوں تو تم سے پہلے میں اس کا مقابلہ



٤٠٧٥- أخرجه مسلم، الفتن، باب ذكر الدجال، ح: ٢٩٣٧/ ١١٠ من حديث ابن جابر به.

سُورَةِ الْكَهْفِ . إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ خَلَّةٍ بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ . فَعَاثَ يَمِينًا ، وَعَاثَ شِمَالًا . يَاعِبَادَ اللهِ اثْبُتُوا» . قُلْنَا : يَارَسُولَ اللهِ وَمَا لُبْثُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ : «أَرْبَعُونَ يَوْمًا . يَوْمٌ كَسَنَةٍ . وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ . وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ . وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ» قُلْنَا : يَارَسُولَ اللهِ فَذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ ، تَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ؟ قَالَ : «فَاقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ» . قَالَ ، قُلْنَا : فَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ : «كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ» . قَالَ : «فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ . فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ أَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرُ . وَيَأْمُرُ الْأَرْضَ أَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتُ . وَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًى وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ . ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ . فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ . فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ . مَا بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ . ثُمَّ يَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُولُ لَهَا : أَخْرِجِي كُنُوزَكِ . فَيَنْطَلِقُ . فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ . ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا ، فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ ضَرْبَةً ، فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ، ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ يَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ . فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ ، إِذْ بَعَثَ اللهُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ ، شَرْقِيَّ دِمَشْقَ ، بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ

کرلوں گا (دلائل کے ذریعے سے ہو یا اس کے شعبدوں کی حقیقت ظاہر کر کے ہو) اور اگر وہ اس وقت ظاہر ہوا جب میں تمھارے اندر نہیں ہوں گا تو ہر شخص اپنا دفاع خود کرے گا اور میری عدم موجودگی میں اللہ ہر مسلمان کا مددگار ہے۔ دجال گھنگریالے بالوں والا جوان ہے۔ اس کی آنکھ ابھری ہوئی ہے۔ وہ ایسا ہے کہ میں اسے عبدالعزّیٰ بن قطن سے تشبیہ دیتا ہوں۔ تم میں سے جو کوئی اسے دیکھے اس کے سامنے سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ وہ شام اور عراق کے درمیان ایک راستے پر ظاہر ہوگا اور دائیں بائیں فساد پھیلائے گا۔ اللہ کے بندو! ثابت قدم رہنا۔'' ہم نے کہا: اللہ کے رسول! وہ زمین میں کتنا عرصہ رہے گا؟ آپ نے فرمایا: ''چالیس دن (جن میں سے) ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا۔ ایک دن ایک مہینہ کے برابر، ایک دن ایک جمعہ (سات دن) کے برابر، اور باقی (سینتیس) دن تمھارے (عام) دنوں کی طرح ہوں گے۔'' ہم نے کہا: اللہ کے رسول! وہ دن جو سال کے برابر ہوگا، کیا اس دن میں ہمیں ایک دن کی (صرف پانچ) نمازیں کافی ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: ''اس دن میں اس کی مقدار کے مطابق اندازہ کر لینا۔'' ہم نے کہا: اللہ کے رسول! زمین میں اس (کے سفر کرنے) کی رفتار کتنی ہوگی؟ فرمایا: ''جیسے بادل، جس کے پیچھے ہوا لگی ہوئی ہو (اور اسے اڑائے لیے جا رہی ہو۔'') نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ کچھ لوگوں کے پاس آئے گا، انھیں (اپنی بات تسلیم کرنے کی) دعوت دے گا، وہ اس کی بات مان لیں گے اور (اس کے دعوے کو سچا مان کر) اس پر ایمان لے

مَلَكَيْنِ، إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ. وَإِذَا رَفَعَهُ يَنْحَدِرُ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، وَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ. وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرَفُهُ. فَيَنْطَلِقُ حَتَّى يُدْرِكَهُ عِنْدَ بَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهُ. ثُمَّ يَأْتِي نَبِيُّ اللهِ عِيسٰى قَوْمًا قَدْ عَصَمَهُمُ اللهُ. فَيَمْسَحُ وُجُوهَهُمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ. فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ أَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ: يَاعِيسٰى إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي. لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ. فَأَحْرِزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ. وَيَبْعَثُ اللهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَهُمْ، كَمَا قَالَ اللهُ، مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ، فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلٰى بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ. فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا. ثُمَّ يَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ: لَقَدْ كَانَ فِي هٰذَا مَاءٌ، مَرَّةً. وَيَحْضُرُ نَبِيُّ اللهِ عِيسٰى وَأَصْحَابُهُ. حَتّٰى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ لِأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ. فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيسٰى وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللهِ. فَيُرْسِلُ اللهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ. فَيُصْبِحُونَ فَرْسٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ. وَيَهْبِطُ نَبِيُّ اللهِ عِيسٰى وَأَصْحَابُهُ فَلَا يَجِدُونَ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا قَدْ مَلَأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ وَدِمَاؤُهُمْ. فَيَرْغَبُونَ إِلَى اللهِ سُبْحَانَهُ. فَيُرْسِلُ عَلَيْهِمْ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ. فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللهُ. ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ عَلَيْهِمْ مَطَرًا لَا يُكِنُّ مِنْهُ

آئیں گے۔ وہ آسمان کو حکم دے گا کہ بارش برسائے تو بارش ہو جائے گی۔ زمین کو حکم دے گا کہ فصلیں اگائے تو وہ اگا دے گی۔ ان کے مویشی شام کو (چر چگ کر) واپس آئیں گے تو ان کی کوہانیں انتہائی اونچی' ان کے تھن انتہائی بڑے (دودھ سے لبریز) اور ان کی کوکھیں خوب نکلی ہوئی ہوں گی (خوب سیر ہوں گے۔) پھر وہ کچھ (اور) لوگوں کے پاس جائے گا' انھیں (اپنے دعویٰ پر ایمان لانے کی) دعوت دے گا' وہ اس کی بات ٹھکرا دیں گے' وہ ان کے پاس سے چلا جائے گا۔ صبح ہو گی تو وہ لوگ قحط کا شکار ہو جائیں گے' ان کے پاس (مال' جانور وغیرہ) کچھ نہیں رہے گا۔ پھر وہ ایک کھنڈر پر سے گزرے گا تو اسے کہے گا: اپنے خزانے نکال دے۔ (فوراً زمین میں مدفون) وہ (خزانے) شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے چل پڑیں گے۔ پھر وہ ایک بھرپور جوانی والے ایک آدمی کو بلائے گا اور اسے تلوار کے ایک وار سے دو ٹکڑے کر دے گا۔ (ان ٹکڑوں کو ایک دوسرے سے اتنی دور پھینک دے گا) جتنی دور تیر جاتا ہے۔ پھر اسے بلائے گا تو وہ (زندہ ہو کر) ہنستا ہوا آ جائے گا' اس کا چہرہ (خوشی سے) دمک رہا ہو گا۔ اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو (زمین پر) بھیج دے گا۔ وہ دمشق کے مشرق کی طرف سفید مینار کے قریب نازل ہوں گے' انھوں نے ورس اور زعفران سے رنگے ہوئے دو کپڑے پہن رکھے ہوں گے' دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے۔ جب سر جھکائیں گے تو (پانی کے) قطرے ٹپکیں گے' جب سر اٹھائیں گے تو موتیوں کی طرح قطرے گریں

بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ. فَيَغْسِلُهُ حَتّٰى يَتْرُكَهُ كَالزَّلَفَةِ. ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ: أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ. وَرُدِّي بَرَكَتَكِ. فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ. فَتُشْبِعُهُمْ. وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا. وَيُبَارِكُ اللهُ فِي الرِّسْلِ حَتّٰى إِنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ تَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ. وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ تَكْفِي الْقَبِيلَةَ. وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ تَكْفِي الْفَخْذَ. فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ، إِذْ بَعَثَ اللهُ عَلَيْهِمْ رِيحًا طَيِّبَةً. فَتَأْخُذُ تَحْتَ آبَاطِهِمْ. فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُسْلِمٍ. وَيَبْقٰى سَائِرُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ، كَمَا تَتَهَارَجُ الْحُمُرُ. فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ».

گے۔ جس کافر تک ان کے سانس کی مہک پہنچے گی، وہ ضرور مر جائے گا۔ ان کے سانس کی مہک وہاں تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نظر پہنچے گی۔ پھر وہ (دجال کے تعاقب میں) روانہ ہوں گے حتی کہ اسے لُد شہر کے دروازے پر جالیں گے اور قتل کر دیں گے۔ پھر اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس آئیں گے جنھیں اللہ نے (دجال کے فتنے میں مبتلا ہو کر گمراہ ہونے سے) بچا لیا ہو گا۔ ان کے چہروں سے غبار صاف کریں گے اور انھیں جنت میں ان کے درجات سے آگاہ کریں گے۔ اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ پر وحی نازل فرمائے گا: اے عیسیٰ! میں نے اپنے کچھ بندے ظاہر کیے ہیں، ان سے جنگ کرنے کی کسی میں طاقت نہیں، ان (مومنوں) کو حفاظت کے لیے ''طور'' پر لے جائیے۔ تب اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کو چھوڑ دے گا اور وہ جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ''ہر ٹیلے سے (اتر اتر کر) بھاگے آ رہے ہوں گے۔'' ان کے پہلے لوگوں (ہجوم کے شروع کے حصے) کا گزر بحیرۂ طبریہ سے ہو گا، وہ اس کا سارا پانی پی جائیں گے۔ جب ان کے پچھلے افراد گزریں گے تو کہیں گے: کبھی اس مقام پر پانی بھی ہوتا تھا۔ اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (طور ہی پر) موجود ہوں گے۔ (یاجوج ماجوج کی وجہ سے کہیں آ جا نہیں سکیں گے اس لیے خوراک کی شدید قلت ہو جائے گی) حتی کہ انھیں ایک بیل کا سر اس سے بہتر معلوم ہو گا جتنا تمھیں آج کل سو اشرفیوں کی رقم اچھی لگتی ہے۔ اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی اللہ کی طرف توجہ

فرمائیں گے (اور دعائیں کریں گے۔) تب اللہ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں کیڑے پیدا کر دے گا' چنانچہ وہ سارے کے سارے ایک ہی بار مر جائیں گے۔ اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی (پہاڑ سے) اتریں گے تو دیکھیں گے کہ ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں جو ان کی بدبو' ان کی سڑاند اور ان کے خون سے آلودہ نہ ہو۔ وہ اللہ کی طرف توجہ فرمائیں گے (اور دعائیں کریں گے) تو اللہ ایسے پرندے بھیج دے گا جو بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہوں گے۔ وہ ان (کی لاشوں) کو اُٹھا اُٹھا کر جہاں اللہ چاہے گا پھینک دیں گے۔ پھر اللہ ان پر ایسی بارش نازل فرمائے گا جس سے نہ اینٹوں کے مکان میں بچاؤ ہو گا' نہ خیمے میں۔ وہ (بارش) زمین کو دھو کر آئینے کی طرح صاف کر دے گی۔ پھر زمین کو حکم ہو گا: اپنے پھل اُگا اور برکت دوبارہ ظاہر کر دے۔ ان دنوں ایک جماعت ایک انار کھائے گی تو سب افراد سیر ہو جائیں گے اور اس کا چھلکا ان سب کو سایہ کر سکے گا۔ اللہ دودھ والے جانوروں میں اتنی برکت دے گا کہ ایک دودھ دینے والی اونٹنی سے ایک بڑی جماعت کا گزارہ ہو جائے گا۔ اور ایک دودھ دینے والی گائے ایک قبیلے کے لیے کافی ہو گی۔ اور ایک دودھ دینے والی بکری ایک بڑے کنبے کو کافی ہو گی۔ وہ اسی انداز سے (خوش گوار اور بابرکت ایام گزار رہے) ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان پر ایک خوش گوار ہوا بھیج دے گا۔ وہ ان کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی اور ہر مسلمان کی روح قبض کر لے گی۔ اور باقی ایسے لوگ رہ جائیں گے جو اس طرح (سر عام) جماع کریں گے جس طرح گدھے جفتی

کرتے ہیں۔ انھی پر قیامت قائم ہوگی۔ (صور پھونکنے
پر یہی لوگ مریں گے۔'')

فوائد و مسائل: ① سورۂ کہف کے پہلے رکوع کی تلاوت دجال کے فتنے سے حفاظت کا باعث ہے۔ ② علماء کو چاہیے کہ علامات قیامت کی صحیح احادیث عوام کو سنائیں، خاص طور پر دجال کے بارے میں انھیں باخبر کریں تاکہ وہ اس فتنے سے بچ سکیں۔ ③ دجال کے حکم پر بارش کا برسنا یا قحط پڑ جانا اسی طرح ایک آزمائش ہے جس طرح اس کی جنت اور جہنم یا اس کا مردے کو زندہ کرنا۔ ④ دجال کے ظہور کے زمانے میں دن رات کا موجودہ نظام محدود مدت کے لیے معطل ہو جائے گا۔ ⑤ ایک سال کے برابر لمبے دن میں، وقت کا اندازہ کر کے، پورے سال کی نمازیں ادا کرنے کا حکم ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ اس وقت انسانوں کے پاس ایسے ذرائع ہوں گے جن سے وہ وقت کا صحیح اندازہ کر سکیں گے۔ اس میں گھڑی کی ایجاد کی پیش گوئی ہے۔ ⑥ اس حدیث سے قطب شمالی اور قطب جنوبی کے ان علاقوں کے بارے میں رہنمائی ملتی ہے جہاں دن رات کی مقدار معمول سے مختلف ہے۔ اور ان علاقوں کے بارے میں بھی جہاں سال کے بعض حصوں میں دن رات کا معروف نظام نہیں رہتا۔ ایسے علاقوں میں نماز اور روزے کا اندازہ گھڑی دیکھ کر کیا جائے۔ اگر کوئی مسلمان خلا میں جائے تو وہاں بھی اسی اصول کو مدنظر رکھے۔ ⑦ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ اور یہ بھی متفق علیہ مسئلہ ہے کہ وہ دوبارہ زمین پر تشریف لائیں گے۔ اس سے صرف مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار اختلاف رکھتے ہیں۔ ⑧ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے بہت سے معاملات معجزانہ کیفیت رکھتے ہیں۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ پہلے کافروں نے انھیں شہید کرنے کی کوشش کی تھی، اب کافروں کا ان کی حد نظر میں زندہ رہنا ممکن نہ ہوگا۔ ⑨ لد ایک شہر ہے جو فلسطین (موجودہ یہودی ریاست اسرائیل) میں واقع ہے۔ وہاں ہوائی اڈہ بھی ہے۔ ممکن ہے شہر کے دروازے سے مراد اس کا ہوائی اڈہ ہو جہاں دجال فرار ہونے کی کوشش میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قابو میں آ جائے۔ ⑩ دجال بھی مسیح کہلاتا ہے مگر وہ جھوٹا مسیح ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام سچے مسیح ہیں جن کے ہاتھ سے وہ جہنم رسید ہوگا۔ ⑪ یاجوج ماجوج جسمانی لحاظ سے قوی ہیکل ہوں گے اور تعداد میں بھی بہت زیادہ ہوں گے، اس لیے عام انسان ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ ⑫ یاجوج ماجوج اس وقت کہاں ہیں؟ یہ معلوم نہیں، تاہم وہ یقیناً موجود ہیں، اس میں شک نہیں۔ ⑬ اہل چین یا اہل روس یا اس کے علاوہ کسی ملک کے باسی لوگوں کو یاجوج ماجوج قرار دینا درست نہیں۔ ⑭ یاجوج ماجوج اچانک ختم ہو جائیں گے۔ ⑮ یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے بعد نباتات اور حیوانات کی پیداوار میں بہت زیادہ برکت ہوگی۔ ⑯ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات مدینہ منورہ میں ہوگی۔ ⑰ ان کے بعد ان کے خلفاء ہوں گے۔ مسلمانوں کی تعداد کم ہوتی جائے گی، آخر کار ایک خاص ہوا سے بچے کھچے مسلمان فوت ہو جائیں گے۔

⑱ قیامت کے ابتدائی مراحل، مثلاً: صور پھونکے جانے پر سب کا مرجانا وغیرہ بہت شدید مراحل ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان سے محفوظ رکھے گا۔

٤٠٧٦ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ: حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَيُوقِدُ الْمُسْلِمُونَ، مِنْ قِسِيِّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَنُشَّابِهِمْ وَأَتْرِسَتِهِمْ، سَبْعَ سِنِينَ».

۴۰۷۶- حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یاجوج ماجوج کی کمانوں، تیروں اور ڈھالوں کو مسلمان سات سال تک ایندھن کے طور پر استعمال کریں گے۔''



فوائد و مسائل: ① اس سے یاجوج ماجوج کے افراد کی تعداد اور ان کے اسلحہ کی مقدار کا اندازہ ہوتا ہے۔ ② ان کا اسلحہ اس لیے جلانے کے کام آئے گا کہ سب لوگوں کے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے جہاد کی ضرورت نہیں رہے گی۔

٤٠٧٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَافِعٍ، أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ السَّيْبَانِيِّ، يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو، [عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللهِ] عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَكَانَ أَكْثَرُ خُطْبَتِهِ حَدِيثًا حَدَّثَنَاهُ عَنِ الدَّجَّالِ. وَحَذَّرَنَاهُ. فَكَانَ مِنْ قَوْلِهِ أَنْ قَالَ: «إِنَّهُ لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ، مُنْذُ ذَرَأَ اللهُ ذُرِّيَّةَ آدَمَ، أَعْظَمَ مِنْ فِتْنَةِ

۴۰۷۷- حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا۔ آپ نے خطبے میں زیادہ تر دجال کے بارے میں گفتگو فرمائی، اور ہمیں اس سے ڈرایا۔ آپ نے اس خطبے میں یہ بھی فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جب سے آدم علیہ السلام کی اولاد کو پیدا فرمایا ہے، زمین میں دجال سے بڑا فتنہ ظاہر نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا، اس نے اپنی امت کو دجال سے ضرور ڈرایا۔ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ وہ یقیناً تمھارے اندر ہی ظاہر ہو

---

٤٠٧٦ـ [صحيح] انظر الحديث السابق.

٤٠٧٧ـ [إسناده ضعيف] فيه علتان عنعنة المحاربي، وضعف إسماعيل بن رافع، وحديث أبي سعيد أيضًا ضعيف، أخرجه أبوداود، الملاحم، باب خروج الدجال، ح: ٤٣٢٢ به مختصرًا جدًا، وإسناده حسن.

الدَّجَّالِ. وَإِنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا إِلَّا حَذَّرَ أُمَّتَهُ الدَّجَّالَ. وَأَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ. وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ. وَهُوَ خَارِجٌ فِيكُمْ، لَا مَحَالَةَ. وَإِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْكُمْ، فَأَنَا حَجِيجٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. وَإِنْ يَخْرُجْ مِنْ بَعْدِي، فَكُلُّ امْرِيءٍ حَجِيجُ نَفْسِهِ. وَاللهُ خَلِيفَتِي عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ. وَإِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ خَلَّةٍ بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ. فَيَعِيثُ يَمِينًا وَيَعِيثُ شِمَالًا. يَا عِبَادَ اللهِ فَاثْبُتُوا. فَإِنِّي سَأَصِفُهُ لَكُمْ صِفَةً لَمْ يَصِفْهَا إِيَّاهُ نَبِيٌّ قَبْلِي. إِنَّهُ يَبْدَأُ فَيَقُولُ: أَنَا نَبِيٌّ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي. ثُمَّ يُثَنِّي فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ. وَلَا تَرَوْنَ رَبَّكُمْ حَتّٰى تَمُوتُوا. وَإِنَّهُ أَعْوَرُ. وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ. وَإِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: كَافِرٌ. يَقْرَأُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ، كَاتِبٍ أَوْ غَيْرِ كَاتِبٍ. وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنَّ مَعَهُ جَنَّةً وَنَارًا. فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ. فَمَنِ ابْتُلِيَ بِنَارِهِ، فَلْيَسْتَغِثْ بِاللهِ وَلْيَقْرَأْ فَوَاتِحَ الْكَهْفِ. فَتَكُونَ عَلَيْهِ بَرْدًا وَسَلَامًا. كَمَا كَانَتِ النَّارُ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ. وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يَقُولَ، لِأَعْرَابِيٍّ: أَرَأَيْتَ إِنْ بَعَثْتُ لَكَ أَبَاكَ وَأُمَّكَ، أَتَشْهَدُ أَنِّي رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ. فَيَتَمَثَّلُ لَهُ شَيْطَانَانِ فِي صُورَةِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ. فَيَقُولَانِ: يَا بُنَيَّ اتَّبِعْهُ. فَإِنَّهُ رَبُّكَ. وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يُسَلَّطَ عَلٰى نَفْسٍ وَاحِدَةٍ، فَيَقْتُلَهَا، وَيَنْشُرَهَا بِالْمِنْشَارِ، حَتّٰى يُلْقٰى شِقَّتَيْنِ. ثُمَّ يَقُولُ:

گا۔ اگر وہ اس وقت ظاہر ہوا جب کہ میں تمھارے اندر موجود ہوں تو تم سے پہلے میں اس کا مقابلہ کر لوں گا۔ اور اگر میرے بعد ظاہر ہوا تو ہر شخص اپنا دفاع خود کرے گا۔ اور میری عدم موجودگی میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کا مددگار ہے۔ وہ شام اور عراق کے درمیان ایک راستے پر ظاہر ہوگا' اور دائیں بائیں فساد پھیلائے گا۔ اللہ کے بندو! ثابت قدم رہنا۔ میں تمھیں اس کی ایسی علامتیں بتاؤں گا جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے نہیں بتائیں۔ وہ ابتدا میں کہے گا: میں نبی ہوں' حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ پھر وہ دوسرا دعویٰ کرتے ہوئے کہے گا: میں تمھارا رب ہوں' حالانکہ تم مرنے سے پہلے اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتے۔ اور وہ کانا ہے اور تمھارا رب کانا نہیں۔ اس کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) کافر لکھا ہوا ہوگا جسے ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ مومن پڑھ لے گا۔ اس کے فتنے میں یہ چیز بھی ہے کہ اس کے ساتھ جنت اور جہنم ہوگی۔ اس کی جہنم (حقیقت میں) جنت ہوگی اور اس کی جنت (اصل میں) جہنم ہوگی۔ جسے اس کی جہنم کی آزمائش کا سامنا کرنا پڑے' وہ اللہ سے فریاد کرے اور سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے' وہ اس کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جائے گی' جیسے ابراہیم علیہ السلام پر آگ (ٹھنڈی اور سلامتی والی) ہوگئی تھی۔ اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہے کہ وہ ایک اعرابی سے کہے گا: اگر میں تیرے والدین کو زندہ کر دوں تو کیا تو تسلیم کر لے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟ وہ کہے گا: ہاں۔ (فوراً) دو شیطان اس کے ماں باپ کی صورت میں ظاہر ہوں گے اور اسے کہیں گے: بیٹا! اس کی پیروی کر' یہ تیرا رب ہے۔ اس کا ایک

377

انْظُرُوا إِلٰى عَبْدِي هٰذَا . فَإِنِّي أَبْعَثُهُ الْآنَ ، ثُمَّ يَزْعُمُ أَنَّ لَهُ رَبًّا غَيْرِي . فَيَبْعَثُهُ اللهُ . وَيَقُولُ لَهُ الْخَبِيثُ : مَنْ رَبُّكَ ؟ فَيَقُولُ : رَبِّيَ اللهُ ، وَأَنْتَ عَدُوُّ اللهِ . أَنْتَ الدَّجَّالُ . وَاللهِ مَا كُنْتُ ، بَعْدُ ، أَشَدَّ بَصِيرَةً بِكَ مِنِّي الْيَوْمَ » .

اور فتنہ یہ ہے کہ اسے ایک انسان پر قابو دیا جائے گا' وہ اسے قتل کرے گا' یعنی آرے سے چیر دے گا حتی کہ وہ انسان دو ٹکڑے ہو کر گر پڑے گا' پھر وہ (دوسرے لوگوں سے) کہے گا: میرے اس بندے کو دیکھنا' میں ابھی اسے زندہ کروں گا' وہ پھر بھی یہی کہے گا کہ اس کا میرے سوا کوئی اور رب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو زندہ کر دے گا۔ خبیث (دجال) اسے کہے گا: تیرا رب کون ہے؟ وہ (مومن) کہے گا: میرا رب اللہ ہے اور تو اللہ کا دشمن ہے۔ تو دجال ہے۔ اللہ کی قسم! تیرے بارے میں جتنی سمجھ مجھے آج آئی ہے' پہلے نہیں آئی تھی۔''

(378) قَالَ أَبُوالْحَسَنِ الطَّنَافِسِيُّ : فَحَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيدِ الْوَصَّافِيُّ عَنْ عَطِيَّةَ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : « ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَرْفَعُ أُمَّتِي دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ » .

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا یہ آدمی جنت میں سب سے اعلیٰ مقام پر فائز ہوگا۔''

قَالَ : قَالَ أَبُو سَعِيدٍ : وَاللهِ مَا كُنَّا نُرٰى ذٰلِكَ الرَّجُلَ إِلَّا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ . حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيلِهِ .

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہمارا تو خیال تھا کہ یہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی ہوں گے حتی کہ وہ فوت ہو گئے۔ (تب ہمیں معلوم ہوا کہ دجال کے ہاتھ سے قتل ہو کر زندہ ہونے والا' اور پھر اس کی تردید کرنے والا شخص کوئی اور ہوگا۔)

قَالَ الْمُحَارِبِيُّ : ثُمَّ رَجَعْنَا إِلٰى حَدِيثِ أَبِي رَافِعٍ . قَالَ : « وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يَأْمُرَ السَّمَاءَ أَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرَ . وَيَأْمُرَ الْأَرْضَ أَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتَ . وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يَمُرَّ بِالْحَيِّ فَيُكَذِّبُونَهُ . فَلَا تَبْقٰى لَهُمْ سَائِمَةٌ إِلَّا هَلَكَتْ .

ابو رافع رحمہ اللہ اپنی سند سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اس کا فتنہ یہ بھی ہے کہ وہ آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا تو بارش برسے گی۔ اور زمین کو نباتات اگانے کا حکم دے گا تو وہ اگائے گی۔ اس کا فتنہ یہ بھی ہے کہ وہ ایک قبیلے کے پاس سے

وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يَمُرَّ بِالْحَيِّ فَيُصَدِّقُونَهُ. فَيَأْمُرَ السَّمَاءَ أَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرَ. وَيَأْمُرَ الْأَرْضَ أَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتَ. حَتَّى تَرُوحَ مَوَاشِيهِمْ، مِنْ يَوْمِهِمْ ذٰلِكَ، أَسْمَنَ مَا كَانَتْ وَأَعْظَمَهُ، وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ، وَأَدَرَّهُ ضُرُوعًا. وَإِنَّهُ لَا يَبْقٰى شَيْءٌ مِنَ الْأَرْضِ إِلَّا وَطِئَهُ وَظَهَرَ عَلَيْهِ. إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ. لَا يَأْتِيهِمَا مِنْ نَقْبٍ مِنْ نِقَابِهِمَا إِلَّا لَقِيَتْهُ الْمَلَائِكَةُ بِالسُّيُوفِ صَلْتَةً. حَتَّى يَنْزِلَ عِنْدَ الظُّرَيْبِ الْأَحْمَرِ، عِنْدَ مُنْقَطَعِ السَّبَخَةِ. فَتَرْجُفُ الْمَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ. فَلَا يَبْقٰى مُنَافِقٌ وَلَا مُنَافِقَةٌ إِلَّا خَرَجَ إِلَيْهِ. فَتَنْفِي الْخَبَثَ مِنْهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ، وَيُدْعٰى ذٰلِكَ الْيَوْمُ يَوْمَ الْخَلَاصِ».

گزرے گا‘ وہ اس کے دعوی کو تسلیم نہیں کریں گے۔ تب ان کا کوئی مویشی نہیں بچے گا‘ سب ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک اور قبیلے کے پاس سے گزرے گا‘ وہ اس کے دعوی کو تسلیم کر لیں گے۔ وہ آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا تو آسمان سے بارش برس جائے گی۔ اور زمین کو نباتات اگانے کا حکم دے گا تو وہ اُگائے گی۔ اسی دن ان کے مویشی شام کو (چر کر) واپس آئیں گے تو بہت موٹے تازے ہوں گے۔ ان کی کوکھیں خوب پھولی ہوئی اور ان کے تھن دودھ سے خوب بھرے ہوئے ہوں گے۔ وہ ساری زمین پر گھومے گا اور اپنا تسلط جمائے گا‘ سوائے مکہ اور مدینہ کے۔ وہ جس درے سے بھی وہاں آئے گا‘ آگے سے اسے فرشتے ننگی تلواریں لیے ملیں گے حتی کہ وہ شور (کلر) زمین کے آخر میں سرخ ٹیلے کے پاس پڑاؤ ڈالے گا۔ تب مدینہ میں تین بار زلزلہ آئے گا تو ہر منافق مرد اور منافق عورت شہر سے نکل کر اس کے پاس آ جائیں گے۔ (اس طرح) مدینے سے (کفر و نفاق کی) گندگی اس طرح نکل جائے گی جس طرح بھٹی لوہے کی میل کچیل کو نکال دیتی ہے۔ وہ دن یوم نجات کہلائے گا۔‘‘

فَقَالَتْ أُمُّ شَرِيكٍ بِنْتُ أَبِي الْعَكَرِ: يَارَسُولَ اللهِ فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: «هُمْ يَوْمَئِذٍ قَلِيلٌ. وَجُلُّهُمْ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ. وَإِمَامُهُمْ رَجُلٌ صَالِحٌ. فَبَيْنَمَا إِمَامُهُمْ قَدْ تَقَدَّمَ يُصَلِّي بِهِمُ الصُّبْحَ، إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِمْ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ الصُّبْحَ.

حضرت اُمّ شریک بنت ابوعکر رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کے رسول! اس وقت اہل عرب کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ’’اس دن وہ کم ہوں گے۔ اور تقریباً سبھی (عربی) بیت المقدس میں ہوں گے۔ ان کا امام ایک نیک آدمی ہو گا۔ ان کا امام انھیں صبح کی نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھے گا کہ اچانک اسی صبح حضرت عیسیٰ

فَرَجَعَ ذٰلِكَ الْإِمَامُ يَنْكُصُ، يَمْشِي الْقَهْقَرٰى، لِيَتَقَدَّمَ عِيسٰى يُصَلِّي بِالنَّاسِ. فَيَضَعُ عِيسٰى يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ لَهُ: تَقَدَّمْ فَصَلِّ. فَإِنَّهَا لَكَ أُقِيمَتْ. فَيُصَلِّي بِهِمْ إِمَامُهُمْ. فَإِذَا انْصَرَفَ، قَالَ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ: افْتَحُوا الْبَابَ. فَيُفْتَحُ، وَوَرَاءَهُ الدَّجَّالُ مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ يَهُودِيٍّ. كُلُّهُمْ ذُو سَيْفٍ مُحَلًّى وَسَاجٍ. فَإِذَا نَظَرَ إِلَيْهِ الدَّجَّالُ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ، وَيَنْطَلِقُ هَارِبًا. وَيَقُولُ عِيسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ لِي فِيكَ ضَرْبَةً لَنْ تَسْبِقَنِي بِهَا. فَيُدْرِكُهُ عِنْدَ بَابِ اللُّدِّ الشَّرْقِيِّ فَيَقْتُلُهُ، فَيَهْزِمُ اللّٰهُ الْيَهُودَ، فَلَا يَبْقٰى شَيْءٌ مِمَّا خَلَقَ اللّٰهُ يَتَوَارٰى بِهِ يَهُودِيٌّ إِلَّا أَنْطَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الشَّيْءَ، لَا حَجَرَ وَلَا شَجَرَ وَلَا حَائِطَ وَلَا دَابَّةَ - إِلَّا الْغَرْقَدَةَ، فَإِنَّهَا مِنْ شَجَرِهِمْ، لَا تَنْطِقُ - إِلَّا قَالَ: يَا عَبْدَاللّٰهِ الْمُسْلِمَ هٰذَا يَهُودِيٌّ. فَتَعَالَ اقْتُلْهُ».

ابن مریم علیہ السلام (زمین پر) اتر آئیں گے۔ ان کا امام الٹے پاؤں پیچھے ہٹے گا تاکہ عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو نماز پڑھائیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے کندھوں کے درمیان (کمر پر) ہاتھ رکھ کر اسے فرمائیں گے: آپ ہی آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں کیونکہ اقامت آپ کے لیے کہی گئی ہے' چنانچہ ان کا امام انھیں نماز پڑھائے گا۔ جب وہ فارغ ہو گا تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: دروازہ کھولو۔ دروازہ کھولا جائے گا تو آگے دجال موجود ہو گا۔ اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ ہر ایک کے پاس مزین تلوار اور سبز چادر ہو گی۔ جب دجال آپ کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے' چنانچہ وہ فرار ہو جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میں تجھے ایک ضرب لگاؤں گا' تو مجھ سے بھاگ کر اس سے بچ نہیں سکتا۔ آپ اسے لُد شہر کے مشرقی دروازے پر جا پکڑیں گے اور قتل کر دیں گے۔ تب اللہ تعالیٰ یہودیوں کو شکست دے دے گا۔ اللہ کی پیدا کی ہوئی جس چیز کے پیچھے بھی کوئی یہودی چھپے گا اس چیز کو اللہ بولنے کی طاقت دے دے گا' خواہ وہ کوئی پتھر ہو یا درخت' باغ کی دیوار ہو یا جانور...... مگر غرقد' جو ان (یہودیوں) کا درخت ہے' وہ نہیں بولے گا۔ باقی ہر چیز کہے گی: اے اللہ کے مسلمان بندے! یہ (میرے پیچھے) یہودی ہے آ کر اسے قتل کر دے۔''

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «وَإِنَّ أَيَّامَهُ أَرْبَعُونَ سَنَةً. السَّنَةُ كَنِصْفِ السَّنَةِ. وَالسَّنَةُ كَالشَّهْرِ. وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ. وَآخِرُ أَيَّامِهِ كَالشَّرَرَةِ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی مدت چالیس سال ہے۔ ایک سال چھ ماہ کے برابر ہو گا' ایک سال ایک مہینے جتنا' ایک سال ایک ہفتے جتنا اور اس کے

يُصْبِحُ أَحَدُكُمْ عَلٰى بَابِ الْمَدِينَةِ. فَلَا يَبْلُغُ بَابَهَا الْآخَرَ حَتّٰى يُمْسِيَ» فَقِيلَ لَهُ: يَارَسُولَ اللهِ كَيْفَ نُصَلِّي فِي تِلْكَ الْأَيَّامِ الْقِصَارِ؟ قَالَ: «تَقْدُرُونَ فِيهَا الصَّلَاةَ كَمَا تَقْدُرُونَهَا فِي هٰذِهِ الْأَيَّامِ الطِّوَالِ، ثُمَّ صَلُّوا» قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَيَكُونُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي أُمَّتِي حَكَمًا عَدْلًا، وَإِمَامًا مُقْسِطًا. يَدُقُّ الصَّلِيبَ، وَيَذْبَحُ الْخِنْزِيرَ. وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ. وَيَتْرُكُ الصَّدَقَةَ، فَلَا يُسْعٰى عَلٰى شَاةٍ وَلَا بَعِيرٍ. وَتُرْفَعُ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ. وَتُنْزَعُ حُمَةُ كُلِّ ذَاتِ حُمَةٍ، حَتّٰى يُدْخِلَ الْوَلِيدُ يَدَهُ فِي فِي الْحَيَّةِ، فَلَا تَضُرُّهُ، وَتُفِرُّ الْوَلِيدَةُ الْأَسَدَ، فَلَا يَضُرُّهَا، وَيَكُونُ الذِّئْبُ فِي الْغَنَمِ كَأَنَّهُ كَلْبُهَا. وَتُمْلَأُ الْأَرْضُ مِنَ السِّلْمِ كَمَا يُمْلَأُ الْإِنَاءُ مِنَ الْمَاءِ، وَتَكُونُ الْكَلِمَةُ وَاحِدَةً، فَلَا يُعْبَدُ إِلَّا اللهُ. وَتَضَعُ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا، وَتُسْلَبُ قُرَيْشٌ مُلْكَهَا، وَتَكُونُ الْأَرْضُ كَفَاثُورِ الْفِضَّةِ، تُنْبِتُ نَبَاتَهَا بِعَهْدِ آدَمَ. حَتّٰى يَجْتَمِعَ النَّفَرُ عَلَى الْقِطْفِ مِنَ الْعِنَبِ فَيُشْبِعَهُمْ. وَيَجْتَمِعَ النَّفَرُ عَلَى الرُّمَّانَةِ فَتُشْبِعَهُمْ. وَيَكُونُ الثَّوْرُ بِكَذَا وَكَذَا، مِنَ الْمَالِ. وَتَكُونَ الْفَرَسُ بِالدُّرَيْهِمَاتِ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ وَمَا يُرْخِصُ الْفَرَسَ؟ قَالَ: «لَا تُرْكَبُ لِحَرْبٍ أَبَدًا» قِيلَ لَهُ: فَمَا

آخری دن چنگاری کی طرح ہوں گے۔ آدمی صبح کو شہر کے ایک دروازے پر ہوگا اور دوسرے دروازے تک پہنچنے سے پہلے شام ہو جائے گی۔'' عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! ہم ان چھوٹے چھوٹے دنوں میں نمازیں کس طرح پڑھیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''جس طرح تم طویل دنوں میں اندازے سے نماز پڑھتے تھے' اسی طرح ان (مختصر) دنوں میں بھی (وقت کا) اندازہ کر کے نمازیں ادا کرنا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام میری امت میں انصاف کرنے والے جج اور عادل امام ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے' خنزیر کو ذبح کر دیں گے' جزیہ ختم کر دیں گے' صدقہ لینا بند کر دیں گے' اس لیے کسی بکری یا اونٹ کی زکاۃ نہیں لی جائے گی۔ آپس کی ناراضی اور دشمنی ختم ہو جائے گی۔ زہریلے جانوروں کا زہر نہیں رہے گا حتی کہ بچہ سانپ کے منہ میں ہاتھ ڈال دے گا تو سانپ اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اور بچی شیر کو بھگا دے گی' وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ بھیڑیا بکریوں میں ایسے ہوگا جیسے ریوڑ کا کتا ہوتا ہے۔ زمین امن سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے۔ سب لوگ متحد ہوں گے۔ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کی جائے گی۔ جنگ نابود ہو جائے گی۔ قریش سے حکومت چھن جائے گی۔ زمین چاندی کے تھال کی طرح ہو جائے گی۔ اس کی پیداوار اسی طرح ہوگی جیسے آدم علیہ السلام کے زمانے میں ہوا کرتی تھی حتی کہ کئی افراد مل کر انگوروں کا ایک خوشہ کھائیں گے تو سیر ہو جائیں گے۔ اور کئی افراد مل

يُغْلِي الثَّوْرَ؟ قَالَ: «تُحْرَثُ الْأَرْضُ كُلُّهَا. وَإِنَّ قَبْلَ خُرُوجِ الدَّجَّالِ ثَلَاثَ سَنَوَاتٍ شِدَادٍ، يُصِيبُ النَّاسَ فِيهَا جُوعٌ شَدِيدٌ. يَأْمُرُ اللهُ السَّمَاءَ فِي السَّنَةِ الْأُولٰى أَنْ تَحْبِسَ ثُلُثَ مَطَرِهَا. وَيَأْمُرُ الْأَرْضَ فَتَحْبِسُ ثُلُثَ نَبَاتِهَا. ثُمَّ يَأْمُرُ السَّمَاءَ فِي الثَّانِيَةِ، فَتَحْبِسُ ثُلُثَيْ مَطَرِهَا. وَيَأْمُرُ الْأَرْضَ، فَتَحْبِسُ ثُلُثَيْ نَبَاتِهَا. ثُمَّ يَأْمُرُ اللهُ السَّمَاءَ، فِي السَّنَةِ الثَّالِثَةِ، فَتَحْبِسُ مَطَرَهَا كُلَّهُ. فَلَا تَقْطُرُ قَطْرَةً. وَيَأْمُرُ الْأَرْضَ، فَتَحْبِسُ نَبَاتَهَا كُلَّهُ، فَلَا تُنْبِتُ خَضْرَاءَ. فَلَا تَبْقٰى ذَاتُ ظِلْفٍ إِلَّا هَلَكَتْ، إِلَّا مَا شَاءَ اللهُ». قِيلَ: فَمَا يُعِيشُ النَّاسَ فِي ذٰلِكَ الزَّمَانِ؟ قَالَ: «التَّهْلِيلُ وَالتَّكْبِيرُ وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّحْمِيدُ، وَيُجْرٰى ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ مَجْرَى الطَّعَامِ».

کر ایک انار کھائیں گے تو سیر ہو جائیں گے۔ ایک بیل اتنے اتنے مال کے بدلے ملے گا' اور ایک گھوڑا چند درہم کا مل جائے گا۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اللہ کے رسول! گھوڑا سستا کیوں ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''اس پر جنگ کے لیے سواری نہیں کی جائے گی۔'' انھوں نے کہا: بیل کیوں مہنگا ہو گا؟ فرمایا: ''ساری زمین پر کاشت کاری ہو گی۔ اور دجال کے ظاہر ہونے سے پہلے تین سخت سال آئیں گے۔ ان میں لوگوں کو سخت بھوک کا سامنا ہو گا۔ پہلے سال اللہ کے حکم سے آسمان تہائی بارش روک لے گا اور زمین تہائی پیداوار روک لے گی۔ دوسرے سال اللہ کے حکم سے آسمان دو تہائی بارش روک لے گا اور زمین دو تہائی پیداوار روک لے گی۔ تیسرے سال اللہ کے حکم سے آسمان ساری بارش روک لے گا' ایک قطرہ بھی نہیں برسے گا۔ اور زمین ساری پیداوار روک لے گی۔ کوئی سبزہ نہیں اگے گا' چنانچہ سارے مویشی ہلاک ہو جائیں گے مگر جو اللہ چاہے۔'' عرض کیا گیا: اس زمانے میں لوگ کس طرح زندہ رہیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''تہلیل و تکبیر اور تسبیح و تحمید کے ذریعے سے۔ یہ ان کے لیے کھانے کے قائم مقام ہو جائے گی۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ الطَّنَافِسِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيَّ يَقُولُ: يَنْبَغِي أَنْ يُدْفَعَ هٰذَا الْحَدِيثُ إِلَى الْمُؤَدِّبِ، حَتّٰى يُعَلِّمَهُ الصِّبْيَانَ فِي الْكِتَابِ.

عبدالرحمٰن محاربی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ حدیث بچوں کے استاد کو دینی چاہیے کہ پرائمری سکول میں بچوں کو یاد کرائے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے‘ تاہم اس میں مذکور بعض اشیاء دوسری صحیح احادیث میں بھی مذکور ہیں جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے کہ مذکورہ روایت تو سنداً ضعیف ہے لیکن سنن ابی داود میں حسن سند سے اسی مفہوم کی روایت مختصراً مروی ہے۔ دیکھیے: تحقیق و تخریج حدیث ہذا‘ لہٰذا جو باتیں صحیح احادیث میں مروی ہیں وہ صحیح اور درست ہیں۔ واللہ أعلم. ② اس حدیث میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے پر مقامی امام ہی نماز پڑھائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے نماز ادا کریں گے جبکہ صحیح مسلم کی ایک اور حدیث میں یہ الفاظ ہیں: ”وہ لوگ (دجال سے) جنگ کے لیے صفیں درست کر رہے ہوں گے کہ نماز کی اقامت ہو جائے گی۔ تب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہو کر انھیں نماز پڑھائیں گے۔“ (صحیح مسلم‘ الفتن‘ باب في فتح قسطنطينية‘ وخروج الدجال‘ و نزول عيسى ابن مريم‘ حدیث:۲۸۹۷) اس دوسری روایت کے اصل الفاظ ہیں [فَأَمَّهُمْ] اس کے معنی کیے گئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو نماز پڑھانے کا حکم دیں گے۔ اس معنی کی رُو سے دونوں روایات ہم معنی ہو جاتی ہیں کہ نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت نہیں کرائیں گے بلکہ وہاں موجود امام کے پیچھے ہی نماز پڑھیں گے۔



٤٠٧٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا، وَإِمَامًا عَدْلًا. فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيضُ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ».

۴۰۷۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ نبی ﷺ نے فرمایا: ”قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ عیسیٰ ابن مریم انصاف کرنے والے قاضی بن کر اور عادل امام بن کر نازل ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے‘ جزیہ ساقط کر دیں گے اور کثرت سے مال تقسیم کریں گے حتی کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔“

فوائد و مسائل: ① اس وقت اسلامی قانون یہ ہے کہ یہودی یا عیسائی اسلامی حکومت میں اپنے مذہب پر قائم رہ سکتے ہیں بشرطیکہ اسلامی حکومت کی اطاعت قبول کریں اور جزیہ ادا کریں۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ یہ حکم عیسیٰ علیہ السلام کے نزول تک ہے۔ نزول مسیح کے بعد قانون یہ ہوگا کہ یہودی اور عیسائی اسلام قبول کریں یا جنگ کریں اور مرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ ② یہ حدیث مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ مسیحیت کی واضح تردید ہے کیونکہ اس میں نازل ہونے والے مسیح کی کوئی علامت نہیں پائی جاتی۔ ان کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔

---

٤٠٧٨ـ أخرجه البخاري، المظالم، باب كسر الصليب وقتل الخنزير، ح: ٢٤٧٦، ومسلم، الإيمان، باب نزول عيسى ابن مريم حاكمًا . . . الخ، ح: ١٥٥ عن ابن أبي شيبة من حديث سفيان به.

اس کا نام غلام احمد تھا۔ ان کی والدہ کا نام سیدہ مریم علیہا السلام ہے۔ اس کی ماں کا نام چراغ بی بی تھا۔ وہ آسمان سے نازل ہوں گے۔ یہ قادیان میں پیدا ہوا۔ وہ لوگوں میں انصاف کریں گے۔ یہ عیسائی انگریزوں کی عدالتوں سے انصاف کا طالب تھا۔ وہ حکمران ہوں گے۔ اس نے عیسائی جج جے ایف ڈوئی کی عدالت میں اس بات کا وعدہ کیا کہ وہ اپنے مخالفوں کے مرنے کی پیش گوئی نہیں کرے گا۔ وہ انصاف کرنے والے ہوں گے۔ اس نے پچاس حصوں کی کتاب تصنیف کرنے کا وعدہ کر کے پیشگی رقم وصول کر کے پانچ حصوں کی کتاب ''براہین احمدیہ'' شائع کی۔ وہ بھی کہنے کو پانچ حصے، لیکن حقیقت میں دو حصوں ہی پر مشتمل ہے۔ وہ صلیب کو توڑیں گے۔ اس کے مذہب کی بنیاد ''اولی الامر'' (کافر انگریزوں) کی اطاعت پر ہے۔ وہ مال تقسیم کریں گے۔ یہ اپنے مریدوں سے چندے وصول کر کے گزارہ کرنے والا تھا۔ وہ دجال کو قتل کریں گے۔ اس نے دجال کا مطلب انگریز قوم بیان کیا اور ان کی اطاعت کو فرض قرار دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز کے امام ہوں گے۔ مرزا نے اپنی مسجد میں ایک اور شخص کو امام مقرر کر رکھا تھا اور خود اس کے پیچھے نماز پڑھتا تھا۔ وہ دمشق میں نازل ہوں گے۔ اس نے دمشق کو دیکھا تک نہیں۔ الغرض مرزا غلام احمد قادیانی میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام والی کوئی علامت موجود نہیں بلکہ اس کا کردار اور اس کی پیش گوئیاں اس کی تکذیب کے لیے کافی ہیں۔

٤٠٧٩ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يُفْتَحُ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ. فَيَخْرُجُونَ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ﴾ [الأنبياء: ٩٦] فَيَعُمُّونَ الْأَرْضَ. وَيَنْحَازُ مِنْهُمُ الْمُسْلِمُونَ، حَتَّى تَصِيرَ بَقِيَّةُ الْمُسْلِمِينَ فِي مَدَائِنِهِمْ وَحُصُونِهِمْ. وَيَضُمُّونَ إِلَيْهِمْ مَوَاشِيَهُمْ، حَتَّى إِنَّهُمْ لَيَمُرُّونَ بِالنَّهَرِ فَيَشْرَبُونَهُ، حَتَّى مَا يَذَرُونَ فِيهِ شَيْئًا، فَيَمُرُّ

۴۰۷۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یاجوج ماجوج کو کھول دیا جائے گا، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ﴾ ''وہ ہر ٹیلے سے بھاگتے آئیں گے۔'' تو وہ ساری زمین پر پھیل جائیں گے۔ مسلمان ان سے ایک طرف ہو جائیں گے (ان کی کثرت دیکھ کر مقابلہ نہیں کریں گے) حتی کہ بچے کھچے مسلمان اپنے شہروں اور قلعوں میں چلے جائیں گے اور مویشی بھی اپنے پاس رکھیں گے (چراگاہوں میں نہیں چھوڑیں گے۔) یاجوج ماجوج کا یہ حال ہوگا کہ کسی نہر کے پاس سے گزریں گے تو اس کا سارا پانی پی جائیں گے، کچھ نہیں چھوڑیں گے۔ ان کی فوج کا پچھلا حصہ وہاں سے

٤٠٧٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٧٧ من حديث ابن إسحاق به، وصححه البوصيري، وابن حبان، ح: ١٩٠٩، والحاكم: ٢/ ٢٤٥، ٤/ ٤٨٩، ٤٩٠، الأول على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

آخِرُهُمْ عَلٰى أَثَرِهِمْ، فَيَقُولُ قَائِلُهُمْ: لَقَدْ كَانَ بِهٰذَا الْمَكَانِ، مَرَّةً مَاءٌ. وَيَظْهَرُونَ عَلَى الْأَرْضِ. فَيَقُولُ قَائِلُهُمْ: هٰؤُلَاءِ أَهْلُ الْأَرْضِ، قَدْ فَرَغْنَا مِنْهُمْ. وَلَنُنَازِلَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ، حَتّٰى إِنَّ أَحَدَهُمْ لَيَهُزُّ حَرْبَتَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَتَرْجِعُ مُخَضَّبَةً بِالدَّمِ. فَيَقُولُونَ: قَدْ قَتَلْنَا أَهْلَ السَّمَاءِ. فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ، إِذْ بَعَثَ اللهُ دَوَابَّ كَنَغَفِ الْجَرَادِ. فَتَأْخُذُ أَعْنَاقَهُمْ فَيَمُوتُونَ مَوْتَ الْجَرَادِ. يَرْكَبُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا. فَيُصْبِحُ الْمُسْلِمُونَ لَا يَسْمَعُونَ لَهُمْ حِسًّا. فَيَقُولُونَ: مَنْ رَجُلٌ يَشْرِي نَفْسَهُ، وَيَنْظُرُ مَا فَعَلُوا؟ فَيَنْزِلُ مِنْهُمْ رَجُلٌ قَدْ وَطَّنَ نَفْسَهُ عَلٰى أَنْ يَقْتُلُوهُ. فَيَجِدُهُمْ مَوْتٰى. فَيُنَادِيهِمْ: أَلَا أَبْشِرُوا. فَقَدْ هَلَكَ عَدُوُّكُمْ. فَيَخْرُجُ النَّاسُ وَيَخْلُونَ سَبِيلَ مَوَاشِيهِمْ. فَمَا يَكُونُ لَهُمْ رَعْيٌ إِلَّا لُحُومُهُمْ. فَتَشْكَرُ عَلَيْهَا، كَأَحْسَنِ مَا شَكِرَتْ مِنْ نَبَاتٍ أَصَابَتْهُ قَطُّ».

گزرے گا تو ان میں سے کوئی کہنے والا کہے گا: (شاید) اس جگہ کبھی پانی ہوتا تھا۔ وہ زمین والوں پر غالب آ جائیں گے تو ان میں سے ایک آدمی کہے گا: ہم زمین والوں سے فارغ ہو چکے، اب ہم آسمان والوں کا مقابلہ کریں گے۔ ان میں سے جو کوئی آسمان کی طرف اپنا نیزہ پھینکے گا، اس کا نیزہ خون آلود ہو کر واپس آئے گا۔ تب وہ کہیں گے: ہم نے آسمان والوں کو قتل کر دیا ہے۔ اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ ان پر ایسے حشرات بھیجے گا جیسے ٹڈی دل کا لاروا (ایک قسم کا کیڑا)۔ وہ حشرات ان کی گردنوں پر حملہ آور ہوں گے۔ تو وہ اس طرح مر مر کر ایک دوسرے پر گریں گے جیسے ٹڈی دل یک بارگی مر جاتا ہے۔ صبح کو مسلمانوں کو ان کی حس و حرکت سنائی نہ دے گی تو وہ کہیں گے: کون بہادر آدمی اپنی جان خطرے میں ڈال کر معلوم کرے کہ وہ کیا کر رہے ہیں؟ ان میں سے ایک آدمی (قلعے سے) اترے گا اور وہ (اپنے دل میں) ان کے ہاتھوں قتل ہونے پر تیار ہوگا، وہ دیکھے گا کہ سب (یاجوج ماجوج) ہلاک ہو چکے ہیں۔ وہ آواز دے گا: خوش ہو جاؤ! اللہ نے تمھارے دشمنوں کو تباہ کر دیا ہے۔ تب (مسلمان) لوگ (اپنے حصار سے) نکلیں گے اور اپنے جانوروں کو چھوڑیں گے۔ جانوروں کو چرنے کے لیے ان (یاجوج ماجوج) کے گوشت کے سوا کوئی خوراک میسر نہ ہوگی۔ وہ ان کو کھا کھا کر اس طرح موٹے اور بہت دودھ والے ہو جائیں گے جیسے بہترین چارہ کھا کر خوب موٹے تازے اور دودھ والے ہو جاتے ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے یاجوج اور ماجوج پر تفصیلی روشنی پڑتی ہے کہ وہ کافر، وحشی اور جنگجو قسم کے لوگ ہوں گے۔ ② آسمان سے ان کی برچھیوں اور تیروں کا خون آلود ہو کر واپس آنا اللہ کی طرف سے مہلت دینے اور انھیں وقتی خوشی دینے کا انداز ہے۔ ③ [نَغَف] کی تشریح یوں کی گئی ہے: ''ایک کیڑا جو اونٹوں اور بکریوں کی ناکوں میں ہوتا ہے۔'' (النهاية لابن أثير۔ ماده: نغف) اس کو ٹڈی دل [جَرَاد] کی طرف مضاف کیا گیا ہے' اس لیے اس سے مراد وہ سونڈیاں بھی ہو سکتی ہیں جو ٹڈی دل کے انڈوں سے نکلتی ہیں اور پر نکلنے سے پہلے درختوں اور فصلوں کے پتے کھا کھا کر ختم کر دیتی ہیں۔ ④ مویشی گوشت نہیں کھاتے لیکن جس طرح اس زمانے کے دوسرے بہت سے واقعات معمول کے خلاف ہیں' اسی طرح یہ بھی ہوگا کہ مویشیوں کو ان مرے ہوئے افراد کا گوشت کھانے کی عادت ہو جائے گی' چنانچہ وہ ان مرے ہوئے لوگوں کا گوشت کھائیں گے اور وہ گوشت ہضم بھی کر سکیں گے۔

٤٠٨٠- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ يَحْفِرُونَ كُلَّ يَوْمٍ. حَتَّى إِذَا كَادُوا يَرَوْنَ شُعَاعَ الشَّمْسِ، قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ: ارْجِعُوا فَسَنَحْفِرُهُ غَدًا. فَيُعِيدُهُ اللهُ أَشَدَّ مَا كَانَ. حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ مُدَّتُهُمْ، وَأَرَادَ اللهُ أَنْ يَبْعَثَهُمْ عَلَى النَّاسِ، حَفَرُوا. حَتَّى إِذَا كَادُوا يَرَوْنَ شُعَاعَ الشَّمْسِ، قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ: ارْجِعُوا. فَسَتَحْفِرُونَهُ غَدًا، إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى. وَاسْتَثْنَوْا. فَيَعُودُونَ إِلَيْهِ، وَهُوَ كَهَيْئَتِهِ حِينَ تَرَكُوهُ. فَيَحْفِرُونَهُ وَيَخْرُجُونَ

٤٠٨٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یاجوج ماجوج روزانہ (دیوار) کھودتے ہیں حتی کہ جب (اتنی کم موٹی رہ جاتی ہے کہ) انھیں سورج کی روشنی (اس کے آر پار) نظر آنے کے قریب ہوتی ہے تو ان کا افسر کہتا ہے: واپس چلو' اس (باقی دیوار) کو ہم کل کھود ڈالیں گے۔ اللہ تعالیٰ اسے پھر پہلے سے بھی انتہائی سخت کر دیتا ہے۔ جب ان کا مقرر وقت آئے گا اور اللہ تعالیٰ کی منشا ہوگی کہ انھیں لوگوں تک پہنچنے دے تو وہ کھودیں گے' جب وہ سورج کی روشنی دیکھنے کے قریب ہوں گے تو ان کا افسر کہے گا: چلو' اس کو ہم کل کھود لیں گے ان شاء اللہ۔ وہ اللہ کی مرضی کا ذکر کریں گے تو (اس کی یہ برکت ہوگی کہ) جب (صبح کو) واپس آئیں گے تو اسے اسی حالت میں پائیں گے

---

٤٠٨٠ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، التفسير، [باب] ومن سورة الكهف، ح:٣١٥٣ من حديث قتادة به، وقال: "حسن غريب"، وصححه البوصيري، وابن حبان، ح:١٩٠٨، والحاكم على شرط الشيخين: ٤/ ٤٨٨، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد، راجع النهاية بتحقيقي، ح:٣٤٨ إن شئت المزيد.

عَلَى النَّاسِ فَيَنْشِفُونَ الْمَاءَ. وَيَتَحَصَّنُ النَّاسُ مِنْهُمْ فِي حُصُونِهِمْ. فَيَرْمُونَ بِسِهَامِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ. فَتَرْجِعُ، عَلَيْهَا الدَّمُ الَّذِي اجْفَظَّ. فَيَقُولُونَ: قَهَرْنَا أَهْلَ الْأَرْضِ، وَعَلَوْنَا أَهْلَ السَّمَاءِ. فَيَبْعَثُ اللهُ نَغَفًا فِي أَقْفَائِهِمْ فَيَقْتُلُهُمْ بِهَا».

جیسی چھوڑ کر گئے تھے۔ وہ اسے کھود کر لوگوں کے سامنے نکل آئیں گے اور پانی پی کر ختم کر دیں گے۔ لوگ ان سے بچاؤ کے لیے قلعہ بند ہو جائیں گے۔ وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے تو تیر خون سے تر بتر واپس آئیں گے۔ تب وہ کہیں گے: ہم نے زمین والوں کو زیر کر لیا اور آسمان والوں پر غالب آ گئے۔ تب اللہ ان کی گدیوں میں کیڑے پیدا کر دے گا جن سے وہ ہلاک ہو جائیں گے۔''

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ دَوَابَّ الْأَرْضِ لَتَسْمَنُ وَتَشْكَرُ شَكَرًا مِنْ لُحُومِهِمْ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! زمین کے جانور ان کا گوشت کھا کھا کر موٹے ہو جائیں گے اور ان پر چربی چڑھ جائے گی۔''

فوائد و مسائل: ① کھودنے کا مطلب ہے کہ دیوار میں سوراخ کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ انھیں کامیاب نہیں ہونے دیتا' اس لیے دیوار دوبارہ موٹی ہو جاتی ہے۔ ② تمام اسباب اللہ کے تصرف میں ہیں۔ اس کی مرضی کے بغیر اسباب پر محنت کے باوجود کامیابی نہیں ہوتی' اس لیے مومن کا توکل اللہ پر ہونا چاہیے۔ ③ اللہ کے نام میں اتنی برکت ہے کہ وہ کافر (یاجوج ماجوج) بھی اللہ کا نام لیں گے تو دیوار دوبارہ موٹی نہیں ہوگی اور وہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔

٤٠٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ: حَدَّثَنِي جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ عَنْ مُؤْثِرِ ابْنِ عَفَازَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ، لَقِيَ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى. فَتَذَاكَرُوا السَّاعَةَ. فَبَدَأُوا بِإِبْرَاهِيمَ. فَسَأَلُوهُ عَنْهَا.

۴۰۸۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جس رات رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوئی' آپ کی ملاقات حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے بھی ہوئی۔ وہ آپس میں قیامت کے بارے میں بات چیت کرنے لگے۔ سب سے پہلے انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا لیکن انھیں اس کے بارے میں معلومات نہیں تھیں۔ پھر انھوں

٤٠٨١- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣٧٥ من حديث العوام به، وصححه البوصيري، والحاكم: ٢/ ٣٨٤، والذهبي، ولم أر لمضعفه حجة * مؤثر ثقة، وثقه المعتدل العجلي، وابن حبان وغيرهما.

فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ. ثُمَّ سَأَلُوا مُوسٰى. فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ. فَرُدَّ الْحَدِيثُ إِلٰى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ. فَقَالَ: قَدْ عُهِدَ إِلَيَّ فِيمَا دُونَ وَجْبَتِهَا. فَأَمَّا وَجْبَتُهَا فَلَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللهُ. فَذَكَرَ خُرُوجَ الدَّجَّالِ. قَالَ: فَأَنْزِلُ فَأَقْتُلُهُ. فَيَرْجِعُ النَّاسُ إِلٰى بِلَادِهِمْ. فَيَسْتَقْبِلُهُمْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ. فَلَا يَمُرُّونَ بِمَاءٍ إِلَّا شَرِبُوهُ. وَلَا بِشَيْءٍ إِلَّا أَفْسَدُوهُ. فَيَجْأَرُونَ إِلَى اللهِ. فَأَدْعُو اللهَ أَنْ يُمِيتَهُمْ. فَتَنْتُنُ الْأَرْضُ مِنْ رِيحِهِمْ. فَيَجْأَرُونَ إِلَى اللهِ. فَأَدْعُو اللهَ. فَيُرْسِلُ السَّمَاءَ بِالْمَاءِ. فَيَحْمِلُهُمْ فَيُلْقِيهِمْ فِي الْبَحْرِ. ثُمَّ تُنْسَفُ الْجِبَالُ وَتُمَدُّ الْأَرْضُ مَدَّ الْأَدِيمِ. فَعُهِدَ إِلَيَّ: مَتٰى كَانَ ذٰلِكَ، كَانَتِ السَّاعَةُ مِنَ النَّاسِ. كَالْحَامِلِ الَّتِي لَا يَدْرِي أَهْلُهَا مَتٰى تَفْجَؤُهُمْ بِوِلَادِهَا.

نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا، انھیں بھی اس کا علم نہ تھا۔ تب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام سے بات کرنے کو کہا گیا تو انھوں نے فرمایا: مجھے قیامت قائم ہونے سے پہلے کی باتیں بتائی گئی ہیں، باقی رہا اس کے قائم ہونے کا وقت تو وہ اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں، پھر انھوں نے دجال کے ظہور کا ذکر کیا اور فرمایا: میں نازل ہو کر اسے قتل کروں گا، تب لوگ اپنے اپنے شہروں کو لوٹ جائیں گے۔ آگے سے انھیں یاجوج ماجوج ملیں گے جو ہر ٹیلے سے تیزی کے ساتھ اتر رہے ہوں گے۔ وہ جس پانی (چشمے وغیرہ) کے پاس سے گزریں گے پی جائیں گے۔ اور جس چیز کے پاس سے گزریں گے، اسے خراب کر دیں گے۔ تب لوگ اللہ سے فریاد کریں گے، چنانچہ میں اللہ سے دعا کروں گا کہ ان (یاجوج ماجوج) کو تباہ کر دے۔ تب (ساری) زمین میں ان کی سڑاند پھیل جائے گی۔ لوگ اللہ سے فریاد کریں گے، میں بھی اللہ سے دعا کروں گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل فرمائے گا جو انھیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دے گی۔ پھر پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا اور زمین کو اس طرح کھینچ دیا جائے گا جس طرح چمڑے کو کھینچ دیا جاتا ہے۔ مجھے (عیسیٰ علیہ السلام کو) بتایا گیا ہے کہ جب یہ واقعہ ہوگا تو قیامت اتنی قریب ہوگی جیسے وہ حاملہ جس (کا وقت بالکل قریب ہو اور اس) کے گھر والوں کو پتہ نہ ہو کہ کب اچانک ولادت ہو جائے گی۔‘‘

قَالَ الْعَوَّامُ: وَوُجِدَ تَصْدِيقُ ذٰلِكَ فِي كِتَابِ اللهِ تَعَالٰى: ﴿حَتّٰى إِذَا فُتِحَتْ

(حدیث کے ایک راوی) عوام بن حوشب رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے بھی ہوتی

يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ﴾. [الأنبياء: ٩٦]

ہے: ﴿حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ﴾ ”حتی کہ جب یاجوج اور ماجوج کو کھول دیا جائے گا تو وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔“

## (المعجم ٣٤) - بَابُ خُرُوجِ الْمَهْدِيِّ (التحفة ٣٤)

## باب: ۳۴- امام مہدی کا ظہور

**٤٠٨٢- حَدَّثَنَا** عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ أَقْبَلَ فِتْيَةٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ. فَلَمَّا رَآهُمُ النَّبِيُّ ﷺ، اغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ وَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ. قَالَ: فَقُلْتُ: مَا نَزَالُ نَرَى فِي وَجْهِكَ شَيْئًا نَكْرَهُهُ. فَقَالَ: «إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ اخْتَارَ اللهُ لَنَا الْآخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا، وَإِنَّ أَهْلَ بَيْتِي سَيَلْقَوْنَ بَعْدِي بَلَاءً وَتَشْرِيدًا وَتَطْرِيدًا. حَتَّى يَأْتِيَ قَوْمٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَعَهُمْ رَايَاتٌ سُودٌ، فَيَسْأَلُونَ الْخَيْرَ، فَلَا يُعْطَوْنَهُ، فَيُقَاتِلُونَ فَيُنْصَرُونَ، فَيُعْطَوْنَ مَا سَأَلُوا فَلَا يَقْبَلُونَهُ حَتَّى يَدْفَعُوهَا إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، فَيَمْلَأُهَا قِسْطًا كَمَا مَلَأُوهَا جَوْرًا. فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ

**۴۰۸۲-** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنو ہاشم کے کچھ جوان آ گئے۔ جب نبی ﷺ نے انھیں دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور (چہرۂ مبارک کا) رنگ تبدیل ہو گیا۔ میں نے عرض کیا: ہمیں آپ کے چہرۂ مبارک پر کچھ ایسے آثار نظر آئے ہیں جو ہمیں پسند نہیں۔ (ہم نہیں چاہتے کہ آپ کو غمگین دیکھیں۔) نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہم اس گھرانے کے افراد ہیں (جن کی یہ شان ہے کہ) اللہ نے ہمارے لیے دنیا کی بجائے آخرت کو پسند فرما لیا ہے۔ میرے گھر والوں کو میرے بعد مصیبتوں، در بدری اور وطن سے اخراج کا سامنا کرنا پڑے گا حتی کہ مشرق سے کچھ لوگ آئیں گے ان کے پاس سیاہ جھنڈے ہوں گے۔ اور وہ اچھی چیز مانگیں گے تو انھیں نہیں دی جائے گی۔ پھر وہ جنگ کریں گے تو ان کی مدد کی جائے گی (اور فتح حاصل ہو گی۔) تب جو کچھ انھوں نے مانگا تھا

---

**٤٠٨٢ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه ابن أبي شيبة: ١٥/ ٢٣٥، ٢٣٦، ح: ١٩٥٧٣ عن معاوية به، وانظر، ح: ٥٠٤ لحال يزيد، ولم تثبت متابعة الحكم له، وفي السند إليه عبدالله بن واهر رافضي خبيث متهم، وله طريق آخر موضوع عند الحاكم: ٤/ ٤٦٤.

مِنكُمْ، فَلْيَأْتِهِمْ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ».

انھیں پیش کیا جائے گا لیکن وہ قبول نہیں کریں گے حتی کہ وہ اس (حکومتی انتظام) کو میرے اہل بیت کے ایک آدمی کو دیں گے' چنانچہ وہ زمین کو انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح لوگوں نے اسے ظلم سے بھر رکھا تھا۔ تم میں سے جو ان حالات کو پالے' اسے چاہیے کہ اس (مہدی) کے پاس آئے اگرچہ برف پر پھسل کر آنا پڑے۔"

٤٠٨٣- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ الْعُقَيْلِيُّ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ، عَنْ أَبِي صِدِّيقٍ النَّاجِي، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: «يَكُونُ فِي أُمَّتِي الْمَهْدِيُّ. إِنْ قُصِرَ، فَسَبْعٌ. وَإِلَّا فَتِسْعٌ. فَتَنْعَمُ فِيهِ أُمَّتِي نَعْمَةً لَمْ يَنْعَمُوا مِثْلَهَا قَطُّ. تُؤْتَى أُكُلَهَا. وَلَا تَدَّخِرُ مِنْهُمْ شَيْئًا. وَالْمَالُ يَوْمَئِذٍ كُدُوسٌ. فَيَقُومُ الرَّجُلُ فَيَقُولُ: يَامَهْدِيُّ أَعْطِنِي. فَيَقُولُ: خُذْ».

۴۰۸۳- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں مہدی ہوگا۔ اگر (اس کی مدت) کم ہوئی تو سات سال ہوگی ورنہ نو سال۔ اس (کے دور حکومت) میں میری امت کو ایسی خوشیاں ملیں گی جیسی کبھی نہیں ملی تھیں۔ (زمین کو) اس کے میوے ملیں گے۔ اور وہ ان (میووں) میں سے کچھ بھی بچا کر نہیں رکھے گی (پوری پیداوار دے گی۔) ان دنوں مال کے انبار ہوں گے۔ آدمی اٹھ کر کہے گا: اے مہدی! مجھے دیجیے اور مہدی کہے گا: لے لے۔"



فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح اور حسن قرار دیا ہے۔ ان محققین کی تحقیقی بحث پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت کم از کم حسن لغیرہ ضرور بن جاتی ہے جو کہ محدثین کے ہاں قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الروض النضير:٦٤٧ وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:٤٠٨٣) ② مہدی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آل میں سے ایک نیک آدمی ہوگا جس کا نام نبی ﷺ کے نام پر (محمد) اور اس کے والد کا نام نبی

٤٠٨٣- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الفتن:٥٣، ح:٢٢٣٢ من حديث شعبة عن زيد العمي به، وقال: "حسن"، وتقدم حاله، ح:٢٧٠٣، والحديث ضعيف من أجله.

ﷺ کے والد کے نام پر (عبداللہ) ہوگا۔ اس کے سات سالہ دور حکومت میں مکمل امن و امان اور خوشحالی کا دور دورہ ہوگا۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الفتن' باب ماجاء في المهدي' حديث:٢٢٣١' وسنن أبي داود' كتاب المهدي' حديث:٤٢٨٢) ③ ماضی میں بعض لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے جو درست نہیں تھا۔ اس وجہ سے جدید دور کے بعض افراد نے مہدی کا انکار شروع کر دیا ہے۔ یہ طرز عمل درست نہیں۔ جھوٹے کی تردید کرتے ہوئے سچے کا انکار نہیں کرنا چاہیے۔

٤٠٨٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَأَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَقْتَتِلُ عِنْدَ كَنْزِكُمْ ثَلَاثَةٌ. كُلُّهُمُ ابْنُ خَلِيفَةٍ. ثُمَّ لَا يَصِيرُ إِلَى وَاحِدٍ مِنْهُمْ. ثُمَّ تَطْلُعُ الرَّايَاتُ السُّودُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ. فَيَقْتُلُونَكُمْ قَتْلًا لَمْ يُقْتَلْهُ قَوْمٌ».

٤٠٨٤- حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمھارے خزانے کے پاس تین آدمی آپس میں جنگ کریں گے۔ ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی خلیفے کا بیٹا ہوگا۔ وہ خزانہ ان میں سے کسی کو نہیں ملے گا۔ پھر مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے اور وہ تم لوگوں کو اس طرح قتل کریں گے کہ پہلے کسی نے نہ کیا ہوگا۔"

ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا لَا أَحْفَظُهُ. فَقَالَ: «فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ. فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللهِ، الْمَهْدِيُّ».

پھر آپ نے کچھ فرمایا جو مجھے یاد نہیں۔ پھر فرمایا: "جب تم اسے دیکھو تو اس کی بیعت کرو اگرچہ برف پر گھسٹ کر آنا پڑے کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔"

٤٠٨٥- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ: حَدَّثَنَا يَاسِينُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عَنْ

٤٠٨٥- حضرت علی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مہدی ہم میں سے' یعنی اہل بیت میں سے ہے۔ اللہ اسے ایک رات میں درست فرمائے گا۔"



٤٠٨٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في الدلائل: ٦/ ٥١٥ من حديث عبدالرزاق به، وصححه البوصيري، والحاكم: ٤/ ٤٦٣، ٤٦٤، ٥٠٢ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، وصححه ابن كثير، وإسناده ضعيف لعنعنة الثوري، وقد تقدم، ح: ١٦٢، ولبعض الحديث شواهد.

٤٠٨٥ـ [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ١٥/ ١٩٧، ح: ١٩٤٩٠ عن الحفري به، وتابعه الفضل بن دكين عند أحمد: ١/ ٨٤ وغيره، وله شاهد ضعيف عند أبي داود، ح: ٤٢٩٠.

أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمَهْدِيُّ مِنَّا، أَهْلَ الْبَيْتِ، يُصْلِحُهُ اللهُ فِي لَيْلَةٍ».

فائدہ: ایک رات میں درست فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ اسے اچانک توبہ کی توفیق ملے گی اور وہ نیک ہو جائے گا' یا یہ مطلب ہے کہ اس میں اچانک قائدانہ صلاحیتیں بیدار ہو جائیں گی اور وہ حکمرانی کے لائق ہو جائے گا۔

٤٠٨٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ: حَدَّثَنَا أَبُوالْمَلِيحِ الرَّقِّيُّ عَنْ زِيَادِ بْنِ بَيَانٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ نُفَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ. فَتَذَاكَرْنَا الْمَهْدِيَّ. فَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْمَهْدِيُّ مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ».

۴۰۸۶- حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: ہم ام المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھے کہ ہم نے مہدی کے بارے میں بات چیت شروع کر دی۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''مہدی' فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوگا۔''

فائدہ: مہدی کے بارے میں شیعی روایات میں جو رطب و یابس درج کیا گیا ہے' وہ درست نہیں' مثلاً: اس کا سامرا کے غار میں پوشیدہ ہونا' اس کے پاس ذوالفقار حیدری کا ہونا' اصل قرآن اس کے پاس ہونا وغیرہ۔

٤٠٨٧- حَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زِيَادٍ الْيَمَامِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «نَحْنُ، وَلَدُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، سَادَةُ

۴۰۸۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''ہم عبدالمطلب کی اولاد اہل جنت کے سردار ہیں: میں (نبی ﷺ) حمزہ' علی' جعفر' حسن' حسین اور مہدی (رضی اللہ عنہم')

---

٤٠٨٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، المهدي: ١، ح: ٤٢٨٤ من حديث أبي المليح الرقي به، وأورده الحاكم في المستدرك: ٤/ ٥٥٧، وسكت عنه.

٤٠٨٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ٣/ ٢١١ من حديث سعد به؛ إلا أنه قال: عبدالله بن زياد اليمامي، وهو الصواب، وضعفه البخاري، والجمهور * وعكرمة مدلس وعنعن، وللحديث شاهد عند الخطيب: ٩/ ٤٣٤، وقال فيه: "هٰذا الحديث منكر جدًا"، وهو غير ثابت، وفي إسناده غير واحد من المجهولين.

أَهْلِ الْجَنَّةِ. أَنَا وَحَمْزَةُ وَعَلِيٌّ وَجَعْفَرٌ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَالْمَهْدِيُّ».

٤٠٨٨- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيُّ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَمْرِو بْنِ جَابِرٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزَّبِيدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ، فَيُوَطِّئُونَ لِلْمَهْدِيِّ» يَعْنِي سُلْطَانَهُ.

۴۰۸۸-حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مشرق سے کچھ لوگ ظاہر ہوں گے جو مہدی کے لیے، یعنی اس کی حکومت کے لیے زمین ہموار کریں گے۔''

## (المعجم ٣٥) - بَابُ الْمَلَاحِمِ (التحفة ٣٥)

## باب:۳۵-(بڑی بڑی) جنگوں کا بیان

٤٠٨٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ قَالَ: مَالَ مَكْحُولٌ وَابْنُ أَبِي زَكَرِيَّا إِلَى خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، وَمِلْتُ مَعَهُمَا. فَحَدَّثَنَا عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ: قَالَ لِي جُبَيْرٌ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى ذِي مِخْمَرٍ، وَكَانَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ. فَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا. فَسَأَلَهُ عَنِ الْهُدْنَةِ. فَقَالَ: سَمِعْتُ

۴۰۸۹-حضرت خالد بن معدان ؒ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: حضرت جبیر بن نفیر ؒ نے مجھ سے فرمایا: ''چلو ذو مخمر ؓ کے پاس چلیں۔ وہ نبی ﷺ کے صحابی تھے، چنانچہ (خالد نے کہا:) میں ان (جبیر) کے ساتھ چل پڑا۔ جبیر نے ذو مخمر ؓ سے جنگ بندی کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''عنقریب اہل روم تم (مسلمانوں) سے ایک پرامن صلح کریں

٤٠٨٨ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري لضعف عمرو بن جابر * وابن لهيعة تقدم، ح: ٣٣٠، وله شاهد ضعيف عند أبي نعيم في الحلية: ٦/ ٥٣.

٤٠٨٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في صلح العدو، ح: ٢٧٦٧، ٤٢٩٣ من حديث عيسى به، وصححه ابن حبان، ح: ١٨٧٤، ١٨٧٥، والحاكم: ٢/ ٤٢١، والذهبي، وقال البوصيري: "إسناده حسن".

النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «سَتُصَالِحُكُمُ الرُّومُ صُلْحًا آمِنًا. ثُمَّ تَغْزُونَ، أَنْتُمْ وَهُمْ، عَدُوًّا. [فَتَنْتَصِرُونَ] وَتَغْنَمُونَ وَتَسْلَمُونَ ثُمَّ تَنْصَرِفُونَ. حَتَّى تَنْزِلُوا بِمَرْجٍ ذِي تُلُولٍ. فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الصَّلِيبِ الصَّلِيبَ، فَيَقُولُ: غَلَبَ الصَّلِيبُ. فَيَغْضَبُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. فَيَقُومُ إِلَيْهِ فَيَدُقُّهُ. فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَغْدِرُ الرُّومُ، [فَيَجْتَمِعُونَ] لِلْمَلْحَمَةِ».

گے۔تم اور وہ ایک (مشترکہ) دشمن کے خلاف جنگ کرو گے جس میں تم غالب آ ؤ گے۔تمھیں غنیمتیں ملیں گی اورتم سلامت رہو گے۔ پھرتم (مسلمان اور رومی عیسائی) واپس لوٹو گے حتی کہ ایک ٹیلوں والے مرغزار میں پڑاؤ ڈالو گے۔(اچانک) صلیب والوں میں سے ایک آدمی صلیب بلند کرے گا اور (نعرہ لگاتے ہوئے) کہے گا: صلیب غالب آ گئی۔ایک مسلمان غصے ہوگا اور اٹھ کر صلیب توڑ دے گا۔اس وقت رومی عہد شکنی کریں گے اور جنگ کے لیے جمع ہوجائیں گے۔''

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ [الدِّمَشْقِيُّ]: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ، بِإِسْنَادِهِ، نَحْوَهُ. وَزَادَ فِيهِ، فَيَجْتَمِعُونَ لِلْمَلْحَمَةِ فَيَأْتُونَ حِينَئِذٍ تَحْتَ ثَمَانِينَ غَايَةً. تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا.

عبدالرحمٰن بن ابراہیم دمشقی کے واسطے سے مروی روایت میں یہ اضافہ ہے:''وہ جنگ کے لیے جمع ہو جائیں گے۔تب وہ اسّی جھنڈوں تلے (حملے کے لیے متحد ہوکر) آئیں گے۔ ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار (صلیبی فوجی) ہوں گے۔''

**فوائد و مسائل:** ① عیسائیوں کے مختلف فرقے ہیں جو ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں۔مختلف ممالک میں الگ الگ فرقوں کی اکثریت ہے' اس لیے ایک فرقے کے عیسائی دوسرے فرقے کے عیسائیوں کے مظالم سے تنگ آ کر مسلمانوں سے تعاون کر سکتے ہیں' جس طرح زمانۂ حال میں یوگوسلاویہ کے سرب اور کروٹ آپس میں مل کر نہیں رہ سکے' چنانچہ سربیا اور کروشیا الگ الگ ملک بن گئے،اور سربوں سے مخالفت کی وجہ سے کروٹ عیسائی بوسنیا ہرزیگووینا کے مسلمانوں کے حامی بن گئے۔مستقبل میں کسی بڑے ملک میں بھی ایسی صورت حال پیش آ سکتی ہے۔یا عیسائی اور مسلمان کسی تیسرے ملک (ہندومت یا بدھ مت وغیرہ کے پیروکاروں) کے خلاف متحد ہوکر لڑ سکتے ہیں۔ ② مسلمانوں اور عیسائیوں کی وقتی مصالحت دائمی نہیں ہوسکتی کیونکہ عیسائی دل میں مسلمانوں سے بغض رکھتے ہیں' لہٰذا موقع ملنے پر کوئی معمولی سا بہانہ بنا کر مسلمانوں کے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں۔ ③ مسلمانوں کو غیر مسلموں سے صلح کا معاہدہ کرنے کے باوجود ہوشیار رہنا چاہیے اور اپنے دفاع کا مکمل بندوبست رکھنا چاہیے۔ ④ مسلمانوں کے خلاف عیسائیوں کی جنگی مہم کا ذکر حدیث ۴۰۴۲ میں بھی گزر چکا ہے۔

٤٠٩٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاتِكَةِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ حَبِيبٍ الْمُحَارِبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا وَقَعَتِ الْمَلَاحِمُ، بَعَثَ اللهُ بَعْثًا مِنَ الْمَوَالِي، هُمْ أَكْرَمُ الْعَرَبِ فَرَسًا وَأَجْوَدُهُ سِلَاحًا، يُؤَيِّدُ اللهُ بِهِمُ الدِّينَ».

۴۰۹۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جنگیں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ موالی (نومسلموں) کا ایک لشکر کھڑا کرے گا۔ ان کے گھوڑے عرب کے بہترین گھوڑے ہوں گے اور ان کا اسلحہ سب سے عمدہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے دین کی مدد کرے گا۔''

**فوائد و مسائل:** ① جو لوگ نسل در نسل مسلمان ہوتے ہیں' ان کی آئندہ نسلوں میں اسلام سے محبت اور اس پر عمل کی کوشش کم ہو جاتی ہے' اس کے برعکس جو غیر مسلم اسلام قبول کرتے ہیں' وہ اسلام کو اچھا سمجھ کر اس پر دل سے یقین رکھتے ہیں' اس لیے وہ اسلام کے لیے قربانی کا جذبہ بھی زیادہ رکھتے ہیں۔ ② جس طرح مسلمانوں کو اسلام پر پوری طرح عمل کرنے کی تبلیغ کی جاتی ہے' غیر مسلموں کو بھی اسلام میں داخل ہونے کی تبلیغ کرنا ضروری ہے اور زیادہ مفید ہے۔

٤٠٩١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تُقَاتِلُونَ جَزِيرَةَ الْعَرَبِ، فَيَفْتَحُهَا اللهُ. ثُمَّ تُقَاتِلُونَ الرُّومَ فَيَفْتَحُهَا [اللهُ]، ثُمَّ تُقَاتِلُونَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهَا [اللهُ]».

۴۰۹۱- حضرت نافع بن عتبہ بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ جزیرۂ عرب والوں سے جنگ کرو گے' اللہ اسے فتح کر دے گا۔ پھر تم روم سے جنگ کرو گے' اللہ تعالیٰ اسے بھی فتح کر دے گا۔ پھر تم دجال سے جنگ کرو گے' اللہ تمھیں اس پر بھی فتح دے گا۔''

---

٤٠٩٠ـ [إسناده حسن] أخرجه الحاكم: ٤/ ٤٤٨ من حديث عثمان به، وصححه على شرط البخاري، ووافقه الذهبي على شرط مسلم، وقال البوصيري: "هٰذا إسناد حسن، عثمان مختلف فيه" قلت: وثقه الجمهور في غير علي ابن يزيد الألهاني.

٤٠٩١ـ أخرجه مسلم، الفتن، باب ما يكون من فتوحات المسلمين قبل الدجال، ح: ٢٩٠٠ من حديث عبدالملك ابن عمير به.

قَالَ جَابِرٌ: فَمَا يَخْرُجُ الدَّجَّالُ حَتَّى تُفْتَحَ الرُّومُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''دجال ظاہر نہیں ہوگا جب تک روم فتح نہ ہو۔

**فوائد و مسائل:** ① جزیرۂ عرب (موجودہ سعودی عرب' یمن' حضر موت' قطر' کویت اور کچھ عراق) نبی اکرم ﷺ کے دور میں فتح ہو گیا تھا۔ خلافت راشدہ کے دور میں روم اور ایران سے جنگیں ہوئیں۔ ② اس وقت روم عیسائیوں کا اہم علاقہ ہے۔ یورپ کا سارا علاقہ تہذیبی طور پر اس کے تابع ہے' تاہم اب مسلمانوں کے علاقے آزادی کی کوشش کر رہے ہیں۔ ③ اس حدیث میں یورپ پر اسلام کے غلبے کی پیشگوئی ہے۔ اس کے بعد دجال ظاہر ہوگا۔ اس کا فتنہ جب عروج پر ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ تب پوری دنیا میں اسلام غالب آ جائے گا۔ ④ ان واقعات کی پیشگی خبر دینے کا مقصد یہ ہے کہ ان مواقع پر مسلمان حق کا ساتھ دیں اور باطل کے ظاہری غلبے سے مرعوب نہ ہوں۔

**٤٠٩٢ - حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ قُطَيْبٍ السَّكُونِيِّ وَقَالَ الْوَلِيدُ: يَزِيدُ بْنُ قُطْبَةَ، عَنْ أَبِي بَحْرِيَّةَ، عَنْ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «الْمَلْحَمَةُ الْكُبْرَى وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ وَخُرُوجُ الدَّجَّالِ، فِي سَبْعَةِ أَشْهُرٍ».

۴۰۹۲- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بڑی جنگ' قسطنطینیہ کی فتح اور دجال کا ظہور سات ماہ کے اندر ہوگا۔''

**٤٠٩٣ - حَدَّثَنَا** سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ

۴۰۹۳- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنگ میں اور شہر

---

**٤٠٩٢ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، الملاحم، باب في تواتر الملاحم، ح: ٤٢٩٥ من حديث أبي بكر بن أبي مريم به، وتقدم حاله، ح: ١٤٨٠، وحسنه الترمذي، ح: ٢٢٣٨ بقوله: "حسن غريب" * أبوبكر بن أبي مريم ضعيف، وشيخه مجهول، ويزيد مجهول الحال.

**٤٠٩٣ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه أبوداود، أيضًا، ح: ٤٢٩٦ من حديث بقية، وتقدم حاله، ح: ٥٥١، ١١٢١ به، ولم يصرح بالسماع المسلسل * وابن أبي بلال لم يوثقه غير ابن حبان.

[عَنِ] ابنِ أَبِي بِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَيْنَ الْمَلْحَمَةِ وَفَتْحِ الْمَدِينَةِ، سِتُّ سِنِينَ، وَيَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي السَّابِعَةِ».

(قسطنطینیہ) کی فتح کے درمیان چھ سال کا وقفہ ہے اور ساتویں سال دجال ظاہر ہو جائے گا۔''

٤٠٩٤- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو يَعْقُوبَ الْحُنَيْنِيُّ عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَكُونَ أَدْنَى مَسَالِحِ الْمُسْلِمِينَ بِبَوْلَاءَ». ثُمَّ قَالَ: «يَاعَلِيُّ، يَاعَلِيُّ، يَا عَلِيُّ» قَالَ: بِأَبِي وَأُمِّي قَالَ: «إِنَّكُمْ سَتُقَاتِلُونَ بَنِي الْأَصْفَرِ وَيُقَاتِلُهُمُ الَّذِينَ مِنْ بَعْدِكُمْ حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ رُوقَةُ الْإِسْلَامِ، أَهْلُ الْحِجَازِ الَّذِينَ لَا يَخَافُونَ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ. فَيَفْتَتِحُونَ الْقُسْطُنْطِينِيَّةَ بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ. فَيُصِيبُونَ غَنَائِمَ لَمْ يُصِيبُوا مِثْلَهَا. حَتَّى يَقْتَسِمُوا بِالْأَتْرِسَةِ. وَيَأْتِي آتٍ فَيَقُولُ: إِنَّ الْمَسِيحَ قَدْ خَرَجَ فِي بِلَادِكُمْ. أَلَا وَهِيَ كِذْبَةٌ. فَالْآخِذُ نَادِمٌ، وَالتَّارِكُ نَادِمٌ».

۴۰۹۴- حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت نہیں آئے گی حتی کہ مسلمانوں کے قریب ترین سرحدی محافظ مقام بولاء پر ہوں گے۔'' پھر فرمایا: ''اے علی! اے علی! اے علی!'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان (حاضر ہوں۔) آپ نے فرمایا: ''تم لوگ بنو اصفر (رومیوں) سے جنگ کرو گے اور تمھارے بعد والے بھی ان سے جنگ کریں گے حتی کہ سب سے افضل مسلمان، یعنی حجاز والے ان کے مقابلے کے لیے نکلیں گے۔ انھیں اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں ہوگا۔ وہ سبحان اللہ اور اللہ اکبر کے نعروں سے قسطنطینیہ کو فتح کر لیں گے۔ انھیں اتنی غنیمتیں ملیں گی جتنی پہلے کبھی نہیں ملی تھیں حتی کہ وہ ڈھالوں کے ذریعے سے تقسیم کریں گے۔ (اچانک) ایک شخص آ کر کہے گا: تمھارے شہروں میں دجال ظاہر ہو گیا ہے۔ سنو! یہ خبر جھوٹی ہوگی۔ لینے والا بھی شرمندہ ہوگا اور چھوڑنے والا بھی شرمندہ ہوگا۔''

٤٠٩٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

۴۰۹۵- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے

٤٠٩٤_[إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطبراني: ١٧/ ٢٥، ح: ٩ من حديث كثير به، ومن أجله ضعفه البوصيري، وانظر، حديث: ١٦٥ لحاله.

٤٠٩٥_[صحيح] تقدم، ح: ٤٠٤٢.

إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ: حَدَّثَنِي عَوْفُ ابْنُ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَكُونُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ هُدْنَةٌ، فَيَغْدِرُونَ بِكُمْ، فَيَسِيرُونَ إِلَيْكُمْ فِي ثَمَانِينَ غَايَةً، تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا».

روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے درمیان اور بنواصفر (رومیوں) کے درمیان جنگ بندی ہو گی وہ تمھیں دھوکا دیں گے اور اسی جھنڈوں تلے تمھاری طرف پیش قدمی کریں گے۔ ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار افراد ہوں گے۔''

فائدہ: فوائد ومسائل کے لیے دیکھیے حدیث: ۴۰۴۲۔

## (المعجم ٣٦) - بَابُ التُّرْكِ (التحفة ٣٦)

## باب: ۳۶- ترکوں کا بیان

٤٠٩٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا صِغَارَ الْأَعْيُنِ».

۴۰۹۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت نہیں آئے گی حتی کہ تم ایک قوم سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔ اور قیامت نہیں آئے گی حتی کہ تم چھوٹی آنکھوں والی ایک قوم سے جنگ کرو گے۔''

٤٠٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا صِغَارَ الْأَعْيُنِ، ذُلْفَ الْأُنُوفِ،

۴۰۹۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہو گی حتی کہ تم ایسے لوگوں سے جنگ کرو گے جن کی آنکھیں چھوٹی اور ناکیں چپٹی ہیں۔ ان کے چہرے ایسے ہیں جیسے تہہ دار ڈھالیں۔ اور قیامت قائم نہیں ہو گی حتی کہ

---

٤٠٩٦ـ أخرجه البخاري، الجهاد، باب قتال الذين ينتعلون الشعر، ح: ٢٩٢٩، ومسلم، الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل . . . الخ، ح: ٢٩١٢ عن ابن أبي شيبة من حديث سفيان به.

٤٠٩٧ـ أخرجه البخاري، انظر الحديث السابق، ومسلم، الحديث السابق، ح: ٢٩١٢ عن ابن أبي شيبة من حديث سفيان به.

كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ».

تم ان لوگوں سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہیں۔"

٤٠٩٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُقَاتِلُوا قَوْمًا عِرَاضَ الْوُجُوهِ. كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ. وَإِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُقَاتِلُوا قَوْمًا يَنْتَعِلُونَ الشَّعَرَ».

۴۰۹۸-حضرت عمرو بن تغلب نمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: "قیامت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ تم چوڑے چہرے والوں سے جنگ کرو گے۔ ان کے چہرے گویا تہہ دار ڈھالیں ہیں۔ اور قیامت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ تم ان لوگوں سے جنگ کرو گے جو بالوں کے جوتے پہنتے ہیں۔"

٤٠٩٩ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا صِغَارَ الْأَعْيُنِ، عِرَاضَ الْوُجُوهِ، كَأَنَّ أَعْيُنَهُمْ حَدَقُ الْجَرَادِ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، يَنْتَعِلُونَ الشَّعَرَ وَيَتَّخِذُونَ الدَّرَقَ، يَرْبِطُونَ خَيْلَهُمْ بِالنَّخْلِ».

۴۰۹۹-حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت نہیں آئے گی حتی کہ تم ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کی آنکھیں چھوٹی اور چہرے چوڑے ہوں گے۔ ان کی آنکھیں ایسی ہوں گی جیسے ٹڈیوں کی آنکھیں۔ اور ان کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے تہہ دار ڈھالیں۔ بالوں کے جوتے پہنتے ہوں گے اور چمڑے کی ڈھالیں استعمال کریں گے۔ وہ اپنے گھوڑے کھجور کے درختوں سے باندھیں گے۔"

فوائد و مسائل: ① پہلی تین حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دو قوموں سے جنگ ہوگی۔ ایک قوم کی علامت ان کے چوڑے چہرے چپٹی ناکیں اور چھوٹی آنکھیں ہیں۔ اور دوسری قوم کی علامت بالوں سے بنے ہوئے جوتے پہننا ہے۔ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں صفات ایک ہی قوم میں پائی جائیں گی۔ ممکن ہے دونوں قومیں مل کر جنگ کریں اور ممکن ہے کہ یہ دونوں ایک ہی قوم کی دو شاخیں ہوں۔ ② علامہ بیضاوی

---

٤٠٩٨_ أخرجه البخاري، الجهاد، باب قتال الترك، ح: ٢٩٢٧ و٣٥٩٢ من حديث جرير به.

٤٠٩٩_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣١ عن عمار به، وتابعه أبوعبيدة عبدالملك بن معن عند ابن حبان، ح: ١٨٧٢، وحسنه البوصيري، وله شواهد عند البخاري، ح: ٢٩٢٨، ٣٥٨٧ وغيره.

رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ان کے چہروں کو ڈھال سے تشبیہ دینے کی وجہ ان کے نقوش کا چپٹا ہونا اور چہروں کا گول ہونا ہے۔ اور تہہ دار کہنے سے مراد ان کا موٹا اور زیادہ گوشت والے ہونا ہے۔ (فتح الباري:٦/٢٣٣) ③ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے محمد بن عباد کا ایک قول نقل کیا ہے کہ بابک خرمی کے متبعین بالوں کے جوتے پہنتے تھے۔ یہ زندیق لوگ تھے جو حرام چیزوں کو حلال قرار دیتے تھے۔ خلیفہ مامون الرشید کے دور میں انھوں نے بہت زور پکڑ لیا تھا۔ طبرستان اور رَے وغیرہ کئی علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ بابک، خلیفہ معتصم کے دور حکومت میں ۲۲۲ ہجری میں قتل ہوا۔ ④ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان سے مراد اہل بارز، یعنی کرد ہیں۔ (صحيح البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، حديث:٣٥٩١) والله أعلم.

## زہد کی لغوی واصطلاحی تعریف اور اس کی اقسام

* **لغوی معنی:** لغت میں زہد کے معنی: عبادت گزاری، مذہبیت اختیار کرنا، دنیا سے بے رغبتی اور کنارہ کشی کرنا ہیں۔

* **اصطلاحی تعریف:** [اَلزُّهْدُ: تَرْكُ مَالَا يَنْفَعُ فِي الْآخِرَةِ، وَالْوَرَعُ تَرْكُ مَا تُخَافُ ضَرَرُهُ] ''آخرت کے لیے غیر مفید چیزوں کو ترک کرنا زہد اور کسی چیز کو نقصان کے خدشے سے چھوڑنا ورع ہے۔''

* **زہد کی اقسام:** امام احمد رحمہ اللہ نے زہد کو تین اقسام میں تقسیم کیا ہے:

① حرام چیزوں کو ترک کرنا، یہ ادنیٰ درجے کا زہد ہے۔

② ضرورت سے زائد حلال چیزوں کو ترک کرنا، یہ متوسط درجے کا زہد ہے۔

③ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرنے والی ہر چیز کو ترک کر دینا، یہ اعلیٰ درجے کا زہد ہے۔ (کتاب الزھد، للإمام وکیع بن جراح: ۱/۱۲۳-۱۲۵)

دنیا کی زندگی دارالامتحان ہے۔ آزمائشوں اور مصیبتوں، مشکلات ومحن کا گھر ہے، لہٰذا اس میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر ومشیّت پر صبر ورضا کا مظاہرہ کرنا، اس کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر بجالانا اور اپنی ضروریات کو حاصل

شدہ وسائل کے مطابق ڈھال کر قناعت کا مظاہرہ کرنا بے حد ضروری ہے۔ دوسروں کی دولت وامارت کو دیکھ کر ناشکری کا شکار ہو جانا یا دولت مندی کے حصول کے لیے دوڑ لگا دینا اس دارالامتحان کے تقاضوں کے خلاف ہے کیونکہ یہ دنیا چند دن کی ہے۔ باقی رہنے والی زندگی دارالجزاء میں ہے جس کی نعمتیں لافانی اور لازوال ہیں۔ ان کے حصول کے لیے زیادہ سے زیادہ کوشش کرنا مطلوب ومقصود ہے۔ اس دنیا کی بے ثباتی، کم وقعتی اور بے حقیقتی کو واضح کرتے ہوئے پروردگار عالم فرماتا ہے:

﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ (الحدید۵۷:۲۰)

”تم جان لو کہ دنیاوی زندگی محض کھیل، تماشا اور زینت ہے اور آپس میں فخر جتانا اور ایک دوسرے پر مال اور اولاد میں کثرت جتانا ہے۔ (اس کی مثال یوں ہے) جیسے بارش کہ اس سے (پیدا شدہ) نباتات کسانوں کو خوش کرتی ہیں، پھر وہ خشک ہو جاتی ہیں تو آپ اسے زرد ہوتی دیکھتے ہیں، پھر وہ چور چور ہو جاتی ہیں، اور آخرت میں (کفار کے لیے) شدید عذاب ہے، اور (مومنوں کے لیے) اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے اور دنیاوی زندگی تو بس دھوکے کا سامان ہے۔“

لیکن ہم مسلمان تو اسی دھوکے کے سامان کے حصول کے لیے دن رات ایک کیے ہوئے ہیں، حالانکہ رسول اکرم ﷺ نے بھی مومنوں کو اس دنیا سے کامیاب لوٹنے کی ترغیب اپنے قول اور عمل دونوں سے دی ہے۔ اگر آپ چاہتے تو زمین اپنے خزانے آپ کے قدموں میں ڈھیر کر سکتی تھی۔ آسمان اپنی نعمتیں نچھاور کر سکتا تھا مگر آپ نے ہمیشہ سادگی، قناعت پسندی اور زہد وورع کو اپنا کر اُمت کو یہ درس دیا کہ اس دارالامتحان میں اسی طرح جینا سیکھو۔ اگر دنیا میں کامیاب عمل کر کے لوٹو گے تو آخرت میں ابدی اور لازوال نعمتیں تمھارا مقدر بنیں گی، اس لیے مسلمانوں کو ہر دم آپ کا یہ فرمان مدنظر رکھنا چاہیے: [كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ] (صحيح البخاري، الرقاق، باب قول النبي ﷺ ((كن في الدنيا كأنك غريب أو عابر سبيل))، حديث:٦٤١٦) ”دنیا میں اس طرح رہو جیسے کوئی غریب

الوطن مسافر یا راہ گزر ہوتا ہے۔'' نیز فرمایا: [اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ] (صحیح مسلم، الزھد، باب: ((الدنیا سجن للمؤمن وجنة للکافر))، حدیث:۲۹۵۶) ''دنیا مومن کی قید اور کافر کی جنت ہے۔''

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(المعجم ٣٧) **أَبْوَابُ الزُّهْدِ** (التحفة ٢٩)

# زہد سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - **بَابُ الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا** (التحفة ١)

## باب:۱- دنیا سے بے رغبتی



**٤١٠٠- حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا بِتَحْرِيمِ الْحَلَالِ، وَلَا فِي إِضَاعَةِ الْمَالِ. وَلٰكِنِ الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا أَنْ لَا تَكُونَ بِمَا فِي يَدَيْكَ أَوْثَقَ مِنْكَ بِمَا فِي يَدِ اللهِ. وَأَنْ تَكُونَ فِي ثَوَابِ الْمُصِيبَةِ، إِذَا أُصِبْتَ بِهَا، أَرْغَبَ مِنْكَ فِيهَا، لَوْ أَنَّهَا أُبْقِيَتْ لَكَ».

۴۱۰۰- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا سے بے رغبتی حلال کو حرام کرنے یا مال ضائع کرنے سے نہیں ہوتی۔ دنیا سے بے رغبتی کا مطلب یہ ہے کہ تجھے اپنے پاس موجود چیز پر اللہ کے پاس موجود چیزوں سے زیادہ اعتماد نہ ہو۔ اور تجھ پر جو مصیبت آئے تو اس کے ثواب کی زیادہ رغبت رکھتا ہو' کہ وہ (دنیا میں آنے کی بجائے آخرت میں پیش آنے کے لیے) تیرے لیے باقی رہے۔''

قَالَ هِشَامٌ: قَالَ أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ، يَقُولُ: مِثْلُ هٰذَا الْحَدِيثِ فِي الْأَحَادِيثِ، كَمِثْلِ الْإِبْرِيزِ فِي الذَّهَبِ.

ابوادریس خولانی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث دوسری احادیث کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے عام سونے کے مقابلے میں خالص (بائیس قیراط کے معیار کا) سونا۔

---

٤١٠٠ـ **[إسناده ضعيف جدًا]** أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في الزهادة في الدنيا، ح: ٢٣٤٠ من حديث عمرو بن واقد به، وقال: "غريب . . . وعمرو بن واقد منكر الحديث".

٤١٠١- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ أَبِي خَلَّادٍ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ قَدْ أُعْطِيَ زُهْدًا فِي الدُّنْيَا، وَقِلَّةَ مَنْطِقٍ، فَاقْتَرِبُوا مِنْهُ، فَإِنَّهُ يُلْقِي الْحِكْمَةَ».

۴۱۰۱- حضرت ابوخلاد (عبدالرحمٰن بن زہیر) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ اسے دنیا سے بے رغبتی اور کم گوئی دی گئی ہے تو اس سے قریب ہوا کرو کیونکہ وہ حکمت کی باتیں کرتا ہے۔''

٤١٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ: حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَمْرٍو الْقُرَشِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ، إِذَا أَنَا عَمِلْتُهُ، أَحَبَّنِيَ اللهُ، وَأَحَبَّنِيَ النَّاسُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا، يُحِبَّكَ اللهُ، وَازْهَدْ فِيمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ، يُحِبُّوكَ».

۴۱۰۲- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتائیے کہ جب میں وہ کروں تو اللہ مجھ سے محبت کرے اور لوگ مجھے پسند کریں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ' اللہ تم سے محبت کرے گا۔ اور لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے بے نیاز ہو جاؤ' لوگ تم سے محبت کریں گے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اس کے شواہد اور متابعات کا تذکرہ کیا ہے جس سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ بنا بریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحۃ: ۲/۶۲۴-

---

٤١٠١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير، (الكنٰى): ٨/ ٢٧، ٢٨ عن هشام به، وتابعه كثير بن هشام عند أبي نعيم في الحلية: ١٠/ ٤٠٥، وله علل: منها ضعف أبي فروة يزيد بن سنان، انظر حديث: ٢٥٨١، وللحديث شاهدان ضعيفان جدًا عند صاحب الحلية: ٧/ ٣١٧، وأبي يعلٰى.

٤١٠٢ـ [ضعيف] أخرجه العقيلي: ٢/ ١١ من حديث خالد القرشي به، وقال: وليس له من حديث الثوري أصل، وقد تابعه محمد بن كثير الصنعاني، ولعله أخذ عنه ودلسه لأن المشهور به خالد هٰذا، وصححه الحاكم: ٤/ ٣١٣، ورده الذهبي بقوله: قلت: "خالد وضاع"، وضعفه البوصيري، ورواه عبدالله بن واقد أبوقتادة الحراني وهو متروك مدلس، راجع التقريب وغيره، عن الثوري به، وللحديث شواهد ضعيفة.

۶۲۸' رقم:۹۴۴) زہد کا مطلب یہ نہیں کہ انسان دنیا والوں سے الگ تھلگ ہو جائے۔ یہ رہبانیت ہے جو اسلامی طریقہ نہیں۔ زہد کا مطلب یہ ہے کہ حلال آمدنی پر کفایت کی جائے' خواہ کم ہو۔ اور حرام کمائی کی راہیں تلاش نہ کی جائیں۔ ③ یہ امید رکھنا کہ دوسرے مجھے کچھ دیں' حرص کا اظہار ہے۔ دوسروں کے مال سے بے نیازی' زہد وقناعت میں شامل ہے۔ ④ انسانوں سے طمع رکھنے سے انسان ذلیل ہوتا ہے اور قناعت سے ان کی نظروں میں محبوب ومعزز بن جاتا ہے۔ ⑤ اللہ تعالیٰ سے امید رکھنا اور حلال روزی تلاش کرنا زہد کے منافی نہیں۔ ⑥ اللہ تعالیٰ سے آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا کی ضرورت بھی مانگتے رہنا چاہیے کیونکہ اسباب اس کے اختیار میں ہیں لیکن آخرت کی طلب زیادہ ہونی چاہیے۔

٤١٠٣- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ سَهْمٍ، رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ، قَالَ: نَزَلْتُ عَلَى أَبِي هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ، وَهُوَ طَعِينٌ. فَأَتَاهُ مُعَاوِيَةُ يَعُودُهُ. فَبَكَى أَبُو هَاشِمٍ. فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: مَا يُبْكِيكَ؟ أَيْ خَالِ! أَوَجَعٌ يُشْئِزُكَ، أَمْ عَلَى الدُّنْيَا، فَقَدْ ذَهَبَ صَفْوُهَا؟ قَالَ: عَلَى كُلٍّ، لَا، وَلٰكِنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا، وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ تَبِعْتُهُ. قَالَ: «إِنَّكَ لَعَلَّكَ تُدْرِكُ أَمْوَالًا تُقْسَمُ بَيْنَ أَقْوَامٍ، وَإِنَّمَا يَكْفِيكَ، مِنْ ذٰلِكَ، خَادِمٌ وَمَرْكَبٌ فِي سَبِيلِ اللهِ»

۴۱۰۳- حضرت سمرہ بن سہم رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: میں حضرت ابو ہاشم خالد بن عتبہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' جب وہ (نیزے سے) زخمی ہو گئے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کو تشریف لائے تو ابو ہاشم رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ماموں جان! آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا درد زیادہ پریشان کر رہا ہے یا دنیا (کے چھوٹنے) پر غمگین ہیں' اس (زندگی) کا عمدہ حصہ تو گزر گیا؟ (اب تو نکما حصہ ہی باقی ہے جس میں دکھ تکلیفیں زیادہ ہوتی ہیں۔) حضرت ابو ہاشم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان میں سے کسی بات پر نہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا' کاش میں اس کے مطابق چلا ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''شاید تم کو بہت اموال ملیں جو لوگوں میں تقسیم کیے جا رہے ہوں۔ (ان کا لالچ نہ کرنا۔) تمھارے لیے تو اس میں سے ایک خادم اور ایک سواری کا جانور اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے کے لیے) کافی ہے۔''

---

٤١٠٣_ [حسن] أخرجه النسائي، الزينة، باب اتخاذ الخادم والمركب، ح: ٥٣٨٧ من حديث جرير به، وصححه ابن حبان(الإحسان)، ح: ٦٦٧ * سمرة بن سهم مجهول كما في التقريب، وله شاهد ذكره الترمذي، ح: ٢٣٢٧، وأخرجه النسائي في الكبرى، ح: ٩٨١٢، وأحمد: ٥/ ٣٦ وغيرهما، وسنده حسن.

فَأَدْرَكْتُ، فَجَمَعْتُ.

مجھے مال ملا اور میں نے جمع کر لیا۔

فوائد و مسائل: ① بیمار کی عیادت کرنا مسلمان کا مسلمان پر حق ہے۔ ② عیادت کے موقع پر مریض کی پریشانی معلوم کرکے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ③ ضرورت سے زیادہ مال ملے تو جمع کرنے کی بجائے دوسروں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے خرچ کرنا چاہیے۔ ④ اگر حلال طریقے سے مال جمع ہو جائے اور نیکی کی راہوں میں خرچ کرنے کے باوجود دولت باقی رہے تو یہ گناہ نہیں۔ لیکن صحابۂ کرام ؓ اسے اپنے اعلیٰ مقام کے منافی سمجھ کر افسوس کرتے تھے۔

٤١٠٤- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الرَّبِيعِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: اِشْتَكَى سَلْمَانُ. فَعَادَهُ سَعْدٌ، فَرَآهُ يَبْكِي، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: مَا يُبْكِيكَ؟ يَا أَخِي أَلَيْسَ قَدْ صَحِبْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ أَلَيْسَ، أَلَيْسَ؟ قَالَ سَلْمَانُ: مَا أَبْكِي وَاحِدَةً مِنِ اثْنَتَيْنِ. مَا أَبْكِي ضَنًّا لِلدُّنْيَا وَلَا كَرَاهِيَةً لِلْآخِرَةِ. وَلٰكِنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا. فَمَا أُرَانِي إِلَّا قَدْ تَعَدَّيْتُ. قَالَ: وَمَا عَهِدَ إِلَيْكَ؟ قَالَ: عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ يَكْفِي أَحَدَكُمْ مِثْلُ زَادِ الرَّاكِبِ، وَلَا أُرَانِي إِلَّا قَدْ تَعَدَّيْتُ، وَأَمَّا أَنْتَ، يَا سَعْدُ فَاتَّقِ اللهَ عِنْدَ حُكْمِكَ إِذَا حَكَمْتَ، وَعِنْدَ قَسْمِكَ إِذَا قَسَمْتَ، وَعِنْدَ هَمِّكَ إِذَا هَمَمْتَ.

۴۱۰۴- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' حضرت سلمان فارسی ؓ بیمار ہو گئے۔ حضرت سعد ؓ ان کی عیادت کے لیے گئے تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں۔ حضرت سعد ؓ نے کہا: بھائی جان! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہیں رہے؟ کیا آپ نے فلاں کام نہیں کیا؟ فلاں کارنامہ انجام نہیں دیا؟ حضرت سلمان ؓ نے کہا: میں دو چیزوں میں سے کسی ایک پر بھی نہیں رو رہا۔ میں نہ دنیا کے چھوٹنے کی وجہ سے روتا ہوں' نہ آخرت کو ناپسند کرتے ہوئے۔ لیکن (میں اس لیے اشکبار ہوں کہ) رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اس سے تجاوز کیا ہے۔ انھوں نے کہا: نبی ﷺ نے آپ سے کیا وعدہ لیا تھا؟ فرمایا: آپ نے مجھ سے فرمایا تھا: ''آدمی کو اتنا کچھ کافی ہوتا ہے جتنا مسافر کا زاد راہ۔'' اور مجھے یقین ہے کہ میں (اس) حد سے تجاوز کر گیا ہوں۔ اور اے سعد! آپ جب (کسی جھگڑے کا) فیصلہ کریں تو اپنے فیصلے میں اللہ کا خوف پیش نظر رکھیں۔

٤١٠٤ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني: ١/ ٢٢٧، ح: ٦٠٦٦، وأبونعيم في الحلية: ١/ ١٩٧ من حديث الحسن ابن أبي الربيع، وللحديث شواهد كثيرة، انظر "القناعة" لابن السني، ومسند الإمام أحمد وغيرهما.

اور جب (مستحقین میں کوئی چیز) تقسیم کریں تو تقسیم کے وقت (تقویٰ کو ملحوظ رکھیں۔) اور جب آپ (کسی پروگرام کے بارے میں) سوچیں (یا ارادہ کریں) تو اپنی سوچ میں (اور ارادے میں اللہ سے ڈریں۔)

قَالَ ثَابِتٌ: فَبَلَغَنِي أَنَّهُ مَا تَرَكَ إِلَّا بِضْعَةً وَعِشْرِينَ دِرْهَمًا، مِنْ نَفَقَتِهِ كَانَتْ عِنْدَهُ.

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے معلوم ہوا کہ انھوں نے ترکے میں صرف تقریباً بیس دینار چھوڑے جوان کے ذاتی اخراجات کے لیے تھے۔

فوائد ومسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی اکرم ﷺ نے کئی بشارتیں دی تھیں۔اس کے باوجود وہ معمولی سی کوتاہی کو بھی بہت بڑی غلطی تصور کرتے تھے۔ ② حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس دنیاوی ضروریات کے پیش نظر تھوڑے بہت سامان کا جمع ہو جانا' یہ ان کی کوتاہی نہیں تھی لیکن کمال تقویٰ کی وجہ سے وہ خوف زدہ رہتے تھے۔ ③ کسی جھگڑے کا فیصلہ کرتے وقت اور کسی مشترک چیز کی تقسیم کے وقت تقویٰ کی اہمیت زیادہ ہو جاتی ہے کیونکہ لوگ اعتماد کر کے یہ ذمہ داری دیتے ہیں۔ان کے اعتماد سے ناجائز فائدہ اٹھا کر کوئی ذاتی مفاد حاصل کرنا بڑی غلطی ہے۔[هَمّ] سے مراد سوچ' ارادہ' پروگرام وغیرہ ہے۔مومن کے مستقبل کے پروگرام تقویٰ پر مبنی ہوتے ہیں۔



## (المعجم ٢) - بَابُ الْهَمِّ بِالدُّنْيَا (التحفة ٢)

## باب:٢-دنیا کی فکر کرنا

٤١٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُمَرَ بْنِ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ ابْنَ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَرَجَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مِنْ عِنْدِ مَرْوَانَ، بِنِصْفِ النَّهَارِ. قُلْتُ: مَا بَعَثَ إِلَيْهِ، هٰذِهِ السَّاعَةَ، إِلَّا لِشَيْءٍ سَأَلَ عَنْهُ. فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: سَأَلَنَا عَنْ أَشْيَاءَ سَمِعْنَاهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۴۱۰۵- حضرت ابان بن عثمان رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ دوپہر کے وقت مروان (رحمہ اللہ) کے پاس سے باہر نکلے۔میں نے کہا: انھوں نے اس وقت انھیں کوئی (اہم) مسئلہ دریافت کرنے ہی کے لیے بلایا ہوگا۔میں نے زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انھوں نے کہا: انھوں نے ہم سے کچھ احادیث کے بارے میں دریافت کیا تھا (کہ وہ کس طرح ہیں۔) جو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھیں۔

٤١٠٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٨٣ من حديث شعبة به مطولاً، وصححه البوصيري، وله طرق عند الترمذي، ح: ٢٦٥٦ من حديث شعبة، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ٧٢.

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ : «مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ، فَرَّقَ اللهُ عَلَيْهِ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ . وَمَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ نِيَّتَهُ، جَمَعَ اللهُ لَهُ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ، وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ» .

میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جس شخص کا مقصود حصولِ دنیا ہو‘ اللہ تعالیٰ اس کے کام بکھیر دیتا ہے اور اس کا فقر اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اور اسے دنیا اتنی ہی ملتی ہے جتنی اس کے لیے مقدر ہے۔ اور جس کی نیت آخرت کا حصول ہو‘ اللہ تعالیٰ اس کے کام مرتب کر دیتا ہے اور اس کے دل میں استغنا پیدا فرما دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① جو شخص دنیاوی مال و دولت اور جاہ و حشمت کا طالب اور حریص ہوتا ہے‘ وہ دنیا کے لیے بہت محنت کرتا ہے۔ اسے جتنی بھی دولت ملے‘ مزید کی حرص کی وجہ سے وہ مطمئن نہیں ہوتا‘ اس لیے مفلس آدمی کی طرح پریشان رہتا ہے۔ ② حریص آدمی دنیا کمانے کے لیے کئی پروگرام شروع کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ ہر ایک پر پوری توجہ دے اور اسے جلد سے جلد اس کی کوشش کے نتائج حاصل ہوں لیکن فطری طور پر انسان کئی امور کی طرف بیک وقت برابر توجہ نہیں دے سکتا‘ لہٰذا اسے اس کی حرص کے مطابق نتائج حاصل نہیں ہوتے۔ اس طرح وہ دولت حاصل ہونے کے باوجود پریشان رہتا ہے۔ ③ آخرت کی طرف توجہ کرنے سے دنیا کی اہمیت کم ہو جاتی ہے‘ لہٰذا قناعت کی دولت حاصل ہو جاتی ہے اور بندہ مطمئن اور خوش کن زندگی گزارتا ہے۔ ④ آخرت کو مقصود بنا لینے سے دنیا کے معاملات میں بھی نظم و ضبط پیدا ہو جاتا ہے جس سے کاروبار میں بہتر نتائج حاصل ہوتے ہیں اور رزق میں برکت ہوتی ہے۔ ⑤ اللہ کی رضا کو مدنظر رکھنے والے کے دنیاوی معاملات بھی سلجھ جاتے ہیں اور حرص ختم ہو کر استغنا بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ ⑥ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے جو رزق مقدر کر رکھا ہے وہ حلال ذرائع اختیار کرنے سے بھی مل جاتا ہے‘ لہٰذا ناجائز طریقے اختیار کرنے سے سوائے پریشانیوں کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

٤١٠٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَالْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَا : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ النَّصْرِيِّ، عَنْ نَهْشَلٍ، عَنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ : قَالَ عَبْدُ اللهِ : سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ

۴۱۰۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: میں نے تمھارے نبی ﷺ سے سنا‘ آپ فرما رہے تھے: ''جو شخص سارے تفکرات کو جمع کر کے ایک ہی فکر‘ یعنی آخرت کی فکر میں ڈھال لے‘ اللہ اس کو دنیاوی تفکرات سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اور

٤١٠٦_ [ضعيف جدًا] تقدم، ح: ٢٥٧ .

ﷺ يَقُولُ: «مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ هَمًّا وَاحِدًا، هَمَّ الْمَعَادِ، كَفَاهُ اللهُ هَمَّ دُنْيَاهُ. وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُومُ فِي أَحْوَالِ الدُّنْيَا، لَمْ يُبَالِ اللهُ فِي أَيِّ أَوْدِيَتِهِ هَلَكَ».

جسے دنیا کے معاملات کے تفکرات مختلف گھاٹیوں میں لیے پھریں' اللہ کو اس کی پروا نہیں ہوتی کہ وہ (ان تفکرات کی) کون سی وادی میں ہلاک ہوتا ہے۔''

فائدہ: دنیا کے تفکرات سے بے نیاز کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی جائز ضروریات آسانی سے پوری ہو جاتی ہیں اور جو شخص حرص و ہوس کی وجہ سے طرح طرح کے تفکرات میں مبتلا ہوتا ہے' اس کے تفکرات ختم نہیں ہوتے' وہ خود ہی ان میں الجھا ہوا اللہ کے حضور پیش ہو جاتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے حدیث: ۲۵۷ کے فوائد دیکھیے۔

٤١٠٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ [أَبِي] خَالِدٍ الْوَالِبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَدْ رَفَعَهُ قَالَ: «يَقُولُ اللهُ سُبْحَانَهُ: يَاابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي، أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى، وَأَسُدَّ فَقْرَكَ، وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ، مَلَأْتُ صَدْرَكَ شُغْلًا، وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ».

۴۱۰۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے: آدم کے بیٹے! میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا' میں تیرا سینہ استغنا سے بھر دوں گا اور تیرا فقر دور کر دوں گا۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے سینے کو اشغال سے بھر دوں گا اور تیرا فقر دور نہیں کروں گا۔''

فوائد و مسائل: ① انسان کی تخلیق کا اصل مقصد عبادت ہے' روزی کمانے کا مقصد صرف اتنی جسمانی قوت کا حصول ہے جس سے اللہ کے احکام کی تعمیل کما حقہ ہو سکے۔ ② عبادت کے لیے فارغ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ روزمرہ کے پروگرام میں بنیادی اہمیت عبادت کو دی جائے اور دنیاوی ضروریات کے دوران میں بھی اللہ کے احکام کی تعمیل کی نیت ہوتا کہ یہ اعمال بھی عبادت بن جائیں۔ ③ دینی اور دنیوی اعمال میں فرائض کو نوافل پر فوقیت حاصل ہے' لہٰذا اگر کسی نفلی عمل سے فرض کی ادائیگی متاثر ہوتی ہو تو فرض کو اہمیت دی جائے' نفلی کام کو کسی اور مناسب موقع کے لیے مؤخر کر دیا جائے۔



---

٤١٠٧ــ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب أحاديث ابتلينا بالضراء، ومن كانت الآخرة همه . . . الخ، ح: ٢٤٦٦ من حديث عمران به، وقال: "حسن غريب" * أبوخالد الوالبي وزائدة بن نشيط وثقهما ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم وغيرهم، فحديثهما لا ينزل عن درجة الحسن، راجع نيل المقصود، ح: ١٣٢٨.

(المعجم ٣) - **بَابُ مَثَلِ الدُّنْيَا** (التحفة ٣)

**باب:۳- دنیا کی مثال**

٤١٠٨- **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي وَ مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُسْتَوْرِدَ، أَخَا بَنِي فِهْرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مَثَلُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَثَلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ. فَلْيَنْظُرْ بِمَا يَرْجِعُ».

۴۱۰۸- حضرت مستورد بن شداد بن عمرو قرشی فہری ؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''آخرت کے مقابلے میں دُنیا کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص سمندر میں انگلی ڈالے پھر دیکھے کہ اس نے کتنا پانی لے لیا ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① دنیا کی زندگی انتہائی قلیل ہے جب کہ آخرت کی زندگی ابدی ہے جس کی انتہا نہیں۔ ② جنت کی نعمتیں دنیا کی نعمتوں کے مقابلے میں اس قدر قیمتی ہیں کہ جنت میں چند انچ خالی زمین کی قیمت دنیا کی تمام دولت اور خزانوں سے زیادہ ہے پھر اس کے محلات اور باغات اور ان میں موجود نعمتیں پاک باز بیویاں خدام وغیرہ ان کی قدر و قیمت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے خصوصاً دیدار الٰہی کی نعمت تو ایسی ہے کہ اس کے مقابلے میں جنت کی بڑی سے بڑی نعمت ہیچ ہے۔ ③ مثال دے کر بیان کرنے سے مسئلہ زیادہ واضح اور قابل فہم ہو جاتا ہے۔

٤١٠٩- **حَدَّثَنَا** يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: اضْطَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى حَصِيرٍ. فَأَثَّرَ فِي جِلْدِهِ فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي، يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ كُنْتَ آذَنْتَنَا فَفَرَشْنَا لَكَ عَلَيْهِ شَيْئًا يَقِيكَ مِنْهُ

۴۱۰۹- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ چٹائی پر (آرام کرنے کے لیے) لیٹے تو اس کے نشان آپ کے جسم مبارک پر ظاہر ہو گئے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر آپ ہمیں فرماتے تو ہم آپ کے لیے کوئی چیز (بستر وغیرہ) بچھا دیتے جس کے ساتھ اس (چٹائی کی سختی) سے بچاؤ ہو جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

٤١٠٨- أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب فناء الدنيا، وبيان الحشر يوم القيامة، ح: ٢٨٥٨/ ٥٥ عن ابن نمير به.

٤١٠٩- [حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب حديث "ما الدنيا إلا كراكب استظل"، ح: ٢٣٧٧ من حديث المسعودي به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في مسند الطيالسي، ح: ٢٧٧٧، وللحديث شواهد.

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أَنَا وَالدُّنْيَا إِنَّمَا أَنَا وَالدُّنْيَا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ [تَحْتَ] شَجَرَةٍ. ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا».

''میرا دُنیا سے کیا تعلق! میری اور دنیا کی مثال تو ایسے ہے' جیسے کوئی سوار (مسافر) سائے کے لیے درخت کے نیچے ٹھہرا' پھر اسے چھوڑ کر روانہ ہو گیا۔''

فوائد و مسائل: ① بود و باش میں سادگی مستحسن ہے۔ ② عمدہ چیز سے اجتناب اگر اس لحاظ سے ہو کہ جو رقم اپنی ذات پر خرچ ہونے والی ہے وہ اللہ کی راہ میں خرچ ہو تو بہتر ہے' اگر بخل کی وجہ سے ہو تو بری عادت ہے۔ اگر حلال چیز کو اپنے آپ پر حرام کر لیا جائے تو شرعاً ممنوع ہے۔ ③ زہد کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی نعمت کے لیے حرص نہ کی جائے' اگر بغیر حرص کے جائز طریقے سے مل جائے تو استعمال کر لی جائے۔ اہتمام اور تکلف زہد کے منافی ہے۔ ④ جس چیز کی دعوت دی جائے اس کا عملی نمونہ پیش کرنے سے تبلیغ کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ ⑤ حکومت کے عہدے داروں کو پر تکلف زندگی سے خاص طور پر بچنا چاہیے تا کہ عوام کی ضروریات اور فلاح و بہبود کے لیے زیادہ رقم خرچ ہو سکے۔



٤١١٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ، وَمُحَمَّدُ ابْنُ الصَّبَّاحِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى زَكَرِيَّا بْنُ مَنْظُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِذِي الْحُلَيْفَةِ. فَإِذَا هُوَ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ شَائِلَةٍ بِرِجْلِهَا. فَقَالَ: «أَتُرَوْنَ هٰذِهِ هَيِّنَةً عَلَى صَاحِبِهَا؟ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ، مِنْ هٰذِهِ عَلَى صَاحِبِهَا. وَلَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَزِنُ عِنْدَ اللهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ، مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا قَطْرَةً أَبَدًا».

۴۱۱۰- حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ذوالحلیفہ کے مقام پر تھے۔ اچانک آپ کو (راستے میں) ایک مری ہوئی بکری نظر آئی' (وہ مر کر پھول گئی تھی اور) اس کی ٹانگ اوپر اٹھی ہوئی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارا کیا خیال ہے' کیا یہ بکری مالک کی نظر میں حقیر ہے؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جتنی یہ بکری مالک کی نظر میں حقیر ہے' دُنیا اللہ کی نظر میں اس سے زیادہ حقیر ہے۔ اگر دنیا اللہ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی وزن رکھتی تو وہ کسی کافر کو کبھی ایک قطرہ بھی پینے کو نہ دیتا۔''

٤١١١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ

۴۱۱۱- حضرت مستورد بن شداد قرشی ؓ سے

٤١١٠ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في هوان الدنيا على الله عزوجل، ح: ٢٣٢٠ من حديث أبي حازم به مختصرًا، وقال: "صحيح غريب".

٤١١١ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في هوان الدنيا على الله عزوجل، ح: ٢٣٢١ من حديث ◀◀

عَرَبِيٌّ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ الْهَمْدَانِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُسْتَوْرِدُ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ: إِنِّي لَفِي الرَّكْبِ، مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ أَتَى عَلَى سَخْلَةٍ مَنْبُوذَةٍ. قَالَ، فَقَالَ: «أَتُرَوْنَ هٰذِهِ هَانَتْ عَلَى أَهْلِهَا؟» قَالَ، قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ مِنْ هَوَانِهَا أَلْقَوْهَا. أَوْ كَمَا قَالَ. قَالَ: «فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ هٰذِهِ عَلَى أَهْلِهَا».

روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ایک قافلے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ آپ کا گزر ایک پھینکے ہوئے (مُردہ) میمنے کے پاس سے ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تمھارے خیال میں یہ میمنا مالکوں کی نظر میں بے قدر ہے؟“ انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! انھوں نے بے قدر سمجھ کر ہی پھینکا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جتنا یہ میمنا مالکوں کی نظر میں حقیر ہے اللہ کے ہاں دُنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔“

**فوائد و مسائل:** ① اللہ کے ہاں اصل اہمیت انسان کے اعمال کی ہے۔ دنیا کے اسباب اگر نیکی کے کام میں استعمال کیے جائیں تو وہ انسان کے لیے مفید ہیں ورنہ مال و دولت یا جاہ و حشمت کی اللہ کے ہاں کوئی اہمیت نہیں۔ ② دنیا کے اسباب کو جائز ذرائع سے حاصل کرنا چاہیے اور انھیں ایسے کام میں خرچ کرنا چاہیے جس سے اللہ کی رضا حاصل ہو۔ ③ اللہ کی رضا اور انعامات کا اصل مقام جنت ہے۔ اس کے مقابلے میں دنیا کی بڑی سے بڑی دولت کی کوئی قیمت نہیں۔

**٤١١٢** - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو خُلَيْدٍ، عُتْبَةُ بْنُ حَمَّادٍ الدِّمَشْقِيُّ عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ ضَمْرَةَ السَّلُولِيِّ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوهُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: «اَلدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ. مَلْعُونٌ مَا فِيهَا، إِلَّا ذِكْرَ اللهِ وَمَا وَالَاهُ، أَوْ عَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا».

۴۱۱۲- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”دُنیا ملعون ہے۔ اس میں جو کچھ ہے سب ملعون ہے سوائے اللہ کے ذکر کے اور اس سے تعلق رکھنے والی اشیاء کے اور سوائے عالم اور طالب علم کے۔“

**فوائد و مسائل:** ① لعنت کا مطلب اللہ کی رحمت سے دوری اور محرومی ہے یعنی دنیا چونکہ اللہ کی یاد سے

---

مجالد به، وقال: "حسن"، وللحديث شواهد كثيرة، منها حديث الترمذي السابق.

٤١١٢- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب منه حديث: "إن الدنياملعونة"، ح: ٢٣٢٢ من حديث عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبان به، وقال: "حسن غريب".

غافل کرتی ہے' اس لیے یہ لعنت کا باعث ہے۔ ② ہر وہ چیز یا عمل جس کا اللہ کی یاد سے کسی بھی انداز سے کوئی تعلق ہو' اس پر یا اس کی وجہ سے رحمت نازل ہوتی ہے' چنانچہ تلاوت' نماز' اللہ کے لیے جانور کی قربانی اور حج وعمرہ کے اعمال سب رحمت کا باعث ہیں۔ ایسے اعمال انجام دینے والا اللہ کی لعنت سے محفوظ رہتا ہے۔ اسی طرح کعبہ' صفا و مروہ' منیٰ' عرفات' مزدلفہ اور ہر مسجد و مدرسہ اللہ کی رحمت کے مقامات ہیں۔ یہاں دین کی خدمات انجام دینا اور دین کے خادموں کی ضروریات مہیا کرنا' دینی کتابیں چھاپنا اور دوسروں تک پہنچانا' ان کی تعلیم دینا اور تعلیم حاصل کرنا' علماء وطلباء کی ضرویات پوری کرنے کی نیت سے حلال روزی کمانا' یہ سب اللہ کی رحمت کے اسباب ہیں۔ ③ دین کے علم سے کسی بھی انداز سے منسلک ہونا اللہ کی رحمت کا باعث ہے' اس لیے اگر دنیوی علوم وفنون بھی خدمت دین کی نیت سے حاصل کیے جائیں تو وہ بھی دین کے خادم علوم ہونے کی وجہ سے لعنت کے دائرے سے خارج ہو جائیں گے۔ اگر یہ نیت نہ ہو تو یہ علوم رحمت کا باعث نہیں ہوں گے۔ ④ حلال روزی کمانا اللہ کا حکم ہے' اس لیے اللہ کے حکم کی تعمیل کے لیے حلال روزی کمانا اور حلال کاموں میں خرچ کرنا ثواب کا کام ہے۔

٤١١٣ - حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ».

۴۱۱۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① جس طرح قیدی جیل میں بہت سے قوانین کا پابند ہوتا ہے' بلا اجازت وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح مومن دنیا میں من مانی نہیں کرتا بلکہ ہر قدم پر اللہ کے احکام پر عمل کرتا ہے' اس کے بدلے میں اسے جنت ملے گی۔ ② کافر دنیا میں آزادی کی' یعنی بے قید زندگی گزارتا ہے۔ اس کے نتیجے میں اسے جہنم کا عذاب ملنے والا ہے۔ جہنم کے عذابوں کے مقابلے میں دنیا کی سخت سے سخت زندگی بھی جنت کے برابر ہے۔

٤١١٤ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ

۴۱۱۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے'

٤١١٣ـ أخرجه مسلم، الزهد، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٥٦، والترمذي، ح: ٢٣٢٤ من حديث العلاء به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

٤١١٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في قصر الأمل، ح: ٢٣٣٣ من حديث حماد به * وليث بن أبي سليم تقدم حاله، ح: ٢٠٨، وأخرج البخاري في صحيحه، الرقاق، باب قول النبي ﷺ: "كن في الدنيا كأنك غريب أو عابر سبيل"، ح: ٦٤١٦ من طريق آخر عن مجاهد به دون قوله: "وعد نفسك من أهل القبور"، وهو المحفوظ.

عَرَبِيٌّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِبَعْضِ جَسَدِي فَقَالَ: «يَا عَبْدَ اللهِ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ. أَوْ كَأَنَّكَ عَابِرُ سَبِيلٍ. وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ».

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرے جسم کا ایک حصہ (کندھا) پکڑ کر فرمایا: ''عبداللہ! دُنیا میں ایسے رہ' گویا تو پردیسی ہے' گویا تو مسافر ہے۔ اور اپنے آپ کو قبروں والوں (مُردوں) میں شمار کر۔''

**فوائد ومسائل:** ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے مذکورہ روایت کے اس جملے: [وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ] کے سوا باقی روایت محفوظ ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ روایت مذکورہ جملے کے سوا صحیح ہے' نیز مسند احمد کے محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت درج بالا جملے کے سوا صحیح لغیرہ ہے اور مذکورہ جملہ حسن لغیرہ ہے۔ اور یہی بات اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے' یعنی مذکورہ حدیث کے دونوں جملے قابل حجت ہیں۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٨/٣٨٣- ٣٨٥' وصحيح سنن ابن ماجه للألباني' رقم: ٣٣٣٨) کندھے سے پکڑنے کا مقصد متوجہ کرنا تھا تا کہ بات توجہ سے سنی جائے اور ذہن نشین ہو جائے۔ ② دنیا انسان کا وطن نہیں' آخرت اس کا وطن ہے' اس لیے دنیا میں صرف اتنا اہتمام کرنا چاہیے جتنا کوئی مسافر کسی جگہ ٹھہرتے وقت کرتا ہے۔ ③ زندگی میں بہت زیادہ آسائشوں کا عادی نہیں ہونا چاہیے۔ ④ پردیسی اور مسافر اپنی وقتی اور فوری ضروریات کو اہمیت دیتا ہے اور سفر کی تیاری سے غافل نہیں ہوتا' اسی طرح مومن دنیا میں رہ کر آخرت کمانے کی کوشش کرتا ہے' دنیا اس کا اصل مقصود نہیں ہوتی۔

## (المعجم ٤) - بَابُ مَنْ لَا يُؤْبَهُ لَهُ (التحفة ٤)

## باب: ۴- جس شخص کو اہمیت نہیں دی جاتی

٤١١٥ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ

۴۱۱۵- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے جنت کے بادشاہ نہ بتاؤں؟ (ہر) ضعیف آدمی' کمزور سمجھا جانے والا (لوگ اسے کمزور سمجھیں اور اس سے کسی قسم کا کوئی

٤١١٥ـ [إسناده ضعيف] من أجل سويد بن عبدالعزيز وهو ضعيف، ضعفه الجمهور، وفي الباب حديث أحمد: ٢/ ١١٤ "وأهل الجنة الضعفاء المغلوبون"، وصححه الحاكم على شرط مسلم، ح: ٢/ ٤٩٩، ووافقه الذهبي.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أُخْبِرُكَ عَنْ مُلُوكِ الْجَنَّةِ؟» قُلْتُ: بَلٰى. قَالَ: «رَجُلٌ ضَعِيفٌ، مُسْتَضْعَفٌ، ذُو طِمْرَيْنِ، لَا يُؤْبَهُ لَهُ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ».

خطرہ محسوس نہ کریں۔) دو پرانے کپڑوں میں ملبوس۔ (لیکن اللہ کے ہاں اتنا بلند مقام ہے کہ) اگر اللہ کے نام سے قسم کھالے تو وہ اس کی قسم پوری کر دیتا ہے۔"

٤١١٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ. أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ».

۴۱۱۶- حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمھیں جنت والے نہ بتاؤں؟ ہر ضعیف آدمی، کمزور سمجھا جانے والا (جنتی ہے۔) کیا میں تمھیں جہنم والے نہ بتاؤں؟ ہر درشت خو، زر پرست، متکبر (جہنمی ہے۔")

فوائد و مسائل: ① "کمزور سمجھا جانے والا" سے مراد شریف النفس آدمی ہے، جو کسی پر ظلم نہیں کرتا بلکہ اگر کوئی زیادتی کرے تو وہ معاف کر دیتا ہے۔ لوگ اسے کمزور سمجھتے ہیں، اس سے کسی قسم کا کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتے اور نہ اس کے شر وغیرہ ہی کا کوئی خوف ہوتا ہے۔ ② انفرادی معاملات میں نرمی اور درگزر کا چلن عام ہو جائے تو معاشرہ امن کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ فساد ہمیشہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب کوئی اپنی مالی، جسمانی یا خاندانی اور افرادی طاقت پر گھمنڈ کر کے دوسروں پر ظلم کرتا ہے۔ اگر وہ کسی پر زیادتی نہ کرے، خواہ اسے کمزور سمجھا جائے تو یہ اعلیٰ اخلاق کا نمونہ ہے جس کا ثواب جنت ہے۔ ③ درشت خو سے مراد بات چیت کے انداز میں اور برتاؤ میں سختی اختیار کرنے والا ہے۔ اس قسم کے بد اخلاق آدمی سے ہر کسی کا جھگڑا ہوتا ہے جس سے فساد جنم لیتا اور بڑھتا ہے۔ ④ جوّاظ کا مطلب الجموع المنوع بیان کیا گیا ہے، یعنی ایسا حریص آدمی جو مال جمع کرتا رہتا ہے لیکن بخیل بھی ہے خرچ نہیں کرتا۔ مومن میں حرص اور بخل کی عادتیں نہیں ہوتیں بلکہ یہ منافقوں اور کافروں میں ہوتی ہیں جن کی وجہ سے وہ جہنم کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ ⑤ تکبر سے مراد دوسرے کو حقیر سمجھنا اور حق واضح ہو جانے کے باوجود تسلیم نہ کرنا ہے۔ یہ برتری کا غلط احساس بہت سی اخلاقی اور معاشرتی خرابیوں کا باعث ہے۔

---

٤١١٦ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: "عتل بعد ذلك زنيم"، ح: ٤٩١٨، ٦٠٧١، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب النار يدخلها الجبارون، والجنة يدخلها الضعفاء، ح: ٢٨٥٣/ ٤٧ من حديث سفيان الثوري به.

٤١١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ صَدَقَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَغْبَطَ النَّاسِ، عِنْدِي، مُؤْمِنٌ خَفِيفُ الْحَاذِ. ذُو حَظٍّ مِنْ صَلَاةٍ. غَامِضٌ فِي النَّاسِ. لَا يُؤْبَهُ لَهُ. كَانَ رِزْقُهُ كَفَافًا، وَصَبَرَ عَلَيْهِ. عَجِلَتْ مَنِيَّتُهُ، وَقَلَّ تُرَاثُهُ، وَقَلَّتْ بَوَاكِيهِ».

۴۱۱۷- حضرت ابو امامہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل رشک وہ مومن ہے جو ہلکا پھلکا (کم آمدنی والا) ہو' اسے نماز سے وافر حصہ ملا ہو (نفلی نماز اور تہجد زیادہ پڑھتا ہو۔) لوگوں میں گمنام ہو' اس کی پروا نہ کی جاتی ہو' اسے ضرورت کے مطابق رزق میسر ہو (اتنا زیادہ رزق نہ ہو کہ بچا کر رکھا جائے)' وہ اس پر صبر کرے (مزید کا لالچ نہ کرے)' اسے جلدی موت آ جائے' اس کا ترکہ تھوڑا ہو' اور اسے رونے والیاں بھی کم ہوں۔''

٤١١٨- حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ الْحَارِثِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْبَذَاذَةُ مِنَ الْإِيمَانِ». قَالَ: اَلْبَذَاذَةُ الْقَشَافَةُ. يَعْنِي التَّقَشُّفَ.

۴۱۱۸- حضرت ابوامامہ حارثی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سادگی ایمان میں سے ہے۔'' راوی نے کہا: سادگی سے مراد معمولی لباس وغذا پر اکتفا کرنا ہے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ سنن ابی داود کی تحقیق میں اسے حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابوداود (اُردو) طبع دارالسلام' حدیث:۴۱۶۱) علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے اس حدیث پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے اسے حسن قرار دیا ہے۔ بنابریں تحسین حدیث والی رائے ہی درست معلوم ہوتی ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے اسے ایک جگہ حسن قرار دیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني' رقم:۳۴۱) ② تکلفات سے پرہیز ایمان کا جز ہے' لہٰذا سادہ عادات کا حامل عام

---

٤١١٧ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري * صدقة بن عبدالله، وأيوب بن سليمان ضعيفان كما في التقريب وغيره، وللحديث طرق كلها ضعيفة كما حققته في تخريج مسند الحميدي، ح: ٩١١، والنهاية، ح: ٣٠.

٤١١٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الترجل، باب النهي عن كثير من الإرفاه، ح: ٤١٦١ من حديث عبدالله ابن أبي أمامة به، وأخرجه الطحاوي في مشكل الآثار: ١/ ٤٧٨، ٤/ ١٥١، والطبراني: ١/ ٢٧٢ من طريقين عن أبي أمامة به * ابن إسحاق عنعن.

نعمت پر بھی اللہ کا شکر کرتا ہے جب کہ زیب و زینت کا عادی بعض اوقات ایک بڑی نعمت کو بھی اپنے معیار سے کم تر سمجھتا ہے' اور شکر کی بجائے شکوہ کرنے لگتا ہے۔ ③ سادگی میں بہت سی چیزیں شامل ہیں' مثلاً: پیوند لگا کپڑا پہن لینا' زمین پر بیٹھ جانا' مفلس اور غریب کی بات سننے اور حتی الوسع مدد کرنے کو اپنی شان کے خلاف نہ سمجھنا' غریب کی معمولی دعوت قبول کر لینا اور اس کا پیش کیا ہوا سادہ کھانا کھا کر احسان مندی کا اظہار کرنا۔ ملازموں سے تحقیر آمیز رویہ رکھنے سے اجتناب کرنا' اپنے سے کم تر درجے کے لوگوں کی خوشی اور غمی میں شریک ہونا وغیرہ۔

٤١١٩ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ؟» قَالُوا: بَلَى. يَارَسُولَ اللهِ قَالَ: «خِيَارُكُمُ الَّذِينَ إِذَا رُؤُوا، ذُكِرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ».

۴۱۱۹- حضرت اسماء بنت یزید ؓ سے روایت ہے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرما رہے تھے: ''کیا میں تمھیں تمھارے بہترین افراد کی نشان دہی نہ کروں؟'' صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''تمھارے بہترین افراد وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ کی یاد آئے۔''

## (المعجم ٥) - بَابُ فَضْلِ [الْفَقْرِ] (التحفة ٥)

## باب:۵- تنگ دستی کی فضیلت

٤١٢٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: مَرَّ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ رَجُلٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا تَقُولُونَ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟» قَالُوا: رَأْيَكَ فِي هٰذَا. نَقُولُ: هٰذَا مِنْ أَشْرَفِ النَّاسِ. هٰذَا حَرِيٌّ، إِنْ خَطَبَ، أَنْ يُخَطَّبَ. وَإِنْ شَفَعَ، أَنْ يُشَفَّعَ. وَإِنْ قَالَ، أَنْ يُسْمَعَ لِقَوْلِهِ. فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ. وَمَرَّ رَجُلٌ آخَرُ.

۴۱۲۰- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک آدمی گزرا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو؟'' انھوں نے عرض کیا: اس کے بارے میں آپ کی رائے زیادہ صحیح ہے۔ ہم تو (اپنی معلومات کے مطابق) یہ کہتے ہیں: یہ شخص معزز (دولت مند) افراد میں سے ہے۔ اس کے بارے میں' یہی توقع ہے کہ اگر (کسی گھرانے میں) نکاح کا پیغام دے تو اس کا پیغام قبول کیا جائے' اگر (کسی

---

٤١١٩ـ [حسن] أخرجه الطبراني: ٢٤/ ١٦٧، ح: ٤٢٤ من حديث يحيى بن سليم به، وتابعه غير واحد، وحسنه البوصيري، رواه محمد بن أبي عمر المكي عن يحيى به، ورواه معمر، وبشر بن المفضل عن ابن خيثم به.

٤١٢٠ـ أخرجه البخاري، النكاح، باب الأكفاء في الدين، ح: ٥٠٩١ من حديث عبدالعزيز به.

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا تَقُولُونَ فِي هٰذَا؟» قَالُوا: نَقُولُ، وَاللهِ يَارَسُولَ اللهِ هٰذَا مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ. هٰذَا حَرِيٌّ، إِنْ خَطَبَ، لَمْ يُنْكَحْ، وَإِنْ شَفَعَ، لَا يُشَفَّعْ. وَإِنْ قَالَ، لَا يُسْمَعْ لِقَوْلِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَهٰذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا».

کی) سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے' اور اگر بات کرے تو اس کی بات سنی جائے (اور اسے اہمیت دی جائے۔) نبی ﷺ خاموش ہو گئے۔ (پھر) ایک اور آدمی گزرا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟'' انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! قسم ہے اللہ کی! ہم تو کہتے ہیں کہ یہ ایک غریب مسلمان ہے۔ اس کے بارے میں توقع ہے کہ اگر نکاح کا پیغام دے تو اسے رشتہ نہ دیا جائے۔ اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے۔ اگر بات کرے تو اس کی بات نہ سنی جائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ (غریب مسلمان) اس (پہلے) شخص جیسے زمین بھر آدمیوں سے بہتر ہے۔''



**فوائد و مسائل:** ① غریب مسلمان اگرچہ گمنام ہو' دنیا والوں کی نظروں میں اس کا کوئی مقام نہ ہو لیکن اللہ کے ہاں ایسا ایک آدمی بھی دنیا بھر کے ان انسانوں سے بہتر ہے جو ایمان و تقویٰ سے محروم ہوں۔ ② اللہ کے ہاں اصل اہمیت اور قدر و منزلت ایمان و تقویٰ کی ہے' نہ کہ مال و دولت' شان و شوکت' ذات برادری اور نام و نسب کی۔ ③ نکاح کے لیے نیک مردوں اور نیک عورتوں کا انتخاب کرنا چاہیے' خواہ وہ غریب ہی ہوں۔ غریب نیک آدمی امیر نیک آدمی کا ہم پلہ ہے لیکن بدعقیدہ یا بری عادتوں والا دولت مند شخص نیک آدمی کا ہم پلہ نہیں۔

٤١٢١- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ الْجُبَيْرِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ عِيسٰى: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ: أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ يُحِبُّ عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ، الْفَقِيرَ، الْمُتَعَفِّفَ، أَبَا الْعِيَالِ».

۴۱۲۱- حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے مومن' تنگ دست' سوال سے بچنے والے' بال بچوں والے بندے سے محبت فرماتا ہے۔''

٤١٢١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه العقيلي: ٣/ ٤٧٤ من طريق آخر عن موسى بن عبيدة به، وقال: "موسى متروك" انظر، ح: ٢٥١، وضعفه العراقي، والبوصيري، وقال: "القاسم بن مهران لم يثبت سماعه من عمران"، وفيه علة أخرى، وله شاهد ضعيف جدًا.

## (المعجم ٦) - بَابُ مَنْزِلَةِ الْفُقَرَاءِ (التحفة ٦)

## باب:٦- ناداروں کے مقام ومرتبے کا بیان

٤١٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَدْخُلُ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِنِصْفِ يَوْمٍ. خَمْسِمِائَةِ عَامٍ».

۴۱۲۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نادار مومن دولت مندوں سے آدھا دن' یعنی پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ کے ہاں ہزار سال کی مدت ایک دن کے برابر ہے۔ (سورۂ حج' آیت:۴۷) اس لیے دولت مندوں سے آدھا دن پہلے جنت میں جانے کا مطلب دنیا کے حساب سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہونا ہے۔ ② پہلے جنت میں جانا ان کے بلند درجات کو ظاہر کرتا ہے' اور انھیں محشر کی مشکلات بھی کم برداشت کرنی پڑیں گی۔ ③ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ دولت مندوں کو اپنی زیادہ دولت کی آمد وخرچ کا حساب دینا پڑے گا جس میں کافی وقت صرف ہوگا جب کہ غریب لوگ اپنی تھوڑی کمائی کے حساب سے تھوڑی دیر میں فارغ ہو جائیں گے۔ ④ دنیا میں دولت کم ملنا یا نہ ملنا بھی اللہ کی ایک نعمت ہے لیکن اس کے ساتھ صبر ضروری ہے جس طرح زیادہ دولت کے ساتھ شکر ضروری ہے۔

٤١٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ،

۴۱۲۳- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نادار مہاجرین غنی مہاجروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔''

---

٤١٢٢ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء أن فقراء المهاجرين يدخلون الجنة قبل أغنيائهم، ح:٢٣٥٣، ٢٣٥٤ من حديث محمد بن عمرو به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في المصنف: ١٣/ ٢٤٦، وأخرجه الترمذي، ح: ٢٣٥١ من طريق آخر عن الأعمش عن عطية عن أبي سعيد به.

٤١٢٣ـ [صحيح] * وفيه ضعيفان عطية، وقد تقدم، ح:٣٧، وتلميذه أيضًا تقدم، ح:٨٥٤، وله شواهد عند مسلم، ح: ٢٩٧٩/ ٣٧ وغيره، والحديث السابق شاهد له أيضًا.

بِمِقْدَارِ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ».

فائدہ: جنت میں پہلے داخل ہونے کے لحاظ سے یہ شرف نادار مہاجرین کو حاصل ہے، تاہم بعض دوسرے اسباب کی بنا پر بعض دولت مند صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس شرف میں شریک ہو سکتے ہیں، اسی طرح اگر دولت مند صحابہ نے زیادہ عمل کیے ہیں، مثلاً: پہلے ہجرت کی اور زیادہ غزوات میں حصہ لیا تو ان کے درجات اس لحاظ سے بلند تر ہو سکتے ہیں۔

٤١٢٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا أَبُو غَسَّانَ بَهْلُولٌ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: اِشْتَكَى فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا فَضَّلَ اللهُ بِهِ عَلَيْهِمْ أَغْنِيَاءَهُمْ. فَقَالَ: «يَا مَعْشَرَ الْفُقَرَاءِ أَلَا أُبَشِّرُكُمْ أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُؤْمِنِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِنِصْفِ يَوْمٍ، خَمْسِمِائَةِ عَامٍ».

۴۱۲۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نادار مہاجرین نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ثروت حضرات کو ان پر فضیلت عطا فرمائی ہے (جس کی وجہ سے وہ لوگ مالی نیکیاں زیادہ کر کے بلند درجات حاصل کر سکتے ہیں۔) آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ناداروں کی جماعت! کیا میں تمھیں خوش خبری نہ دوں؟ نادار مومن دولت مند مومنوں سے آدھا دن، یعنی پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔“

ثُمَّ تَلَا مُوسَى هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَإِنَّ يَوْمًا عِندَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ﴾. [الحج: ٤٧]

پھر (یہ حدیث سنا کر حدیث کے ایک راوی) حضرت موسیٰ (بن عبیدہ رحمہ اللہ) نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿وَإِنَّ يَوْمًا عِندَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ﴾ ”آپ کے رب کے نزدیک ایک دن تمھاری گنتی کے اعتبار سے ایک ہزار سال کا ہے۔“

## (المعجم ٧) - بَابُ مُجَالَسَةِ الْفُقَرَاءِ (التحفة ٧)

## باب: ۷- غریبوں کے ساتھ بیٹھنا

٤١٢٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ

۴۱۲۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں

٤١٢٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة: ١٣/ ٢٤٤، ح: ١٦٢٣٤ من حديث موسى بن عبيدة به، ومن أجله ضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٢٥١.

٤١٢٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، المناقب، باب قول أبي هريرة: ما احتذى النعال . . . بعد رسول الله

الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ، أَبُويَحْيٰى: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، أَبُو إِسْحَاقَ الْمَخْزُومِيُّ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يُحِبُّ الْمَسَاكِينَ وَيَجْلِسُ إِلَيْهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُونَهُ. وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَكْنِيهِ: أَبَاالْمَسَاكِينِ.

نے فرمایا: حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ غریبوں سے محبت کرتے اور ان کے پاس بیٹھ کر ان سے باتیں کرتے اور ان کی باتیں سنتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ ان (جعفر رضی اللہ عنہ) کو ابو المساکین کی کنیت سے یاد فرمایا کرتے تھے۔“

٤١٢٦ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وعَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُوخَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِي الْمُبَارَكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أَحِبُّوا الْمَسَاكِينَ. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: «اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مِسْكِينًا، وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا، وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ».

۴۱۲۶- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مسکینوں سے محبت کیا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان الفاظ کے ساتھ دعا کرتے سنا ہے: [اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مِسْكِينًا، وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ] ”اے اللہ! مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھ اور مسکین بنا کر فوت کر اور مجھے مسکینوں کی جماعت میں اٹھا۔“



**فوائد و مسائل:** ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً سخت ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل میں اس حدیث پر تفصیلاً بحث کی ہے جس سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغلیل: ۳/۳۵۸-۳۶۳، رقم: ۸۶۱) ② نادار اور مسکین سے ہمدردی' محبت اور احترام کا سلوک کرنا چاہیے۔ ③ نبی ﷺ کا فقر اختیاری تھا' یعنی غنیمت' فے اور خمس وغیرہ کی کثیر آمدنی ہونے کے باوجود سادہ زندگی گزارتے تھے اور

---

◄◄ ﷺ أفضل من جعفر . . . ، ح: ٣٧٦٦ عن عبدالله بن سعيد به، وقال: "غريب"، وانظر، ح: ٢٥٤٥ لحال إبراهيم بن الفضل المخزومي، وفيه علة أخرى.

٤١٢٦ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه عبد بن حميد في منتخبه (ق ١٣٠أ) عن ابن أبي شيبة، والخطيب: ٤/ ١١١ من حديث عبدالله بن سعيد به، وضعفه البوصيري * يزيد تقدم حاله، ح: ٢٥٨١، وأبوالمبارك مجهول (تقريب).

تمام آمدنی مدد کے مستحق افراد پر نیکی کے کاموں میں خرچ کر دیتے تھے۔ ④ آدمی دولت مند ہونے کے باوجود فقر کا ثواب حاصل کر سکتا ہے جب دل میں مال کی محبت نہ رکھے بلکہ مال دوسروں پر خرچ کرے اور خود اپنی ضروریات کو محدود رکھتے ہوئے سادہ زندگی بسر کرے۔

٤١٢٧- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْقَزِيُّ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ أَبِي سَعْدٍ الْأَزْدِيِّ، وَكَانَ قَارِىءَ الْأَزْدِ، عَنْ أَبِي الْكَنُودِ، عَنْ خَبَّابٍ. فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَطْرُدِ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِٱلْغَدَوٰةِ وَٱلْعَشِىِّ﴾ . . إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَتَكُونَ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ﴾ [الأنعام: ٥٢]، قَالَ: جَاءَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ وَعُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ. فَوَجَدُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ مَعَ صُهَيْبٍ وَبِلَالٍ وَعَمَّارٍ وَخَبَّابٍ. قَاعِدًا فِي نَاسٍ مِنَ الضُّعَفَاءِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ. فَلَمَّا رَأَوْهُمْ حَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ حَقَرُوهُمْ. فَأَتَوْهُ فَخَلَوْا بِهِ وَقَالُوا: إِنَّا نُرِيدُ أَنْ تَجْعَلَ لَنَا مِنْكَ مَجْلِسًا، تَعْرِفُ لَنَا بِهِ الْعَرَبُ فَضْلَنَا. فَإِنَّ وُفُودَ الْعَرَبِ تَأْتِيكَ فَنَسْتَحْيِي أَنْ تَرَانَا الْعَرَبُ مَعَ هٰذِهِ الْأَعْبُدِ. فَإِذَا نَحْنُ جِئْنَاكَ فَأَقِمْهُمْ عَنْكَ. فَإِذَا نَحْنُ فَرَغْنَا، فَاقْعُدْ مَعَهُمْ إِنْ شِئْتَ. قَالَ: «نَعَمْ»

۴۱۲۷- حضرت ابو کنود (عبداللہ بن عامر) ازدی رحمہ اللہ نے حضرت خباب سے روایت کرتے ہوئے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں یہ حدیث بیان فرمائی: (ارشاد باری تعالیٰ ہے:) ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ”اور ان لوگوں کو اپنے سے دور مت کریں جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے (اور اس کی عبادت کرتے) ہیں۔ وہ اپنے رب کا چہرہ (رضامندی) چاہتے ہیں۔ ان کے حساب میں سے کسی چیز کا بوجھ آپ پر نہیں اور آپ کے حساب میں سے کسی چیز کا بوجھ ان پر نہیں پھر اگر آپ ان کو اپنے سے دور کریں گے تو آپ ظالموں میں سے ہو جائیں گے۔“ (حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: (قبولِ اسلام سے پہلے) حضرت اقرع بن حابس تمیمی اور حضرت عیینہ بن حصن فزاری رضی اللہ عنہما آئے تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کمزور (نادار) مسلمانوں کی جماعت میں حضرت صہیب، حضرت بلال، حضرت عمار اور حضرت خباب رضی اللہ عنہم اور ایسے ہی کچھ دوسرے غریب اور کمزور



٤١٢٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره: ٤/ ١٢٩٧، ١٢٩٨، ح: ٧٣٣١ عن أحمد بن محمد القطان به، ورواه ابن جرير الطبري في تفسيره: ٧/ ١٢٧، ١٢٨ من حديث عمرو العنقزي به، وصححه البوصيري، وقال ابن كثير في تفسيره: ٣/ ٢٥٥، وفي نسخة: ٢/ ١٣٩ "هٰذا حديث غريب" فإن هذه الآية مكية، والأقرع بن حابس وعيينة إنما أسلما بعد الهجرة بزمان" قلت: أبوالكنود، وتلميذه لم يوثقهما غير ابن حبان.

قَالُوا: فَاكْتُبْ لَنَا عَلَيْكَ كِتَابًا. قَالَ: فَدَعَا بِصَحِيفَةٍ. وَدَعَا عَلِيًّا لِيَكْتُبَ، وَنَحْنُ قُعُودٌ فِي نَاحِيَةٍ فَنَزَلَ جِبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: ﴿وَلَا تَطْرُدِ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِٱلْغَدَوٰةِ وَٱلْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُۥ ۖ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَىْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِم مِّن شَىْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ ٱلظَّـٰلِمِينَ﴾ [الأنعام: ٥٢]. ثُمَّ ذَكَرَ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ وَعُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ فَقَالَ: ﴿وَكَذَٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لِّيَقُولُوٓا۟ أَهَـٰٓؤُلَآءِ مَنَّ ٱللَّهُ عَلَيْهِم مِّنۢ بَيْنِنَآ ۗ أَلَيْسَ ٱللَّهُ بِأَعْلَمَ بِٱلشَّـٰكِرِينَ﴾ [الأنعام: ٥٣]. ثُمَّ قَالَ: ﴿وَإِذَا جَآءَكَ ٱلَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِـَٔايَـٰتِنَا فَقُلْ سَلَـٰمٌ عَلَيْكُمْ ۖ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ ٱلرَّحْمَةَ ۖ﴾ [الأنعام ٥٤]. قَالَ: فَدَنَوْنَا مِنْهُ حَتَّى وَضَعْنَا رُكَبَنَا عَلَى رُكْبَتِهِ. وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَجْلِسُ مَعَنَا. فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ قَامَ وَتَرَكَنَا. فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَٱصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِٱلْغَدَوٰةِ وَٱلْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُۥ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ﴾ وَلَا تُجَالِسِ الْأَشْرَافَ ﴿تُرِيدُ زِينَةَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ۖ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُۥ عَن ذِكْرِنَا﴾ يَعْنِي عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعَ ﴿وَٱتَّبَعَ هَوَىٰهُ وَكَانَ أَمْرُهُۥ فُرُطًا﴾ [الكهف: ٢٨]. قَالَ، هَلَاكًا قَالَ: أَمْرُ عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعِ. ثُمَّ ضَرَبَ لَهُمْ مَثَلَ الرَّجُلَيْنِ وَمَثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا. قَالَ خَبَّابٌ:

مومنوں کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ جب انھوں نے ان حضرات کو نبی ﷺ کے اردگرد بیٹھے دیکھا تو انھیں حقیر جانا۔ انھوں نے نبی ﷺ سے تنہائی میں بات کی اور کہا: ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ (الگ سے) تشریف رکھیں تاکہ اہل عرب کو ہماری فضیلت (اور بلند مقام) کا پتہ چلے کیونکہ آپ کے پاس عرب (کے مختلف علاقوں) کے وفد آتے ہیں' اور ہمیں اس بات سے شرم محسوس ہوتی ہے کہ عرب کے لوگ ہمیں ان غلاموں کے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھیں' اس لیے جب ہم آپ کے پاس آیا کریں تو آپ انھیں اپنے پاس سے اٹھا دیا کریں' جب ہم فارغ ہو جائیں تو پھر آپ چاہیں تو ان کے ساتھ بھی تشریف رکھیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے۔'' انھوں نے کہا: ہمیں (اس معاہدے کی) ایک تحریر لکھ دیجیے۔ نبی ﷺ نے لکھنے کا سامان طلب فرمایا' اور لکھنے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا لیا۔ ہم (غریب مسلمان) ایک طرف بیٹھے تھے۔ اتنے میں جبریل علیہ السلام اترے اور (وحی کی آیات سناتے ہوئے) فرمایا: ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ...... الظّٰلِمِينَ﴾ پھر اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا (جو اس وقت غیر مسلم تھے) اور فرمایا: ﴿وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُولُوا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ بَيْنِنَا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ﴾ ''اور اسی طرح ہم نے بعض کو بعض کے ذریعے سے آزمائش میں ڈالا ہے تاکہ وہ لوگ (انھیں دیکھ کر) کہیں: کیا ہم میں سے یہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ہے؟ کیا اللہ اپنے شکرگزار بندوں کو (ان سے) زیادہ نہیں جانتا؟ پھر

فَكُنَّا نَقْعُدُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا بَلَغْنَا السَّاعَةَ الَّتِي يَقُومُ فِيهَا ، قُمْنَا وَتَرَكْنَاهُ حَتَّى يَقُومَ .

فرمایا: ﴿وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ……الرَّحْمَةَ﴾ ''اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو کہہ دیجیے تم پر سلام ہو۔ تمھارے رب نے مہربانی کو اپنے ذمے لازم کر لیا ہے۔'' حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: چنانچہ ہم لوگ نبی ﷺ کے قریب آ گئے حتی کہ ہم نے آپ کے گھٹنوں سے اپنے گھٹنے ملا دیے۔ پھر (یہ کیفیت ہو گئی کہ) رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ (کافی دیر تک) بیٹھے رہتے۔ پھر جب آپ اٹھنا چاہتے تو تشریف لے جاتے اور ہمیں بیٹھے رہنے دیتے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ…… فُرُطًا﴾ ''اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھیے جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ وہ اس کی رضا کے طالب ہیں۔ آپ کی نظریں انھیں چھوڑ کر دوسرے لوگوں کی طرف نہ جائیں (ان سرداروں کے ساتھ نہ بیٹھیں) کہ آپ دنیا کی زندگی کی زینت چاہنے لگیں۔ اور آپ اس شخص کی بات نہ مانیں جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے (عیینہ اور اقرع وغیرہ کی) اور جو اپنی خواہش کے پیچھے چلتا ہے، اور اس کا معاملہ حد اعتدال سے ہٹا ہوا ہے (ہلاکت کا باعث ہے۔'') صحابی بیان کرتے ہیں: اس سے مراد عیینہ اور اقرع کا معاملہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں کا واقعہ بیان فرمایا اور دنیا کی زندگی کی مثال بیان فرمائی۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا: (اس کے بعد) ہم نبی ﷺ کے ساتھ بیٹھتے تھے لیکن جب وہ وقت آتا جو نبی ﷺ کے اٹھنے کا (روز مرہ کا) ہوتا تھا تو ہم خود ہی نبی ﷺ کو چھوڑ کر اٹھ جاتے تھے تاکہ آپ بھی تشریف لے جاسکیں۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کو لوگوں کی ہدایت کا اتنا خیال تھا کہ اس کے لیے بعض ایسی شرائط بھی تسلیم کرنے کا سوچا جو حقیقت میں آپ کو انتہائی ناگوار تھیں۔ ② اللہ تعالیٰ مخلص مومنوں کی خواہشات پوری فرما دیتا ہے۔ ③ اگرچہ زبانی معاہدہ بھی واجب العمل ہوتا ہے' تاہم لکھ لینا بہتر ہے۔ ④ اس واقعہ سے قدیم الاسلام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام اور ان کی عظمت واضح ہے۔ ⑤ پہلے اسلام لانے والے صحابہ بعد میں اسلام لانے والے صحابہ سے افضل ہیں' تاہم بعد والے بھی واجب الاحترام ہیں اور تابعین سے افضل ہیں۔ ⑥ مربی اور معلم کو چاہیے کہ مخلص ساتھیوں کے جذبات کا خیال رکھے۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کے ہر حکم پر پوری طرح عمل فرماتے تھے اگرچہ وہ عام لوگوں کی نظر میں معمولی حکم ہوتا۔ ⑧ رسول اللہ ﷺ کا پہلا معمول بھی درست تھا کہ جب ضرورت محسوس فرماتے مجلس سے اٹھ جاتے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے رہتے تاکہ نبی ﷺ سے سیکھے ہوئے مسائل یاد کریں اور ایک دوسرے سے وہ احادیث سنیں جو براہ راست رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنی ہوتی تھیں۔ ⑨ بعد میں رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو زیادہ سے زیادہ استفادے کا موقع عنایت فرمائیں' اس لیے رسول اللہ ﷺ زیادہ دیر تک تشریف رکھتے تھے۔ ⑩ صحابۂ کرام نے محسوس کیا کہ نبی ﷺ کو اس طرز عمل سے مشقت اٹھانی پڑتی ہے' اس لیے وہ خود ہی مناسب وقت پر مجلس برخاست کر دیتے تھے تاکہ آپ کو آرام و استراحت اور دوسرے ذاتی امور کے لیے کافی وقت مل سکے۔ استاد کو چاہیے کہ طلبہ کو زیادہ سے زیادہ استفادے کا موقع دے لیکن طلبہ کو بھی چاہیے کہ وہ استاد پر زیادہ بوجھ نہ ڈالیں۔ ⑪ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد اور متابعات کی بنا پر حسن اور صحیح قرار دیا ہے۔ ان شواہد اور متابعات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے' نیز آئندہ آنے والی روایت میں بھی مختصراً اسی واقعے کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح السیرۃ النبویۃ للألبانی' ص:۲۲۲-۲۲۴' والموسوعۃ الحدیثیۃ مسند الإمام أحمد: ۷/۹۲' ۹۳)



٤١٢٨- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِينَا، سِتَّةٍ: فِيَّ وَفِي ابْنِ مَسْعُودٍ وَصُهَيْبٍ وَعَمَّارٍ

۴۱۲۸- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: یہ آیت ہم چھ افراد کے بارے میں نازل ہوئی ہے: میرے بارے میں۔ حضرات عبداللہ بن مسعود' صہیب' عمار' مقداد اور بلال رضی اللہ عنہم کے بارے میں۔ انھوں نے فرمایا: قریش نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ہم ان

٤١٢٨ـ أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب في فضل سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه، ح: ٢٤١٣/ ٤٥، ٤٦ من طريقين عن المقدام به.

وَالْمِقْدَادِ وَبِلَالٍ. قَالَ: قَالَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: إِنَّا لَا نَرْضٰى أَنْ نَكُونَ أَتْبَاعًا لَهُمْ. فَاطْرُدْهُمْ عَنْكَ. قَالَ: فَدَخَلَ قَلْبَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدْخُلَ. فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تَطْرُدِ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِٱلْغَدَوٰةِ وَٱلْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُۥ﴾ اَلْآيَةَ [الأنعام: ٥٢].

(غریب افراد) سے کم تر نہیں بننا چاہتے‘ لہٰذا انھیں اپنے پاس سے ہٹا دیجیے۔ اس بات سے رسول اللہ ﷺ کے دل میں اللہ کی مشیت سے کوئی خیال آیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ ”ان لوگوں کو اپنے پاس سے مت ہٹائیے جو صبح شام اپنے رب کو اس کی رضا کے حصول کے لیے پکارتے ہیں۔“

## (المعجم ٨) - بَابٌ: فِي الْمُكْثِرِينَ (التحفة ٨)

## باب:۸- زیادہ مال رکھنے والوں کا بیان

٤١٢٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «وَيْلٌ لِلْمُكْثِرِينَ. إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا» أَرْبَعٌ: عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ، وَمِنْ قُدَّامِهِ، وَمِنْ وَرَائِهِ.

۴۱۲۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زیادہ مال رکھنے والوں کے لیے ہلاکت ہے مگر جس نے مال کو اس طرح‘ اس طرح‘ اس طرح اور اس طرح (خرچ) کیا۔“ یہ فرماتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے دائیں‘ بائیں‘ آگے اور پیچھے چاروں طرف (ہر طرف ایک بار) اشارہ فرمایا۔



فوائد ومسائل: ① مال حرص اور بخل کے ذریعے سے جمع ہوتا ہے اور یہ دونوں مذموم خصلتیں ہیں۔ ② جائز طریقے سے کمایا ہوا مال بھی اللہ کی راہ میں اور نیکی کے کاموں میں خرچ کرنا ضروری ہے‘ اپنی ذاتی آسائشات اور تعیّشات پر مال صرف کرنا درست نہیں۔ ③ سخاوت کرنے والا ہلاکت سے محفوظ ہو جاتا ہے کیونکہ اس کا مال اس کے لیے نیکیوں میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ جس قدر زیادہ خرچ کرے گا‘ اتنا ہی جنت میں بلند درجات کا مستحق ہوگا۔

---

٤١٢٩ـ [حسن] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف عطية والراوي عنه" انظر، ح: ٤١٢٣، ورواه الأعمش عن عطية به بألفاظ مختلفة، متقاربة المعنى، أحمد: ٥٢/٣، وله شاهد عند أحمد: ٢/ ٣٠٩، ٥٢٥، وانظر الحديث الآتي.

٤١٣٠- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنِي أَبُو زُمَيْلٍ، هُوَ سِمَاكٌ، عَنْ مَالِكِ بْنِ مَرْثَدٍ الْحَنَفِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْأَكْثَرُونَ هُمُ الْأَسْفَلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا، وَكَسَبَهُ مِنْ طَيِّبٍ».

۴۱۳۰- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زیادہ مال والے قیامت کے دن (دوسروں سے درجات میں) نیچے ہوں گے' مگر جس نے مال کو اس طرح اور اس طرح خرچ کیا' اور اس کی کمائی پاک (اور حلال ذرائع) سے ہوئی۔''

فائدہ: سخاوت سے اس شخص کو فائدہ ہو سکتا ہے جس کی کمائی حلال ہو' لہٰذا حرام کمائی سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔

٤١٣١- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْأَكْثَرُونَ هُمُ الْأَسْفَلُونَ. إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا» ثَلَاثًا.

۴۱۳۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زیادہ مال والے زیادہ نیچے ہوں گے' مگر جس نے اس طرح' اس طرح اور اس طرح خرچ کیا۔'' (نبی ﷺ نے) تین بار (اشارہ) فرمایا۔

٤١٣٢- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَا أُحِبُّ أَنَّ أُحُدًا عِنْدِي

۴۱۳۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر میرے پاس احد پہاڑ جتنا سونا ہو تو میں نہیں چاہوں گا کہ مجھ پر تیسری رات آئے اور (اس وقت بھی) اس میں سے کچھ میرے پاس (بچا ہوا)

---

٤١٣٠ـ [إسناده حسن] وصححه البوصيري، وله شواهد، منها حديث المعرور بن سويد عن أبي ذر أخرجه مسلم، ح: ٩٩٠/ ٣٠، والبخاري، ح: ١٤٦٠، ٦٦٣٨ وغيرهما.

٤١٣١ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٢٨ عن يحيى القطان به * وابن عجلان صرح بالسماع عنده، وصححه البوصيري.

٤١٣٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤١٩ من حديث عبدالعزيز به، وحسنه البوصيري، وللحديث شواهد كثيرة جدًا عند البخاري، ومسلم وغيرهما، وهو متواتر عن أبي هريرة رضي الله عنه.

ذَهَبًا . فَتَأْتِي عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ . إِلَّا شَيْءٌ أَرْصُدُهُ فِي قَضَاءِ دَيْنٍ» .

موجود ہو' مگر اتنی چیز جسے میں قرض کی ادائیگی کے لیے سنبھال رکھوں۔"

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں نبی ﷺ کی سخاوت کا بیان اور امت کے لیے ترغیب ہے۔ ② احد ایک بڑا پہاڑ ہے' اتنا سونا دو تین دن میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا اس کے باوجود نبی ﷺ کی خواہش یہی تھی کہ اگر اتنا مال بھی ہو تو وہ بھی دو تین دن میں مکمل طور پر تقسیم کر دیا جائے۔ ③ قرض کی ادائیگی قرض خواہ کا حق ہے' اس کی ادائیگی سخاوت سے اہم ہے۔ ④ قرض لینا دینا جائز ہے لیکن قرض لیتے وقت یہ نیت ہونی چاہیے کہ جلد از جلد ادا کر دیا جائے گا۔ ⑤ سنبھال رکھنے کی ضرورت تب پیش آ سکتی ہے جب ادائیگی کا مقرر وقت آنے میں کچھ وقفہ باقی ہو تاکہ جب قرض خواہ مطالبہ کرے تو ادائیگی کا اہتمام کرتے ہوئے ادائیگی میں تاخیر نہ ہو جائے۔ ⑥ اگر قرض خواہ قریب موجود ہو تو مقررہ وقت سے پہلے خود جا کر ادائیگی کر دینا افضل ہے لیکن اگر اس سے رابطہ مشکل ہو تو رقم سنبھال کر رکھنا مناسب ہے تاکہ ادائیگی جلد از جلد کی جا سکے۔

٤١٣٣- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِي عُبَيْدِ اللهِ، مُسْلِمِ بْنِ مِشْكَمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ غَيْلَانَ الثَّقَفِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ مَنْ آمَنَ بِي وَصَدَّقَنِي، وَعَلِمَ أَنَّ مَا جِئْتُ بِهِ هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ، فَأَقْلِلْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَحَبِّبْ إِلَيْهِ لِقَاءَكَ، وَعَجِّلْ لَهُ الْقَضَاءَ. وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِي، وَلَمْ يُصَدِّقْنِي، وَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ مَا جِئْتُ بِهِ هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ، فَأَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَأَطِلْ عُمُرَهُ» .

۴۱۳۳- حضرت عمرو بن غیلان ثقفی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یا اللہ! جو شخص مجھ پر ایمان لایا' میری تصدیق کی اور اس نے (دل سے) جان لیا کہ میں جو (شریعت) لے کر آیا ہوں وہ تیری طرف سے حق ہے' تو اسے کم مال اور اولاد دے' اور اسے اپنی ملاقات کی محبت نصیب فرما اور اسے جلدی موت عطا فرما۔ اور جو مجھ پر ایمان نہ لایا' میری تصدیق نہ کی اور یہ یقین نہ کیا کہ میں جو (شریعت) لے کر آیا ہوں وہ تیری طرف سے حق ہے' اس کو بہت مال اور اولاد دے' اور اس کی عمر طویل فرما دے۔"

٤١٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۱۳۴- حضرت نقادہ (بن عبداللہ) اسدی ؓ

٤١٣٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ١٧/ ٣١، ح: ٥٦ من حديث هشام به، وتابعه معلى بن منصور، أسد الغابة: ٤/ ١٢٥ * عمرو بن غيلان مختلف في صحبته، وقال الذهبي: "لا تصح له صحبة".

٤١٣٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٥/ ٧٧ عن عفان به * البراء السليطي لم يوثقه غير ابن حبان، وقال ◄◄

حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا غَسَّانُ بْنُ بُرْزِينَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنَا غَسَّانُ بْنُ بُرْزِينَ: حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ سَلاَمَةَ عَنِ الْبَرَاءِ السَّلِيطِيِّ، عَنْ نُقَادَةَ الْأَسَدِيِّ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى رَجُلٍ يَسْتَمْنِحُهُ نَاقَةً. فَرَدَّهُ. ثُمَّ بَعَثَنِي إِلَى رَجُلٍ آخَرَ. فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ بِنَاقَةٍ. فَلَمَّا أَبْصَرَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيهَا وَفِيمَنْ بَعَثَ بِهَا».

سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک آدمی کی طرف بھیج کر اس سے ایک اونٹنی طلب فرمائی۔ اس شخص نے (اونٹنی دینے سے) انکار کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک اور آدمی کی طرف بھیجا۔ اس نے ایک اونٹنی بھجوا دی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی کو دیکھا تو فرمایا: یا اللہ! اس میں برکت عطا فرما اور اسے بھیجنے والے کو بھی۔"

قَالَ نُقَادَةُ: فَقُلْتُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: وَفِيمَنْ جَاءَ بِهَا. قَالَ: «وَفِيمَنْ جَاءَ بِهَا». ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَحُلِبَتْ فَدَرَّتْ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَ فُلاَنٍ» لِلْمَانِعِ الْأَوَّلِ: «وَاجْعَلْ رِزْقَ فُلاَنٍ يَوْمًا بِيَوْمٍ» لِلَّذِي بَعَثَ بِالنَّاقَةِ.

حضرت نقادہ ؓ نے کہا: میں نے کہا جو اسے لے کر آیا (اس کے لیے بھی برکت کی دعا فرمائیں۔) نبی ﷺ نے فرمایا: "اور جو اسے لے کر آیا (اللہ اسے بھی برکت دے۔") پھر آپ کے حکم سے اسے دوہا گیا' اس نے بہت دودھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پہلے شخص کے بارے میں' جس نے انکار کر دیا تھا' فرمایا: "یا اللہ! فلاں کا مال زیادہ فرما۔" اور جس نے اونٹنی بھیجی تھی اس کے حق میں فرمایا: "یا اللہ! اس کو روز کا رزق روز دے۔"

٤١٣٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْقَطِيفَةِ وَعَبْدُ الْخَمِيصَةِ. إِنْ

۴۱۳۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہلاک ہو جائے (تباہ ہو جائے) دینار کا بندہ' درہم کا بندہ' کمبل کا بندہ اور چادر کا بندہ۔ اگر اسے دیا جائے تو خوش رہتا ہے' اگر نہ دیا جائے تو (بیعت والا) وعدہ پورا نہیں کرتا۔"

◄◄ الذهبي: "لا يعرف".

٤١٣٥- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب الحراسة في الغزو في سبيل الله، ح: ٢٨٨٦، ٦٤٣٥ من حديث أبي بكر به، وله طريق آخر، انظر الحديث الآتي.

أُعْطِيَ رَضِيَ، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَفِ».

٤١٣٦- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «تَعِسَ عَبْدُالدِّينَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِيصَةِ. تَعِسَ وَانْتَكَسَ. وَإِذَا شِيكَ، فَلَا انْتَقَشَ».

۴۱۳۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہلاک ہو جائے دینار کا بندہ، درہم کا بندہ اور چادر کا بندہ۔ ہلاک ہو جائے، اوندھا ہو جائے، اسے کانٹا لگے تو نکالا نہ جائے۔''

فوائد و مسائل: ① دنیا کا لالچ مذموم ہے۔ ② جب محبت و نفرت کی بنیاد محض دنیوی مفاد پر ہو جائے تو خلوص باقی نہیں رہتا۔ اس صورت میں خلیفۃ المسلمین یا اس کے نائب سے بیعت بھی اللہ کی رضا کے لیے اور اسلامی سلطنت کی حفاظت اور خدمت کے لیے نہیں ہوتی، اس طرح یہ عظیم نیکی بھی تمام برکات سے محروم ہو کر برائی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ③ دینی جماعتوں اور تنظیموں سے تعلق اللہ کی رضا اور ثواب کے لیے ہونا چاہیے۔ اسی نیت سے عہدہ اور ذمہ داری قبول کی جائے۔ اگر محسوس ہو کہ محنت کرنے کے باوجود جماعت میں اہمیت تسلیم نہیں کی جا رہی تو اکابر سے ناراض ہو کر جماعت سے الگ نہ ہو جائے۔ ہاں، اگر یہ محسوس کیا جائے کہ جماعت یا تنظیم کے عہدیدار صحیح انداز سے کام نہیں کر رہے اور توجہ دلانے کے باوجود اصلاح پر آمادہ نہیں تو خاموشی کے ساتھ تنظیم سے الگ ہو جائے۔ ④ درہم و دینار کے بندے سے مراد وہ شخص ہے جو دنیا کے مال و دولت کی اتنی خواہش رکھتا ہے کہ اس کی تمام سرگرمیوں کا محور حصول دولت بن کر رہ جاتا ہے۔ اس طرح وہ دولت سے خدمت لینے کی بجائے دولت جمع کرنے اور سنبھالنے میں مصروف رہتا ہے، گویا دولت اس کا آقا یا معبود ہے اور وہ غلام یا پجاری۔ ⑤ دولت کے پجاری کے لیے بددعا کی گئی ہے کہ وہ تباہ ہو جائے۔ منہ کے بل گرنے اور سر کے بل اوندھا ہو جانے سے یہی مراد ہے۔ کانٹا نہ نکالے جانے سے مراد یہ ہے کہ وہ مشکلات میں پھنسا رہے اور اس کی مدد اور نجات کی کوئی صورت پیدا نہ ہو۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ٩) - بَابُ الْقَنَاعَةِ (التحفة ٩)

## باب: ۹- قناعت کا بیان

٤١٣٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ،

۴۱۳۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امارت سامان کی کثرت

٤١٣٦ـ أخرجه البخاري، أيضًا، ح: ٢٨٨٧ من حديث عبدالله بن دينار به.

٤١٣٧ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب فضل القناعة والحث عليها، ح: ١٠٥١/ ١٢٠ من حديث سفيان به.

عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ. وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ».

سے نہیں ہوتی بلکہ امیری تو دل کی امیری ہے۔"

فوائد و مسائل: ① انسان دولت اس لیے حاصل کرتا ہے کہ اس کے کام چلتے رہیں لیکن جب دولت خود مقصود بن جائے تو پھر مال و دولت کی کثرت کے باوجود وہ سکون و اطمینان حاصل نہیں ہوتا جس کے لیے کوشش کی جاتی ہے۔ ② قناعت کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے پاس موجود رزق کو کافی سمجھے اور اپنی ضروریات کو اس حد تک محدود کر لے کہ حلال روزی میں گزارہ ہو جائے۔ ③ دولت مند وہ ہے جس کا دل دولت مند ہے۔ اور دل دولت مند تب ہوتا ہے جب اس میں حرص اور بخل نہ ہو۔ ایسا آدمی تھوڑے سے مال سے اتنی خوشی حاصل کر لیتا ہے جو حریص آدمی کو بہت زیادہ مال سے بھی حاصل نہیں ہوتی۔

٤١٣٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ وَحُمَيْدِ بْنِ هَانِىءٍ الْخَوْلَانِيِّ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيَّ يُخْبِرُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «قَدْ أَفْلَحَ مَنْ هُدِيَ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَرُزِقَ الْكَفَافَ، وَقَنِعَ بِهِ».

۴۱۳۸- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کامیاب وہ ہے جسے اسلام کی ہدایت مل گئی' ضرورت کے مطابق رزق مل گیا اور وہ اس پر قانع ہو گیا۔"

فوائد و مسائل: ① اسلام سب سے بڑی دولت ہے کیونکہ اس سے آخرت میں جنت ملتی ہے جس سے بڑی کوئی نعمت نہیں۔ ② "رزق کفاف" کا مطلب اتنی روزی ہے جس سے بنیادی ضروریات' بغیر فضول خرچی کے' پوری ہوتی رہیں اور قرض اٹھانے کی ضرورت نہ پڑے۔ ③ کامیابی دولت کے ڈھیر جمع کرنے کا نام نہیں بلکہ موجود رزق پر قناعت اور شکر اصل دولت اور بڑی کامیابی ہے۔

٤١٣٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۴۱۳۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے'

---

٤١٣٨ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب في الكفاف والقناعة، ح: ١٠٥٤/ ١٢٥ من حديث أبي عبدالرحمٰن الحبلي به بألفاظ مختلفة نحو المعنٰى.

٤١٣٩ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب كيف كان عيش النبي ﷺ وأصحابه . . . الخ، ح: ٦٤٦٠، من حديث عمارة به، ومسلم، انظر الحديث السابق، ح: ١٠٥٥/ ١٢٦ من حديث وكيع به.

نُمَيْرٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتًا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یا اللہ! محمد (ﷺ) کے گھر والوں کوضروری حاجات کے مطابق رزق عطا فرما۔''

فوائد ومسائل: ① انسان کو چاہیے کہ اپنے گھر والوں کے لیے بھی اچھی عادات وخصائل کی خواہش رکھے۔ ② ضرورت کے مطابق رزق کا مطلب یہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ نہ ملے جسے جمع کر کے رکھا جائے۔ ③ نبی ﷺ کا زہد وقناعت امت کے لیے بہترین نمونہ ہے۔

٤١٤٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي وَيَعْلَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ نُفَيْعٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ غَنِيٍّ وَلَا فَقِيرٍ إِلَّا وَدَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَّهُ أُتِيَ مِنَ الدُّنْيَا قُوتًا».

۴۱۴۰- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن ہر دولت مند اور نادار کی خواہش یہی ہوگی کہ اسے دنیا میں صرف (زندہ رکھنے کے قابل) تھوڑی سی روزی ملی ہوتی۔''

٤١٤١- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ ابْنُ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي شُمَيْلَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِحْصَنٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ مُعَافًى فِي جَسَدِهِ، آمِنًا فِي سِرْبِهِ، عِنْدَهُ قُوتُ يَوْمِهِ، فَكَأَنَّمَا

۴۱۴۱- حضرت عبیداللہ بن محصن انصاری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی صبح اس حال میں ہوئی کہ اسے بدن میں عافیت' اپنے بارے میں امن اور دن بھر کی خوراک حاصل ہو' اسے گویا پوری دنیا جمع کر کے دے دی گئی۔''

٤١٤٠- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه أبونعيم في الحلية: ١/ ٦٩، ٧٠ من حديث إسماعيل عن نفيع أبي داود عن أنس به، ووقع في المسند المطبوع تصحيف، وانظر، ح: ١٤٨٥ لحال نفيع، وفيه علّة أخرى.

٤١٤١- [حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب في الوصف من حيزت له الدنيا، ح: ٢٣٤٦ من حديث مروان به، وقال: "حسن غريب"، سلمة الأنصاري وثقه الترمذي، وابن حبان، وجهله آخرون فهو حسن الحديث، وللحديث شواهد ضعيفة، راجع مسند الحميدي بتحقيقي، ح: ٤٣٩.

حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا».

**فوائد و مسائل:** ① جسے کوئی بیماری اور خوف نہ ہو اور دن بھر کی ضرورت کا سامان موجود ہو تو یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ ② ہم زیادہ کی خواہش میں ان نعمتوں کی طرف توجہ نہیں کرتے جو ہمارے پاس موجود ہوتی ہیں جس کی وجہ سے دل میں شکر کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔ ③ جس شخص کے پاس ایک دن کی ضروریات موجود ہیں' اسے اس دن کا شکر ادا کرنا چاہیے اور یہ امید رکھنی چاہیے کہ جب کل کا دن آئے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات بھی مہیا فرما دے گا۔

٤١٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُنْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْكُمْ. وَلَا تَنْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ. فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللهِ».

قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: «عَلَيْكُمْ».

۴۱۴۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(دنیا میں) اپنے سے نیچے والے (کم مال) کو دیکھو' اپنے سے اوپر والے کو نہ دیکھو' اس سے یہ ہوگا کہ تم اللہ کی نعمت کو حقیر نہ سمجھو گے۔''

(راویٔ حدیث) ابو معاویہ نے [نِعْمَةَ اللّٰهِ] کے بعد [عَلَيْكُمْ] کے الفاظ بھی بیان کیے ہیں۔

**فوائد و مسائل:** ① نیچے والے سے مراد وہ شخص ہے جو کسی نعمت میں ہم سے کم ہے اور اوپر والے سے مراد وہ شخص ہے جو کسی نعمت میں ہم سے بڑھ کر ہے۔ ② اپنے سے زیادہ نعمت والے کو دیکھنے سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ مجھے یہ نعمت کم حاصل ہے' اس کی کو شیطان اس انداز سے پیش کرتا ہے گویا یہ نعمت حاصل ہی نہیں۔ اس طرح محرومی کا احساس پیدا ہوتا ہے جس سے شکر کی بجائے اللہ سے شکوہ کرنے کو جی چاہتا ہے جو ناشکری کی ایک بڑی صورت ہے۔ ③ اپنے سے کم تر پر نظر ڈالنے سے حاصل شدہ نعمت کی قدر معلوم ہوتی ہے' جس سے شکر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ④ ہر نعمت کے بارے میں یہ کیفیت ہے کہ ایک فرد کو وہ نعمت کسی سے کم ملی ہے تو وہی نعمت اسے کسی دوسرے سے زیادہ بھی ملی ہے۔ اس معاملے کا ایک اور پہلو یہ بھی ہے کہ اگر ایک فرد کو ایک نعمت کسی سے کم ملی ہے تو کوئی دوسری نعمت اسے زیادہ بھی ملی ہے۔ جس طرح ایک شخص کسی سے کم دولت رکھتا ہے اور کسی سے زیادہ دولت مند بھی ہے۔ اسی طرح یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر وہ اس سے دولت میں کم ہے تو صحت یا قوت میں اس سے بڑھ کر ہے۔ اگر حسن صورت میں کم ہے تو علم و فضل یا حسن سیرت میں اس سے زیادہ بھی

٤١٤٢_ أخرجه مسلم، الزهد، باب "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٦٣/ ٩ عن أبي بكر بن أبي شيبة به.

ہے' لہٰذا احساس کمتری میں مبتلا ہونے کی کوئی وجہ نہیں' اور اللہ سے شکوہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

٤١٤٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ. وَلٰكِنْ إِنَّمَا يَنْظُرُ إِلَى أَعْمَالِكُمْ وَقُلُوبِكُمْ».

۴۱۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمھاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمھارے عملوں اور دلوں کو دیکھتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① خوب صورت یا بدصورت ہونا بندے کے ہاتھ میں نہیں بلکہ یہ اللہ کی مشیت کے مطابق ہوتا ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ عمل اچھے ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کو راضی کیا جاسکے۔ ② اللہ کے ہاں مال دار اور بے زر برابر ہیں۔ مال دار کو محض دولت مند ہونے کی وجہ سے معافی نہیں مل سکتی اور نادار کو محض اس کی مفلسی کی بنا پر مجرم نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ ③ مال دار ہونا بھی اللہ کی آزمائش ہے اور مفلس ہونا دوسری طرح کی آزمائش۔ اگر مال دار شکر کرے تو اللہ کے ہاں پسندیدہ ہے اور ناشکری کرے تو ناپسندیدہ ہے۔ اسی طرح نادار آدمی صبر کرے تو اللہ کا پیارا ہے اور بے صبری کرے اور حرام کمائی کی کوشش کرے تو اللہ کے قرب سے محروم ہے۔ ④ انسان اگر نیکی کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کی نیت اور خواہش ضرور رکھنی چاہیے۔ ایسی نیت پر بھی ثواب ملتا ہے۔

## (المعجم ١٠) - بَابُ مَعِيشَةِ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ (التحفة ١٠)

## باب: ۱۰- آل محمد ﷺ کی گزران

٤١٤٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كُنَّا، آلَ مُحَمَّدٍ ﷺ، لَنَمْكُثُ شَهْرًا مَا نُوقِدُ

۴۱۴۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم' آل محمد ﷺ' مہینہ مہینہ اس حال میں گزار دیتے تھے کہ آگ نہیں جلاتے تھے۔ (ہمارا کھانا) صرف کھجوریں اور پانی ہوتا تھا۔

---

٤١٤٣ـ أخرجه مسلم، البر والصلة، باب تحريم ظلم المسلم و خذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله، ح: ٢٥٦٤/ ٣٤ من حديث كثير به.

٤١٤٤ـ [صحيح] انظر، ح: ٤١٤٢ من هٰذا الكتاب، ومسلم، ح: ٢٩٧٢/ ٢٦ب عن ابن أبي شيبة به، وأخرجه البخاري، ح: ٦٤٥٨ من حديث هشام به، وأخرجاه البخاري، ح: ٢٥٦٧، ٦٤٥٩، ومسلم، ح: ٢٩٧٢/ ٢٨ وغيرهما من حديث يزيد بن رومان عن عروة به مطولاً.

فِيهِ بِنَارٍ. مَا هُوَ إِلَّا التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنَّ ابْنَ نُمَيْرٍ قَالَ: نَلْبَثُ شَهْرًا.

فوائد ومسائل: ① اس میں نبی ﷺ کے زہد' استغنا' قناعت اور سادگی کا بیان ہے۔ ② حیات مبارکہ کے آخری سالوں میں رسول اللہ ﷺ نے سال بھر کے خرچ کے لیے کھجوریں اور جو وغیرہ اکٹھے دینا شروع کر دیے تھے لیکن امہات المومنین سخاوت سے کام لیتے ہوئے جلد ہی خرچ کر دیتی تھیں' اس لیے اکثر روٹی' سالن اور گوشت وغیرہ کے بغیر گزارہ ہوتا تھا۔ بعض اوقات کھجوریں بھی میسر نہیں ہوتی تھیں۔

٤١٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ كَانَ يَأْتِي، عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ، الشَّهْرُ مَا يُرَى فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِهِ الدُّخَانُ.

۴۱۴۵- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: حضرت محمد ﷺ کے گھر والوں پر مہینہ بھر اس طرح گزر جاتا تھا کہ آپ کے کسی گھر میں بھی دھواں نظر نہیں آتا تھا۔

قُلْتُ: فَمَا كَانَ طَعَامُهُمْ؟ قَالَتْ: اَلْأَسْوَدَانِ: اَلتَّمْرُ وَالْمَاءُ. غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ لَنَا جِيرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، جِيرَانُ صِدْقٍ. وَكَانَتْ لَهُمْ رَبَائِبُ. فَكَانُوا يَبْعَثُونَ إِلَيْهِ أَلْبَانَهَا.

(حضرت ابوسلمہ ؓ نے بیان کیا:) میں نے کہا: پھر وہ لوگ کیا کھاتے تھے؟ ام المومنین ؓ نے فرمایا: دو سیاہ چیزیں: کھجوریں اور پانی' البتہ ہمارے کچھ انصاری ہمسائے تھے' وہ مخلص ہمسائے تھے' ان کے گھروں میں پلنے والی کچھ بکریاں تھیں (جنھیں چرنے کے لیے چراگاہ میں نہیں لے جایا جاتا تھا' گھر لا کر چارہ دیا جاتا تھا۔) وہ ان کا دودھ آپ ﷺ کی طرف (ہمارے ہاں) بھیج دیا کرتے تھے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَكَانُوا تِسْعَةَ أَبْيَاتٍ.

(راویٔ حدیث) محمد بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں: وہ نو گھر تھے۔

فائدہ: عورتوں کو چاہیے کہ حلال آمدنی میں گزارہ کریں اور خاوند کو حرام ذرائع اختیار کرنے پر مجبور نہ کریں۔

٤١٤٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٦/ ١٨٢، ٢٣٧ عن يزيد به، وصححه البوصيري، والحديث السابق شاهد له.

**٤١٤٦- حَدَّثَنَا** نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَلْتَوِي، فِي الْيَوْمِ، مِنَ الْجُوعِ. مَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلأُ بِهِ بَطْنَهُ.

۴۱۴۶- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے ایک دن رسول اللہ ﷺ کو بھوک کی وجہ سے کروٹیں بدلتے دیکھا کیونکہ آپ کو معمولی سی کھجوریں بھی میسر نہ تھیں جن سے پیٹ بھر لیتے۔

فائدہ: اس میں امت کے لیے سبق ہے کہ وہ تنگ دستی کی حالت میں صبر اختیار کریں' حرام کمائی کا خیال بھی دل میں نہ لائیں۔

**٤١٤٧- حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى: أَنْبَأَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مِرَارًا: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَصْبَحَ عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ صَاعُ حَبٍّ وَلَا صَاعُ تَمْرٍ».

وَإِنَّ لَهُ، يَوْمَئِذٍ، تِسْعَ نِسْوَةٍ.

۴۱۴۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کئی بار یہ فرماتے سنا ہے: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! آج محمد (ﷺ) کے گھر والوں کے پاس ایک صاع غلہ ہے نہ ایک صاع کھجوریں۔''

ان دنوں رسول اکرم ﷺ کی نو بیویاں تھیں۔

فائدہ: ''صاع'' کا مطلب ''ٹوپا'' ہے جو غلہ ماپنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اہل مدینہ کا صاع تقریباً ڈھائی کلوگرام کا ہوتا تھا۔

**٤١٤٨- حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَسْعُودِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ

۴۱۴۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج محمد (ﷺ) کے گھر والوں کے پاس صرف ایک مُدّ خوراک ہے۔'' یا فرمایا:

---

٤١٤٦_ أخرجه مسلم، الزهد، باب "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٧٨/٣٦ من حديث شعبة به.

٤١٤٧_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/٣٢٨ عن الحسن بن موسى به مطولاً، وصححه البوصيري، والحافظ في الفتح: ١١/٢٩٣ تحت، ح: ٦٤٥٩، وتقدم طرفه، ح: ٢٤٣٧ وأخرجه البخاري، ح: ٢٠٦٩، ٢٥٠٨ من حديث قتادة به، وله شواهد كثيرة.

٤١٤٨_ [إسناده ضعيف لانقطاعه] انظر، ح: ١٤٧٨، ١٦٠٦، ومع ذلك صححه البوصيري.

بَذِيمَةَ ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «مَا أَصْبَحَ فِي آلِ مُحَمَّدٍ إِلَّا مُدٌّ مِنْ طَعَامٍ» أَوْ : «مَا أَصْبَحَ فِي آلِ مُحَمَّدٍ مُدٌّ مِنْ طَعَامٍ» .

''ایک مُدّ خوراک بھی نہیں ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مد سے مراد صاع کا چوتھا حصہ ہے جس کی مقدار تقریباً ساڑھے چھ سو گرام ہوتی ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ کے اس اظہار سے مقصود شکوہ نہیں بلکہ صبر و شکر میں اپنا اسوۂ حسنہ پیش کرنا ہے تاکہ صحابہ اور امت کے دوسرے افراد اس کی اتباع کر سکیں۔ ③ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دکتور بشار عواد اس کی بابت لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن متناً صحیح ہے' نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ مذکورہ محققین کی بحث پڑھنے کے بعد یہی معلوم ہوتا ہے کہ تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني' رقم:۲۴۰۴' و سنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عواد' رقم:۴۱۴۸)

٤١٤٩ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ . أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْأَكْرَمِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ صُرَدٍ قَالَ : أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ . فَمَكَثْنَا ثَلَاثَ لَيَالٍ لَا نَقْدِرُ أَوْ لَا يَقْدِرُ عَلَى طَعَامٍ .

۴۱۴۹- حضرت سلمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو (ہماری یہ حالت تھی کہ) ہمیں تین رات تک کھانا میسر نہ ہو سکا۔

٤١٥٠ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا بِطَعَامٍ سُخْنٍ . فَأَكَلَ . فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ : «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا دَخَلَ بَطْنِي طَعَامٌ سُخْنٌ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا» .

۴۱۵۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گرم کھانا حاضر کیا گیا۔ آپ نے تناول فرمایا۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اللہ کا شکر ہے میرے پیٹ میں اتنے دن سے (تازہ اور) گرم کھانا نہیں گیا۔ (کھجور

---

٤١٤٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ٧/ ٩٩، ح: ٦٤٩٠ من حديث نصر به، واستحسنه أحمد، وضعفه البوصيري لجهالة التابعي ـ عبدالأكرم ـ وهو الصواب.

٤١٥٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ٧/ ٢٨٠ من حديث سويد به باختلاف يسير، وحسنه البوصيري، والحافظ في الفتح: ١١/ ٢٩٣، وقال ابن التركماني: "وهٰذا السند على شرط مسلم" * سويد تقدم حاله، ح: ١٠٣٦، ٢٣٧٣، والأعمش عنعن، ح: ١٧٨ إن صح السند إليه.

وغیرہ پر گزارہ رہا۔“)

(المعجم ۱۱) - **بَابُ ضِجَاعِ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ** (التحفة ۱۱)

**باب:۱۱- آل محمد ﷺ کے گھر والوں کا بستر**

**٤١٥١- حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو خَالِدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ ضِجَاعُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَدَمًا حَشْوُهُ لِيفٌ.

۴۱۵۱- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ بستر عمدہ کپڑے کا نہیں تھا جس میں اون یا روئی بھری ہوئی ہو بلکہ چمڑے کا بستر بنا ہوا تھا اس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی جو سخت اور ناہموار ہوتی ہے۔ لیکن چمڑے کی وجہ سے اس کی سختی زیادہ محسوس نہیں ہوتی۔ اہل عرب چمڑے کو سادہ انداز سے تیار کرتے تھے جو نہ زیادہ قیمتی ہوتا تھا نہ خوبصورت۔ اس لحاظ سے چمڑے کا بستر انتہائی سادگی کی مثال ہے۔

**٤١٥٢- حَدَّثَنَا** وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتٰى عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ، وَهُمَا فِي خَمِيلٍ لَهُمَا وَالْخَمِيلُ الْقَطِيفَةُ الْبَيْضَاءُ مِنَ الصُّوفِ، قَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جَهَّزَهُمَا بِهَا، وَوِسَادَةٍ مَحْشُوَّةٍ إِذْخِرًا، وَقِرْبَةٍ.

۴۱۵۲- حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت علی اور حضرت فاطمہ ؓ کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس وقت ان دونوں نے ایک سفید اونی چادر لے رکھی تھی جو ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ نے عنایت فرمائی تھی نیز ایک اذخر کی گھاس بھرا گدا دیا تھا اور ایک مشکیزہ۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ ؓ کو ان کے نکاح کے موقع پر گھریلو استعمال کی کچھ چیزیں دی تھیں۔ بعض لوگوں نے اس کو جہیز کے موجودہ رواج کی دلیل بنایا ہے جو درست نہیں۔ اصل میں حضرت علی ؓ کے والد ابوطالب مفلس آدمی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی مدد کے لیے حضرت علی ؓ کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ جب وہ جوان ہوئے تو نبی ﷺ نے اپنی صاحب زادی حضرت فاطمہ ؓ کا ان سے

---

٤١٥١_ أخرجه مسلم، اللباس والزينة، باب التواضع في اللباس . . . الخ، ح: ٢٠٨٢/ ٣٨ من حديث ابن نمير به.

٤١٥٢_ [صحيح] أخرجه النسائي، النكاح، جهاز الرجل ابنته، ح: ٣٣٨٦ من حديث زائدة عن عطاء به، ورواه حماد بن سلمة، ابن سعد: ٨/ ٢٥ وغيره عن عطاء به مطولاً، وللحديث شواهد.

نکاح کر دیا۔ اس موقع پر ان کا الگ گھر بسانے کے لیے ضروری سامان مہیا کیا گیا۔ اور اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی مالی حالت اتنی پتلی تھی کہ جب ان کو کہا گیا کہ شبِ زفاف کے وقت حضرت فاطمہ کو کوئی تحفہ دو تو انھوں نے کہا: میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے اپنی وہ چادر ہی دے دو جو تمھارے پاس ہے۔'' (سنن أبي داود' النكاح' باب في الرجل يدخل بامرأته قبل أن ينقدها شيئًا' حديث:٢١٢٥) حدیث کے الفاظ [جَهَّزَهُمَا بِهَا] بھی قابل غور ہیں' اس کا ترجمہ ''جہیز دینا'' غلط ہے' بلکہ اس کا مفہوم یا تو گھر بسانے کے لیے سامان مہیا کرنا ہے یا شب بسری کے لیے تیار کرنا۔ اور یہ دوسرے معنی زیادہ صحیح ہیں۔ تثنیے کی ضمیر سے اسی مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ اگر اس سے مراد مروجہ جہیز ہوتا تو ضمیر صرف مؤنث کی ہوتی [جَهَّزَهَا] نہ کہ [جَهَّزَهُمَا]۔ ⓶ [وِسَادَة] اس سرہانے کو کہتے ہیں جس پر سوتے وقت سر رکھا جاتا ہے۔ اور اس گاؤ تکیے کو بھی کہتے ہیں جس سے بیٹھتے وقت ٹیک لگائی جاتی ہے۔ حضرت فاطمہ کو ملنے والا تکیہ پہلی قسم کا بھی ہو سکتا ہے' دوسری قسم کا بھی۔ واللّٰہ أعلم.

**٤١٥٣- حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنِي سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ أَبُو زُمَيْلٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَبَّاسِ: حَدَّثَنِي عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَهُوَ عَلٰى حَصِيرٍ. قَالَ: فَجَلَسْتُ فَإِذَا عَلَيْهِ إِزَارٌ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ غَيْرُهُ. وَإِذَا الْحَصِيرُ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ. وَإِذَا أَنَا بِقَبْضَةٍ مِنْ شَعِيرٍ، نَحْوِ الصَّاعِ، وَقَرَظٍ فِي نَاحِيَةٍ فِي الْغُرْفَةِ. وَإِذَا إِهَابٌ مُعَلَّقٌ. فَابْتَدَرَتْ عَيْنَايَ. فَقَالَ: «مَا يُبْكِيكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ» فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ وَمَا لِي لَا أَبْكِي؟ وَهٰذَا الْحَصِيرُ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِكَ

**۴۱۵۳-** حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر ہوا تو آپ ایک چٹائی پر تشریف فرما تھے۔ میں بیٹھ گیا' میں نے دیکھا کہ آپ نے صرف تہ بند پہن رکھا ہے' دوسرا کوئی کپڑا زیب تن نہیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے پہلو پر چٹائی سے نشان پڑ گئے ہیں۔ ایک طرف صرف تھوڑے سے جو تھے۔ غالبًا ایک صاع ہوں گے۔ اور کیکر کے پتے تھے (جو چمڑے کی دباغت میں کام آتے ہیں) اور بغیر دباغت کھال لٹکی ہوئی تھی۔ میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن خطاب! آپ کیوں روتے ہیں؟'' میں نے کہا: اللہ کے نبی! میں کیوں نہ روؤں؟ اس چٹائی سے آپ کے پہلو میں نشان پڑ گئے ہیں (کوئی نرم بستر

---

**٤١٥٣ـ** أخرجه مسلم، الطلاق، باب في الإيلاء واعتزال النساء وتخييرهن . . . الخ، ح:١٤٧٩/ ٣٠ من حديث عمر بن يونس به مطولاً .

وَهٰذِهِ خِزَانَتُكَ لَا أَرٰى فِيهَا إِلَّا مَا أَرٰى، وَذٰلِكَ كِسْرٰى وَقَيْصَرُ فِي الثِّمَارِ وَالْأَنْهَارِ. وَأَنْتَ نَبِيُّ اللهِ وَصَفْوَتُهُ، وَهٰذِهِ خِزَانَتُكَ. قَالَ: «يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أَلَا تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ لَنَا الْآخِرَةُ وَلَهُمُ الدُّنْيَا؟» قُلْتُ: بَلٰى.

بھی نہیں۔) اور آپ کے سامان رکھنے کی جگہ میں کچھ نظر نہیں آتا' سوائے اس (ایک صاع جو) کے جو میں دیکھ رہا ہوں۔ ادھر کسریٰ اور قیصر باغوں اور میووں میں (عیش کر رہے) ہیں۔ آپ اللہ کے نبی اور اس کے برگزیدہ ہیں' اور یہ آپ کا توشہ خانہ ہے (جو خالی پڑا ہے۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خطاب کے بیٹے! کیا تو اس بات سے خوش نہیں کہ ہمیں آخرت مل جائے اور ان (قیصر و کسریٰ) کو دنیا؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں! (میں خوش ہوں۔)

**فوائد و مسائل:** ① رسول اللہ ﷺ نے دنیا کا مال جمع نہیں کیا بلکہ زہد اختیار فرمایا۔ ② گھر میں ایک دو وقت کی خوراک موجود ہونا زہد کے منافی نہیں۔ ③ بے تکلف ساتھیوں میں صرف تہ بند پہن کر' یعنی قمیص پہنے بغیر بیٹھنا جائز ہے۔ ④ صحابۂ کرام ڈیالٹیم نبی ﷺ سے شدید محبت رکھتے تھے۔ ⑤ کافروں کو ان کی نیکیوں کا معاوضہ دنیا ہی میں دنیوی سامان یا عیش و عشرت کی صورت میں مل جاتا ہے۔ ⑥ مسلمان پر دنیوی تنگ دستی آخرت میں درجات کی بلندی کا باعث ہے۔

٤١٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُجَالِدٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: أُهْدِيَتِ ابْنَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَيَّ. فَمَا كَانَ فِرَاشُنَا، لَيْلَةَ أُهْدِيَتْ، إِلَّا مَسْكَ كَبْشٍ.

۴۱۵۴- حضرت علی ڈاٹنؤ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی (حضرت فاطمہ ڈیاٹنا) رخصت ہو کر میرے گھر آئیں' اس رات ہمارا بستر صرف ایک مینڈھے کی کھال پر مشتمل تھا۔

## (المعجم ١٢) - بَابُ مَعِيشَةِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ١٢)

## باب:۱۲- نبی ﷺ کے صحابۂ کرام ڈیالٹیم کی گزران

٤١٥٤ـ [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هٰذا إسناد ضعيف لضعف الحارث الأعور (تقدم، ح: ٩٥) * ومجالد (قد تقدم، ح: ١١)".

٤١٥٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا : حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ عَنْ زَائِدَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُ بِالصَّدَقَةِ . فَيَنْطَلِقُ أَحَدُنَا يَتَحَامَلُ حَتَّى يَجِيءَ بِالْمُدِّ . وَإِنَّ لِأَحَدِهِمُ الْيَوْمَ مِائَةَ أَلْفٍ .

۴۱۵۵- حضرت ابومسعود (عقبہ بن عمرو انصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ صدقے کا حکم دیتے تو (ہماری یہ کیفیت ہوتی تھی کہ) ہم میں سے کوئی آدمی جا کر مزدوری کرتا اور ایک مُد (کھجور یا جو وغیرہ) لے کر آتا (اور اسے صدقے کے طور پر پیش کر دیتا۔) آج تو ایک آدمی کے پاس ایک لاکھ کی رقم بھی موجود ہے۔

قَالَ شَقِيقٌ : كَأَنَّهُ يُعَرِّضُ بِنَفْسِهِ .

(ابومسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد) حضرت شقیق رحمہ اللہ نے کہا: غالباً ان کا اشارہ خود اپنی طرف تھا۔

**فوائد و مسائل:** ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سخاوت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے کہ خود امداد کے مستحق ہونے کے باوجود امداد قبول نہیں کرتے تھے بلکہ اس مفلسی میں بھی محنت مزدوری کر کے خیرات کرتے تھے۔ ② صحابۂ کرام نبی ﷺ کے فرمان کی تعمیل کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے تھے حالانکہ رسول اللہ ﷺ کسی کو نام لے کر حکم نہیں دیتے تھے کہ خیرات کرو۔ تب بھی ان کی کوشش ہوتی تھی کہ ہم بھی اس کی تعمیل کرنے والوں میں شامل ہو جائیں۔ ③ فی سبیل اللہ خرچ کرنے کا اچھا بدلہ دنیا میں بھی خوشحالی کی صورت میں مل جاتا ہے۔ ④ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے حالات بیان فرمائے لیکن یہ وضاحت نہیں فرمائی کہ یہ میرا اپنا واقعہ ہے تاکہ یہ ریاکاری میں شامل نہ ہو جائے جب کہ ان کا مقصد سامعین کو اس نیکی کی ترغیب دلانا تھا' اس سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اخلاص واضح ہے۔

٤١٥٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِي نَعَامَةَ، سَمِعَهُ مِنْ خَالِدِ ابْنِ عُمَيْرٍ قَالَ : خَطَبَنَا عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ : لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ

۴۱۵۶- حضرت خالد بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: ہمیں حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے منبر پر خطبہ دیا اور (اس میں یہ بھی) فرمایا: میں نے دیکھا ہے کہ ہم سات افراد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔

٤١٥٥ــ أخرجه البخاري، الزكاة، باب اتقوا النار ولو بشق تمرة والقليل من الصدقة، ح: ١٤١٥، ١٤١٦ وغيرهما، ومسلم، الزكاة، باب الحمل بأجرة يتصدق بها، والنهي الشديد عن تنقيص المتصدق بقليل، ح: ١٠١٨/ ٧٢ من حديث الأعمش به بألفاظ مختلفة .

٤١٥٦ــ أخرجه مسلم، الزهد، باب "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر"، ح: ٢٩٦٧/ ١٥ من حديث خالد به .

رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا لَنَا طَعَامٌ نَأْكُلُهُ إِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ . حَتَّى قَرِحَتْ أَشْدَاقُنَا .

ہمیں کھانے کے لیے درختوں کے پتوں کے سوا کچھ بھی میسر نہ تھا۔ (ہم وہی کھاتے رہے) حتی کہ ہماری باچھیں زخمی ہوگئیں۔

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر آنے والے سخت حالات ہمارے لیے صبر و استقامت کا سبق ہیں۔ ② منبر پر ایسے حالات بیان کرنے کا مقصد سامعین کو یہ سمجھانا ہے کہ اب جب کہ ہر قسم کی نعمتیں میسر ہیں' ان پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اور ان سے معمولی سی کمی پر شکوہ شروع نہیں کر دینا چاہیے۔

٤١٥٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُمْ أَصَابَهُمْ جُوعٌ وَهُمْ سَبْعَةٌ. قَالَ: فَأَعْطَانِي النَّبِيُّ ﷺ سَبْعَ تَمَرَاتٍ . لِكُلِّ إِنْسَانٍ تَمْرَةٌ .

۴۱۵۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھیں بھوک کا سامنا کرنا پڑا جب کہ وہ سات افراد تھے۔ وہ فرماتے ہیں: مجھے نبی ﷺ نے سات کھجوریں عنایت فرمائیں۔ ہر آدمی کے لیے ایک کھجور۔

فوائد و مسائل: ① معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے پاس بھی ان کی ضرورت کی خوراک نہیں تھی' اس کے باوجود جو چند کھجوریں موجود تھیں وہی دے دیں۔ ② رسول اللہ ﷺ صحابہ کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دیتے تھے۔ قائد کو اپنے ساتھیوں کا اسی طرح خیال رکھنا چاہیے۔ ③ تھوڑی چیز تقسیم کرتے وقت بھی انصاف اسی طرح ضروری ہے جس طرح زیادہ مال کی تقسیم میں۔ ④ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا صبر و ایثار بے مثال ہے کہ ایک ایک کھجور ملی تو اسی پر اکتفا کر لیا کسی نے زیادہ حصہ لینے کی خواہش ظاہر نہیں کی۔

٤١٥٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۴۱۵۸- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اپنے والد حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں' انھوں نے کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ ''پھر اس دن تم سے نعمتوں کے

٤١٥٧_ أخرجه البخاري، الأطعمة، باب ما كان النبي ﷺ وأصحابه يأكلون، ح: ٥٤١١، ٥٤٤١ من حديث عباس به دون قوله: "لكل إنسان تمرة".

٤١٥٨_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة الهاكم التكاثر، ح: ٣٣٥٦ عن محمد ابن أبي عمر العدني، وقال: "حسن"، وهو مخرج في مسند الحميدي، ح: ٦١ لراقم الحروف، يسر الله لنا طبعه.

الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ ٱلنَّعِيمِ﴾ [التكاثر: ٨] قَالَ الزُّبَيْرُ: وَأَيُّ نَعِيمٍ نُسْأَلُ عَنْهُ؟ وَإِنَّمَا هُوَ الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ. قَالَ: «أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ».

بارے میں ضرور سوال ہوگا۔'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم سے کون سی نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا؟ ہمیں تو صرف پانی اور کھجوریں ہی میسر ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آگاہ رہو! یہ (سوال) ضرور ہوگا۔''

**فوائد و مسائل:** ① جو نعمتیں ہماری نظر میں معمولی ہیں' غور کیا جائے تو وہ بھی بڑی نعمتیں ہیں' لہٰذا ان کا شکر کرنا ضروری ہے۔ ② معمولی سے معمولی غذا بھی بھوکا رہنے کے مقابلے میں بہت بڑی نعمت ہے۔ ③ ''آگاہ رہو! یہ ضرور ہوگا۔'' رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ اگر آج تمھارے پاس نعمتوں کی فراوانی نہیں ہے تو عن قریب یہ ہو جائے گی' یعنی فتوحات ہوں گی اور تمھیں وافر مقدار میں غنیمتیں حاصل ہوں گی' لہٰذا تمھیں بہت سے نعمتیں میسر ہوں گی۔ دوسرا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ ہر ایک انسان کو دنیا میں تھوڑا بہت مال و متاع ملا ہی ہے' یعنی کسی کو کم' کسی کو زیادہ' لہٰذا قیامت کے دن ہر شخص سے' اس کو دی جانے والی ہر نعمت کے بارے میں سوال ہوگا' ہماری رائے میں دوسرا مفہوم راجح ہے۔ واللہ أعلم.

**٤١٥٩ -** حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَنَحْنُ ثَلَاثُمِائَةٍ، نَحْمِلُ أَزْوَادَنَا عَلَى رِقَابِنَا. فَفَنِيَ أَزْوَادُنَا حَتَّى كَانَ يَكُونُ لِلرَّجُلِ مِنَّا تَمْرَةٌ. فَقِيلَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ وَأَيْنَ تَقَعُ التَّمْرَةُ مِنَ الرَّجُلِ؟ فَقَالَ: لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَقَدْنَاهَا. وَأَتَيْنَا الْبَحْرَ. فَإِذَا نَحْنُ بِحُوتٍ قَدْ قَذَفَهُ الْبَحْرُ. فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا.

**۴۱۵۹-** حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے (ایک جہادی مہم پر) روانہ فرمایا۔ ہم تین سو افراد تھے۔ ہم اپنی غذائی اشیاء اپنی گردنوں پر اٹھائے ہوئے تھے۔ (مہم کے دوران میں) ہماری خوراک ختم ہوگئی حتی کہ ایک ایک آدمی کے حصے میں ایک ایک کھجور آتی تھی۔ کسی نے کہا: ابوعبداللہ! ایک کھجور سے آدمی کا کیا گزارہ ہوتا ہو گا؟ انھوں نے فرمایا: اس کا احساس ہمیں اس وقت ہوا جب وہ (ایک ایک کھجور) بھی نہ رہی۔ (آخر) ہم سمندر پر پہنچے تو اچانک ایک بڑی مچھلی نظر آئی جسے سمندر نے (پانی سے باہر) پھینک دیا تھا۔ ہم (سارا لشکر) اس میں

---

**٤١٥٩**ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب حمل الزاد على الرقاب، ح: ٢٩٨٣ من حديث عبدة به، ومسلم، الصيد والذبائح، باب إباحة ميتات البحر، ح: ١٩٣٥/ ٢٠ عن عثمان بن أبي شيبة به.

سے اٹھارہ دن تک کھاتے رہے۔

**فوائد و مسائل:** ① صحابۂ کرام ؓ نے ہر قسم کے حالات میں جہاد کیا' خواہ ان کے پاس سواریاں اور راشن وغیرہ بھی نہ ہوتا۔ ② مچھلی مری ہوئی بھی حلال ہے۔ ③ جہاد میں اللہ کی طرف سے غیر متوقع انداز سے مدد حاصل ہوتی ہے۔

(المعجم ١٣) - **بَاب: فِي الْبِنَاءِ وَالْخَرَابِ** (التحفة ١٣)

**باب:١٣- تعمیراورویرانی**

٤١٦٠- **حَدَّثَنَا** أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي السَّفَرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: مَرَّ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ نُعَالِجُ خُصًّا لَنَا. فَقَالَ: «مَا هٰذَا؟» فَقُلْتُ: خُصٌّ لَنَا وَهٰى، نَحْنُ نُصْلِحُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا أُرَى الْأَمْرَ إِلَّا أَعْجَلَ مِنْ ذٰلِكَ».

۴۱۶۰- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ اپنی ایک جھونپڑی کی مرمت کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' میں نے کہا: ہماری جھونپڑی کمزور ہوگئی ہے' ہم اسے ٹھیک کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میرے خیال میں تو معاملہ اس سے جلد واقع ہونے والا ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① معاملے کی جلدی سے مراد یہ ہے کہ معلوم نہیں موت کب آجائے۔ شاید مرمت کیے ہوئے گھر میں رہنا نصیب ہو یا نہ ہو۔ ② نصیحت میں موقع محل کی مناسبت کا خیال رکھنا چاہیے۔ ③ سر چھپانے کے لیے مکان کی ضرورت تو ہے لیکن موت کو نہیں بھولنا چاہیے۔ جس طرح دنیا کی ضرورت کے لیے کوشش کرتے ہیں' اس سے زیادہ آخرت کے گھر کی فکر ضروری ہے۔ ④ بے جا تکلفات سے ہر ممکن حد تک بچنا چاہیے۔

٤١٦١- **حَدَّثَنَا** الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ

۴۱۶۱- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' انھوں

---

٤١٦٠ـ **[صحيح]** أخرجه أبوداود، الأدب، باب في البناء، ح:٥٢٣٦ من حديث أبي معاوية به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح:٢٣٣٥، ح:٢٥٥٥، ٢٥٥٦، وصرح الأعمش بالسماع عند البخاري في الأدب المفرد، ح:٤٥٦.

٤١٦١ـ [حسن] أخرجه الطبراني في الأوسط: ٤/ ٧٩، ح:٣١٠٥ من حديث الوليد به، وقال: "تفرد به الوليد"، وفيه عبدالأعلى بن عبدالله بن أبي فروة، ومن طريقه أورده الضياء في المختارة، وقال في المجمع: ٤/ ٦٩، ٧٠: "رجاله ثقات"، وله شاهد عند أبي داود، ح:٥٢٣٧، قال العراقي: "إسناده جيد".

الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ أَبِي فَرْوَةَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقُبَّةٍ عَلَى بَابِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ. فَقَالَ: «مَا هٰذِهِ؟» قَالُوا: قُبَّةٌ بَنَاهَا فُلَانٌ. قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ مَالٍ يَكُونُ هٰكَذَا، فَهُوَ وَبَالٌ عَلَى صَاحِبِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ». فَبَلَغَ الْأَنْصَارِيَّ ذٰلِكَ. فَوَضَعَهَا. فَمَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدُ. فَلَمْ يَرَهَا. فَسَأَلَ عَنْهَا. فَأُخْبِرَ أَنَّهُ وَضَعَهَا لِمَا بَلَغَهُ عَنْكَ. فَقَالَ: «يَرْحَمُهُ اللهُ يَرْحَمُهُ اللهُ».

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک گول خیمے کے پاس سے گزرے جو ایک انصاری صحابی کے دروازے پر بنا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' لوگوں نے کہا: گول خیمہ ہے جو فلاں نے بنایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مال بھی اس طرح (بلاضرورت خرچ) ہو وہ قیامت کے دن اپنے مالک کے لیے وبال کا باعث ہوگا۔'' انصاری کو رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا علم ہوا تو اس نے وہ خیمہ ہٹا دیا۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ وہاں سے گزرے تو وہ خیمہ نظر نہ آیا۔ آپ نے اس کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ انصاری کو آپ کے فرمان کا علم ہوا تو اس نے اسے ہٹا دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس پر رحمت فرمائے۔ اللہ اس پر رحمت فرمائے۔''



**فائدہ:** علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے قُبّة کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے: [اَلْقُبَّةُ مِنَ الْخِيَامِ: بَيْتٌ صَغِيرٌ مُسْتَدِيرٌ] (النهاية: ماده' قبب) ''قبہ (خیمہ) اس چھوٹے سے گھر کو کہتے ہیں جو گول شکل میں ہوتا ہے۔'' گھر کے آگے اس قسم کا خیمہ لگانا غالباً امارت و ثروت کا اظہار ہوتا تھا اور صرف فخر کے لیے اس قسم کی زینت جائز نہیں۔

**٤١٦٢- حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَنَيْتُ بَيْتًا يُكِنُّنِي مِنَ الْمَطَرِ وَيُكِنُّنِي مِنَ الشَّمْسِ. مَا أَعَانَنِي عَلَيْهِ خَلْقُ اللهِ تَعَالٰى.

**۴۱۶۲-** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: جب میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتا تھا (اور آپ حیات تھے) تو میں نے یہ کیفیت بھی دیکھی کہ میں نے ایک کمرہ بنایا جو مجھے بارش سے محفوظ رکھ سکے اور دھوپ سے بچا سکے۔ اس کی تعمیر میں میری کسی شخص نے مدد نہ کی۔

**فوائد و مسائل:** ① گھر کا اصل مقصد بارش اور دھوپ سے بچاؤ' اپنی نجی زندگی کا تحفظ اور پردے کا اہتمام ہے۔ یہ فائدہ معمولی گھر سے بھی اسی طرح حاصل ہوتا ہے جس طرح مزین اور خوبصورت کوٹھیوں سے حاصل

---

٤١٦٢ـ أخرجه البخاري، الاستئذان، باب ماجاء في البناء، ح: ٦٣٠٢ عن أبي نعيم به.

ہوتا ہے اس لیے ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا بے فائدہ ہے۔ ② صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ذاتی ضروریات کے لیے سادہ سے سادہ اہتمام کرتے تھے اور باقی مال اللہ کی راہ میں اور دوسرے مسلمانوں کی مدد کے لیے خرچ کر دیتے تھے۔ یہی سادگی مسلمان کی اصل شان ہے۔ ③ کسی کے مدد نہ کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مدد کے لیے تیار نہیں تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اتنا معمولی گھر تھا کہ خود ہی بنا لیا، کسی سے مدد لینے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔

٤١٦٣ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ قَالَ: أَتَيْنَا خَبَّابًا نَعُودُهُ فَقَالَ: لَقَدْ طَالَ سُقْمِي. وَلَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ» لَتَمَنَّيْتُهُ. وَقَالَ: «إِنَّ الْعَبْدَ لَيُؤْجَرُ فِي نَفَقَتِهِ كُلِّهَا، إِلَّا فِي التُّرَابِ» أَوْ قَالَ: «فِي الْبِنَاءِ».

۴۱۶۳- حضرت حارثہ بن مضرب رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: ہم لوگ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لیے ان کے ہاں حاضر ہوئے تو انھوں نے فرمایا: میری بیماری لمبی ہو گئی ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان: ''موت کی تمنا نہ کرو۔'' نہ سنا ہوتا تو میں ضرور موت کی دعا کرتا۔ نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''بندے کو اپنے تمام (جائز) اخراجات کرنے کا ثواب ملتا ہے مگر جو مٹی میں خرچ کیا جائے۔'' یا فرمایا: ''عمارت بنانے میں خرچ کیا جائے (اس کا ثواب نہیں ملتا۔'')

فوائد و مسائل: ① بیمار کی عیادت کرنا مسلمان کا مسلمان پر حق ہے۔ ② موت کی دعا کرنا منع ہے بلکہ اللہ سے مصیبت دور ہونے کی دعا کرنی چاہیے۔ ③ بندہ اپنی جان اور صحت کے لیے جو خوراک استعمال کرتا ہے یا بیوی بچوں وغیرہ کو خوراک مہیا کرتا اور ان کی دوسری لازمی ضروریات پوری کرتا ہے یہ اس کا صرف اخلاقی فرض ہی نہیں بلکہ دینی فریضہ بھی ہے جس پر وہ ثواب کا مستحق ہے۔ ④ رہائش کے لیے گھر پر صرف اس حد تک خرچ کرنا چاہیے جس سے ضرورت پوری ہو جائے۔ زیب و زینت پر رقم ضائع کرنا مناسب نہیں۔

## (المعجم ١٤) - بَابُ التَّوَكُّلِ وَالْيَقِينِ (التحفة ١٤)

## باب: ۱۴- توکل اور یقین

٤١٦٤ - حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى:

۴۱۶۴- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے

٤١٦٣- [صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في النهي عن التمني للموت، ح: ٩٧٠ من حديث أبي إسحاق به، وقال: "حسن صحيح" رواه شعبة عن أبي إسحاق به.

٤١٦٤- [حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب في التوكل على الله، ح: ٢٣٤٤ من حديث ابن هبيرة به، ◄◄

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ عَنِ ابْنِ هُبَيْرَةَ، عَنْ أَبِي تَمِيمٍ الْجَيْشَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَوْ أَنَّكُمْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ، لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ. تَغْدُو خِمَاصًا، وَتَرُوحُ بِطَانًا».

فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: ''اگر تم لوگ اللہ پر اس طرح بھروسا کرو جیسے اس پر بھروسا کرنے کا حق ہے تو وہ تمھیں اس طرح رزق دے جیسے پرندوں کو رزق دیتا ہے۔ وہ صبح (گھونسلوں سے) بھوکے روانہ ہوتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر آتے ہیں۔''

**فوائد و مسائل:** ① پرندوں کا توکل یہ ہے کہ وہ رزق جمع کر کے نہیں رکھتے بلکہ انھیں یقین ہوتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں آج رزق دیا ہے' اسی طرح کل بھی دے گا۔ ② انسان عام طور پر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے اس لیے گھبراتا ہے کہ وہ مستقبل کے بارے میں فقر و فاقہ سے ڈرتا ہے۔ اسے یقین رکھنا چاہیے کہ جس طرح اللہ نے اسے اب رزق دیا ہے' مستقبل میں بھی دے گا۔ ③ توکل کا مطلب یہ نہیں کہ جائز اسباب اختیار نہ کیے جائیں۔ پرندے بھی گھونسلے چھوڑ کر نکلتے ہیں اور تلاش کر کے رزق کھاتے ہیں۔ اسی طرح انسان کو حرص سے بچتے ہوئے جائز ذرائع سے رزق حاصل کرنا چاہیے۔



٤١٦٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَلَّامٍ أَبِي شُرَحْبِيلَ، عَنْ حَبَّةَ وَسَوَاءٍ، ابْنَيْ خَالِدٍ قَالَا: دَخَلْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُعَالِجُ شَيْئًا. فَأَعَنَّاهُ عَلَيْهِ. فَقَالَ: «لَا تَيْأَسَا مِنَ الرِّزْقِ مَا تَهَزَّزَتْ رُؤُوسُكُمَا. فَإِنَّ الْإِنْسَانَ تَلِدُهُ أُمُّهُ أَحْمَرَ، لَيْسَ عَلَيْهِ قِشْرٌ. ثُمَّ يَرْزُقُهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ».

۴۱۶۵- حضرت حبہ بن خالد ؓ اور حضرت سواء بن خالد ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کسی چیز کی مرمت کر رہے تھے۔ ہم نے اس کام میں رسول اللہ ﷺ کی مدد کی۔ آپ نے فرمایا: ''جب تک تمھارے سر حرکت کرتے رہیں' رزق سے ناامید مت ہونا۔ انسان کو اس کی ماں جنتی ہے تو وہ (گوشت کے لوتھڑے کی طرح) سرخ ہوتا ہے جس پر (مضبوط) کھال بھی نہیں ہوتی' پھر بھی اللہ عزوجل اسے رزق مہیا فرماتا ہے۔''

---

◄◄ وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ٢/ ٥٦، ح: ٧٢٨، والحاكم: ٤/ ٣١٥.

٤١٦٥ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٦٩ عن أبي معاوية ثنا الأعمش به، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٨٨، والضياء في المختارة، والبوصيري، وإسناده ضعيف من أجل عنعنة الأعمش، وباقي السند حسن.

٤١٦٦- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا أَبُو شُعَيْبٍ، صَالِحُ بْنُ رُزَيْقٍ الْعَطَّارُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُمَحِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيِّ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ قَلْبِ ابْنِ آدَمَ، بِكُلِّ وَادٍ، شُعْبَةً. فَمَنِ اتَّبَعَ قَلْبُهُ الشُّعَبَ كُلَّهَا، لَمْ يُبَالِ اللهُ بِأَيِّ وَادٍ أَهْلَكَهُ. وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللهِ كَفَاهُ التَّشَعُّبَ».

۴۱۶۶- حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کے دل کی ایک ایک شاخ ہر وادی میں ہوتی ہے (وہ دنیوی مفاد کے لیے ہر راستے پر چلنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔) جس شخص کا دل ہر وادی کے پیچھے پڑ جاتا ہے (دنیا کے لیے ہر مشغولیت میں گرفتار ہو جاتا ہے)' اللہ کو اس کی پروا نہیں ہوتی کہ اسے کس وادی میں تباہ کر دے۔ اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے (اللہ کی طرف توجہ رکھتے ہوئے یقین کرتا ہے کہ جائز رزق اس کے لیے کافی ہوگا)' اسے اللہ تعالیٰ انتشار سے بچا لیتا ہے (اور وہ اطمینان کی زندگی گزارتا ہے۔'')

٤١٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَمُوتَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللهِ».

۴۱۶۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر شخص کو اس حال میں موت آنی چاہیے کہ وہ اللہ کے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہو۔''

**فوائد و مسائل:** ① انسان کو اللہ کی رحمت کی امید اور اس کی ناراضی کا خوف، دونوں کی ضرورت ہے۔ امید اسے نیکیوں کی رغبت دلاتی ہے اور خوف اسے گناہ سے باز رکھتا ہے۔ ② زندگی میں امید پر خوف کا غلبہ رہنا چاہیے لیکن وفات کے وقت امید کا پہلو غالب ہونا چاہیے۔ ③ اللہ سے حسن ظن کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے بارے میں یہ امید رکھے کہ اس کی توفیق سے زندگی میں جو نیک کام ہوئے ہیں' اللہ تعالیٰ انھیں قبول فرمائے گا اور کوتاہیوں سے درگزر فرمائے گا۔ ④ امید کا یہ مطلب نہیں کہ زندگی میں اللہ کی نافرمانی کی عادت ہو اور نیکیوں کی طرف رغبت نہ ہو۔ جب نصیحت کی جائے تو کہہ دے: اللہ بہت رحم کرنے والا ہے۔ یہ امید کا غلط تصور ہے۔

٤١٦٦- [إسناده ضعيف] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: (ق ٢/ ٥٩٦) من طريق ابن ماجه به، وضعفه البوصيري من أجل صالح بن رزيق وهو مجهول كما في التقريب، وقال الذهبي: "حديثه منكر".

٤١٦٧- أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب الأمر بحسن الظن بالله تعالى عند الموت، ح: ٢٨٧٧/ ٨١ من حديث أبي معاوية به.

٤١٦٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ. وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ. اِحْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ. وَلَا تَعْجِزْ. فَإِنْ غَلَبَكَ أَمْرٌ، فَقُلْ: قَدَرُ اللهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ. وَإِيَّاكَ وَاللَّوْ. فَإِنَّ اللَّوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ».

۴۱۶۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''کمزور مومن کی نسبت طاقتور مومن بہتر ہے اور اللہ کو زیادہ پیارا ہے۔ اور سب میں خیر موجود ہے۔ جو چیز تجھے نفع دے سکتی ہے اس کی (کوشش اور) حرص کر اور عاجز نہ بن۔ اگر تجھ پر (تیری مرضی کے خلاف) کوئی چیز غالب آ جائے تو کہہ: یہ اللہ کا فیصلہ ہے۔ اس نے جو چاہا کیا۔ (لفظ لَوْ) ''اگر'' سے بچ کیونکہ ''اگر'' سے شیطان کا کام شروع ہو جاتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① طاقتور مومن اپنی ذہنی اور جسمانی قوتوں کو نیک کاموں کی انجام دہی، نیکیوں کے فروغ اور برائیوں کی راہ روکنے میں خرچ کرتا ہے جب کہ کمزور آدمی بہت سے ایسے کام نہیں کر سکتا جو طاقت ور آدمی انجام دے سکتا ہے۔ اس لحاظ سے طاقت ور مومن کمزور سے بہتر ہے۔ ② جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو ترقی دینے کے لیے جائز طریقے سے کوشش کرنا مستحسن ہے۔ ③ جسمانی اور ذہنی قوتوں کو ظلم و زیادتی کے لیے استعمال کرنے سے پرہیز ضروری ہے ورنہ ایسا طاقت ور اللہ کو کمزور سے پیارا نہیں ہوگا بلکہ اللہ اس سے ناراض ہوگا۔ ④ مومن دنیوی فوائد کے لیے محنت کرے تو اچھا ہے کیونکہ وہ انھیں نیکی کے کاموں میں استعمال کرے گا۔ ⑤ اچھے مقصد کے حصول کے لیے پوری کوشش کرنا ضروری ہے لیکن اللہ پر اعتماد ہونا چاہیے۔ کامیابی ہو تو اللہ کا شکر ادا کیا جائے ورنہ سمجھ لیا جائے کہ ناکامی میں انسان کی کسی کوتاہی کو دخل ہے، یا یہ مطلوب چیز انسان کے لیے مفید نہیں، اور اس کا نہ ملنا انسان کے لیے بہتر اور اللہ کا احسان ہے۔ ⑥ ناکام ہونے والے منصوبے کی خامی سامنے آنے پر افسوس کو خود پر مسلط نہ کیا جائے اور یہ نہ کہا جائے: کاش یہ کام اس طرح کی بجائے اس طرح کیا جاتا، البتہ خامی تلاش کر کے آئندہ اس سے بچنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ ⑦ شیطان کا کام یہ ہے کہ وہ ناکامی کو بہت بڑا کر کے پیش کرتا ہے جس سے اللہ کی رحمت سے مایوسی یا اللہ کی ذات اقدس سے ناراضی اور شکوہ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ دونوں چیزیں انسان کی آخرت کو تباہ کرنے والی ہیں۔ ⑧ بعض اوقات انسان اپنی ناکامی کا ذمہ دار کسی دوسرے انسان کو قرار دے لیتا ہے اور پھر حسد اور بغض کے جذبات کے تحت اسے نقصان پہنچانے یا بدنام کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ بھی شیطانی عمل ہے۔ مزید دیکھیے حدیث: ۷۹ کے فوائد و مسائل۔

٤١٦٨ـ [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى: ٦/ ١٥٩، ح: ١٠٤٥٧ من حديث سفيان به، ورواه محمد بن يحيى ابن حبان عن الأعرج به، أخرجه مسلم، ح: ٢٦٦٤، وابن ماجه، انظر، ح: ٧٩، ولابن عجلان وغيره ألوان أخرى.

(المعجم ١٥) - **بَابُ الْحِكْمَةِ** (التحفة ١٥)

**باب:۱۵- دانائی کی بات**

٤١٦٩- **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ. حَيْثُمَا وَجَدَهَا، فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا».

۴۱۶۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دانائی کی بات مومن کی گم شدہ چیز ہے۔ وہ اسے جہاں ملے اسے لینے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔''

٤١٧٠- **حَدَّثَنَا** الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ».

۴۱۷۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں اکثر لوگ خسارے کا شکار ہیں: صحت اور فراغت۔''

**فوائد ومسائل:** ① [غبن] کا مطلب ہے اپنی چیز مناسب قیمت سے بہت کم قیمت پر بیچ دینا یا کوئی چیز مناسب قیمت سے بہت زیادہ قیمت پر خرید لینا۔ ایسا دھوکا وہی کھاتا ہے جسے اپنی چیز کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ نہیں ہوتا' یا دوسرے کی چیز کی ظاہری چمک دمک سے متاثر ہو جاتا ہے اور اس کے عیب وغیرہ کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ ② صحت میں انسان بہت سی ایسی نیکیاں کر سکتا ہے جو بیماری میں نہیں کر سکتا لیکن غفلت کی وجہ سے یہ موقع ضائع کر دیتا ہے' اس طرح اپنے وقت کی صحیح قیمت وصول نہ کر کے گھاٹا پا لیتا ہے۔ ③ ہم عام طور پر کہہ دیتے ہیں کہ فلاں نیکی نہیں کر سکتا کیونکہ میرے پاس وقت نہیں' حالانکہ بہت دفعہ ہم اپنا وقت کھیل کود' لہو و لعب' ہنسی مذاق' غیبت وغیرہ اور فضول گپ بازی میں گزار دیتے ہیں۔ یا ایسے لٹریچر (کہانیاں' افسانے' ناول اور گندی شاعری وغیرہ) کے مطالعے میں ضائع کر دیتے ہیں جن کا کوئی فائدہ نہیں۔ ٹی وی' وی سی آر' ویڈیو گیم

---

٤١٦٩ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، العلم، باب ماجاء في فضل الفقه على العبادة، ح: ٢٦٨٧ من حديث ابن نمير به، وقال: "غريب"، وانظر، ح: ٢٥٤٥ لحال إبراهيم بن الفضل.

٤١٧٠ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب الصحة والفراغ، ولا عيش إلا عيش الآخرة، ح: ٦٤١٢ من حديث عبد الله بن سعيد به، وعلته عن عباس العنبري به، ولعله متصل عن عباس، راجع أصول الحديث، والبخاري رحمه الله لم يكن مدلسًا.

وغیرہ پر وقت کا ضائع ہونا بہت واضح ہے' پھر کسی بھی کھیل کا میچ ہو رہا ہو تو چھوٹے بڑے سبھی ضروری کاموں کو نظر انداز کر کے کمنٹری سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ یہ بہت بڑا خسارہ ہے۔ ان فضولیات میں وقت ضائع کرنے کی بجائے ایسی تفریح کو اختیار کرنا چاہیے جس سے کوئی فائدہ حاصل ہو۔ بہت سے غیر اسلامی تہواروں' مثلاً: بسنت وغیرہ پر بے شمار وقت اور روپیہ ضائع ہوتا ہے' اور طرح طرح کے گناہوں کا ارتکاب کر کے شیطان کو خوش کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں پر ان سے اجتناب کرنا فرض ہے۔

٤١٧١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ جُبَيْرٍ، مَوْلَى أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ عَلِّمْنِي وَأَوْجِزْ. قَالَ: «إِذَا قُمْتَ فِي صَلَاتِكَ، فَصَلِّ صَلَاةَ مُوَدِّعٍ. وَلَا تَكَلَّمْ بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ. وَأَجْمِعِ الْيَأْسَ عَمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ».

۴۱۷۱- حضرت ابو ایوب انصاری ؓ سے روایت ہے' ایک آدمی نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے (دین کی باتیں) سکھایئے اور اختصار کیجیے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نماز پڑھنے کھڑا ہو تو ایسے نماز پڑھ جیسے تو دنیا سے رخصت ہونے والا ہو۔ اور کوئی ایسی بات نہ کہہ جس سے (بعد میں) معذرت کرنی پڑے۔ اور لوگوں کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس سے پوری طرح مایوس ہو جا۔''



فوائد و مسائل: ① وعظ و نصیحت میں حسب موقع اختصار یا تفصیل سے کام لینا چاہیے۔ ② نماز کا پورا فائدہ حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ نماز میں پوری توجہ اور انہماک ہو۔ دل اللہ کی طرف پوری طرح متوجہ ہو اور نماز میں جو کچھ پڑھا جائے' پوری طرح سوچ سمجھ کر اللہ کے حضور عجز و نیاز کی کیفیت کے ساتھ پڑھا جائے۔ ادب و احترام کے ساتھ کھڑے ہو کر غیر ضروری حرکتوں سے اجتناب کیا جائے۔ ③ جب کسی انسان کو معلوم ہو کہ وہ تھوڑی دیر بعد دنیا سے رخصت ہونے والا ہے تو وہ اللہ کے سامنے انتہائی تضرع کا اظہار کرتا ہے' اور خلوص سے دعا کرتا ہے۔ ہر نماز کو اسی طرح ادا کرنا چاہیے۔ ④ بات کرتے وقت اس کے نتائج پر غور کر لینا چاہیے کیونکہ ایک دفعہ جو بات زبان سے نکل گئی' وہ واپس نہیں ہو سکتی۔ بعض اوقات ایک غلط بات کے نقصانات لامحدود بھی ہو سکتے ہیں۔ ⑤ دنیا میں انسان ایک دوسرے کے کام آتا ہے لیکن انسانوں کے دل بھی اللہ کے ہاتھ میں ہیں' اس لیے امید بندوں سے نہیں' اللہ سے ہونی چاہیے۔ اسی سے درخواست کرنی چاہیے کہ وہ حاجت

٤١٧١ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٤١٢ من حديث ابن خثيم به، ورواه جماعة عنه، وضعفه البوصيري من أجل عثمان بن جبير، وله شواهد عند الحاكم: ٤/ ٣٢٦، ٣٢٧، وصححه، ووافقه الذهبي من حديث سعد بن أبي وقاص، وأورده الضياء المقدسي في المختارة من حديث ابن عمر.

پوری کردے، جیسے بھی اس کی حکمت و رحمت کا تقاضا ہو۔

**٤١٧٢** - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَوْسِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَثَلُ الَّذِي يَجْلِسُ يَسْمَعُ الْحِكْمَةَ، ثُمَّ لَا يُحَدِّثُ عَنْ صَاحِبِهِ إِلَّا بِشَرِّ مَا يَسْمَعُ، كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى رَاعِيًا، فَقَالَ: يَارَاعِي أَجْزِرْنِي شَاةً مِنْ غَنَمِكَ. قَالَ: اذْهَبْ فَخُذْ بِأُذُنِ خَيْرِهَا. فَذَهَبَ فَأَخَذَ بِأُذُنِ كَلْبِ الْغَنَمِ».

۴۱۷۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص حکمت کی بات سنتا ہے' پھر اپنے (سنانے والے) ساتھی کی وہ بات (دوسروں کو) سناتا ہے جو سب سے بری ہو۔ (مثلاً: خطیب نے خطبے میں جو اچھی باتیں بیان کی ہیں' وہ دوسروں کو نہیں بتاتا' صرف یہ بیان کرتا ہے کہ آج خطیب نے فلاں بات ایسی کہی جو غلط ہے)' اس کی مثال ایسے ہے' جیسے ایک آدمی ایک چرواہے کے پاس گیا' اور کہا: چرواہے! اپنے ریوڑ میں سے مجھے ایک گوشت والی بکری دے دے (جسے ذبح کر کے میں گوشت کھا سکوں۔) چرواہے نے کہا: جا کر ریوڑ کی بہترین (بکری) کا کان پکڑ لے (اور لے جا۔) وہ سائل گیا اور ریوڑ کے کتے کا کان پکڑ لیا۔''

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا مُوسَى: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ. فَذَكَرَ نَحْوَهُ. وَقَالَ فِيهِ: «بِأُذُنِ خَيْرِهَا شَاةً».

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے شاگرد) ابوالحسن قطان رحمہ اللہ نے یہی روایت اسماعیل بن ابراہیم کے واسطے سے اسی کے ہم معنی بیان کی اور اس میں کہا: ''اس ریوڑ کی بہترین بکری کا کان (پکڑ لے۔'')

## (المعجم ١٦) - بَابُ الْبَرَاءَةِ مِنَ الْكِبْرِ وَالتَّوَاضُعِ (التحفة ١٦)

## باب:۱۶-تکبر سے بچنا اور فروتنی اختیار کرنا

**٤١٧٣** - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

۴۱۷۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

**٤١٧٢ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٢/ ٣٥٣ عن حسن بن موسى وعفان به، وانظر ح: ١١٦، ٤٠٦٦ لعلته، وحسنه المقدسي من طريق آخر فيه علي بن زيد، وهو ضعيف كما أشرت إليه، وضعفه العراقي، وحسنه السيوطي، وأشار البوصيري إلى ضعفه، وهو الراجح.

**٤١٧٣ـ [صحيح]** تقدم، ح: ٥٩.

عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ . ح : وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْلَمَةَ ، جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَلْقَمَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ . وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ» .

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے دل میں رائی کے ایک دانے جتنا بھی تکبر ہو گا' وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ اور جس کے دل میں رائی کے ایک دانے جتنا بھی ایمان ہو گا' وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① سب سے بڑا تکبر حق کا انکار ہے۔ دوسروں کی خوبیوں کا انکار اور ان کی تحقیر بھی تکبر ہے۔ ارشاد نبوی ہے: [اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ] (صحيح مسلم' الإيمان' باب تحريم الكبر وبيانه' حديث:۹۱) ''تکبر کا مطلب حق بات کو ٹھکرانا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔'' ② تکبر کی معمولی مقدار بھی اللہ کی ناراضی کا باعث ہے۔ ③ جو شخص تکبر کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر یا اللہ کے احکامات پر ایمان لانے سے انکار کرے گا' وہ جہنمی ہے۔ اگر کوئی شخص مال و دولت' حسن' طاقت' علم' نسب وغیرہ کی وجہ سے فخر کرتا ہے اور خود کو دوسروں سے برتر سمجھتا ہے تو یہ بھی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔

٤١٧٤ - حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ : حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ ، عَنِ الْأَغَرِّ ، أَبِي مُسْلِمٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «يَقُولُ اللهُ سُبْحَانَهُ : اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي . مَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا ، أَلْقَيْتُهُ فِي جَهَنَّمَ» .

۴۱۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے: بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میرا پہناوا ہے۔ جو شخص ان میں سے کوئی چیز بھی مجھ سے کھینچے گا' میں اسے جہنم میں پھینک دوں گا۔''

فوائد و مسائل: ① عظمت و کبریائی اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات ہیں۔ اگر مخلوق میں کسی کو وقتی طور پر محدود عظمت و شان حاصل ہے تو وہ اللہ ہی کی عطا کردہ ہے' لہٰذا انسان کا فرض ہے کہ اس پر اللہ کا شکر کرے نہ کہ اپنی عظمت کا دعویٰ کرتے ہوئے تکبر کی روش اختیار کرے۔ ② تکبر کرنے والا گویا خدائی صفات کا حامل ہونے کا

---

**٤١٧٤ـ [إسناده صحيح]** أخرجه أبوداود، اللباس، باب ماجاء في الكبر، ح: ٤٠٩٠ عن هناد به، وأورده الضياء في المختارة، وللحديث طرق عند الحميدي، ح: ١١٥٧ وغيره(وحدث به عطاء قبل اختلاطه)، وله شواهد عند مسلم وغيره.

دعویٰ کرتا ہے اس لیے یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ ③ انسان کی عظمت اللہ کے سامنے جھکنے اور اس کا بندہ بننے میں ہے فخر و تکبر میں نہیں۔

٤١٧٥- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ وَهَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَقُولُ اللهُ سُبْحَانَهُ: اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي. فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا، أَلْقَيْتُهُ فِي النَّارِ».

۴۱۷۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ پاک فرماتا ہے: بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میرا پہناوا ہے۔ جو شخص ان میں سے کوئی چیز بھی مجھ سے کھینچے گا' میں اسے آگ میں پھینک دوں گا۔''

٤١٧٦- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ. أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ دَرَّاجًا حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ يَتَوَاضَعُ لِلّٰهِ، سُبْحَانَهُ، دَرَجَةً، يَرْفَعُهُ اللهُ بِهِ دَرَجَةً. وَمَنْ يَتَكَبَّرُ عَلَى اللهِ دَرَجَةً، يَضَعُهُ اللهُ بِهِ دَرَجَةً. حَتّٰى يَجْعَلَهُ فِي أَسْفَلِ السَّافِلِينَ».

۴۱۷۶- حضرت ابو سعید ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ پاک (کی خوشنودی) کے لیے ایک درجہ تواضع اختیار کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے۔ اور جو شخص اللہ کے سامنے ایک درجہ تکبر اختیار کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کا ایک درجہ کم کر دیتا ہے حتیٰ کہ (درجات کم ہوتے ہوتے یہ نوبت آ جاتی ہے کہ) اسے سب سے نچلے طبقے میں ڈال دیتا ہے۔''

٤١٧٧- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ وَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا

۴۱۷۷- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: مدینہ والوں کی ایک لونڈی بھی



**٤١٧٥ـ [حسن]** أخرجه الواحدي في الوسيط: ٤/ ١٠١ جاثية، الآية: ٣٧ من حديث المحاربي به، وتابعه ابن فضيل عند ابن حبان(موارد)، ح: ٤٩، وللحديث شواهد كثيرة.

**٤١٧٦ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه ابن حبان في صحيحه(موارد)، ح: ١٩٤٢ عن حرملة به مطولاً، وضعفه البوصيري من أجل دراج عن أبي الهيثم، انظر، ح: ١٧٨٨، وأخرج مسلم، ح: ٢٥٨٨/ ٦٩ "وما تواضع أحد لله إلا رفعه الله".

**٤١٧٧ـ [صحيح]** أخرجه أحمد: ٣/ ٢١٥ عن عبدالصمد به، وانظر، ح: ١١٦ لحال علي بن زيد، ومن أجله ضعفه البوصيري، وله شاهد عند البخاري في صحيحه، ح: ٦٠٧٢.

شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: إِنْ كَانَتِ الْأَمَةُ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَمَا يَنْزِعُ يَدَهُ مِنْ يَدِهَا حَتَّى تَذْهَبَ بِهِ حَيْثُ شَاءَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ، فِي حَاجَتِهَا.

اللہ کے رسول ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیتی تھی تو آپ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہیں چھڑاتے تھے حتی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے کسی کام کے لیے مدینہ میں جس جگہ چاہتی لے جاتی۔

**فوائد و مسائل:** ① معاشرے کے کمزور افراد سے زیادہ شفقت کا سلوک کرنا چاہیے۔ ② بڑے آدمی' سردار یا امام کو کسی معمولی آدمی کا کام کرنے میں تکلف نہیں کرنا چاہیے۔ ③ ضرورت کے وقت اجنبی عورت کے ساتھ کہیں جانا جائز ہے' بشرطیکہ لوگوں کے دلوں میں غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو' اور نہ تنہائی ہو۔

٤١٧٨- **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُسْلِمٍ الْأَعْوَرِ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَعُودُ الْمَرِيضَ، وَيُشَيِّعُ الْجِنَازَةَ، وَيُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوكِ، وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ. وَكَانَ، يَوْمَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ، عَلَى حِمَارٍ. وَيَوْمَ خَيْبَرَ، عَلَى حِمَارٍ مَخْطُومٍ بِرَسَنٍ مِنْ لِيفٍ. وَتَحْتَهُ إِكَافٌ مِنْ لِيفٍ.

۴۱۷۸- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیمار کی عیادت فرماتے' جنازے کے ساتھ جاتے' غلام کی دعوت قبول کرتے اور گدھے پر سوار ہو جایا کرتے تھے۔ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے دن (جس دن بنو قریظہ اور بنو نضیر والا واقعہ ہوا) آپ ﷺ ایک گدھے پر سوار تھے۔ اور جنگ خیبر کے موقع پر آپ ایک گدھے پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی رسی کی تھی۔ اور آپ کے نیچے کھجور کے پتوں کی زین تھی۔

٤١٧٩- **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مَطَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ خَطَبَهُمْ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَوْحَى إِلَيَّ:

۴۱۷۹- حضرت عیاض بن حمار ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا' اس میں آپ نے یہ بھی فرمایا: ''اللہ عزوجل نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ تواضع اختیار کرو حتی کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے۔''

---

٤١٧٨ـ [ضعيف] تقدم، ح: ٢٢٩٦.

٤١٧٩ـ أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا أهل الجنة وأهل النار، ح: ٢٨٦٥/ ٦٤ من حديث الحسين بن واقد به.

أَنْ تَوَاضَعُوا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ».

فوائد و مسائل: ① تواضع (انکسار' فروتنی) کا مطلب ہے: فخر و غرور سے اجتناب' دوسروں کا احترام اور کم درجے کے لوگوں سے میل جول اور حسن سلوک کو اپنی شان کے خلاف نہ سمجھنا۔ ② مسلمانوں کو ایک دوسرے سے تواضع کا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ ③ اللہ کی دی ہوئی کسی بھی نعمت پر فخر و تکبر جائز نہیں بلکہ شکر کے جذبے کے ساتھ اس نعمت سے مخلوق کے بھلے کا کام لینا چاہیے۔ ④ نبی ﷺ پر قرآن مجید کے علاوہ بھی وحی نازل ہوئی تھی اور نبی ﷺ اس کی روشنی میں مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے تھے۔ نبی ﷺ کے اقوال و افعال (احادیث) اسی وحی کی وجہ سے واجب التعمیل ہیں۔

## (المعجم ١٧) - بَابُ الْحَيَاءِ (التحفة ١٧)

## باب: ١٧- حیا کا بیان

٤١٨٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي عُتْبَةَ، مَوْلَى لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَشَدَّ حَيَاءً مِنْ عَذْرَاءَ فِي خِدْرِهَا. وَكَانَ، إِذَا كَرِهَ شَيْئًا، رُئِيَ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ.

۴۱۸۰- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پردہ نشین کنواری لڑکی سے زیادہ حیادار تھے۔ اگر آپ کو کوئی بات ناگوار گزرتی تو چہرۂ مبارک پر اس کے آثار ظاہر ہو جاتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① حیا انسان کی ایک فطری خوبی ہے۔ بے حیائی انسان کے لیے خلاف فطرت کیفیت ہے جو شیطان کے ورغلانے سے پیدا ہوتی ہے۔ ② ناگوار گزرنے والی بات کو برداشت کر جانا اور اس کا کھل کر اظہار نہ کرنا بھی حیا میں شامل ہے' تاہم اگر کوئی خلاف شرع بات ہو تو خاموش رہنا حیا میں شامل نہیں' اس وقت مناسب انداز سے اظہار ضروری ہے۔ ③ اہل عرب میں یہ رواج تھا کہ جب لڑکی بالغ ہوتی تو وہ گھر میں اس کمرے میں زیادہ وقت گزارتی جہاں اسے زیادہ تنہائی میسر ہو۔ شادی تک یہی کیفیت رہتی۔ اس کمرے کو [خِدْر] کہتے تھے' اس لیے ''خدر والی'' کا ترجمہ ''پردہ نشین'' کیا گیا ہے۔

٤١٨١ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

۴۱۸۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ

---

٤١٨٠ـ أخرجه البخاري، المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ح: ٣٥٦٢ عن ابن بشار، ومسلم، الفضائل، باب كثرة حيائه ﷺ، ح: ٢٣٢٠ من حديث ابن مهدي به.

٤١٨١ـ [ضعيف] أخرجه الخرائطي في مكارم الأخلاق، ح: ٢٨٨ من حديث يحيى به، ورواه مالك عن الزهري به، ◄◄

الرَّقِّيُّ : حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ يَحْيٰى ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «إِنَّ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقًا . وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ» .

ﷺ نے فرمایا: ''ہر دین میں کوئی نہ کوئی امتیازی اور اخلاقی خوبی ہوتی ہے۔اسلام کی امتیازی خوبی حیا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ شیخ البانی ﷫ نے اس پر تفصیلاً بحث کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت اور آئندہ آنے والی روایت دیگر شواہد کی بنا پر حسن درجے تک پہنچ جاتی ہیں' نیز امام ابن عبدالبر ﷫ نے بھی انھیں حسن قرار دیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني' رقم:۹۴۰) ② حیا بہت سی اخلاقی خرابیوں سے محفوظ رکھتی ہے' اس لیے اسلام میں اس کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ③ حیا کو قائم رکھنے کے لیے پردہ کرنے اور کسی کے گھر میں جاتے وقت اجازت لینے کے احکام دیے گئے ہیں۔ ④ شریعت اسلامی میں ایسے احکامات دیے گئے ہیں جن سے شادی کرنا اور شادی شدہ زندگی گزارنا آسان ہو جائے اور طلاق کے راستے میں رکاوٹیں قائم کی گئی ہیں۔ اس کا مقصد بھی عفت و عصمت اور حیا کو قائم رکھنا ہے۔ ⑤ اس مقصد کے لیے بدکاری پر سخت سزا مقرر کی گئی ہے' اسی طرح کسی پر بدکاری کا جھوٹا الزام لگانے کی بھی عبرت ناک سزا مقرر کی گئی ہے۔

٤١٨٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَرَّاقُ : حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «إِنَّ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقًا ، وَإِنَّ خُلُقَ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ» .

۴۱۸۲- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر دین کی کوئی نہ کوئی امتیازی اور اخلاقی خوبی ہوتی ہے۔ اسلام کی امتیازی خوبی حیا ہے۔''

٤١٨٣ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ :

۴۱۸۳- حضرت ابو مسعود ؓ سے روایت ہے'

◀◀ والطبراني في الصغير : ١/ ١٣، ١٤، والخطيب : ٨/ ٢٤، وله شواهد عند مالك : ٢/ ٩٠٥ وغيره .

٤١٨٢ـ [ضعيف] أخرجه الخرائطي ، ح : ٢٨٩ من حديث سعيد به ، وضعفه البوصيري لعلتين ، وانظر الحديث السابق .

٤١٨٣ـ أخرجه البخاري ، أحاديث الأنبياء ، باب : (٥٤) ، ح : ٣٤٨٣ من حديث منصور به .

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو، أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولٰى: إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں تک پہلی نبوت کا جو کلام پہنچا ہے' اس میں یہ بھی ہے: جب تو حیا نہ کرے تو جو چاہے کر۔''

**فوائد و مسائل:** ① حیا کی اہمیت سابقہ شریعتوں میں بھی مسلمہ تھی۔ ② حیا انسان کو برے کاموں سے روکنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ جب کسی میں حیا نہ ہو تو اس سے گندے سے گندے گناہ کی توقع کی جا سکتی ہے۔ ③ اس حدیث کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جس کام میں ایک شریف آدمی شرم محسوس نہیں کرتا' وہ شرعاً جائز ہوتا ہے۔ اور جس کام سے شرم محسوس ہوتی ہو' اس سے بچ جانا چاہیے' تاہم بعض اوقات معاشرے کی حالت تبدیل ہو جانے سے گناہ عام ہو جائے اور نیکی کا رواج نہ رہے تو وہ اس حکم میں نہیں۔

٤١٨٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ. وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ. وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ. وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ».

۴۱۸۴- حضرت ابوبکرہ (نفیع بن حارث ثقفی) ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں (لے جانے والا) ہے۔ اور بدکلامی بداخلاقی کا حصہ ہے اور بداخلاقی جہنم میں (لے جانے والی) ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① اچھے اعمال کی طرح اچھے اخلاق بھی ایمان میں شامل ہیں۔ ② مومن کو اچھی عادتوں کا پابند ہونا چاہیے اور بری عادتوں سے متنفر ہونا چاہیے۔ ③ بدکلامی سے مراد فحش کلامی' گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑا وغیرہ ہے جو مومن کی شان کے لائق نہیں۔

٤١٨٥- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ

۴۱۸۵- حضرت انس ؓ سے روایت ہے'

---

٤١٨٤ـ [صحيح] أخرجه القضاعي في مسند الشهاب: ١/ ١٢٤، ح: ١٥٦ من حديث إسماعيل بن موسٰى به، وتابعه سعيد بن سليمان عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ١٣١٤، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤، والحاكم: ١/ ٥٢، والذهبي، وله شواهد كثيرة جدًا.

٤١٨٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٦٥ عن عبدالرزاق به، وهو في مصنفه: ١١/ ١٤١، ١٤٢، ح: ٢٠١٤٥، وقال الترمذي "حسن غريب"، ح: ١٩٧٤، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٩١٥، (الإحسان)، ح: ٥٥٢ [وفي سنده تصحيف]، ورواه كثير بن حبيب عن ثابت به، مسند البزار: ٢/ ٤٠٣، ح: ١٩٦٣.

الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ قَطُّ، إِلَّا شَانَهُ. وَلَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ قَطُّ، إِلَّا زَانَهُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے حیائی جس چیز میں بھی ہو' اسے بدنما کر دیتی ہے۔ اور حیا جس چیز میں بھی ہو' اسے خوشنما کر دیتی ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① حیا زندگی کے ہر مرحلے اور ہر میدان میں ضروری ہے۔ ② بے حیائی کلام میں ہو یا حرکات میں یا معاملات میں' وہ بری ہی ہے۔ ڈھٹائی' بے مروتی' سنگ دلی' بدمعاملہ ہونا اور بدعہدی وغیرہ اصل میں بے حیائی ہی کے مختلف پہلو ہیں۔

## (المعجم ١٨) - بَابُ الْحِلْمِ (التحفة ١٨)

## باب: ١٨- تحمل کا بیان

٤١٨٦- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي مَرْحُومٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ ابْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَظَمَ غَيْظًا، وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنْفِذَهُ، دَعَاهُ اللهُ عَلَى رُؤُسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتَّى يُخَيِّرَهُ فِي أَيِّ الْحُورِ شَاءَ».

۴۱۸۶- حضرت معاذ بن انس جہنی انصاری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنا غصہ روک لیا جب کہ وہ غصہ (کے مطابق سختی) نافذ کرنے کی طاقت رکھتا تھا' اسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب مخلوقات کے سامنے بلا کر اختیار دے گا کہ جون سی حور چاہے پسند کر لے۔''

**فوائد و مسائل:** ① اپنے سے کمزور پر غصہ آئے تو اسے قابو کرنا بہت مشکل ہوتا ہے لیکن اصل بہادری یہی ہے کہ ایسے موقع پر غصہ نکالنے کی بجائے معاف کر دیا جائے۔ ② بعض نیکیوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے خاص انعامات مقرر کیے ہوئے ہیں۔ ان انعامات کے حصول کی کوشش کرنا مستحسن ہے۔ ③ حوریں اللہ تعالیٰ کی خاص مخلوق ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے لیے پیدا کی ہیں۔ ④ ہر جنتی کو حوریں ملیں گی لیکن غصے پر قابو پا کر ظلم سے اجتناب کرنے کی جزا کے طور پر خاص انعام دیا جائے گا۔ ایسے جنتی کو اپنی پسند کی حوریں منتخب کرنے کا حق دیا جائے گا۔ ⑤ جنت کی نعمتوں اور جہنم کے عذابوں کا تعلق صرف روح سے نہیں جسم سے بھی ہے کیونکہ دنیا میں نیکی یا گناہ کرنے میں جسم اور روح دونوں شریک ہیں' اس لیے آخرت میں ثواب و سزا جسمانی بھی ہو گا اور روحانی بھی۔

---

٤١٨٦_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الأدب، باب من كظم غيظًا، ح: ٤٧٧٧ من حديث ابن وهب به، وقال الترمذي "حسن غريب"، ح: ٢٠٢١، ٢٤٩٣.

٤١٨٧- **حَدَّثَنَا** أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ دِينَارٍ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ عُمَارَةَ الْعَبْدِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «أَتَتْكُمْ وُفُودُ عَبْدِ الْقَيْسِ» وَمَا يَرٰى أَحَدٌ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ. إِذْ جَاءُوا فَنَزَلُوا. فَأَتَوْا رَسُولَ اللهِ ﷺ. وَبَقِيَ الْأَشَجُّ الْعَصَرِيُّ. فَجَاءَ بَعْدُ. فَنَزَلَ مَنْزِلًا. فَأَنَاخَ رَاحِلَتَهُ، وَوَضَعَ ثِيَابَهُ جَانِبًا. ثُمَّ جَاءَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا أَشَجُّ إِنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ: اَلْحِلْمَ وَالتُّؤَدَةَ». قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ أَشَيْءٌ جُبِلْتُ عَلَيْهِ، أَمْ شَيْءٌ حَدَثَ لِي؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَلْ شَيْءٌ جُبِلْتَ عَلَيْهِ».

۴۱۸۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے پاس قبیلۂ عبدالقیس کا وفد آ گیا ہے۔'' اس وقت ہم میں سے کسی کا یہ خیال نہیں تھا (کہ وہ پہنچ گئے ہیں۔) اچانک وہ لوگ آئے اور سواریوں سے اتر کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ (ان کے سردار) حضرت اشج (مالک بن منذر) عصری رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے۔ وہ بعد میں حاضر ہوئے۔ وہ قیام گاہ پر اترے' سواری کو بٹھایا' اپنے (سفر کے) کپڑے ایک طرف رکھے (سفر کے کپڑے اتار کر دوسرے پہنے)' پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''اشج! تمھارے اندر دو ایسی عادتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں: بردباری سے اور سوچ سمجھ میں کام کرنا۔'' انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! کیا یہ چیز میرے اندر فطری طور پر موجود ہے یا بعد میں پیدا ہوئی؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''بلکہ یہ چیز تمھارے اندر فطری طور پر موجود ہے۔''

٤١٨٨- **حَدَّثَنَا** أَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْفَضْلِ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ عَنِ

۴۱۸۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے حضرت اشج عصری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تمھارے اندر دو خوبیاں ہیں جو اللہ کو پسند ہیں۔ حلم

---

٤١٨٧ـ [**إسناده ضعيف جدًا**] وضعفه البوصيري من أجل عمارة بن جوين العبدي، تقدم، ح: ٢٤٧، والحديث الآتي يغني عنه.

٤١٨٨ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب الأمر بالإيمان بالله تعالى ورسوله وشرائع الدين . . . الخ، ح: ١٧/ ٢٥ من حديث قرة به، وقال الترمذي "حسن صحيح غريب"، ح: ٢٠١١.

ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِلْأَشَجِّ الْعَصَرِيِّ: «إِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ: اَلْحِلْمَ وَالْحَيَاءَ».

(بردباری) اور حیا۔''

**٤١٨٩- حَدَّثَنَا** زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ جُرْعَةٍ أَعْظَمُ أَجْرًا عِنْدَ اللهِ، مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ، كَظَمَهَا عَبْدٌ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ».

**۴۱۸۹-** حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غصے کا وہ گھونٹ جسے کوئی بندہ اللہ کی رضا کے لیے پی لیتا ہے' اللہ کے ہاں اس سے بڑے ثواب والا کوئی گھونٹ نہیں۔''

**فوائد و مسائل:** ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ محققین کی بحث سے تصحیح حدیث والی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۰/۲۷۰' والضعيفة للألباني' رقم: ۱۹۱۲' والمشكاة للألباني التحقيق الثاني' رقم: ۵۱۱۶) ② غصے کا گھونٹ پینے سے مراد غصہ ضبط کرنا اور غلطی کرنے والے کو معاف کر دینا ہے۔ ③ اللہ تعالیٰ کو یہ عمل بہت پسند ہے کیونکہ وہ خود بہت زیادہ معاف کرنے والا اور گناہ بخشنے والا ہے۔ ④ بہت سے جرائم محض غصے کی وجہ سے سرزد ہوتے ہیں۔ اگر لوگ حلم اور بردباری اختیار کریں تو جرائم بہت کم ہو سکتے ہیں۔

## (المعجم ١٩) - بَابُ الْحُزْنِ وَالْبُكَاءِ (التحفة ١٩)

## باب: ۱۹- غم اور رونا

**٤١٩٠- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: أَنْبَأَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى: أَنْبَأَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ

**۴۱۹۰-** حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو

---

٤١٨٩ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٢/ ١٢٨ من حديث يونس به، وصححه البوصيري، وانظر، ح: ٧١ لعنعنة الحسن، وفيه علة أخرى، الأدب المفرد للبخاري، ح: ١٣١٨.

٤١٩٠ـ **[حسن]** أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في قول النبي ﷺ "لوتعلمون ما أعلم لضحكتم قليلاً"، ح: ٢٣١٢ من حديث إسرائيل به، وقال: "حسن غريب" قلت: قوله "والله لوددت . . . الخ" مدرج من قول بعض الرواة، وباقي الحديث له شواهد.

إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي أَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ، وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ. إِنَّ السَّمَاءَ أَطَّتْ وَحَقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ. مَا فِيهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ سَاجِدًا لِلّٰهِ. وَاللهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا. وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشَاتِ. وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُونَ إِلَى اللهِ» وَاللهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ.

تمھیں نظر نہیں آتا' اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تمھیں سنائی نہیں دیتا۔ آسمان چرچراتا ہے اور اس کا حق ہے کہ چرچرائے۔ اس میں چار انگلیوں کی جگہ بھی خالی نہیں مگر (بلکہ ہر جگہ) کوئی نہ کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے ہوئے اللہ کو سجدہ کر رہا ہے۔ قسم ہے اللہ کی! اگر تمھیں وہ کچھ معلوم ہو جائے جو مجھے معلوم ہے تو تم تھوڑا ہنسو اور زیادہ روؤ' اور بستروں پر عورتوں سے لطف اندوز نہ ہوسکو اور تم بآواز بلند اللہ سے فریاد کرتے ہوئے میدانوں میں نکل جاؤ۔'' قسم ہے اللہ کی! میرا جی چاہتا ہے (کاش!) میں ایک درخت ہوتا جسے کاٹ دیا جاتا۔

**فوائد و مسائل:** ① اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو جنت' جہنم اور آسمانوں کے حالات دکھا دیے تھے' اس لیے نبی ﷺ کو تقویٰ اور خوف الٰہی کی وہ کیفیت حاصل تھی جو دوسروں کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ ② فرشتے اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین مخلوق ہیں اور اللہ کی عظمت سے کما حقہ واقف ہونے کی وجہ سے وہ اللہ کے سامنے انتہائی عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ ③ انسان کمزور اور محتاج مخلوق ہے' اسے خشیت و انابت کی زیادہ ضرورت ہے۔ ④ سجدہ فرشتوں کی عبادت میں بھی شامل ہے اور یہ بندے کو اللہ کے قریب کرنے والا عظیم ترین عمل ہے۔ ⑤ اللہ کے خوف کا تقاضا ہے کہ اس کی عظمت کا احساس کر کے اور اپنے گناہوں اور کمزوریوں پر نظر کر کے ندامت پیدا ہو' اور اللہ کے سامنے رو رو کر اس سے معافی مانگی جائے۔ ⑥ آسمان بہت مضبوط مخلوق ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی عظمت کے احساس سے اس میں ایسی آواز پیدا ہوتی ہے جیسے کسی تخت یا کجاوے پر بہت زیادہ وزنی چیز رکھ دینے سے پیدا ہوتی ہے۔ ⑦ آسمان کا چرچرانا عقل کے خلاف نہیں' لہٰذا اس کی تاویل کی ضرورت نہیں۔ ⑧ حدیث کا آخری جملہ [وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ...... تُعْضَدُ] ''قسم ہے اللہ کی! میرا جی چاہتا ہے......'' مدرج ہے' یعنی یہ جملہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی نہیں بلکہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے۔

٤١٩١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ:

۴۱۹۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمھیں وہ کچھ معلوم ہو

٤١٩١ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٢١٠ عن عبدالصمد به، ورواه مولى ابن أنس (البخاري ومسلم)، وأبوطلحة الأسدي، أحمد: ٣/ ١٨٠ كلاهما عن أنس به.

حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا».

جائے جو مجھے معلوم ہے تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔"

٤١٩٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ مُوسَى بْنِ يَعْقُوبَ الزَّمْعِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ أَنَّ عَامِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ إِسْلَامِهِمْ وَبَيْنَ أَنْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ، يُعَاتِبُهُمُ اللهُ بِهَا، إِلَّا أَرْبَعُ سِنِينَ ﴿وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ﴾.
[الحديد: ١٦]

۴۱۹۲- حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ان کے اسلام قبول کرنے کے صرف چار سال بعد یہ آیت نازل ہوگئی تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے انھیں تنبیہ فرمائی۔ (ارشاد ہے:) ﴿وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ﴾ "اور (اہل ایمان) ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنھیں پہلے کتاب دی گئی تھی' پھر ان پر ایک طویل مدت گزری تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں۔"

**فوائد و مسائل:** ① ایمان لانے کے بعد اس کی حفاظت کی فکر کرنا بھی ضروری ہے۔ ② گناہوں کے ارتکاب سے دل سخت ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے وعظ و نصیحت کا اثر نہیں ہوتا۔ ③ دل کی سختی کا علاج موت کی یاد' قرآن کی تلاوت اور یتیموں سے شفقت کا اظہار کرنا ہے۔

٤١٩٣- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُكْثِرُوا الضَّحِكَ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ

۴۱۹۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "زیادہ مت ہنسو کیونکہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔"

---

٤١٩٢ـ [صحيح] وصححه البوصيري، وله شاهد في صحيح مسلم، ح: ٣٠٢٧/ ٢٤، والمراد إسلامهم: بإسلام ابن مسعود وأصحابه دون عبدالله بن الزبير لأنه ولد بعد الهجرة في المدينة، وللحديث لون آخر عند البزار كما في تفسير ابن كثير: ٤/ ٣٣٢، وفي نسخة: ٨/ ٤٥.

٤١٩٣ـ [إسناده حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٢٥٣ من حديث أبي بكر الحنفي - من بني حنيفة - به، وصححه البوصيري، وللحديث شواهد عند الترمذي، ح: ٢٣٠٥ وغيره، وانظر، ح: ٤٢١٧.

تُمِيتُ الْقَلْبَ».

فوائد و مسائل: ① دل مردہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مردہ انسان کو کسی چیز کا احساس نہیں ہوتا اسی طرح غافل آدمی کو بھی اپنی آخرت کے نفع اور نقصان کا احساس نہیں ہوتا۔ ② دل جب مردہ ہو جائے تو اس میں نرمی کی جگہ سختی، رحم کی جگہ سنگ دلی اور انصاف کی جگہ ظلم کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ نیکی سے محبت اور گناہ سے نفرت ختم ہو جاتی ہے۔ ③ خندہ پیشانی ایک اچھی عادت اور شرعاً مطلوب ہے لیکن ہر چیز سے بے پروا ہو کر ہر وقت ہنسی مذاق اور دل لگی میں وقت گزارنا غفلت اور مردہ دلی کی علامت ہے۔ دوسروں کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھنا اور دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہونا ضروری ہے۔

٤١٩٤- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِقْرَأْ عَلَيَّ» فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ بِسُورَةِ النِّسَاءِ. حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰٓؤُلَآءِ شَهِيدًا﴾ [النساء: ٤١] فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا عَيْنَاهُ تَدْمَعَانِ.

۴۱۹۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔“ میں نے سورۂ نساء تلاوت کی' جب میں اس آیت پر پہنچا ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلَى هٰؤُلَآءِ شَهِيدًا﴾ ”اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ حاضر کریں گے اور آپ کو اس امت پر گواہ بنا کر لے آئیں گے۔“ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

فوائد و مسائل: ① جس طرح قرآن کی تلاوت بڑی نیکی ہے' اس طرح قرآن سننا بھی ضروری ہے۔ ② قرآن کی تلاوت کا دل پر ایک خاص روحانی اثر ہوتا ہے۔ کسی سے قرآن سننے سے یہ اثر زیادہ ہوتا ہے۔ ③ قرآن کا ترجمہ سیکھنا اور سمجھنا ضروری ہے تاکہ تلاوت کا دل پر صحیح اثر ہو سکے۔ ④ قرآن مجید کی تلاوت یا سننے کا اصل مقصد اس کے مطابق اپنی زندگی بنانے کی کوشش ہے۔ ⑤ حدیث میں مذکور آیت میں قیامت کا ایک منظر پیش کیا گیا ہے۔ اور قیامت خود ایک عبرت انگیز موضوع ہے۔ ضروری ہے کہ وعظ و نصیحت میں اس موضوع کو اہمیت دی جائے۔

---

٤١٩٤ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة النساء، ح: ٣٠٢٤ عن هناد به، وللحديث شواهد.

٤١٩٥- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُورَجَاءٍ الْخُرَاسَانِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي جِنَازَةٍ. فَجَلَسَ عَلَى شَفِيرِ الْقَبْرِ. فَبَكَى، حَتَّى بَلَّ الثَّرَى. ثُمَّ قَالَ: «يَاإِخْوَانِي لِمِثْلِ هٰذَا فَأَعِدُّوا».

۴۱۹۵- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم ایک جنازے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ ایک قبر کے کنارے پر بیٹھ گئے اور اتنا روئے کہ مٹی تر ہو گئی۔ پھر فرمایا: ''بھائیو! ایسی چیز (قبر) کے لیے تیاری کر لو۔''

فوائد و مسائل: ① قبر آخرت کا پہلا مرحلہ ہے' اس کے لیے تیاری موت سے پہلے ہی ہو سکتی ہے' لہٰذا زندگی کے جو چند دن میسر ہیں ان سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ② موت اور قبر کے مراحل یاد کر کے رونا اللہ کے خوف سے رونے میں شامل ہے کیونکہ وہاں اللہ کی نافرمانی کرنے والوں کو سزا ملے گی۔ ③ مناسب موقع پر وعظ و نصیحت کے چند جملے کہنے میں حرج نہیں لیکن اس طرح کا رواج نہ بنا لیا جائے کہ لازمی جز سمجھ لیا جائے۔ جس طرح بعض حضرات جنازہ پڑھانے سے پہلے وعظ و نصیحت کرنا عملاً ضروری سمجھ بیٹھے ہیں اگرچہ وہ اسے زبان سے ضروری نہ کہیں۔



٤١٩٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَشِيرِ بْنِ ذَكْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو رَافِعٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِبْكُوا. فَإِنْ لَمْ تَبْكُوا فَتَبَاكَوْا».

۴۱۹۶- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رویا کرو۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے کی سی شکل بنا لو (تاکہ آنسو آ جائیں۔'')

٤١٩٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ

۴۱۹۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مومن کی آنکھوں

---

٤١٩٥ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٢٩٤ من حديث أبي رجاء عبدالله بن واقد الهروي به، وحسنه المنذري: ٤/ ٢٤٠، وضعفه البوصيري.

٤١٩٦ـ [ضعيف] تقدم، ح: ١٣٣٧.

٤١٩٧ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني: ١٠/ ٢٠، ح: ٩٧٩٩ من حديث حماد به، وهو ضعيف كما في التقريب وغيره، ومن أجله ضعفه البوصيري.

قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ: حَدَّثَنِي حَمَّادُ ابْنُ أَبِي حُمَيْدٍ الزُّرَقِيُّ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوعٌ، وَإِنْ كَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ، مِنْ خَشْيَةِ اللهِ، ثُمَّ يُصِيبُ شَيْئًا مِنْ حُرِّ وَجْهِهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ».

سے اللہ کے خوف کی وجہ سے آنسو نکل آئیں اگرچہ مکھی کے سر جتنے ہی ہوں پھر وہ آنسو اس کے چہرے کے ظاہری حصے (رخساروں) پر لگ جائیں اللہ تعالیٰ اسے جہنم پر حرام کر دے گا۔"

(المعجم ٢٠) - **بَابُ التَّوَقِّي عَلَى الْعَمَلِ** (التحفة ٢٠)

## باب: ۲۰- عمل کو (غیر مقبول ہونے سے) محفوظ کرنا

**٤١٩٨- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ [سَعِيدٍ] الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ ﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا ءَاتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ [المؤمنون: ٦٠] أَهُوَ الَّذِي يَزْنِي وَيَسْرِقُ وَيَشْرَبُ الْخَمْرَ؟ قَالَ: «لَا، يَابِنْتَ أَبِي بَكْرٍ - أَوْ يَابِنْتَ الصِّدِّيقِ - وَلٰكِنَّهُ الرَّجُلُ يَصُومُ وَيَتَصَدَّقُ وَيُصَلِّي، وَهُوَ يَخَافُ أَنْ لَا يُتَقَبَّلَ مِنْهُ».

**۴۱۹۸-** ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (اللہ کا فرمان ہے:) ﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ "وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں جو دینا ہوتا ہے دیتے ہیں اور ان کے دل ڈر رہے ہوتے ہیں۔" کیا اس سے مراد وہ آدمی ہے جو زنا چوری اور شراب نوشی کا مرتکب ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "نہیں اے ابوبکر کی بیٹی!" یا فرمایا: "نہیں اے صدیق کی بیٹی! اس سے مراد وہ آدمی ہے جو روزہ رکھتا ہے صدقہ دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور اسے ڈر رہتا ہے کہ شاید (اس کا عمل) قبول نہ ہو۔

**فوائد و مسائل:** ① نیک اعمال کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیے لیکن عمل پر بھروسا کر کے بے خوف نہیں ہونا چاہیے۔ ② بظاہر ایک صحیح عمل میں بھی ایسی خامی ہو سکتی ہے جس کی وجہ سے وہ قبول نہ ہو۔ ③ عمل کر

---

**٤١٩٨ـ** [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة المؤمنين، ح: ٣١٧٥ من حديث مالك بن مغول به.

کے اس کی قبولیت کے لیے بھی اللہ سے درخواست کرتے رہنا چاہیے۔ ⑷ نیکی پر فخر کرنا جائز نہیں۔

٤١٩٩- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ عِمْرَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ رَبٍّ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ كَالْوِعَاءِ. إِذَا طَابَ أَسْفَلُهُ، طَابَ أَعْلَاهُ. وَإِذَا فَسَدَ أَسْفَلُهُ، فَسَدَ أَعْلَاهُ».

۴۱۹۹- حضرت معاویہ بن ابو سفیان ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عملوں کی مثال برتن کی سی ہے۔ اگر اس میں نیچے کا (پانی وغیرہ) اچھا ہو گا تو اوپر والا حصہ بھی اچھا ہو گا۔ اگر نیچے والا خراب ہو گا تو اوپر والا بھی خراب ہو گا۔“

**فوائد و مسائل:** ① اگر عمل کرتے وقت دل کی گہرائی میں خلوص ہو گا تو عمل اچھا اور قابل قبول ہو گا۔ اگر دل میں خلوص نہیں تو بظاہر اچھا نظر آنے والا عمل بھی حقیقت میں اچھا نہیں۔ ② برتن میں پانی پڑا ہوا ہو اور برتن کے نچلے حصے میں گندگی موجود ہو تو برتن کا سارا پانی اس سے متاثر ہو کر ناقابل استعمال ہو جاتا ہے خواہ بظاہر اوپر والا پانی صاف محسوس ہو رہا ہو۔ عمل اور اخلاص کی یہی مثال ہے۔

٤٢٠٠- حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ وَرْقَاءَ بْنِ عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ ذَكْوَانَ، أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا صَلَّى فِي الْعَلَانِيَةِ فَأَحْسَنَ، وَصَلَّى فِي السِّرِّ فَأَحْسَنَ - قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: هٰذَا عَبْدِي حَقًّا».

۴۲۰۰- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب بندہ دوسروں کے سامنے بھی نماز اچھی پڑھے اور چھپ کر (تنہائی میں) بھی نماز اچھی پڑھے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ واقعی میرا بندہ ہے۔“



---

٤١٩٩ـ [حسن] أخرجه المزي في تهذيب الكمال، ق: ٣/ ١٦٢٢ من طريقين (محمد بن المصفّى وعمرو بن عثمان) عن الوليد به.

٤٢٠٠ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل عنعنة، وبقية، تقدم، ح: ٥٥١، ١١٢١، وقال أبوحاتم: "هٰذا حديث منكر، يشبه أن يكون من حديث عباد بن كثير"، علل الحديث: ١/ ١٨٩، ح: ٥٤١.

٤٢٠١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسٰى قَالَا: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَارِبُوا وَسَدِّدُوا. فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يُنْجِيهِ عَمَلُهُ». قَالُوا: وَلَا أَنْتَ؟ يَارَسُولَ اللهِ قَالَ: «وَلَا أَنَا. إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللهُ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَضْلٍ».

۴۲۰۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اعتدال اختیار کرو اور سیدھے رہو۔ تم میں سے کسی کو بھی اس کا عمل نجات نہیں دے گا۔“ حاضرین نے کہا: اللہ کے رسول! کیا آپ کو بھی نہیں؟ فرمایا: ”مجھے بھی نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ مجھے اپنی رحمت اور اپنے فضل میں چھپا لے۔“

**فوائد و مسائل:** ① اعتدال کا مطلب افراط و تفریط سے اجتناب ہے، یعنی نہ تو بدعت کا ارتکاب کیا جائے اور نہ فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی کی جائے۔ ② جنت اصل میں اعمال کا بدلہ نہیں بلکہ اللہ کی خاص رحمت ہے کیونکہ بندے کے نیک اعمال اللہ کے احسانات کے مقابلے میں انتہائی حقیر ہیں بلکہ ان اعمال کی توفیق بھی اللہ کا احسان ہے۔ ③ [سَدِّدُوا] کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اصل مقصود کو پیش نظر رکھو [سِدَادُ السَّهْمِ] کا مطلب ہوتا ہے تیر کا نشانے پر لگنا۔ یہ لفظ اسی سے ماخوذ ہے۔ اصل مقصود اللہ کی رضا کا حصول اور جہنم سے نجات ہے۔ ④ نیک اعمال کا مقصد اللہ کی رحمت کا حصول ہے۔ اس کے نتیجے میں جنت بھی مل جائے گی اور جہنم سے بچاؤ بھی ہو جائے گا۔

## (المعجم ٢١) - بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ (التحفة ٢١)

## باب: ۲۱- دکھلاوے اور شہرت کا بیان

٤٢٠٢- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ:

۴۲۰۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں دوسرے شریکوں کے مقابلے میں، شراکت سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں۔ جس نے (بظاہر) میرے

٤٢٠١ـ أخرجه مسلم، صفات المنافقين، باب لن يدخل أحد الجنة بعمله، بل برحمة الله تعالى، ح: ٧٦/٢٨١٦ من حديث الأعمش به، وحسنه البوصيري من أجل شريك، ولم ينفرد به، وللحديث شواهد كثيرة.

٤٢٠٢ـ أخرجه مسلم، الزهد، باب تحريم الرياء، ح: ٤٦/٢٩٨٥ من حديث العلاء به بألفاظ متقاربة، وصححه البوصيري.

أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ . فَمَنْ عَمِلَ لِي عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ غَيْرِي ، فَأَنَا مِنْهُ بَرِيءٌ . وَهُوَ لِلَّذِي أَشْرَكَ» .

لیے عمل کیا' اس میں میرے سوا کسی اور کو بھی شریک کر لیا تو میں اس سے لاتعلق ہو جاتا ہوں۔ اور وہ (عمل) اسی کے لیے ہوتا ہے جس کو اس نے (میرا) شریک بنایا۔''

**فوائد و مسائل:** ① کسی اور کو شریک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دکھاوے کے لیے کام کیا جائے جس کے ذریعے سے اسے دنیوی مفاد حاصل ہو یا لوگوں کی نظر میں متقی اور پارسا کہلائے۔ ② ایسا عمل اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتا۔ ③ وہ عمل دوسرے کے لیے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا کوئی ثواب نہیں دیتا۔ اگر ریاکار ثواب کا طالب ہے تو اسی انسان سے ثواب لے جس کو دکھانے کے لیے اس نے کام کیا ہے۔ ظاہر ہے انسان دوسرے انسان کو نیکی کا بدلہ نہیں دے سکتا' اس لیے قیامت کے دن ریاکار کو شرمندگی ہوگی۔ اور اسے عمل کا کوئی ثواب یا فائدہ نہیں ملے گا۔ ④ ریاکاری شرک اصغر ہے۔ اس سے وہ عمل تباہ ہو جاتا ہے جس میں ریا شامل ہو' تاہم یہ شرک اکبر نہیں جس کی سزا دائمی جہنم ہے۔

٤٢٠٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ ، وَ إِسْحَاقُ ابْنُ مَنْصُورٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ : أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ : أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ زِيَادِ بْنِ مِينَاءَ عَنْ أَبِي سَعْدِ ابْنِ أَبِي فَضَالَةَ الْأَنْصَارِيِّ ، وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «إِذَا جَمَعَ اللهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ ، نَادٰى مُنَادٍ : مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلّٰهِ ، فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ . فَإِنَّ اللهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ» .

۴۲۰۳- صحابیٔ رسول حضرت ابوسعد بن ابوفضالہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پہلے اور پچھلے تمام انسانوں کو جمع کرے گا' اور وہ دن ایسا ہے جس میں کوئی شک نہیں' تب ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: جس نے اللہ کے لیے کیے ہوئے عمل میں (کسی کو) شریک کیا' وہ اس عمل کا ثواب غیر اللہ ہی سے مانگے کیونکہ اللہ تعالیٰ دوسرے شریکوں کے مقابلے میں شراکت سے سب سے زیادہ بے نیاز ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① ریاکاری قیامت کے دن رسوائی کا باعث ہے۔ ② ثواب دینا صرف اللہ کا کام ہے'



---

٤٢٠٣ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة الكهف، ح: ٣١٥٤ عن ابن بشار به، وقال: "حسن غريب" ✽ زياد بن ميناء وثقه الترمذي، وابن حبان، وجهله غيرهما، فحديثه حسن.

لہٰذا کوئی کسی سے کوئی ثواب حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لحاظ سے ریا کاری والے اعمال بے کار ہیں جن کا ثواب نہ اللہ تعالیٰ دے گا' نہ عوام دے سکیں گے۔ ③ ریا کاری قیامت کے دن شرمندگی کا باعث ہوگی۔

٤٢٠٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ رُبَيْحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ. فَقَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي مِنَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ؟» قَالَ، قُلْنَا: بَلٰى. فَقَالَ: «اَلشِّرْكُ الْخَفِيُّ: أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ يُصَلِّي فَيُزَيِّنُ صَلَاتَهُ لِمَا يَرٰى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ».

۴۲۰۴- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس (گھر سے) باہر تشریف لائے جب کہ ہم مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو میرے نزدیک تمھارے لیے مسیح دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے؟'' ہم نے کہا: کیوں نہیں (فرمایئے۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھپا ہوا شرک۔ (وہ یہ ہے) کہ آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے' جب اسے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے تو اپنی نماز کو خوبصورت بناتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ریا کاری دجال سے زیادہ خطرناک اس لیے ہے کہ دجال کھلا دشمن ہے' اس کا کفر واضح ہے جبکہ ریا کار کا عمل بظاہر نیکی کا عمل ہوتا ہے۔ ② اسے پوشیدہ شرک اس لیے کہا گیا ہے کہ کسی بت' درخت' قبر' چاند' سورج وغیرہ کی پوجا کرنے والا یا اسے سجدہ کرنے والا سب کو نظر آتا ہے کہ یہ غیر اللہ کی عبادت کر رہا ہے۔ اس کا شرک واضح ہوتا ہے۔ لیکن ریا کاری کرنے والا بظاہر اللہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوتا ہے یا رکوع سجود میں مشغول ہوتا ہے' اسے دیکھ کر پتہ نہیں چلتا کہ یہ اللہ کی رضا کے لیے نماز نہیں پڑھ رہا بلکہ اپنے نفس کی پوجا کر رہا ہے۔ ③ اگر نیکی کرنے والے کی نیت یہ ہو کہ اس کی تعریف کی جائے تو یہ ریا ہے لیکن اگر اس کی نیت یہ نہیں' لوگوں کو ویسے ہی اس کی نیکی کا علم ہو جاتا ہے اور وہ تعریف کرتے ہیں' اس میں عمل کرنے والے کا قصور نہیں۔ ④ جس طرح یہ جائز نہیں کہ نماز پڑھنے والے کو کوئی دیکھ لے تو وہ نماز لمبی کر دے' اس طرح یہ بھی درست نہیں کہ لمبی سورت پڑھنا شروع کی ہے' اچانک کوئی آ گیا تو نماز مختصر کر دے بلکہ اپنی پہلی نیت کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ ⑤ نماز کے علاوہ دوسرے اعمال کا بھی یہی حکم ہے' مثلاً: صدقہ' جہاد وغیرہ۔

٤٢٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ

۴۲۰۵- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

---

٤٢٠٤ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٠ من حديث كثير به مطولاً، وحسنه البوصيري، وأشار المنذري إلى أنه حسن.

٤٢٠٥ـ [ضعيف] * رواد صدوق اختلط بآخره فترك وفي حديثه عن الثوري ضعف شديد(تقريب)، وعامر بن ◄◄

الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا رَوَّادُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَتَخَوَّفُ عَلَى أُمَّتِي الْإِشْرَاكُ بِاللهِ. أَمَا إِنِّي لَسْتُ أَقُولُ يَعْبُدُونَ شَمْسًا وَلَا قَمَرًا وَلَا وَثَنًا. وَلٰكِنْ أَعْمَالًا لِغَيْرِ اللهِ، وَشَهْوَةٌ خَفِيَّةٌ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف اللہ کے ساتھ شرک کرنے کا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ سورج' چاند یا کسی بت کو پوجیں گے لیکن ایسے عمل کریں گے جو غیر اللہ (کو دکھانے) کے لیے ہوں گے اور پوشیدہ خواہش رکھیں گے۔''

٤٢٠٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ يُسَمِّعْ، يُسَمِّعِ اللهُ بِهِ. وَمَنْ يُرَاءِ، يُرَاءِ اللهُ بِهِ».

۴۲۰۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص شہرت کے لیے نیکی کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی تشہیر کرے گا۔ اور جو شخص دکھلاوا کرتا ہے' اللہ اس کی حقیقت ظاہر کر دے گا۔''

٤٢٠٧- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ جُنْدَبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ يُرَاءِ، يُرَاءِ اللهُ بِهِ. وَمَنْ يُسَمِّعْ يُسَمِّعِ اللهُ بِهِ».

۴۲۰۷- حضرت جندب (بن عبداللہ بن سفیان) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو دکھلاوا کرے گا' اللہ اس کی حقیقت ظاہر کر دے گا۔ اور جو شہرت کے لیے نیکی کرتا ہے' اللہ اس کی تشہیر کرے گا۔''

**فوائد و مسائل:** ① ریاکاری کرنے والا کام اس لیے کرتا ہے کہ لوگوں میں اس کی خوبی کی شہرت ہو اور وہ

---

◄◄ عبدالله مجهول (أيضًا)، والحسن بن ذكوان صدوق يخطيء ورمي بالقدر وكان يدلس، وله شاهدان ضعيفان جدًا، المشكاة، ح: ٥٣٣٢ بتحقيقي.

٤٢٠٦ـ [صحيح] رواه فراس عن عطية به، الترمذي، ح: ٣٣٨١، وأحمد: ٣/ ٤٠، وضعفه البوصيري من أجل عطية، وانظر، ح: ٤١٢٣، والحديث الآتي شاهد له.

٤٢٠٧ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب الرياء والسمعة، ح: ٦٤٩٩، ومسلم، الزهد، باب تحريم الرياء، ح: ٢٩٨٧ من حديث سفيان الثوري به، ورواه عبدالله بن عباس (مسلم)، وأبوبكرة، أحمد: ٥/ ٤٥ نحوه.

اس کی تعریف اور عزت کریں لیکن اللہ تعالیٰ لوگوں کے سامنے اس کی یہ بری نیت ظاہر کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ بدنام ہو جاتا ہے اور اس کی عزت ختم ہو جاتی ہے۔ ② اس حدیث کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب مخلوق کے سامنے یہ ظاہر فرما دے گا کہ یہ شخص اخلاص کے ساتھ نیکی نہیں کرتا تھا جس سے سب کے سامنے اس کی بے عزتی ہو جائے گی۔

## (المعجم ٢٢) - بَابُ الْحَسَدِ (التحفة ٢٢)

## باب:٢٢- حسد کا بیان

٤٢٠٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ. وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ حِكْمَةً، فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا».

۴۲۰۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حسد (رشک) صرف دو ہی کاموں میں جائز ہے۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا اور اسے حق کی راہ میں خرچ کرنے پر لگا دیا۔ (اس سے رشک کرنا چاہیے۔) اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے (دین کی) سمجھ دی، وہ اس کے مطابق فیصلے کرتا ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے۔“

**فوائد و مسائل:** ① ”حسد“ کا اصل مفہوم یہ ہے کہ کسی کو اللہ کی طرف سے نعمت ملی ہو تو اسے دیکھ کر یہ خواہش پیدا ہو کہ اس کی یہ نعمت ختم ہو جائے۔ یہ جذبہ رکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اس حدیث میں حسد سے مراد ”رشک“ ہے، یعنی یہ خواہش کرنا کہ جیسی نعمت اس کے پاس ہے ویسی مجھے بھی مل جائے، یہ جائز ہے۔ ② حسد تو کسی پر بھی جائز نہیں۔ رشک بھی دنیا کی دولت، شہرت اور حکومت پر نہیں ہونا چاہیے بلکہ کسی کا نیک عمل ہی اس قابل ہے کہ اس طرح کا عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ ③ خوبیوں میں سب سے زیادہ قابل رشک دو خوبیاں ہیں: سخاوت اور علم۔ یہ عمل بھی تب خوبیوں میں شمار ہو سکتے ہیں جب اللہ کی رضا کے لیے خلوص کے ساتھ انجام دیے جائیں ورنہ شہرت کے لیے حاصل کیا جانے والا علم اور خرچ کیا جانے والا مال سخت ترین سزا اور شدید عذاب کا باعث ہوگا۔ اللہ محفوظ رکھے۔

٤٢٠٩- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ،

۴۲۰۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،

---

٤٢٠٨ـ أخرجه البخاري، العلم، باب الاغتباط في العلم والحكمة، ح: ٧٣ من حديث إسماعيل به، ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه، وفضل من تعلم حكمة . . . الخ، ح: ٨١٦ عن ابن نمير به.

٤٢٠٩ـ أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول النبي ﷺ: رجل آتاه الله القرآن فهو يقوم به . . . الخ، ح: ٧٥٢٩.

وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الْقُرْآنَ، فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ. وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا، فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسد (رشک) صرف دو کاموں میں جائز ہے۔ ایک اس آدمی سے (رشک کرنا چاہیے) جسے اللہ نے قرآن (کا علم) دیا' وہ رات کے اوقات میں بھی اس پر قائم رہتا ہے اور دن کے اوقات میں بھی۔ اور (دوسرا) وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا' وہ رات کے اوقات میں بھی اسے (نیکی کے کاموں میں) خرچ کرتا ہے اور دن کے اوقات میں بھی (اس پر رشک کرنا چاہیے۔'')

فوائد ومسائل: ① [يَقُومُ بِه] کا مطلب اس پر عمل کرنا بھی ہے اور نماز کے قیام میں اس کی تلاوت بھی' خواہ فرض نمازوں میں ہو یا نوافل وتہجد میں۔ ② اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا کوئی موقع ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ ③ مسجدوں کے میناروں اور دیواروں کی زیب وزینت کی بجائے علماء اور طلباء پر خرچ کرنا زیادہ ثواب ہے۔ اسی طرح مسجد کے مفلس یا مقروض نمازی اور مسجد کے قرب وجوار میں رہنے والے مدد کے مستحق غریب آدمیوں کو دینا زیادہ ضروری ہے۔ مسجد سادہ رہے تو افضل ہے۔

٤٢١٠- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَمَّالُ وَ أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ عِيسَى بْنِ أَبِي عِيسَى [الْحَنَّاطِ]، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ، كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ. وَالصَّدَقَةُ تُطْفِىءُ الْخَطِيئَةَ، كَمَا يُطْفِىءُ الْمَاءُ النَّارَ. وَالصَّلَاةُ نُورُ الْمُؤْمِنِ. وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ».

۴۲۱۰- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ اور صدقہ گناہوں (کی آگ) کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی (دنیا کی) آگ کو بجھا دیتا ہے۔ نماز مومن کا نور ہے' اور روزہ جہنم سے (بچانے والی) ڈھال ہے۔''

◄◄ ومسلم، صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه، وفضل من تعلم حكمةً من فقه . . . الخ، ح: ٨١٥ من حديث سفيان بن عيينة به.

٤٢١٠ـ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه أبويعلى: ٦/ ٣٣٠، ح: ٣٦٥٦ عن هارون به، وانظر، ح: ٣٣١٥ لحال عيسى الحناط، وحديث أبي داود، ح: ٤٩٠٤ يغني عنه، ولبعض الحديث شواهد، انظر، ح: ٢٨٠ وغيره.

(المعجم ٢٣) - **بَابُ الْبَغْيِ** (التحفة ٢٣)

**باب:۲۳-ظلم وزیادتی**

**٤٢١١- حَدَّثَنَا** الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا، مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ - مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ».

۴۲۱۱-حضرت ابوبکرہ (نفیع بن حارث ثقفی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زیادتی اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی گناہ ایسا نہیں جس کی سزا اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی جلدی دے دیتا ہے جب کہ اس کے ساتھ اس کے لیے آخرت کا عذاب بھی سنبھال رکھتا ہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① ظلم وزیادتی سے پرہیز کرنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اسلام کی اہم خوبی عدل اور رحم ہے۔ ② ظلم اور رشتہ داروں سے بدسلوکی کی سزا دنیا میں بھی ملتی ہے اور آخرت میں بھی خواہ ظلم کسی انسان پر کیا جائے یا کسی حیوان پر۔

**٤٢١٢- حَدَّثَنَا** سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مُوسٰى عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَسْرَعُ الْخَيْرِ ثَوَابًا، اَلْبِرُّ وَصِلَةُ الرَّحِمِ. وَأَسْرَعُ الشَّرِّ عُقُوبَةً، اَلْبَغْيُ وَقَطِيعَةُ الرَّحِمِ».

۴۲۱۲-ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے جلدی ثواب نیکی اور صلہ رحمی (رشتہ داروں سے حسن سلوک) کا ملتا ہے۔ اور (اسی طرح) سب سے جلدی سزا زیادتی اور قطع رحمی (رشتہ داروں سے بدسلوکی) کی ملتی ہے۔''

**٤٢١٣- حَدَّثَنَا** يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ

۴۲۱۳-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

---

**٤٢١١_** [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في النهي عن البغي، ح: ٤٩٠٢ من حديث ابن علية به، وقال الترمذي "حسن صحيح"، ح: ٢٥١١، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٣٩، ٢٠٤٠، والحاكم: ٢/ ٣٥٦، ٤/ ١٦٢، ١٦٣، والذهبي.

**٤٢١٢_** [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي: ٤/ ١٣٨٧ من حديث صالح بن موسى الطلحي به، وهو متروك كما في التقريب.

**٤٢١٣_** [صحيح] تقدم، ح: ٣٩٣٣.

الْمَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، مَوْلَى بَنِي عَامِرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «حَسْبُ امْرِىءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کے لیے اتنی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے (یا اسے حقیر جانے)۔''

فوائد و مسائل: ① مسلمان کو ذلیل کرنا یا اسے حقیر اور کم تر سمجھ کر بدسلوکی کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ ② حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی میں صرف یہی عیب ہو' کوئی اور عیب نہ ہو تو اسے برا آدمی قرار دینے کے لیے یہی عیب کافی ہے۔

٤٢١٤- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: أَنْبَأَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سِنَانِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ أَوْحٰى إِلَيَّ: أَنْ تَوَاضَعُوا. وَلَا يَبْغِي بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ».

۴۲۱۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ تواضع اختیار کرو اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔''

فوائد و مسائل: ① مسلمان پر ہر قسم کی زیادتی کرنا حرام ہے۔ ② تواضع سے متعلق فوائد کے لیے حدیث: ۴۱۷۹ کے فوائد ملاحظہ فرمائیے۔

## (المعجم ٢٤) - بَابُ الْوَرَعِ وَالتَّقْوٰى (التحفة ٢٤)

## باب: ۲۴- احتیاط اور تقویٰ

٤٢١٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۲۱۵- نبی ﷺ کے صحابی حضرت عطیہ (بن عروہ)

---

٤٢١٤ـ [إسناده حسن] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ٤٢٦ من حديث ابن وهب به، وحسنه البوصيري، وله شاهد عند مسلم، وانظر، ح: ٤١٧٩.

٤٢١٥ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب علامة التقوٰى ودع مالا بأس به حذرًا، ح: ٢٤٥١ من حديث أبي عقيل عبدالله بن عقيل به، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم: ٣١٩/٤، والذهبي * عبدالله بن يزيد الدمشقي ضعفه الجوزجاني، والحافظ ابن حجر، والذهبي، ووثقه ابن حبان، والترمذي، والحاكم، والذهبي، وتعديله راجح.

حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنَا أَبُوعَقِيلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ وَ عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَطِيَّةَ السَّعْدِيِّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُتَّقِينَ، حَتَّى يَدَعَ مَالَا بَأْسَ بِهِ، حَذَرًا لِمَا بِهِ الْبَأْسُ».

سعدی ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ تقویٰ کے (بلند) مقام تک نہیں پہنچتا حتی کہ حرج والی چیز سے بچنے کے لیے وہ چیز بھی چھوڑ دے جس میں حرج نہیں (لیکن شک ہے کہ شاید منع ہو۔'')

٤٢١٦- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا مُغِيثُ بْنُ سُمَيٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ، صَدُوقِ اللِّسَانِ». قَالُوا: صَدُوقُ اللِّسَانِ، نَعْرِفُهُ. فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ؟ قَالَ: «هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ. لَا إِثْمَ فِيهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ».

۴۲۱۶- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: کون سا آدمی افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہر صاف دل والا' سچی زبان والا۔'' صحابہ نے عرض کیا: سچی زبان والا تو ہم جانتے ہیں' صاف دل والا کون ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''پرہیزگار' پاک باز' جس (کے دل) میں نہ کوئی گناہ ہو' نہ زیادتی' نہ کینہ' نہ حسد۔''

**فوائد و مسائل:** ① دل کی صفائی اور پاکیزگی آخرت میں نجات کا باعث ہے۔ ② متقی آدمی دوسروں سے افضل ہے۔ ③ کینے کا مطلب ہے دل میں ناراضی رکھنا تاکہ موقع ملنے پر بدلہ لیا جاسکے۔ یہ بہت ہی بری عادت ہے۔

٤٢١٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:

۴۲۱۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے'

---

٤٢١٦ـ **[إسناده صحيح]** أخرجه الخرائطي في مكارم الأخلاق، ح: ٤٥ من حديث يحيى به مطولاً، وصححه البوصيري.

٤٢١٧ـ **[إسناده ضعيف]** أخرجه أبونعيم في الحلية: ١٠/ ٣٦٥ من حديث أبي معاوية به مختصرًا، وحسنه البوصيري * أبورجاء محرز بن عبدالله الجزري، ومكحول مدلسان وعنعنا، وتقدم مكحول، ح: ٤٨١، وفي الحديث علة أخرى، وللحديث شواهد ضعيفة عند الترمذي، ح: ٢٣٠٥، وابن ماجه، ح: ٤١٩٣ وغيرهما.

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ، عَنْ بُرْدِ ابْنِ سِنَانٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ وَاثِلَةَ [بْنِ الْأَسْقَعِ]، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَاأَبَا هُرَيْرَةَ كُنْ وَرِعًا، تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ. وَكُنْ قَنِعًا، تَكُنْ أَشْكَرَ النَّاسِ. وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ، تَكُنْ مُؤْمِنًا. وَأَحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَكَ، تَكُنْ مُسْلِمًا. وَأَقِلَّ الضَّحِكَ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! متقی ہو جا، تو سب لوگوں سے زیادہ عبادت گزار ہو جائے گا۔ قناعت پسند بن، جا تو سب سے زیادہ شکر گزار ہو جائے گا۔ لوگوں کے لیے وہی کچھ پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، تو مومن بن جائے گا۔ اپنے ہمسائے کے ساتھ ہمسائیگی کا اچھا تعلق رکھ، تو مسلم بن جائے گا' اور ہنسنا کم کر دے کیونکہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی مفہوم کی ایک روایت مروی ہے جس کی بابت مسند احمد کے محققین لکھتے ہیں کہ یہ حدیث جید ہے' نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ محققین کی بحث سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر قابل عمل ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ١٣/ ٤٥٩، والصحيحة للألباني، رقم: ٥٠٦، ٩٣٠، ٢٠٤٦) ② جس طرح نماز' روزہ وغیرہ اعمال عبادت میں شامل ہیں' اسی طرح گناہوں اور مشکوک کاموں سے پرہیز کرنا بھی عبادت کا ایک پہلو ہے۔ زیادہ عبادت گزار وہ ہے جو عبادت کے دونوں پہلو مدنظر رکھے۔ ③ موجود نعمتوں پر مطمئن نہ ہونا اور مزید کی حرص رکھنا' دل میں شکر کے جذبات پیدا نہیں ہونے دیتا۔ شکر کے لیے ضروری ہے کہ موجود نعمتوں کی اہمیت اور فوائد کو مدنظر رکھا جائے۔ اس سے اللہ کے احسانات کا احساس پیدا ہوگا اور بندہ شکر گزار بن جائے گا۔ ④ مومن کی امتیازی صفت دوسروں سے حسن سلوک ہے۔ ⑤ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ زیادہ اختلافات ان سے پیدا ہوتے ہیں جن کے ساتھ زیادہ میل ملاپ ہوتا ہے اور انسان کو ہمسایوں سے اکثر واسطہ پڑتا رہتا ہے' لہٰذا ہمسایوں سے حسن سلوک کا عادی سب کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتا ہے' اس طرح وہ صحیح مسلمان بن جاتا ہے۔ ⑥ زیادہ ہنسنا غفلت کو ظاہر کرتا ہے اور غفلت و بے پروائی مردہ دلی کی علامت ہے اور دل جب مردہ ہو جائے تو اسے اپنے اخروی نفع و نقصان کا احساس نہیں رہتا' اس لیے ہنسی مذاق کی زیادتی بری بات ہے' البتہ خندہ پیشانی اچھی صفت ہے۔

٤٢١٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ رُمْحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنِ الْمَاضِي بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيرِ، وَلَا وَرَعَ كَالْكَفِّ، وَلَا حَسَبَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ».

۴۲۱۸- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تدبیر جیسی کوئی عقل مندی نہیں' (حرام وغیرہ سے) پرہیز جیسا کوئی تقویٰ نہیں' حسن خلق جیسا کوئی حسب نہیں۔''

٤٢١٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ [أَبِي] مُطِيعٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْحَسَبُ الْمَالُ، وَالْكَرَمُ التَّقْوٰى».

۴۲۱۹- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسب مال ہے' اور شرف تقویٰ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① لوگ مال کو دیکھ کر عزت کرتے ہیں۔ اونچے خاندان کا ایک آدمی غریب ہو جائے تو اس کو وہ اہمیت نہیں دی جاتی۔ لوگوں کے ہاں یہ کیفیت ہے۔ ② اصل چیز جو عزت و احترام کا باعث ہونی چاہیے وہ کسی کی نیکی اور پرہیز گاری ہے۔ اصل شرف یہی ہے' اس لیے آخرت میں تقویٰ کی بنیاد پر ہی عزت ملے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات ۴۹:۱۳) ''اللہ کے ہاں زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔''

٤٢٢٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ

۴۲۲۰- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

---

٤٢١٨_ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري من أجل الماضي بن محمد، وهو ضعيف كما في التقريب وغيره، وشيخه مجهول (تقريب)، وللحديث شواهد ضعيفة جدًا.

٤٢١٩_ [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة الحجرات، ح: ٣٢٧١ من حديث يونس به، وقال: "حسن غريب صحيح" وعلته عنعنة قتادة، وتقدم، ح: ١٧٥، وللحديث شواهد عند القضاعي في مسند الشهاب: ١/٤٦، ح: ٢٠، والنسائي: ٦/ ٦٤، ح: ٣٢٢٧ وغيره.

٤٢٢٠_ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى: ٦/ ٤٩٤، ح: ١١٦٠٣ من حديث المعتمر به، وأعله البوصيري بالانقطاع لأن أبا السليل لم يدرك أبا ذر كما في تهذيب التهذيب وغيره.

وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا : حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ ابْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي السَّلِيلِ ضُرَيْبِ بْنِ نُقَيْرٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَعْرِفُ كَلِمَةً وَقَالَ عُثْمَانُ: آيَةً لَوْ أَخَذَ النَّاسُ كُلُّهُمْ بِهَا، لَكَفَتْهُمْ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ أَيَّةُ آيَةٍ؟ قَالَ: ﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّهُۥ مَخْرَجًا﴾.

[الطلاق: ٢]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے ایک فرمان‘ اور عثمان راوی نے کہا: ایک آیت، معلوم ہے‘ اگر سب لوگ اس پر عمل کر لیں تو ان کے لیے کافی ہو جائے۔“ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول: کون سی آیت؟ آپ نے فرمایا: ”(یہ آیت) ﴿وَمَن يَتَّقِ ٱللَّهَ يَجْعَل لَّهُۥ مَخْرَجًا﴾ ”جو کوئی اللہ سے ڈرے‘ اللہ اس کے لیے (ہر مشکل سے) نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے۔“

## (المعجم ٢٥) - بَابُ الثَّنَاءِ الْحَسَنِ (التحفة ٢٥)

## باب: ۲۵- اچھی رائے عامہ

٤٢٢١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا نَافِعُ ابْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ صَفْوَانَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ أَبِي زُهَيْرٍ الثَّقَفِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالنَّبَاوَةِ أَوِ الْبَنَاوَةِ قَالَ: وَالنَّبَاوَةُ مِنَ الطَّائِفِ قَالَ: «يُوشِكُ أَنْ تَعْرِفُوا أَهْلَ الْجَنَّةِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ». قَالُوا: بِمَ ذَاكَ؟ يَارَسُولَ اللهِ قَالَ: «بِالثَّنَاءِ الْحَسَنِ وَالثَّنَاءِ السَّيِّءِ. أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ، بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ».

۴۲۲۱- حضرت ابوزُہیر (معاذ بن رباح) ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے نباوہ یا بناوہ کے مقام پر ہم سے خطاب فرمایا‘ یہ مقام طائف کے قریب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہوسکتا ہے تم جنتیوں اور جہنمیوں کو الگ الگ پہچان لو۔“ ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کس علامت سے؟ فرمایا: ”اچھی رائے کے اظہار سے‘ اور بری رائے کے اظہار سے۔ تم ایک دوسرے پر اللہ کے گواہ ہو۔“

فوائد و مسائل: ① نیک متقی آدمی اسی کی تعریف کر سکتا ہے جس میں وہ واقعی اچھی صفات دیکھے کیونکہ متقی خوشامد اور چاپلوسی نہیں کر سکتا۔ ② نیک متقی آدمی اسی کو برا کہے گا جس میں واقعی بری عادات موجود ہوں کیونکہ

٤٢٢١ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد عن يزيد كما في أطراف المسند: ٦/ ٢٣١، وعبد بن حميد في المنتخب، ح: ٤٤٢ من حديث يزيد به، وصححه البوصيري، وابن حبان، ح: ٢٠٥٩، والحاكم: ١/ ١٢٠، ٤/ ٤٣٦، والذهبي، وحسنه الحافظ في الإصابة، وله شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

وہ جھوٹ بول کر کسی کو بدنام نہیں کرتا۔ ③ اچھی تعریف (یا لوگوں کی اچھی رائے) سے مراد ہر قسم کے عوام کی رائے نہیں بلکہ توحید وسنت پر کار بند نیک لوگوں کی رائے مراد ہے جن میں سب سے بلند مقام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے' لہٰذا جس شخص کے بارے میں ایسے عظیم افراد اچھی رائے رکھتے ہوں' وہ یقیناً نیک اور جنتی آدمی ہوگا۔ ④ خوارج' معتزلہ اور جہمیہ وغیرہ کے گمراہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ صحابہ اور تابعین نے ان کی آراء کو غلط قرار دیا ہے اور پوری قوت سے ان کی تردید فرمائی ہے۔

**٤٢٢٢ - حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ جَامِعِ ابْنِ شَدَّادٍ، عَنْ كُلْثُومٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ. فَقَالَ: يَارَسُولَ اللهِ كَيْفَ لِي أَنْ أَعْلَمَ إِذَا أَحْسَنْتُ، أَنِّي قَدْ أَحْسَنْتُ. وَإِذَا أَسَأْتُ، أَنِّي قَدْ أَسَأْتُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا قَالَ جِيرَانُكَ: قَدْ أَحْسَنْتَ، فَقَدْ أَحْسَنْتَ. وَإِذَا قَالُوا: إِنَّكَ قَدْ أَسَأْتَ، فَقَدْ أَسَأْتَ».

**۴۲۲۲**- حضرت کلثوم (بن علقمہ) خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی نے حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب میں نیکی کروں تو مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ میں نے اچھا کام کیا ہے۔ اور جب میں گناہ کر بیٹھوں تو کیسے معلوم ہوگا کہ میں نے برا کام کیا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جب تیرے ہمسائے کہیں: تو نے اچھا کام کیا ہے تو (یقین کر لے کہ) تو نے اچھا کام ہی کیا ہے' اور جب وہ کہیں: تو نے برا کام کیا ہے تو پھر تو نے برا کام ہی کیا ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① عام نیکیاں اور برائیاں ایسی ہیں کہ عام مسلمان انھیں اس حیثیت سے پہچانتے ہیں' خواہ عملی طور پر وہ نیکیوں میں سست اور برائیوں کے عادی ہوں۔ ② اخلاقی خوبیاں اور خامیاں سب سے زیادہ ہمسایوں کو معلوم ہوتی ہیں۔ جب کسی شخص کو معلوم ہو کہ ہمسائے اسے اچھا نہیں سمجھتے تو اسے چاہیے کہ اپنی اصلاح کی کوشش کرے۔ ③ آج کل علم کی کمی کی وجہ سے اور غلط رسم و رواج زیادہ ہو جانے کی وجہ سے بعض اچھے کام چھوٹ گئے ہیں' جب اس پر عمل کیا جائے تو عوام تنقید کرتے ہیں اور بعض غلط کام ایسے مشہور ہو گئے ہیں کہ لوگ انھیں شرعی حکم سمجھ کر عمل کرتے ہیں۔ جب ایسی بدعت سے اجتناب کیا جائے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ سنت کا انکار کیا جا رہا ہے۔ ایسے مسائل میں عوام کی رائے کو اہمیت حاصل نہیں بلکہ ایسے علماء سے دریافت کرنا چاہیے جو صحیح اور ضعیف احادیث میں امتیاز کر سکتے ہیں اور قرآن و حدیث کی نصوص سے مسائل سمجھ سکتے ہیں۔ محض چٹ پٹی تقریریں کرنے والے واعظوں پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔

٤٢٢٢- [حسن] أخرجه ابن الأثير في أسد الغابة: ٤/ ٢٥١ من حديث أبي معاوية به، والحديث الآتي شاهد له.

٤٢٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: كَيْفَ لِي أَنْ أَعْلَمَ إِذَا أَحْسَنْتُ وَإِذَا أَسَأْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا سَمِعْتَ جِيرَانَكَ يَقُولُونَ: أَنْ قَدْ أَحْسَنْتَ، فَقَدْ أَحْسَنْتَ. وَإِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُولُونَ: قَدْ أَسَأْتَ، فَقَدْ أَسَأْتَ».

۴۲۲۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: مجھے کیسے معلوم ہوگا جب میں نیکی کروں یا برائی کروں؟ (کہ میں نے نیکی کی ہے یا برائی کی ہے۔) نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تو سنے کہ تیرے ہمسائے کہیں: تو نے اچھا کام کیا ہے تو تو نے اچھا کام ہی کیا ہے۔ اور جب تو انھیں سنے کہ وہ کہیں: تو نے برا کام کیا ہے تو تو نے برا کام ہی کیا ہے۔“

٤٢٢٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَزَيْدُ ابْنُ أَخْزَمَ قَالَا: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِلَالٍ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ أَبِي ثُبَيْتٍ عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنْ مَلَأَ اللهُ أُذُنَيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ خَيْرًا، وَهُوَ يَسْمَعُ. وَأَهْلُ النَّارِ مَنْ مَلَأَ أُذُنَيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ شَرًّا، وَهُوَ يَسْمَعُ».

۴۲۲۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنتی آدمی وہ ہے جس کے کانوں کو اللہ لوگوں کی اچھی رائے سے بھر دیتا ہے اور وہ سن رہا ہوتا ہے (کہ لوگ میری تعریف کر رہے ہیں۔) اور جہنمی وہ ہے جس کے کانوں کو اللہ لوگوں کی بری رائے سے بھر دیتا ہے اور وہ سن رہا ہوتا ہے (کہ لوگ مجھے اچھا نہیں سمجھتے۔)“

**فوائد و مسائل:** ① نیک آدمی کی عدم موجودگی میں بھی اس کی تعریف کی جاتی ہے اور یہ باتیں اس کے کانوں تک بھی پہنچ ہی جاتی ہیں۔ ② جب کسی کو معلوم ہو کہ لوگ اس کے بارے میں اچھی رائے رکھتے ہیں تو اسے چاہیے کہ اللہ کا شکر ادا کرے اور نیکی کے راستے پر قائم رہنے کی اور زیادہ کوشش کرے اور اللہ سے استقامت کی دعا کرے۔ ③ جب کسی کو معلوم ہو کہ لوگ اس کے بارے میں بری رائے رکھتے ہیں تو اسے چاہیے کہ توبہ کرے اور اپنی اصلاح کرے تاکہ اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں اور آئندہ نیکی کی توفیق ملے۔

---

٤٢٢٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٤٠٢ عن عبدالرزاق به، وهو في مصنفه: ١١/ ٨، ح: ١٩٧٤٩، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٥٧، والبوصيري.

٤٢٢٤ـ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني: ١٢/ ١٧٠، ح: ١٢٧٨٧ من حديث مسلم بن إبراهيم به، وصححه البوصيري، وله شواهد عند الحاكم: ١/ ٣٧٨ وغيره.

④ سامنے کی تعریف کا اعتبار نہیں کیونکہ لوگ خوشامد کے طور پر بھی تعریف کرتے ہیں۔

٤٢٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: اَلرَّجُلُ يَعْمَلُ الْعَمَلَ لِلّٰهِ، فَيُحِبُّهُ النَّاسُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: «ذٰلِكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ».

۴۲۲۵- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا: اللہ کے رسول! ایک آدمی اللہ کی رضا کے لیے (خلوص کے ساتھ) نیک عمل کرتا ہے اس کی وجہ سے لوگ اس سے محبت کرتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ مومن کو جلدی مل جانے والی خوشخبری ہے۔''

فوائد و مسائل: ① نیکی کرتے ہوئے یہ نیت نہیں ہونی چاہیے کہ اس کی وجہ سے تعریف اور عزت ہو۔ لیکن مومن کو دنیا میں بھی نیکی کا انعام ملتا ہے اور اسے عزت حاصل ہوتی ہے۔ ② عوام کی محبت نیک مومن پر اللہ کا احسان ہے لہٰذا اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور احتیاط کرنی چاہیے کہ دل میں فخر اور خود پسندی کے جذبات پیدا نہ ہوں۔

٤٢٢٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سِنَانٍ، أَبُوسِنَانٍ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللهِ إِنِّي أَعْمَلُ الْعَمَلَ، فَيُطَّلَعُ عَلَيْهِ، فَيُعْجِبُنِي؟ قَالَ: «لَكَ أَجْرَانِ: أَجْرُ السِّرِّ وَأَجْرُ الْعَلَانِيَةِ».

۴۲۲۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! میں ایک عمل کرتا ہوں (میرا ارادہ اسے ظاہر کرنے کا نہیں ہوتا لیکن) لوگوں کو اس کا پتہ چل جاتا ہے تو مجھے اچھا لگتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے دو ثواب ملیں گے: خفیہ نیکی کا ثواب اور علانیہ نیکی کا ثواب۔''

## (المعجم ٢٦) - بَابُ النِّيَّةِ (التحفة ٢٦)

## باب: ۲۶- نیت کا بیان

٤٢٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۲۲۷- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

---

٤٢٢٥ـ أخرجه مسلم، الأدب، باب إذا أثنى على الصالح فهي بشرى لا تضره، ح: ٢٦٤٢ عن ابن بشار به.

٤٢٢٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزهد، باب عمل السر، ح: ٢٣٨٤ من حديث سعيد بن سنان به، وقال: "حسن غريب"، وانظر، ح: ٣٨٣ لحال عنعنة حبيب، وباقي السند حسن.

٤٢٢٧ـ أخرجه البخاري، بدء الوحي: ١/ ٥٤ وغيره من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وتفرد به، ومسلم، الإمارة، باب قوله ﷺ: إنما الأعمال بالنية . . .، الخ، ح: ١٩٠٧ من حديث يزيد، وابن رمح به.

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَا: أَنْبَأَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ. وَلِكُلِّ امْرِيءٍ مَا نَوَى. فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ. وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ».

انھوں نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرما رہے تھے: ''عمل تو نیتوں ہی سے ہیں۔ اور ہر شخص کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے نیت کی' چنانچہ جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے' اس کی ہجرت (اجر و ثواب کے لحاظ سے بھی) اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے۔ اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے ہے' اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے جس کے پاس وہ ہجرت کر کے آیا ہے۔''



**فوائد و مسائل:** ① اعمال میں نیت ضروری ہے اور ثواب و عذاب کا دارومدار نیت پر ہے۔ ② نیت دل کا فعل ہے' زبان سے اس کا اظہار ضروری نہیں' مثلاً: نماز پڑھتے وقت زبان سے جو الفاظ ادا کیے جاتے ہیں یا روزہ رکھنے کی جو نیت عوام میں مشہور ہے' حدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں' چنانچہ یہ بدعت ہے۔ ③ ہر کام کے لیے اخلاص ضروری ہے۔ جو کام اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے گا' وہی قبول ہو سکے گا' جس میں کوئی اور مقصد شامل ہو جائے گا' وہ اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوگا۔ ④ خلوص نیت ہی شرعی احکام کی بنیاد ہے۔ یاد رہے کہ ہر کار خیر کے بارآور ہونے کے لیے درست اور خالص نیت کا ہونا ضروری ہے ورنہ خطرہ ہے کہ نہ صرف ثواب سے محروم ہونا پڑے بلکہ اللہ کے ہاں سخت سزا بھی ملے گی۔ ⑤ اس حدیث کو اہل علم نے دین کا ایک چوتھائی حصہ قرار دیا ہے۔ واللہ أعلم.

**٤٢٢٨-** حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَثَلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ كَمَثَلِ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ: رَجُلٌ

۴۲۲۸- حضرت ابو کبشہ (سعید بن عمرو) انماری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت کی مثال چار افراد کی سی ہے: ایک آدمی کو اللہ نے مال اور علم سے نوازا۔ وہ اپنے مال میں علم کے مطابق عمل کرتا ہے' اسے جائز مقام پر خرچ کرتا ہے۔ ایک

٤٢٢٨ـ أخرجه أحمد: ٤/ ٢٣٠ عن وكيع به، وتابعه شعبة عند أحمد، ورواه منصور عن سالم به، وانظر الحديث الآتي.

آتَاهُ اللهُ مَالًا وَعِلْمًا . فَهُوَ يَعْمَلُ بِعِلْمِهِ فِي مَالِهِ، يُنْفِقُهُ فِي حَقِّهِ. وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ عِلْمًا وَلَمْ يُؤْتِهِ مَالًا . فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ هٰذَا، عَمِلْتُ فِيهِ مِثْلَ الَّذِي يَعْمَلُ». قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَهُمَا فِي الْأَجْرِ سَوَاءٌ. وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا وَلَمْ يُؤْتِهِ عِلْمًا. فَهُوَ يَخْبِطُ فِي مَالِهِ، وَيُنْفِقُهُ فِي غَيْرِ حَقِّهِ. وَرَجُلٌ لَمْ يُؤْتِهِ اللهُ عِلْمًا وَلَا مَالًا. فَهُوَ يَقُولُ: لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ هٰذَا عَمِلْتُ فِيهِ مِثْلَ الَّذِي يَعْمَلُ» قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَهُمَا فِي الْوِزْرِ سَوَاءٌ».

(دوسرا) آدمی وہ ہے جسے اللہ نے علم دیا اور مال نہیں دیا۔ وہ کہتا ہے: اگر میرے پاس بھی اس شخص کی طرح (مال) ہوتا تو میں بھی اس (مال) سے ایسے عمل انجام دیتا جیسے یہ (نیک مال دار) انجام دیتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ثواب میں یہ دونوں برابر ہیں۔ اور ایک (تیسرا) آدمی وہ ہے جسے اللہ نے مال دیا اور اسے علم نہیں دیا' چنانچہ وہ اپنے مال کو اندھا دھند صرف کرتا ہے۔ (یعنی) ناجائز مقام پر خرچ کرتا ہے۔ اور ایک (چوتھا) آدمی وہ ہے جسے اللہ نے نہ علم دیا نہ مال دیا وہ کہتا ہے: اگر میرے پاس اس (برے مال دار) شخص کی طرح مال ہوتا تو میں بھی اس (مال) سے ایسے کام کرتا جیسے یہ (برا مال دار) کرتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دونوں (تیسرا اور چوتھا) گناہ میں برابر ہیں۔''

**٤٢٢٨ م - حدّثنا** إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ الْمَرْوَزِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنِ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مُفَضَّلٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنِ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

۴۲۲۸- (م) امام ابن ماجہ ؒ نے یہی روایت دوسری دو سندوں سے بھی بواسطہ ابو کبشہ ؓ نبی ﷺ سے اس (مذکورہ حدیث) کے ہم معنی بیان کی ہے۔

**فوائد و مسائل:** ① اگر انسان ایک نیکی کی خواہش رکھتا ہو لیکن کسی عذر کی وجہ سے اسے کر نہ سکتا ہو تو اس کی

٤٢٢٨ـ (م) [صحيح] أخرجه البيهقي: ٤/ ١٨٩ وغيره من حديث عبدالرزاق به، أخرجه الطبراني: ٢٢/ ٣٤٤، ح: ٨٦٤ من حديث مفضل بن مهلهل به، وللحديث طرق كثيرة عند الترمذي، ح: ٢٣٢٥، وقال: "حسن صحيح"، والطبراني وغيرهما.

اچھی نیت کی وجہ سے اسے ثواب ملتا ہے۔ ② اگر کوئی شخص ایک نیکی کرنے کی کوشش کرے لیکن کسی رکاوٹ کی وجہ سے انجام نہ دے سکے' وہ بھی ثواب کا مستحق ہوگا۔ ③ گناہ کی خواہش ہو لیکن انسان اس کا ارتکاب کرنے سے معذور ہو' یا گناہ کی کوشش کرے اور کامیاب نہ ہو' تب بھی گناہ گار رہتا ہے۔ ④ اگر دل میں گناہ کی خواہش پیدا ہو لیکن اللہ کی رضا کے لیے اس کے ارتکاب سے پرہیز کیا جائے تو ثواب ملتا ہے۔ ⑤ نیکی سے محبت اور برائی سے نفرت' اسی طرح نیک کام کرنے والوں سے محبت اور برے کام کرنے والوں سے نفرت بھی ثواب کا باعث ہے۔

٤٢٢٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ يَحْيَى، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا يُبْعَثُ النَّاسُ عَلَى نِيَّاتِهِمْ».

۴۲۲۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو (قیامت کے دن) ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① اعمال کی جزا وسزا نیتوں کے مطابق ملتی ہے۔ ② بعض لوگ گناہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں: ہماری نیت نیک ہے۔ یہ غلط ہے۔ جان بوجھ کر گناہ کرنا بری نیت ہی میں شامل ہے اگرچہ انسان اس کے لیے کوئی جواز تراش لے' مثلاً: صدقہ دینے کی نیت سے چوری کرنا گناہ ہی ہے بلکہ یہ زیادہ گناہ ہے کیونکہ اس صورت میں انسان برائی کو نیکی سمجھ لیتا ہے' اس لیے اس پر شرمندہ ہو کر توبہ کرنے کی بجائے فخر کرتا ہے۔

٤٢٣٠ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَنْبَأَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ: أَنْبَأَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى نِيَّاتِهِمْ».

۴۲۳۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو ان کی نیتوں کے مطابق (قبروں سے) اٹھایا جائے گا۔''

## (المعجم ٢٧) - بَابُ الْأَمَلِ وَالْأَجَلِ (التحفة ٢٧)

## باب: ۲۷- امید اور اجل

٤٢٢٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٩٢ من حديث شريك به، وله شاهد عند مسلم، انظر الحديث الآتي.

٤٢٣٠ـ أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب الأمر بحسن الظن بالله تعالى عند الموت، ح: ٢٨٧٨/ ٨٣ من حديث الأعمش به، وبلفظ: "يبعث كل عبد على ما مات عليه"، وبه صح الحديث.

٤٢٣١- حَدَّثَنَا أَبُوبِشْرٍ، بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ، وَأَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي يَعْلَى، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ [خُثَيْم]، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ خَطَّ خَطًّا مُرَبَّعًا. وَخَطَّ وَسَطَ الْخَطِّ الْمُرَبَّعِ. [وَ]خُطُوطًا إِلَى جَانِبِ الْخَطِّ الَّذِي وَسَطَ الْخَطِّ الْمُرَبَّعِ. وَخَطًّا خَارِجًا مِنَ الْخَطِّ الْمُرَبَّعِ. فَقَالَ: «أَتَدْرُونَ مَا هٰذَا؟» قَالُوا: اَللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «هٰذَا الْإِنْسَانُ الْخَطُّ الْأَوْسَطُ. وَهٰذِهِ الْخُطُوطُ إِلَى جَنْبِهِ الْأَعْرَاضُ تَنْهَشُهُ أَوْ تَنْهَسُهُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ. فَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا، أَصَابَهُ هٰذَا. وَالْخَطُّ الْمُرَبَّعُ الْأَجَلُ الْمُحِيطُ. وَالْخَطُّ الْخَارِجُ الْأَمَلُ».

۴۲۳۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک چوکور شکل کا خط کھینچا۔ اور ایک خط اس چوکور کے درمیان میں کھینچا۔ اور چوکور خط کے درمیان میں جو خط تھا' اس کے پہلو میں چند چھوٹے چھوٹے خط اور کھینچے۔ اور ایک خط اس چوکور سے نکلتا ہوا کھینچا' پھر فرمایا: ''کیا تمھیں معلوم ہے یہ کیا ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ معلوم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ درمیانی خط انسان ہے۔ یہ اس کے پہلو کے خطوط حوادث ہیں جو ہر جگہ سے آ کر اسے نوچتے ہیں۔ اگر وہ اس حادثے سے بچ جائے تو وہ اسے پکڑ لیتا ہے۔ اور یہ چوکور خط موت کا ہے جس نے اسے گھیر رکھا ہے۔ اور یہ خط جو باہر نکل رہا ہے' اس کی امیدیں (اور آرزوئیں) ہیں۔''



**فوائد ومسائل:** ① امام نووی رحمہ اللہ نے ریاض الصالحین میں اس مثال کی وضاحت کے لیے دو نقشے بنائے ہیں۔ ان کی رائے میں رسول اللہ ﷺ کا بنایا ہوا نقشہ ان دو میں سے کسی ایک کے مطابق تھا۔
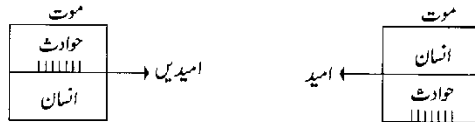
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے پانچ اور اقوال بھی ذکر کیے ہیں اور ان کے مطابق نقشے بنائے ہیں۔ دیکھیے: (فتح الباري: ۲۸۵/۱۱) ② انسان کی زندگی میں مشکلات اور مصائب لازمی ہیں۔ جس طرح غریب آدمی مشکلات کا شکار ہوتا ہے اسی طرح امیر آدمی حتی کہ بادشاہ پر بھی مشکلات آتی ہیں اگرچہ ان کی نوعیت ان کے حالات کے

---

**٤٢٣١ـ** أخرجه البخاري، الرقاق، باب في الأمل وطوله، ح: ٦٤١٧ من حديث يحيى بن سعيد القطان به.

مطابق مختلف ہوتی ہے۔ ③ یہ مشکلات انسان کی آزمائش ہیں لہٰذا سید ھے راستے پر قائم رہنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ④ انسان کی خواہشات، پروگرام اور آرزوئیں بہت ہوتی ہیں، ان میں سے کچھ پوری ہوتی ہیں کچھ نہیں ہوتیں، لہٰذا موت کو یاد رکھنا چاہیے جو لازماً آنی ہی ہے اور معلوم نہیں کب آجائے۔

**٤٢٣٢ - حَدَّثَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ: أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ [عُبَيْدِ] اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هٰذَا ابْنُ آدَمَ، وَهٰذَا أَجَلُهُ، عِنْدَ قَفَاهُ» وَبَسَطَ يَدَهُ أَمَامَهُ. ثُمَّ قَالَ: «وَثَمَّ [أَمَلُهُ]».

**۴۲۳۲-** حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ابن آدم ہے اور یہ اس کی اجل ہے، گدی کے قریب۔“ پھر آگے کو ہاتھ بڑھا کر فرمایا: ”اور وہاں تک اس کی امیدیں ہیں۔“

**فائدہ:** انسان کی امیدوں کے مقابلے میں اس کی اجل بہت قریب ہے، لہٰذا اس کے استقبال کی تیاری ضروری ہے۔ دنیا میں مشغول ہو کر آخرت سے غفلت انتہائی نادانی ہے۔

**٤٢٣٣ - حَدَّثَنَا** أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ فِي حُبِّ اثْنَتَيْنِ: فِي حُبِّ الْحَيَاةِ وَكَثْرَةِ الْمَالِ».

**۴۲۳۳-** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بوڑھے کا دل دو چیزوں کی محبت میں جوان ہوتا ہے: زندگی کی محبت میں اور مال کی کثرت کی محبت میں۔“

**٤٢٣٤ - حَدَّثَنَا** بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ:

**۴۲۳۴-** حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابن آدم بوڑھا ہوتا جاتا

---

**٤٢٣٢ـ [إسناده صحيح]** أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في قصر الأمل، ح: ٢٣٣٤ من حديث حماد به، وقال: "حسن صحيح".

**٤٢٣٣ـ [صحيح]** أخرجه القضاعي في مسند الشهاب: ١/ ٢١٣، ح: ٣٢٣ من حديث أبي مروان العثماني به وصححه البوصيري، وله شواهد عند البخاري، ح: ٦٤٢٠، وأخرجه مسلم، الزكاة، باب كراهة الحرص على الدنيا، ح: ١٠٤٦ وغيرهما، وانظر الحديث الآتي.

**٤٢٣٤ـ** أخرجه مسلم، الزكاة، باب كراهة الحرص على الدنيا، ح: ١٠٤٧ من حديث أبي عوانة به.

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَتَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ: اَلْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ، وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ».

ہے اور اس کی دو چیزیں جوان ہوتی جاتی ہیں: مال کی حرص اور عمر کی حرص۔''

فوائد ومسائل: ① بڑھاپے میں آخرت بہتر بنانے کی طرف توجہ ہونی چاہیے۔ ② مال اور عمر کی حرص اچھی نہیں۔ ان دونوں کا فائدہ تو تبھی ہے جب ان سے نیکیاں کمانے میں مدد لی جائے۔ لیکن عام طور پر انسان نیکیوں سے غفلت کرتا ہے جو اس کے لیے نقصان کا باعث ہے۔

٤٢٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَيْنِ مِنْ مَالٍ، لَأَحَبَّ أَنْ يَكُونَ مَعَهُمَا ثَالِثٌ. وَلَا يَمْلَأُ نَفْسَهُ إِلَّا التُّرَابُ. وَيَتُوبُ اللهُ عَلَى مَنْ تَابَ».

۴۲۳۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں بھری ہوئی ہوں تو وہ چاہتا ہے کہ ان کے ساتھ تیسری وادی بھی ہو۔ اور انسان کا دل صرف مٹی سے بھرتا ہے' البتہ جو شخص توبہ کرے' اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① مال کی محبت انسان میں فطری طور پر موجود ہے جس میں دنیا اور آخرت کی کئی مصلحتیں پوشیدہ ہیں' تاہم اس میں حد سے بڑھ جانا گمراہی کا باعث ہے۔ ② مال کی حرص جائز حد سے آگے بڑھ جائے تو حق تلفی' بخل' فرائض میں کوتاہی اور اس قسم کی دوسری خرابیوں کا باعث بن جاتی ہے' اس لیے ان بداعمالیوں سے بچنے کے لیے مال کی محبت کو جائز حد سے آگے نہیں بڑھنے دینا چاہیے۔ ③ مال کی محبت کا علاج یہ ہے کہ فرض زکاۃ اور واجب اخراجات کے علاوہ بھی نیکی کی راہ میں زیادہ سے زیادہ مال خرچ کرنے کی کوشش کی جائے۔ ④ مال کی ناجائز محبت سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ ⑤ دل مٹی سے بھرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا دل زندگی بھر سیر نہیں ہوتا۔ جب مٹی میں جائے گا اور قبر میں دفن ہوگا' تب اس کی حرص ختم ہوگی اور دل سیر ہوگا کیونکہ وہاں ثواب وعذاب کا سلسلہ شروع ہو جائے گا جس کے بعد دنیا کی طرف توجہ ممکن نہیں۔

٤٢٣٦- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ:

۴۲۳۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے'

٤٢٣٥ـ [صحيح] وصححه البوصيري، وله شاهد عند مسلم، الزكاة، باب لو أن لابن آدم واديين لابتغى ثالثًا، ح:١٠٤٨/١١٦ وغيره.

٤٢٣٦ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب "أعمار أمتي بين الستين إلى السبعين"، ح: ٣٥٥٠ عن الحسن ◄◄

حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَعْمَارُ أُمَّتِي مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى السَّبْعِينَ. وَأَقَلُّهُمْ مَنْ يَجُوزُ ذٰلِكَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کی عمریں ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہوں گی۔ اس سے آگے بڑھنے والے کم ہوں گے۔''

**فوائد و مسائل:** ① گزشتہ امتوں میں لوگوں کی عمریں بہت لمبی ہوتی تھیں' ان کے مقابلے میں اس امت کے افراد کی عمریں بہت مختصر ہیں' اس لیے ہمیں اس مختصر مہلت میں نیکی کا کام کرنے کی کوشش زیادہ کرنی چاہیے۔ ② نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے لیے کوئی عذر باقی نہیں چھوڑا جس کی موت کو اتنا مؤخر کر دیا کہ وہ ساٹھ سال کو پہنچ گیا۔'' (صحيح البخاري' الرقاق' باب: من بلغ ستين سنة فقد أعذر الله إليه في العمر...... ' حديث:٦٤١٩) ③ جب انسان ساٹھ سال کے قریب پہنچ جائے تو اسے آخرت کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہیے' شاید ساٹھ سال سے آگے نہ بڑھ سکے۔ اور ساٹھ سال کے بعد تو یوں سمجھے کہ مجھے رعایتی مدت مل رہی ہے۔ اس کے بعد غفلت اور فسق و فجور نہایت خطرناک ہے۔ ستر سال کے بعد تو ہر دن کو ایک نئی رعایت تصور کرنا چاہیے۔

(المعجم ٢٨) - **بَابُ الْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ** (التحفة ٢٨)

**باب: ٢٨- نیک عمل پر دوام اور ہمیشگی اختیار کرنا**

**٤٢٣٧ - حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: وَالَّذِي ذَهَبَ بِنَفْسِهِ ﷺ، مَا مَاتَ حَتَّى كَانَ أَكْثَرُ صَلَاتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ. وَكَانَ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَيْهِ، الْعَمَلُ الصَّالِحُ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ

٤٢٣٧- ام المومنین حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: قسم ہے اس (اللہ) کی جو آپ ﷺ کو (دنیا سے) لے گیا! آپ جب فوت ہوئے تو آپ زیادہ نماز (تہجد) بیٹھ کر ادا فرماتے تھے۔ اور آپ ﷺ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ عمل وہ نیک عمل تھا جس پر بندہ ہمیشگی کرے اگرچہ تھوڑا ہو۔

◀◀ ابن عرفة به، وقال: "غريب حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٦٧، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٤٢٧، ووافقه الذهبي، وقال ابن منده في التوحيد: "هذا إسناد حسن، مشهور عن المحاربي"، وله شاهد عند الترمذي، ح: ٢٣٣١، وقال: "حسن غريب".

**٤٢٣٧ـ [صحيح]** تقدم، ح: ١٢٢٥.

الْعَبْدُ، وَإِنْ كَانَ يَسِيرًا .

فوائد و مسائل: ① تھوڑی نیکی اگر پابندی سے کی جائے تو وہ طبیعت پر بوجھ نہیں بنتی اور نتیجے کے لحاظ سے اس زیادہ نیکی سے بڑھ جاتی ہے جو چند دن زور شور سے کی جائے پھر چھوڑ دی جائے۔ ② ہیشگی کا یہ مطلب نہیں کہ انسان بیمار ہو' مجبور ہو یا کوئی اور عذر ہو پھر بھی ضرور ادا کرے' اس طرح یہ نفلی عمل فرض کے مشابہ ہو جائے گا اور نفل کو فرض کا مقام دینا درست نہیں۔ ③ نیکی کا جو کام ہمیشہ کرنے کی عادت ہو' پھر کسی وجہ سے وہ چھوٹ جائے' بعد میں جب وہ وجہ ختم ہو جائے تو دوبارہ شروع کر دینا چاہیے۔ ④ تہجد میں طویل قیام افضل ہے اگرچہ تھک جانے کی وجہ سے قیام کا کچھ یا اکثر حصہ بیٹھ کر ادا کیا جائے۔

٤٢٣٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ عِنْدِي امْرَأَةٌ. فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ. فَقَالَ: «مَنْ هٰذِهِ؟» قُلْتُ: فُلَانَةُ. لَاتَنَامُ تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَهْ؛ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ. فَوَاللهِ لَا يَمَلُّ اللهُ حَتَّى تَمَلُّوا» قَالَتْ: وَكَانَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيْهِ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ .

۴۲۳۸- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میرے پاس ایک عورت (بیٹھی) تھی کہ نبی ﷺ میرے پاس (گھر میں) تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: ''یہ خاتون کون ہے؟'' میں نے کہا: فلاں صاحبہ ہے' جو سوتی نہیں۔ ام المومنین نے ان کی نماز تہجد کا ذکر کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ٹھہرو! وہی چیز اختیار کرو جس کی تمھیں طاقت ہو۔ قسم ہے اللہ کی! اللہ نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم خود اکتا جاؤ۔'' ام المومنین ؓ بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ کو دین کا وہ کام زیادہ پسند تھا جس پر وہ عمل کرنے والا دوام کرے۔

فوائد و مسائل: ① طاقت سے زیادہ عبادت کرنا منع ہے کیونکہ اس سے بعد میں اکتاہٹ پیدا ہو جاتی ہے اور خطرہ ہوتا ہے کہ انسان عبادت بالکل ہی ترک کر دے۔ ② ہیشگی والے عمل کا مجموعی ثواب زیادہ ہو جاتا ہے' اس لیے وہ افضل ہے۔

٤٢٣٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۲۳۹- حضرت حنظلہ (بن ربیع بن صیفی) تمیمی

٤٢٣٨ـ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره . . . الخ، ح: ٧٨٥/ ٢٢١ عن ابن أبي شيبة به .

٤٢٣٩ـ [صحيح] أخرجه مسلم، التوبة، باب فضل دوام الذكر والفكر في أمور الآخرة . . . الخ، ح: ٢٧٥٠/ ١٣ من حديث الفضل بن دكين أبي نعيم به .

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ حَنْظَلَةَ الْكَاتِبِ التَّمِيمِيِّ الْأُسَيِّدِيِّ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَذَكَرْنَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ، حَتَّى كَأَنَّا رَأْيَ الْعَيْنِ. فَقُمْتُ إِلَى أَهْلِي وَوَلَدِي. فَضَحِكْتُ وَلَعِبْتُ. قَالَ: فَذَكَرْتُ الَّذِي كُنَّا فِيهِ. فَخَرَجْتُ، فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ: نَافَقْتُ، نَافَقْتُ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّا لَنَفْعَلُهُ. فَذَهَبَ حَنْظَلَةُ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ. فَقَالَ: «يَا حَنْظَلَةُ لَوْ كُنْتُمْ كَمَا تَكُونُونَ عِنْدِي، لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَى فُرُشِكُمْ أَوْ عَلَى طُرُقِكُمْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةٌ وَسَاعَةٌ».

اسیدی ؓ کاتبِ وحی سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ہم نے جنت اور جہنم کا ذکر کیا (تو دل کی یہ کیفیت ہوئی) گویا ہم (جنت اور جہنم کو) آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پھر میں اٹھ کر بیوی بچوں کے پاس (گھر) چلا گیا۔ میں ان کے ساتھ ہنسا کھیلا۔ (حنظلہ نے) کہا: پھر مجھے وہ کیفیت یاد آئی جس میں ہم (رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں) تھے' چنانچہ میں (گھبرا کر) باہر نکلا تو میری ملاقات حضرت ابوبکر ؓ سے ہوگئی۔ میں نے کہا: میں منافق ہوگیا' میں منافق ہوگیا۔ حضرت ابوبکر ؓ نے (تفصیل سن کر) فرمایا: یہ کیفیت تو ہماری بھی ہے۔ حضرت حنظلہ ؓ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ کیفیت عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''حنظلہ! اگر تم (ہمیشہ) اسی کیفیت میں رہو جس میں تم میرے پاس ہوتے ہو تو فرشتے تمھارے بستروں پر یا (فرمایا) راستوں میں تم سے مصافحہ کریں۔ (لیکن) حنظلہ! وقت وقت کی بات ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① صحابۂ کرام ؓ اپنے ایمان اور قلبی کیفیات کے بارے میں بہت محتاط رہتے تھے اور ڈرتے تھے کہ کسی نادانستہ غلطی کی وجہ سے ان کے درجات میں کمی نہ آجائے۔ ② دل کی کیفیات تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ ③ بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنا اور شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے دنیا کے معاملات میں مشغول ہونا شرعاً مطلوب ہے۔ ④ انسان کو فرشتوں سے (بعض لحاظ سے) افضل قرار دیا گیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان ایسے حالات میں گھرا ہوا ہے جو اسے اللہ سے غافل کرتے ہیں' پھر بھی وہ اللہ کو یاد کرتا اور اس کی عبادت کرتا ہے۔

٤٢٤٠ - حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ

۴۲۴۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے

٤٢٤٠ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٥٠ من حديث ابن لهيعة به، وله شواهد عند البخاري، ومسلم، وأبي داود، ح: ١٣٦٨ وغيرهم.

الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ. سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِكْلَفُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ. فَإِنَّ خَيْرَ الْعَمَلِ أَدْوَمُهُ، وَإِنْ قَلَّ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اتنے عمل کا بوجھ اٹھاؤ جتنے کی تمھیں طاقت ہو کیونکہ بہترین عمل وہ ہے جس پر زیادہ پابندی کی جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔''

**٤٢٤١- حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَشْعَرِيُّ عَنْ عِيسَى بْنِ جَارِيَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى رَجُلٍ يُصَلِّي عَلٰى صَخْرَةٍ. فَأَتٰى نَاحِيَةَ مَكَّةَ. فَمَكَثَ مَلِيًّا، ثُمَّ انْصَرَفَ. فَوَجَدَ الرَّجُلَ يُصَلِّي عَلٰى حَالِهِ. فَقَامَ فَجَمَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «يَاأَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالْقَصْدِ» ثَلَاثًا: «فَإِنَّ اللهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوا».

۴۲۴۱- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو ایک چٹان پر نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ ﷺ مکہ کے ایک حصے میں (کسی کام سے) تشریف لے آئے۔ وہاں کچھ دیر تشریف فرما رہے، پھر واپس تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہ آدمی اسی طرح نماز پڑھ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ جمع کر کے (اشارہ کرتے ہوئے) تین بار فرمایا: ''لوگو! (افراط وتفریط سے بچ کر) میانہ روی اختیار کرو۔'' پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) نہیں اکتاتا، تم ہی (عمل کرنے سے) اکتا جاتے ہو۔''

## (المعجم ٢٩) - بَابُ ذِكْرِ الذُّنُوبِ (التحفة ٢٩)

## باب:۲۹- گناہوں کا بیان

**٤٢٤٢- حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قُلْنَا: يَارَسُولَ اللهِ

۴۲۴۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا ہم سے ان اعمال کا بھی مؤاخذہ ہوگا جو ہم جاہلیت

٤٢٤١ـ [إسناده حسن] أخرجه الخطيب في الفقيه والمتفقه: ٢/ ١٢٤ من حديث يعقوب الأشعري به، وحسنه البوصيري * عيسى بن جارية حسن الحديث كما حققته في "نور المصابيح".

٤٢٤٢ـ أخرجه البخاري، استتابة المرتدين . . . الخ، باب إثم من أشرك بالله وعقوبته في الدنيا والآخرة، ح: ٦٩٢١ من حديث الأعمش به، ومسلم، الإيمان، باب هل يؤاخذ بأعمال الجاهلية، ح: ١٢٠/ ١٩٠ عن ابن نمير به.

أَنُؤَاخَذُ بِمَا كُنَّا نَعْمَلُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ، لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. وَمَنْ أَسَاءَ، أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ»

میں کرتے تھے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اسلام لا کر نیک کام کیے اس سے جاہلیت میں ہونے والے اعمال کا مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ اور جس نے (اسلام لا کر بھی) برے کام کیے اس سے پہلے اور بعد والے (سب اعمال) کا مؤاخذہ ہوگا۔''

**فوائد و مسائل:** ① نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''اسلام اپنے سے پہلے (گناہوں) کو مٹا دیتا ہے۔'' (صحیح مسلم، الإیمان، باب کون الإسلام یھدم ماقبلہ...... حدیث:۱۲۱) جو شخص خلوص دل کے ساتھ سے اسلام قبول کرتا ہے اس کے جاہلیت کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ② جو شخص اسلام قبول کرنے کے بعد بھی جاہلیت کی عادتیں اور بداعمالیاں ترک نہیں کرتا' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے دل سے اسلام قبول نہیں کیا' اس لیے اس کے سابقہ گناہ معاف نہیں ہوتے۔ ③ جو شخص خلوص سے اسلام قبول کرتا ہے' پھر اس سے بتقاضائے بشریت کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے' اس سے زمانۂ کفر کے اعمال کا مؤاخذہ نہیں ہوگا کیونکہ مسلمان کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے کافر نہیں ہو جاتا۔ جن صحابۂ کرام سے ایسے گناہ سرزد ہوئے جن پر حد نافذ ہوئی' نبی ﷺ نے ان کا جنازہ پڑھا اور ان کے حق میں دعائے مغفرت فرمائی۔ ④ مسلمان کو صحیح مسلمان بننے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ اس کے گناہ معاف ہو جائیں اور اسے جنت میں اعلیٰ مقام حاصل ہو جائے۔

٤٢٤٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ بَانَكَ قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: حَدَّثَنِي عَوْفُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا عَائِشَةُ إِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الْأَعْمَالِ. فَإِنَّ لَهَا مِنَ اللهِ طَالِبًا».

۴۲۴۳- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے عائشہ! معمولی سمجھے جانے والے گناہوں سے بچنا' اللہ کے ہاں ان کا بھی مؤاخذہ ہوگا۔''

**فوائد و مسائل:** ① بعض گناہ عام لوگوں کی نظر میں معمولی ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ بڑے ہوتے ہیں'

٤٢٤٣ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٧٠، ١٥١، والدارمي، ح: ٢٧٢٩، والنسائي في الكبرى تحفة الأشراف: ١٢/ ٢٥٠ من حديث سعيد به، وصححه البوصيري، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ١٣/ ٢٢٩، ح: ١٦١٨٤، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٩٧، وللحديث شواهد، راجع الفتح: ١١/ ٣٢٩ تحت حديث، ح: ٦٤٩٢.

مثلاً: گالی گلوچ، ہنسی مذاق میں جھوٹ بولنا، مرد کا اپنی شلوار، تہ بند اور پاجامہ وغیرہ سے ٹخنوں کو چھپالینا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنا تہ بند آدھی پنڈلی تک اونچا رکھنا، اگر یہ نہ ہو سکے تو ٹخنوں تک ضرور اونچا رکھنا اور تہ بند کو (ٹخنوں سے نیچے تک) لٹکانے سے بچنا کیونکہ یہ تکبر ہے......'' (سنن أبي داود، اللباس، باب ماجاء في إسبال الإزار، حديث:۴۰۸۴) ④ جو گناہ معاشرے میں عام ہو جائے، عوام کی نظر میں وہ گناہ نہیں رہتا، خواہ کبیرہ ہی ہو۔ علماء کو چاہیے کہ ایسے گناہوں سے خاص طور پر منع کریں اور ان کے بارے میں اسلامی احکام کی وضاحت کریں۔ ⑤ جو گناہ واقعتاً صغیرہ ہیں ان کے بارے میں بھی احتیاط ضروری ہے کیونکہ صغیرہ گناہ بکثرت کرنے سے مجموعی طور پر گناہوں کی مقدار بہت زیادہ ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ صغیرہ گناہوں کی پروا نہ کرنے سے کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کی جرأت پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے ان سے بھی اجتناب ہی بہتر ہے۔

**٤٢٤٤- حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَالْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْمُؤْمِنَ، إِذَا أَذْنَبَ، كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ. فَإِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ، صُقِلَ قَلْبُهُ. فَإِنْ زَادَ زَادَتْ. فَذٰلِكَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَهُ اللهُ فِي كِتَابِهِ ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾».

۴۲۴۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مومن کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ کر لے، باز آ جائے اور (اللہ سے) بخشش کی درخواست کرے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔ اگر مزید گناہ کرے تو سیاہی کا نقطہ زیادہ ہو جاتا ہے (حتی کہ ہوتے ہوتے دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے۔) یہی وہ زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں (اس فرمان میں) کیا ہے: ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ ''یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ چڑھ گیا ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① گناہ ہو جائے تو جلد سے جلد توبہ کرنی چاہیے تاکہ دل پاک صاف ہو جائے۔ ② گناہوں کی وجہ سے دل سیاہ ہو جانے کا یہ نقصان ہوتا ہے کہ نیکی سے محبت اور گناہ سے نفرت ختم ہو جاتی ہے جس کی وجہ

**٤٢٤٤_ [حسن]** أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة ويل للمطففين، ح: ٣٣٣٤ من حديث محمد ابن عجلان به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه البوصيري، وابن حبان، ح: ٢٤٤٨، ١٧٧١، والحاكم على شرط مسلم: ٢/ ٥١٧، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد.

سے توبہ کی توفیق نہیں ملتی۔ ③ روحانی بیماریوں کا علاج اللہ کی یاد، قرآن کی تلاوت، توبہ واستغفار اور موت کی یاد ہے۔

٤٢٤٥- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ الرَّمْلِيُّ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ بْنِ [حُدَيْجٍ] الْمَعَافِرِيُّ عَنْ أَرْطَاةَ بْنِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْأَلْهَانِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ، بِيضًا. فَيَجْعَلُهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ هَبَاءً مَنْثُورًا». قَالَ ثَوْبَانُ: يَا رَسُولَ اللهِ صِفْهُمْ لَنَا، جَلِّهِمْ لَنَا، أَنْ لَا نَكُونَ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ. قَالَ: «أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ. وَيَأْخُذُونَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُونَ. وَلٰكِنَّهُمْ أَقْوَامٌ، إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللهِ، انْتَهَكُوهَا».

۴۲۴۵- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں اپنی امت کے ان افراد کو ضرور پہچان لوں گا جو قیامت کے دن تہامہ کے پہاڑوں جیسی سفید (روشن) نیکیاں لے کر حاضر ہوں گے تو اللہ عزوجل ان (نیکیوں کو) بکھرے ہوئے غبار میں تبدیل کر دے گا۔“ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ان کی صفات بیان فرما دیجیے۔ ان (کی خرابیوں) کو ہمارے لیے واضح کر دیجیے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم ان میں شامل ہو جائیں اور ہمیں پتہ بھی نہ چلے۔ آپ نے فرمایا: ”وہ تمھارے بھائی ہیں اور تمھاری جنس سے ہیں، اور رات کی عبادت کا حصہ حاصل کرتے ہیں جس طرح تم کرتے ہو۔ لیکن وہ ایسے لوگ ہیں کہ انھیں جب تنہائی میں اللہ کے حرام کردہ گناہوں کا موقع ملتا ہے تو ان کا ارتکاب کر لیتے ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① بہت سے گناہ نیکیوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔ ② لوگوں کے سامنے نیک بنے رہنا اور تنہائی میں گناہ کا ارتکاب بے تکلف کر لینا، یہ بھی ایک قسم کی منافقت ہے جس کی وجہ سے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ ③ تہجد پڑھنا بڑی نیکی ہے لیکن اس سے زیادہ ضروری تنہائی میں تقویٰ پر قائم رہنا ہے۔ ④ اصل تقویٰ یہی ہے کہ انسان اس وقت بھی گناہ سے باز رہے جب اسے دیکھنے والا کوئی نہ ہو۔ ⑤ نیکیوں کو غبار میں تبدیل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو قبول نہیں فرمائے گا، اس لیے وہ بے وزن ہو جائیں گی اگرچہ دیکھنے میں وہ پہاڑوں جیسی عظیم اور سفید ہوں۔

٤٢٤٦- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ

۴۲۴۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

٤٢٤٥_ [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الصغير: ١/ ٢٣٧ من حديث عيسى الرملي به، وتابعه سليمان بن عبدالرحمٰن الدمشقي في مسند الشاميين: ١/ ٣٩٣، ح: ٦٨٠، وصححه البوصيري.

٤٢٤٦_ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، البر والصلة، باب ما جاء في حسن الخلق، ح: ٢٠٠٤ من حديث ابن

وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِيهِ وَعَمِّهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ: مَا أَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: «اَلتَّقْوٰى وَحُسْنُ الْخُلُقِ» وَسُئِلَ مَا أَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّارَ؟ قَالَ: «اَلْأَجْوَفَانِ: الْفَمُ وَالْفَرْجُ».

انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کون سا عمل سب سے زیادہ (لوگوں کو) جنت میں داخل کرے گا؟ آپ نے فرمایا: ''تقویٰ اور خوش اخلاقی۔'' سوال کیا گیا: کون سی چیز سب سے زیادہ (لوگوں کو) جہنم میں لے جائے گی؟ فرمایا: ''دو کھوکھلی چیزیں: منہ اور شرم گاہ۔''

فوائد و مسائل: ① تقویٰ اللہ سے ڈرنے اور گناہوں سے بچنے کا نام ہے۔ اور خوش اخلاقی انسانوں پر ظلم و زیادتی کرنے سے اور برا سلوک کرنے سے باز رکھتی ہے۔ اس طرح تقویٰ سے حقوق اللہ صحیح ادا ہوتے ہیں اور خوش اخلاقی سے حقوق العباد۔ ان دونوں کی ادائیگی یقیناً جنت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ ② منہ کے گناہوں میں حرام رزق کھانا بھی ہے جس کی وجہ سے نیکیاں قبول نہیں ہوتیں اور زبان کے گناہ بھی' مثلاً: جھوٹ' غیبت' گالی گلوچ وغیرہ جن سے لوگوں میں فساد پیدا ہوتا اور بڑھتا ہے۔ یہ دونوں قسم کے گناہ بڑے گناہ ہیں۔ ③ شرم گاہ کا گناہ زنا ہے جو کبیرہ گناہ ہے۔ اور معاشرے میں بے شمار خرابیاں پیدا کرنے کا باعث ہے۔ زبان کے گناہ (غیر محرم سے ناجائز بات چیت وغیرہ)' آنکھ کے گناہ (نامحرم کو دیکھنا)' ہاتھ کے گناہ (نامحرم کو چھونا' یا خط وغیرہ لکھنا اور فون کرنا)' پاؤں کے گناہ (بدکاری کے لیے چل کے جانا) وغیرہ سب اسی بڑے گناہ کے لیے کیے جاتے ہیں جن کی وجہ سے انسان جہنم میں پہنچ جاتا ہے۔ ④ منہ اور شرم گاہ کے گناہوں سے بچنے والے کے بارے میں امید کی جا سکتی ہے کہ وہ دوسرے گناہوں سے بھی بچ جائے گا اور جنت میں چلا جائے گا۔

## (المعجم ٣٠) - بَابُ ذِكْرِ التَّوْبَةِ (التحفة ٣٠)

## باب:٣٠- توبہ کا بیان

٤٢٤٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ أَحَدِكُمْ مِنْهُ بِضَالَّتِهِ، إِذَا وَجَدَهَا».

۴۲۴۷- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمھاری توبہ سے اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا کوئی اپنی گم شدہ سواری پا کر خوش ہوتا ہے۔''

◀◀ إدريس به، وقال: "صحيح غريب"، ولم يذكر "وعمه"، واسمه داود بن يزيد بن عبدالرحمٰن الأودي الزعافري.

٤٢٤٧_ أخرجه مسلم، التوبة، باب في الحض على التوبة والفرح بها، ح:٢٦٧٥/ ٢ بعد، ح:٢٧٤٣، وقبل، ح:٢٧٤٤ من حديث أبي الزناد به، وللحديث طرق كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

**فوائد و مسائل:** ① حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ گناہ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے۔ ② بندے کو جب احساس ہو جائے کہ اس نے گناہ کیا ہے' خواہ وہ چھوٹا گناہ ہو یا بڑا' براہ راست اللہ کے آگے توبہ کرے' یعنی اپنی غلطی کا اعتراف کر کے آئندہ کے لیے یہ عزم اور وعدہ کرے کہ وہ اس گناہ سے بچ کر رہے گا۔ ③ توبہ اللہ اور بندے کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی تیسرے کی مداخلت کی ضرورت نہیں' البتہ کسی نیک عالم آدمی کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف کر کے نیکی کا عزم کرنے کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ پہلے انسان اس عالم کی شرم سے گناہ سے بچتا ہے' پھر براہ راست اللہ کی شرم سے گناہ سے بچنے کی توفیق مل جاتی ہے' تاہم یہ ضروری نہیں۔ تنہائی میں توبہ کر کے اللہ سے استقامت کی دعا کرے تو کافی ہے۔ ④ جس گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہے اس کے ارتکاب کی صورت میں وہ حق ادا کرنا یا صاحب حق سے معاف کروانا ضروری ہے ورنہ توبہ مکمل نہیں ہوگی۔

**٤٢٤٨- حَدَّثَنَا** يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ [الْمَدَنِيُّ] : حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ : حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَوْ أَخْطَأْتُمْ حَتَّى تَبْلُغَ خَطَايَاكُمُ السَّمَاءَ، ثُمَّ تُبْتُمْ، لَتَابَ عَلَيْكُمْ».

۴۲۴۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اتنی غلطیاں کرو کہ تمھاری غلطیاں آسمان تک پہنچ جائیں' پھر توبہ کرو تو (پھر بھی) اللہ تمھاری توبہ قبول فرمائے گا۔''

**فوائد و مسائل:** ① یہ ضروری ہے کہ انسان گناہ کے بعد جلد از جلد توبہ کرے' تاہم اگر نفس اور شیطان کے بہکاوے اور دل کی غفلت کی وجہ سے جلد توبہ نہ کی جا سکے تو جب بھی احساس ہو' توبہ کر لینی چاہیے۔ یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ اتنے زیادہ گناہ ہو گئے ہیں وہ معاف نہیں ہوں گے' البتہ توبہ وہ ہے جو دل سے ہو' صرف زبان سے نہ ہو۔

**٤٢٤٩- حَدَّثَنَا** سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ

۴۲۴۹- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ کی وجہ سے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو

**٤٢٤٨ـ [حسن]** حسنه البوصيري، والعراقي، وقال المنذري: "وإسناده جيد"، وله شاهد عند أحمد: ٣/ ٢٣٨، وقال الهيثمي: ١٠/ ٢١٥ "ورجاله ثقات".

**٤٢٤٩ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٣/ ٨٣ من حديث فضيل به، وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ٣٧، ٧٧٨ لعلتيه، ولأصل الحديث شاهد عند البخاري، ح: ٦٣٠٨، ومسلم، ح: ٢٧٤٤ وغيرهما.

ﷺ: «لَلّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ رَجُلٍ أَضَلَّ رَاحِلَتَهُ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ، فَالْتَمَسَهَا. حَتّٰى إِذَا أَعْيٰى، تَسَجّٰى بِثَوْبِهِ. فَبَيْنَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ سَمِعَ وَجْبَةَ الرَّاحِلَةِ حَيْثُ فَقَدَهَا. فَكَشَفَ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ، فَإِذَا هُوَ بِرَاحِلَتِهِ».

کسی چٹیل صحرا میں اپنی سواری گم کر بیٹھا۔ اس نے اسے تلاش کیا حتی کہ جب تھک گیا تو کپڑا اوڑھ کر لیٹ گیا۔ وہ اسی حال میں (لیٹا ہوا) تھا کہ اچانک اسے اپنی سواری کے پاؤں کی آواز وہیں سنائی دی جہاں سے وہ گم ہوئی تھی۔ اس نے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو سواری سچ مچ موجود تھی۔"

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ اسی مفہوم کی ایک حدیث صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے تمھارے اس آدمی سے زیادہ خوش ہوتا ہے جسے (اچانک) اپنا اونٹ مل گیا' حالانکہ وہ اسے چٹیل (بے آب وگیاہ) میدان میں گم کر چکا تھا۔" (صحيح البخاري' الدعوات' باب التوبة' حديث:٦٣٠٨) جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے دیکھیے تحقیق وتخریج حدیث ہذا۔ ② اس میں توبہ کی ترغیب ہے۔ ③ مسئلہ سمجھانے کے لیے مثال بیان کی جاسکتی ہے۔

٤٢٥٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقَاشِيُّ: حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ، كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ».

۴۲۵۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح (ہو جاتا) ہے جس کا کوئی گناہ نہیں۔"

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے۔ محققین کے تفصیلی کلام سے یہی بات راجح معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ روایت دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل ہو جاتی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الضعيفة' تحت الحديث:٦١٥' ٦١٦) گناہ کی وجہ سے بندہ اللہ سے دور ہو جاتا ہے۔ توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور بندے کو دوبارہ وہی مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ ② جو

٤٢٥٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ١٠/ ١٥٤ من حديث الرقاشي به، ورواه عبدالرزاق عن معمر عن عبدالكريم (الجزري) به، وللحديث شواهد كثيرة، كلها ضعيفة، وحسنه ابن حجر لشواهده.

شخص گناہ سے توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لے اُسے گزشتہ گناہ کی وجہ سے مطعون کرنا جائز نہیں۔

**٤٢٥١- حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ، وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ».

۴۲۵۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدم علیہ السلام کے سب بیٹے خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو کثرت سے توبہ کرتے ہیں۔''

**فوائد و مسائل:** ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ حدیث کا مفہوم دوسرے دلائل کی رو سے درست معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (المشكاة للألباني' التحقيق الثاني' رقم:۲۳۸۰) ② غلطی ہو جانا انسان کی فطری کمزوری ہے لیکن غلطی کو تسلیم نہ کرنا بلکہ اصرار کرنا جرم ہے۔ ③ توبہ بہت بڑی نیکی ہے۔ صحیح توبہ سے ہر گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ ④ بغیر گناہ کے بھی استغفار کرنا بڑی نیکی ہے' جس کی روحانی برکات بے شمار ہیں۔

**٤٢٥٢- حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنِ ابْنِ مَعْقِلٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي عَلَى عَبْدِ اللهِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ» فَقَالَ لَهُ أَبِي: أَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ»؟ قَالَ: نَعَمْ.

۴۲۵۲- حضرت عبداللہ بن معقل رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں اپنے والد (حضرت معقل بن مقرن رضی اللہ عنہ) کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے انھیں سنا' وہ کہہ رہے تھے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ندامت توبہ ہے۔'' میرے والد صاحب نے ان سے کہا: کیا آپ نے نبی ﷺ سے (براہ راست) سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ندامت توبہ ہے''؟ انھوں نے کہا: ہاں۔

**فوائد و مسائل:** ① ندامت توبہ کا اہم جز ہے۔ ② عالی سند کی طلب مستحسن ہے۔ ③ اگر کسی چیز میں شک

---

٤٢٥١_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب في استعظام المؤمن ذنوبه، ح: ٢٤٩٩ عن أحمد بن منيع به، وقال: "غريب"، وصححه الحاكم: ٤/ ٢٤٤، وتعقبه الذهبي بقوله: "علي (ابن مسعدة) لين"، وفيه علة أخرى، وهي عنعنة قتادة، وتقدم، ح: ١٧٥.

٤٢٥٢_ [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٣٧٦، والحميدي، ح: ١٠٥ عن سفيان بن عيينة به، وصححه البوصيري، والحاكم: ٤/ ٢٤٣، والذهبي، وله شواهد عند ابن حبان، والحاكم وغيرهما.

ہوتو استاد سے دریافت کر لینا احترام کے منافی نہیں۔

٤٢٥٣- حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيدٍ الرَّمْلِيُّ: أَنْبَأَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ».

۴۲۵۳- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی توبہ قبول فرماتا رہتا ہے جب تک نزع کا عالم طاری نہ ہو۔''

فوائد ومسائل: ① نزع سے مراد روح قبض کرنے کا عمل شروع ہونا ہے۔ ② جب موت کے فرشتے ظاہر ہو جاتے ہیں تو عالمِ آخرت سے تعلق قائم ہو جاتا ہے' اس لیے توبہ کی مہلت ختم ہو جاتی ہے۔ ③ بندے کو چاہیے کہ جلد از جلد توبہ کر لے' معلوم نہیں کب آخری وقت آ جائے۔

٤٢٥٤- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ: سَمِعْتُ أَبِي: حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ. فَذَكَرَ أَنَّهُ أَصَابَ مِنِ امْرَأَةٍ قُبْلَةً. فَجَعَلَ يَسْأَلُ عَنْ كَفَّارَتِهَا. فَلَمْ يَقُلْ لَهُ شَيْئًا. فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ طَرَفَيِ ٱلنَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ ٱلَّيْلِ ۚ إِنَّ ٱلْحَسَنَٰتِ يُذْهِبْنَ ٱلسَّيِّـَٔاتِ ۚ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّٰكِرِينَ﴾ فَقَالَ الرَّجُلُ: يَارَسُولَ اللهِ أَلِي هٰذِهِ؟ فَقَالَ: «هِيَ لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي».

۴۲۵۴- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بتایا کہ اس نے ایک (اجنبی) عورت کا بوسہ لے لیا ہے۔ اور وہ نبی ﷺ سے اس گناہ کا کفارہ دریافت کرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ﴾ ''دن کے کناروں میں اور رات کی گھڑیوں میں نماز قائم کیجیے۔ بے شک نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے۔'' اس آدمی نے

٤٢٥٣ــ [حسن] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [ "إن الله يقبل توبة العبد مالم يغرغر]، ح: ٣٥٣٧ من حديث ابن ثوبان به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٤٤٩، والحاكم: ٤/ ٢٥٧، والذهبي، وحسنه البغوي في شرح السنة: ٥/ ٩٠، ح: ١٣٠٦، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ٢٤٥٠ وغيره.

٤٢٥٤ــ [صحيح] تقدم، ح: ١٣٩٨.

کہا: اللہ کے رسول! کیا یہ (رعایت) میرے (ہی) لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ میری امت کے ہر اس شخص کے لیے ہے جو اس پر عمل کرے۔''

فوائد و مسائل: ① بعض گناہ دوسرے گناہوں سے چھوٹے بڑے ہوتے ہیں۔ جتنا بڑا گناہ ہوگا اس کی معافی کے لیے اتنی بڑی نیکی کی ضرورت ہے۔ ② وہ شخص اپنے گناہ پر نادم تھا اور اس کی معافی کے لیے ہر کفارہ ادا کرنے کو تیار تھا' اس وجہ سے وہ گناہ نماز کی برکت سے معاف ہوگیا۔ جو شخص نادم نہ ہو' گناہ کو معمولی سمجھے' اس کا چھوٹا گناہ بھی بڑا ہو جاتا ہے۔ ③ آیت کے شان نزول سے اس کا مطلب اور مفہوم واضح ہو جاتا ہے لیکن آیت میں مذکور حکم امت کے سب افراد کے لیے ہوتا ہے۔ ④ گناہ ہو جائے تو فوراً کوئی نیکی کرنی چاہیے' مثلاً: نفل نماز پڑھ کر گناہ کی معافی کی دعا کرے' یا صدقہ خیرات کرے' یا کوئی اور نیکی کرے جو اس گناہ کی معافی سے مناسبت رکھتی ہو' مثلاً ذکر اذکار' تلاوت اور نفلی روزہ وغیرہ۔

**٤٢٥٥- حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ قَالَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَلَا أُحَدِّثُكَ بِحَدِيثَيْنِ عَجِيبَيْنِ؟ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَسْرَفَ رَجُلٌ عَلٰى نَفْسِهِ. فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ أَوْصٰى بَنِيهِ فَقَالَ: إِذَا أَنَا مِتُّ فَأَحْرِقُونِي، ثُمَّ اسْحَقُونِي، ثُمَّ ذَرُّونِي فِي الرِّيحِ، فِي الْبَحْرِ. فَوَاللهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيَّ رَبِّي لَيُعَذِّبُنِي عَذَابًا مَا عَذَّبَهُ أَحَدًا. قَالَ: فَفَعَلُوا بِهِ ذٰلِكَ. فَقَالَ لِلْأَرْضِ: أَدِّي مَا أَخَذْتِ. فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ. فَقَالَ لَهُ: مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: خَشْيَتُكَ أَوْ

**۴۲۵۵-** امام زہری رحمہ اللہ نے (اپنے شاگرد معمر سے) فرمایا: کیا میں تجھے دو عجیب حدیثیں نہ سناؤں؟ (پہلی حدیث یہ ہے جو) حمید بن عبدالرحمٰن نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی نے اپنی جان پر زیادتی کی (اور زندگی میں بہت گناہ کیے)' جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے ہوئے کہا: جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا' پھر مجھے (میری لاش کو) پیس کر' مجھے (میری راکھ کو) ہوا میں اڑا دینا اور سمندر میں بہا دینا۔ قسم ہے اللہ کی! اگر اللہ نے مجھے پکڑ لیا تو مجھے ایسا عذاب دے گا جو کسی کو نہیں دیا ہوگا۔ ان بیٹوں نے ایسے ہی کیا۔ اللہ نے زمین سے کہا: جو تو نے لیا ہے حاضر کر دے (ایسے ہی سمندر سے بھی اس کی راکھ کے

---

٤٢٥٥ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: (٥٤)، ح: ٣٤٨١، من حديث معمر به، ومسلم، التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالٰى، وأنها تغلب غضبه، ح: ٢٥/٢٧٥٦ من حديث عبدالرزاق به.

مَخَافَتُكَ يَارَبِّ فَغَفَرَ لَهُ، لِذٰلِكَ».

ذرات جمع کر کے اسے زندہ کر دیا) اچانک وہ (زندہ سلامت) کھڑا تھا۔ اللہ نے اس سے فرمایا: تو نے جو کام کیا ہے اس پر تجھے کس چیز نے آمادہ کیا؟ اس نے کہا: میرے رب! تیرے خوف نے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے اسے معاف کر دیا۔"

**٤٢٥٦- قَالَ الزُّهْرِيُّ** : وَحَدَّثَنِي حُمَيْدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «دَخَلَتِ امْرَأَةٌ النَّارَ، فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا. فَلَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا هِيَ أَرْسَلَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ حَتَّى مَاتَتْ».

**۴۲۵۶-** امام زہری ؒ نے (دوسری حدیث بیان کرتے ہوئے) فرمایا: اور مجھے حمید بن عبدالرحمٰن نے ابوہریرہ ؓ سے حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک عورت ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں چلی گئی۔ اس نے اسے باندھ دیا تھا' نہ اسے کچھ کھانے کو دیا' نہ اسے چھوڑا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی حتی کہ وہ (بھوک سے) مرگئی۔"

قَالَ الزُّهْرِيُّ: لِئَلَّا يَتَّكِلَ رَجُلٌ، وَلَا يَيْأَسَ رَجُلٌ.

امام زہری ؒ نے فرمایا: (میں نے یہ دو حدیثیں اس لیے سنائی ہیں) تاکہ کوئی (اپنی نیکیوں پر) بھروسا نہ کرے اور کوئی (اللہ کی رحمت سے) مایوس نہ ہو۔

**فوائد و مسائل:** ① انسان کو اللہ کی رحمت کی امید کے ساتھ ساتھ اللہ کے عذاب سے خوف بھی رکھنا چاہیے۔ ② محدثین کی فقاہت صرف اختلافی فروعی مسائل تک محدود نہ تھی بلکہ ایمان' اخلاق اور عملی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر بھی ان کی گہری نظر تھی۔ ③ اپنی لاش جلانے اور اس کی راکھ اڑانے کی وصیت کرنے کی وجہ موت کے وقت خشیت کی کیفیت کا غلبہ تھی' اس لیے اس کی یہ غلطی بھی معاف ہوگئی کہ اس نے نامناسب وصیت کی۔ ④ اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو زندہ کیے بغیر روح سے بھی سوال کر سکتا تھا لیکن اس کو اللہ نے اپنی قدرت اور سطوت کا مشاہدہ کروا دیا۔ ⑤ قبر کے عذاب اور نعمت سے مراد وہ تمام حالات ہیں جو موت کے بعد قیامت تک پیش آئیں گے۔ یہ حالات ہر شخص کو پیش آتے ہیں' خواہ اسے دفن کیا جائے یا اسے جنگلی جانور یا مچھلیاں کھا جائیں یا اس کو خاکِ سیاہ کر کے اس کے ذرے بکھیر دیے جائیں یا اس کی راکھ کو کسی برتن میں محفوظ کر لیا جائے یا اس کی لاش محفوظ ہو جسے لوگ دیکھ رہے ہوں۔ ⑥ عذاب قبر کا تعلق عالم غیب سے ہے' اس لیے زندہ انسان اس کے

---

٤٢٥٦_ [صحيح] انظر الحديث السابق.

ادراک کی طاقت نہیں رکھتے۔ ⑦ کسی بھی جاندار چیز پر ظلم کرنا بہت بڑا گناہ ہے' خاص طور پر ایسا ظلم جس سے جاندار ایک ہی بار مر جانے کے بجائے تڑپ تڑپ کر اور سسک سسک کر مرے۔ ⑧ پالتو جانوروں کی ضروریات کا خیال رکھنا فرض ہے بلکہ ایسے جانور جو کسی کے پالتو نہیں' ان پر رحم کرنے سے بھی اللہ کی رحمت حاصل ہوتی ہے' جیسے کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے گناہ گار انسان کی مغفرت ہوگئی تھی۔

٤٢٥٧- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ الْمُسَيَّبِ الثَّقَفِيِّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُولُ: يَاعِبَادِي كُلُّكُمْ مُذْنِبٌ إِلَّا مَنْ عَافَيْتُ. فَسَلُونِي الْمَغْفِرَةَ فَأَغْفِرَ لَكُمْ. وَمَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ أَنِّي ذُو قُدْرَةٍ عَلَى الْمَغْفِرَةِ فَاسْتَغْفَرَنِي بِقُدْرَتِي غَفَرْتُ لَهُ. وَكُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُ. فَسَلُونِي الْهُدٰى أَهْدِكُمْ. وَكُلُّكُمْ فَقِيرٌ إِلَّا مَنْ أَغْنَيْتُ. فَسَلُونِي أَرْزُقْكُمْ. وَلَوْ أَنَّ حَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ، وَأَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ، وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمُ اجْتَمَعُوا فَكَانُوا عَلٰى قَلْبِ أَتْقٰى عَبْدٍ مِنْ عِبَادِي - لَمْ يَزِدْ فِي مُلْكِي جَنَاحُ بَعُوضَةٍ. وَلَوِ اجْتَمَعُوا فَكَانُوا عَلٰى قَلْبِ أَشْقٰى عَبْدٍ مِنْ عِبَادِي - لَمْ يَنْقُصْ مِنْ مُلْكِي جَنَاحُ بَعُوضَةٍ. وَلَوْ أَنَّ حَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ، وَأَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ، وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمُ اجْتَمَعُوا،

۴۲۵۷- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندو! تم سب گناہ کرنے والے ہو' سوائے اس کے جسے میں محفوظ رکھوں' اس لیے مجھ سے بخشش طلب کرو' میں تمھیں بخش دوں گا۔ تم میں سے جو کوئی یہ یقین رکھے کہ میں بخشنے کی قدرت رکھتا ہوں' پھر وہ مجھ سے میری قدرت کے واسطے سے بخشش کی درخواست کرے تو میں اس کی مغفرت کر دوں گا۔ تم سب راہ بھولے ہوئے ہو' سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں' چنانچہ مجھ سے ہدایت مانگو' میں تمھیں ہدایت دوں گا۔ تم سب فقیر (محتاج اور مفلس) ہو' سوائے اس کے جسے میں غنی کر دوں' لہٰذا مجھ سے مانگو' میں تمھیں رزق دوں گا۔ اگر تمھارے زندہ' فوت شدہ' پہلے اور پچھلے' تر اور خشک اکٹھے ہو کر میرے بندوں میں سے سب سے زیادہ متقی انسان جیسے دل والے بن جائیں تو اس سے میری بادشاہت میں مچھر کے پر جتنا بھی اضافہ نہیں ہوگا۔ اور اگر وہ سب اکٹھے ہو کر میرے بندوں میں سے سب سے زیادہ بدنصیب (اور بدکار) بندے جیسے دل والے بن جائیں' اس سے میری

٤٢٥٧ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب [فيه أربعة أحاديث . . .]، ح: ٢٤٩٥ من حديث ليث عن شهر به، وقال: "حسن" وروى بعضهم عن شهر عن معدي كرب عن أبي ذر به، وأكثره في صحيح مسلم.

فَسَأَلَ كُلُّ سَائِلٍ مِنْهُمْ مَا بَلَغَتْ أُمْنِيَّتُهُ ـ مَا نَقَصَ مِنْ مُلْكِي إِلَّا كَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ مَرَّ بِشَفَةِ الْبَحْرِ، فَغَمَسَ فِيهَا إِبْرَةً ثُمَّ نَزَعَهَا. ذٰلِكَ بِأَنِّي جَوَادٌ مَاجِدٌ. عَطَائِي كَلَامٌ. إِذَا أَرَدْتُ شَيْئًا، فَإِنَّمَا أَقُولُ لَهُ: كُنْ فَيَكُونُ».

بادشاہت میں مچھر کے پر جتنی کمی نہیں آئے گی۔ اگر تمھارے زندہ' فوت شدہ' پہلے اور پچھلے' تر اور خشک اکٹھے ہو کر (مجھ سے سوال کریں اور) ہر مانگنے والا وہ سب کچھ مانگ لے جس کی وہ (زیادہ سے زیادہ) تمنا کر سکتا ہے تو اس سے میری بادشاہت میں اتنی ہی کمی آئے گی جیسے کوئی سمندر کے کنارے پر جائے اور اس میں ایک سوئی ڈبو کر نکال لے، کیونکہ میں سخی اور عظمتوں والا ہوں۔ میری عطا کلام کرنا ہے۔ جب میں کسی چیز کا ارادہ کروں تو اسے صرف یہ کہتا ہوں: ہو جا' وہ ہو جاتی ہے۔''

فوائد و مسائل: ① صحیح مسلم میں اس حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنی ذات پر حرام کر لیا ہے اور اسے تمھارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے' اس لیے ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ میرے بندو! تم سب راہ بھولے ہوئے ہو' سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں۔ پس مجھ سے ہدایت مانگو' میں تمھیں ہدایت دوں گا۔ میرے بندو! تم سب بھوکے ہو' سوائے اس کے جسے میں غذا عنایت کروں' پس مجھ سے کھانا مانگو' میں تمھیں کھانا دوں گا۔ میرے بندو! تم سب ننگے ہو' سوائے اس کے جسے میں (لباس) پہناؤں' پس مجھ سے لباس مانگو' میں تمھیں لباس پہناؤں گا۔ میرے بندو! تم رات دن غلطیاں کرتے ہو اور میں سب گناہ بخش دیتا ہوں' پس مجھ سے بخشش مانگو' میں تمھیں بخش دوں گا۔ میرے بندو! تم کبھی اس قابل نہیں ہو سکتے کہ میرا کچھ نقصان کر سکو' اور تم کبھی اس قابل نہیں ہو سکتے کہ مجھے کچھ فائدہ پہنچا سکو۔ میرے بندو! اگر تمھارے پہلے پچھلے' انسان اور جن سب سے زیادہ متقی فرد جیسے دل والے بن جائیں تو اس سے میری بادشاہت میں کچھ اضافہ نہیں ہوگا۔ میرے بندو! اگر تمھارے پہلے پچھلے' انسان اور جن سب سے زیادہ بدکار فرد جیسے دل والے بن جائیں تو اس سے میری بادشاہت میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔ میرے بندو! اگر تمھارے پہلے پچھلے' انسان اور جن ایک میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے سوال کریں' اور میں ہر انسان کا سوال پورا کر دوں تو اس سے میرے پاس (موجود خزانوں) میں اتنی ہی کمی ہوگی' جتنی سوئی ڈبونے سے سمندر میں کمی ہوتی ہے۔ میرے بندو! یہ تمھارے ہی اعمال ہیں جنھیں میں تمھارے لیے شمار کرتا (اور محفوظ رکھتا) ہوں' پھر تمھیں وہ پورے پورے دے دوں گا (ان کی جزا پوری دوں گا) تو جسے بھلائی ملے وہ اللہ کا شکر کرے اور جسے دوسری چیز پیش آئے وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے۔'' (صحیح مسلم' البر والصلة والأدب' باب تحريم الظلم' حديث:

۴۲۵۷) ② بندے کو اللہ سے امید اور خوف کا تعلق رکھنا چاہیے۔ ③ ہر ضرورت پوری کرنے والا اللہ ہی ہے' لہٰذا اسی سے مانگنا چاہیے جس کے خزانے لامحدود ہیں۔ ④ نیک بننے میں انسان کا اپنا فائدہ ہے اور برا بننے میں اپنا نقصان ہے۔ ہم اللہ کا کچھ نہیں سنوار سکتے' نہ اس کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ ⑤ اللہ کی عظمت اور اپنی بے مائیگی کا احساس انسان کو سیدھی راہ پر قائم رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

## (المعجم ٣١) - بَابُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَالْاِسْتِعْدَادِ لَهُ (التحفة ٣١)

## باب:۳۱-موت کی یاد اور اس کے لیے تیاری

٤٢٥٨- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ» يَعْنِي الْمَوْتَ.

۴۲۵۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لذتیں ختم کر دینے والی' یعنی موت' کو کثرت سے یاد کیا کرو۔''

٤٢٥٩- حَدَّثَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عَبْدِاللهِ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَجَاءَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ. فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ. ثُمَّ قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ أَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا» قَالَ: فَأَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَكْيَسُ؟ قَالَ: «أَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا، وَأَحْسَنُهُمْ لِمَا

۴۲۵۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک انصاری صحابی آئے' انھوں نے نبی ﷺ کو سلام کیا' پھر کہا: اللہ کے رسول! کون سا مومن افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس کا اخلاق زیادہ اچھا ہو۔'' انھوں نے کہا: کون سا مومن زیادہ عقل مند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو موت کو زیادہ یاد کرتے ہیں اور اس کے بعد (کے مراحل) کے لیے زیادہ اچھی تیاری کرتے ہیں' یہی عقل مند ہیں۔''



---

٤٢٥٨ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في ذكر الموت، ح:٢٣٠٧ عن محمود به، وقال: "غريب حسن".

٤٢٥٩ـ [حسن] * فروة بن قيس تابعه العلاء بن عتبة، حلية الأولياء: ٣١٣/١، وأبومعيد حفص بن غيلان عند الطبراني في مسند الشاميين: ٣٩٢/٢، ح:١٥٥٩، وإسناده حسن، وصححه الحاكم: ٥٤٠/٤، ٥٤١، ووافقه الذهبي، ورواه مجاهد عن ابن عمر به، الطبراني في الصغير: ٨٧/٢، والكبير: ٤١٧/١٢، ح:١٣٥٦٣، وقال الهيثمي: ٣٠٩/١٠ "إسناده حسن".

بَعْدَهُ اسْتِعْدَادًا . أُولٰئِكَ الْأَكْيَاسُ» .

فوائد و مسائل: ① اچھا اخلاق اللہ کے ہاں درجات کی بلندی کا باعث ہے۔ ② موت کا ذکر کرنے سے دل کی غفلت دور ہوتی ہے۔ ③ موت کو یاد رکھنے سے آخرت کے لیے تیاری کرنے کی ترغیب ہوتی ہے۔ ④ اصل عقل مندی آخرت کی نعمتیں حاصل کرنے کے لیے محنت کرنا ہے۔ دنیا کی فانی اور بے حقیقت اشیاء پر پوری توجہ لگا دینا بے وقوفی ہے۔

٤٢٦٠- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي يَعْلٰى شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ، وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ. وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا، ثُمَّ تَمَنّٰى عَلَى اللهِ» .

۴۲۶۰- حضرت ابو یعلیٰ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عقل مند وہ ہے جو اپنا محاسبہ کرے اور موت کے بعد والی زندگی کے لیے عمل کرے۔ اور بیوقوف وہ ہے جو اپنے نفس کو اس کی خواہشات کے پیچھے لگا دے (نفس کی خواہشات کے مطابق زندگی گزارتا ہے) اور اللہ سے (جھوٹی) امیدیں وابستہ کرے۔'' (یہ کہہ کر مطمئن ہو جائے کہ اللہ بہت بخشنے والا ہے لیکن عمل ایسے کرے جس سے اس کی رحمت کی بجائے اس کا غضب حاصل ہو۔)

٤٢٦١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَكَمِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ: حَدَّثَنَا [سَيَّارٌ]: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلٰى شَابٍّ، وَهُوَ فِي الْمَوْتِ. فَقَالَ: «كَيْفَ تَجِدُكَ؟» قَالَ: أَرْجُو اللهَ يَا رَسُولَ اللهِ وَأَخَافُ ذُنُوبِي. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ، فِي مِثْلِ هٰذَا

۴۲۶۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ ایک نوجوان کے پاس تشریف لے گئے جو قریب الوفات تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا حال ہے؟'' اس نے کہا: اللہ کے رسول! اللہ سے (اس کی رحمت کی) امید رکھتا ہوں لیکن اپنے گناہوں سے ڈر بھی لگتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس بندے کے دل میں ایسے موقع پر یہ دونوں چیزیں (امید اور خوف) جمع ہو

٤٢٦٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، [باب حديث الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت]، ح: ٢٤٥٩ من حديث أبي بكر بن أبي مريم به، وقال: "حسن"، وانظر، ح: ١٤٨٠ لحال ابن أبي مريم هٰذا .

٤٢٦١ـ [حسن] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب الرجاء بالله والخوف بالذنب عند الموت، ح: ٩٨٣ من حديث سيار بن حاتم به، وقال: "حسن غريب" .

الْمَوْطِنِ، إِلَّا أَعْطَاهُ اللهُ مَا يَرْجُو، وَآمَنَهُ مِمَّا يَخَافُ».

جائیں' اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز دیتا ہے جس کی وہ امید رکھتا ہے اور اس سے بچالیتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① بیمار آدمی کی عیادت کرنا اور اس کی خیریت دریافت کرنا مسنون ہے' خاص طور پر جب کہ مریض کی کیفیت ایسی ہو کہ آخری وقت قریب محسوس ہوتا ہو۔ ② بندے کو وفات کے وقت امید اور خوف دونوں کو سامنے رکھنا چاہیے' تاہم امید کا پہلو غالب ہونا چاہیے۔ ③ اگر بندے کے دل میں امید وخوف کی کیفیت ہو تو اللہ کی رحمت حاصل ہوتی ہے' اس طرح اللہ کے غضب سے پناہ مل جاتی ہے۔

**٤٢٦٢- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْمَيِّتُ تَحْضُرُهُ الْمَلَائِكَةُ. فَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَالِحًا، قَالُوا: أُخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ. أُخْرُجِي حَمِيدَةً، وَأَبْشِرِي بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ. فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا، حَتَّى تَخْرُجَ. ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ. فَيُفْتَحُ لَهَا. فَيُقَالُ: مَنْ هٰذَا؟ فَيَقُولُونَ فُلَانٌ. فَيُقَالُ: مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الطَّيِّبَةِ، كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ. أُدْخُلِي حَمِيدَةً، وَأَبْشِرِي بِرَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَرَبٍّ غَيْرِ غَضْبَانَ. فَلَا يَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتَّى يُنْتَهٰى بِهَا إِلَى السَّمَاءِ الَّتِي فِيهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ. وَإِذَا كَانَ الرَّجُلُ السُّوءُ قَالَ: أُخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ

۴۲۶۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''قریب الوفات آدمی کے پاس فرشتے آتے ہیں' اگر آدمی نیک ہو تو وہ کہتے ہیں: نکل اے پاک روح جو پاک جسم میں تھی۔ نکل' تو قابل تعریف ہے۔ تجھے خوشخبری ہو رحمت اور خوشبو کی (نعمتوں کی) اور اس رب (سے ملاقات) کی جو ناراض نہیں۔ اسے برابر اسی طرح کہا جاتا ہے حتی کہ وہ (جسم سے) نکل آتی ہے۔ پھر وہ (فرشتے) اسے آسمان کی طرف چڑھا لے جاتے ہیں تو اس کے لیے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے: یہ کون ہے؟ وہ کہتے ہیں: فلاں شخص ہے۔ تب کہا جاتا ہے: خوش آمدید! پاک روح کو جو پاک جسم میں تھی۔ داخل ہو جا' تو قابل تعریف ہے۔ اور تجھے خوشخبری ہو' رحمت اور خوشبو کی اور اس رب (سے ملاقات) کی جو ناراض نہیں۔ اسے مسلسل اسی طرح کہا جاتا ہے حتی کہ اسے لے کر اس آسمان تک پہنچتے ہیں جس پر اللہ عزوجل کی ذاتِ اقدس ہے۔ اگر (مرنے والا) آدمی برا ہو تو فرشتہ کہتا ہے: نکل اے خبیث روح

٤٢٦٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٤، ٦/ ١٤٠، والنسائي في الكبرٰى: ٦/ ٤٤٣، ٤٤٤، ح: ١١٤٤٢ من حديث ابن أبي ذئب به، وصححه البوصيري.

الْخَبِيثَةُ كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيثِ. أُخْرُجِي ذَمِيمَةً، وَأَبْشِرِي بِحَمِيمٍ وَغَسَّاقٍ. وَآخَرَ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ. فَلَايَزَالُ يُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتَّى تَخْرُجَ. ثُمَّ يُعْرَجُ بِهَا إِلَى السَّمَاءِ. فَلَا يُفْتَحُ لَهَا. فَيُقَالُ: مَنْ هٰذَا؟ فَيُقَالُ: فُلَانٌ. فَيُقَالُ: لَا مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الْخَبِيثَةِ، كَانَتْ فِي الْجَسَدِ الْخَبِيثِ. اِرْجِعِي ذَمِيمَةً. فَإِنَّهَا لَا تُفْتَحُ لَكِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ. فَيُرْسَلُ بِهَا مِنَ السَّمَاءِ، ثُمَّ تَصِيرُ إِلَى الْقَبْرِ».

جو گندے جسم میں تھی۔ نکل، تو قابل مذمت ہے۔ تجھے خوشخبری ہو کھولتے ہوئے پانی کی، پیپ کی اور دوسرے اس کے مختلف عذابوں کی۔ اسے مسلسل اسی طرح کہا جاتا ہے حتی کہ وہ (جسم سے) نکل آتی ہے۔ پھر وہ اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں تو اس کے لیے دروازہ نہیں کھلتا۔ کہا جاتا ہے: یہ کون ہے؟ وہ کہتے ہیں: فلاں ہے۔ کہا جاتا ہے: اس ناپاک روح کو کوئی خوش آمدید نہیں جو ناپاک جسم میں تھی۔ واپس ہو جا قابل مذمت ہو کر۔ تیرے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ تب اسے آسمان سے واپس بھیج دیا جاتا ہے اور وہ قبر میں آ پہنچتی ہے۔"



**فوائد و مسائل:** ① فرشتے اللہ کی مقدس مخلوق ہیں جو اللہ کے حکم سے مختلف فرائض انجام دیتے ہیں۔ ② انسانوں کی روح قبض کرنے کے لیے بھی فرشتے مقرر ہیں جن کا سردار وہ ہے جسے حدیث میں "ملک الموت" (موت کا فرشتہ) کہا گیا ہے اور عوام میں اس کا نام عزرائیل مشہور ہے۔ ③ فرشتے قریب الوفات آدمی کے پاس آ کر اسے مخاطب کرتے ہیں۔ اس وقت وہ انھیں دیکھتا اور ان کی باتیں سنتا ہے لیکن دوسرے انسان انھیں نہیں دیکھ سکتے اور نہ ان کی بات ہی سن سکتے ہیں۔ ④ روح ایک غیر مادی وجود ہے جس کی موجودگی میں جسم زندہ کہلاتا ہے لیکن فرشتے اسے نکالتے، پکڑتے، اس سے بات کرتے اور برے انسان کی روح کو سزا بھی دیتے ہیں۔ ⑤ آسمان ایک ٹھوس وجود ہے جس کے دروازے ہیں جو کھلتے اور بند ہوتے ہیں اور فرشتے ان سے آتے جاتے ہیں۔ ⑥ نیک روح کو آسمان پر لے جایا جاتا ہے اور اس کا خیر مقدم کیا جاتا ہے جب کہ بری روح کو آسمان تک لے جایا جاتا ہے لیکن اسے اوپر جانے کی اجازت نہیں ملتی۔ ⑦ قبر کا عذاب بھی ان غیبی معاملات میں شامل ہے جن پر ایمان لانا ضروری ہے اگرچہ موجودہ جسمانی حواس کے ساتھ اس کا ادراک ممکن نہیں۔ مومن کے لیے قبر کی راحت بھی اسی قبیل سے ہے۔

٤٢٦٣- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ

۴۲۶۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

٤٢٦٣ـ [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٣٩٢ من حديث عمر بن علي به، وصححه البوصيري، وله شواهد، منها حديث مطر بن عكامس، أخرجه الترمذي، ح: ٢١٤٦، وقال: "حسن غريب"، وصححه الحاكم ◄◄

الْجَحْدَرِيُّ وَ عُمَرُ بْنُ [شَبَّةَ] بْنِ عَبِيدَةَ قَالَا: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ: أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَ أَجَلُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضٍ، أَوْثَبَتْهُ إِلَيْهَا الْحَاجَةُ، فَإِذَا بَلَغَ أَقْصٰى أَثَرِهِ، قَبَضَهُ اللهُ سُبْحَانَهُ. فَتَقُولُ الْأَرْضُ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَبِّ هٰذَا مَا اسْتَوْدَعْتَنِي».

ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی شخص کی موت کسی خاص جگہ پر آنا مقدر ہوتی ہے' اس کی (کوئی دنیوی) ضرورت اسے وہاں لے جاتی ہے۔ جب وہ اپنے آخری قدم تک پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے فوت کر لیتا ہے۔ قیامت کے دن زمین کہے گی: میرے مالک! تو نے میرے پاس جو امانت رکھی تھی' وہ یہ (حاضر) ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ کا علم کامل اور اکمل ہے۔ اسے معلوم ہے کہ کس شخص کی موت کہاں آنے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ بندے کو معلوم نہیں۔ ارشاد ہے: ﴿وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ. اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ﴾ (لقمان ۳۱:۳۴) ''کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہی پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے۔'' ② انسان کی موت اپنے مقرر وقت ہی پر آتی ہے' ظاہری طور پر کوئی سبب بن جاتا ہے جسے ہم حادثہ قرار دے لیتے ہیں۔



٤٢٦٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، أَبُو سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى، عَنْ سَعْدِ ابْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ، أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ. وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ، كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ». فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ كَرَاهِيَةُ لِقَاءِ اللهِ فِي كَرَاهِيَةِ لِقَاءِ الْمَوْتِ؟ فَكُلُّنَا يَكْرَهُ الْمَوْتَ. قَالَ: «لَا. إِنَّمَا ذَاكَ عِنْدَ مَوْتِهِ. إِذَا بُشِّرَ

۴۲۶۴- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ سے ملاقات پسند کرتا ہے' اللہ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے۔ اور جو شخص اللہ سے ملاقات ناپسند کرتا ہے' اللہ بھی اس سے ملاقات ناپسند کرتا ہے۔'' عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! موت کو ناپسند کرنے میں اللہ کی ملاقات سے ناپسندیدگی کا اظہار ہے۔ اور ہم سب (طبعی طور پر) موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ (تو پھر نجات کیسے ہوگی؟) نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ بات نہیں' اس سے موت کے وقت کی کیفیت

◀◀ على شرط الشيخين: ١/ ٤٢، ووافقه الذهبي.

٤٢٦٤ـ أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب من أحب لقاء الله، أحب الله لقاءه . . . الخ، ح: ٢٦٨٤/ ١٥ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، ومنه علقه البخاري، ح: ٦٥٠٧.

بِرَحْمَةِ اللهِ وَمَغْفِرَتِهِ، أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ. فَأَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ. وَإِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللهِ، كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ. وَكَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ».

مراد ہے۔ جب (بندے کو) اللہ کی رحمت اور مغفرت کی خوش خبری دی جاتی ہے' وہ اللہ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے' تب اللہ بھی اس سے ملاقات کرنا پسند کرتا (اور اس سے خوش ہوتا) ہے۔ اور جب (کسی بندے کو) اللہ کے عذاب کی بشارت دی جائے' وہ اللہ سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا (مرنے سے گھبراتا ہے)' اللہ بھی اس سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتا۔''

فوائد و مسائل: ① فوت ہونے والے نیک آدمی کو فرشتے خوش خبری دیتے ہیں' چنانچہ اسے اللہ کے پاس جانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے تاکہ جلد از جلد وہ نعمتیں حاصل کر سکے جو اللہ نے اپنے پیارے بندوں کے لیے تیار کی ہیں۔ ② فوت ہونے والے برے آدمی کو فرشتوں کی خوف ناک کیفیت سے پتہ چل جاتا ہے کہ وہ سزا کا مستحق ہے' پھر فرشتے بھی اسے یہی خبر دیتے ہیں تو اسے مزید یقین ہو جاتا ہے' اس لیے اس کو مرنے سے خوف آتا ہے اور وہ اللہ کے پاس جانا نہیں چاہتا۔

٤٢٦٥- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا الْمَوْتَ، فَلْيَقُلِ: اللَّهُمَّ أَحْيِنِي، مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي، إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي».

۴۲۶۵- حضرت انس ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی نازل ہونے والی مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر وہ موت کی تمنا ضرور کرنا ہی چاہے تو یوں کہے: [اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّي، وَتَوَفَّنِي، إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّي] ''اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہو۔ اور مجھے اس وقت فوت کرنا جب میرے لیے وفات بہتر ہو۔''

فوائد و مسائل: ① زندگی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ اس میں نیکیاں کر کے بندہ اللہ کو راضی کر سکتا ہے اور جنت کے بلند درجات حاصل کر سکتا ہے۔ ② موت کی دعا' زندگی کی نعمت کی ناشکری ہے۔ ③ موت کی تمنا

---

٤٢٦٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الجنائز، باب في كراهية تمني الموت، ح:٣١٠٨ من حديث عبدالوارث به، ومن حديثه أخرجه البخاري، ح:٥٦٧١، ومسلم، ح:٢٦٨٠ وغيرهما، ورواه ثابت عن أنس به (متفق عليه).

بے صبری کا اظہار بھی ہے اور اللہ کی رحمت سے مایوسی بھی' اس لیے موت کی دعا کرنے کی بجائے مشکلات ٹل جانے کی دعا کرنا زیادہ بہتر ہے۔ ④ حدیث میں ذکر کردہ دعا میں اللہ پر توکل اور اللہ کے فیصلوں کو خوشدلی سے قبول کرنے کا اظہار ہے۔ ⑤ دنیا کی مشکلات وقتی ہیں جب کہ اللہ کی ناراضی آخرت کی ابدی نعمتوں سے محرومی کا باعث ہے۔

## (المعجم ٣٢) - بَابُ ذِكْرِ الْقَبْرِ وَالْبِلَى (التحفة ٣٢)

## باب: ٣٢- قبر کا اور جسم کے گل سڑ جانے کا بیان

٤٢٦٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِبْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ شَيْءٌ مِنَ الْإِنْسَانِ إِلَّا يَبْلَى. إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ. وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۴۲۶۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کی ہر چیز بوسیدہ ہو (کر مٹی میں مل) جاتی ہے' سوائے ایک ہڈی کے' وہ ریڑھ کی ہڈی کا آخری مہرہ ہے۔ قیامت کے دن اسی سے تخلیق شروع ہوگی۔''

فوائد و مسائل: ① قبر میں انسان کا جسم آہستہ آہستہ مٹی میں تبدیل ہو جاتا ہے حتی کہ ہڈیاں بھی مٹی بن کر مٹی میں مل جاتی ہیں' اس کے باوجود قبر کا عذاب وثواب باقی رہتا ہے۔ ② ریڑھ کی ہڈی کا آخری مہرہ بوسیدگی سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ اسی سے جسم انسانی کی دوبارہ تخلیق ہوگی۔ یہ مُہرہ کس طرح محفوظ رہتا ہے؟ اس کا علم اللہ کے سوا کسی کے پاس نہیں۔

٤٢٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَحِيرٍ، عَنْ هَانِيءٍ، مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ: كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، إِذَا وَقَفَ عَلَى قَبْرٍ، يَبْكِي. حَتَّى يَبُلَّ لِحْيَتَهُ.

۴۲۶۷- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ہانی بربری رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ ڈاڑھی تر ہو جاتی۔ کسی نے کہا: آپ جنت اور جہنم کا ذکر کرتے ہیں تو آپ کو

٤٢٦٦ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب: "يوم ينفخ في الصور فتأتون أفواجا"، ح: ٤٩٣٥، ومسلم، الفتن، باب ما بين النفختين، ح: ٢٩٥٥/١٤١ من حديث أبي معاوية به مطولاً.

٤٢٦٧ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزهد، باب ماجاء في فظاعة القبر وأنه أول منازل الآخرة، ح: ٢٣٠٨ من حديث يحيى بن معين به، وقال: "حسن غريب".

فَقِيلَ لَهُ: تَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ، وَلَا تَبْكِي. وَتَبْكِي مِنْ هٰذَا؟ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ، فَإِنْ نَجَا مِنْهُ، فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ. وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ، فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ» قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ».

رونا نہیں آتا اور اس (قبر) کو دیکھ کر روتے ہیں۔ (اس کی کیا وجہ ہے؟) انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبر آخرت کی پہلی منزل ہے۔ اگر آدمی اس سے نجات پا گیا تو بعد والے مراحل اس سے آسان ہوں گے۔ اگر اس سے نجات نہ پا سکا تو بعد کے مراحل اس سے زیادہ دشوار ہوں گے۔'' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جو بھی منظر کبھی دیکھا ہے' قبر اس سے زیادہ ہولناک ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① اللہ کے خوف سے رونا ایمان کی نشانی ہے۔ ② قبر سے نجات کا مطلب قبر میں سوال جواب کا مرحلہ خیریت سے طے ہو جاتا ہے۔ اگر سوالوں کے صحیح جواب دینے کی توفیق مل گئی تو قیامت کے مراحل بھی آسان ہو جائیں گے ورنہ قیامت کے سخت مراحل قبر کی نسبت بہت زیادہ ہولناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان سے محفوظ رکھے۔ ③ قبر کو سب سے خوفناک منظر دنیا کے لحاظ سے فرمایا گیا ہے ورنہ جہنم کے عذاب کا منظر اس سے کہیں زیادہ ہولناک ہے۔

٤٢٦٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْمَيِّتَ يَصِيرُ إِلَى الْقَبْرِ، فَيُجْلَسُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فِي قَبْرِهِ، غَيْرَ فَزِعٍ وَلَا مَشْغُوفٍ. ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: فِيمَ كُنْتَ؟ فَيَقُولُ: كُنْتُ فِي الْإِسْلَامِ. فَيُقَالُ لَهُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ ﷺ، جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللهِ فَصَدَّقْنَاهُ. فَيُقَالُ لَهُ: هَلْ رَأَيْتَ اللهَ؟ فَيَقُولُ: مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ

۴۲۶۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میت قبر میں پہنچ جاتی ہے تو نیک آدمی کو قبر میں (اٹھا کر) بٹھا دیا جاتا ہے۔ اسے کوئی گھبراہٹ اور پریشانی نہیں ہوتی۔ اسے کہا جاتا ہے: تو کس چیز میں تھا؟ وہ کہتا ہے: اسلام میں۔ کہا جاتا ہے: یہ آدمی کون ہے؟ وہ کہتا ہے: حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول' ہمارے پاس اللہ کے ہاں سے واضح دلائل لے کر آئے تو ہم نے آپ ﷺ کی تصدیق کی۔ کہا جاتا ہے: تو نے اللہ کو دیکھا ہے؟ وہ کہتا ہے: کوئی اس قابل نہیں کہ (دنیا میں) اللہ کو دیکھ سکے۔ تب اس کے لیے جہنم کی طرف ایک دریچہ کھولا جاتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ آگ

٤٢٦٨- [صحيح] تقدم، ح: ٤٢٦٢.

يَرَى اللهَ فَيُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ. فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا. فَيُقَالُ لَهُ: اُنْظُرْ إِلٰى مَا وَقَاكَ اللهُ. ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ الْجَنَّةِ. فَيَنْظُرُ إِلٰى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا. فَيُقَالُ لَهُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ. وَيُقَالُ لَهُ: عَلَى الْيَقِينِ كُنْتَ، وَعَلَيْهِ مُتَّ، وعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللهُ. وَيُجْلَسُ الرَّجُلُ السُّوءُ فِي قَبْرِهِ فَزِعًا مَشْغُوفًا. فَيُقَالُ لَهُ: فِيمَ كُنْتَ؟ فَيَقُولُ: لَاأَدْرِي. فَيُقَالُ لَهُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ؟ فَيَقُولُ: سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ قَوْلًا فَقُلْتُهُ. فَيُفْرَجُ لَهُ قِبَلَ الْجَنَّةِ. فَيَنْظُرُ إِلٰى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيهَا. فَيُقَالُ لَهُ: اُنْظُرْ إِلٰى مَا صَرَفَ اللهُ عَنْكَ. ثُمَّ يُفْرَجُ لَهُ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ، فَيَنْظُرُ إِلَيْهَا، يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا. فَيُقَالُ لَهُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ، عَلَى الشَّكِّ كُنْتَ، وَعَلَيْهِ مُتَّ، وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى».



آگ کو توڑ پھوڑ رہی ہے۔ اسے کہا جاتا ہے: دیکھ اللہ نے تجھے کس چیز سے بچالیا ہے' پھر اس کے لیے جنت کی طرف دریچہ کھولا جاتا ہے' وہ اس کی آب وتاب اور اس کی نعمتیں دیکھتا ہے۔ اسے کہا جاتا ہے: یہ تیرا ٹھکانا ہے۔ اور اسے کہا جاتا ہے: یقین پر تو تھا اور اسی پر تیری وفات ہوئی اور اسی پر تو اٹھایا جائے گا ان شاء اللہ۔ برے آدمی کو قبر میں اٹھا کر بٹھایا جاتا ہے تو وہ گھبرایا ہوا اور بدحواس ہوتا ہے۔ اسے کہا جاتا ہے: تو کس چیز میں تھا؟ وہ کہتا ہے: معلوم نہیں۔ اسے کہا جاتا ہے (تیری طرف مبعوث ہونے والا) یہ آدمی کون ہے؟ وہ کہتا ہے: (مجھے معلوم نہیں۔) میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے سنا تھا وہ میں نے بھی کہہ دی۔ تب اس کے لیے جنت کی طرف ایک دریچہ کھولا جاتا ہے' اسے اس کی آب وتاب اور اس کی نعمتیں نظر آتی ہیں۔ اسے کہا جاتا ہے: دیکھ اللہ نے تجھے کس چیز سے محروم کردیا۔ پھر اس کے لیے جہنم کی طرف دریچہ کھولا جاتا ہے۔ وہ اسے دیکھتا ہے کہ آگ آگ کو توڑ پھوڑ رہی ہے۔ اور اسے کہا جاتا ہے: یہ تیرا ٹھکانا ہے۔ تو (زندگی میں بھی) شک پر تھا اور اسی حالت میں مرگیا اور اسی پر تو اٹھایا جائے گا۔ إن شاء اللّٰہ۔

**فوائد ومسائل:** ① قبر میں سوال جواب کا مرحلہ یقینی ہے لیکن اس کا تعلق عالم غیب سے ہے جس کو زندہ انسان محسوس نہیں کر سکتے۔ نبی اکرم ﷺ کو اس کا احساس ہو جاتا تھا کیونکہ اس قسم کے غیبی معاملات انبیائے کرام کو دکھا دیے جاتے ہیں۔ ② جو شخص دنیا میں ایمان اور عمل صالح پر قائم تھا اس کو صحیح جوابات کی توفیق ملتی ہے۔ جس کے دل میں ایمان نہیں تھا' وہ جواب نہیں دے سکتا۔ ③ قبر میں ہر انسان کو جنت اور جہنم کا منظر دکھایا جاتا ہے اور وہ اپنے اعمال کے مطابق جنت یا جہنم کے اثرات محسوس کرتا ہے' تاہم جنت یا جہنم میں دائمی طور پر داخلہ قیامت کے دن ہوگا۔ ④ دفن کے بعد قبر کے پاس کھڑے ہو کر میت کو مخاطب کرنا اور اسے قبر

کے سوالوں کے جواب بتانا حدیث سے ثابت نہیں' اس لیے اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ موت کے بعد میت کا اس دنیا سے تعلق ختم ہو جاتا ہے۔

٤٢٦٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «﴿يُثَبِّتُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ﴾ قَالَ: نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ. يُقَالُ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللهُ، وَنَبِيِّي مُحَمَّدٌ. فَذٰلِكَ قَوْلُهُ: ﴿يُثَبِّتُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ﴾» [إبراهيم: ٢٧]

۴۲۶۹- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾ ''ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے۔'' اس سے کہا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ اور (دوسرے سوال کے جواب میں کہتا ہے:) میرے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ﴾ ''ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔''

فوائد و مسائل: ① پکی بات سے مراد کلمۂ توحید ہے۔ مومن اللہ کی توفیق سے دنیا کی زندگی میں اس پر قائم رہتا ہے جس کے نتیجے میں قبر میں وہ سوال جواب کے مرحلے میں ثابت قدم رہتا ہے۔ منافق دنیا کی زندگی میں اس پر قائم نہیں ہوتا بلکہ اس کا ایمان متزلزل ہوتا ہے اور وہ شکوک و شبہات میں مبتلا رہتا ہے' لہٰذا آخرت کی اس پہلی منزل (قبر) میں بھی وہ جواب نہیں دے سکتا۔ ② قبر میں عذاب نفاق اعتقادی سے کم تر گناہوں پر بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ پیشاب سے جسم اور لباس کو بچانے کی کوشش نہ کرنا' ایک کی بات دوسرے کو بتا کر لڑائی کرا دینا وغیرہ۔

٤٢٧٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۲۷۰- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے'

٤٢٦٩ـ أخرجه البخاري، الجنائز، باب ماجاء في عذاب القبر، ح: ١٣٦٩، ٤٦٩٩ من حديث شعبة به، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه... الخ، ح: ٢٨٧١/ ٧٣ عن ابن بشار به.

٤٢٧٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، ح: ١٠٧٢ من حديث عبدالله به، وقال: "حسن صحيح"، وأخرجه البخاري، ح: ١٣٧٩، ومسلم، ح: ٢٨٦٦ وغيرهما من حديث مالك عن نافع به، وهو في الموطأ: ١/ ٢٣٩.

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلَى مَقْعَدِهِ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ. إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ. يُقَالُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى تُبْعَثَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اسے صبح و شام اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہے تو جنت کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اور اگر جہنمی ہے تو جہنم کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے: یہ تیرا ٹھکانا ہے حتی کہ تجھے قیامت کے دن (قبر سے) اٹھایا جائے۔''

فوائد و مسائل: ① قبر کے ساتھ جنت اور جہنم کا جو تعلق قائم ہوتا ہے' اس کی وجہ سے مرنے والے کو جنت یا جہنم کی ہوا مسلسل آتی رہتی ہے' اور ایک حد تک راحت یا عذاب بھی مسلسل ہوتا ہے لیکن دن رات میں دو دفعہ اسے جنت یا جہنم میں موجود اس کا گھر بھی دکھایا جاتا ہے تاکہ اس کی خوشی یا رنج میں مزید اضافہ ہو۔ ② ''یہ تیرا ٹھکانا ہے'' اس میں اشارہ قبر کی طرف ہے' یعنی تو اس قبر میں رہے گا حتی کہ قیامت آئے اور تو اس ٹھکانے پر پہنچے جو تجھے دکھایا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اشارہ اس ابدی ٹھکانے کی طرف ہو جو اسے دکھایا جاتا ہے' یعنی اسے قیامت تک جنت یا جہنم کا وہ مقام روزانہ دکھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ قیامت کے دن تو اس مقام پر پہنچے گا۔

٤٢٧١- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: أَنْبَأَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ يَعْلُقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى جَسَدِهِ يَوْمَ يُبْعَثُ».

۴۲۷۱- حضرت عبدالرحمٰن بن کعب انصاری رحمہ اللہ اپنے والد حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کی جان ایک پرندے کی صورت میں جنت کے درختوں سے (پھل) کھاتی ہے حتی کہ اٹھنے کے دن (قیامت کو) دوبارہ اپنے جسم میں چلی جائے گی۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ محققین نے اس حدیث پر طویل بحث کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تصحیح والی رائے ہی اقرب الی الصواب ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے فاضل محقق نے سنن ابن ماجہ کی ایک روایت جو کہ اسی مفہوم کی ہے اس کی تحقیق میں لکھا ہے کہ آئندہ آنے والی روایت (۴۲۷۱) اس سے کفایت کرتی ہے جبکہ مذکورہ روایت کو

٤٢٧١_ [ضعيف] تقدم، ح: ١٤٤٩.

وہ خود ضعیف قرار دے چکے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں شیخ ﷫ سے تسامح ہوا ہے۔ بنا بریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۵/ ۵۵-۵۹' والصحيحة للألباني' رقم: ۹۹۵' وسنن ابن ماجه بتحقيق الدكتور بشار عود' رقم: ۴۲۷۱) ② پچھلی حدیث میں مذکور تھا کہ میت کو قبر ہی میں جنت کی یا جہنم کی ہوا پہنچتی ہے جبکہ اس حدیث میں ہے کہ وہ پرندے کی صورت میں جنت کے پھل کھاتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ انسان کے درجات کے لحاظ سے ہو کہ بعض مومنوں کو قبر میں جنت کی نعمتیں ملتی ہوں اور بعض کو جنت میں پہنچا دیا جاتا ہو' جیسے شہداء کے بارے میں یہی الفاظ وارد ہیں۔ واللہ أعلم.

**٤٢٧٢ - حَدَّثَنَا** إِسْمَاعِيلُ بْنُ حَفْصٍ [الْأُبُلِّيُّ]: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ مُثِّلَتِ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوبِهَا. فَيَجْلِسُ يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ وَيَقُولُ: دَعُونِي أُصَلِّ».

۴۲۷۲- حضرت جابر ﷜ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب میت قبر میں پہنچتی ہے تو اسے سورج ڈوبتا نظر آتا ہے۔ وہ آنکھیں ملتا ہوا اٹھ بیٹھتا ہے اور کہتا ہے: مجھے چھوڑو نماز پڑھ لینے دو۔''

**فوائد و مسائل:** ① قبر میں سورج غروب ہونے کا منظر بھی ایک آزمائش ہے جس سے سچے مومن کی اور نام نہاد مسلمان کی پہچان ہو جاتی ہے۔ ② زندگی میں پابندی کے ساتھ نماز پڑھنا نہایت ضروری ہے ورنہ قبر کے امتحان میں کامیاب ہونا مشکل ہے۔ ③ آنکھیں ملنے کی وجہ یہ ہے کہ اسے محسوس ہوتا ہے کہ وہ غافل ہو کر سویا رہا جس کی وجہ سے عصر کی نماز میں دیر ہو گئی' اس لیے وہ چاہتا ہے کہ فوراً نماز پڑھ لے تاکہ مزید تاخیر نہ ہو۔

## (المعجم ٣٣) - بَابُ ذِكْرِ الْبَعْثِ (التحفة ٣٣)

## باب: ۳۳- مرنے کے بعد زندہ ہونے (حشر) کا بیان

**٤٢٧٣ - حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۲۷۳- حضرت ابو سعید ﷜ سے روایت ہے'

---

**٤٢٧٢ـ [صحيح]** أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٨٦٧ من حديث إسماعيل بن حفص به، وصححه ابن حبان، ح: ٧٧٩، وحسنه البوصيري إن كان أبوسفيان سمعه من جابر، وله شاهد عند البيهقي في إثبات عذاب القبر، ح: ٦٤ (بتحقيقي)، وصححه ابن حبان، ح: ٧٨١، والحاكم: ١/ ٣٧٩، ٣٨٠ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وإسناده حسن كما قال الهيثمي في المجمع: ٣/ ٥٢.

**٤٢٧٣ـ [ضعيف]** وضعفه البوصيري لضعف حجاج بن أرطاة، وتقدم، ح: ٤٩٦، ١١٢٩، ٢٥٨٧ * وعطية تقدم، ح: ٣٧، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ٣٢٤٣ وغيره، وفيه عطية العوفي ضعيف، وأخرج أبوداود، ح: ٤٧٤٢ بلفظ◀◀

حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ صَاحِبَيِ الصُّورِ بِأَيْدِيهِمَا أَوْ فِي أَيْدِيهِمَا قَرْنَانِ. يُلَاحِظَانِ النَّظَرَ مَتٰى يُؤْمَرَانِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صور پھونکنے والے دونوں فرشتوں کے ہاتھوں میں دو نرسنگے (بگل) ہیں۔ وہ نظر اٹھا اٹھا کر دیکھتے ہیں کہ کب انھیں (پھونک مارنے کا) حکم دیا جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① صور (نرسنگا) ایک قسم کا بگل ہوتا تھا جو کسی جانور کے سینگ سے بنایا جاتا تھا۔ ② مذکورہ روایت ضعیف ہے' تاہم قرآن مجید میں صور میں پھونکنے کی بابت یہ ارشاد الٰہی ہے جس کا مفہوم یہ ہے: ''اور صور میں پھونکا جائے گا تو جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے وہ بے ہوش ہو جائے گا' سوائے اس کے جسے اللہ چاہے۔ پھر اس میں دوسری بار پھونکا جائے گا تو وہ یکا یک کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔'' (الزمر ۳۹:۶۸) ③ صور کی حقیقت و کیفیت سے اللہ تعالیٰ ہی باخبر ہے۔ ہمیں جتنی بات بتائی گئی ہے اس پر ایمان رکھنا چاہیے۔

٤٢٧٤ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ، بِسُوقِ الْمَدِينَةِ: وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوسٰى عَلَى الْبَشَرِ فَرَفَعَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَدَهُ فَلَطَمَهُ. قَالَ: تَقُولُ هٰذَا؟ وَفِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَنُفِخَ فِي ٱلصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَن فِي ٱلْأَرْضِ إِلَّا مَن شَآءَ ٱللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُم قِيَامٌ يَنظُرُونَ﴾ [الزمر: ٦٨] فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ. فَإِذَا

۴۲۷۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ مدینہ کے بازار میں ایک یہودی نے (بات چیت کے دوران میں) کہہ دیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ کو منتخب فرما کر انسانوں پر فضیلت دی! ایک انصاری صحابی نے ہاتھ اٹھایا اور اس (یہودی) کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ اور کہا: تو یہ الفاظ کہتا ہے' حالانکہ ہمارے اندر رسول اللہ ﷺ موجود ہیں؟ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتائی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ﴾ ''اور صور میں پھونک ماری جائے گی تو آسمان اور زمین والے سب

◄◄ "الصور قرن ينفخ فيه"، وحسنه الترمذي، ح: ٣٣٤٤، وصححه الحاكم: ٢/ ٥٠٦، ٤/ ٥٦٠، ووافقه الذهبي.

٤٢٧٤ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة الزمر، ح: ٣٢٤٥ من حديث محمد بن عمرو به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه البوصيري، وله شواهد عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

أَنَا بِمُوسٰى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ. فَلَا أَدْرِي أَرَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلِي، أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ. وَمَنْ قَالَ: أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتّٰى، فَقَدْ كَذَبَ».

بے ہوش ہو جائیں گے مگر جسے اللہ چاہے' پھر اس میں دوبارہ پھونک ماری جائے گی تو وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔'' سب سے پہلے سر اٹھانے والا میں ہوں گا۔ اچانک میں دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کے پایوں میں سے ایک پائے کو تھامے کھڑے ہیں۔ معلوم نہیں کہ انھوں نے مجھ سے پہلے (ہوش میں آ کر) سر اٹھا لیا ہو گا یا وہ ان افراد میں شامل ہوں گے جنھیں اللہ نے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ اور جو شخص کہے کہ میں یونس بن متّٰی علیہ السلام سے افضل ہوں اس نے جھوٹ کہا۔''

**فوائد و مسائل:** ① مسلمانوں میں اپنے دین کی غیرت مطلوب ہے لیکن اگر اس کا اظہار ایسے انداز سے ہو جس سے کسی دوسرے نبی کی تحقیر نکلتی ہو تو جائز نہیں۔ ② صحابی نے یہودی کو اس لیے تھپڑ مارا تھا کہ اس کے کلام سے حضرت محمد ﷺ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت کا اشارہ ملتا تھا اور یہ حرکت ناشائستہ تھی۔ ③ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جزوی افضلیت کا ذکر اس لیے فرمایا گیا کہ سچی بات بھی اس انداز سے نہیں ہونی چاہیے جس سے غلط مفہوم سمجھے جانے کا اندیشہ ہو۔ ④ قیامت کے حالات غیب سے تعلق رکھتے ہیں' ان میں سے جتنی بات نبی ﷺ کو بتائی گئی' آپ ﷺ کو معلوم ہو گئی اور جو نہیں بتائی گئی وہ معلوم نہیں ہوئی' اس لیے نبی ﷺ کے لیے کلی علم غیب کا عقیدہ درست نہیں۔ ⑤ عرش اللہ کی مخلوق ہے جس کے پائے ہیں' قیامت کے دن اسے سب دیکھیں گے اور بعض خاص نیکیوں کے عامل اس کے سائے میں محشر کی شدتوں سے محفوظ ہوں گے۔ ⑥ صور کی آواز سے جو لوگ بے ہوش نہیں ہوں گے' ان کی وضاحت حدیث میں نہیں۔ اس میں اپنی طرف سے رائے زنی مناسب نہیں۔ ⑦ مذکورہ حدیث میں صور میں پھونکنے کی بابت یہ مروی ہے کہ صور میں دو مرتبہ پھونکا جائے گا۔ پہلی اور دوسری مرتبہ صور پھونکنے کے درمیان کتنا فاصلہ ہو گا؟ اس کی بابت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دونوں مرتبہ صور پھونکنے میں چالیس کا فاصلہ ہو گا۔'' لوگوں نے کہا: ابو ہریرہ! چالیس دن کا؟ انہوں نے کہا: میں نہیں کہہ سکتا۔ پھر انھوں نے کہا چالیس برس کا؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نہیں کہہ سکتا۔ انھوں نے کہا: چالیس مہینے کا؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نہیں کہہ سکتا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا سارا بدن بوسیدہ ہو جائے گا (گل سڑ جائے گا) مگر ریڑھ کی ہڈی کا سر باقی رہے گا' پھر قیامت کے دن اسی سے آدمی کا ڈھانچہ کھڑا کیا جائے گا۔'' (صحيح البخاري' التفسير' حديث: ۴۸۱۴)

٤٢٧٥- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: «يَأْخُذُ الْجَبَّارُ سَمَاوَاتِهِ وَأَرَضِيهِ بِيَدِهِ وَقَبَضَ يَدَهُ، فَجَعَلَ يَقْبِضُهَا وَيَبْسُطُهَا ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْجَبَّارُ. أَنَا الْمَلِكُ. أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ» قَالَ: وَيَتَمَايَلُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ. حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ أَسْفَلِ شَيْءٍ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ: أَسَاقِطٌ هُوَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ؟

۴۲۷۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر تشریف فرما ہو کر یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جبار (اللہ تعالیٰ) آسمانوں اور زمینوں کو اپنے ہاتھ میں لے لے گا۔'' رسول اللہ ﷺ نے (یہ فرماتے ہوئے) اپنا ہاتھ بند کیا' پھر اسے کھولنے اور بند کرنے لگے۔ پھر فرمائے گا: ''میں جبار (زبردست) ہوں۔ میں بادشاہ ہوں' کہاں ہیں (دنیا کے نام نہاد) جبار؟ کہاں ہیں متکبر؟'' (یہ فرماتے ہوئے) رسول اللہ ﷺ (جوش کے ساتھ) دائیں بائیں حرکت فرماتے تھے حتی کہ میں نے دیکھا کہ منبر نیچے تک حرکت کر رہا تھا۔ اور میں (دل میں) کہنے لگا: کہیں وہ (منبر) نبی ﷺ کو لے کر گر نہ پڑے؟

**فوائد و مسائل:** ① اللہ کا ہاتھ اس کی صفت ہے' جیسے اس کی شان کے لائق ہے۔ اس کی تاویل کرنا بھی درست نہیں اور انسانی ہاتھ سے تشبیہ دینا بھی درست نہیں۔ ② اللہ کا کلام کرنا بھی اس کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے کلام فرماتا ہے اور جس مخلوق سے کلام فرماتا ہے' انھیں آواز سنائی دیتی ہے' جیسے فرشتوں سے کلام فرماتا ہے یا موسیٰ ؑ سے کلام فرمایا یا قیامت کے دن بندوں سے کلام فرمائے گا۔

٤٢٧٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ، قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ كَيْفَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: «حُفَاةً، عُرَاةً»

۴۲۷۶- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! قیامت کے دن لوگ کس حالت میں اٹھیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ننگے پاؤں' ننگے بدن۔'' میں نے کہا: اور عورتیں؟ فرمایا: ''عورتیں بھی۔''

---

٤٢٧٥- [صحيح] تقدم، ح: ١٩٨.

٤٢٧٦- أخرجه البخاري، الرقاق، باب الحشر، ح: ٦٥٢٧، من حديث حاتم بن أبي صغيرة به، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة، ح: ٢٨٥٩/ ٥٦ عن ابن أبي شيبة به.

قُلْتُ: وَالنِّسَاءُ؟ قَالَ: «وَالنِّسَاءُ» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ فَمَا نَسْتَحْيِي؟ قَالَ: «يَا عَائِشَةُ! اَلْأَمْرُ أَهَمُّ مِنْ أَنْ يَنْظُرَ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ».

میں نے کہا: ''اللہ کے رسول! ہمیں شرم نہیں آئے گی؟ فرمایا: ''عائشہ! معاملہ اس سے زیادہ سخت ہے کہ کوئی کسی کو دیکھے۔ (اپنی اپنی پریشانی میں کسی کو اتنا ہوش ہی کہاں ہوگا کہ وہ دیکھتا پھرے دوسرے ننگے ہیں یا لباس پہنے ہوئے ہیں۔'')

**فوائد ومسائل:** ① لوگ جب قبروں سے نکلیں گے اس وقت ننگے پاؤں اور بے لباس ہوں گے' بعد میں انھیں اپنے اپنے درجے کے مطابق لباس مل جائے گا۔ ② قیامت کے معاملات بہت سخت ہیں۔ بعض مراحل ایسے ہیں جن میں کسی کو کسی کا ہوش نہ ہوگا' البتہ بعض مراحل میں ایک دوسرے سے بات چیت ہوگی۔

٤٢٧٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيِّ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُعْرَضُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَ عَرَضَاتٍ. فَأَمَّا عَرْضَتَانِ، فَجِدَالٌ وَمَعَاذِيرُ. وَأَمَّا الثَّالِثَةُ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَطِيرُ الصُّحُفُ فِي الْأَيْدِي. فَآخِذٌ بِيَمِينِهِ وَآخِذٌ بِشِمَالِهِ».

۴۲۷۷- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن لوگوں کی تین پیشیاں ہوں گی۔ دو پیشیوں میں تو بحث مباحثہ بھی ہوگا اور معذرتیں بھی پیش کی جائیں گی۔ تیسری پیشی میں اعمال نامے اڑ کر ہاتھوں میں آ جائیں گے۔ کوئی اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لے گا اور کوئی بائیں ہاتھ میں۔''

٤٢٧٨- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَأَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ

۴۲۷۸- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی: ﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِينَ﴾ ''جس دن

---

**٤٢٧٧ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه أحمد: ٤/ ٤١٤ عن وكيع به، وأعله البوصيري بالانقطاع بين الحسن وأبي موسى، وصرح الحسن البصري بالسماع من أبي موسى الأشعري عند ابن أبي الدنيا، النهاية في الفتن والملاحم: ٢/ ٤٠، ٤١، ح: ٨٢٢ بتحقيقي، في رواية عقبة بن عبدالله الأصم الرفاعي البصري عنه * عقبة ضعيف وربما دلس كما في التقريب فتصريح السماع خطأ بلا ريب، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ٢٤٢٥ وغيره وفيه الحسن، وهو مدلس وعنعن عن أبي هريرة.

**٤٢٧٨ـ** أخرجه البخاري، الرقاق، باب قول الله تعالى: "ألا يظن أولئك أنهم مبعوثون..."، ح: ٦٥٣١ من حديث عيسى بن يونس، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب في صفة يوم القيامة، أعاننا الله على أهواله، ح: ٢٨٦٢/ ٦٠ عن ابن أبي شيبة به.

النَّبِيِّ ﷺ، ﴿يَوْمَ يَقُومُ ٱلنَّاسُ لِرَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾ [المطففين: ٦] قَالَ: «يَقُومُ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ».

لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔‘‘ اور فرمایا: ’’آدمی آدھے کانوں تک اپنے پسینے میں کھڑا ہوگا۔‘‘

فوائد و مسائل: ① قیامت کے دن سورج بہت قریب ہوگا جس کی وجہ سے بہت پسینہ آئے گا لیکن یہ پسینہ اپنے اپنے گناہوں کے مطابق کم زیادہ ہوگا۔ ② بعض نیک لوگ عرش کے سائے تلے ہوں گے۔ اس وقت عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ③ عرش کے سائے کا شرف حاصل کرنے والے افراد کی تفصیل ایک حدیث میں اس طرح بیان کی گئی ہے: انصاف کرنے والا حکمران‘ اللہ کی عبادت میں مشغول رہنے والا جوان‘ مسجدوں سے محبت رکھنے والا (نمازی)‘ محض اللہ کی رضا کے لیے کسی مومن سے محبت رکھنے والا‘ بدکاری کی دعوت رد کر کے اپنی پاک دامنی کی حفاظت کرنے والا‘ چھپا کر صدقہ کرنے والا‘ تنہائی میں اللہ کو یاد کر کے (اللہ کے سامنے عجز و انکسار کا اظہار کرتے ہوئے) اشک بار ہو جانے والا۔ دیکھیے: (صحیح البخاري‘ الزکاۃ‘ باب الصدقة بالیمین‘ حدیث: ١٤٢٣)

٤٢٧٩- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ دَاوُدَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ ٱلْأَرْضُ غَيْرَ ٱلْأَرْضِ وَٱلسَّمَٰوَٰتُ﴾ [إبراهيم: ٤٨] فَأَيْنَ تَكُونُ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: «عَلَى الصِّرَاطِ».

۴۲۷۹- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے‘ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ﴾ ’’جس دن یہ زمین کسی اور زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی۔‘‘ اس وقت انسان کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ’’پل صراط پر۔‘‘

فوائد و مسائل: ① پل صراط بھی قیامت کے مراحل میں سے ایک مرحلہ ہے۔ ② یہ پل جہنم پر ہوگا اور سب انسان اس پر سے گزریں گے۔ نیک مومن اس پر سے آسانی سے گزر جائیں گے۔ زیادہ گناہ گار مومن اور سب کافر جہنم میں گر جائیں گے۔ اس کے بعد گناہ گار مومن‘ نبیوں اور نیک آدمیوں کی شفاعت کے ساتھ جہنم سے نکل آئیں گے۔ کم گناہ کرنے والے پہلے نکلیں گے‘ دوسرے بعد میں۔ آخر میں صرف کافر جہنم میں رہ جائیں گے۔

---

٤٢٧٩ـ أخرجه مسلم، صفات المنافقين، باب في البعث والنشور، وصفة الأرض يوم القيامة، ح: ٢٩/٢٧٩١ عن ابن أبي شيبة به.

٤٢٨٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ بْنِ الْعُتْوَارِيِّ، أَحَدِ بَنِي لَيْثٍ قَالَ: وَكَانَ فِي حَجْرِ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَعْنِي أَبَا سَعِيدٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «يُوضَعُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ. عَلَى حَسَكٍ كَحَسَكِ السَّعْدَانِ. ثُمَّ يَسْتَجِيزُ النَّاسُ. فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَمَخْدُوجٌ بِهِ. ثُمَّ نَاجٍ وَمُحْتَبَسٌ بِهِ. وَمَنْكُوسٌ فِيهَا».

۴۲۸۰- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پل صراط کو جہنم کے اوپر رکھا جائے گا۔ اس پر کانٹے ہوں گے' جیسے سعدان کے کانٹے۔ پھر لوگ گزریں گے۔ کچھ صحیح سلامت بچ نکلیں گے' کچھ ناقص جسم والے ہو کر آخر کار بچ نکلیں گے۔ پھر (نتیجہ یہ ہوگا کہ) کوئی نجات پا جائے گا' کوئی وہاں روک لیا جائے گا اور کوئی سر کے بل اس میں جا گرے گا۔''

فائدہ: پل صراط سے خیریت کے ساتھ اور جلدی گزرنے کا دارومدار ایمان اور عمل صالح پر ہوگا۔ جس قدر ایمان زیادہ ہوگا اتنا ہی تیزی سے گزریں گے اور جس قدر گناہ زیادہ ہوں گے اتنا پل صراط پر لگے ہوئے کانٹے زیادہ زخمی کریں گے' اور جن کے بارے میں انھیں حکم ہوگا وہ کانٹے انھیں جہنم میں گھسیٹ لیں گے۔

٤٢٨١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنِّي لَأَرْجُو أَلَّا يَدْخُلَ النَّارَ أَحَدٌ، إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى، مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ» قَالَتْ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللهُ: ﴿وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ

۴۲۸۱- ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہونے والا کوئی آدمی ان شاء اللہ جہنم میں نہیں جائے گا۔'' ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: ﴿وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا﴾ ''تم میں سے ہر ایک ضرور اس

---

٤٢٨٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٣/ ١١ من حديث ابن إسحاق به مطولاً، وفيه تصحيف مطبعي، وهو في المصنف: ٣/ ١٧٦، ١٧٧، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٤/ ٥٨٥، ٥٨٦.

٤٢٨١ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٨٥ عن أبي معاوية به، وصرح بالسماع، وله شاهد في صحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل أصحاب الشجرة، أهل بيعة الرضوان، رضي الله عنهم، ح: ٢٤٩٦/ ١٦٣، وبه صح الحديث.

رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا﴾ [مريم: ٧١] قَالَ: «أَلَمْ تَسْمَعِيهِ يَقُولُ: ﴿ثُمَّ نُنَجِّي ٱلَّذِينَ ٱتَّقَوا وَّنَذَرُ ٱلظَّٰلِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾». [مريم: ٧٢]

پر پہنچنے والا ہے۔ یہ آپ کے پروردگار کے ذمے قطعی طے شدہ بات ہے۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا: ﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا﴾ ''پھر ہم پرہیزگاروں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔''

فوائد و مسائل: ① غزوۂ بدر اسلام اور کفر کا پہلا معرکہ تھا۔ جو صحابۂ کرام ؓ اس جنگ میں شریک تھے، وہ دوسرے صحابہ سے افضل ہیں۔ ان سب کے لیے جنت کی خوشخبری ہے۔ مشہور قول کے مطابق ان صحابۂ کرام ؓ کی تعداد تین سو تیرہ ہے۔ ② ۶ ہجری میں نبی ﷺ نے عمرے کا ارادہ فرمایا۔ چودہ سو صحابہ آپ ﷺ کی معیت میں مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حدیبیہ کے مقام پر کافروں نے آپ کو روک دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان ؓ کو اپنا نمائندہ بنا کر مکہ بھیجا تاکہ رُؤسائے قریش سے بات چیت کر کے انھیں رکاوٹ ختم کرنے پر آمادہ کریں۔ حضرت عثمان ؓ کی واپسی میں توقع سے زیادہ تاخیر ہوئی تو افواہ پھیل گئی کہ انھیں شہید کر دیا گیا ہے۔ اس پر نبی ﷺ نے حضرت عثمان ؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے صحابۂ کرام ؓ سے بیعت لی جو بیعت رضوان کہلاتی ہے۔ یہ بیعت کرنے والے صحابۂ کرام بھی قطعی جنتی ہیں۔ ③ جہنم پر سے ہر ایک کو گزرنا ہے۔ مخلص اور نیک مومن اس سے پار ہو جائیں گے۔ گناہ گار مومن گر جائیں گے لیکن انبیاء، اولیاء، شہداء اور حفاظِ قرآن وغیرہ کی شفاعت سے درجہ بدرجہ نجات پا کر جنت میں چلے جائیں گے۔ ④ آیت مبارکہ میں ظالموں سے مراد صریح کافر اور اعتقادی منافق ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ ⑤ قرآن مجید اور صحیح احادیث میں تعارض نہیں، جہاں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے وہاں علمائے کرام دونوں نصوص کی اس انداز سے وضاحت فرما دیتے ہیں کہ تعارض نہیں رہتا۔ نبی ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔ ⑥ قرآن یا حدیث کے سمجھنے میں کوئی اشکال ہو تو کسی عالم سے پوچھ لینا چاہیے اور عالم کو چاہیے کہ وضاحت کر دے۔

## (المعجم ٣٤) - بَابُ صِفَةِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ (التحفة ٣٤)

## باب: ۳۴- امتِ محمد ﷺ کی صفات

**٤٢٨٢ - حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى

**۴۲۸۲-** حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے،

---

٤٢٨٢ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة والتحجيل في الوضوء، ح: ٢٤٧/ ٣٦ من حديث أبي مالك به.

ابْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَرِدُونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ. سِيمَاءُ أُمَّتِي، لَيْسَ لِأَحَدٍ غَيْرِهَا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن تم میرے پاس (حوض پر) آؤ گے تو وضو کی وجہ سے تمھارے چہرے اور ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے۔ یہ میری امت کی علامت ہے جو کسی اور امت کو حاصل نہیں۔''

فوائد ومسائل: ① نماز سب سے بڑا نیک عمل ہے حتی کہ اس کی تیاری کے لیے کیا جانے والا وضو بھی بہت ثواب اور آخرت میں عزت وشرف کا باعث ہے۔ ② وضو احتیاط سے اچھی طرح کرنا چاہیے' تاہم بہت زیادہ پانی خرچ کرنا' یا پانی ضائع کرنا گناہ ہے۔ ③ وضو کے اعضاء کا چمکنا حضرت محمد ﷺ کی امت کی علامت ہے۔ بے نماز وضو نہیں کرتے' اس لیے انھیں یہ علامت حاصل نہیں ہوگی' چنانچہ وہ قیامت کے دن حضرت محمد ﷺ کی امت میں سے ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکیں گے۔

٤٢٨٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي قُبَّةٍ. فَقَالَ: «أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟» قُلْنَا: بَلَى. قَالَ: «أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟» قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ. وَذٰلِكَ أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ. وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعَرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ. أَوْ كَالشَّعَرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ».

۴۲۸۳- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ ایک خیمے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ تمھاری تعداد تمام جنتیوں کی چوتھائی ہو؟'' ہم نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: ''کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ تمھاری تعداد تمام جنتیوں کی تہائی ہو؟'' ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے امید ہے کہ تمھاری تعداد تمام جنتیوں کا نصف ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جنت میں صرف مسلمان ہی داخل ہوگا۔ اور مشرکوں کے مقابلے میں تمھاری تعداد ایسے ہے جیسے سیاہ بیل کی جلد پر ایک سفید بال یا سرخ بیل کی جلد پر ایک سیاہ بال۔''

---

٤٢٨٣ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب الحشر، ح: ٦٥٢٨، ومسلم، الإيمان، باب بيان كون هذه الأمة نصف أهل الجنة، ح: ٢٢١/ ٣٧٧ عن ابن بشار به.

فوائد و مسائل: ① بتدریج کم سے زیادہ خوشخبری کا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح زیادہ خوشی حاصل ہوتی ہے اور نعمت کی عظمت کا زیادہ احساس ہوتا ہے۔ ② امت محمدیہ کا زمانہ بھی طویل ہے اور افراد کی تعداد بھی زیادہ ہے' اس لیے جنتیوں میں ان کی تعداد زیادہ ہوگی۔

٤٢٨٤ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَ أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَجِيءُ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلَانِ. وَيَجِيءُ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الثَّلَاثَةُ. وَأَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَأَقَلُّ. فَيُقَالُ لَهُ: هَلْ بَلَّغْتَ قَوْمَكَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ. فَيُدْعٰى قَوْمُهُ، فَيُقَالُ: هَلْ بَلَّغَكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: لَا. فَيُقَالُ: مَنْ شَهِدَ لَكَ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ. فَتُدْعٰى أُمَّةُ مُحَمَّدٍ فَيُقَالُ: هَلْ بَلَّغَ هٰذَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ. فَيَقُولُ: وَمَا عِلْمُكُمْ بِذٰلِكَ؟ فَيَقُولُونَ: أَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا بِذٰلِكَ أَنَّ الرُّسُلَ قَدْ بَلَّغُوا، فَصَدَّقْنَاهُ. قَالَ: فَذٰلِكُمْ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا۟ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾» [البقرة: ١٤٣].

۴۲۸۴- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(قیامت کے دن) ایک نبی آئے گا' اس کے ساتھ صرف دو آدمی ہوں گے (جو اس پر ایمان لائے۔) اور ایک نبی آئے گا اس کے ساتھ تین آدمی ہوں گے۔ (اسی طرح تمام نبیوں کے ساتھ) زیادہ اور کم افراد ہوں گے۔ نبی سے کہا جائے گا: کیا تم نے اپنی قوم کو (اللہ کے احکام) پہنچا دیے تھے؟ وہ نبی فرمائے گا: ہاں۔ اس کی قوم کو بلا کر کہا جائے گا: کیا اس نے تمھیں (اللہ کے احکام) پہنچا دیے تھے؟ وہ کہیں گے: نہیں۔ (نبی سے) کہا جائے گا: آپ کا گواہ کون ہے؟ وہ فرمائے گا: حضرت محمد ﷺ اور ان کی امت۔ محمد ﷺ کی امت سے کہا جائے گا: کیا اس نبی نے (اپنی قوم کو اللہ کے) احکام پہنچائے تھے؟ مومن کہیں گے: ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تمھیں کیا معلوم؟ مومن کہیں گے: ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے خبر دی تھی کہ انبیائے کرام نے (اپنی اپنی امت کو اللہ کے احکام) پہنچائے تھے۔ ہم نے نبی ﷺ کو سچا تسلیم کیا۔ اللہ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ ''اور (جیسے ہم نے تمھیں ہدایت

٤٢٨٤ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله عزوجل: "ولقد أرسلنا نوحًا إلى قومه"، ح: ٣٣٣٩، ح: ٧٣٤٩ من حديث الأعمش به.

دی) اسی طرح ہم نے تمھیں افضل امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ' اور رسول تم پر گواہ ہوں۔"

فوائد و مسائل: ① وسط کا مطلب درمیانہ' بہتر اور افضل ہوتا ہے۔ امت محمدیہ کو دوسری امتوں پر یہ افضلیت حاصل ہے کہ ہم پہلے انبیائے کرام پر بھی بغیر دیکھے ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس کا مطلب معتدل بھی ہے' یعنی افراط و تفریط سے پاک۔ اسلام کی تعلیمات افراط و تفریط سے پاک ہیں۔ ② اللہ کے تمام انبیاء علیہم السلام سچے اور مخلص تھے' انھوں نے اپنے فرائض بڑی تندہی اور خلوص سے انجام دیے۔ ③ امت محمدیہ کی شہادت اس یقینی علم کی بنیاد پر ہوگی جو قرآن و حدیث سے حاصل ہوا کیونکہ وحی کے ذریعے سے حاصل ہونے والا علم آنکھوں دیکھے واقعہ کے علم سے زیادہ یقینی ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کی گواہی امت کی گواہی کی تصدیق اور تائید کے لیے ہوگی۔ ⑤ اس آیت سے نبی ﷺ کے حاضر ناظر ہونے پر استدلال درست نہیں ورنہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ سب امتی بھی حاضر ناظر ہیں جو نبیوں کے حق میں گواہی دیں گے۔

٤٢٨٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ قَالَ: صَدَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا مِنْ عَبْدٍ يُؤْمِنُ ثُمَّ يُسَدَّدُ إِلَّا سُلِكَ بِهِ فِي الْجَنَّةِ. وَأَرْجُو أَلَّا يَدْخُلُوهَا حَتَّى تَبَوَّأُوا أَنْتُمْ، وَمَنْ صَلَحَ مِنْ ذَرَارِيِّكُمْ، مَسَاكِنَ فِي الْجَنَّةِ. وَلَقَدْ وَعَدَنِي رَبِّي، عَزَّ وَجَلَّ، أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ».

۴۲۸۵- حضرت رِفاعَہ (بن عرابہ) جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر سے واپس آئے تو آپ نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! جو آدمی ایمان لائے' پھر سیدھی راہ پر قائم رہے' اسے ضرور جنت میں پہنچایا جائے گا۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ لوگ (دوسری امتوں کے جنتی) اس وقت تک داخل نہیں ہوں گے جب تک تم اور تمھاری نیک اولادیں جنت کے گھروں میں نہ پہنچ جائیں۔ اور میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار افراد کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کرے گا۔"

فوائد و مسائل: ① امت محمدیہ کے مومن دوسری امتوں کے مومنوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

---

٤٢٨٥ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/١٦ من حديث الأوزاعي به ۞ ويحيى صرح بالسماع ومضى طرفه، ح: ١٣٦٧، ٢٠٩٠، ٢٠٩١.

④ جنت میں داخلے کے لیے ایمان کے ساتھ ساتھ اس کے تقاضے پورے کرنا' سیدھی راہ پر قائم رہنا اور گناہوں سے بچنا بھی ضروری ہے۔ ③ کوئی شخص محض اس لیے جنت میں داخلے کا مستحق نہیں ہو جاتا کہ اس کے والدین نیک ہیں بلکہ خود بھی نیک ہونا ضروری ہے۔ ④ بلند درجات والے مومن حساب کتاب کے بغیر جنت میں پہنچا دیے جائیں گے۔ ⑤ ایک حدیث میں بغیر حساب کے جنت میں جانے والے ستر ہزار مومنوں کی یہ خوبیاں بیان کی گئی ہیں: ''وہ (آگ کے ساتھ) داغ نہیں لگواتے' جھاڑ پھونک نہیں کرواتے' بدشگونی نہیں لیتے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔'' (صحیح البخاري' الرقاق' باب يدخل الجنة سبعون ألفا بغير حساب' حديث: ۶۵۴۱)

٤٢٨٦ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ زِيَادٍ الْأَلْهَانِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «وَعَدَنِي رَبِّي سُبْحَانَهُ أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا. لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ. مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا. وَثَلَاثُ حَثَيَاتٍ مِنْ حَثَيَاتِ رَبِّي، عَزَّ وَجَلَّ».

۴۲۸۶-حضرت ابوامامہ (صدی بن عجلان) باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے رب (سبحانہ وتعالیٰ) نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار افراد کو جنت میں داخل کرے گا' جن سے نہ کوئی حساب لیا جائے گا اور نہ انھیں کوئی عذاب دیا جائے گا۔ ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے اور (مزید) میرے رب عزوجل کی تین لپیں۔''

فوائد و مسائل: ① اللہ کی رحمت بڑی عظیم ہے۔ ② اللہ کا تقرب حاصل کرنا اور انتہائی بلند درجات حاصل کرنا صحابہ کے بعد بھی ممکن ہے۔ اب بھی اگر کوئی انسان ایسے عمل کرے جن کی جزا بغیر حساب کے جنت میں جانا ہے تو وہ اس جزا سے محروم نہیں رہے گا۔ جس طرح وہ اعمال انجام دینا اب بھی ممکن ہے جن کے نتیجے میں عرش کے سائے تلے جگہ ملے گی۔ ③ ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار' یعنی ستر ہزار کے علاوہ انچاس لاکھ مزید بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ ④ حَثَيَات (لپیں)' یعنی دونوں ہاتھ بھر کر لی جانے والی مقدار۔ اس سے مراد بندوں کی کثیر تعداد ہے جن کو بلا حساب کتاب جنت میں بھیجا جائے گا اور ایسا تین بار ہوگا۔ ان کی تعداد اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

٤٢٨٧ - حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

۴۲۸۷-حضرت بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ

٤٢٨٦ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، [باب منه دخول سبعين الف بغير حساب وبعض من يشفع له]، ح: ٢٤٣٧ من حديث إسماعيل به، وقال: "حسن غريب".

٤٢٨٧ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة آل عمران، ح: ٣٠٠١ من حديث ◄◄

النَّحَّاسِ الرَّمْلِيُّ، وَأَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ شَوْذَبٍ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نُكْمِلُ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، سَبْعِينَ أُمَّةً. نَحْنُ آخِرُهَا، وَخَيْرُهَا».

ان کے دادا (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری ؓ) سے روایت کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن ہمارے سمیت ستر قومیں (امتیں) ہوں گی۔ ہم ان میں سب سے آخری اور سب سے افضل (امت) ہوں گے۔''

فوائد ومسائل: ① مشہور قول کے مطابق رسولوں کی تعداد تین سو تیرہ ہے اور انبیاء کی تعداد تقریباً سوا لاکھ ہے۔ ستر قوموں سے مراد بڑی بڑی قومیں ہیں' جن کی طرف کئی کئی رسول آئے یا جن کی مدت طویل ہوئی۔ ② حضرت محمد ﷺ کی امت دوسرے انبیاء ؑ کی امتوں سے افضل ہے' تاہم انفرادی افضلیت دوسری بات ہے۔ ③ امت محمد ﷺ میں سے ہونا بہت بڑی فضیلت ہے لیکن بلند مقام کے تقاضے بھی بڑے ہوتے ہیں۔ ضروری ہے کہ ہم اللہ کے احکام کی تعمیل میں زیادہ کوشش کریں' غیر مسلم قوموں کو اسلام کے رحمت بھرے دامن کے سائے میں لانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ ظلم وستم سے نہ صرف خود باز رہیں بلکہ ظالموں کو ظلم سے روکیں اور نیکی کے ہر کام میں تعاون کریں۔

٤٢٨٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خِدَاشٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ بَهْزِ ابْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّكُمْ وَفَّيْتُمْ سَبْعِينَ أُمَّةً. أَنْتُمْ خَيْرُهَا، وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللهِ».

۴۲۸۸- حضرت معاویہ بن حیدہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے ستر امتوں کی تعداد کو پورا کیا ہے۔ ان میں سے تم سب سے افضل اور اللہ کے ہاں معزز ہو۔''

فائدہ: ستر پورا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے انہتر قومیں گزری ہیں۔ تمھارے ساتھ ستر کی تعداد پوری ہوگئی۔ اس طرح تم سترویں امت ہو۔

٤٢٨٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ حَفْصٍ

۴۲۸۹- حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''(میدان حشر میں)

---

◄◄ بهزبه، وقال: "حسن".

٤٢٨٨ـ [حسن] انظر الحديث السابق.

٤٢٨٩ـ [حسن] أخرجه الترمذي، صفة الجنة، باب ماجاء في كم صف أهل الجنة، ح: ٢٥٤٦ من حديث سليمان به، وقال: "حسن".

الْأَصْبَهَانِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُونَ وَمِائَةُ صَفٍّ. ثَمَانُونَ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَأَرْبَعُونَ مِنْ سَائِرِ الْأُمَمِ».

اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ ان میں سے اسی (۸۰) اس امت کی ہوں گی اور چالیس صفیں باقی تمام امتوں کی۔"

**فوائد و مسائل:** ① دوسری حدیث میں ہے کہ تمھارے مقابلے میں دوسروں کی تعداد ایسے ہوگی جیسے سفید بیل پر ایک سیاہ بال (حدیث: ۴۲۸۳) یہ موازنہ مشرکین سے ہے۔ اور دو تہائی تعداد صرف اہل جنت کے مقابلے میں ہے۔ ② اس سے امت محمدیہ کا شرف ظاہر ہے' تاہم نجات کے لیے صرف امتی ہونا کافی نہیں بلکہ صحیح ایمان اور صحیح عمل بھی ضروری ہے۔

**٤٢٩٠- حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ: حدَّثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «نَحْنُ آخِرُ الْأُمَمِ، وَأَوَّلُ مَنْ يُحَاسَبُ. يُقَالُ: أَيْنَ الْأُمَّةُ الْأُمِّيَّةُ وَنَبِيُّهَا؟ فَنَحْنُ الْآخِرُونَ الْأَوَّلُونَ».

**۴۲۹۰-** حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "ہم آخری امت ہیں اور ہمارا حساب سب سے پہلے ہوگا۔ کہا جائے گا: کہاں ہے اُمّی امت اور ان کا نبی؟ تو ہم بعد میں آنے والے (جنت میں داخلے کے لحاظ سے) سب سے مقدم ہیں۔"

**فوائد و مسائل:** ① یہ امت آخری امت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے نبی ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کذاب ہے۔ ② حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہونا عقیدۂ ختم نبوت کے منافی نہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سابق نبی ہیں جو ہمارے نبی ﷺ سے تقریباً چھ صدیاں پہلے پیدا ہوئے ③ ہماری امت کا حساب دوسروں سے پہلے ہوگا' اس لیے ہمیں زیادہ کوشش کرنی چاہیے کہ اچھے کام کریں اور برے کاموں سے اجتناب کریں' کافروں سے دوستی نہ لگائیں اور ان کے رسم و رواج اختیار نہ کریں۔



---

٤٢٩٠ـ [حسن] وصححه البوصيري، وله شاهد عند أحمد: ١/ ٢٨٢ فيه علي بن زيد بن جدعان، وتقدم، ح: ١١٦.

**٤٢٩١ - حَدَّثَنَا** جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ أَبِي الْمُسَاوِرِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا جَمَعَ اللهُ الْخَلَائِقَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أُذِنَ لِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ فِي السُّجُودِ. فَيَسْجُدُونَ لَهُ طَوِيلًا. ثُمَّ يُقَالُ: اِرْفَعُوا رُؤُسَكُمْ. قَدْ جَعَلْنَا عِدَّتَكُمْ فِدَاءَكُمْ مِنَ النَّارِ».

۴۲۹۱- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو جمع فرمالے گا تو حضرت محمد ﷺ کی امت کو سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ وہ اللہ کو طویل سجدہ کریں گے۔ پھر کہا جائے گا: اپنے سر اٹھاؤ ہم نے تمھاری تعداد کے مطابق جہنمیوں کو تمھارا فدیہ بنا دیا ہے۔''

**فائدہ:** مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ صحیح مسلم کی حدیث:۲۷۶۷ اس سے کفایت کرتی ہے۔ دیکھیے: تحقیق وتخریج حدیث ہذا۔

**٤٢٩٢ - حَدَّثَنَا** جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ مَرْحُومَةٌ. عَذَابُهَا بِأَيْدِيهَا. فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، دُفِعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ [رَجُلٌ] مِنَ الْمُشْرِكِينَ. فَيُقَالُ: هٰذَا فِدَاؤُكَ مِنَ النَّارِ».

۴۲۹۲- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت پر رحمت نازل کی گئی ہے۔ اس پر عذاب خود اس کے ہاتھ سے آئے گا۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر مسلمان کو ایک مشرک دیا جائے گا اور کہا جائے گا: یہ جہنم سے بچاؤ کے لیے تیرا فدیہ ہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ سنن ابی داود کی روایت (۴۲۷۸) اس سے کفایت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں مذکورہ روایت کو دیگر محققین نے شواہد اور متابعات کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ بنا بریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل حجت ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة للألباني' رقم:۹۵۹' ۱۳۸۱) ② ہر انسان کے لیے جنت میں بھی گھر تیار کیا گیا ہے اور جہنم میں بھی۔ قیامت کے دن کافروں کو جہنم میں جگہ ملے گی تو ان کے چھوڑے ہوئے جنت کے گھر اہل جنت کو مل جائیں گے اور جہنم میں مومنوں کے جو گھر خالی رہ جائیں گے' وہ

---

**٤٢٩١ـ [إسناده ضعيف جدًا]** وضعفه البوصيري، وانظر لعلتيه، ح:٨٧، ٧٤٠ وحديث مسلم، ح:٢٧٦٧/ ٤٩، ٥١ يغني عنه.

**٤٢٩٢ـ [إسناده ضعيف جدًا]** وضعفه البوصيري، وانظر لعلتيه، ح:٧٤٠، ١٨٦٢، وحديث أبي داود، ح:٤٢٧٨ يغني عنه، وإسناده حسن.

کافروں کے حصے میں آجائیں گے اور مومن جنت میں چلے جائیں گے۔ فدیہ ہونے کا یہی مطلب ہے۔ ③ امت مرحوم (رحمت والی امت) سے مراد یہ ہے کہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کی بہت سی خاص رحمتیں ہیں جو پہلی امتوں کو حاصل نہیں ہوئیں لیکن ان رحمتوں میں سے حصہ صرف اسی شخص کو ملے گا جو شریعت پر عمل کرے گا اور اللہ کے عذاب سے ڈرے گا۔

## (المعجم ٣٥) - بَابُ مَا يُرْجَى مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (التحفة ٣٥)

## باب:۳۵-قیامت کے دن اللہ کی رحمت کی امید

٤٢٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ. قَسَمَ مِنْهَا رَحْمَةً بَيْنَ جَمِيعِ الْخَلَائِقِ. فَبِهَا يَتَرَاحَمُونَ. وَبِهَا يَتَعَاطَفُونَ. وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلَى أَوْلَادِهَا. وَأَخَّرَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ رَحْمَةً. يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۴۲۹۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی ایک سو رحمتیں ہیں جن میں سے ایک رحمت اس نے تمام مخلوقات میں تقسیم کی ہے۔ اسی (رحمت) کی وجہ سے وہ ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں۔ اسی کی وجہ سے ایک دوسرے پر شفقت کرتے ہیں۔ اسی کی وجہ سے جنگلی جانور اپنے بچوں پر شفقت کرتے ہیں۔ اس نے ننانوے رحمتیں رکھ چھوڑی ہیں جن سے قیامت کے دن وہ اپنے بندوں پر رحم کرے گا۔''

**فوائد و مسائل:** ① مخلوق میں ایک دوسرے پر شفقت اور رحم کرنے کا جذبہ اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے' لہٰذا یہ بھی مخلوق ہے۔ اللہ کی رحمت اللہ کی صفت ہے جو غیر مخلوق ہے۔ ② اللہ کی بے شمار قسم کی مخلوق ہے اور ہر قسم کے افراد کی تعداد کا اندازہ لگانا انسان کے لیے ناممکن ہے۔ ان تمام انواع و اقسام کی جتنی مخلوقات اب تک پیدا ہو چکی ہیں اور جس قدر قیامت تک پیدا ہونے والی ہیں ان سب کی مجموعی شفقت و رحمت کو جمع کیا جائے تو اللہ کی رحمت کے مقابلے میں اس تمام کی کوئی حیثیت نہیں۔ ③ رحمت کے سو حصے ذکر کرنے کا مقصد اللہ کی رحمت کے بے انتہا وسیع ہونے کا تصور دینا ہے۔ جس ذات نے اپنی ہر مخلوق میں رحم کا جذبہ رکھا ہے حتی کہ حیوان اور پرندے بھی اپنے بچوں پر اتنی شفقت کرتے ہیں کہ ان کو بچانے کے لیے اپنی جان خطرے میں ڈال دیتے ہیں تو اس خالق کی رحمت کس قدر بے پایاں ہوگی؟ اس کا تو اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ④ قیامت کے دن جس طرح اللہ کی صفت غضب اور صفت عدل کا اظہار ہوگا اسی طرح اس کی صفت رحمت کا بھی بے حد و حساب ظہور ہوگا۔

٤٢٩٣_ أخرجه مسلم، التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى، وأنها تغلب غضبه، ح: ١٩/٢٧٥٢ من حديث عبدالملك بن أبي سليمان به.

٤٢٩٤- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَ أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَلَقَ اللهُ، عَزَّ وَجَلَّ، يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، مِائَةَ رَحْمَةٍ. فَجَعَلَ فِي الْأَرْضِ مِنْهَا رَحْمَةً. فَبِهَا تَعْطِفُ الْوَالِدَةُ عَلٰى وَلَدِهَا. وَالْبَهَائِمُ، بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ، وَالطَّيْرُ. وَأَخَّرَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، أَكْمَلَهَا اللهُ بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ».

۴۲۹۴- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تو سو رحمتیں بھی پیدا فرمائیں۔ ان میں سے ایک رحمت زمین میں رکھی۔ اسی (رحمت) کی وجہ سے ماں اپنے بچے پر شفقت کرتی ہے اور حیوانات اور پرندے ایک دوسرے پر شفقت کرتے ہیں۔ اس (اللہ) نے اور ننانوے رحمتوں کو قیامت تک کے لیے مؤخر فرما دیا۔ جب قیامت کا دن ہوگا' اللہ تعالیٰ اس ایک رحمت کے ساتھ انھیں پوری (سو رحمتیں) کر دے گا۔''

٤٢٩٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ، عَزَّ وَجَلَّ، لَمَّا خَلَقَ الْخَلْقَ كَتَبَ بِيَدِهِ عَلٰى نَفْسِهِ: إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي».

۴۲۹۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ عزوجل نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو اپنے ہاتھ سے اپنے لیے یہ لکھ لیا (اپنے لیے یہ ضروری ٹھہرا لیا): میری رحمت میرے غضب پر غالب ہوگی۔''

**فوائد و مسائل:** ① جب کسی کام میں ایک پہلو رحمت کا تقاضا کرتا ہو اور دوسرا غضب کا مستوجب ہو تو اللہ کی رحمت کا معاملہ غضب کے پہلو پر غالب آ جاتا ہے۔ ② اس کا ایک مظہر یہ ہے کہ جب بندہ اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بعض نیکیوں کی وجہ سے بعض گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اسی طرح نادانستہ طور پر ہو جانے والے غلط کاموں کو معاف فرما دیتا ہے۔ ③ انسان خود اپنی بدعملیوں کی وجہ سے اور ان سے توبہ نہ کرنے کی وجہ سے اللہ کے غضب کا مستحق بنتا ہے۔ ④ سلسلۂ نبوت و رسالت کا جاری فرمانا اور کتابیں نازل فرمانا بھی اس کی رحمت کا اظہار ہے۔ اور اس سلسلے کے بند کر دینے کے بعد مُجدّدِ دین اور داعیانِ حق کا ظہور و وجود بھی

---

٤٢٩٤_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٥٥ من حديث الأعمش به، وصححه البوصيري، والحديث السابق شاهد له.

٤٢٩٥_ [صحيح] تقدم، ح: ١٨٩.

رحمتِ الٰہی ہی کا مظہر ہے۔

٤٢٩٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: مَرَّ بِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا عَلٰى حِمَارٍ. فَقَالَ: «يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ، وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ؟» قُلْتُ: اَللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «فَإِنَّ حَقَّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا. وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ، إِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ، أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ».

۴۲۹۶- حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ایک گدھے پر سوار تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ میرے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''معاذ! کیا تجھے معلوم ہے کہ بندوں کے ذمے اللہ کا کیا حق ہے اور اللہ کے ذمے بندوں کا کیا حق ہے؟'' میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو (عبادت میں) شریک نہ کریں۔ اور اللہ پر بندوں کا حق یہ ہے کہ جب وہ یہ کام کریں تو انھیں عذاب نہ دے۔''

فوائد و مسائل: ① صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اس موقع پر حضرت معاذ بن جبل ؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی آپ کے گدھے پر سوار تھے۔ (صحيح البخاري، الجهاد والسير، باب اسم الفرس والحمار، حديث:۲۸۵۶) ② اللہ تعالیٰ بندوں کا خالق اور منعم ہے اس لیے بندوں کا لازمی فرض ہے کہ صرف اس کی عبادت کریں۔ ③ اللہ کے ذمے کسی کا قطعاً کوئی حق نہیں۔ اللہ نے بندوں کا جو حق اپنے ذمے لیا ہے تو اس کے ذمے اس کے بندوں کا یہ حق محض اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہے۔ یہ حق اللہ نے خود اپنی رحمت سے اپنے ذمے لے لیا ہے۔ ④ شرک نہ کرنے والے کو عذاب نہ دینے سے مراد دائمی عذاب نہ دینا ہے ورنہ دوسرے گناہوں کی سزا قبر میں، قیامت کے دن اور جہنم میں ملے گی۔

٤٢٩٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَعْيَنَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ

۴۲۹۷- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ کسی غزوے میں رسول اللہ

٤٢٩٦ـ [صحيح] أخرجه الطبراني: ٢٠/ ٣٦، ح: ٢٧٤ من حديث أبي عوانة، وأحمد: ٥/ ٢٣٠ من حديث عبدالملك به، ورواه أنس بن مالك، وعمرو بن ميمون (البخاري، ومسلم)، والأسود بن هلال (مسلم)، وغيرهم عن معاذ به، وهو متواتر عنه.

٤٢٩٧ـ [إسناده موضوع] أخرجه العقيلي: ١/ ٩٦ من حديث هشام به، وروى عن يزيد بن هارون قال: "كان إسماعيل الشعيري كذابًا"، وفيه علة أخرى.

ابْنُ يَحْيَى الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ابْنِ حَفْصٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ غَزَوَاتِهِ. فَمَرَّ بِقَوْمٍ. فَقَالَ: مَنِ الْقَوْمُ؟ فَقَالُوا: نَحْنُ الْمُسْلِمُونَ. وَامْرَأَةٌ تَحْصِبُ تَنُّورَهَا. وَمَعَهَا ابْنٌ لَهَا. فَإِذَا ارْتَفَعَ وَهَجُ التَّنُّورِ، تَنَحَّتْ بِهِ. فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قَالَتْ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَلَيْسَ اللهُ بِأَرْحَمِ الرَّاحِمِينَ؟ قَالَ: «بَلٰى» قَالَتْ: أَوَ لَيْسَ اللهُ بِأَرْحَمَ بِعِبَادِهِ مِنَ الْأُمِّ بِوَلَدِهَا؟ قَالَ: «بَلٰى» قَالَتْ: فَإِنَّ الْأُمَّ لَا تُلْقِي وَلَدَهَا فِي النَّارِ فَأَكَبَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَبْكِي. ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيْهَا فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ لَا يُعَذِّبُ مِنْ عِبَادِهِ إِلَّا الْمَارِدَ الْمُتَمَرِّدَ، الَّذِي يَتَمَرَّدُ عَلَى اللهِ وَأَبٰى أَنْ يَقُولَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ».

ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہمارا گزر کچھ لوگوں کے پاس سے ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون لوگ ہو؟'' انھوں نے کہا: ہم مسلمان ہیں۔ ایک عورت تنور میں ایندھن ڈال (کر اسے دہکا) رہی تھی۔ اور اس کے پاس اس کا بیٹا تھا' جب تنور کی (آگ کی) لپٹ اوپر آتی' وہ بچے کو پیچھے کر لیتی۔ وہ عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا اللہ تعالیٰ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''کیوں نہیں۔'' اس نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحم کرنے والا نہیں جس قدر ماں اپنے بچے پر کرتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیوں نہیں؟ اس نے کہا: ماں تو اپنے بچے کو آگ میں نہیں پھینکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے سر جھکا لیا اور رونے لگے' پھر سر مبارک اٹھا کر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو عذاب نہیں دیتا' سوائے اس سرکش اڑیل کے جو اللہ سے سرکشی کرتا ہے اور لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه کہنے سے انکار کر دیتا ہے۔''

٤٢٩٨- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ هَاشِمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَدْخُلُ النَّارَ إِلَّا شَقِيٌّ» قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ وَمَنِ الشَّقِيُّ؟ قَالَ: «مَنْ لَمْ

۴۲۹۸- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم میں تو بدنصیب ہی جائے گا۔'' عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! بدنصیب کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی فرمانبرداری کا کوئی عمل نہیں کیا اور اللہ کی نافرمانی والا کوئی عمل نہیں چھوڑا۔''

٤٢٩٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٤٩ من حديث ابن لهيعة به، وانظر، ح: ٣٣٠ لعلته.

يَعْمَلْ لِلّٰهِ بِطَاعَةٍ، وَلَمْ يَتْرُكْ لَهُ مَعْصِيَةً».

**٤٢٩٩- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، أَخُو حَزْمٍ الْقُطَعِيِّ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ أَوْ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿هُوَ أَهْلُ ٱلتَّقْوَىٰ وَأَهْلُ ٱلْمَغْفِرَةِ﴾ [المدثر: ٥٦] فَقَالَ: «قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا أَهْلٌ أَنْ أُتَّقَى، فَلَا يُجْعَلَ مَعِيَ إِلٰهٌ آخَرُ. فَمَنِ اتَّقَى أَنْ يَجْعَلَ مَعِيَ إِلٰهًا آخَرَ، فَأَنَا أَهْلٌ أَنْ أَغْفِرَ لَهُ».

۴۲۹۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ﴾ ''وہ اسی لائق ہے کہ اس سے ڈریں اور اس لائق بھی کہ وہ بخشے۔'' پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اس لائق ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے' اور میرے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ بنایا جائے۔ جو شخص میرے ساتھ دوسرا معبود بنانے سے ڈر گیا تو میں اس لائق ہوں کہ اسے بخش دوں۔''

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي حَزْمٍ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿هُوَ أَهْلُ ٱلتَّقْوَىٰ وَأَهْلُ ٱلْمَغْفِرَةِ﴾ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَالَ رَبُّكُمْ: أَنَا أَهْلٌ أَنْ أُتَّقَى، فَلَا يُشْرَكَ بِي [غَيْرِي]. وَأَنَا أَهْلٌ، لِمَنِ اتَّقَى أَنْ يُشْرِكَ بِي، أَنْ أَغْفِرَ لَهُ».

دوسری سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت کے بارے میں: ﴿هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ﴾ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''تمھارا پروردگار فرماتا ہے: میں اس لائق ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے اور میرے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ بنایا جائے۔ اور جو شخص اس بات سے ڈر گیا (اور پرہیز کیا) کہ میرے ساتھ شرک کرے تو میں اس لائق ہوں کہ اسے بخش دوں۔''

**٤٣٠٠- حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي

۴۳۰۰- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن میرے



**٤٢٩٩ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة المدثر، ح: ٣٣٢٨ من حديث زيد به، وقال: "حسن غريب، وسهيل ليس بالقوي في الحديث، وقد تفرد سهيل بهٰذا الحديث عن ثابت".

**٤٣٠٠ـ [إسناده صحيح]** أخرجه الترمذي، الإيمان، باب ماجاء فيمن يموت وهو يشهد أن لا إله إلا الله، ح: ٢٦٣٩ من حديث الليث بن سعد به، قال: "حسن غريب".

عَامِرُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُصَاحُ بِرَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، عَلٰى رُؤُسِ الْخَلَائِقِ. فَيُنْشَرُ لَهُ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ سِجِلًّا. كُلُّ سِجِلٍّ مَدَّ الْبَصَرِ. ثُمَّ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: هَلْ تُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا؟ فَيَقُولُ: لَا. يَارَبِّ فَيَقُولُ: أَظَلَمَتْكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُونَ؟ ثُمَّ يَقُولُ: أَلَكَ عَنْ ذٰلِكَ حَسَنَةٌ؟ فَيُهَابُ الرَّجُلُ، فَيَقُولُ: لَا. فَيَقُولُ: بَلٰى. إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَاتٍ. وَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ. فَتُخْرَجُ لَهُ بِطَاقَةٌ فِيهَا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. قَالَ: فَيَقُولُ: يَا رَبِّ مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ فَيَقُولُ: إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ. فَتُوضَعُ السِّجِلَّاتُ فِي كَفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِي كَفَّةٍ. فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ، وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ».

ایک امتی کو سب مخلوقات کے سامنے پکار کر طلب کیا جائے گا۔ اس کے ننانوے رجسٹر کھول دیے جائیں گے۔ ہر رجسٹر اتنا بڑا ہوگا جہاں تک نگاہ پہنچے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو اس (تمام ریکارڈ) میں سے کسی چیز (کسی گناہ) کا انکار کرتا ہے؟ وہ کہے گا: نہیں' میرے مالک! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا میرے (مقرر کیے ہوئے) محافظ کاتبوں نے تجھ پر ظلم کیا ہے (کہ تیری نیکیاں نہ لکھی ہوں یا گناہ زیادہ لکھ دیے ہوں)؟ پھر فرمائے گا: کیا ان (گناہوں) کے علاوہ تیری کوئی نیکی بھی ہے؟ وہ شخص خوف زدہ ہو جائے گا اور کہے گا: نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیوں نہیں' ہمارے پاس تیری نیکیاں بھی ہیں اور آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا' چنانچہ اس (کے عمل) کا ایک (کاغذ کا چھوٹا سا) پرزہ لایا جائے گا۔ اس پر لکھا ہوگا: ﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ﴾ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'' بندہ کہے گا: یا رب! ان رجسٹروں کے مقابلے میں یہ پرزہ کیا (حیثیت رکھتا) ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آج تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا' چنانچہ وہ تمام رجسٹر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور وہ پرزہ ایک پلڑے میں رکھا جائے گا۔ وہ تمام رجسٹر اوپر اٹھ جائیں گے اور وہ پرزہ بھاری ثابت ہوگا۔''

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى: اَلْبِطَاقَةُ اَلرُّقْعَةُ. وَأَهْلُ مِصْرَ يَقُولُونَ لِلرُّقْعَةِ: بِطَاقَةٌ.

(راوی حدیث' امام ابن ماجہ کے استاد) محمد بن یحییٰ نے کہا: (حدیث میں مذکور لفظ) بطاقہ سے مراد رقعہ ہے۔ مصر والے رقعہ کو بطاقہ کہتے ہیں۔

**فوائد و مسائل:** ① قیامت کے دن بعض لوگ بغیر حساب کتاب کے جنت میں چلے جائیں گے۔ (دیکھیے: حدیث:۴۲۸۶) اور جہنم میں جانے والے بعض لوگ بھی ایسے ہوں گے جن کے اعمال کا وزن نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان کی سب نیکیاں ضائع ہو چکی ہوں گی۔ دیکھیے: (سورة الكهف۱۸:۱۰۵) ② نیکیوں کے وزن کا دار و مدار خلوصِ نیت اور اتباع سنت پر ہوگا۔ کوئی نیکی جتنے خلوص سے کی گئی ہوگی اور سنت سے جتنی زیادہ مطابقت رکھے گی' اتنا ہی اس کا وزن زیادہ ہوگا۔ ③ کلمۂ شہادت' یعنی توحید و رسالت پر دل سے ایمان لانا ایسا عمل ہے جس سے تمام سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں' اس لیے اگر کسی شخص کو ایمان لانے کے بعد نیک اعمال انجام دینے کا موقع نہیں ملا' اور وہ فوت ہو گیا تو اس کا کلمۂ شہادت اس کی نجات کے لیے کافی ہوگا۔ حدیث میں ایسا ہی شخص مراد ہے۔ ④ اسلام قبول کرنے کے بعد اس کے مطابق عمل نہ کرنے والے کا کلمۂ شہادت اسے جہنم میں جانے سے نہیں بچا سکے گا لیکن وہ گناہوں کی سزا بھگت کر جہنم سے نکل آئے گا' اور کلمے کی وجہ سے اس کی نجات ہو جائے گی ⑤ جس نے کلمۂ شہادت صرف زبان سے ادا کیا' دل میں اس پر یقین نہیں رکھا' وہ منافق ہے جو دائمی جہنمی ہے۔ اس کی سزا عام کافر سے سخت ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا﴾ (النساء۴:۱۴۵) ''منافق یقیناً جہنم کے سب سے نیچے کے طبقے میں جائیں گے' ناممکن ہے کہ وہاں آپ کو ان کا کوئی مددگار ملے۔'' ⑥ یہ حدیث اہل علم میں حدیثِ بطاقہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ حدیث' عاصی اہل ایمان کے لیے اللہ عزوجل کی خصوصی رحمت اور کمال مہربانی کا مظہر معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم.

## (المعجم ٣٦) - **بَابُ ذِكْرِ الْحَوْضِ** (التحفة ٣٦)

## باب:۳۶- حوضِ کوثر کا بیان

٤٣٠١- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا: حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ لِي حَوْضًا، مَا بَيْنَ الْكَعْبَةِ وَبَيْتِ الْمَقْدِسِ. أَبْيَضَ مِثْلَ اللَّبَنِ. آنِيَتُهُ عَدَدُ النُّجُومِ. وَإِنِّي لَأَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۴۳۰۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرا ایک حوض ہے جو کعبہ اور بیت المقدس کے درمیان (کی مسافت کے برابر وسیع) ہے۔ (اس کا پانی) دودھ کی طرح سفید ہے۔ اس کے برتن ستاروں کی تعداد کی طرح (بے شمار) ہیں۔ اور قیامت کے دن میرے متبعین (امتی) سب نبیوں کے متبعین سے زیادہ ہوں گے۔''

---

٤٣٠١_ [صحيح] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ٧٢٣ من حديث ابن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ١٣/ ١٤٦، وله شواهد عند البخاري، ح: ٦٥٧٩، ومسلم، ح: ٢٢٩٢/ ٢٧ وغيرهما، راجع النهاية بتحقيقي، ح: ٣٩٠_٤١٢.

فوائد ومسائل: ① حوضِ کوثر میدانِ حشر میں ایک حوض ہوگا جس سے نبی ﷺ اپنے امتیوں کو پانی پلائیں گے۔ اس کی وسعت اس حدیث میں کعبہ سے بیت المقدس تک بیان کی گئی ہے۔ دوسری حدیث میں یمن کے شہر عدن سے فلسطین کے شہر ایلہ (موجودہ بندرگاہ ایلات) تک کے برابر یا مدینہ منورہ سے سعودی عرب کے جنوب مشرق میں واقع عمان تک یا مدینہ منورہ سے یمن کے شہر صنعاء تک ذکر کی گئی ہے۔ (سنن ابن ماجه، حدیث: ۴۳۰۲، ۴۳۰۳، ۴۳۰۴) اس سے اس کے طول وعرض کی تحدید مقصود نہیں بلکہ اس کی وسعت کا ایک سادہ تصور پیش کرنا مقصود ہے۔ ② حوضِ کوثر میدانِ حشر میں ہوگا لیکن اس میں پانی جنت سے آئے گا۔ نبی ﷺ نے جنت میں نہر کوثر ملاحظہ فرمائی تھی۔ (صحیح البخاري، التفسیر، باب: سورة ﴿إِنَّآ أَعۡطَيۡنَٰكَ ٱلۡكَوۡثَرَ﴾، حدیث: ۴۹۶۴)

٤٣٠٢ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ، سَعْدِ ابْنِ طَارِقٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ حَوْضِي لَأَبْعَدُ مِنْ أَيْلَةَ إِلَى عَدَنَ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَآنِيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُومِ. وَلَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَذُودُ عَنْهُ الرِّجَالَ كَمَا يَذُودُ الرَّجُلُ الْإِبِلَ الْغَرِيبَةَ عَنْ حَوْضِهِ» قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ أَتَعْرِفُنَا؟ قَالَ: «نَعَمْ. تَرِدُونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ. لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ».

۴۳۰۲- حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا حوض ایلہ سے لے کر عدن تک کے فاصلے سے زیادہ طویل وعریض ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس کے برتن ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں۔ اس (کے پانی) کا رنگ دودھ سے زیادہ سفید اور (ذائقہ) شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں لوگوں کو اس سے ہٹاؤں گا جس طرح آدمی اپنے حوض سے بیگانے اونٹوں کو ہنکا دیتا ہے۔“ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! کیا آپ ہمیں پہچان لیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں، تم میرے پاس (حوض پر) آؤ گے تو وضو کے نشان سے تمھارے چہرے اور ہاتھ پاؤں چمک رہے ہوں گے۔ یہ علامت تمھارے سوا کسی اور (امت) کی نہیں ہوگی۔“

فوائد ومسائل: ① نبی ﷺ کا حوض صرف آپ ﷺ کی امت کے لیے ہوگا۔ ② نبی ﷺ امت کے افراد

٤٣٠٢ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة والتحجيل في الوضوء، ح: ٢٤٨/ ٣٨ عن عثمان بن أبي شيبة به.

کو اس لیے پہچان لیں گے کہ ان کے ہاتھ پاؤں چمک رہے ہوں گے۔ اس میں اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ حاضر و ناظر یا عالم الغیب نہیں۔ ③ بے نماز لوگ حوض سے پانی نہیں پی سکیں گے کیونکہ ان کو امتِ محمدیہ کی علامت حاصل نہیں ہوگی۔ ④ حوض کوثر میں پانی جنت سے آئے گا' اس لیے اس میں جنت کی نعمتوں والی خوبیاں ہوں گی۔

٤٣٠٣- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ: حَدَّثَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ سَالِمٍ الدِّمَشْقِيُّ: نُبِّئْتُ عَنْ أَبِي سَلَّامٍ الْحَبَشِيِّ قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ. فَأَتَيْتُهُ عَلَى بَرِيدٍ. فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَيْهِ، قَالَ: لَقَدْ شَقَقْنَا عَلَيْكَ يَاأَبَاسَلَّامٍ فِي مَرْكَبِكَ. قَالَ: أَجَلْ. وَاللهِ يَاأَمِيرَالْمُؤْمِنِينَ. قَالَ: وَاللهِ مَاأَرَدْتُ الْمَشَقَّةَ عَلَيْكَ. وَلٰكِنْ حَدِيثٌ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَدِّثُ بِهِ عَنْ ثَوْبَانَ، مَوْلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فِي الْحَوْضِ. فَأَحْبَبْتُ أَنْ تُشَافِهَنِي بِهِ. قَالَ، فَقُلْتُ: حَدَّثَنِي ثَوْبَانُ، مَوْلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ حَوْضِي مَا بَيْنَ عَدَنَ إِلٰى أَيْلَةَ. أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَأَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ. أَكَاوِيبُهُ كَعَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ. مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شَرْبَةً لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا أَبَدًا. وَأَوَّلُ مَنْ يَرِدُهُ عَلَيَّ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ. الدُّنْسُ ثِيَابًا

۴۳۰۳- حضرت ابوسلام حبشی رحمہ اللہ سے روایت ہے' انھوں نے کہا: مجھے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے بلایا میں (جلد پہنچنے کی غرض سے) ڈاک کے گھوڑوں پر سوار ہو کر آیا۔ جب میں حاضرِ خدمت ہوا تو انھوں (عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ) نے فرمایا: ابوسلام! ہماری وجہ سے آپ کو اس سواری کی مشقت اٹھانی پڑی۔ میں نے کہا: جی ہاں' امیر المومنین! فرمایا: قسم ہے اللہ کی! میں آپ کو مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا لیکن مجھے معلوم ہوا تھا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے حوض کے بارے میں ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ آپ سے براہ راست وہ حدیث سنوں۔ ابوسلام رحمہ اللہ نے کہا: مجھے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول ﷺ نے حدیث سنائی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''میرا حوض عدن سے لے کر ایلہ تک (کی مسافت جتنا طویل وعریض) ہے۔ وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی تعداد کی طرح (بے شمار) ہیں۔ جو اس میں سے ایک بار پانی پی لے گا' اسے



٤٣٠٣_ [حسن] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب ماجاء في صفة أواني الحوض، ح: ٢٤٤٤ من حديث محمد ابن مهاجر به، وقال: "غريب"، وسنده ضعيف للانقطاع، وللحديث طرق أخرى عند ابن حبان، ح: ٢٦٠١ وغيره، وأصله في صحيح مسلم، ح: ٢٣٠١.

وَالشُّعْثُ رُؤُسًا . الَّذِينَ لَا يَنْكِحُونَ الْمُنَعَّمَاتِ . وَلَا يُفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ». قَالَ، فَبَكٰى عُمَرُ حَتَّى اخْضَلَّتْ لِحْيَتُهُ . ثُمَّ قَالَ : لَكِنِّي قَدْ نَكَحْتُ الْمُنَعَّمَاتِ وَفُتِحَتْ لِيَ السُّدَدُ. لَاجَرَمَ أَنِّي لَاأَغْسِلُ ثَوْبِي الَّذِي عَلٰى جَسَدِي حَتَّى يَتَّسِخَ . وَلَا أَدْهُنُ رَأْسِي حَتَّى يَشْعَثَ .

اس کے بعد کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ حوض پر میرے پاس سب سے پہلے وہ غریب مہاجر آئیں گے جن کے کپڑے میلے اور سر پراگندہ ہوں گے۔ جو ناز و نعمت میں پلی ہوئی عورتوں سے نکاح نہیں کرتے اور ان کے لیے دروازے نہیں کھولے جاتے۔'' حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ رو پڑے حتی کہ ان کی ڈاڑھی مبارک (آنسوؤں سے) تر ہوگئی۔ پھر فرمایا: لیکن میں نے تو ناز و نعمت والی عورتوں سے نکاح کیا ہے اور میرے لیے دروازے کھولے گئے۔ اب ضرور یہ ہوگا کہ میں پہنے ہوئے کپڑے نہیں دھوؤں گا جب تک میلے نہ ہو جائیں، اور سر میں تیل نہیں ڈالوں گا جب تک بال نہ بکھر جائیں۔



**فوائد و مسائل:** ① غریب گم نام مسلمان اگر نیک ہوں تو اللہ کے ہاں ان کا بڑا مقام ہے۔ ② اگر اللہ تعالیٰ دولت دے تو زیب و زینت اور فخر و مباہات کی بجائے سادگی اختیار کرنا درجات کی بلندی کا باعث ہے۔ ③ دروازے کھولے جانے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں بلند مقام کی وجہ سے سب لوگ ان کا احترام کرتے ہیں اور جس کے پاس جائیں وہ دروازے کھول کر استقبال کرتا ہے جب کہ غریب مفلس آدمی سے اس کے برعکس سلوک ہوتا ہے۔ ④ میلے کپڑے اور پراگندہ بال رکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ مناسب صفائی ستھرائی کا خیال نہ رکھا جائے بلکہ یہ مطلب ہے کہ زیب و زینت میں حد سے زیادہ انہماک نہ ہو۔ ⑤ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ خلیفہ ہونے کے باوجود علم حدیث کا اتنا شوق رکھتے تھے کہ جس عالم کے بارے میں انھیں معلوم ہوا کہ اسے کوئی حدیث یاد ہے، اس سے استفادہ کرنے کو عار نہیں سمجھا۔ مسلمان حکمرانوں کو ایسے ہی ہونا چاہیے۔ ⑥ علمائے کرام کا فرض ہے کہ دین سے محبت کرنے والے حکام کا احترام کریں اور ان کے احکام کی تعمیل کی پوری کوشش کریں۔ ⑦ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے یہ حکم نہیں بھیجا تھا کہ فوراً پہنچیں لیکن ابوسلام رحمہ اللہ نے اطاعت امیر میں مشقت اٹھا کر جلد از جلد پہنچنے کی کوشش کی۔

٤٣٠٤- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا

۴۳۰۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

---

**٤٣٠٤-** أخرجه مسلم، الفضائل، باب إثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته، ح: ٤٢/٢٣٠٤ من حديث هشام به.

أَبِي: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا بَيْنَ نَاحِيَتَيْ حَوْضِي كَمَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِينَةِ. أَوْ كَمَا بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَعَمَّانَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے حوض کے دو کناروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جیسے صنعاء اور مدینہ منورہ کے درمیان یا جیسے مدینہ منورہ اور عمان کے درمیان۔''

**٤٣٠٥- حَدَّثَنَا** حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «يُرٰى فِيهِ أَبَارِيقُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ كَعَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ».

۴۳۰۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس (حوض) میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کی طرح سونے اور چاندی کے جگ ہوں گے۔''

**٤٣٠٦- حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَتَى الْمَقْبَرَةَ فَسَلَّمَ عَلَى الْمَقْبَرَةِ. فَقَالَ: «اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا، إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى، بِكُمْ لَاحِقُونَ» ثُمَّ قَالَ: «لَوَدِدْنَا أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ أَوَلَسْنَا إِخْوَانَكَ؟ قَالَ: «أَنْتُمْ أَصْحَابِي. وَإِخْوَانِي الَّذِينَ يَأْتُونَ مِنْ بَعْدِي. وَأَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: «أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ

۴۳۰۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ قبرستان میں تشریف لے گئے اور قبرستان (میں مدفون افراد) کو سلام کرتے ہوئے فرمایا: [اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى، بِكُمْ لَاحِقُونَ] ''اے مومن لوگوں کی بستی کے رہنے والو! تم پر سلامتی ہو۔ ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''ہماری خواہش تھی کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھ سکتے۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''تم تو میرے ساتھی اور صحابی ہو۔ میرے بھائی تو وہ ہیں جو میرے بعد آئیں گے۔ اور میں حوض پر تمھارا پیش رو ہوں گا۔'' صحابہ نے کہا: اللہ کے رسول! آپ کی امت کے جو لوگ ابھی (دنیا

---

٤٣٠٥ـ أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٤٣/٢٣٠٤ من حديث خالد به.

٤٣٠٦ـ أخرجه مسلم، الطهارة، باب استحباب إطالة الغرة والتحجيل في الوضوء، ح: ٣٩/٢٤٩ من حديث العلاء به.

خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ، أَلَمْ يَكُنْ يَعْرِفُهَا؟» قَالُوا: بَلٰى. قَالَ: «فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ، مِنْ أَثَرِ الْوُضُوءِ» قَالَ: «أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ» ثُمَّ قَالَ: «لَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يُذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ. فَأُنَادِيهِمْ: أَلَا هَلُمُّوا فَيُقَالُ: إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا بَعْدَكَ، وَلَمْ يَزَالُوا يَرْجِعُونَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ. فَأَقُولُ أَلَا سُحْقًا سُحْقًا».

میں) نہیں آئے' آپ (قیامت کے دن) انھیں کس طرح پہچانیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بتاؤ اگر کسی کے پنج کلیان گھوڑے (دوسروں کے) مکمل طور پر کالے گھوڑوں میں مل جائیں تو کیا وہ انھیں پہچان نہ لے گا؟'' انھوں نے کہا: کیوں نہیں (پہچان لے گا۔) آپ نے فرمایا: ''یہ لوگ (رسول اللہ ﷺ کے امتی) قیامت کے دن آئیں گے تو وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں گے۔'' اور فرمایا: ''میں حوض پر تمھارا پیش رو ہوں گا۔'' پھر فرمایا: ''کچھ افراد کو میرے حوض سے دور ہٹایا جائے گا جس طرح گم شدہ (پرائے) اونٹ کو دور ہٹایا جاتا ہے' چنانچہ میں انھیں آواز دوں گا: (ادھر) آجاؤ۔ تو کہا جائے گا: انھوں نے آپ کے بعد (اپنی حالت) تبدیل کر لی تھی۔ اور اپنی ایڑیوں پر پھر گئے تھے۔ تب میں کہوں گا: دور رہو! دور رہو!۔''



فوائد و مسائل: ① قبرستان میں جا کر مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کرنی چاہیے۔ ② قبروں کی زیارت کا مقصد فوت شدہ افراد کے لیے دعائے مغفرت اور موت کی یاد ہے' ان سے مانگنا مقصد نہیں۔ ③ السلام علیکم کہنے کا مقصد انھیں سنانا نہیں بلکہ ان کے لیے سلامتی کی دعا کرنا ہے۔ مخاطب (تم) کا لفظ بولنے کا مقصد اپنے دل کو نصیحت کرنا ہے کہ یہ لوگ کل تک ہمارے اندر موجود تھے اور ہم سے بات چیت کرتے تھے۔ آج یہ ہماری دعاؤں کے محتاج ہیں۔ ④ موحد امتی نبی ﷺ کے دینی بھائی ہیں کیونکہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں لیکن بھائی ہونے سے درجات کی برابری لازم نہیں آتی۔ جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے آپس میں بھائی بھائی تھے لیکن جو درجہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حاصل ہوا وہ ان کے کسی بھائی کو حاصل نہیں ہوا۔ ⑤ نبی ﷺ امتیوں کو وضو کی علامت سے پہچانیں گے' اس لیے نہیں کہ وہ امتیوں کے تمام اعمال دیکھ رہے ہیں۔ ⑥ ''پیش رو'' قافلے کے اس شخص کو کہتے ہیں جو قافلے کے دوسرے افراد سے پہلے پڑاؤ پر پہنچ کر ساتھیوں کے وہاں ٹھہرنے اور ان کی ضروریات مہیا کرنے کا بندوبست کرتا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب تم قیامت کے دن قبروں سے اٹھو گے تو میں تم سے پہلے حوض پر پہنچ چکا ہوں گا تاکہ جب تم پہنچو تو تمھیں حوض کوثر کا پانی پلاؤں۔ ⑦ حوض کوثر سے پانی پینے کے مستحق وہی لوگ ہوں گے جو اسلام پر قائم رہے اور اسلام کی حالت میں فوت ہوئے۔ ⑧ اونٹ

بہت زیادہ پانی پیتا ہے۔ اور عرب میں پانی کم ہوتا تھا' اس لیے لوگ اپنے اونٹوں کے لیے حوض تیار کرتے تھے اور انھیں پانی سے بھرتے تھے تاکہ اونٹ پیاسے نہ رہیں' اسی لیے دوسروں کے اونٹوں کو پانی نہیں پینے دیتے تھے۔ اہل بدعت یا مرتد کو اسی طرح حوض کوثر سے پانی پینے سے منع کر دیا جائے گا۔

## (المعجم ۳۷) - بَابُ ذِكْرِ الشَّفَاعَةِ (التحفة ۳۷)

## باب: ۳۷- شفاعت کا بیان

٤٣٠٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ. فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ. وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي. فَهِيَ نَائِلَةٌ مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا».

۴۳۰۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کی ایک مقبول دعا ہوتی ہے اور ہر نبی نے وہ دعا جلدی (دنیا میں) مانگ لی۔ میں نے اپنی دعا کو امت کے حق میں شفاعت کے لیے چھپا کر رکھا ہوا ہے۔ یہ (دعا) امت کے ہر اس شخص کو نصیب ہوگی جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتے ہوئے فوت ہوگا۔''

**فوائد ومسائل:** ① اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو فرمایا کہ تمھاری ایک دعا لازماً قبول ہوگی' یہی وعدہ ہمارے نبی ﷺ کے لیے بھی ہے۔ ② دعا کی قبولیت اللہ کی مشیت پر منحصر ہے۔ وہ چاہے تو کسی برے سے برے آدمی کی دعا قبول کر لے' چاہے تو نبی کی دعا بھی قبول نہ کرے۔ ③ ہر نبی نے دنیا میں کسی نہ کسی موقع پر یہ درخواست کی کہ اے اللہ! میری فلاں خواہش کو وہ دعا قرار دیا جائے جو لازماً قبول ہونے والی ہے' چنانچہ اس نبی کی دعا قبول کر کے وہ خواہش پوری کر دی گئی۔ ④ نبی ﷺ نے دنیا میں کسی دعا کو وہ دعا قرار نہیں دیا جس کی قبولیت کا وعدہ ہے' اس لیے اس دعا کا حق ابھی باقی ہے۔ ⑤ نبی ﷺ نے امت کی مغفرت کے لیے شفاعت کو اپنی وہ خصوصی دعا قرار دیا ہے۔ یہ دعا قیامت کے دن کی جائے گی اور اہل توحید کے لیے لازماً قبول ہوگی۔ ⑥ نجات کے لیے توحید پر وفات ضروری ہے۔

٤٣٠٨- حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى وَأَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ، إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِاللهِ

۴۳۰۸- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اولادِ آدم کا سردار ہوں

---

٤٣٠٧ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب اختباء النبي ﷺ دعوة الشفاعة لأمته، ح: ١٩٩ عن ابن أبي شيبة به.

٤٣٠٨ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة بني إسرائيل، ح: ٣١٤٨ من حديث علي بن زيد، تقدم، ح: ١١٦ مطولاً، وقال: "حسن صحيح"، ولم ينفرد به، وله شواهد، وروى بعضهم هذا الحديث عن أبي نضرة عن ابن عباس بطوله.

ابْنِ حَاتِمٍ قَالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَنْبَأَنَا عَلِيُّ ابْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ. وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ الْأَرْضُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ. وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ. وَلِوَاءُ الْحَمْدِ بِيَدِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ».

اور کوئی فخر نہیں۔ قیامت کے دن سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی اور کوئی فخر نہیں۔ سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور کوئی فخر نہیں۔ قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور کوئی فخر نہیں۔‘‘

**فوائد ومسائل:** ① نبی اکرم ﷺ نے اپنی خوبیاں خود بیان فرمائی ہیں کیونکہ ان کا تعلق مستقبل سے ہے جو بتائے بغیر معلوم نہیں ہوسکتیں۔ ② ان خصائص کے بیان کرنے کا مقصد حقیقت حال سے آگاہ کرنا ہے اظہار فخر نہیں۔ ③ بعض حالات میں اپنی خوبیاں بیان کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: ﴿اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ﴾ (یوسف ۱۲:۵۵) ’’آپ مجھے ملک کے خزانوں پر مقرر کر دیجیے میں حفاظت کرنے والا اور باخبر ہوں۔‘‘ یہ ممنوعہ خودستائی میں شامل نہیں۔ ④ نبی ﷺ تمام انسانوں کے سردار ہیں یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں میں سب سے افضل ہیں چنانچہ تمام انبیاء اور رسولوں سے بھی افضل ہیں اسی لیے جنت کا مقام ’’وسیلہ‘‘ اور محشر میں ’’مقام محمود‘‘ رسول اللہ ﷺ کے لیے مخصوص ہیں۔ ⑤ جھنڈا بھی قیادت کی علامت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا ’’حمد کا جھنڈا‘‘ (لواء الحمد) ہے۔ سب کائنات نبی ﷺ کی تعریف کرے گی جب کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا فرمائیں گے۔ ⑥ قبروں سے اٹھنا قیامت کی ابتدا ہے اور جنت میں داخلہ اس سلسلے کی انتہا۔ نبی ﷺ کو ان دونوں میں اولیت کا شرف حاصل ہے کہ دوبارہ زندہ ہو کر قبروں سے اٹھنے میں بھی نبی ﷺ کو اولیت حاصل ہوگی اور جنت کا دروازہ بھی آپ ﷺ کے لیے کھولا جائے گا۔ ⑦ قیامت کے دن شفاعت اللہ کی اجازت سے ہوگی۔ نبی ﷺ عرش کے نیچے تشریف لے جا کر ایک طویل سجدہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی وہ تعریفیں کریں گے جو پہلے کبھی نہ کی ہوں گی تب رسول اللہ ﷺ کو شفاعت کی اجازت دی جائے گی اور وہ شفاعت قبول بھی کی جائے گی۔ نبی ﷺ کے بعد دوسرے انبیاء علیہم السلام پھر شہداء حفاظ قرآن اور دوسرے نیک لوگ درجہ بدرجہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے شفاعت کریں گے۔ ⑧ ان تمام تفصیلات پر ایمان لانا آخرت پر ایمان لانے میں شامل ہے۔

٤٣٠٩ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَإِسْحَاقُ

۴۳۰۹- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٤٣٠٩ـ أخرجه مسلم، الإيمان، باب إثبات الشفاعة وإخراج الموحدين من النار، ح: ١٨٥/٣٠٦ عن نصر بن ◀◀

ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا بِشْرُ ابْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَّا أَهْلُ النَّارِ، الَّذِينَ هُمْ أَهْلُهَا، فَلَا يَمُوتُونَ فِيهَا وَلَا يَحْيَوْنَ. وَلٰكِنْ نَاسٌ أَصَابَتْهُمْ نَارٌ بِذُنُوبِهِمْ أَوْبِخَطَايَاهُمْ فَأَمَاتَتْهُمْ إِمَاتَةً. حَتَّى إِذَا كَانُوا فَحْمًا أُذِنَ لَهُمْ فِي الشَّفَاعَةِ. فَجِيءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ ضَبَائِرَ. فَبُثُّوا عَلَى أَنْهَارِ الْجَنَّةِ. فَقِيلَ: يَاأَهْلَ الْجَنَّةِ أَفِيضُوا عَلَيْهِمْ. فَيَنْبُتُونَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ تَكُونُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ» قَالَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: كَأَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ كَانَ فِي الْبَادِيَةِ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جہنمی جو جہنم کے اصل مستحق (اور ہمیشہ اس میں رہنے والے) ہیں' وہ تو اس میں نہ مریں گے نہ جئیں گے لیکن کچھ لوگ جنھیں ان کے گناہوں یا غلطیوں کی وجہ سے جہنم پکڑ لے گی' وہ انھیں ایک بار فوت کردے گی حتی کہ جب وہ (جل کر) کوئلہ ہو جائیں گے تو ان کے حق میں شفاعت کی اجازت مل جائے گی' چنانچہ انھیں گروہ گروہ کرکے لایا جائے گا اور جنت کی نہروں (کے کناروں) پر بکھیر دیا جائے گا' پھر کہا جائے گا: جنت والو! ان پر پانی ڈالو۔ (پانی ڈالنے سے) وہ اس طرح اگیں گے جس طرح سیلاب کی لائی ہوئی مٹی میں دانہ اگتا ہے۔'' (یہ سن کر) حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا: لگتا ہے رسول اللہ ﷺ صحرائی میدانوں میں رہتے رہے ہیں۔

**فوائد و مسائل:** ① گناہ گار مومن کچھ عرصہ سزا پانے کے بعد جہنم سے نکال لیے جائیں گے۔ ② اس حدیث میں مذکورہ سزا پانے والے مومن ہیں جو سب سے آخر میں جہنم سے نکالے جائیں گے' خواہ وہ مومنوں کی شفاعت سے نکالے جائیں یا اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے کسی کی شفاعت کے بغیر نکالے جائیں۔ ③ جنت کا پانی جہنم کے اثرات کا خاتمہ کر دے گا اور نجات پانے والے جہنمی' دوسرے جنتیوں کی طرح خوش و خرم اور ٹھیک ٹھاک ہو جائیں گے۔ ④ سیلاب کا پانی جب زور میں ہوتا ہے تو اناج کے دانے یا جنگلی پودوں کے بیج بھی اس کے ساتھ آ جاتے ہیں' پھر جب سیلاب کا پانی اترتا ہے تو اس کے ساتھ آئی ہوئی مٹی پیچھے رہ جاتی ہے اور اس میں وہ نمدار بیج اگ آتے ہیں۔ ⑤ جب بیج اگتا ہے تو پودا مڑا ہوا' کمزور اور زرد ہوتا ہے' اسی طرح جب وہ گناہ گار جہنم سے نکلیں گے تو آگ کی وجہ سے جلے ہوئے اور کمزور ہوں گے' پھر جنت کے پانی کی وجہ سے ٹھیک ہو جائیں گے۔ ⑥ اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے لیکن اللہ کے عذاب سے بھی بے خوف نہیں ہونا چاہیے۔

---

◀◀ علي به .

٤٣١٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي».

۴۳۱۰- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہوں کے مرتکب افراد کے لیے (بھی) ہوگی۔''

**فوائد ومسائل:** ① قیامت کے دن نبی ﷺ کی شفاعت کئی قسم کی ہوگی' مثلاً: جنت میں داخلے کے لیے شفاعت' جہنم سے نکالنے کے لیے شفاعت' بعض مومنوں کی بلندیٔ درجات کے لیے شفاعت وغیرہ۔ ② کبیرہ گناہوں کے مرتکبین کے لیے جو شفاعت ہوگی' وہ جہنم سے نکالنے کے لیے ہوگی۔ شرک اکبر اور جو کفر اسلام سے خارج کر دیتا ہے' اس کفر اور شرک کے مرتکب افراد کے لیے شفاعت نہیں ہوگی اگرچہ وہ خود کو مسلمان ہی سمجھیں' اسی طرح اعتقادی منافق بھی شفاعت سے محروم رہیں گے۔

٤٣١١- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خُيِّرْتُ بَيْنَ الشَّفَاعَةِ وَبَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ. فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ. لِأَنَّهَا أَعَمُّ وَأَكْفٰى. أَتُرَوْنَهَا لِلْمُتَّقِينَ؟ لَا. وَلٰكِنَّهَا لِلْمُذْنِبِينَ، الْخَطَّائِينَ الْمُتَلَوِّثِينَ».

۴۳۱۱- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے شفاعت اور آدھی امت کے جنت کے داخلے میں سے کوئی ایک چیز منتخب کرنے کی اجازت دی گئی تو میں نے شفاعت کو منتخب کر لیا کیونکہ یہ زیادہ افراد کو شامل کرنے والی اور زیادہ کفایت کرنے والی ہے۔ کیا تمھارا یہ خیال ہے کہ یہ پرہیزگاروں کے لیے ہوگی؟ نہیں' بلکہ یہ گناہ گاروں' خطاکاروں اور (گناہوں میں) لتھڑے ہوئے لوگوں کے لیے ہوگی۔''

**فوائد ومسائل:** ① نبی ﷺ اپنی امت کے انتہائی خیر خواہ تھے' اس لیے امت کے لوگوں کا بھی فرض ہے کہ

---

٤٣١٠ـ [حسن] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب منه حديث شفاعتي لأجل الكبائر من أمتي، ح: ٢٤٣٦ من حديث جعفر به، وقال: "حسن غريب".

٤٣١١ـ [إسناده حسن] وصححه البوصيري، وله شواهد كثيرة، منها ما رواه الحسن بن عرفة في جزءه، ح: ٩٣، وقال المنذري في الترغيب "إسناد حديث ابن عمر جيد": ٤/ ٤٤٧.

نبی ﷺ سے محبت رکھیں' ان کے احکام کی تعمیل کریں' ان کے اسوہ کی پیروی کریں' ان پر درود پڑھیں اور ان کے صحابۂ کرام ؓ سے محبت رکھیں اور احترام کریں۔ ② آدھی امت کی بجائے شفاعت کی اجازت میں امید ہے کہ زیادہ لوگوں کی مغفرت ہو جائے' اس لیے آپ ﷺ نے اسے منتخب فرمایا۔ ③ نبی ﷺ کی شفاعت اللہ تعالیٰ کے اذن کے تابع ہے' اس لیے اللہ ہی سے دعا کرنی چاہیے کہ ہمیں ان لوگوں میں شامل فرمائے جن کے حق میں شفاعت کی اجازت نبی ﷺ کو حاصل ہوگی۔

**٤٣١٢ - حَدَّثَنَا** نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلْهَمُونَ أَوْ يَهُمُّونَ. شَكَّ سَعِيدٌ فَيَقُولُونَ: لَوْ تَشَفَّعْنَا إِلَى رَبِّنَا فَأَرَاحَنَا مِنْ مَكَانِنَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ: أَنْتَ آدَمُ أَبُو النَّاسِ. خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ. وَسَجَدَ لَكَ مَلَائِكَتُهُ. فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ يُرِحْنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا. فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ وَيَشْكُو إِلَيْهِمْ ذَنْبَهُ الَّذِي أَصَابَ. فَيَسْتَحْيِي مِنْ ذٰلِكَ وَلٰكِنِ ائْتُوا نُوحًا. فَإِنَّهُ أَوَّلُ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ. فَيَأْتُونَهُ. فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ سُؤَالَهُ رَبَّهُ مَا لَيْسَ لَهُ بِهِ عِلْمٌ. وَيَسْتَحْيِي مِنْ ذٰلِكَ وَلٰكِنِ ائْتُوا خَلِيلَ الرَّحْمٰنِ إِبْرَاهِيمَ. فَيَأْتُونَهُ. فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ. وَلٰكِنِ ائْتُوا مُوسٰى.

**۴۳۱۲-** حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن مومن جمع ہوں گے' پھر انھیں الہام ہوگا یا فرمایا: وہ فکرمند ہوں گے' (حدیث کے راوی) سعید کو شک ہوا ہے۔ تب وہ کہیں گے: کاش ہم اپنے رب کے دربار میں (کسی کی) سفارش پیش کریں تو وہ ہمیں اس جگہ سے (منتقل کر کے) راحت نصیب فرمائے' چنانچہ وہ حضرت آدم ؑ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے: آپ آدم ہیں جو سب انسانوں کے والد ہیں۔ آپ کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور اس کے فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا' لہٰذا آپ ہمارے لیے اپنے رب سے شفاعت کیجیے کہ ہمیں اس مقام سے راحت نصیب فرمائے۔ وہ کہیں گے: میں اس قابل نہیں اور اپنے اس گناہ کا ذکر اور شکایت کریں گے جو ان سے سرزد ہو گیا تھا۔ (جس درخت سے منع کیا گیا تھا' اس کا پھل کھا لیا تھا۔) وہ اپنے رب سے شرم محسوس کریں گے۔ (اور کہیں گے) نوح ؑ کے پاس جاؤ۔ وہ پہلے رسول ہیں جنھیں اللہ



**٤٣١٢ـ** أخرجه البخاري، التفسير، باب قول الله تعالٰى: "وعلم آدم الأسماء كلها"، ح: ٤٤٧٦، ومسلم، الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، ح: ١٩٣/ ٣٢٣ من حديث سعيد بن أبي عروبة به.

عَبْدًا كَلَّمَهُ اللهُ وَأَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ. فَيَأْتُونَهُ. فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ قَتْلَهُ النَّفْسَ بِغَيْرِ النَّفْسِ وَلٰكِنِ ائْتُوا عِيسٰى عَبْدَ اللهِ وَرَسُولَهُ وَكَلِمَةَ اللهِ وَرُوحَهُ. فَيَأْتُونَهُ. فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ. وَلٰكِنِ ائْتُوا مُحَمَّدًا. عَبْدًا غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ. قَالَ: فَيَأْتُونِي فَأَنْطَلِقُ. قَالَ: فَذَكَرَ هٰذَا الْحَرْفَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: فَأَمْشِي بَيْنَ السِّمَاطَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ: ثُمَّ عَادَ إِلٰى حَدِيثِ أَنَسٍ. قَالَ: فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰى رَبِّي فَيُؤْذَنُ [لِي]. فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا. فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي. ثُمَّ يُقَالُ: اِرْفَعْ يَا مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ. وَسَلْ تُعْطَهْ. وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَحْمَدُهُ بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ. ثُمَّ أَشْفَعُ. فَيَحُدُّ لِي حَدًّا. فَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. ثُمَّ أَعُودُ الثَّانِيَةَ. فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا. فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي. ثُمَّ يُقَالُ لِي: اِرْفَعْ مُحَمَّدُ قُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ. وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَرْفَعُ رَأْسِي. فَأَحْمَدُهُ بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ. ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. ثُمَّ أَعُودُ الثَّالِثَةَ. فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ سَاجِدًا. فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي ثُمَّ يُقَالُ: اِرْفَعْ مُحَمَّدُ قُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَحْمَدُهُ بِتَحْمِيدٍ يُعَلِّمُنِيهِ. ثُمَّ

تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف (نبی بنا کر) بھیجا۔ لوگ ان کے پاس آئیں گے' وہ کہیں گے: میں اس قابل نہیں ہوں۔ وہ اس بات کا ذکر کر کے شرم محسوس کریں گے کہ انھوں نے اپنے رب سے ایسا سوال کیا تھا جس کی حقیقت کا انھیں علم نہیں تھا۔ (وہ کہیں گے:) لیکن تم اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ لوگ ان کے پاس جائیں گے' وہ فرمائیں گے: میں اس قابل نہیں' لیکن تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے ایسے بندے ہیں جن سے اللہ نے (براہ راست) کلام فرمایا اور انھیں تورات عطا فرمائی۔ لوگ ان کے پاس جائیں گے تو وہ فرمائیں گے: میں اس قابل نہیں۔ وہ ایک آدمی کے بے گناہ قتل کرنے کا ذکر فرمائیں گے۔ (وہ کہیں گے) لیکن عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے بندے' اس کے رسول' اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ لوگ ان کے پاس جائیں گے' وہ فرمائیں گے: میں اس قابل نہیں۔ لیکن تم حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے ایسے بندے ہیں جن کے اگلے پچھلے گناہ اللہ نے معاف فرما دیے ہیں۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگ میرے پاس آئیں گے' میں چل پڑوں گا۔'' ایک روایت میں ہے: ''میں مومنوں کی دو صفوں کے درمیان سے گزر کر جاؤں گا۔'' اور فرمایا: ''میں اپنے رب کے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا' مجھے اجازت مل جائے گی۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا' مجھے (سجدے میں) رہنے دے گا۔ پھر کہا جائے گا: محمد! سر اٹھائیے! بات کیجیے' آپ کی بات سنی جائے گی۔ سوال کیجیے' آپ کو دیا

أَشْفَعُ . فَيَحُدُّ لِي حَدًّا . فَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ . ثُمَّ أَعُودُ الرَّابِعَةَ فَأَقُولُ : يَا رَبِّ مَا بَقِيَ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ» .

جائے گا۔ شفاعت کیجیے' آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ تب میں اللہ کی وہ تعریفیں کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا' پھر شفاعت کروں گا' (چنانچہ) میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی' اللہ ان لوگوں کو (جن کے حق میں شفاعت کی اجازت دی ہو گی) جنت میں داخل کر دے گا' پھر میں دوسری بار جاؤں گا۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے (سجدے میں) رہنے دے گا۔ پھر مجھے کہا جائے گا۔ محمد! سر اٹھایئے! بات کیجیے' آپ کی بات سنی جائے گی۔ سوال کیجیے' آپ کو دیا جائے گا' شفاعت کیجیے۔ آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ تب میں سر اٹھا کر اللہ کی وہ تعریفیں کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا' پھر میں شفاعت کروں گا' (چنانچہ) میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی' اللہ ان لوگوں کو (جن کے حق میں شفاعت کی اجازت دی ہو گی) جنت میں داخل کر دے گا۔ پھر میں تیسری بار جاؤں گا۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر جاؤں گا' اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے (سجدے میں) رہنے دے گا' پھر مجھے کہا جائے گا: محمد! سر اٹھایئے! بات کیجیے' آپ کی بات سنی جائے گی۔ سوال کیجیے' آپ کو دیا جائے گا۔ شفاعت کیجیے' آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ تب میں سر اٹھا کر اللہ کی وہ تعریفیں کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا' (چنانچہ) میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی اور اللہ ان لوگوں کو جنت میں داخل کر دے گا (جن کے حق میں شفاعت کی اجازت دی ہو گی۔) پھر میں چوتھی بار جاؤں گا اور

عرض کروں گا: میرے رب! (جہنم میں) صرف وہی باقی رہ گئے ہیں جنھیں قرآن نے روک دیا ہے۔''

قَالَ يَقُولُ قَتَادَةُ عَلٰى أَثَرِ هٰذَا الْحَدِيثِ: وَحَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيرَةٍ مِنْ خَيْرٍ. وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ بُرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ. وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ».

یہ حدیث بیان کرنے کے بعد حضرت قتادہ رٹاللہ فرمایا کرتے تھے: ہمیں حضرت انس بن مالک رٹاللہ نے حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی جہنم سے نکل آئے گا جس نے لا إله إلا الله کہا' اور اس کے دل میں جو کے وزن کے برابر بھلائی (ایمان) ہے۔ اور جہنم سے وہ بھی نکل آئے گا جس نے لا إله إلا الله کہا اور اس کے دل میں گندم کے ایک دانے کے برابر بھلائی (ایمان) ہے۔ اور جہنم سے وہ بھی نکل آئے گا جس نے لا إله إلا الله کہا' اور اس کے دل میں ایک ذرے کے وزن کے برابر بھلائی (ایمان) ہے۔''

فوائد و مسائل: ① قیامت کے مراحل انتہائی شدید ہوں گے' لہٰذا ان مراحل میں آسانی کے لیے زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کی اور برائیوں سے زیادہ سے زیادہ پرہیز کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ② انبیائے کرام پر بھی قیامت کے دن خشیت الٰہی کی کیفیت کا غلبہ ہوگا' اس لیے انھیں اپنی معاف شدہ لغزشیں بھی بڑے گناہوں کی طرح خطرناک محسوس ہوں گی۔ ③ لوگ انبیائے کرام کو ان کا بلند مقام اور ان کے فضائل یاد دلا کر کوشش کریں گے کہ وہ اللہ سے شفاعت کریں لیکن ہر نبی دوسرے نبی کے پاس جانے کا مشورہ دیتے ہوئے خود شفاعت کرنے سے معذرت کرلے گا۔ ④ شفاعت کبریٰ کا مقام حضرت محمد ﷺ کے لیے مخصوص ہے' اس لیے جب نبی ﷺ سے عرض کیا جائے گا تو آپ معذرت نہیں کریں گے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کے قلب مبارک میں بھی اللہ تعالیٰ کی عظمت کا احساس پوری طرح موجود ہوگا' اس لیے براہ راست اصل مقصود عرض کرنے کی بجائے پہلے سجدہ کر کے اللہ کی حمد و ثنا بیان فرمائیں گے۔ ⑥ سجدہ بندے کو رب کا قرب بخشنے والی عظیم عبادت ہے اور دعا کے آداب میں یہ شامل ہے کہ پہلے حمد و ثنا کی جائے اور درود پڑھا جائے' پھر دعا کی جائے۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب فرمائیں گے' پھر مقام شفاعت پر تشریف لے جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ مالک الملک اور شہنشاہ ہے اور نبی ﷺ اس کے ایک مقرب بندے ہیں جو درخواست پیش کر سکتے ہیں اور قبولیت کی امید رکھ سکتے ہیں' لیکن اللہ کے حکم کے برعکس کچھ نہیں کر سکتے۔ ⑧ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہیں تھے' اس لیے اللہ کی جو تعریفیں اس وقت کریں گے' وہ اسی وقت سکھائی جائیں گی' پہلے سے معلوم نہیں ہوں گی۔ ⑨ رسول اللہ ﷺ بھی

اللہ کی اجازت کے بغیر شفاعت نہیں فرمائیں گے اور جب اجازت ملے گی تو وہ بھی لامحدود نہیں ہوگی۔ ⑩ سب لوگوں کا ایمان برابر نہیں ہوتا بلکہ کم وبیش ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص کے ایمان میں بھی اس کے اعمال کی وجہ سے کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ جنھیں قرآن نے روک دیا ہے وہ نبی پر ایمان نہ لانے والے اور شرک اکبر کے مرتکب اور اعتقادی منافق ہیں جن پر جنت حرام ہے۔ ان کے حق میں کسی کو شفاعت کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

٤٣١٣- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلَّاقِ بْنِ أَبِي مُسْلِمٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ: اَلْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ».

۴۳۱۳- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن تین قسم کے افراد شفاعت کریں گے: پہلے انبیائے کرام پھر علماء پھر شہداء۔''

552

٤٣١٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقِّيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّينَ وَخَطِيبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ. غَيْرَ فَخْرٍ».

۴۳۱۴- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا تو میں نبیوں کا امام' ان کا خطیب' اور ان میں سے (پہلے) شفاعت کرنے والا ہوں گا' اور کوئی فخر نہیں۔''

**فوائد ومسائل:** ① امام سے مراد قائد اور پیشوا ہے' نماز کی امامت مراد نہیں۔ ② جب تمام انبیاء خاموش ہو جائیں گے' تب نبی ﷺ ان کی نمائندگی فرماتے ہوئے کلام فرمائیں گے۔ ③ سب سے پہلے ہمارے نبی ﷺ شفاعت فرمائیں گے' پھر دوسرے انبیاء ورسل شفاعت فرمائیں گے۔

---

٤٣١٣ـ [إسناده موضوع] أخرجه العقيلي: ٣/ ٣٦٧ من حديث أحمد بن يونس به، وضعفه العراقي، والبوصيري * عنبسة تقدم حاله، ح: ١٢٤٢، وعلاق مجهول (تقريب).

٤٣١٤ـ [حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب "سلوا الله لي الوسيلة ... الخ"، ح: ٣٦١٣ من حديث ابن عقيل به مطولاً، وقال: "حسن صحيح غريب"، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد.

٤٣١٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيَخْرُجَنَّ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِي. يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّينَ».

۴۳۱۵- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً کچھ لوگ میری شفاعت کی وجہ سے جہنم سے نکلیں گے' انھیں جہنمی کہا جائے گا۔''

فوائد ومسائل: ① انھیں جہنمی اس معنی میں کہا جائے گا کہ وہ جہنم سے نکلے ہوئے ہیں' جیسے اگر کوئی شخص ایک شہر چھوڑ کر دوسرے شہر میں رہائش اختیار کر لے تو عموماً اسے پہلے شہر کی طرف منسوب کر کے یاد کیا جاتا ہے۔ ② یہ نام اس لیے ہے کہ انھیں اللہ کی نعمت یاد رہے اور انھیں خوشی حاصل ہو' اس سے مقصود ان کی تحقیر نہیں' ویسے بھی جنت میں غم' فکر اور پریشانی کا وجود نہیں ہوگا۔

٤٣١٦- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْجَدْعَاءِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ، بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي، أَكْثَرُ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ» قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ سِوَاكَ؟ قَالَ: «سِوَايَ».

۴۳۱۶- حضرت عبداللہ بن ابو جدعاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے ایک آدمی کی شفاعت کی وجہ سے قبیلۂ بنو تمیم (کی تعداد) سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ آپ کے علاوہ کوئی اور ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے علاوہ (کوئی اور ہے۔'')

قُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: أَنَا سَمِعْتُهُ.

حضرت عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ نے کہا: میں نے کہا: کیا یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے آپ نے خود سنی ہے؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے خود سنی ہے۔

فوائد ومسائل: ① شفاعت کرنے والے مومن کا درجہ جتنا زیادہ بلند ہوگا اسے اتنے ہی زیادہ افراد کی

---

٤٣١٥_ أخرجه البخاري، الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ح: ٦٥٦٦ من حديث يحيٰى به.

٤٣١٦_ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، [باب منه دخول سبعين ألف بغير حساب وبعض من يشفع له]، ح: ٢٤٣٨ من حديث خالد الحذاء به، وقال: "حسن صحيح غريب".

شفاعت کی اجازت ملے گی حتی کہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی کی شفاعت سے ایک قبیلے کی تعداد سے زیادہ افراد کو معافی مل جائے۔ ② بنوتمیم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قبیلہ ہے۔ یہ امتی جس کی شفاعت سے اتنے لوگوں کو جہنم سے نجات ملے گی ممکن ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہوں۔ واللہ أعلم.

٤٣١٧- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَوْفَ ابْنَ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَدْرُونَ مَا خَيَّرَنِي رَبِّي اللَّيْلَةَ؟» قُلْنَا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «فَإِنَّهُ خَيَّرَنِي بَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ، وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ. فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنَا مِنْ أَهْلِهَا. قَالَ: «هِيَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ».

۴۳۱۷- حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ آج رات میرے رب نے مجھے کس انتخاب کا حق عنایت فرمایا؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس نے مجھے آدھی امت کے جنت میں داخلے اور شفاعت میں سے کوئی ایک چیز منتخب کرنے کا اختیار دیا۔ میں نے شفاعت کو منتخب کر لیا۔'' ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کیجیے کہ ہمیں بھی شفاعت پانے والوں میں شامل فرما دے۔ آپ نے فرمایا: ''وہ ہر مسلمان کے لیے ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① شفاعت ہر اس شخص کے لیے ہے جو اسلام پر فوت ہو۔ ② شفاعت کی امید پر گناہ کرتے چلے جانا عقل مندی نہیں کیونکہ بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کے نتیجے میں ایمان کی نعمت چھن بھی سکتی ہے۔ ③ مزید فوائد کے لیے ملاحظہ فرمائیں حدیث: ۴۳۱۱۔

## (المعجم ٣٨) - بَابُ صِفَةِ النَّارِ (التحفة ٣٨)

## باب: ۳۸- جہنم کی کیفیات

٤٣١٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

۴۳۱۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

---

٤٣١٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني: ١٨/ ٦٨، ٦٩، ح: ١٢٦ من حديث هشام به مطولاً، وتابعه بشر بن بكر عند الحاكم، وصححه: ١/ ١٤، ١٥، ٦٦ علٰى شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وللحديث طرق عند الترمذي، ح٢٤٤٣، وابن حبان، ح: ٢٥٩٢ـ٢٥٩٤، والحاكم: ٢/ ٦٧ وغيرهم.

٤٣١٨ـ [إسناده ضعيف جدًا] * نفيع تقدم حاله، ح: ١٤٨٥، وتابعه الحسن عند الحاكم: ٤/ ٥٩٣، وصححه، وتعقبه الذهبي بقوله: حسن (لعله جسر بن فرقد) واهٍ، وبكر (ابن بكار) قال النسائي: ليس بثقة وسنده مظلم، وحديث البخاري، ح: ٣٢٦٥، ومسلم، ح: ٢٨٤٣ يغني عنه.

نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي وَيَعْلَى قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ نُفَيْعٍ أَبِي دَاوُدَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ نَارَكُمْ هٰذِهِ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ. وَلَوْلَا أَنَّهَا أُطْفِئَتْ بِالْمَاءِ مَرَّتَيْنِ، مَا انْتَفَعْتُمْ بِهَا. وَإِنَّهَا لَتَدْعُو اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يُعِيدَهَا فِيهَا».

ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھاری یہ آگ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ اور اگر اسے دو بار پانی کے ساتھ بجھایا نہ گیا ہوتا تو تم اس سے فائدہ نہ اٹھا سکتے۔ اور یہ (دنیا کی آگ) اللہ سے دعا کرتی ہے کہ اسے دوبارہ جہنم میں نہ بھیجا جائے۔''

**فوائد و مسائل:** ① ستر کا عدد عربی زبان میں کثرت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، یعنی جہنم کی آگ دنیا کی آگ کی نسبت بے انتہا گرم ہے۔ اور حقیقی معنی مراد لینا بھی ممکن ہے، یعنی اس کی حرارت اس حرارت کا سترواں حصہ ہے۔ ② دنیا کی آگ سے جہنم کی آگ کو یاد کرنا چاہیے تاکہ گناہوں سے بچنا ممکن ہو۔ ③ مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ بخاری و مسلم کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے جبکہ اس کی بابت صحیح اور راجح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ روایت مکمل صحیح نہیں بلکہ اس کا پہلا حصہ ''تمھاری یہ آگ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔'' شواہد کی بنا صحیح ہے جبکہ دوسرا حصہ ضعیف ہے کیونکہ اس کا کوئی صحیح شاہد موجود نہیں جیسا کہ دیگر محققین نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الضعيفة، رقم: ۳۲۰۸)

**٤٣١٩- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِشْتَكَتِ النَّارُ إِلٰى رَبِّهَا، فَقَالَتْ: يَارَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا. فَجَعَلَ لَهَا نَفَسَيْنِ: نَفَسٌ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٌ فِي الصَّيْفِ. فَشِدَّةُ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْبَرْدِ، مِنْ

۴۳۱۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم نے اپنے رب سے شکایت کرتے ہوئے کہا: یارب! میرے ایک حصے نے دوسرے کو کھا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے دو سانس مقرر کر دیے۔ ایک سانس سردی کے موسم میں اور ایک سانس گرمی کے موسم میں۔ تمھیں جب سخت سردی محسوس ہوتی ہے تو یہ اس کی شدید سردی کی وجہ سے

---

**٤٣١٩ـ [صحيح]** أخرجه الترمذي، صفة جهنم، باب ماجاء أن للنار نفسين . . . الخ، ح: ٢٥٩٢ من حديث الأعمش به، وقال: "حسن صحيح"، ورواه عاصم بن بهدلة عن أبي صالح به عند الدارمي: ٢/ ٣٤٠، ح: ٢٨٤٩، وله شواهد كثيرة عند البخاري، ومسلم وغيرهما.

زَمْهَرِيرِهَا. وَشِدَّةُ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْحَرِّ، مِنْ سَمُومِهَا».

ہے۔اور جب تمھیں سخت گرمی محسوس ہوتی ہے تو یہ اس کی شدید گرمی کی وجہ سے ہے۔''

فوائد ومسائل: ① اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات اپنے خالق کا شعور رکھتی ہیں' اس لیے اس کی عبادت کرتی اور اس کے احکام کی تعمیل کرتی ہیں۔ ② جنت اور جہنم بھی باشعور مخلوقات ہیں۔قرآن مجید میں جہنم کے غصے کا ذکر ہے۔ (دیکھیے: سورۂ ملک ۶۷:۸) ③ جہنم کی حرارت اتنی شدید ہے کہ خود جہنم کے لیے ناقابل برداشت ہے' اس لیے اسے اجازت دی گئی ہے کہ سال میں دو بار گرم اور سرد ہوا خارج کر کے اس شدت میں قدرے تخفیف کر لے۔ ④ کرۂ ارض پر گرمی کے موسم میں سخت گرمی کی لہر اور سردی کے ایام میں سخت سردی کی لہر ایک معروف اور محسوس حقیقت ہے۔اس کے کچھ ظاہری اسباب ہیں جن سے سائنس دان واقف ہیں لیکن اس کے کچھ باطنی اور غیر مادی اسباب بھی ہیں جن کا علم صرف نبی ﷺ کے بتانے سے ہوا ہے۔ ⑤ دنیا میں پیش آنے والے واقعات کے ظاہری اور سائنسی اسباب کے ساتھ ساتھ کچھ روحانی اور باطنی اسباب بھی ہوتے ہیں جن کا اندازہ ظاہری اسباب سے نہیں ہوسکتا' مثلاً: صدقہ کرنے سے مال میں اضافہ ہونا' تجارت میں جھوٹ بولنے اور دھوکا دینے سے مال میں بے برکتی کا ہونا' سلام کی وجہ سے محبت کا پیدا ہونا وغیرہ' ان پر ایمان رکھنا چاہیے۔



٤٣٢٠- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي [بُكَيْرٍ]: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أُوقِدَتِ النَّارُ أَلْفَ سَنَةٍ فَابْيَضَّتْ. ثُمَّ أُوقِدَتْ أَلْفَ سَنَةٍ فَاحْمَرَّتْ. ثُمَّ أُوقِدَتْ أَلْفَ سَنَةٍ فَاسْوَدَّتْ. فَهِيَ سَوْدَاءُ كَاللَّيْلِ الْمُظْلِمِ».

۴۳۲۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جہنم (کی آگ) ایک ہزار سال تک دہکائی گئی تو وہ سفید ہوگئی' پھر ہزار سال تک دہکائی گئی تو وہ سرخ ہوگئی' پھر ہزار سال تک دہکائی گئی تو سیاہ ہوگئی۔(اب) وہ تاریک رات کی طرح سیاہ ہے۔''

٤٣٢١- حَدَّثَنَا الْخَلِيلُ بْنُ عَمْرٍو:

۴۳۲۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

---

٤٣٢٠_ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، صفة جهنم، باب منه في صفة النار أنها سوداء مظلمة، ح: ٢٥٩١ عن العباس به، وانظر، ح: ٢٥٥٧ لعلته، وقال أبو هريرة: "أترونها حمراء كناركم هذه؟، لهي أسود من القار" والقار الزفت، أخرجه مالك: ٢/ ٩٩٤، وإسناده صحيح، وقال الباجي: حكمه الرفع.

٤٣٢١_ [صحيح] رواه ثابت البناني عن أنس به عند مسلم، صفات المنافقين، باب صبغ أنعم أهل الدنيا في النار، وصبغ أشدهم بؤسًا في الجنة، ح: ٢٨٠٧/ ٥٥.

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُؤْتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنَ الْكُفَّارِ. فَيُقَالُ: اِغْمِسُوهُ فِي النَّارِ غَمْسَةً. فَيُغْمَسُ فِيهَا. ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: أَيْ فُلَانُ هَلْ أَصَابَكَ نَعِيمٌ قَطُّ؟ فَيَقُولُ: لَا مَا أَصَابَنِي نَعِيمٌ قَطُّ. وَيُؤْتَى بِأَشَدِّ الْمُؤْمِنِينَ ضُرًّا وَبَلَاءً. فَيُقَالُ: اِغْمِسُوهُ غَمْسَةً فِي الْجَنَّةِ. فَيُغْمَسُ فِيهَا غَمْسَةً. فَيُقَالُ لَهُ: أَيْ فُلَانُ هَلْ أَصَابَكَ ضُرٌّ قَطُّ أَوْ بَلَاءٌ؟ فَيَقُولُ: مَا أَصَابَنِي قَطُّ ضُرٌّ وَلَا بَلَاءٌ».

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن اس کافر کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ نعمتوں والا تھا (جس کی زندگی سب سے زیادہ عیش و عشرت' خوشیوں اور نعمتوں میں گزری۔)' پھر کہا جائے گا: اسے آگ میں ایک غوطہ دو۔ اسے اس میں ایک غوطہ دیا جائے گا' پھر کہا جائے گا: اے فلاں! کیا تجھے کبھی کوئی نعمت (اور راحت) بھی حاصل ہوئی ہے؟ وہ کہے گا: نہیں' مجھے (زندگی بھر) کوئی نعمت (یا راحت) حاصل نہیں ہوئی۔ اور اس مومن کو لایا جائے گا جس پر سب سے زیادہ سخت مصیبتیں اور آزمائشیں آئیں۔ کہا جائے گا: اسے جنت میں اس کی نعمتوں کی ایک جھلک دکھا کر لاؤ۔ اسے جنت کی ایک جھلک دکھا کر لایا جائے گا' اور کہا جائے گا: اے فلاں! کیا تجھے کبھی کوئی مصیبت اور آزمائش بھی آئی تھی؟ وہ کہے گا: مجھے تو (زندگی بھر) کبھی کوئی مصیبت یا آزمائش (اور تکلیف) نہیں آئی۔''



**فوائد و مسائل:** ① دنیا کی زندگی انتہائی مختصر زندگی ہے۔ اس کے مقابلے میں محشر کی مدت انتہائی طویل ہے اور محشر کے بعد جنت اور جہنم کی زندگی کبھی ختم نہ ہونے والی دائمی زندگی ہے۔ ② جنت کی نعمتوں کے مقابلے میں دنیا کی نعمتیں سمندر کے مقابلے میں ایک قطرے کے برابر بھی نہیں۔ اسی طرح دنیا کی تکلیفوں اور جہنم کے عذابوں کی کیفیت ہے۔ ③ دنیا کی ان نعمتوں کے لیے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر لینا بہت بڑی حماقت ہے جو آخرت کے مقابلے میں انتہائی حقیر بھی ہیں' ناقص بھی اور عارضی بھی۔

**٤٣٢٢-** حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا عِيسَى

۴۳۲۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کافر (جہنم میں' جسمانی طور

---

**٤٣٢٢_ [إسناده ضعيف]** وضعفه البوصيري من أجل العلتين، انظر، ح: ٣٧، ٨٥٤ وغيرهما، وقال زيد بن أرقم في حديثه: "إن الرجل من أهل النار ليعظم للنار حتى يكون الضرس من أضراسه كأحد"، أحمد: ٤/ ٣٦٧، وإسناده صحيح، وأصله في صحيح مسلم، ح: ٢٤٠٨، وجاء عنده، ح: ٢٨٥١ قال رسول الله ﷺ: "ضرس الكافر ـ أو ناب الكافر ـ مثل أحد وغلظ جلده مسيرة ثلاث".

ابْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْكَافِرَ لَيَعْظُمُ حَتَّى إِنَّ ضِرْسَهُ لَأَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ. وَفَضِيلَةُ جَسَدِهِ عَلَى ضِرْسِهِ، كَفَضِيلَةِ جَسَدِ أَحَدِكُمْ عَلَى ضِرْسِهِ».

پر) بہت بڑا ہو جائے گا حتی کہ اس کی ڈاڑھ احد پہاڑ سے بھی بڑی ہو جائے گی۔ اور اس کا جسم اس کی ڈاڑھ سے اتنا ہی بڑا ہوگا جتنا (دنیا میں) کسی کا جسم اس کی ڈاڑھ سے بڑا ہوتا ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ مذکورہ حدیث کا پہلا جملہ [إِنَّ الْكَافِرَ ...... مِنْ أُحُدٍ] شواہد کی بنا پر صحیح ہے' نیز محققین کی بھی مذکورہ روایت کے بارے میں یہی رائے ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت کا صرف پہلا جملہ ہی صحیح ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني' رقم:١٦٠١' والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:٣٢/١٣'١٤) ② جہنمیوں کے جسموں کا بڑا ہونا بھی عذاب ہی کی ایک صورت ہے۔ ③ قرآن مجید میں ہے کہ مجرموں کو تنگ مقام میں ڈالا جائے گا۔ دیکھیے: (الفرقان ٢٥:١٣) جسم بڑا ہونے کی وجہ سے بھی جگہ تنگ محسوس ہوگی۔ ④ قد و قامت کو اتنا بڑا کرنے کا مقصد عذاب میں اضافہ کرنا ہے۔



٤٣٢٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ دَاوُدَ ابْنِ أَبِي هِنْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ قَيْسٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي بُرْدَةَ ذَاتَ لَيْلَةٍ. فَدَخَلَ عَلَيْنَا الْحَارِثُ بْنُ أُقَيْشٍ. فَحَدَّثَنَا الْحَارِثُ لَيْلَتَئِذٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهِ أَكْثَرُ مِنْ مُضَرَ. وَإِنَّ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَعْظُمُ لِلنَّارِ حَتَّى يَكُونَ أَحَدَ زَوَايَاهَا».

۴۳۲۳- حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں ایک رات حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرا۔ ہمارے پاس حضرت حارث بن اقیش رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ اس رات حضرت حارث بن اقیش رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں وہ فرد بھی ہے جس کی شفاعت کی وجہ سے قبیلۂ مضر (کے افراد کی تعداد) سے زیادہ افراد جنت میں داخل ہوں گے۔ اور میری امت میں وہ فرد بھی ہے جو جہنم میں اتنا بڑا ہو جائے گا کہ اس کا

---

٤٣٢٣ـ [إسناده حسن] وهو في المصنف: ١١/ ٤٦٣، ح: ١١٧٤٨، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ١/ ٧١، ووافقه الذهبي، وقال الهيثمي في المجمع: ٣/ ٨: "ورجاله ثقات".

ایک کونہ بن جائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جب کسی کے ہاں جاتے تھے یا جب صحابہ و تابعین کی آپس میں ملاقات ہوتی تھی تو وہ فضول باتیں کرنے کی بجائے احادیث سنتے اور سناتے تھے اور دین کے مسائل سیکھتے سکھاتے تھے۔ ② جہنم کا کونہ بننے کا مطلب یہ ہے کہ جس جگہ اسے قید کیا جائے گا' اس کوٹھڑی کا ایک حصہ اس کے جسم سے بھر جائے گا۔ واللہ أعلم.

٤٣٢٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُرْسَلُ الْبُكَاءُ عَلَى أَهْلِ النَّارِ. فَيَبْكُونَ حَتَّى يَنْقَطِعَ الدُّمُوعُ. ثُمَّ يَبْكُونَ الدَّمَ حَتَّى يَصِيرَ فِي وُجُوهِهِمْ كَهَيْئَةِ الْأُخْدُودِ. لَوْ أُرْسِلَتْ فِيهِ السُّفُنُ لَجَرَتْ».

۴۳۲۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہنمیوں پر رونا مسلط کیا جائے گا' چنانچہ وہ اتنا روئیں گے کہ ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے۔ پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے حتی کہ ان کے چہروں پر خندقوں کی طرح نشان بن جائیں گے۔ اگر ان (آنسوؤں) میں کشتیاں چھوڑی جائیں تو وہ بھی (آنسوؤں کی نہر میں) بہنے لگیں۔''

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے جیسا کہ محققین نے اس کی بابت وضاحت کی ہے' تاہم حدیث میں مذکورہ جملے [حَتَّى يَصِيرَ فِي وُجُوهِهِمْ كَهَيْئَةِ الْأُخْدُودِ] کے سوا باقی روایت کا ایک شاہد مستدرک حاکم میں موجود ہے اور اس کی سند بھی حسن ہے جیسا کہ ہمارے فاضل محقق نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت اس جملے: ''جہنمیوں کے رونے کی وجہ سے ان کے چہروں پر خندقوں کی طرح نشان بن جائیں گے'' کے سوا صحیح ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحة للألباني، رقم:۱۶۷۹) ② جہنم میں طرح طرح کے عذاب ہیں جن میں ایک عذاب غم اور افسوس کا بھی ہے جس کی وجہ سے رونا آتا ہے۔ ③ دنیا میں رونے سے غم ہلکا ہو جاتا ہے لیکن جہنم میں رونا بھی ایک عذاب ہوگا' لہٰذا اس سے غم میں تخفیف نہیں ہوگی۔ ④ دنیا میں اللہ کے خوف سے رونے سے آخرت میں جنت ملتی ہے۔ دنیا میں غفلت کی زندگی ہنس ہنس کر گزارنے والے جہنم میں زیادہ روئیں گے۔

---

٤٣٢٤_ [إسناده ضعيف] وانظر، ح: ١٧٨، ١٠٨٠ لعلتيه، وأخرج الحاكم: ٤/ ٦٠٥ من حديث أبي موسى رفعه: "إن أهل النار ليبكون حتى لو أجريت السفن في دموعهم لجرت وإنهم ليبكون الدم" ، يعني مكان الدمع وصححه، ووافقه الذهبي، وسنده حسن.

٤٣٢٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾ [آل عمران: ١٠٢] «وَلَوْ أَنَّ قَطْرَةً مِنَ الزَّقُّومِ قُطِرَتْ فِي الْأَرْضِ لَأَفْسَدَتْ عَلَى أَهْلِ الدُّنْيَا مَعِيشَتَهُمْ. فَكَيْفَ بِمَنْ لَيْسَ لَهُ طَعَامٌ غَيْرُهُ؟».

۴۳۲۵- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو' جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔'' پھر فرمایا: ''اگر زقوم کا ایک قطرہ زمین پر ٹپکا دیا جائے تو دنیا والوں کی زندگی خراب کر دے' پھر اس کا کیا حال ہوگا جس کا کھانا اس کے سوا کچھ نہیں ہوگا؟''

٤٣٢٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ [عَنِ] الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «تَأْكُلُ النَّارُ ابْنَ آدَمَ إِلَّا أَثَرَ السُّجُودِ. حَرَّمَ اللهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُودِ».

۴۳۲۶- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''آگ آدم ؑ کے بیٹے کو کھا جائے گی' سوائے سجدوں کے نشان کے۔ اللہ تعالیٰ نے آگ پر سجدے کا نشان کھانا حرام فرما دیا ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① مومن گناہ گار جو جہنم میں جائے گا' وہ اپنی سزا بھگتنے کے بعد جل کر کوئلہ ہو جائے گا' تاہم بعد میں وہ زندہ ہو کر جنت میں جائے گا۔ (حدیث:۴۳۰۹) زیر مطالعہ حدیث میں ایسے ہی مومن کا ذکر ہے جسے سجدے کے نشان کی وجہ سے پہچان کر جہنم سے نکالا جائے گا۔ ② بے نماز کے چہرے پر سجدے کا نشان نہیں ہوگا' اس لیے فرشتے اسے جہنم سے نہیں نکالیں گے جب کہ دوسرے گناہ گاروں کو وہ اللہ کے حکم سے جہنم سے نکال لیں گے۔

---

٤٣٢٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، صفة جهنم، باب ماجاء في صفة شراب أهل النار، ح:٢٥٨٥ من حديث شعبة به، وقال: "حسن صحيح".

٤٣٢٦ـ أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: "وجوه يومئذ ناضرة إلى ربها ناظرة"، ح:٧٤٣٧، ومسلم، الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية، ح:١٨٢/ ٢٩٩ من حديث إبراهيم بن سعد به مطولاً.

**٤٣٢٧- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُؤْتَى بِالْمَوْتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. فَيُوقَفُ عَلَى الصِّرَاطِ. فَيُقَالُ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَطَّلِعُونَ خَائِفِينَ وَجِلِينَ أَنْ يُخْرَجُوا مِنْ مَكَانِهِمُ الَّذِي هُمْ فِيهِ. ثُمَّ يُقَالُ: يَاأَهْلَ النَّارِ فَيَطَّلِعُونَ مُسْتَبْشِرِينَ فَرِحِينَ أَنْ يُخْرَجُوا مِنْ مَكَانِهِمُ الَّذِي هُمْ فِيهِ. فَيُقَالُ: هَلْ تَعْرِفُونَ هٰذَا؟ قَالُوا: نَعَمْ. هٰذَا الْمَوْتُ. قَالَ: فَيُؤْمَرُ بِهِ فَيُذْبَحُ عَلَى الصِّرَاطِ. ثُمَّ يُقَالُ لِلْفَرِيقَيْنِ كِلَاهُمَا: خُلُودٌ فِيمَا تَجِدُونَ. لَا مَوْتَ فِيهَا أَبَدًا».

۴۳۲۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن موت کو لا کر پل صراط پر کھڑا کر دیا جائے گا' پھر کہا جائے گا: جنت والو! وہ ڈرتے ڈرتے جھانکیں گے۔ انھیں خوف ہوگا کہ انھیں اس جگہ (جنت) سے نکال نہ دیا جائے جہاں وہ موجود ہیں۔ پھر کہا جائے گا: جہنم والو! وہ خوش ہو کر جھانکیں گے' انھیں (اس امید کی وجہ سے) خوشی ہوگی کہ انھیں اس جگہ سے نکال لیا جائے گا جہاں وہ موجود ہیں۔ (پھر) کہا جائے گا: کیا تم اس چیز کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے: ہاں' یہ موت ہے۔ پھر اللہ کے حکم سے اس (موت) کو پل صراط پر ذبح کر دیا جائے گا اور دونوں گروہوں سے کہہ دیا جائے گا: تم جس چیز میں ہو' اسی میں ہمیشہ رہو گے۔ اس میں کبھی موت نہیں آئے گی۔''

فوائد و مسائل: ① موت ایک وجودی چیز ہے جو قیامت کے دن محسوس شکل میں سامنے آئے گی۔ ② موت کو محسوس شکل میں ظاہر کر کے ذبح کرنے کا یہ مقصد ہے کہ دونوں فریقوں کو موت کے ختم ہو جانے میں کوئی شک نہ رہے۔ ③ موت کا ذبح ہو جانا اہل جنت کے لیے مزید خوشی کا باعث ہوگا اور اہل جہنم کے لیے مزید غم کا باعث ہوگا۔ ④ یہ اعلان اس وقت کیا جائے گا جب شفاعت کی وجہ سے نجات پانے والے جنت میں جا چکیں گے اور جہنم میں صرف وہی باقی رہ جائیں گے جن کے لیے خلود کا فیصلہ ہو چکا ہوگا۔

## (المعجم ٣٩) - بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ (التحفة ٣٩)

## باب: ۳۹- جنت کی کیفیات

**٤٣٢٨- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۴۳۲۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے

٤٣٢٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٦١، ٣٧٧، ٥١٣ من حديث محمد بن عمرو به، وصححه البوصيري، وله شواهد كثيرة جدًا.

٤٣٢٨ـ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "فلا تعلم نفس ما أخفي لهم من قرة أعين" ح: ٤٧٧٩ تعليقًا من حديث أبي معاوية به، وتابعه أبوأسامة عن الأعمش حدثنا أبوصالح به، البخاري، ح: ٤٧٨٠، ومسلم، الجنة◄◄

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جسے کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال تک آیا ہے۔''

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَمِنْ بَلْهَ مَا قَدْ أَطْلَعَكُمُ اللهُ عَلَيْهِ. اِقْرَأُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾.

[السجدة: ١٧]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے: جن نعمتوں اور لذتوں کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے تمھیں دے دی ہے وہ چھوڑو (اس حدیث میں وہ مراد نہیں بلکہ ان سے عظیم تر انعامات مراد ہیں۔) چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ ''کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان کے اعمال کے بدلے میں ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کی کون کون سی چیزیں پوشیدہ رکھی گئی ہیں۔''

قَالَ: وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقْرَأُهَا: مِنْ قُرَّاتِ أَعْيُنٍ.

حضرت ابوصالح رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت ابو ہریرہ اس آیت میں ﴿مِنْ قُرَّاتِ اَعْيُنٍ﴾ ''آنکھوں کی ٹھنڈکیں'' (ٹھنڈک کے اسباب) پڑھا کرتے تھے۔

**فوائد و مسائل:** ① انسان انھی نعمتوں کا تصور کر سکتا ہے جو اسے حاصل ہوں یا ان سے ملتی جلتی نعمتوں کا تصور کر سکتا ہے جب کہ جنت کی نعمتیں ان سے بالکل منفرد اور انوکھی ہیں۔ ② جنت کی بہت سی نعمتیں ایسی ہیں جن کی ہم نام اشیاء دنیا میں پائی جاتی ہیں' مثلاً: مختلف پھل اور میوے' پرندوں کا گوشت' طرح طرح کے مشروبات وغیرہ' ان میں بھی دنیا کی نعمت اور جنت کی نعمت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ان کے علاوہ بہت سی ایسی نعمتیں ہیں جن کا ہم تصور ہی نہیں کر سکتے کیونکہ وہ دنیا کی نعمتوں سے کسی طرح بھی مشابہ نہیں۔ ③ کسی آنکھ نے نہیں دیکھیں' اس سے مراد دنیا میں موجود انسان اور جن ہیں۔ انھوں نے یہ نعمتیں نہ دیکھیں نہ سنیں، جو حضرات فوت یا شہید ہو کر جنت میں پہنچ گئے' وہ ان نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ ④ جنت کی ہر نعمت خالص مسرت اور

---

◀◀ ونعيمها، باب صفة الجنة، ح: ٢٨٢٤/ ٤ عن ابن أبي شيبة به.

خوشی کا باعث ہے۔ دنیا کی چیزوں کی طرح ان کے حصول کے لیے مشقت اور تکلیف' اور حصول کے بعد گم ہونے' چوری ہونے یا ختم ہونے کا خطرہ یا ان کے استعمال کے کچھ ضمنی ناپسندیدہ اثرات (جیسے زیادہ کھا لینے سے پیٹ کی تکلیف وغیرہ) بالکل نہیں۔ ⑤ قرآن مجید کے بعض الفاظ کو ایک سے زیادہ طریقوں سے پڑھا جا سکتا ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ طریقہ معتبر انداز سے مروی ہو۔ علمائے قراءت و تجوید نے ایسے کلمات اور ان کو پڑھنے کے طریقے بیان کر دیے ہیں۔ ان سے ہٹ کر پڑھنا جائز نہیں۔

**٤٣٢٩- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَشِبْرٌ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الْأَرْضِ وَمَا عَلَيْهَا».

۴۳۲۹- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنت کی بالشت بھر جگہ' دنیا سے اور اس میں جو کچھ ہے اس سب سے بہتر ہے۔''

**٤٣٣٠- حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ مَنْظُورٍ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا».

۴۳۳۰- حضرت سہل بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔''

**فوائد و مسائل:** ① گھوڑے کو چلانے کے لیے سوار جو چابک اور کوڑا استعمال کرتا ہے' وہ زمین پر رکھا جائے تو بہت کم جگہ گھیرتا ہے۔ دنیا میں اتنی سی زمین کی کوئی اہمیت نہیں لیکن جنت کا اتنا سا حصہ بھی بے انتہا قیمتی ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ جنت کی نعمتیں ابدی ہیں جب کہ دنیا کی بڑی سے بڑی دولت ختم ہونے والی ہے۔ ② کرۂ ارض کا رقبہ کروڑوں مربع میل ہے۔ انسان کے لیے اس کی مٹی بھی قیمتی ہے۔ ہم زمین کا ایک چھوٹا سا خالی ٹکڑا لاکھوں روپے دے کر خریدتے ہیں' پھر اس پر مزید اخراجات کے بعد مکان تعمیر ہوتا ہے۔ زمین کے اندر بہت سی اقسام کی معدنیات کے بیش بہا خزانے موجود ہیں۔ سونے کی کسی ایک کان یا پٹرول کے ایک کنویں کی قیمت کا اندازہ لگانا مشکل ہے جب کہ زمین میں سونے سے زیادہ قیمتی معدنیات کے عظیم ذخائر موجود ہیں۔ زمین پر موجود درختوں' فصلوں' جڑی بوٹیوں' مویشیوں اور جنگلی جانوروں وغیرہ میں سے کسی ایک کی کل مقدار اور

---

٤٣٢٩ـ [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، لعلله، ح: ١٨٦٤، ٤٩٦، ١١٢٩، ٢٥٨٧، ٣٧.

٤٣٣٠ـ أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب فضل رباط يوم في سبيل الله، ح: ٢٨٩٢، ٣٢٥٠، ٦٤١٥ من حديث أبي حازم به.

قیمت کا اندازہ لگانا چاہیں تو حساب ممکن نہیں۔ اس کے علاوہ سمندر میں جو حیوانی' نباتی اور معدنی دولت موجود ہے' وہ خشکی کے خزانوں سے کہیں زیادہ ہے۔ ان تمام دولتوں کی مجموعی مقدار کس قدر ہو سکتی ہے؟ انسان اس کا سادہ سا اندازہ لگانے سے بھی عاجز ہے۔ لیکن یہ سب خزانے مل کر بھی جنت کے چند انچ کے ٹکڑے کی قیمت نہیں بن سکتے۔ ④ کم سے کم درجے کے جنتی کو جنت میں دنیا کی بڑی سے بڑی سلطنت سے کئی گنا زیادہ جگہ ملے گی۔ اس میں طرح طرح کے محلات بھی ہوں گے' ہر قسم کے پھل اور میوے بھی ہوں گے' اور بے شمار نعمتیں ہوں گی۔ کتنا کم عقل ہے انسان کہ دنیا کے معمولی سے مفاد پر اتنی عظیم دولت' عزت' عظمت اور شان قربان کر دیتا ہے۔

٤٣٣١ - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلْجَنَّةُ مِائَةُ دَرَجَةٍ. كُلُّ دَرَجَةٍ مِنْهَا مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ. وَإِنَّ أَعْلَاهَا الْفِرْدَوْسُ. وَإِنَّ أَوْسَطَهَا الْفِرْدَوْسُ. وَإِنَّ الْعَرْشَ عَلَى الْفِرْدَوْسِ. مِنْهَا تُفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ. فَإِذَا مَا سَأَلْتُمُ اللهَ فَسَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ».

۴۳۳۱- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا' آپ فرما رہے تھے: ''جنت کے سو درجے ہیں۔ ہر درجہ اتنا بلند و بالا ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔ سب سے بلند جنت الفردوس ہے۔ جنت کا درمیانی (یا اعلیٰ ترین) مقام فردوس ہے۔ عرش الٰہی فردوس پر ہے۔ اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں' اس لیے تم جب اللہ سے مانگو تو جنت الفردوس مانگا کرو۔''

**فوائد و مسائل:** ① مومن ایمان اور اعمال کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ اسی انداز میں جنت میں بہت سے درجات ہیں جو ایک دوسرے سے اعلیٰ اور عمدہ ہیں۔ ② جنت کے بلند درجات کے حصول کی کوشش کرنا شرعاً مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَسَارِعُوٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (آل عمران ۳:۱۳۳) ''اور جلدی کرو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ وہ پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔'' ③ جنت الفردوس سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ ④ اللہ کا عرش اس کی ایک مخلوق ہے جو حقیقی وجود رکھتی ہے' لہٰذا اس سے اللہ کی قدرت' شان' حکومت و اقتدار وغیرہ مراد لینا درست نہیں۔ ⑤ اللہ تعالیٰ سے اعلیٰ نعمت مانگنی چاہیے' خاص طور پر جنت الفردوس کا سوال کرنا چاہیے تاکہ انبیائے کرام علیہم السلام اور خاص طور پر حضرت

---

**٤٣٣١ـ [صحيح]** أخرجه الترمذي، صفة الجنة، باب ماجاء في صفة درجات الجنة، ح: ٢٥٣٠ من حديث زيد به مطولاً، وقال: "عطاء لم يدرك معاذ بن جبل"، وله شاهد عند الترمذي، ح: ٢٥٣١، وإسناده حسن، ورواه عطاء بن يسار عن أبي هريرة نحوه (البخاري)، وعبدالرحمٰن بن أبي عمرة عن أبي هريرة به، أحمد: ٢/ ٣٣٥، ٣٣٩.

محمد ﷺ کے پڑوس میں جگہ مل جائے۔ ⑥ جنت کا مالک اللہ ہے۔ اس کے لیے درخواست بھی اللہ ہی سے کرنی چاہیے۔ کسی نبی یا ولی سے نہیں۔ نبی ﷺ بھی اللہ سے جنت کی دعا فرمایا کرتے تھے۔ (مفہوم حدیث: ٣٨٤٧)

٤٣٣٢- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ الْمَعَافِرِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ذَاتَ يَوْمٍ لِأَصْحَابِهِ: «أَلَا مُشَمِّرٌ لِلْجَنَّةِ؟ فَإِنَّ الْجَنَّةَ لَاخَطَرَ لَهَا. هِيَ، وَرَبِّ الْكَعْبَةِ نُورٌ يَتَلَأْلَأُ، وَرَيْحَانَةٌ تَهْتَزُّ، وَقَصْرٌ مَشِيدٌ، وَنَهَرٌ مُطَّرِدٌ، وَفَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ نَضِيجَةٌ، وَزَوْجَةٌ حَسْنَاءُ جَمِيلَةٌ، وَحُلَلٌ كَثِيرَةٌ، فِي مَقَامٍ أَبَدًا، فِي حَبْرَةٍ وَنَضْرَةٍ. فِي دُورٍ عَالِيَةٍ سَلِيمَةٍ بَهِيَّةٍ» قَالُوا: نَحْنُ الْمُشَمِّرُونَ لَهَا، يَارَسُولَ اللهِ قَالَ: «قُولُوا: إِنْ شَاءَ اللهُ» ثُمَّ ذَكَرَ الْجِهَادَ وَحَضَّ عَلَيْهِ.

٤٣٣٢- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام ؓ سے فرمایا: ''کیا کوئی ہے جو حصولِ جنت کے لیے کمر کس لے؟ کیونکہ جنت کی کوئی مثال نہیں۔ رب کعبہ کی قسم! اس میں تو جگمگ کرتا نور ہے' لہلہاتے ہوئے خوشبودار پودے ہیں' مضبوط (اور بلند و بالا) محل ہیں' بہتی نہریں ہیں' پکے ہوئے بے شمار پھل ہیں' حسین و جمیل (خوبصورت) بیوی ہے' کپڑوں کے بہت سے جوڑے ہیں' جہاں بلند و بالا' محفوظ اور دلکش گھروں میں' ہمیشہ نعمتوں اور خوشیوں میں رہنا ہے۔'' حاضرین نے کہا: اللہ کے رسول! ہم اس کے لیے تیاری کریں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کہو: ان شاء اللہ'' پھر رسول اللہ ﷺ نے جہاد کا ذکر فرمایا اور اس کی ترغیب دلائی۔

٤٣٣٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ

٤٣٣٣- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں جو گروہ سب سے پہلے داخل ہوگا' ان کی شکلیں چودھویں کے چاند کی طرح (خوبصورت) ہوں گی۔ ان کے بعد داخل ہونے والے

٤٣٣٢ـ [إسناده ضعيف] وصححه ابن حبان، ح: ٢٦٢٠ * الضحاك المعافري وثقه ابن حبان وحده، وقال المنذري: مجهول، وقال الذهبي: "لا يعرف"، وله شاهد ضعيف جدًا عند الخطيب: ٤/ ٢٥٢.

٤٣٣٣ـ أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب خلق آدم وذريته، ح: ٣٣٢٧، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب أول زمرة تدخل الجنة على صورة القمر ليلة البدر، وصفاتهم وأزواجهم، ح: ٢٨٣٤/ ١٥ من حديث عمارة به.

الْجَنَّةَ عَلٰى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ. ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلٰى ضَوْءِ أَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً. لَايَبُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَايَمْتَخِطُونَ وَلَايَتْفِلُونَ. أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ. وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ. وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلُوَّةُ. أَزْوَاجُهُمُ الْحُورُ الْعِينُ. أَخْلَاقُهُمْ عَلٰى خُلُقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ. عَلٰى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ، سِتُّونَ ذِرَاعًا».

اتنے روشن ہوں گے جیسے آسمان میں سب سے زیادہ چمکنے والا روشن ستارہ۔ انھیں نہ پیشاب کی حاجت ہوگی' نہ پاخانے کی' نہ ناک سنکیں گے اور نہ تھوکیں گے۔ ان کی کنگھیاں سونے کی' ان کا پسینہ کستوری (کی طرح خوشبودار) ہوگا۔ ان کی انگیٹھیوں میں (جلانے کے لیے) عود کی (خوشبو دار) لکڑی ہوگی۔ ان کی بیویاں موٹی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔ ان کی عادات ایک آدمی کی عادات کی طرح (ایک دوسرے سے مشابہ) ہوں گی۔ وہ اپنے والد حضرت آدم ؈ کی شکل وصورت پر (قد میں) ساٹھ ساٹھ ہاتھ کے ہوں گے۔"

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ.

(م) امام ابن ماجہ ؒ نے ابو معاویہ عن الاعمش عن ابی صالح کے واسطے سے حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی سے' ابن فضیل عن عمارہ کی روایت کی طرح روایت بیان کی ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① اہل جنت کو حسن و جمال ان کے اعمال و درجات کے مطابق ملے گا۔ ② بلند درجات کے حامل مومن دوسروں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ ③ سب سے پہلے داخل ہونے سے مراد انبیائے کرام ؊ کے بعد دوسروں سے پہلے داخلہ ہے' یا امت محمدیہ میں سے سب سے پہلے داخل ہونے والے افراد مراد ہیں۔ ④ پیشاب پاخانہ وغیرہ دنیا کی مادی غذا کا غیر مفید جز ہے۔ جنت کی غذاؤں میں کوئی ایسا جز شامل نہیں ہوگا' اس لیے وہ مکمل طور پر ہضم ہو کر جزو بدن بن جائیں گی اور قضائے حاجت کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ ⑤ خوشبو بھی اللہ کی ایک نعمت ہے۔ دنیا میں اگر بتی وغیرہ کی صورت میں اس کے مختلف مظاہر موجود ہیں۔ جنت میں بھی یہ نعمت موجود ہوگی' چنانچہ اس مقصد کے لیے بہترین قسم کی خوشبودار لکڑی موجود ہوگی جو انگیٹھیوں میں جلائی جائے گی۔ ⑥ عربی میں لفظ حور جمع ہے' حوراء اس عورت کو کہتے ہیں جس کی آنکھوں کا سفید حصہ خوب سفید اور سیاہ حصہ خوب سیاہ ہو' اہل عرب کے نزدیک یہ چیز حسن و خوبی میں شامل تھی۔ حدیث میں اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے جنت میں مومنوں کے لیے پیدا کی ہیں جو حسن

---

٤٣٣٣ـ(م) أخرجه مسلم، أيضًا، ح: ٢٨٣٤/١٦ عن ابن أبي شيبة به، انظر الحديث السابق.

صورت اور حسن سیرت میں بے مثال ہیں۔ ⑦ ساتھی اخلاق و عادات اور پسند ناپسند میں جس قدر ہم خیال ہوں' ان کی دوستی اتنی ہی گہری اور پختہ ہوتی ہے۔ اہل جنت ہم خیال اور ہم ذہن ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے سے بہت محبت رکھیں گے۔ ان میں کوئی اختلاف اور جھگڑا نہیں ہوگا۔ ⑧ تمام جنتی پورے قد کاٹھ کے اور حسین وجمیل ہوں گے۔ ⑨ حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا تو ان کا قد موجودہ اندازے سے ساٹھ ہاتھ (نوے فٹ) تھا۔ جنت میں سب لوگ اسی قد کے ہوں گے۔

**٤٣٣٤ - حَدَّثَنَا** وَاصِلُ بْنُ عَبْدِالْأَعْلٰى، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، وَعَلِيُّ ابْنُ الْمُنْذِرِ قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ السَّائِبِ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْكَوْثَرُ نَهَرٌ فِي الْجَنَّةِ. حَافَتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ. مَجْرَاهُ عَلَى الْيَاقُوتِ وَالدُّرِّ. تُرْبَتُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ، وَمَاؤُهُ أَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ وَأَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ».

**۴۳۳۴- حضرت عبداللہ بن عمر** رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوثر جنت میں ایک نہر ہے۔ اس کے کنارے سونے کے ہیں۔ وہ یاقوت اور موتیوں پر بہتی ہے۔ اس کی مٹی کستوری سے زیادہ عمدہ اور اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے۔''

**فوائد ومسائل:** ① کوثر کا مطلب ''خیر کثیر'' ہے۔ اس میں وہ تمام فضائل و خصائص شامل ہیں جو نبی اکرم ﷺ کو حاصل ہوئے اور حاصل ہوں گے۔ اس میں حوض کوثر بھی شامل ہے جو میدان حشر میں ہوگا' اور جنت کی وہ نہر بھی جس سے حوض کوثر میں پانی آئے گا۔ ② جنت کی نہر دنیا کی نہروں سے اسی طرح عظیم اور ممتاز ہے جس طرح جنت کی دوسری نعمتیں دنیا کی نعمتوں سے مختلف ہیں۔ ③ نہر کوثر کی تہہ میں کنکروں اور پتھروں کی بجائے یاقوت جیسے قیمتی پتھر اور موتی ہوں گے جس سے اس کا منظر مزید دلکش ہو جائے گا۔

**٤٣٣٥ - حَدَّثَنَا** أَبُو عُمَرَ الضَّرِيرُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ

**۴۳۳۵- حضرت ابوہریرہ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک درخت ہے

---

٤٣٣٤ـ [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة الكوثر، ح: ٣٣٦١ من حديث ابن فضيل به، وقال: "حسن صحيح"، وله شواهد.

٤٣٣٥ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٣٨ من حديث محمد بن عمرو به، وله شواهد كثيرة جدًا، وهو متواتر عن أبي هريرة رضي الله عنه.

ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ، وَلَا يَقْطَعُهَا».

جس کے سائے میں ایک سوار سو سال تک چلتا رہے گا تب بھی سایہ ختم نہیں ہوگا۔"

وَاقْرَأُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ﴾. [الواقعة: ٣٠]

چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ﴾ "اور لمبے لمبے سایوں میں۔"

فائدہ: جنت میں دھوپ نہیں ہوگی لیکن درختوں کا وجود بھی ایک نعمت ہے جس سے منظر خوش گوار ہوتا ہے۔ جنت کا ایک ایک درخت اتنا بڑا ہوگا اور اس کی شاخوں کا پھیلاؤ اس قدر ہوگا کہ دنیا کے لحاظ سے ہزاروں میل پر محیط ہوگا۔ اس سے جنت کی وسعت کا بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

٤٣٣٦ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبِ بْنِ أَبِي الْعِشْرِينَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ لَقِيَ أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَسْأَلُ اللهَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ فِي سُوقِ الْجَنَّةِ. قَالَ سَعِيدٌ: أَوَ فِيهَا سُوقٌ؟ قَالَ: نَعَمْ. أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ، إِذَا دَخَلُوهَا، نَزَلُوا فِيهَا بِفَضْلِ أَعْمَالِهِمْ. فَيُؤْذَنُ لَهُمْ فِي مِقْدَارِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا. فَيَزُورُونَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ. وَيُبْرِزُ لَهُمْ عَرْشَهُ. وَيَتَبَدَّى لَهُمْ فِي رَوْضَةٍ مِنْ رِيَاضِ

۴۳۳۶- حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ان کی ملاقات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور آپ کو جنت کے بازار میں جمع کرے۔ حضرت سعید رحمہ اللہ نے کہا: کیا جنت میں بھی بازار ہوگا؟ فرمایا: ہاں! مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا: "جنتی جب جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اپنے اعمال کے مطابق (اپنے اپنے درجے میں) ٹھہریں گے۔ انھیں دنیا کے دنوں کے اندازے کے مطابق جمعہ کے دن اجازت دی جائے گی تو وہ اللہ عزوجل کی زیارت کریں گے۔ وہ ان کے لیے اپنا عرش ظاہر کرے گا اور خود بھی جنت کے باغات میں سے ایک باغ میں ظہور

٤٣٣٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، صفة الجنة، باب ما جاء في سوق الجنة، ح: ٢٥٤٩ من حديث هشام به، وقال: "غريب"، علته اختلاط هشام بن عمار، قال في التقريب: "صدوق مقرىء، كبر فصار يتلقن، فحديثه القديم أصح"، وراجع كتب المختلطين.

الْجَنَّةِ. فَتُوضَعُ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ. وَمَنَابِرُ مِنْ لُؤْلُؤٍ. وَمَنَابِرُ مِنْ يَاقُوتٍ. وَمَنَابِرُ مِنْ زَبَرْجَدٍ. وَمَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ. وَمَنَابِرُ مِنْ فِضَّةٍ. وَيَجْلِسُ أَدْنَاهُمْ، وَمَا فِيهِمْ دَنِيءٌ عَلَى كُثْبَانِ الْمِسْكِ وَالْكَافُورِ. مَا يُرَوْنَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَرَاسِيِّ بِأَفْضَلَ مِنْهُمْ مَجْلِسًا.

فرمائے گا۔ان کے لیے نور کے منبر رکھے جائیں گے اور موتی کے منبر، یاقوت کے منبر، زمرد کے منبر، سونے کے منبر اور چاندی کے منبر (رکھے جائیں گے۔) ان میں سے کم درجے کے مومن، ان میں سے کوئی حقیر نہیں ہوگا، کستوری اور کافور کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے۔ انھیں یوں محسوس ہوگا کہ کرسیوں والے ان سے اعلیٰ نشستوں پر نہیں۔''

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا؟ قَالَ: «نَعَمْ. هَلْ تَتَمَارَوْنَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ؟» قُلْنَا: لَا. قَالَ: «كَذٰلِكَ. لَا تَتَمَارَوْنَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ. وَلَا يَبْقٰى فِي ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ أَحَدٌ إِلَّا حَاضَرَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مُحَاضَرَةً. حَتّٰى إِنَّهُ يَقُولُ لِلرَّجُلِ مِنْكُمْ: أَلَا تَذْكُرُ، يَافُلَانُ يَوْمَ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا؟ يُذَكِّرُهُ بَعْضَ غَدَرَاتِهِ فِي الدُّنْيَا فَيَقُولُ: يَارَبِّ أَفَلَمْ تَغْفِرْ لِي؟ فَيَقُولُ: بَلٰى. فَبِسَعَةِ مَغْفِرَتِي بَلَغْتَ مَنْزِلَتَكَ هٰذِهِ. فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ، غَشِيَتْهُمْ سَحَابَةٌ مِنْ فَوْقِهِمْ. فَأَمْطَرَتْ عَلَيْهِمْ طِيبًا لَمْ يَجِدُوا مِثْلَ رِيحِهِ شَيْئًا قَطُّ. ثُمَّ يَقُولُ: قُومُوا إِلٰى مَا أَعْدَدْتُ لَكُمْ مِنَ الْكَرَامَةِ. فَخُذُوا مَا اشْتَهَيْتُمْ. قَالَ: فَنَأْتِي سُوقًا قَدْ حُفَّتْ بِهِ الْمَلَائِكَةُ. فِيهِ مَا لَمْ تَنْظُرِ الْعُيُونُ إِلٰى مِثْلِهِ، وَلَمْ تَسْمَعِ الْآذَانُ، وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى الْقُلُوبِ. قَالَ: فَيُحْمَلُ لَنَا مَا اشْتَهَيْنَا. لَيْسَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے کہا: اللہ کے رسول! کیا ہم اپنے رب کی زیارت کریں گے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' کیا تمھیں سورج کو یا چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں شک ہوتا ہے؟'' ہم نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اسی طرح تمھیں اپنے رب کے دیدار میں کوئی شک نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مجلس کے ہر شخص سے مخاطب ہو کر بات چیت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ تم میں سے ایک آدمی سے فرمائے گا: اے فلاں! کیا تجھے یاد نہیں جس دن تو نے فلاں فلاں کام کیا تھا؟ یعنی اللہ تعالیٰ بندے کی بعض دنیوی غلطیاں یاد کرائے گا۔ بندہ کہے گا: میرے رب! کیا تو نے مجھے بخش نہیں دیا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیوں نہیں؟ میری بخشش کی وسعت ہی کی وجہ سے تو تو اس مقام پر پہنچا ہے۔ اسی اثنا میں ان کے اوپر ایک بادل چھا جائے گا۔ اس سے ان پر ایسی خوشبو برسے گی کہ اس جیسی مہک انھوں نے کبھی نہ سونگھی ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اٹھو! میں نے تمھاری عزت افزائی کے لیے جو کچھ تیار کیا ہے اس میں سے جو چاہو لے لو۔'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تب ہم ایک

يُبَاعُ فِيهِ شَيْءٌ وَلَا يُشْتَرٰى . وَفِي ذٰلِكَ السُّوقِ يَلْقَى أَهْلُ الْجَنَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا . فَيُقْبِلُ الرَّجُلُ ذُوالْمَنْزِلَةِ الْمُرْتَفِعَةِ ، فَيَلْقَى مَنْ هُوَ دُونَهُ وَمَا فِيهِمْ دَنِيءٌ فَيَرُوعُهُ مَا يَرٰى عَلَيْهِ مِنَ اللِّبَاسِ . فَمَا يَنْقَضِي آخِرُ حَدِيثِهِ حَتَّى يَتَمَثَّلَ لَهُ عَلَيْهِ أَحْسَنُ مِنْهُ . وَذٰلِكَ أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَحْزَنَ فِيهَا» .

بازار میں جائیں گے جسے فرشتوں نے گھیر رکھا ہوگا۔اس میں ایسی چیزیں ہوں گی جیسی آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھیں' نہ کانوں نے سنی اور نہ دلوں میں ان کا خیال آیا۔'' فرمایا:''ہم جو چاہیں گے' (خادم) ہمارے لیے اٹھائیں گے۔اس بازار میں نہ کوئی چیز بیچی جائے گی نہ خریدی جائے گی۔ اس بازار میں جنتی ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔ ایک بلند درجے والا آدمی اپنے سے کم درجے والے کو ملے گا اور ان میں سے کوئی حقیر نہیں ہوگا۔ وہ (کم درجے والا) اس (بلند درجے والے) کے لباس کو دیکھ کر متاثر ہو جائے گا لیکن ابھی اس کی بات ختم نہیں ہوگی کہ اسے اپنا پہنا ہوا لباس اس سے بہتر نظر آئے گا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کوئی غمگین نہیں ہوگا۔''

قَالَ : «ثُمَّ نَنْصَرِفُ إِلٰى مَنَازِلِنَا ، فَتَلْقَانَا أَزْوَاجُنَا فَيَقُلْنَ : مَرْحَبًا وَأَهْلًا . لَقَدْ جِئْتَ وَإِنَّ بِكَ مِنَ الْجَمَالِ وَالطِّيبِ أَفْضَلَ مِمَّا فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ . فَنَقُولُ : إِنَّا جَالَسْنَا الْيَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ عَزَّ وَجَلَّ . وَيَحِقُّنَا أَنْ نَنْقَلِبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا» .

فرمایا:''پھر ہم اپنے گھروں کو واپس آئیں گے تو ہمیں ہماری بیویاں ملیں گی اور کہیں گی: خوش آمدید! آپ (گھر) آئے ہیں تو آپ کے حسن اور خوشبو میں روانگی کے وقت کی نسبت اضافہ ہو چکا ہے۔ ہم کہیں گے: آج ہم کو اپنے رب جبار عز وجل کی ہم نشینی کا شرف حاصل ہوا ہے' لہٰذا ہمیں اسی انداز سے واپس آنا تھا جس شان سے آئے ہیں۔''



**٤٣٣٧- حَدَّثَنَا** هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْرَقُ ، أَبُو مَرْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ : حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ خَالِدِ بْنِ

۴۳۳۷- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ جسے بھی جنت میں داخل کرے گا' اس کی شادی بہتر بیویوں سے کر دے

**٤٣٣٧ـ [إسناده ضعيف]** أخرجه ابن عدي : ٣/ ٨٨٤ من حديث هشام بن خالد به * خالد بن يزيد ضعيف مع كونه فقيهًا ، وقد اتهمه ابن معين(تقريب) ، وطعن في روايته عن أبيه كما في التهذيب وغيره .

مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ أَحَدٍ يُدْخِلُهُ اللهُ الْجَنَّةَ، إِلَّا زَوَّجَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً: ثِنْتَيْنِ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ، وَسَبْعِينَ مِنْ مِيرَاثِهِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ. مَا مِنْهُنَّ وَاحِدَةٌ إِلَّا وَلَهَا قُبُلٌ شَهِيٌّ. وَلَهُ ذَكَرٌ لَا يَنْثَنِي».

گا۔ دو عورتیں حور عین (جنت کی حوروں) میں سے ہوں گی اور ستر عورتیں وہ ہوں گی جو اسے جہنمیوں کی وراثت ملی ہوگی۔ ان میں سے ہر عورت کا مقام مخصوص نہایت خوبصورت اور دلکش ہوگا اور مرد کا عضو ایسا ہوگا جو نرم نہیں ہوگا۔

قَالَ هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ: مِنْ مِيرَاثِهِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، يَعْنِي رِجَالًا دَخَلُوا النَّارَ. فَوَرِثَ أَهْلُ الْجَنَّةِ نِسَاءَهُمْ. كَمَا وُرِثَتِ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ.

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاذ) حضرت ہشام بن خالد رحمہ اللہ نے فرمایا: جہنمیوں کی وراثت کا مطلب یہ ہے کہ جو مرد جہنم میں جائیں گے ان کی عورتیں جنتیوں کو مل جائیں گی' جیسے فرعون کی بیوی (جنتی تھی اور اس کا خاوند جہنمی اس لیے وہ) وراثت میں (کسی جنتی کو) ملے گی۔

٤٣٣٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَامِرٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُؤْمِنُ إِذَا اشْتَهَى الْوَلَدَ فِي الْجَنَّةِ، كَانَ حَمْلُهُ وَوَضْعُهُ وَسِنُّهُ فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ، كَمَا يَشْتَهِي».

۴۳۳۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کو جنت میں جب بچے کی خواہش ہوگی تو اس کی خواہش کے مطابق ایک گھڑی میں (فوراً) حمل' ولادت اور اس بچے کا بڑا ہونا (سب کچھ) ہو جائے گا۔''

**فوائد و مسائل:** ① جنت میں اسباب و نتائج کا وہ سلسلہ نہیں جو اللہ نے دنیا میں قائم کیا ہے' اس لیے ہر خواہش کی تکمیل فوراً ہو جائے گی۔ ② اللہ تعالیٰ جسے چاہے بغیر اعمال کے جنت میں داخل کر سکتا ہے' جیسے جنت کی حوریں اور خادم (غلمان) وہیں پیدا کیے گئے ہیں۔ اسی طرح جنت میں پیدا ہونے والا بچہ پیدائشی جنتی ہوگا۔ ③ جنت میں داخل کرنا اللہ کا فضل ہے اور فضل کے لیے ضروری نہیں کہ اس کا کوئی سبب (عمل وغیرہ) ہو جب

---

٤٣٣٨ـ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، صفة الجنة، باب ماجاء ما لأدنى أهل الجنة من الكرامة، ح: ٢٥٦٣ عن ابن بشار به، وقال: "حسن غريب".

کہ جہنم میں داخلہ ایک سزا ہے اور سزا بغیر جرم کے نہیں ملتی' لہٰذا کسی کو بغیر گناہ کے جہنم میں داخل نہیں کیا جائے گا۔

**٤٣٣٩-** حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا. وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ. رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا. فَيُقَالُ لَهُ: اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ. فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَىٰ فَيَرْجِعُ. فَيَقُولُ: يَارَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَىٰ. فَيَقُولُ اللهُ: اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ. فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَىٰ فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَارَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَىٰ. فَيَقُولُ اللهُ سُبْحَانَهُ: اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ. فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَىٰ. فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَارَبِّ إِنَّهَا مَلْأَىٰ. فَيَقُولُ اللهُ: اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ. فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا. أَوْ إِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ: أَتَسْخَرُ بِي أَوْ أَتَضْحَكُ بِي وَأَنْتَ الْمَلِكُ؟».

**۴۳۳۹-** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے معلوم ہے کہ کون سا جہنمی سب سے آخر میں جہنم سے نکلے گا اور کون سا جنتی سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا۔ ایک آدمی جہنم سے گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا نکلے گا۔ اسے کہا جائے گا: جا' جنت میں داخل ہو جا۔ وہ آئے گا تو اسے محسوس ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے' چنانچہ وہ واپس لوٹے گا اور عرض کرے گا: یا رب! وہ تو بھری ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جا' جنت میں داخل ہو جا۔ وہ (دوبارہ) آئے گا تو اسے محسوس ہوگا کہ وہ بھری ہوئی ہے۔ وہ واپس ہو جائے گا اور عرض کرے گا: میرے رب! وہ تو بھری ہوئی ہے۔ اللہ پاک فرمائے گا: جا' جنت میں داخل ہو جا۔ وہ آئے گا تو اسے محسوس ہوگا کہ وہ بھری ہوئی ہے۔ وہ پھر جا کر عرض کرے گا: میرے مالک! وہ تو بھری ہوئی ہے۔ اللہ فرمائے گا: جا' جنت میں داخل ہو جا۔ تجھے دنیا کے برابر اور (مزید) اس سے دس گنا جگہ ملے گی۔ یا فرمایا: تجھے دنیا سے دس گنا جگہ ملے گی۔ بندہ کہے گا: کیا تو مجھ سے مذاق کرتا یا مجھ سے ہنستا ہے' حالانکہ تو بادشاہ ہے؟''

قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.

صحابی فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ خوب ہنسے حتی کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔



---

٤٣٣٩ـ أخرجه البخاري، الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ح: ٦٥٧١، ومسلم، الإيمان، باب آخر أهل النار خروجًا، ح: ٣٠٨/١٨٦ عن عثمان بن أبي شيبة به.

فَكَانَ يُقَالُ : هٰذَا أَدْنٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا . پس کہا جاتا تھا: یہ شخص سب سے کم درجے کا جنتی ہے۔

**فوائد ومسائل:** ① جہنم سے نکلنے والے گناہ گار اپنے اپنے درجے کے مطابق جہنم سے نکالے جائیں گے' کم گناہوں والے پہلے اور زیادہ گناہوں والے بعد میں۔ ② جتنا کوئی شخص زیادہ گناہوں والا ہے' اسی قدر اس کا درجہ کم ہے۔ ③ کم سے کم درجے والے جنتی کو بھی کسی بادشاہ کی سلطنت سے دس گیارہ گنا جگہ ملے گی۔ ④ بندے کو بار بار یہ احساس کہ جنت میں جگہ خالی نہیں' اس لیے دلایا جائے گا کہ جب وہ جنت میں جائے تو اسے زیادہ خوشی حاصل ہو۔ ⑤ تعجب یا خوشی کے موقع پر ہنسنا زہد وتقوی کے منافی نہیں۔

**٤٣٤٠- حَدَّثَنَا** هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ الْجَنَّةَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَتِ الْجَنَّةُ: اَللّٰهُمَّ أَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ. وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَتِ النَّارُ: اَللّٰهُمَّ أَجِرْهُ مِنَ النَّارِ».

۴۳۴۰- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین بار جنت مانگتا ہے' جنت (اس کے حق میں دعا کرتے ہوئے) کہتی ہے: یا اللہ! اسے جنت میں داخل فرما دے۔ اور جو کوئی تین بار (جہنم کی) آگ سے پناہ مانگتا ہے' جہنم (اس کے حق میں دعا کرتے ہوئے) کہتی ہے: یا اللہ! اسے آگ سے محفوظ فرما۔''

**فوائد ومسائل:** ① دعا تین بار مانگنا مسنون ہے۔ ② اللہ سے جنت میں داخلے کی اور جہنم سے پناہ کی دعا مانگتے رہنا چاہیے۔ ③ جنت اور جہنم اللہ کی مرضی کے بغیر کسی کے حق میں دعا نہیں کرتیں' اس لیے ان کے دعا کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کر کے اس شخص کو جنت میں داخل کرنا چاہتا ہے۔

**٤٣٤١- حَدَّثَنَا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۴۳۴۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کے دو گھر ہیں: ایک گھر جنت میں اور ایک گھر جہنم میں۔

**٤٣٤٠ـ [صحيح]** أخرجه الترمذي، صفة الجنة، باب ماجاء في صفة أنهار الجنة، ح: ٢٥٧٢ عن هناد به، وصححه ابن حبان(موارد)، ح: ٢٤٣٣، والحاكم: ١/ ٥٣٥، والذهبي، وله شواهد، منها ما أخرجه ابن حبان في صحيحه (الإحسان)، ح: ٢/ ١٧٨، ح: ١٠١٠ وغيره، وبه صح الحديث.

**٤٣٤١ـ [صحيح]** أخرجه الطبري في تفسيره: ١٨/ ٥، وابن أبي حاتم، وابن كثير: ٣/ ٢٥٠، وفي نسخة: ٥/ ٤٥٩ في تفسيريهما من حديث أحمد بن سنان به، وصححه البوصيري، وله شواهد عند البخاري، ح: ٦٥٦٩/ ١٣٧٩، ومسلم، ح: ٢٨٦٦/ ٦٥، ٦٦ وغيرهما.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا لَهُ مَنْزِلَانِ: مَنْزِلٌ فِي الْجَنَّةِ، وَمَنْزِلٌ فِي النَّارِ. فَإِذَا مَاتَ، فَدَخَلَ النَّارَ، وَرِثَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنْزِلَهُ. فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْوَٰرِثُونَ﴾.

جب کوئی شخص فوت ہو کر جہنم میں جاتا ہے تو اس کا گھر وراثت میں جنت والوں کو مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے: ﴿أُولٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ﴾ ''یہی لوگ وراثت پانے والے ہیں۔''

**فوائد و مسائل:** ① ہر شخص کا گھر جنت میں بھی ہے اور جہنم میں بھی۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے بے مثال عدل اور بے انتہا رحمت کا پتہ چلتا ہے۔ ② ہر مرنے والے کو یہ دونوں گھر اس وقت دکھائے جاتے ہیں جب وہ قبر میں پہنچتا ہے۔ (دیکھیے: حدیث ۴۲۶۸) ③ جہنم میں جانے والے کا جنت والا گھر خالی رہ جاتا ہے' وہ کسی جنتی کو دے دیا جاتا ہے۔ یہ بھی اللہ کی رحمت اور اس کے فضل کا اظہار ہے۔

وَهٰذَا آخِرُ سُنَنِ الْإِمَامِ الْحَافِظِ أَبِي عَبْدِاللهِ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ مَاجَه الْقَزْوِينِي رَحِمَهُ اللهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللهِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ.

شعبۂ تحقیق و تصنیف دارالسلام

## أ

## ب

## ح

د

## ذ

## ز



## س

## ش

## ص

## غ



## ف

## م

## هـ

## و